اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

تکمیل حیات

زینب راجپوت

Zubi Novels Zone

ڈونٹ یُوڈئیر اسامہ میر۔۔۔۔کوشش بھی مت کرنا زارون سکندر سے چالاکی کرنے کی۔۔۔ورنہ اتنے ٹکڑے کروں گا کہ تیرے ساتھیوں کو "تیری ہڈیاں بھی نہیں ملنے والی۔۔۔۔

بھاری قدم اٹھاتے وہ سرخ و خشت بھری نگاہوں سمیت کوٹ کے بٹن کو ایک ہاتھ سے کھولتا اب سرد چہرے سمیت سیڑھیاں عبور کرتے بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوا۔۔

موبائل فون کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے وہ اپنے روم کی طرف بڑھنے لگا جب اچانک کچھ گرنے کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

حسین چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے وہ پوری طرح سے مڑا۔۔۔سیاہ گہری بڑی بڑی آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے اسنے گھور کر دروازے کو دیکھا۔۔۔

اور پھر ایک نگاہ اپنے گھر پر دوڑائی۔۔۔وہ عجلت میں ایک میٹنگ کے لیے شہر آیا تھا اور اب واپسی پر کافی رات ہو جانے کے سبب وہ سیدھا اپنے شہر میں موجود گھر کی طرف نکلا۔۔

جہاں سوائے اسکے کوئی ذی روح موجود نہیں ہوتا تھا۔۔مگر آج کچھ الگ تھا ۔۔وہ دبے قدموں سمیت سیڑھیوں کے نیچے بنے ایک روم کی سمت بڑھا

۔۔۔

ناب گھمائے اسنے دروازہ کھولنا چاہا جو کہ اندر سے لاکڈ تھا۔۔۔

ایکدم سے اسکا چوڑا سینہ پھولا گہری سانس بھرتے اسنے نظریں اطراف میں دوڑائی اور اگلے ہی لمحے فنگر پرنٹ لاک پر یس ہوا تھا دروازہ ایک دم سے کھلا تو سامنے کا منظر دیکھ اسکی سیاہ آنکھیں ایک لمحے میں سرخ پڑی۔۔۔

لالا۔۔۔۔"سامنے ہی بستر سے بندھی بے حال پڑی گل مینے اپنے" سامنے اسے دیکھ بے حال سی کیفیت میں بولی تھی۔۔جب کہ اسکی حالت دیکھ زارون سکندر نے بے ساختہ ہی نظریں چُراتے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں اس قدر سختی سے بھینچی جیسے کچھ تباہ کر دینا چاہ رہا ہو۔۔۔

للل لالا۔۔۔۔"آفتاب خان جو یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ گاؤں میں ہے اب" اچانک اسکے یوں آجانے پر اسکی جان لبوں پر آئی تھی۔۔

ٹانگیں بری طرح سے کپکپائی۔۔

اگلے ہی لمحے اسکے ہاتھ میں موجود گل مینے خان کا دوپٹہ زمین بوس ہوا وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوتا اپنے پسینے سے تر چہرے کو شرٹ سے پونچھنے لگا۔

زارون سکندر شعلہ جوالہ بنے ایک دم سے کسی زخمی شیر کی طرح اس پر ٹوٹا تھا کہ پاس پڑے میز سے وازا اٹھا کر اسکے سر پر دے مارا۔ گل مینے کا سفید چہرہ ایک دم سے زرد پڑا تھا وہ تھر تھر کانپتی گردن میں چہرہ چھپاتے بری طرح سے روئی تھی۔۔۔

ماتھے پر گہری چوٹ کا نشان تھا شاید آفتاب خان سے اپنی عزت بچانے کے چکر میں اسے یہ زخم آیا تھا۔۔۔

للال۔۔۔"بند ہو رہی بھیگی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرتی وہ بمشکل" سے زارون سکندر کی چوڑی پشت کو دیکھ بے آواز بولی۔۔۔کہ اسکا آفتاب خان کی طرف مکے کی صورت اٹھا ہاتھ فضا میں معلق رہ گیا۔۔۔

دہشت زدہ تاثرات سمیٹ وہ بپھرے ہوئے سے حلیے سمیت مڑا۔۔۔جہاں گل مینے کے بے ہوش پڑے وجود کو دیکھ وہ ایک لمحے میں بھاگتا ہوا بیڈ کی سمت بڑھا تھا۔۔

مینے۔۔۔"گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھتے وہ اب خوف و گھبراہٹ سے اسکا معصوم چہرہ تھپک رہا تھا۔۔۔کمال ضبط سے آنکھیں میچتے اسنے اسکے بیڈ کے کناروں سے بندھے ہاتھ آزاد کیے۔۔

اور کھینچ کر چادر اسکے وجود پر دی۔۔۔کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے ۔۔اور یہ سوچ ہی اسکے جسم کو آگ لگانے کو کافی تھی کہ اگر وہ بروقت ناں "پہنچتا تو کیا ہوتا۔۔۔۔

آفتاب خان اسے مصروف دیکھ لنگڑاتا ہوا جان بخشی پر باہر نکلا تھا۔۔

مینے۔۔۔۔"زارون سکندر نے اسکا گال تھپکتے پیشانی سے چپکتے سنہری" بالوں کو پیچھے پھینکا۔۔

درد کی شدّت سے پھولتی رگوں سمیت جبڑے بھینچے اسنے آنکھیں میچتے خود پر ضبط کرنا چاہا تھا جو کہ ناممکن تھا۔۔۔

فیض۔۔۔ڈاکٹر کو بھیجو۔۔۔۔!"اگلے لمحے اسنے اپنے پرسنل امپلائے کو" کال کرتی عجلت بھرے انداز میں کہا۔۔۔

اور گل مینے کو نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا کیونکہ اس کمرے کا خشر بہت ابتر ہو چکا تھا۔۔

پین کلر دے دی ہے میں نے ڈونٹ وری۔۔۔میرے خیال سے کوئی" شاک لگا ہے انہیں۔۔۔۔ریسٹ کرنے دیں ان شاءاللہ صبح تک ٹھیک ہو "جائیں گی۔۔۔

اپنا سامان بیگ میں رکھتے ڈاکٹر اپنے سامنے کھڑے بتیس سالہ خوبرو شخص کو دیکھ کر کافی سنجیدگی سے بولی پھر ایک نگاہ بستر پر لیٹی اس چھوٹی سی لڑکی پر ڈالی

۔

جو مشکل سے سترہ اٹھارہ سال کی تھی۔

ہمم۔۔۔۔۔۔شکریہ۔۔۔۔"مروت سے شکریہ کہتے اسنے فیض کو پکارا"

۔۔۔

جو دروازے کے باہر رکا۔۔تو ڈاکٹر اسے خدا حافظ کہتے روم سے نکلی۔۔۔

پشت پر ہاتھ باندھے زارون سکندر نے ایک نگاہ گل مینے پر ڈالی تھی۔۔جو ابھی تک سکول کے ادھڑے یونیفارم میں ملبوس تھی۔۔۔

گہری سانس بھرتے وہ روم سے باہر نکلا۔۔۔تھکاوٹ کے سبب سر بھاری پڑ رہا تھا۔۔۔صوفے پر بیٹھتے ہی اسنے تیزی سے کسی کو پیغام بھیجا اور موبائل فون سائلنٹ کرتے میز پر رکھے وہ آنکھیں موندے سر صوفے پر گرائے لیٹا

۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

چھناک سے کچھ گرنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔۔خود کو صوفے پر پاتے نیند سے بوجھل سرخ ہو رہی آنکھیں مسلتے اسنے خود کو دیکھا۔۔آہستہ آہستہ دماغ بیدار ہوا تو اسے سمجھ آیا کہ وہ کہاں پر ہے۔ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائی

۔۔۔

کھڑکی سے پھیلتی روشنی سے اسے اندازہ ہوا کہ صبح ہو چکی ہے۔۔چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ ایکدم سے اٹھا۔۔۔

رخ اپنے کمرے کی سمت تھا۔۔دروازہ ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی اسے آتا دیکھ وہ سہم کر کمفرٹر میں دبکی۔۔سر جھکا گئی۔۔

اسکی حرکت پر زارون سکندر نے آنکھیں چھوٹی کیے ایک نگاہ اس پر اور پھر فرش پر بکھرے کانچ پر ڈالی۔۔

"مینے۔۔۔۔"

میں نے کچھ نہیں کک کیا لالا۔۔۔مورے کی قسم۔۔۔میں بس کالج گئی تھی۔۔آفتاب لالا لینے آئے اور کہا کہ تایا سائیں نے بھیجا ہے تو میں چپ"

"چاپ بیٹھ گئی اور پھر۔۔۔

"تم چھوٹی بچی ہو کیا جو بنا سوچے سمجھے کسی کے ساتھ بھی بیٹھ گئی۔۔۔"

عادت کے مطابق وہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت لہجے میں بولا تو گل مینے سانس روکے خود میں مزید سمٹی۔۔۔

ایک تواس سے خوف ہی اس قدر لگتا تھا اس معصوم کو کہ وہ کبھی حویلی میں بھی اسکے سامنے نہیں آتی تھی۔۔اور آج جس طرح سے وہ غصہ تھا مینے کو یقین تھا وہ اسے جان سے مار دے گا۔۔

"فورا سے اٹھو ہمیں حویلی جانا ہے۔۔"

جبڑے بھینچے اسنے غصے بھری ایک نگاہ اس پر ڈالی اور مڑ کر کمرے سے نکلنے لگا۔۔

کیا ہو گیا بھوت کیوں بن گئی ہو۔۔۔۔؟"اسے یونہی بیٹھا دیکھ اب کی بار" غرا کر پوچھا تو وہ لبوں پر ہتھیلی جمائے اپنی چیخ روکنے لگی۔۔

آنکھیں لبالب پانی سے بھری تھی۔۔جنہیں دیکھ وہ دکھتے سر کو انگلی سے دبائے گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

مم میرے ککپڑے۔۔۔۔"آنسوں رگڑتے وہ بمشکل سے بول پائی تھی" ۔۔جبکہ دل اسکے خوف سے کسی ریل گاڑی کی طرح تیز تیز سپیڈ سے دھڑک رہا تھا۔

زارون سکندر کو اب اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔۔۔تو لب بھینچ لیے۔۔۔"ویٹ کرو میں ارینج کرتا ہوں۔۔۔"گھمبیر لہجے میں اسے حکم دیتے وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

"ہیلو انعم۔۔۔ایک فیور چاہیے یار۔۔۔میں گھر پر ہوں۔۔۔کیا تم اس وقت آسکتی ہو ملنے۔۔۔۔؟"

انعم سعید اسکی بزنس پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ زارون سکندر کی پسند بھی تھی۔۔وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔۔اور اب نا صرف زارون سکندر بلکہ انعم سعید بھی جلد از جلد شادی کے بندھن میں بندھنے کے خواہش مند تھے۔۔

اور زارون سکندر وہ پچھلے چھ ماہ سے اپنے دادا جان کو انعم سعید کے لئے راضی کر رہا تھا جو کہ ایک عورت کے اتنے آزاد خیال ہونے اور خاندان سے باہر شادی کرنے پر قطعی رضامند نہیں تھے۔

سر جھٹک کر اپنی سوچوں کے بھنور سے نکلتے اسنے ایک نگاہ بند کمرے پر دوڑائی اور باہر لان کی طرف نکلا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

کون ہے یہ لڑکی۔۔۔؟"سرد نگاہوں سے قطار کے آخر میں کھڑی محمل قریشی کو دیکھتے اعروس ازمیر شاہ نے اپنے پاس کھڑے خاص ملازم سے استفسار کیا۔۔۔

آغا جان حفیظ قریشی کی بیٹی ہے۔۔۔گاوں میں سب سے زیادہ چودہ جماعتیں " پڑھی ہے۔۔۔سنا ہے شہر میں ایک سکول میں پڑھاتی ہے۔۔

اقبال نے انہیں مختصر لفظوں میں محمل قریشی کی بابت آگاہ کیا تھا۔۔جو مرادن خانے میں آج سب مردوں کے آخر میں کھڑی شاہ حویلی میں پہلی بار آئی تھی۔۔

گلابی آنچل سلیقے سے سر پر جما تھا۔۔۔نیلی آنکھوں میں سنجیدگی اور وقار سا تھا ۔۔سفید رنگت میں ہلکی سی سرخی کی رمق قائم تھی۔۔وہ دراز قد کی مالک ایک غریب مگر باکردار لڑکی لگی انہیں۔۔۔

اسے بلاؤ۔۔۔"وہ سننا چاہتے تھے کہ آخر آج وہ کیونکر اتنے مردوں کے بیچ حویلی آئی ہے۔۔۔

اقبال نے تعظیما سر کو ہاں میں جنبش دیتے محمل قریشی کو آگے بلایا۔۔"

السلام علیکم۔۔۔۔"اسنے دھیمی آواز میں سلام کیا۔۔۔مگر سامنے بیٹھے" شخص نے کوئی جواب نہیں دیا وہ بس اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

ایک لمحے میں وہ اسکا موازنہ اپنے ہونہار پوتے اسال آغا شاہ سے کر چکے تھے

۔۔

بابا کی طبعیت ٹھیک نہیں۔۔۔پچھلے سال آپ سے کچھ ادھار لیا تھا ہم نے" ۔۔۔بس کچھ رقم ادا کرنے آئی ہوں۔۔۔"وہ نظریں جھکا کر بیس ہزار روپے آگے بڑھاتے بولی۔۔۔

"آغا جان نے ایک نگاہ ان پیسوں کو دیکھا اور پھر اس لڑکی کو۔۔۔"

ہمممم تو اتنی چھوٹی سی رقم کیلئے لڑکی تم مردان خانے تک آگئی وہ بھی اکیلے"

۔۔۔۔؟ کیا ماں نہیں رہی تمہاری۔۔۔!" وہ کرخت آواز میں بولے اور

اگلے ہی لمحے ان کی توقع کے مطابق نیلی آنکھیں اٹھائے اسنے عجیب نظروں

سے شاہ حویلی کے سردار کو دیکھا۔۔۔

جن کا جاہ و جلال پورے گاؤں میں اپنی مثال آپ تھا۔۔

معاف کیجئے گا سردار صاحب۔۔۔۔ہم غریب ضرور ہیں مگر عزت دار ہیں"

۔۔میرے ماں باپ کو مجھ پر پورا بھروسہ ہے۔اور رہی بات اکیلے آنے کی

۔۔تو اماں کی آنکھوں کا علاج چل رہا ہے۔۔وہ زیادہ نہیں چل سکتی اس لیے

مجبوراً مجھے آنا پڑا۔۔۔

وہ اس وقت مردوں سے بھرے ایک مجمعے میں کھڑی تھی۔۔اسکا ایک غلط

لفظ اسکے بابا کی عزت پر حرف لا سکتا تھا۔۔۔اسی لیے قدرے سکون سے

کہا۔

ہمممم "وہ پیسے اقبال کو دیے واپس مڑ گئی۔۔۔۔جبکہ آغا جان کی نظریں اور " سوچ کی تنابیں اسی لڑکی پر اٹکی تھی۔۔

"اقبال۔۔۔۔"

جی خضور۔۔۔"وہ جھک کر بولا۔۔۔"

"کیا شادی شدہ ہے یہ لڑکی۔۔۔۔؟"

اقبال انکے سوال پر چونکا۔۔"سرکار سائیں بچپن سے خان حویلی میں رشتہ طے ہے۔۔اپنے ماموں کے بیٹے سے۔۔شادی اسی ماہ کے آخر پر طے ہے "۔۔۔۔

اقبال چونکے گاؤں کا فرد تھا وہ ہر بات سے واقفیت رکھتا تھا۔۔آغا جان نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو وہاں سے جانے کا کہا۔۔۔۔کچھ ہی دیر میں مردان خانے میں سوائے ان کے اور اقبال کے کوئی ذی روح موجود نہیں تھا

۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں وہی انادیکھی ہے میں نے جو میرے آغا کی آنکھوں میں ہے۔۔۔یہ دے گی میرے آغا کی اولاد اسکے وارث کو جنم۔۔۔۔۔"ایک لمحہ لگا تھا انہیں فیصلہ کرنے میں۔۔۔ "

وہ حاکم وقت تھے۔۔کچھ بھی سوچنا اور کرنا ان کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا ۔۔۔ محمل قریشی کو کسی دوسرے کی زندگی سے چھین کر وہ اپنے پوتے کی زندگی میں لانے کا فیصلہ منٹوں میں کر چکے تھے۔۔یہ جانے بنا اسکا انجام کتنا غلط ہو سکتا ہے۔۔۔

بلاؤ خفیظ کو۔۔۔۔۔مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔۔"پگڑی درست " کرتے وہ سرد لہجے میں کہتے اقبال کو حیرت میں چھوڑے زنان خانے کی طرف بڑھے۔۔۔

جو یہ بات اچھے سے جانتے تھے کہ اس حویلی میں غریب کی بیٹی نوکر تو بن "سکتی ہے مگر بہو نہیں۔۔۔تو کیا وہ صرف اولاد کی خاطر۔۔۔۔۔؟؟

اس سے آگے ہی سوچ ان کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھی۔۔ تھوک نگلتے وہ لبوں پر زبان پھیرتے بوجھل دل سے باہر نکلے۔۔ جانے کون سی تباہی لانے والا تھا یہ آنے والا وقت۔۔۔۔۔"

★★★★★★★★★★★★

"حویلی پہنچنے پر دادا جان کے منہ سے ! ۔۔۔۔ گل مینے آپ کے ساتھ تھیں نکلتے یہ شاکی الفاظ تھے۔۔ جنہیں سن وہ لب بھینچ کر نظریں آگے پیچھے دوڑانے لگا۔۔۔۔

جہاں پورا خاندان پہلے سے بیٹھا ان دونوں کو مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔

زارون سکندر کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تو اسنے پلٹ کر گل بیں نے کو دیکھا۔۔۔ اندر جاؤ مینے۔۔۔ "نہایت سرد لہجے میں اسے حکم دیتے وہ لان کی سمت بڑھا۔۔۔۔

نہیں کہی نہیں جاسکتی یہ لڑکی۔۔۔جب تک تم دونوں ہمارے سوالوں کے "
"جواب نہیں دوگے یہاں سے کوئی نہیں ہلے گا۔۔۔۔

آفتاب خان کا بڑا بھائی زرغان خان ہتھے سے اکھڑ کر دھاڑا تھا۔۔

گل مینے کا ننھا ذہن بری طرح سے الجھ سا گیا تھا ہاتھ مسلتے وہ دور کھڑی مورے کو دیکھ ان کی سمت بھاگی۔۔ جنہوں نے نرمی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ ڈالا جو ہلکی ہلکی لرز رہی تھی۔۔

آپ سب ہوتے کون ہیں مجھ سے زارون سکندر سے سوال جواب کرنے "
والے۔۔۔۔انگشت شہادت اپنے سینے پر ٹکائے وہ بپھر کر دھاڑا تھا۔۔ کہ ایک پل کو ماحول میں خاموشی چھا گئی۔۔ مگر اگلے ہی لمحے زرغان خان سرخ انگارہ ہو رہی آنکھوں سمیت اسے دیکھ کر جگہ سے اٹھا۔۔

سردار ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا زارون خان کہ تم اپنے خاندان کی "
عورتوں کو اپنے بستر کی زینت بناتے رہو اور ہم سب بغیرتوں کی طرح چپ چاپ دیکھتے رہیں۔۔۔

اچھے سے جانتے ہو تم گل مینے بالغ ہے اور تمہارے چچا مرحوم کی بیٹی۔۔

رات کی تاریکی میں جب ایک لڑکا اور لڑکی گھر سے باہر رات گزاریں تو سوال

"اٹھتے ہی ہیں۔۔۔اب۔مرد بنو اور اپنے گناہ کو تسلیم کر لو۔۔۔

ایک تو اسکے سردار بننے کا غم دوسرا اپنے بھائی کی حالت دیکھ گویا اسکی دم پر پیر

آیا تھا۔۔

زرغان خان اچھے سے جانتا تھا کہ وہ گل مینے سے شادی نہیں کرے گا اور

اسی بات کا فائدہ اٹھا کر وہ اپنی بھائی سے اسکی شادی کروائے گا۔۔۔

اوقات دیکھ کر زبان کھولو زرغان خان ورنہ ایک لمحہ نہیں لگے گا یہ زبان"

"گدی سے کھینچ کر تیرے ہاتھ میں دے دوں گا۔۔۔۔

شرربار نظریں اسکے وجود پر گاڑھے وہ قہر برساتی نظروں سمیت بولا۔۔

زارون سکندر گل مینے اسفیان خان تمہاری چچازاد ہے۔۔۔پورا ایک دن"

اور رات ہو چکا ہے اسے گھر سے غائب ہوئے۔۔۔یا تو وجہ دو یا پھر ابھی اور

" اسی وقت اس سے نکاح کرو گے تم۔۔۔

داجان کو اس سے ایسی حرکت کی ہر گز امید نہیں تھی۔۔وہ خود مینے کو اس کے لیے پسند کر چکے تھے اور جلد ہی اس سے بات کرنے والے تھے مگر جو حالات بن چکے تھے ان سے صاف ظاہر تھا کہ کل رات سے وہ دونوں ایک ساتھ تھے۔۔۔

زارون سکندر نے ایک نگاہ اپنی ماں کے اندر چھپی گل مینے پر ڈالی جو آج اس وقت اسے زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھی۔۔۔

زارون سکندر خاموش کھڑا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر کار وہ کیا جواز دے۔۔۔اگر آفتاب خان کا بتاتا تو یقیناً داجان اس بدبخت کا نکاح گل مینے سے کروا دیتے جو کہ وہ ہر گز نہیں کر سکتا تھا مگر کیا وہ خود اس سے نکاح ۔۔۔۔؟؟ وہ تو انعم سعید سے محبت کرتا تھا۔۔۔دل و دماغ میں الگ جنگ سی چھڑ چکی تھی۔۔۔

آپ اچھے سے جانتے ہیں داجان وہ مجھ سے چودہ سال چھوٹی ہے۔۔۔"
میری بہنوں کی طرح ہے۔۔۔وجہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا اور نکاح بھی میں
"نہیں کر سکتا۔۔۔۔

اسنے سب کو اگنور کرتے اپنے داجان کو مخاطب کرتے کہا تھا۔۔۔

مورے میں لالا سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔۔!"وہ خوف سے کانپتی"
آواز میں بمشکل سے اپنی ماں کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔۔
جو صورتحال پر سخت متفکر تھی۔۔۔

انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا کچھ ہو گا۔اگر زارون سکندر نے انکار کر دیا تو شاید ان کی گل کو کسی ایرے غیرے کے حوالے کر کے حویلی سے عاق کر دیا جاتا۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے اگر تم نکاح نہیں کرنا چاہتے تو بلاؤ آفتاب خان کو زرغان خان"
"۔۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں اسکے اور گل مینے کے نکاح پر۔۔۔

گاڑی کی طرف بڑھتے اسکے بھاری قدم داجان کی بلند آواز پر بے ساختہ ہی تھمے تھے۔۔۔وہ اچھے سے جانتے تھے اپنے پوتے کو لگام کیسے ڈالنی ہے اور ان کی امید کے مطابق وہ ایکدم سے رک گیا تھا۔۔

زرغان خان تو مانو اپنی مراد بھر آنے پر ڈھیروں خوش ہوا تھا اب گل مینے کے باپ کی جائیداد انکے ہاتھ آنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا تھا وہ خباثت سے سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گیا۔۔۔

ٹھہرو۔۔۔"زرغان خان کو باہر جاتا دیکھ وہ سرد لہجے میں بولا جبکہ اسکی" آنکھوں کے سپاٹ تاثرات دیکھ داجان سکون سے کھڑے تھے۔۔

گردن موڑ کر اپنی بہو کو اشارہ کیا۔۔۔جنہوں نے سر اثبات میں ہلاتے اپنے بیٹے کو دیکھا اور ہاتھ میں موجود بڑی سی چادر کھول کر اپنی ماں سے لپٹی گل مینے خان پر اوڑھائی۔۔

اگلے دس منٹوں کے بعد وہ گل مینے اسفیان خان سے گل مینے زارون سکندر بن چکی تھی۔۔

جس شخص کے ڈر اور خوف سے کمرے میں چھپ جایا کرتی تھی وہ اب پوری حاکمیت سے اسکی زندگی میں شامل ہو چکا تھا۔۔اسکی حالت کسی خوفزدہ شکار کی سی تھی۔۔

رو رو کر اسنے خشر بگاڑ ڈالا تھا۔۔جبکہ اسکی ماں اور تائی اسے خاموش کرانے میں ناکام ہو چکے تھے۔۔

رخصتی ایک سال بعد طے پائی گئی تھی۔۔اور یہ زارون سکندر کا فیصلہ تھا کیونکہ وہ اس رشتے کو سرے سے تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔۔۔

"زارون سکندر تمہاری منکوحہ بن چکی ہے گل مینے۔۔۔تو کیا ایک بار ملو گے نہیں اسے۔۔۔۔" وہ فار ملیٹی نبھا کر گھر سے بھاگ رہا تھا جب اسفندیار خان نے اسے روکا۔۔وہ باپ کی آواز پر آنکھیں ضبط سے میچ کر ایک پل کو رکا

۔۔۔

ان چونچلوں کے سوااور بھی کام ہیں مجھے۔۔۔۔"وہ بولا نہیں گویا جان" چھڑائی تھی۔۔۔اسکے بے زار لہجے پر اسفندیار خان نے خاموش نظروں سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

رخصتی کی تیاری کرواسفندیار خان۔۔۔۔۔میں بھی دیکھتا ہوں یہ کیسے واپس "نہیں لوٹتا۔۔۔۔۔

پیچھے کھڑے داجان جوان کی گفتگو سن چکے تھے۔۔انہوں نے پر سوچ سے انداز میں کہاتواسفندیار خان نے حیرت سے باپ کو دیکھا۔۔اور پھر خاموشی سے سر ہلاتے وہ تیاریوں کے سلسلے میں ڈیرے کی طرف بڑھے۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں جارہے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔؟"خاموش فضامیں گونجتی آغاجان کی آواز پر ڈائننگ ٹیبل پر موجود سبھی نفوس نے رخ پھیر کر اسے دیکھا۔۔۔

جوایک ہاتھ میں اپنی کچھ فائلز اور بلیک کوٹ تھامے ہوئے تھا۔۔۔چہرے پر بلا کی سنجیدگی جو پہلے سے بھی زیادہ اسکی شخصیت کا خاصا بن چکی تھی۔۔

جبکہ ایک ملازم اسکے پیچھے اسکا لیپ ٹاپ اور کچھ سامان تھامے کھڑا تھا۔۔۔

نفیسہ شاہ نے رخ موڑ کر اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا۔۔جو نا جانے کہاں کھو سا گیا تھا۔۔

اسال آغا ہم آپ سے مخاطب ہیں۔۔۔۔!"آغا جان کی سرد دوٹوک" آواز پر اسنے چہرے پر لاپرواہی سمیٹے مڑ کر انہیں دیکھا۔۔جو اسکے چہرے پر چھائے باغی رنگوں کو دیکھ کچھ ٹھٹکے۔۔۔

شہر جا رہا ہوں۔۔ایک ضروری میٹنگ کیلئے۔۔۔"اس نے بات کو طول نا دینے کے لئے جھوٹ گھڑا۔۔۔

جس پر وہ اسے گھور کر اپنی نشست سے اٹھے۔۔۔

ہم صرف سچ سننا چاہتے ہیں آغا۔۔۔"ان کا لہجہ دوٹوک تھا۔۔۔اب کی بار اسال آغا نے سرخ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔

وہ اسکے بڑے تھے۔۔اسال آغا کا مردہ دل صرف ان کے احترام کا لخاظ رکھتا تھا۔۔جو نا جانے کب تک قائم رہتا۔۔

سچ یہ ہے آغا جان۔۔۔۔کہ میں کسی بھی عورت سے شادی نہیں کرنے " والا۔۔۔اور آپ کل جو کچھ بھی کرنے والے ہیں۔۔۔اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اسال آغا شاہ کسی بات سے ناواقف یا انجان ہے تو یہ بھول ہے " آپ کی۔۔۔۔

ان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔۔۔۔

تو آغا جان کے گھنی مونچھوں تلے موجود لب دھیمے سے مسکرائے۔۔۔سر بے ساختہ ہی اثبات میں ہلایا۔۔۔

اگر اتنا سب کچھ جانتے ہیں آغا شاہ تو یہ بھی جانتے ہی ہونگے آپ کہ " اعروس شاہ ایک بار کچھ کرنے کی ٹھان لے تو اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔۔۔ آپ زبردستی نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔"وہ سرخ چہرے سمیت ان " کی بات کاٹتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔

کہ میز پر بیٹھی نفیسہ بیگم نے ڈر کر منہ پر ہاتھ رکھا۔۔

روپ شاہ نے بے ساختہ ہی گھبرا کر ماں کا کندھا جکڑا تھا۔۔۔ناجانے کیا ہونے والا تھا اب۔۔۔۔

خدیجہ سے نکاح کرنے کو آپ راضی نہیں ہیں اسال۔۔۔۔ہم نے آپ" کے فیصلے کا احترام کر لیا۔۔۔۔آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بہن اور بھانجی کو آپ کے زیر سایہ رکھا جائے۔۔ہم نے وہ بھی مان لیا۔۔۔اگر کل آپ نے ہمارے کسی بھی فیصلے کی خلاف ورزی کرنے کی سوچی تو یاد رکھئے گا۔۔۔ نعمت دلاور شاہ اور ان کی بیٹی اس حویلی میں واپس نہیں لوٹیں گی۔۔۔

"اور ناں ہی ان کی سرپرستی آپ کو دی جائے گی۔۔۔۔

آغا جان نے بڑی مہارت سے تابوت میں آخری کیل ٹھونکا تھا اب وہ اسکے چہرے کا جائزہ لے رہے تھے۔۔۔جو غصے کے زیادتی سے لال انگارہ ہو رہا تھا

۔۔۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے آغا جان۔۔۔۔اگر آپ نے ایسا کچھ بھی کیا تو میں اس

"لڑکی کی زندگی جہنم بنادوں گا۔۔۔۔

وہ دھمکی نہیں دے رہا تھا آغا جان نے غور سے اسکی آنکھوں میں اترتے

خون کو دیکھا۔۔

لب سختی سے بھینچے۔۔

محمل قریشی سے آپ کا نکاح کرنے کا فیصلہ ہمارا ہے آغا اور جب تک وہ"

آپ کا وارث ہماری گود میں نہیں ڈال دیتی آپ انہیں کوئی ضرر نہیں

"پہنچائے گے۔۔۔اور یہ میرا حکم ہے۔۔۔۔

آغا جان نے ٹھہرے مگر مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔

وہ اصول پسند ضرور تھے مگر اتنے بھی سخت مزاج نہیں جو ایک کمزور لڑکی پر

ظلم ڈھانے کی چھوٹ اپنے پوتے کو دے دیتے۔۔۔

آغاز آپ کر رہیں ہیں آغا جان۔۔۔۔اختتام اسال آغا شاہ اپنی مرضی سے"

" کرے گا۔۔۔

اسنے دوٹوک لہجے میں گویاان کی بات سرے سے رد کرڈالی تھی۔۔۔۔

وہ واپس مڑا۔۔فائلزاور لیپ ٹاپ ملازم کے ہاتھ سے چھینتے زور سے فرش پر دے مارا تھا۔۔کہ روپ شاہ نے گرج دار آواز پر کانوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

جبکہ آغا جان اسال آغا شاہ کو دیکھ رہے تھے جواب اپنے کمرے میں بند ہو چکا تھا۔۔۔

بہو۔۔۔۔۔جی آغا جان۔۔۔۔؟نفیسہ بیگم اور ثمینہ بیگم نے ایک ساتھ انہیں دیکھا تھا۔۔۔

بدر عالم کو فون کرو ہم سے آکر ملے جلد از جلد۔۔۔۔اور نکاح کی تیاریاں "کرو۔۔۔۔کل ہی نکاح ہو گا۔۔کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔۔۔۔

ایک نگاہ اپنی دونوں بہوؤں پر ڈالے انہوں نے آخر میں اپنے چھوٹے بیٹے کو دیکھا جنہوں نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔

سائیں۔۔۔۔بدر کو فون کر کے اطلاع دے دیں۔۔۔۔"آغا جان کے جاتے ہی ثمینہ بیگم نے اپنے شوہر آباد شاہ کو مخاطب کرتے کہا تھا جو جانے کن سوچوں میں گم تھے۔۔

سر ہلاتے وہ ہاتھ کھانے سے کھینچتے ایکدم سے اٹھے تھے۔۔۔

جبکہ خواتین سبھی بے بسی سے واپس بیٹھی ابھی ہوئے تازہ واقعے کو سوچ رہی تھی۔۔۔

★★★★★★★★★★★★★

مل گیا وقت آپ کو آنے کا۔۔۔۔۔یہ زحمت بھی ناں کرتے برخوردار ۔۔۔۔"رات کے دس بجے وہ بکھرے ہوئے سے حلیے میں سیدھا ڈیرے پر پہنچا تھا۔۔۔

اندر ہوئی توڑ پھوڑ اس قدر اعصابی تھکن دے چکی تھی کہ وہ بیرونی ماحول پر توجہ ہی نہیں دے پایا تھا۔۔۔

سرخ نظریں اٹھائے ایک بار اسنے داجان کو دیکھا اور ساتھ ہی نظریں جھکا لی۔۔

آپ کی مرضی سے نکاح کر لیا ہے داجان۔۔اب بولیے اور کیا چاہتے ہیں"

"آپ۔۔۔۔

زارون سکندر نے کاٹ دار لہجے میں انہیں جتایا تھا۔۔ جنہوں نے گہری سانس بھرتے پیچھے کھڑے اپنے بیٹے کو گردن ہلاتے اشارہ کیا۔

جو سر اثبات میں ہلا کر ان دادا پوتے کو اکیلا چھوڑ کر واپس مڑے تھے۔۔۔

یہ سوال تو بعد کیلئے رکھ لیں زارون سکندر۔۔۔۔کہ ہم کیا کچھ چاہتے ہیں"

آپ سے۔۔۔۔فل حال تو ہم نے فیصلہ لیا ہے کہ گل مینے کی رخصتی آج ہی ہو گی۔۔۔اسی وجہ سے آپ کو عجلت میں واپس بلایا گیا ہے۔۔اور۔

داجان۔۔مجھے ابھی رخصتی نہیں چاہیے۔۔۔میں نے نکاح سے پہلے اپنا" موقف پیش کر دیا تھا کہ فل حال میں رخصتی نہیں لینے والا۔۔۔۔"وہ پہلوں بدل کر سرے سے انکار کر گیا۔

تو کیا چاہتے ہو تم زارون سکندر۔۔۔۔۔؟ کب چاہیئے تمہیں رخصتی۔۔۔؟"

جب یہ بھوڑا خان تمہارے بچوں کو دیکھنے کی خواہش دل میں ہی دبائے منوں مٹی تلے جا سوئے۔۔۔تب۔۔۔۔؟"

داجان کا چہرہ بے بسی اور غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔

زارون سکندر نے بے اختیار سر نفی میں ہلاتے کرب بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔

وہ کیسے سمجھاتا انہیں۔۔۔جو زخم اسکے دل پر لگا تھا اسے بھرنے میں وقت درکار تھا۔۔

وہ اچانک کیسے گل مینے کو اپنی زندگی میں تسلیم کر لیتا۔۔۔جبکہ دل تو کسی اور کے لئے دھڑکتا تھا۔۔۔

"داجان۔۔۔۔

بس زارون خان۔۔۔۔بتیس سال تک آپ ٹالتے رہے اور ہم خاموش رہے۔۔۔اب آپ خاموش رہیں گے اور جو فیصلہ ہم نے لیا ہے اسے قبولے گے۔۔۔۔"

داجان نے دوٹوک لہجے میں کہتے گویا اسکی دلیلوں کو رد کر ڈالا تھا۔۔

شادی کی ساری رسومات کل ہو نگی۔۔۔مگر گل مینے آج ہی رخصت ہو کر آپ کے کمرے میں جائے گی۔۔۔"

اب کی بار اسنے محض لب بھینچنے پر اکتفاء کیا تھا۔۔اندر اٹھتے طوفان کو کس قدر مشکل سے باندھے رکھا تھا یہ کوئی اس سے پوچھتا۔۔۔

سارا خاندان اکٹھا ہے یہاں۔۔۔۔جائیں اپنے دوستوں اور کزنوں کے بیچ" ۔۔۔۔آپ کے چہرے پر صرف خوشی جھلکنی چاہیے زارون سکندر اور یہ "ہمارا حکم ہے۔۔۔۔

داجان اچھے سے واقف تھے۔۔۔وہ کیا کرنا چاہ رہا تھا۔۔مگر اسے راہ راست پر لانے کا طریقہ ان سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔۔

ایک گہری نگاہ اسکی چوڑی پشت پر ڈالے وہ خود اب اپنی گاڑی کی سمت بڑھے ۔۔۔تاکہ وقت پر گھر پہنچ کر سارے انتظامات دیکھ سکیں۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔جب وہ بکھرے ہوئے سے حلیے میں ہی حویلی لوٹا تھا۔۔۔اسکے دوست تو اس اچانک ہوئی شادی پر حیران اور خوش دونوں ہی تھے۔۔۔

وہ بظاہر خوشی کا ناٹک کرتے کرتے اب اکتا سا گیا تھا۔۔

سب سے زیادہ غصہ اسے گل مینے خان پر تھا جس کے سبب آج اتنا سب کچھ ہو رہا تھا۔۔۔

مردہ قدموں سمیت وہ آگے بڑھا جب جیب میں پڑا موبائل فون دوبارہ سے رنگ ہوا۔۔۔

اسنے موبائل فون بے دھیانی کے عالم میں نکالا تو سامنے ہی انعم سعید کی کئی مسڈ کالز تھیں۔۔

جسے دیکھتے ہی اسنے کرب سے آنکھیں میچ ڈالی۔۔جبڑے بھینچے وہ سرد سانس بھرتے رہ گیا۔۔۔

فون چیک کرتے اب اسکے قدموں کی رفتار میں تیزی آئی تھی۔۔۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ سیدھا اپنے روم میں داخل ہوا۔۔۔دروازہ زوردار طریقے سے کھولا۔۔تو اگلے ہی لمحے گلاب کے پھولوں کی تیز خوشبو کا جھونکا تھا جو زارون سکندر کے وجود سے ٹکرایا۔۔

سیاہ چمکدار آنکھیں گھمائے اسنے پورے کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔۔۔ مگر حیرت تو اسے بیڈ پر پھیل کر سوئی ہوئی گل مینے خان کو دیکھ کر ہوئی تھی

۔۔

اتنے سالوں سے وہ اکیلا اپنے روم میں رہتا آیا تھا۔۔۔کجا کہ اسے ملازمین کا بھی روم میں آنا سخت ناپسند تھا یہی وجہ تھی کہ اسکی والدہ خود اسکا روم صاف کرتی تھی۔۔

اوراب اپنے بستر پراس لڑکی کایوں بے فکر ہو کر سونا گویااسکے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔۔۔

کوٹ اتارتے اسنے زوردار طریقے سے فرش پر پٹکھا۔۔۔کف فولڈ کرتے وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا۔۔اور کھینچ کااسکا سفید بازو اپنی گرفت میں لیتے اسنے کھینچ کر اسے اٹھایا۔۔

جو گہری نیند میں ہونے کے سبب ہڑ بڑا کر اٹھی تھی۔۔۔

حسین آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔۔وہ آنکھیں جھپک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

مگر مقابل کے چہرے پر رقم وخشت دیکھ وہ تھوک نگلتے ہوش میں لوٹتے بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی۔۔

زارون سکندر نے مخصوص پٹھانی لباس میں ملبوس گل مینے خان پر ایک تیز نظر دوڑائی۔۔

جو سج دھج کر کسی دولہن کی طرح اسکی سیج سجائے بیٹھی تھی۔۔

ہاؤڈیئر یُو۔۔۔۔؟" وہ غرا کر نزدیک ہوا۔۔تو گل مینے نے ڈر کر ہاتھوں "
میں چہرہ چھپایا۔۔۔
اسکی حرکت پر زارون سکندر جو کچھ سخت کہنے والا تھا ایک دم سے مٹھیاں
بھینچ کر ایک شعلہ برساتی نگاہ ڈالے وہ ضبط سے پیچھے ہٹا۔۔۔
میرے نکلنے تک یہ بستر صاف ہونا چاہئے گل مینے خان۔۔۔ورنہ چمڑی "
"ادھیڑ کر رکھ دوں گا میں تمہاری۔۔۔۔
شہادت کی انگلی فضا میں بلند کرتے زارون سکندر نے اسے اپنے قہر سے
روشناس کروایا جو سہم کر دل ہی دل اللہ کو یاد کر رہی تھی۔۔۔
پانی لبالب ان بڑی بڑی آنکھوں میں اکٹھا ہوا تھا۔۔۔
دروازہ بند ہونے کی آواز پر اسنے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو زارون سکندر وہاں
موجود نہیں تھا مطلب وہ واشروم جا چکا تھا۔۔۔

مم مورے نے جھوٹ کہا۔۔۔یہ جلاد ہیں ایک نمبر کے۔۔۔مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔۔"وہ پھل پھل بہتے آنسوں کو ہتھیلی سے رگڑتی اگلے ہی لمحے بنا سوچے سمجھے کمرے سے بھاگ کر نکلی تھی۔۔۔

قریباً دس منٹ کے بعد وہ شاور لے کر نکلا۔۔بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ جیسے ہی روم میں اینٹر ہوا۔۔۔گل مینے وہاں سرے سے موجود نہیں تھی

۔۔۔

ایک نگاہ بیڈ پر بچھے پھولوں کو دیکھ وہ دانت پیستے غرایا۔۔۔۔مینے۔۔۔۔"اسکا چہرہ ڈریسنگ روم کی طرف تھا۔۔۔وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ وہاں موجود تھی۔۔ گل۔۔۔۔۔؟"وہ پھر سے چلایا۔۔۔سفید چہرے پر اب کی بار سرخی کی رمک بڑھی تھی۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ ایک امیچیور لڑکی سے شادی کے حق میں نہیں تھا۔۔۔

دروازے کے قریب جاتے اسنے ایک دم سے دروازہ کھولا تو کمرہ حالی تھا۔۔

گل۔۔۔۔۔"دانت پر دانت جمائے وہ طیش سے مٹھیاں بھینچتے اب وارڈوب سے اپنی شرٹ نکالتے عجلت میں روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔

"دروازہ اتنی شدّت سے بند کیا تھا جیسے سارا قصور اس دروازے کا ہو۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

آجائیں۔۔۔۔۔"دروازے پر ہوتی پہلی ہی دستک پر نرگھس خان نے اسے اندر آنے کی اجازت دی گویا وہ جانتی تھی کہ دروازے پر کون ہو سکتا ہے

السلام علیکم چچی جان۔۔۔۔۔"سرخ چہرے سمیت وہ بمشکل ضبط سے " انہیں سلام کرتے اب ان کے اندر چھپی پڑی گل مینے خان کو دیکھ جبڑے بھینچ گیا۔

جو ایسے رو رہی تھی جانے کتنا ظلم کر دیا ہو اس پر۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام زارون بیٹا۔۔۔۔۔میں لا رہی تھی بس گل کو۔۔۔۔"وہ بھتیجے کے مزاج سے واقف تھی۔۔

جبھی بات سنبھالنے کو بولی۔۔۔

"نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔مورے۔۔۔لالا بہت برے ہیں۔۔یہ مجھے جان سے ماردیں گے۔۔۔مجھے نہیں جانا وہاں۔۔۔۔"

وہ ماں کے سینے میں مزید چھپتی خوف زدہ سی روتے ہوئے بولی تھی۔۔

پہلی بار تو وہ اسکے کمرے میں گئی تھی۔۔مورے اور تائی جان نے اسے بتایا تھا کہ زارون سکندر شہر گیا ہے اسی وجہ سے تو وہ اتنی آرام سے سو رہی تھی مگر اب اسکی موجودگی میں وہ مر کر بھی اسکے کمرے میں نا جاتی۔۔۔

"مینے اٹھو اور فوراً سے روم میں چلو۔۔۔ضبط کے کڑوے گھونٹ" بھرتے اسنے اندر اٹھتے ابال کو دبائے دبے دبے لہجے میں کہا۔۔

ورنہ دل تو اس لڑکی کے ہوش ٹھکانے لگانے کا تھا۔۔۔

"گل مینے اسے اگنور کرتی اب بھی ماں سے لپٹی رہی۔۔۔جس پر نرگس بیگم گھبرا سی گئی۔۔۔

بب بیٹا آپ چلو میں اسے لاتی ہوں۔۔۔۔"وہ شائستگی سے بولی۔۔۔ان کا"
ارادہ زارون کو بھیج کر گل کو سمجھانے کا تھا۔۔۔
میں پاگل نہیں ہوں میں مر کر بھی نہیں جانے والی۔۔۔"وہ پھر سے ضد"
بھرے انداز میں بولی اور یہی زارون سکندر کا ضبط ٹوٹا تھا وہ طیش کے عالم میں
اسے گھورتے ہوئے آگے بڑھا۔۔
ایک جھٹکے سے اسکی کلائی جکڑتے اسے مورے سے جدا کیا۔۔۔
جو بھیگے چہرے پر خوف سمیٹے اسے یوں دیکھ رہی تھی۔۔۔جیسے موت کا
فرشتہ دیکھ لیا ہو۔۔۔۔
زارون بیٹا۔۔۔۔"نرگس بیگم اسکے تیوروں سے گھبرا سی گئی۔۔جتنی ان"
کی گل نا سمجھ اور معصوم تھی زارون سکندر اتنا ہی سخت اور سنجیدہ مزاج

۔۔۔۔

آپ رہنے دیں چچی۔۔۔اسے آپ کی بات سمجھ نہیں آئے گی۔۔۔"اسنے"
گویا انہیں حکم دیا تھا اور ایک سپاٹ نظر اس روتے ہوئے وجود پر ڈالے اسے
کھینچ کر بوری کی طرح کندھے پر ڈالا۔۔۔۔
پوری خان حویلی میں اسکی چیخیں تھی اور زارون سکندر کا بس نہیں چل رہا تھا
کہ اپنا یوں تماشہ بننے پر وہ اسے جان سے مار ڈالتا۔۔۔
"رہنے دو اسفندیار خان۔۔۔۔یہ اسکا اور اسکی بیوی کا معاملہ ہے۔۔۔"
گل کی چیخوں پر گھبرا کر کمرے سے نکلتے اسفندیار خان کو آگے بڑھتا دیکھ دا
جان نے بیٹے کو سنجیدگی سے روک ڈالا۔۔۔
جو محض سر ہاں میں ہلا کر واپس کمرے میں گئے تھے۔۔
داجان نے بھی ایک نگاہ پوتے کی پشت پر ڈالی اور اب اپنے کمرے کی سمت
بڑھے۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

چھوڑیں چھوڑیں۔۔۔مورے مورے مجھے بچالیں۔۔۔۔۔"وہ بری"
طرح سے چیخ رہی تھی۔۔۔اسکے مزاحمت کرتے وجود کوایک جھٹکے سے
زارون سکندر نے بیڈ پر پٹخا تھا۔۔۔

کہ گل مینے خان اپنے گھومتے سر پر ہاتھ رکھتے بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔
سر پر پہنی پٹھانی ٹوپی عروسی سرخ دوپٹہ ان سب کے دوران نیچے گر چکا تھا
۔۔
سیاہ آبشار اسکے سفید بھیگے گالوں سے چپک رہے تھے۔۔زارون سکندر بھاری
قدموں سمیت مڑا۔۔۔
دروازے کواندر سے لاکڈ کرتے وہ جیسے ہی بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔گل مینے
خان کا سرخ چہرہ ایک دم سے تاریک پڑا تھا۔۔۔۔
وہ بھاگ کر بیڈ سے اترنے لگی۔۔
جب اسے ٹانگ سے جکڑتے اسکے نازک وجود کواگلے ہی لمحے زارون سکندر
نے اپنی پناہوں میں بھرا۔۔۔

گل مینے تڑپ کر اس سے دور ہونے کو ہاتھ پیر چلانے لگی۔۔۔

مگر اچانک دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں جمائے خود کو گھورتے زارون سکندر کی نظروں سے سہم کر وہ مزاحمت بھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

جس کی نظروں میں غصہ اور نفرت صاف جھلک رہی تھی۔۔۔

"ہہ ہم نے کچھ نہیں کک کیا۔۔۔لالا مم"

شٹ اپ گل مینے زارون سکندر۔۔۔۔ چھوٹی بچی ہو تم جو نکاح کا مطلب سمجھ نہیں آتا تمہیں۔۔۔۔"وہ پہلی بار اس پر یوں غصہ ہو رہا تھا اور گل مینے خان کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہونے لگے تھے۔۔۔

زارون سکندر نے ایک کٹیلی نگاہ ان بند آنکھوں پر ڈالی۔۔۔جن کی لرزش ایک پل کو اسے سب بھلا گئی تھی۔۔۔تنے اعصاب اپنے پہلوؤں میں موجود اس مومی وجود کی موجودگی پر پر سکون ہونے لگے۔۔۔

مورے کے پاس جانا ہے۔۔۔"اسکی خاموشی محسوس کرتے وہ پھر سے "
روتے ہوئے ہچکیوں میں بولی تو زارون سکندر کے ماتھے پر ایک ساتھ جانے
کتنے ہی بل سمٹ آئے تھے۔۔۔
ایک بات ذہن نشین کر لو گل مینے سکندر خان۔۔۔اب تم زارون سکندر "
کی بیوی ہو۔۔۔میرے نام سے منسوب ہو کر ہر رشتہ پیچھے چھوڑ چکی ہو تم
۔۔۔آئندہ اس کمرے سے باہر قدم نکالے تو ایسی سزا دوں گا کہ میرے نام
"سے بھی ڈرو گی تم۔۔۔۔
شہادت کی انگلی اسکی تھوڑی پر گھماتے وہ دو ٹوک ضد بھرے انداز میں بولا
۔۔
اسکی رکتی ہوئی سانسوں کو محسوس کرتے وہ اگلے ہی لمحے ایک کرخت نگاہ اس
کے وجود پر ڈالتے بیڈ سے اٹھا۔۔اب سٹڈی روم میں بند ہوا تھا۔۔۔۔
اسکے دور ہونے کا احساس ہوتے ہی گل مینے نے اپنی بھیگی خوف سے سیاہ پڑتی
آنکھیں وا کی تو وہ کہی بھی نہیں تھا۔۔۔

ان کپڑوں میں اسے الجھن ہو رہی تھی۔۔اور اس کمرے سے بھی۔۔۔ مگر زارون سکندر کی وحشت سے ابھی تک اسکی سانسیں ٹھیک سے بحال بھی نہیں ہو پائی تھی کجا کہ وہ روم سے باہر نکلتی۔۔۔

اسنے سہمی نظریں پورے کمرے پر دوڑائی۔۔تو سائیڈ میز پر پڑی اسکی تصویر دیکھ ایک پل کو خوف سے آنکھیں گہری ہوئی تھی۔۔

اگلے ہی لمحے اسنے تیزی سے اس تصویر کو الٹا دیا۔

کمفرٹر سے خود کو اچھی طرح لپیٹے وہ آیت الکرسی پڑھتے جانے کب نیند میں اتری۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

اگلا دن کئیوں کی زندگی میں اندھیرا بن کر طلوع ہوا تھا۔۔

"بابا آرام سے چلیں۔۔۔آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے دیر سے جانے پر آپ کے بڑے شاہ آپ کو سزا ہی سنا ڈالیں گے۔۔۔"

باپ کے بازو کو مضبوطی سے جکڑے وہ مسکرا کر بولی۔۔جبکہ حفیظ قریشی نے متفکرانہ نظروں سے اپنی چاند سی بیٹی کو دیکھا۔۔۔

"بیٹا یہ بڑے لوگ بڑے سخت ہوتے ہیں۔۔پہلے ہی کافی شام ہو رہی ہے

" اوپر سے اگر مزید دیری کر دی تو جانے بڑے شاہ ناراض ناں ہو جائیں۔

ان کے لہجے کی فکر اور گھبراہٹ پر محمل نے افسوس بھری گہری سانس بھری ۔۔

"ویسے بابا سائیں خان حویلی میں تو سب بہت اچھے ہیں۔۔۔نانا جان بھی بہت شفیق ہیں اور باقی سب بھی۔۔۔پھر یہاں سب اتنے غصے والے کیوں ہیں۔۔؟"

وہ کل حویلی سے واپس جانے کے بعد سے ہی ان دونوں حویلیوں کے مکینوں کا موازنہ کر رہی تھی۔۔ناچاہتے ہوئے بھی آغا جان کا سحر اس کے دماغ سے نہیں ہٹ پا رہا تھا۔

وہ اس لئے بیٹا کیونکہ وہ آپ کے نانا کی حویلی ہے۔۔اور میرے ماموں کی" بھی۔۔۔اس لئے وہ ہمارے اپنے ہوئے۔۔باقی سب کے لئے تو وہ ایسے ہی "سخت مزاج ہیں جیسے شاہ حویلی کے مکین۔

خفیظ قریشی نے بیٹی کو پیار سے ساری بات سمجھائی۔۔ محمل قریشی کی والدہ خان حویلی کی بیٹی تھیں۔۔جن کی شادی ان کے والد کی خواہش پر ان کی بہن کے بڑے بیٹے خفیظ قریشی سے ہوئی۔۔۔چونکہ وہ سردار تو نہیں تھے البتہ کافی کھاتا پیتا گھرانہ تھا۔۔

گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ باقی سب بھائیوں نے دھوکے سے ان کا سب اپنے نام کروا کے ان سے لاتعلقی اختیار کرلی۔۔اسکے بعد خان حویلی اور دادا جان نے بیٹی اور بھانجے کو بہت اصرار سے اپنے پاس آنے کا کہا۔۔

مگر وہ ہر بار منع کر دیتے۔۔۔۔کہ یہ آزمائش خدا کی طرف سے ہے اور خدا نے انہیں جتنا دیا تھا وہ اتنے میں ہی خوش تھے۔۔شادی کے پانچ سالوں کے بعد محمل قریشی کا جنم سب کے لئے خوشیوں کی سوغات بن کر آیا تھا۔۔۔

نیلی آنکھیں، خوبصورت سرخ و سفید رنگت۔۔۔وہ پٹھانی حسن سے مالامال خوب سیرت لڑکی تھی۔۔

جس کا رشتہ داجان کی خواہش پر ان کے چھوٹے پوتے ضرار پاشا سے طے کر دیا گیا تھا۔

اور تب سے ہی نا صرف محمل قریشی ضرار پاشا پر دل ہارے بیٹھی تھی۔۔۔ بلکہ ضرار پاشا بھی اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا۔۔۔اب جلد ان کی محبت کو منزل ملنے والی تھی۔۔

سارا رستہ وہ خیالوں میں کھوئی اسے سوچتی آئی تھی۔جو دو دنوں کے بعد حویلی لوٹنے والا تھا اور اس سے اگلے دن یقیناً وہ اس سے ملنے آتا اور پھر دونوں کی شادی کی تقریبات کا آغاز ہونا تھا۔۔۔

وہ شرما سی گئی۔۔نیلی آنکھیں اسکے ذکر پر مدہوشی سے چمکی غضب ناک تاثرات دے رہی تھی۔۔سردی کی شدت سے دہکتے لال پڑتے گال ستواں ناک اسکی شخصیت کافی پرکشش تھی۔۔

محمل تم یہاں۔۔۔۔۔؟" وہ حویلی کے بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے" تو معاپشت پر ابھرتی جانی پہچانی آواز پر محمل کے ساتھ ساتھ خفیظ صاحب بھی تھمے۔۔

دونوں باپ بیٹی نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔جہاں رضیہ کھڑی تھی۔۔ارے رضیہ کیسی ہو تم۔۔۔۔۔؟" محمل اسے پہچان کر خوشگواری سے بولی۔۔۔ وہیں ہاتھ میں گلاب کے تازہ پھولوں کا تھال تھامے حویلی کے اندر جاتی رضیہ چونک کر رکی تھی۔۔

اتنی دیر کر دی خفیظ۔۔۔۔"اقبال کی گھمبیر آواز پر خفیظ صاحب نے مڑ" کے اسے دیکھا۔۔۔جس کی آنکھیں جانے کیوں مگر کچھ کہانی چھپا رہی تھی۔

"بیٹا آپ بات کرو سہیلی سے میں آتا ہوں۔۔۔؛

محمل کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے خفیظ صاحب اقبال کے ساتھ ہی زنان خانے میں بڑھے۔۔

میں تو بھلی چنگی ہوں محمل۔۔۔۔اب تو خوش بھی بڑی ہوں۔۔۔حویلی "
" میں نوکری جو لگ گئی ہے۔

وہ اترا کر کھلکھلا کر بولی۔۔تو محمل نے سر تاسف سے جھٹکا۔۔۔ان بڑے لوگوں کی غلامی سے اچھا تو وہ بھوکا رہنا پسند کرتی۔وہ سوچ ہی سکی۔۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔۔۔اور سناؤ اماں کیسی ہیں تمہاری۔۔۔۔!"آنچل" درست کرتے وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

تو رضیہ نے گہری سانس بھرتے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔۔اسکا غیر معمولی حسن دیکھ وہ ہر بار رشک کرتی تھی اس پر جسے خدا نے بے تحاشہ حسن سے نوازا تھا ۔۔۔

یوں تو وہ بھی خوبصورت تھی مگر محمل جیسی کہاں۔۔۔۔

اماں بھی ٹھیک ہے۔۔اور اب تو میرا رشتہ بھی دیکھ رہی ہے سنا ہے اس" "مہینے کی آخری تاریخوں میں تمہارا بیاہ ہو رہا ہے۔۔۔

محمل جو سرخ پھولوں سے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔

اچانک اسکے پوچھنے پر دل میں گدگدی سی ہوئی۔وہ شرما کر سرہاں میں ہلا گئی ۔۔۔ضرار پاشا کے چرچے تو گلی کوچوں میں تھے۔۔

اور ہر کوئی محمل قریشی کی قسمت پر رشک کرتا تھا۔۔۔جو حویلی کے شہزادے کے ساتھ اپنی قسمت جوڑ کر اس دنیا میں آئی تھی۔۔۔۔

خطا معاف بڑے سرکار۔۔۔یی یہ ممکن نہیں۔۔۔میری بچی کی اسی ماہ میں " "شادی ہے اور آپ آپ۔۔۔۔

خفیظ صاحب کو دس منٹ لگے تھے سنبھلتے ہوئے اور اپنے سامنے بڑی نشست پر براجمان آغا جان کو اپنا موقف بتانے میں۔۔

شادی ہوئی تو نہیں خفیظ۔۔تم تو جانتے ہی ہو ہمارے پوتے آغا کو۔۔۔دنیا" میں کوئی مثال نہیں ملے گی تمہیں اس جیسی۔۔۔وہ لاجواب ہے۔۔تمہیں تو ."اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک کرنا چاہیے۔۔۔

پوتے کی تعریفوں اور اسکی خوبیوں کا ذکر کرتے ان کے لہجے میں غرور اور گھمنڈ رقصاں تھا۔۔۔

خفیظ صاحب نے سرخ آنکھیں ایک پل کو میچ ڈالی۔۔۔

ایسی قسمت نہیں چاہیے مجھے سرکار سائیں۔۔۔ایک ہی تو بیٹی ہے میری"

۔۔میں اپنی خوشی یا اپنی جان کے بدلے اپنی بچی پر یوں ظلم نہیں ڈھا

"سکتا۔۔

وہ بے بس ہو رہے تھے۔دماغ میں شدید درد کی لہریں اٹھنے لگی۔

اُنہیں کیا معلوم تھا کہ وہ اپنی ہی بچی کا سودا کرنے آئے ہیں یہاں۔۔۔

ایک بار پھر سوچ لو خفیظ۔۔۔تمہارا سارا قرض معاف کر دیا جائے گا۔۔"

اچھی رہائش کے ساتھ ساتھ تمہاری بیوی کا علاج بھی اچھے ہسپتال میں ہو گا

اور جیسے ہی ہمارا وارث ہماری گود میں آیا۔۔۔ہم بذات خود اسکا رشتہ ایک

"اچھے لڑکے سے کروائیں گے۔۔۔۔

خفیظ قریشی نے افسوس بھری نظروں سے اس زمینی خدا کو دیکھا۔۔۔اور پھر

گہری سانس بھری۔۔

ظلم اتنا ہی کریں سرکار سائیں کہ جتنا آپ سہہ سکیں۔۔پورا خاندان ٹوٹا پڑا "
ہے آپ کا۔۔۔آپ کے انہی بے ضمیر فیصلوں کے سبب۔۔۔میں مر جاؤں
"گا مگر اپنی بچی کا سودا ہر گز نہیں کروں گا۔۔

وہ غصے سے چلا کر کہتے ایکدم سے جگہ سے اٹھے تھے۔۔۔ان کے لفظوں کی
تاثیر پر آغا جان کا چہرہ لال انگارہ ہوا تھا۔۔

چٹاخ۔۔۔"اگلے ہی لمحے اقبال کے ہاتھ سے پڑنے والے ایک زوردار تھپڑ
پر حفیظ صاحب لڑکھڑا کر نیچے گرے۔۔۔۔

بابا۔۔۔"محمل باپ کو گرتا دیکھ چیخ کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔

جب کرسی پر بیٹھے آغا جان نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے
ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا۔۔

جس کے بعد اقبال کو چھوڑ باقی سب ملازمین اور دیگر فرد ایک ایک کرتے
نظریں جھکا کر وہاں۔۔سے باہر نکل گئے۔۔

بب بابا۔۔۔"وہ باپ کا سر گود میں رکھتے گھبرا کر نیلی آنکھیں پھیلائے"
انہیں دیکھنے لگی۔۔۔جن کی آنکھوں میں درد کا جہاں آباد تھا۔۔۔
تم سے پوچھا نہیں گیا خفیظ۔۔۔تمہیں بتایا گیا ہے کہ تمہاری بیٹی میرے"
پوتے کی بیوی بنے گی۔۔۔اور یہ نکاح ابھی اور اسی وقت ہو گا۔۔۔۔
بصورت دیگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔۔۔
کہ آغا شاہ کے ساتھ اگر اس لڑکی کا نکاح ناں ہوا تو اس دنیا میں کسی سے بھی
اسکا نکاح نہیں ہو گا یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔اور ہم شاہ اپنے وعدوں کے
"کتنے پکے ہوتے ہیں یہ تو جانتے ہی ہو گے تم۔۔۔۔۔
سراسر اتا ہوا سا اٹل لہجہ تھا۔۔۔محمل قریشی نے حیرت، بے یقینی کے کئی ملے
جلے تاثرات سمیت انہیں دیکھا۔۔۔
جو جانے کیا چاہتے تھے۔۔۔
اا اٹھو بیٹا۔۔۔۔"خفیظ صاحب نے خوف سے بیٹھی آواز میں کہتے بیٹی کو"
اٹھانا چاہا۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے اقبال نے کھینچ کر اسے محمل سے دور کرتے بندوق سے ایک فائر فضا میں کرتے ساتھ ہی بندوق اسکے سر پر طانی۔۔۔

بب بابا بابا چھوڑو میرے بابا کو۔۔۔" محمل پنجوں کے بل اٹھتے بری طرح" سے چلائی تھی۔۔

کچھ دیر پہلے خوشی سے گلاب ہوا چہرہ چند ہی گھڑیوں میں تاریک پڑ چکا تھا۔۔۔

تمہارے باپ کو ذرا برابر بھی عقل نہیں لڑکی۔۔۔ مگر تم مجھے سمجھدار لگتی" ہو۔۔ باپ کی زندگی چاہیے تو تمہیں ابھی اور اسی وقت میرے پوتے سے نکاح کرنا ہو گا۔۔۔ اسکا وارث جیسے ہی اس دنیا میں آئے گا تم بلکل آزاد ہو "جاؤ گی۔۔۔ تمہیں طلاق دلانے کی ذمہ داری میری۔۔۔۔۔

آغا سرکار کی ایک ایک بات سنتے اسکے چہرے پر ہزاروں رنگ آئے تھے ۔۔۔وہ خوف سے پیلی پڑ گئی۔۔ بھیگی آنکھوں سمیت اسنے گردن موڑے اپنے بابا کو دیکھا۔۔۔

جو کرب سے آنکھیں موندے سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔

ہوش میں تو ہیں آپ۔۔۔"وہ حلق کے بل چیخی تھی۔۔۔آغا جان کو یقیناً"
اسکا جواب پسند نہیں آیا تھا اور اب کی بار اگلی گولی کے ساتھ ساتھ خفیظ قریشی
کی چیخیں اس فضا میں گونجی۔۔۔۔

اہہہ۔۔۔۔"بابا۔۔۔"۔محمل پاگلوں کی طرح ان سے لپٹی ان کے زخمی"
بازو کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

گولی چھو کر گزری تھی مگر خون رفتار سے بہہ رہا تھا۔۔۔آغا سرکار نے
مونچھوں کو تاؤ دیے اسے زخمی نگاہوں سے دیکھا۔

"اگلی گولی سیدھا دل پر مارنا اقبال۔۔۔۔"

جو حکم سرکار سائیں۔۔۔!"بندوق سامنے کرتے اقبال نے موبادنہ انداز میں
کہا۔۔۔

جس پر محمل کا چہرہ لمحوں میں سفید پڑا۔۔

ننن نہیں نہیں مم مت ماریں مم میں کک کروں گی ننکاح۔۔۔"وہ ہذیانی" سی کیفیت میں کہتی اپنے بابا کے آگے ڈھال بنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اقبال نے مڑ کر اپنے سرکار شاہ کو دیکھا۔۔۔

جنہوں نے سر اثبات میں ہلاتے اسے سائیڈ ہونے کا کہا۔۔۔ محمل بے جان قدموں سمیت زمین پر ڈھے سی گئی تھی۔۔۔

تو گویا ثابت ہوا تھا کہ اونچی حویلیوں کے مکینوں کے نزدیک غریبوں اور بے بس لوگوں کے جذبات ان کی زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔

نیلی آنکھیں بہتی جا رہی تھی۔جانے کتنا وقت گزرا تھا جب خفیظ صاحب نے اسے ڈھیروں بار پکارا مگر وہ باپ کو نظر انداز کرتی گئی۔

یہاں تک کہ ایک عورت نے سرخ چادر سے اسکے حسین چہرے کو ڈھانپا ۔۔۔اسے اٹھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ یونہی بیٹھی رہی باپ سے لگی۔۔ ساکت نظروں سے چھت کو گھورتی وہ مردہ لاش ہی تو لگ رہی تھی۔مولوی صاحب اور چند ایک گواہان کے آتے ہی نکاح شروع ہوا تھا۔۔

اور وہ محمل جو خود کو ضرار پاشا کی مانے بیٹھے تھی آج خاموشی سے محمل خفیظ قریشی سے محمل اسال آغا شاہ بن چکی تھی۔۔

پلکوں کی باڑ سے ایک باغی آنسوں بہتا اسکے گال پر لڑکھا تھا۔۔

جب اچانک فضا میں خاموشی کے ساتھ کسی کے بھاری قدموں کی دھمک اسکے کانوں میں گونجنے لگی۔۔

وہ جو کوئی بھی تھا۔ وہ سردار کی اعلیٰ نشست پر اپنی پوری شان اور وجاہت سے بیٹھا۔۔ جس کے بیٹھنے کے بعد باقی سب جو اسکے ادب میں اٹھے تھے اب واپس بیٹھے۔۔۔

قبول ہے۔ "مولوی صاحب کے پوچھنے پر یہ دو بے تاثر مگر بھاری آواز میں کہے گئے الفاظ تھے جو محمل قریشی کے دل و دماغ پر کوئی اثر نہیں چھوڑ پائے

۔۔

وہ تین بار اسے اپنی زوجیت میں قبولتا ایک زخمی نگاہ اپنے آغا جان پر ڈالے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

مٹھائی کے ٹوکریوں اور ڈھیروں تحائف کے ہمراہ سب کو رخصت کیا گیا تھا۔
جبکہ آپکی فتح کے نشے میں چور آغا جان خوشی سے پھولے ناں سما رہے تھے۔
اس حویلی اور ہمارے پوتے کی زندگی میں تمہاری جگہ صرف تب تک ہے
"!لڑکی جب تک تم ہمیں ہمارا وارث نہیں دے دیتی۔۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے ان کی گھمبیر مگر سرد آواز نے مراد ن خان میں خاموشی طاری کر دی تھی۔۔ نکاح تو ہو چکا تھا جبھی انہوں نے اسکی حیثیت بتانا لازم سمجھا۔۔

اگر آپ کو اپنی حویلی کا وارث ہی چاہیے تھا بڑے سرکار۔۔۔ تو کسی"
بازاروں عورت کو خرید لاتے۔۔۔ یوں ہم غریبوں کی دنیا اجاڑ کر آپ اپنے
"!دامن میں خوشیاں نہیں بھر سکتے۔۔۔

محمل قریشی کی بلند آواز پر جہاں اس کے والد کے چہرے پر خوف چھایا وہیں دا
جان کی قہر بار نظریں اس لڑکی پر ٹکی تھی۔۔

گستاخ لڑکی۔۔۔۔اگر تم اس وقت میرے پوتے کے نکاح میں ناں ہوتی تو"
"!بخدا ہم اس گستاخی پر تمہاری زبان کھینچ لیتے۔۔۔۔۔

آغا جان کی پھنکارتی ہوئی آواز پر خفیظ قریشی نے بیٹی کے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔
جس کی بھیگی نیلی آنکھیں اب تک آغا جان پر ٹکی تھیں۔۔۔

اس نے سن رکھا تھا بڑی حویلی والے بے رحم،اور جابر ہیں۔۔ مگر آج جو ظلم اس پر ڈھایا گیا تھا اس ظلم نے اس لڑکی کی ہستی ہلا کر رکھ دی تھی۔۔اپنی بچپن کی محبت، جس کے نام کا وہ دن بھرتی آئی تھی اسکی زندگی سے نوچ کر ان بے رحم لوگوں نے اسے اپنے پوتے کی زندگی میں لا پٹکھا تھا۔۔
جس نے نکاح کے بعد ایک نظر بھر کر اسے دیکھا تک ناں تھا۔۔

اپنی بیٹی کو سمجھا دو اچھے سے خفیظ۔۔۔۔زبان دراز عورت مجھے اپنی" حویلی میں تو کیا اپنے علاقے میں بھی قطعی ناپسند ہے۔۔اگر آئندہ ایسی گستاخی ہوئی تو اسکی لاش تک نہیں ملے گی تمہیں۔۔۔فاتح کے لئے
۔۔۔۔!"

سخت پتھریلی آواز میں وہ قہر برساتی نگاہ محمل قریشی پر ڈالتے تن فن کرتے وہاں سے نکلے تھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

گھبرایئے مت بھابھی۔۔آپ چاہیں تو آرام کر سکتی ہیں۔۔لالا کو شاید آنے میں دیری ہو جائے۔"!

گہری سانس بھرتے روپ نے اس معصوم سی بے تحاشہ حسن کی مالک دوشیزہ کو دیکھ نرمی سے کہا۔

محمل قریشی نے بھیگی حالی حالی نگاہوں سمیت اس لڑکی کو دیکھا تھا۔جو چہرے سے بہت خوبصورت اور معصوم سی دکھ رہی تھی۔وہ زنان خانے سے اس کمرے تک کیسے پہنچی وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔

روپ اسکی حالت دیکھ گھبرا سی گئی،ایک طرف اسے اس معصوم پر دکھ اور افسوس بھی آیا تھا۔۔مگر دوسرے ہی پل وہ اماں سائیں کے کہے کے مطابق خود کو اس لڑکی سے زیادہ اٹیچ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

یہ آغالالا کا کمرہ ہے۔آپ ریسٹ کرلیں۔ کھانا بھیجتی ہوں میں آپ"

"کیلئے۔؟

شائستگی سے کہتی وہ دوپٹہ سر پر سلیقے سے جمائے اب کمرے سے باہر نکلی۔۔ ہو آئی۔۔۔"بستر ٹھیک کرتی نفیسہ بیگم کی آواز پر روپ نے گہری سانس بھری۔

جی اماں سائیں۔۔۔!آپ کو ملنا چاہیے بھابھی سے۔۔بہت خوبصورت ہیں" وہ۔۔!"روپ نے بستر پر ان کے سامنے بیٹھتے کہا۔تو نفیسہ بیگم نے گہری سانس بھری۔

صبح مل لوں گی میں روپ۔۔یاد ہے ناں آغا سائیں نے کہا ہے کہ زیادہ گھلنا" " ملنا ہر گز نہیں۔۔کیا معلوم وہ بچی کب تک یہاں ہے۔؟

وہ اداس سی ہوتی سرد سانس فضا کے سپرد کرتے بیٹی کے نزدیک بیٹھی۔

"!روپ۔۔

جی اماں۔۔"چھت کو گھورتے وہ فورا سے بولی۔"

بیٹا واپس کب جاؤ گی۔۔؟"اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ سنجیدگی سے" بولی کہ ایک پل کو روپ کا دل بجھ سا گیا۔۔سیاہ آنکھیں ایک دم سے گہری ہوئی۔

اماں کل چلی جاؤں گی آپ فکر ناں کریں۔۔۔"وہ پھیکا سا ہنسی۔نفیسہ شاہ" بیٹی کو دیکھتی رہ گئی۔

شادی کو ایک سال ہو چکا تھا اور ایک سال سے شاید ہی انہوں نے کبھی اپنی بیٹی کو خوش اور مطمئن دیکھا ہو۔۔ایک طرف نعمت تھی۔جس کا سہاگ اجڑ چکا تھا۔

اور دوسری طرف روپ۔۔۔روپ تو شادی کے بعد جانے کیا کچھ نہیں جھیل رہی تھی۔

وہ دونوں بہنیں جڑواں تھیں۔اور دیکھنے میں بھی دونوں ایک جیسی ہی تھیں ۔سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، سرخ و سفید رنگت جو انہیں والدین سے وراثت میں ملی تھی۔کوئی بھی ایک بار دیکھ کر ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتا تھا۔

ہاں مگر روپ دلاور شاہ کی دائی آنکھ کے ذرا نیچے ناک کے نزدیک ایک بڑا سا سیاہ تل تھا۔ جس وجہ سے گھر میں اس کی پہچان کر پانا آسان ہو جاتا تھا۔

شایان کا رویہ ٹھیک تو ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟ سوچوں کو جھٹکتے انہوں نے کسی انہونی کے تحت پوچھا۔

"روپ نے گھبرا کر ماں کو دیکھا۔ اماں سائیں ٹھیک ہے ان کا رویہ آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔؟ وہ زخمی سا ہنستی ہوئی ان کے مزید سوالات سے بچنے کو ایکدم سے اٹھی۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟" نفیسہ اسکی ٹال مٹول سے سخت عاجز آ چکی تھی۔۔ جبھی ذرا برہمی سے پوچھا۔

"اماں شایان کی کال آئی تھی دن کو۔۔ مگر مجھے وقت نہیں ملا میں بات کر لوں ان سے۔۔۔!" وہ ماں سے کہتی موبائل فون اٹھائے بالکونی کی سمت بڑھی۔

یوں تو وہ ساتھ والے گاؤں میں ہی بیاہ کر گئی تھی۔ مگر ایک ہفتے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا اسے یہاں آئے ہوئے۔۔

ہیلو۔۔! "فون کی دوسری طرف سے آتی شایان کی آواز پر روپ سوچوں کے بھنور سے نکلی۔۔

السلام علیکم۔۔۔! "لبوں کو تر کرتے اسنے مدہم آواز میں سلام کیا۔"

کہاں مری ہوئی تھی تم۔۔۔؟ حویلی جاتے ہی تمہارے رنگ ڈھنگ بدل" "جاتے ہیں۔! جانتی تو ہو ناں مجھے۔

کمر پر ہاتھ رکھتے وہ غصے اور اشتعال سے بولا۔

"وہ وہ بھائی کا نکاح تھا آج تو وہاں مصروف تھی۔"

اچھا تو ہو گیا سالے صاحب کا بیاہ۔۔۔ چلو اچھی بات ہے۔ تم یہ بتاؤ تم نے زمین کی بات کی یا نہیں۔۔۔ "وہ مدعے پر آیا تو روپ گھبرا سی گئی۔

نہیں وقت نہیں ملا مجھے۔۔۔ "وہ بنا خوف سے بولی۔۔ اب تو اسے عادت" ہو چکی تھی۔۔ اسکی گالیاں اور تحقیر سہنے کی۔

کیا ابھی تک وقت نہیں ملا تمہیں۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے کیا کر رہی ہو تم "
وہاں۔۔ہاں۔۔؟ جانتی ہو ناں تم بانجھ عورت تمہارا بوجھ ڈھو رہا ہوں میں۔۔
صرف اور صرف اس لئے کہ تمہارا بھائی میری ضروریات پوری کرتا رہے
۔۔ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔اگر زمین کے کاغذات کے بغیر واپس
لوٹی تو تیری زبان کاٹ کر پھینک دونگا جانتی تو ہے ناں مجھے اچھے سے
"۔۔۔۔

روپ بنا کسی تاثر کے کھڑی کسی بت کی مانند لگ رہی تھی۔ جس پر مقابل کی گالیوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

شادی کے ایک سال سے وہ یہ سب سہتی آئی تھی۔ وہ جانتی تھی کمی اس میں نہیں اسکے شوہر میں ہے شایان شاہ اچھے سے اپنی کمزوری سے واقف تھا۔ جبھی وہ ناں تو روپ دلاور شاہ کو چھوڑ رہا تھا۔ ناں ہی کسی دوسری لڑکی سے شادی کر رہا تھا۔ کیونکہ دوسری عورت بھی روپ دلاور شاہ کی طرح اللہ کی گائے ہوتی یہ طے نہیں تھا۔

موبائل فون دوسری طرف سے بند ہو چکا تھا۔ جبکہ روپ دلاور شاہ وہی کھڑی اپنی زندگی کے ادھیڑپن کو سمیٹنے کی کوشش میں خود قطرہ قطرہ ختم ہوتی جارہی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

الارم کی تیز آواز پر اسکی نیند ہڑبڑا کر کھلی، گہری سیاہ آنکھوں میں سرخی کی" کچی ڈوریوں کی رمق تیر رہی تھی۔ عنابی ہونٹ نیم ادکھلے تھے۔

ہلکی ہلکی شیو میں اسکا سفید چہرہ کافی پرکشش دکھ رہا تھا۔۔

زارون سکندر ایکدم سے اٹھا پہلے پہل تو خود کو سٹڈی روم کے کاوچ پر سوتا پاتے وہ چونکا تھا مگر پھر ذہن بیدار ہوا تو اسے اپنی زندگی میں بہت اچانک سے ہوئی تبدیلیاں یاد آئی۔۔

لب ایکدم سے بھینچے وہ گہری سانس بھرتے اٹھا۔۔ سیاہ سلکی بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ ڈورناب گھماتے روم میں داخل ہوا۔ ایک نگاہ بستر پر ڈالی تو آگے کو بڑھتے اسکے قدم بے ساختہ ہی تھمے۔

وہ چونکا۔۔آنکھیں ضرورت سے زیادہ بڑی کیے وہ ہونٹ کھولے بیڈ کو دیکھ رہا تھا۔جہاں پر گل مینے خان بے ترتیبی سے آڑی ترچھی سوئی ہوئی تھی۔۔ سیاہ بال سفید بیڈ شیٹ پر پھیلے ہوئے تھے۔۔ کمفرٹر آدھے سے زیادہ فرش پر جھول رہا تھا۔

جبکہ وہ خود چت لیٹی گلابی نیم واہونٹوں سے گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ بے ساختہ ہی زارون سکندر نے اسکا جائزہ لیتے اپنی سرخ نگاہیں اس کمسن حسن سے چرائی،دل چاہا کہ ابھی جا کر اسکے ہوش ٹھکانے لگائے مگر پھر کل رات کی اسکی حرکت یاد کرتے ہی وہ سر جھٹک کر کبرڈ کی طرف بڑھا۔ ٹائم دیکھا تو صبح کے نو بج رہے تھے۔۔بلیک شلوار قمیض نکالتے وہ واشروم کی سمت بڑھا تھا۔

اگلے دس منٹ کے بعد وہ واشروم سے فریش ہو کر نکلا۔گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھا۔۔

قمیض کے اوپری بٹن کھلے ہونے کے سبب اسکا چوڑا سینہ دکھ رہا تھا۔کسرتی وجود پر یہ رنگ کافی جچ رہا تھا۔۔

نظریں جھکائے اسنے برش اٹھانا چاہا تو نظریں آئینے سے پیچھے کی طرف دوڑی

۔۔

جہاں اب محترمہ الٹی لیٹی ہوئی تھی۔

بال ایک طرف بکھرے ہونے کے سبب اسکی سفید گردن پر جگمگاتا وہ سیاہ تل لمحوں میں اسکی نظروں کا مرکز بنا۔۔

زارون کے لئے اپنے آپ پر کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

مینے۔۔۔"اسنے نرمی سے نظریں پھیر کر اسے پکارا۔جو کل تو ایسے رو رہی تھی کمرے میں سونے کے ڈر سے۔۔اور اب ایسے پھیل کر سوئی تھی جیسے یہ "کمرہ اسی کی ملکیت ہو۔۔۔

گل۔۔؟"اسنے سر جھٹک کر پھر پکارا وہ صبح ہی صبح اسے خود سے ڈرانا ہر گز نہیں چاہتا تھا۔۔

مگر اس پر اثر ناں ہوتا دیکھ وہ برش واپس پٹکھتے بے چینی سے بیڈ کی سمت بڑھا

۔۔

مینے۔۔۔"ایک بار پھر سے نظریں چرائے اسے پکارا۔

جس کا آدھا گلابی چہرہ تکیے کے اوپر پڑا تھا۔وہ ابھی تک دولہن کے خوبصورت پٹھانی لباس میں تھی، جس کا پچھلا گلا کافی خوبصورت بنا ہوا تھا۔۔جبکہ کندھوں کے دونوں اطراف لڑیوں کی صورت پٹیاں لگائی گئی تھی۔

جس سے عیاں ہوتے اسکے سفید شانوں کو دیکھ وہ خواہ مخواہ ہی سرخ پڑا۔۔

اگلے ہی لمحے اسنے تیزی سے اسکے بازو کو جکڑتے ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کیا۔۔

جو چیخ کر اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا گئی۔۔اس سے پہلے کہ وہ اسے سامنے دیکھ کر دوبارہ سے چیختی۔۔زارون سکندر نے اپنی مضبوط ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر جمائی۔۔

جس کی سنہری آنکھیں خوف سے گہری پڑتی سیاہ ہونے لگی۔

خبر دار جواب چلائی تم ورنہ یہی جان نکال دوں گا میں تمہاری۔۔۔"وہ سرد" لہجے میں بولا تو بھیگی آنکھیں ایکدم سے سرخ پڑتی مزید دلکش ہوئی۔

زارون اسکی خاموشی اور ڈر سمجھتے ہاتھ اسکے لبوں سے ہٹائے پیچھا ہوا۔۔جو" اب اٹھ کر بیٹھ رہی تھی مگر چہرے پر اسکا خوف ابھی تک قائم تھا۔۔

وقت دیکھا ہے تم نے۔۔۔! وہ ذرا سختی سے بولا تو گل بیلے نے خود میں سمٹتی سر جھکا گئی۔

تمہاری زندگی بدل چکی ہے گل مینے سکندر خان۔اب اپنے اندر بدلاؤ لاؤ۔" ایک خان کی بیوی کیسی ہوتی ہے یہ سیکھو اور اس پر عمل کرو۔۔میں نیچے جا رہا ہوں اگلے دس منٹ میں تم نیچے ناں آئی تو گیارہواں منٹ تمہاری سانسوں "پر بھاری پڑے گا۔

دانت پر دانت جمائے وہ گھمبیر لہجے میں اسکی جھکی پلکوں کو دیکھ سپاٹ لہجے میں بولتا پیچھے ہٹا۔۔۔

گل مینے نے خوف سے اپنی بند پڑتی سانسیں محسوس کرتے سینے پر پر ہاتھ رکھا۔۔تو اگلے ہی لمحے سر جھکا کر اپنی حالت دیکھی۔

چہرہ ایک دم سے شرم اور گھبراہٹ سے تاریک پڑا تھا۔۔جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے دوپٹہ اٹھائے اسنے خود پر لپیٹا۔۔اور اب اٹھ کر کبرڈ کی طرف بڑھی۔

جہاں کل شام کو ہی مورے اسکے لیے دو سوٹ رکھ کر گئی تھی۔باقی ایک نئ نویلی دولہن کے حساب سے اسکی ساری وہ کل کرنے والی تھی۔۔

گلابی رنگ کا ایک خوبصورت فراک کبرڈ نے نکالتے وہ پھولے چہرے سمیت واشروم کی طرف بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں جا رہی ہو۔۔؟"آواز پر اپنے کمرے کی سمت بڑھتے اسکے قدم بے ساختہ تھمے،"وہ نور کو بخار ہے تو بس اسے دیکھنے جا رہی ہوں۔۔"

گہری سیاہ آنکھیں ایک پل کو سامنے موجود شازیہ شاہ کے سرد تاثرات دیکھ جھکی تھی۔

بی بی یہاں رہتی ہو تو کام میں ہاتھ بٹایا کرو۔ صبح شام، بیٹی کا بہانہ بنائے رکھتی" 'ہو، خوب موقع مل گیا ہے تمہیں عیش اڑانے کا۔۔

ہلکے گلابی رنگ کے گھسے سے سوٹ میں ہم رنگ دوپٹہ سر پر جمائے نعمت دلاور شاہ پر ایک گہری نگاہ ڈالے وہ نخوت اور نفرت سے بولی۔

نعمت کی آنکھوں کے گوشے ایک پل کو نم ہونے لگے، وہ خاندان کی سب سے چھوٹی بہو تھی، جب تک شوہر تھا تو وہ ملکہ بنی رہی اور اب۔۔اب تو ہر کوئی اسے نفرت اور قہر بھری نظروں سے دیکھتا تھا،

شازیہ اسکی سب سے بڑی جیٹھانی تھی۔اور سب سے زیادہ وہی اسکی جان کا وبال بنی ہوئی تھی جس کی سب سے بڑی وجہ نعمت دلاور شاہ کی خوبصورتی اور شازیہ کے شوہر کی بری خصلت تھی،

ناصر شاہ کئی بار باپ کے سامنے نعمت سے نکاح کا اظہار کر چکا تھا مگر وہ قطعی راضی نہیں تھے، کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو نعمت کے مائیکے والے خاص طور پر اسکا بڑا بھائی اسال آغا شاہ ان کے بیٹے کو جان سے مار ڈالتا۔

اب بھی کل رات دونوں میاں بیوی کی خوب لڑائی ہوئی تھی۔ وجہ نعمت ہی بنی تھی۔

آپی بس ایک بار دیکھ لینے دیں، نور کو بھوک لگی ہو گی۔ صبح سے دودھ نہیں" "دیا اسے۔۔

بھیگی سیاہ آنکھیں اٹھائے وہ ملتجی نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولی، جسے شازیہ شاہ سرے سے اگنور کر گئی۔

باپ کو کہو نوکر بھیج دے، باپ تو مر گیا تیرا، اپنے بھائی سے ہی کہہ دو، بڑا سگا بنتا ہے ناں تیرا، تو بھیج دے بہن کی مدد کو نوکر چاکر، اب جاؤ اور جا کر رات کا "کھانا تیار کرو۔۔۔۔

تڑخ کر کہتی وہ اسکی سبھی التجائیں رد کرتی ایک طرف سے ہوتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی،

اہہہ ہارون ساحر شاہ۔۔۔"اسکے دل نے زخمی سی اہہ بھرتے اس مہربان شخص کو یاد کیا۔ جس نے اسے کبھی پھول سے بھی تکلیف نہیں آنے دی تھی اور اب اب اسکے جانے کے بعد وہ کانٹوں پر رُل رہی تھی۔

گالوں پر بہتے آنسوں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی وہ پاؤں گھسیٹتے دوبارہ سے کچن کی طرف بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ صبح سے ڈیرے پر ہی تھا،، سب سے بیزار، الگ تھلگ، دل کو انعم کی طرف سے دھڑکا سا لگا ہوا تھا۔ دوست یار بھی اسکے موڈ کو بہتر ناں کر سکے تھے، دیر تک خلا گلہ ہوتا رہا اور زارون سکندر روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح سیاہ سوٹ کے اوپر سیاہ ہی چادر دونوں شانوں پر لیے ہوئے تھا، سیاہ بال جیل سے

سیٹ کیے ہوئے تھے، جبکہ ایک ہاتھ پر ہمہ وقت موجود رہنے والی ایک نئ برینڈڈ واچ تھی،

ایک طرف لڑکے گول دائرے میں پٹھانی رقص کر رہے تھے، جس سے قریباً سبھی لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔

ٹھنڈی سانس بھرتے وہ اٹھنے لگا جب تراب خان نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، کہاں۔۔؟ وہ ہلکا سا ہنسے، زارون نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا وہ اسکے سیکنڈ چاچو کا بیٹا تھا مگر ان دونوں کے مزاج کے سبب دونوں کی خوب بنتی تھی

۔

تھک گیا ہوں حویلی جانا چاہتا ہوں۔" زارون نے اکتائے ہوئے سے لہجے" میں کہا۔ پریشانی کے سبب تھکن واقعی اسکے اعصاب کو بھاری کر رہی تھی۔

آہا۔۔ پکا سونے ہی جا رہا ہے ناں تُو۔۔؟" وہ ذرا آگے کو ہوا شریر لہجے میں" بے باکی سے پوچھتے وہ ایک لمحے میں زارون خان کا چہرہ سُرخ کر گیا۔

بکواس مت کر۔۔سونا ہی چاہتا ہوں۔اگر تجھے اتنا ہی شک پڑا ہوا ہے تو"

"ڈیرے پر ہی سو جاتا ہوں۔

وہ تڑخ کر بولا مقصد اپنی جان چھڑانا ہی تھا۔تراب نے لب دبائے اسکے ستے چہرے کو دیکھا۔

ہمممم۔۔۔اتنا تو شریف ہے نہیں جتنا تو بن رہا ہے سالے۔۔تیری آنکھیں" دیکھ ساری رات جاگنے کی چغلی کھا رہی ہیں۔اور تجھے لگتا ہے کہ میں بے "وقوف ہوں جو تو کہے گا اور میں مان جاؤں گا کہ تو سونے جا رہا ہے۔

تراب اسے اچھا خاصا زچ کر رہا تھا۔

.اور اب زارون نے اکتاہٹ بھری گہری سانس بھرتے اسے گھور کر دیکھا تو ناں مان جو جی میں آئے وہ سمجھ۔میں جا رہا ہوں۔۔"وہ بدک کر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے اسے اپنی پشت پر تراب خان کے قہقہے بخوبی سنائی دے رہے تھے۔

★★★★★★★★★★★★

سٹڈی روم میں ایک جانب پڑے کاؤچ پر وہ آنکھیں موندے پچھلے کئی گھنٹوں سے لیٹا اپنے اندر اٹھتے طوفان کو سلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر گزرتا لمحہ آنکھوں کے سامنے ایک نئی قیامت لہرا رہی تھی۔

دل میں قید ماہ رخ آفندی کی محبت اسکے منہ پر زوردار طمانچے مار رہی تھی۔ کیا اتنی بے بس تھی اسکی محبت؟ کہ اسکے جانے کے محض ایک سال بعد وہ آج کسی اور کا بن گیا تھا۔ اسکا کمرہ، بستر، تکیہ کجا کہ ہر ایک شے پر اب ماہ رخ آفندی کا حق ختم ہو چکا تھا۔

وہ نکاح کے حق میں نہیں تھا مگر اپنی بہن اور بھانجی کی خاطر وہ مجبور ہو چکا تھا۔ اور اب یہ مجبوری اسے تاعمر نبھانی ہی تھی۔

کیونکہ وہ روایتوں میں جکڑا ایک کمزور یا تنگ نظر سردار ہر گز نہیں تھا۔ وہ بغاوت اور ضد کے نام سے جانا جانے والا اپنے پورے حسب و نصب میں وہ پہلا شخص تھا۔ جو اس دنیا میں اپنی نظر کو بھا جانے والی ہر شے پر صرف اپنا حق سمجھتا تھا۔

اوراس کی سب سے بڑی مثال ماہ رخ آفندی ایک غیر خاندان کی لڑکی، جسے اس نے بنا کسی پس و پیش کے ایک ہفتے کے بعد ہی نا صرف اپنے نکاح میں لیا تھا۔

بلکہ پورے خاندان سے بغاوت مول لی تھی۔

وہ ٹھٹکا جب اچانک کندھے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔

سرخ ہو رہی گہری سیاہ خوبصورت آنکھیں اٹھائے اسنے آنے والے کو دیکھا

۔

بدر عالم شاہ اسکے دیکھنے پر ہلکا سا ہنسا۔تو تم آ ہی گئے۔۔۔؛"وہ یونہی لیٹے ہوئے عام سے انداز میں بولا۔۔بدر اسکے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔بولا کچھ بھی نہیں۔

مسلئہ کیا ہے بتائیں مجھے۔۔؟'دونوں کی عمر میں کئی سالوں کا فرق تھا مگر حویلی کے دونوں بیٹے ایک دوسرے کے بھائی، کزن دوست اور ہمراز سب کچھ تھے ایک دوسرے کے لئے۔

جیسے تُو جانتا نہیں کہ مسلئہ کیا ہے۔؟"اسال آغا شاہ کا لہجہ انتہائی روکھا ہوا تھا۔وہ سب سمجھتا تھا بدر کو ضرور آغا جان نے واپس بلایا تھا۔اسے سمجھانے کیلئے۔۔مگر بدر اسے کیا سمجھا پاتا جو پہلے سے سمجھا ہوا تھا۔

"تو چھوڑ دیجیے گا کچھ عرصے کے بعد۔نعمت آپی کے آتے ہی اسے آزاد کر دیجیئے گا۔"

بدر نے بغور اسکی پر کشش آنکھوں میں دیکھا۔

"ہر گز نہیں۔۔میرے نام سے منسوب ہو چکی ہے وہ لڑکی۔اب چھوڑنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔۔!"وہ دوبدو مگر سخت ترین لہجے میں بولا تھا۔

اسکی ضد اسکے لہجے میں جھلکتی تھی یونہی تو وہ اسال آغا شاہ نہیں تھا۔

"آغا۔۔۔"

بحث مت کر نا بدر۔۔میں ہر تکلیف برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنے نکاح میں لی ہوئی لڑکی کو ہر گز نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

اسکا لہجہ چٹانوں سا سخت تھا۔بدر نے بغور ان دلکش آنکھوں میں دیکھا۔

شاہ خاندان کا ہر فرد خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ مگر ایک وہ ہی تھا۔
جس کی گھنی بھنویں مڑی ہوئی تھی درمیان سی ہلکی سی ٹچ ہونے کے ساتھ
ساتھ اس کے چہرے پر موجود وہ بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھیں سب سے
خوبصورت تھیں۔ جو کسی کو بھی ایک لمحے میں اپنی طرف متوجہ کرتی تھی وہ
واقعی خوبصورت تھا۔

"تو آپ اس لڑکی کا دفاع کر رہے ہیں آغا۔!! جسے آپ نے ایک نظر دیکھا
تک نہیں۔۔" بدر اسے الجھا نہیں رہا تھا اسے سچ بتا رہا تھا۔

اسال آغا جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

"میں اسال آغا شاہ ہوں بدر عالم۔۔ میں کسی کو ڈیفنڈ نہیں کرتا۔۔ بلکہ جو
پسند آجائے اسے چھین لیتا ہوں، قابض ہو جاتا ہوں۔ ماہ رخ آفندی میری
پہلی اور آخری محبت ضرور ہے مگر محمل قریشی میری بیوی ہے اب!! چاہے
جیسے بھی بنی مگر بیوی تو ہے اب وہ۔۔۔"

وہ جانے انجانے میں ہی اپنے آغا جان کے خلاف بول رہا تھا۔بدر عالم نے لب بھینچ کر اسکی گہری بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھا۔جہاں صرف اور صرف کرب اور غصہ تھا۔۔

"کمال ہے شکل دیکھی نہیں نام تک یاد ہے آپ کو۔۔

وہ چھیڑنے کے انداز میں بولا۔تو اسال ہلکا سا مسکرا کر اٹھا۔

کہاناں میرے نام سے منسوب ہے وہ لڑکی بھلا اسال آغا شاہ اسکا نام نہیں"

"!!جانے گا۔۔

وہ اسے باتوں میں الجھاتا اسکا شانہ تھپکتے سٹڈی روم سے باہر نکل آیا۔

بدر عالم نے ایک نگاہ اسکی نظروں سے اوجھل ہوتی پشت پر ڈالے سر کرسی پر گرا دیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

یہاں آؤ ہمارے پاس۔۔!!"وہ حویلی لوٹا ہی تھا جب اسکی گاڑی کی آواز سن زرتاج خان بھاگ کر کرسی سے اٹھتے اسکے سامنے آئیں۔

اموآپ جاگ رہی ہیں اس وقت تک۔!"سیاہ آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ ششدر سا پوچھتے ہاتھ بڑھاتے انہیں حصار میں لے گیا۔۔

رات کا قریباً ایک بج رہا تھا۔اور اس وقت ان کا جاگنا زارون کو بے چین کر رہا تھا۔

ادھر بیٹھو۔۔"وہ اسے تھام کر ڈائننگ روم میں لے آئی خاموشی سے اسے" ایک صوفے پر بٹھائے قریب ہی بیٹھی۔

!!وہ لب میچے انہیں دیکھ رہا تھا جو کچھ کہنا چاہتی تھی شاید۔۔

تم نے گل کو کیا کہا ہے زارون۔۔؟؟"ان کی گھوری دے کر پوچھنے پر وہ" چونکا۔

وہ سمجھا تھا جانے کیا بات ہے جس وجہ سے وہ پریشان ہیں مگر اب ان کے منہ سے گل کا ذکر سن اسکا حلق تک کڑوا ہوا۔

"!امو میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔؛"

وہ بے زاری سے بولا۔تو انہوں نے اسے پھر سے گھورا۔

صبح سے ہر رسم میں وہ رویا ہے۔اور تم کہہ رہا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کہا۔۔

"حریم بتا رہا تھا کہ تم نے اسے جان سے مارنے کی دھمکی بھی دیا ہے۔

ان کے نئے انکشاف پر وہ حیرت سے سر اٹھائے انہیں دیکھتا پھر سے سر جھکا گیا۔تو کیا گل مینے خان اسکی اور اپنی باتیں اسکی چھوٹی بہن حریم سے کرتی رہی تھی۔؟؟

آنکھوں میں ایکدم سے سرد مہری سمٹ آئی۔۔چہرے کے نرم تاثرات ایکدم سے پتھر کی مانند سخت پڑے تھے۔

دیکھا دیکھا خود کو۔۔۔یقیناً وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔شکل دیکھوا پنا۔۔زارون"

"خان۔۔ہوا کیا ہے تمہیں بچہ۔؟؟

اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھ وہ غصے میں آگ بگولہ بنے بولی۔

امو میں نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔اسی لیے تو میں ایک کم عمر بچی سے"

شادی کے حق میں نہیں تھا۔کوئی جوڑ نہیں میرا اور اسکا۔۔میری عمر سے

آدھی کی ہے وہ۔۔مجھے قدم سے قدم ملا کر چلنے والی بیوی چاہیے تھی۔جو سمجھدار ہو ایک بے وقوف، کم عقل کی چھوٹی بچی نہیں۔۔"!!

گہری سانس بھرتے وہ ایکدم سے پھٹ پڑا تھا۔۔

تو تمہارا بھانڈا پھوڑ دیا اس لیے وہ بچی ہے؟" وہ اسے سخت تیوروں سے گھور کر بولی،،ان کی نظر میں گل بیلے خان ان کے بیٹے کے جوڑ کی تھی۔ خوبصورت، نازک، معصوم اور سب سے بڑھ کر آنکھوں کے سامنے پلی بڑھی تھی اور کیا چاہیئے تھا بھلا۔۔؟؟

"!اموایسی کوئی بات نہیں۔۔"

ایسا ہی بات ہے زارون خان۔۔ہم سب سمجھ رہا ہے۔۔مگر ہماری ایک بات کان کھول کر سن لو تم۔۔وہ بیوی ہے اب تمہارا۔۔عزت دو اسے۔اور جلد سے جلد اپنے رشتے کو استوار کرو۔۔"!!

وہ سنجیدگی سے بولی تو زارون سرخ پڑتے نظریں جھکا گیا۔

اب جاؤ وہ انتظار کر رہا ہے تمہارا۔۔اب اگر گل کو ڈانٹا تو اچھا نہیں ہو گا"

"!!زارون خان۔۔اب جاؤ اپنے کمرے میں اپنی بیوی کے پاس۔۔

وہ گہری سانسیں بھرتے سنجیدگی سے بولی تو وہ لب بھینچے ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں جا رہے ہیں برخودار۔۔۔۔؟"پشت پر ابھرتی کافی بھاری سخت آواز پر اسکے حویلی سے باہر نکلتے قدم ایکدم سے تھمے۔۔۔۔چہرے کے تاثرات یکلخت سنجیدگی میں بدلے۔۔وہ لب بھینچے گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔۔

اسال آغا شاہ۔۔۔۔اندر بیٹھی لڑکی تمہاری بیوی ہے جو تمہارا انتظار کر رہی" ہے اور تم۔۔۔۔شادی کی پہلی رات ہی اسے یوں چھوڑ کر منہ چھپائے رات کی تاریکی میں بھاگ رہے ہو۔

"۔۔

آغا جان کی کرخت بے لچک آواز پر اسکی گہری آنکھیں سرخ ہوئی۔۔

وہ ایکدم سے اپنے پورے قد سمیت پلٹا۔۔چہرے پر پھیلتی سرخی دیکھ آغا جان نے لب سختی سے بھینچے۔۔۔

معاف کیجئے گا آغا جان۔۔۔یہ نکاح آپ کی خوشی کیلئے کیا ہے میں نے۔۔۔" ناں کہ اپنی رضا سے۔۔۔اور رہی بات اس لڑکی کی تو۔۔۔مجھے پورا یقین ہے ۔۔۔جس طرح سے آپ نے اس کے غریب ماں باپ کو مہرہ بنا کر اسے جائز رشتے کے ذریعے ایک ناجائز طریقے سے میرے نکاح میں شامل کیا ہے "۔۔۔وہ خود بھی میری منتظر نہیں ہو گی۔۔

جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔شاہ حویلی میں اسکے سوا اور کسی کی جرات تک نہیں تھی کہ وہ آغا سائیں سے اگر مگر تک کرتا یہ صرف اسال آغا ہی تھا جسے وہ ہر حق دے چکے تھے۔۔

ہمیں مت سکھایئے آغا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔۔۔ جتنا کہا ہے اتنا کریں"
"۔۔۔۔ جائیں فوراً اپنے کمرے میں۔۔۔۔

اب کی بار وہ سرد مہری سے دو ٹوک انداز میں بولتے رخ پلٹ گئے مطلب صاف تھا کہ اب وہ مزید اسکی کوئی بھی بات نہیں سننے والے اور ناں ہی وہ ان کی اجازت کے بغیر حویلی سے باہر جا سکتا تھا۔۔

اور ایک بات۔۔۔" وہ ایکدم سے رکے۔۔۔ بت بنے اسال آغا پر ایک نگاہ" ڈالے وہ پشت پر ہاتھ باندھ گئے۔۔۔

یہ نیچ ذات کی لڑکی صرف آپ کے بچے کی ماں بن سکتی ہے بیوی" نہیں۔۔۔۔ تو اس رشتے کو استوار کرنے سے پہلے اپنے جذبات اور حواس کو "قابو میں رکھیے گا۔۔۔۔

وہ اسے کھلے عام بتا رہے تھے کہ ایک لڑکی کی ان کی نظر میں کیا اہمیت تھی اور اس حویلی کے اصولوں سے وہ اچھی طرح سے واقف تھا۔ مگر بغاوت تو اسکے اندر کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی۔۔۔

ایک بات یاد رکھئے آغا جان۔۔۔اپنے حصّے کی محبت ہم کر چکے ہیں۔۔۔ "
اور ہماری پہلی بیوی کی جگہ کوئی عورت نہیں لے سکتی۔۔۔ہاں اگر انس
ہونے لگی۔۔۔تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔۔"کندھے اچکا کر وہ کمال لاپرواہی
"سے بولتا انہیں آگ لگا گیا۔۔۔

انہیں اس قدر زبان درازی کی امید اسال آغا سے ہر گز بھی نہیں تھی۔
ایک بات کان کھول کر سن لیں اسال آغا۔۔۔ہم سب کچھ برداشت کر "
سکتے ہیں مگر اپنے اصولوں اور قاعدوں کی خلاف ورزی قطعی برداشت نہیں
کریں گے۔اور اگر کسی نے بھی ایسا کرنے کی کوشش کی تو یقیناً اسکی سزا بہت
"بھیانک ہو گی۔۔

وہ حویلی کے سربراہ تھے برسوں سے چلی آرہی رسومات ان کی زندگی کا قاعدہ
تھا۔۔اسال آغا نے مٹھیاں بھینچ کر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔۔اور اگلے ہی
پل وہ گہری سانسیں بھرتے لال انگارہ ہو رہی آنکھوں سمیت ایکدم سے مڑا

۔۔۔لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ دھاڑ سے دروازہ بند کرتے اپنے کمرے میں بند ہوا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ عجلت میں کمرے میں داخل ہوا۔بنا مڑے ہی دروازہ پیچھے سے بند کرتے اس نے ایک نگاہ بستر پر بیٹھی گل مینے خان پر ڈالی ۔۔

جو لائٹ پنک کلر کے خوبصورت جوڑے میں دوپٹے سے بیگانہ اپنی تمام تر خشر ثامانیوں کے ساتھ اسکے سامنے تھا۔

سنہری بال کمر سے نیچے ڈھلک رہے تھے۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے کان کے جھمکے میں اٹکے بالوں کو کھینچنے کی کوشش میں بے حال ہو چکی تھی۔

سنہری آنکھیں لباب پانی سی بھری تھی۔زارون لب بھینچ کر آگے بڑھا ۔۔بھاری قدموں کی دھمک پر وہ ایکدم سے مڑی تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اسکی سانسیں بری طرح سے اٹکی تھی۔

جبکہ زارون سکندر اب ایک نگاہ اپنے بستر پر پڑے گل مینے خان کے زیورات، جیولری دوپٹے اور بے ترتیبی سے نیچے ڈھلک رہے کمفرٹر کو دیکھتا ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔۔

آنکھوں کے گوشے یکلخت سرخ پڑنے لگے۔۔

ووہ مم میں۔!!"اسکی آنکھوں کی سرخائی اور یوں اسے اپنی طرف جھکتا" دیکھ گل مینے کا سانس بری طرح سے اٹکا، وہ آنکھیں پھیلائے خوف سے سفید پڑتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جس نے جھکتے ایک گھٹنہ بیڈ پر ٹکایا۔اسکے دونوں ہاتھوں کو آزاد کرتے اب احتیاط سے اسکے بالوں کو جھمکے سے نکالنے لگا۔اسکی کوشش میں جھٹکا لگتے ہی وہ سسکی تو زارون خان نے ایک نظر ان لرزتے ہونٹوں پر ڈالی۔۔

میک اپ سے پاک، دھلا دھلا شفاف چہرہ اس پر متضاد اسکی خوبصورتی اور پاگل کرتی خوشبو زارون نے گہری سانسیں بھرتے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔

جبکہ گل مینے خان تو اپنے جھمکے میں اٹکے بالوں کے نکلنے پر ہی خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔

جھمکے اتارتے وہ سامان سمیٹتے اٹھنے لگی۔

جب اسکے بازو سے جکڑتے زارون سکندر نے اپنی سمت کھینچا۔

وہ کسی کٹی ہوئی شاخ کی طرح اسکے سینے سے آن لگی۔ سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس شفاف رنگت کافی حسین لگ رہی تھی۔ سیاہ چمکدار آنکھیں جو کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھیں۔ اسکے وجود سے اٹھتی سٹرانگ پرفیوم کی خوشبو گل مینے خان کو اپنی سانسوں میں گھلتی محسوس ہوئی۔ کلائی پر اسکے ہاتھ کی انگلیوں کا لمس کافی سخت تھا۔ ایکدم سے وہ گھبرا کر پلکیں جھکا گئی۔

سفید چہرہ اسکی نزدیکی پر سرخ پڑ رہا تھا۔ جبکہ اسکے یوں شرمانے پر زارون سکندر نے بمشکل سے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو ضبط کیا۔

اور اگلے ہی لمحے اسے کھینچ کر تکیے پر گرائے وہ دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں جما گیا۔

گل بینے جو اس حملے کیلئے بلکل تیار نہیں تھی۔اب پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ جس کے چہرے پر سنجیدگی اور سختی قائم تھی۔

خ خانن۔۔۔!!اپنے چہرے پر اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے وہ سینے میں اودھم مچاتی دھڑکنوں کے شور کے بیچ بمشکل سے بولی تھی۔

جبکہ اسکے اختیاطا 'خان' کہنے پر وہ متاثر ہوئے بغیر ناں رہ سکا۔

"کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنا چغلی کہلاتا ہے گل بینے خان۔۔!!اور ناں تو خدا چغل خوروں کو پسند کرتا ہے ناں ہی زارون سکندر خان۔۔۔تو اب میں سامنے ہوں مجھے بتاؤ کیا کیا مسلئہ ہے تمہیں میرے ساتھ۔!"

اسکی رکتی سانسوں کو محسوس کرتے وہ یکلخت پیچھے ہوا۔بیڈ پر پھیل کر بیٹھتے ایک نگاہ اس دوآتشی حسن پر ڈالے نگاہیں چرائی تھی۔

جبکہ پاس پڑے دوپٹہ کو اٹھائے اپنے وجود کے گرد لپیٹتے گل بینے خان کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ہاتھ بری طرح سے کپکپائے تھے۔

وہ بے ساختہ ہی اٹھ کر بیٹھتے پیچھے ہوتی بیڈ کراؤن سے جا لگی۔

بولو؟؟"اسکی خاموشی سے اکتاتے وہ شفاف ماتھے پر دو بل سمیٹ کر ذرا سختی سے بولا۔

تو گل بینے خان نے بری طرح سے اپنے لبوں کو کچلا تھا۔

وہ اسکے پاس بیٹھا تھا وہ کل سے اس شخص کے کمرے میں تھی۔زندگی بھر وہ ہوش سنبھالنے کے بعد جس شخص کے سائے سے بھی بھاگتی آئی تھی اب ایک دم سے وہی شخص اسکا شوہر بن بیٹھا تھا۔ان سب کے باوجود بھی وہ خود کو سنبھال رہی تھی۔

اور اب اسکا یوں سوال کرنا، گل بینے خان کے ذرا سے بلند پڑے حوصلوں کو پست کرنے لگا۔وہ ساس اور ماں کی سکھائی باتوں کو بھول چکی تھی۔

اسے یاد تھا تو بس اتنا کہ سامنے بیٹھا شخص اپنے غصے میں کسی بھی وقت اسکی جان لے سکتا ہے۔۔

بینے!!جواب دو!!"اب کی بار زارون سکندر کی سرد آواز پر وہ جھٹ سے" آنکھیں کھولتی اپنی طرف موجود اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی۔

کک کچھ بھی نہیں۔۔!" بھیگے ہوئے سے لہجے میں وہ بمشکل سے بولی تھی۔"

جبکہ اسکے سفید جھوٹ پر زارون سکندر کی رگیں اُبھری تھیں، جبڑے"

مضبوطی سے بھینچتے اسنے کلائی سے جکڑتے اسے ایکدم سے اپنی سمت کھینچا۔

جو حواس باختگی کی سی کیفیت میں دونوں لرزتے ہاتھ اسکے چوڑے سینے پر

جمائے اب گہری سنہری آنکھوں میں خوف سمیٹے اسے دیکھنے لگی۔

جس کی پر تپش سانسیں اپنی طرف جھکی گل مینے خان کی پیشانی اور ناک اور

جھلسانے لگی تھی۔

ہمممم۔۔۔اگر تمہیں مجھ سے کوئی پرابلم نہیں تو تم ساری رسومات میں"

"روتی کیوں رہی؟

خوف سے سپید پڑتے چہرے پر نظریں گاڑھے وہ برف کی مانند ٹھنڈے لہجے

میں پوچھتا گویا گل مینے کی جان ہتھیلیوں پر لے آیا تھا۔بے اختیار اسنے خوف

کے زیر اثر زارون سکندر کے گریبان کو جکڑا۔

جب اسکی غیر ہوتی حالت محسوس کرتے زارون نے اپنا بھاری ہاتھ اسکی پشت پر پھیلائے اسے نرمی سے کھینچتے سینے سے لگایا۔

اسکے انداز میں نرمی تھی مگر لفظوں میں وہی سختی تھی۔جو گل مینے خان کو لمحوں میں بیہوش کرنے کی سکت رکھتی تھی۔

میاں بیوی کے درمیان چاہے جو بھی بات ہو وہ باتیں کھلے عام دوسروں کو" بتانا کیا اچھی بات ہے۔۔!؟؟

پیشانی پر چمکتے شبنم کی مانند وہ پسینے کے قطروں کو دیکھ وہ زرا نرم پڑا۔ہاتھ بڑھاتے اسکے سفید گالوں سے چپکے بالوں کو اپنی انگلی پر سمیٹا تو گل مینے اسکے لمس پر بری طرح سے مچلی تھی۔

جواب دو؟""" اسکی مزاحمت کو اگنور کرتے وہ ہنوز نظریں اسکی گردن پر" جمائے بوجھل سے لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

اس نازک سی جان کے مومی وجود سے اٹھتی خوشبو اسکی اس قدر نزدیکی گویا اس مضبوط اعصاب کے مالک کو پگھلانے لگی تھی۔

وہ نظریں جھکائے انگلیوں کے پوروں سے ان آبشاروں کو گردن سے ہٹائے

اب ہاتھ کی پشت کو اسکی سفید گردن پر گھمانے لگا۔

اسکے جان لیوا لمس پر گل مینے جھٹپٹا کر دور ہوئی۔

اور وہ جو اس خوشبو میں کھو یا جانے کن خیالوں میں محو تھا اسکے یوں دور ہونے پر ایکدم سے ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو کمپوز کرتے اسنے ذرا سی گردن موڑے اسے دیکھا۔

جو گھٹنوں کے گرد ہاتھ لپیٹے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

نن نہیں کک کرنی چچ چاہئے۔ابب نن نہیں کک کروں گگ پپ "

"!!پکا۔۔

وہ اسکے نزدیک آنے کا سوچتے ہی گھبرا کر بولی تو زارون لب بھینچ کر رہ گیا۔ وہ خود اپنی اندرونی کیفیت سمجھنے سے انکاری تھا۔

وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ وہ کیوں اس لڑکی کو بار بار اپنے نزدیک کر رہا تھا۔ گل مینے کا یوں خود سے دور جانا اسکے اندر گویا آگ سی لگا گیا تھا۔

مگر کیوں؟؟اسکا دور جانا اسے گنوارہ نہیں تھا۔۔

ہمم آئندہ خیال رہے ورنہ میں اب وارن نہیں کروں گا۔۔؛!"انتہائی بے" تکی سی بات تھی۔حالانکہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسنے وارن نہیں کیا تھا بلکہ انتہائی نرم لہجے میں اس سے سوال کیا تھا۔

مگر اسکا یہ نرم رویہ یہ آنچ دیتا مخمور لہجہ ہی گل مینے خان کی سوچ سے پرے تھا۔

سو جاؤ۔۔!!"معامو بائل فون پر جگمگاتے انعم سعید کے نمبر کو دیکھ وہ" پیشانی مسلتے سرد لہجے میں کہتا ایکدم سے اٹھا۔گل مینے نے کافی دیر تک اسکی پشت کو دیکھا۔جواب سٹڈی روم میں بند ہو چکا تھا۔

اسکے روم سے نکلتے ہی وہ گہری سانسیں بھرتے اٹھی،سامان سمیٹتے ہی وہ لائٹس آف کرتے بیڈ پر آئی،پورے روم میں فقط لیمپ کی ہلکی سی لائٹ روشن تھی۔

کمفرٹر گردن تک اوڑھے وہ زارون سکندر کے رویے پر اب تک الجھی ہوئی تھی۔ گردن اور کمر پر اب تک اسکی انگلیاں کا لمس تازہ تھا۔ہاتھ بڑھاتے اسنے نرمی سے اپنی گردن کو چھوا۔اور پھر خود ہی اپنی حرکت پر شرماتے وہ سرخ پڑتی چہرہ کمفرٹر میں چھپا گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

واپسی کب تک ہے آپ کی پاشا۔؟؟"موبائل فون کان سے لگائے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگے۔کچھ ہی دنوں کے بعد اسکی شادی تھی اور وہ اب تک واپس نہیں لوٹا تھا۔

بس داجان۔۔ان شاءاللہ کل صبح تک۔آپ بس دعا کیجئے گا۔!""" بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اونچے پہاڑ سے اطراف کا جائزہ لیتے اب نیچے اُترنے لگا۔ حسین چہرے پر بلا کی سنجیدگی سجائے وہ دور سے اپنی طرف بڑھتے کچھ سپاہیوں کو دیکھ داجان سے معذرت کرتے کال کٹ کر گیا۔

سلام سر!!" وہ چاروں یکلخت بولے جس پر موبائل فون پاکٹ میں ڈالتے"

اسنے سر ہلاتے جواب دیااور ایک سوالیہ نگاہ ان چاروں پر ڈالی۔

کوئی خبر جوان۔۔؟" بھاری بے لچک آواز پر وہ چاروں ہی اندر تک گھبرائے"

۔سامنے کھڑے ملٹری آفیسر کے غصے اور اشتعال سے ہر ایک واقف تھا۔

سر رستہ انتہائی خراب ہے مسلسل برف باری کے سبب کسی بھی جوان کا اس

"! تنگ غار میں داخلہ ناممکن سی بات ہے

ضرار پاشا نے ایک اُچٹتی نگاہ اپنے سامنے زبان کے گوہر دکھاتے اس بائیس

سالہ جوان پر ڈالی۔

بھولیے مت کہ ہم فوج کے جوان ہیں۔۔وہ نوجوان جن کے لئے لفظ ناممکن

ناپید ہے۔!! دو معصوم جانیں اس تنگ غار میں چوبیس گھنٹوں سے بند ہیں

"اور آپ لوگ اب آکر اپنی ناکامیابی مجھے دھڑلے سے بتا رہے ہیں۔؛

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر وہ غرایا تھا۔

کہ سامنے کھڑے سپاہیوں نے شرمندگی سے سر جھکا ڈالے۔

ایک نگاہ ان جھکے سروں پر ڈالے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے آگے بڑھا۔ گھٹنوں سے ذرا نیچے تک موجود سیاہ بوٹ سفید برف کے اندر تک دھنس رہے تھے۔

"سر!!"

شٹ اپ جاؤ اور رسی لاؤ۔۔!" غرا کر سرد لہجے میں کہتے وہ اب ایک ناممکن کو ممکن کرنے پہاڑی کے آخری سرے کی طرف بڑھا۔ آسمان سے برستی وہ سفید برف اب پہلے سے ذرا تیزی اختیار کرتی جا رہی تھی۔

اسنے سختی سے اپنے سپاہیوں کو اپنے اس عمل کی بابت کسی بھی آفیسر کو بتانے سے منع کیا اور خود وہ رسی کا ٹکرا اپنے پیٹ کے گرد مضبوطی سے باندھے پہاڑی کی اونچائی سے نیچے کی طرف بڑھا۔۔

بے خوف ونڈر۔۔ جس کی گہری شہد رنگ آنکھیں ہر تاثر سے عاری تھیں، وہ مکمل مرد ایک محافظ وطن اپنی شادی سے کچھ دن پہلے ایک ناممکن کو ممکن کرنے اپنی جان کو خطرے میں ڈال چکا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

نور!!ماما کی جان!!"رات بارہ بجے کے قریب برتن دھو کر وہ کمرے میں آئی۔بھاگنے کے سے انداز میں اوندھی پڑی اپنی گڑیا کو اٹھائے نعمت دلاور شاہ نے اسے سینے کا حصّہ بنایا۔۔

میری جان۔!!"سینے میں بھینچتے اسنے لب نور کے ماتھے پر رکھے۔جو بخار میں پھنک رہی تھی۔ایکدم سے سیاہ آنکھیں گھبراہٹ سے پھیلی،وہ مکمل طور پر بھیگی ہوئی تھی۔

نعمت گھبرا کر اٹھی،اسے سینے سے لگائے فورا اسے پیشتر اپنے بستر پر لٹائے اسنے جلدی سے وہ گیلے کپڑے اپنی ننھی پری کے وجود سے جدا کیے۔۔

جلدی سے اسے دوسرے کپڑے پہناتے نعمت نے اسے نرمی سے کمبل میں لپیٹے سینے میں بھینچا۔۔ماں کا لمس پاتے ہی نور کسمسائی اسکی ہلکی ہلکی سی آوازیں سنتے نعمت نے تیر کی تیزی سے اسے دونوں بازوؤں میں بھرتے اپنے سامنے کیا۔

جس کی سیاہ آنکھیں ہلکی ہلکی سی نیم وا تھی۔ماں کو دیکھتے ہی وہ بھوک کے احساس سے رونے لگی جس پر نعمت نے جھٹ سے پیشانی۔چومتے اسے سینے میں بھینجا۔

بستر پر بیٹھتے وہ کمفرٹر درست کرتے اب اپنی معصوم پری کی بھوک مٹانے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں نور کی بھوک مٹ گئی تو نعمت نے اسے نرمی سے اپنے سامنے لٹایا۔

اور خود مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اب گردن موڑتے میز پر موجود ہارون شاہ کی مسکراتی تصویر کو اٹھایا۔۔

دیکھیں ہارون آج تو اپنی پرنسز نے مجھے بلکل بھی تنگ نہیں کیا۔لگتا ہے" اب بہت سمجھدار ہوتی جارہی ہے نور آئنیہ۔۔!!" جھل مل کرتی بھیگی نگاہوں سے وہ تصویر میں جگمگاتے اس عکس کو دیکھ کر کڑے دل سے بولی تھی۔

نور ٹکر ٹکر ماں کو دیکھ رہی تھی جس کے شفاف آنسوں اب ایک ایک کرتے ہارون شاہ کی تصویر پر گر رہے تھے۔

ہر گزرتا دن، ہر لمحہ اسکی زندگی کو ناسور بنا رہا تھا۔ صرف اس شخص کی یادیں ہی تو تھیں جو نعمت دلاور شاہ اب تک سانسیں لے رہی تھی۔ معاً دروازے پر دستک محسوس کرتے نعمت نے جلدی سے تصویر واپس رکھی۔

دونوں آنکھوں کو رگڑتے وہ نور کو تھپک کر بستر سے اترتے اب دروازے کی سمت بڑھی۔۔

"!!السلام علیکم پھپھو"

دروازے پر کھڑی اپنی ساس کو دیکھ وہ ادب سے گویا ہوئی جنہوں نے نفرت سے رخ موڑا تھا۔

تمہارے بھائی کا فون آیا تھا۔ پرسوں لینے آئے گا وہ تمہیں۔۔ اپنا اور اس منحوس کا سامان تیار کر کے رکھنا اور جلد از جلد ہماری زندگیوں سے نکلنے کی کرو۔۔!!"

کھرے تیوروں میں اسے سناتی وہ وہاں سے جا چکی تھی جبکہ نعمت ابھی تک دروازے پر کھڑی تھی۔

تو کیا اسے اب پھر سے اپنے بھائی کی دہلیز پر جانا تھا؟؟ تو کیا اسکی بچی کا مستقبل وہاں لکھا گیا تھا؟ کیا تھا اسکا مستقبل؟ سب سے بڑھ کر وہ حادثہ وہ کیسے بھول جاتی اس حادثے کو جس نے نا صرف اس سے اسکا شوہر بلکہ اسکی بچی سے اسکے باپ کا سایہ بھی چھین ڈالا تھا۔

اپنے آنے والے کل سے انجان وہ عجیب سے دوہرائے پر کھڑی اپنی نامکمل ویران سی زندگی کی تلخیوں میں اپنے ناکردہ گناہوں کو ڈھونڈ رہی تھی۔

بہر حال ایک لمبی سانس بھرتے اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔ اور بوجھل قدموں سمیت بیڈ کی سمت بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

دھاڑ کی زوردار آواز سے دروازہ بند کرتے وہ غصے میں اندر داخل ہوا، سیاہ حسین آنکھوں سے گویا خون ابل رہا تھا، کندھوں پر موجود سیاہ شال اسنے

ایک ہی لمحے میں غراتے ہوئے نیچے پٹکھی اور کھینچ کر پاس موجود ٹیبل کو لات رسید کی۔

جو مضبوط ہونے کے سبب گرا نہیں تھا۔۔اور اسکا ناں گرنا گویا اسال آغا شاہ کے تن بدن میں جلتے بھانبڑ لگا گیا۔۔ سرخ چہرے سمیت وہ جبڑے بھینچتے آگے بڑھا اور اب کی بار ایک اور زوردار ٹانگ اس میز پر ماری۔

جو آن کی آن میں فرش پر اوندھے منہ گرا، خاموش فضا میں ٹوٹے کانچ کی کرچیوں کی آواز نے ارتعاش سا برپا کیا۔

اہہہہ۔۔۔!!" دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں اپنے بالوں کو جکڑتے وہ اس قدر بلند آواز میں دھاڑا کہ بستر پر اسکی سیج سجائے بیٹھی وہ نیلی آنکھوں والی حسینہ اپنی بھیگی زخمی نگاہیں اٹھائے اسکی پشت کو دیکھنے پر مجبور ہوئی۔

گلابی لبوں کو دانتوں تلے کچلتے محمل قریشی کی اگلی نگاہ سامنے موجود دیوار پر لگی ماہ رخ آفندی کی بڑی سی تصویر پر ٹھہری تھیں۔

لبوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ امڈی۔وہ ہار کر بھی ہاری نہیں تھی۔کیوں؟

یہ تو صرف وہی جانتی تھی۔

گہری سانس بھرتے اسنے کھینچ کر اپنے چہرے پر موجود وہ سرخ گھونگھٹ

پیچھے کر دیا۔اب چوڑیوں کی آواز پر ارتعاش برپا ہوا۔

اور اسکی سوچ کے مطابق اسال آغا شاہ اب گھٹنوں کے بل جھکا گردن موڑ کر

اسکی موجودگی کو محسوس کر چکا تھا۔

ایک لمحہ لگا تھا اسے۔۔وہ بپھر کر اٹھتا بستر کی سمت بڑھا۔

محمل قریشی نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا مگر کوئی جذبہ کوئی احساس اسکے دل

میں انگڑائی نہیں لے پایا تھا۔

اسال آغا نے ایک نگاہ اس بے تحاشہ حسین لڑکی پر ڈالی اور اگلے ہی لمحے وہ

مٹھیاں بھینچ کر بستر پر ٹکائے اسکی سمت جھکا۔

جو سرد نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر کوئی بھی تاثر کوئی خوف اسکے

اندر انگڑائی نہیں لے پایا۔

تمہاری وجہ سے آج پہلی بار میں اپنی زندگی میں ہارا ہوں محمل قریشی!!""

انگشت شہادت اسکی طرف اٹھائے وہ چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتا ضبط کی آخری حد پر تھا۔

"!!محمل بس اسے خاموشی سے دیکھتی رہی بولی کچھ بھی نہیں۔۔"

"!تم۔۔۔"

مجھے قصور مت دیں سرکار۔۔۔۔میں تو ایک غریب بے بس سی لڑکی تھی"

مگر آپ تو چالیس گاؤں کے سردار ہیں پھر بھی کس دھڑلے سے اپنی محبت کو دھتکار کر ایک انجان لڑکی سے نکاح کر لیا۔۔

محمل قریشی نے اسکے زخموں پر ہاتھ نہیں گویا پورے کا پورا پاؤں رکھ کر "

انہیں کچل ڈالا تھا۔وہ جس قدر تباہی پھیلا چکا تھا وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ سب اسکی رضا کے خلاف ہوا ہے تو کیوں ناں وہ وہی آگ اس شخص کو لگاتی جس میں وہ خود جھلس رہی تھی۔

طلاق دے دیں مجھے ابھی اور اسی وقت ! ! " بلکل سپاٹ چہرے سمیت "
اسکے سرخ انگارہ ہوئے چہرے کو دیکھتے گویا وہ اسے حکم دے رہی تھی۔
اسال آغا شاہ بس لب بھینچ کر اسے دیکھتا رہ گیا جس نے اسکی زندگی میں شامل ہونے کے دو گھنٹوں سے بھی کم وقت میں اسے حکم دے ڈالا تھا۔

طلاق ! ! " وہ زیر لب بڑبڑایا سیاہ خوبصورت آنکھیں ان نیلے کانچ کے "
ڈوروں میں گاڑھے وہ ایکدم سے سیدھا ہوا۔
گہری سانس بھرتے وہ اب اسکے قریب بیڈ پر پھیل کر بیٹھا۔
سفید شلوار قمیض میں ملبوس ہلکی ہلکی سیاہ بڑھی ہوئی بئیرڈ، عنابی ہونٹ ستواں ناک، پر کشش آنکھیں، وہ گردن موڑے اب نزدیک بیٹھی محمل قریشی کو پورے حق سے دیکھے گیا۔
جو اسکی عجیب نظروں سے اندر تک لرزی تھی۔ مگر بظاہر وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی۔

طلاق!! محمل اسال آغا۔۔تم مر سکتی ہو، مگر موت کے بعد بھی تمہاری قبر"
پر میرا نام لکھا جائے گا وہ بھی تمہارے نام کے ساتھ!! خود ہی تو کہا کہ میں
"!ایک سردار ہوں۔۔اور سرداروں کی طلاقیں نہیں ہوتی۔۔
اسکی آنکھوں میں ناکام محبت کی شکست وہ پڑھ چکا تھا۔تو کیا وہ جس آگ میں
خود جھلس رہا تھا اس میں اس لڑکی کو ناں جھلساتا۔۔جسے ایک نظر دیکھتے ہی
اسکے دادا نے اسکی زندگی کی کایاں پلٹ ڈالی تھی۔
سیدھے سے کہیں اب استعمال کیے بغیر چھوڑیں گے نہیں۔۔جانے کتنی کی"
"!!لڑکیوں سے دل بہلایا ہو گا آپ نے سردار سائیں
دھواں اڑاتے چہرے سمیت وہ اسے گھورتی تنک کر کہتی ایک جھٹکے سے بستر
سے اٹھی جب اسکے لفظوں کے تھپڑ اپنے چہرے پر پڑتے محسوس کرتے
اسال آغا نے اسے جھٹکے سے کلائی سے جکڑتے کھینچا تھا۔
"تم ہو کون جو اسال آغا شاہ کا کردار ڈکلیئر کرو؟؟؟"

دونوں بازوؤں سے جکڑتے وہ اس مومی وجود کو جھٹکے سے نزدیک کرتے غصے اور طیش سے غرایا تھا۔

محمل نے شرربار نظروں سے اسے دیکھا۔۔ جس کے وجود سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھی۔

میں!! میں ایک سردار کی بیوی ہوں!! محمل اسال آغا!! اور میں جو چاہے" وہ کہہ سکتی ہوں!!"اسکے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کو دباؤ دیے وہ اسے لمحوں میں خود سے دور کرتی دوبدو اسی کے انداز میں بولی۔

کہ اسال آغا شاہ لب بھینچے حیرت اور بے یقینی سے اسے لڑکی کو دیکھتا رہ گیا۔

ساری زندگی جب کوئی برابر کا ناں ملے تو انسان خود کو سب سے برتر سمجھنے لگتا ہے اور ایسے شخص کا زعم اس وقت پاش پاش ہوتا ہے جب اسے بلکل ویسا ہی شخص آئنیہ دکھائے جو خو بخو اسکے جیسا ہو۔!!

اور اس وقت اسال آغا شاہ بلکل وہی انسان تھا جسے محمل قریشی رکھ کر آئینہ دکھا رہی تھی۔

"!!حد میں رہو لڑکی"

سرخ نگاہوں سے اسے گھورتے وہ طیش سے اسکی طرف بڑھا۔جو نیچے چادر بچھا رہی تھی۔

لڑکی نہیں۔۔!محمل اسال آغا!!نام یاد رکھیں آئندہ غلطی نہیں ہونی" چاہیے!!" سپاٹ چہرے سمیت اسے گھورتے وہ کہہ کر رکی نہیں۔۔

صوفے پر پڑا کشن زمین پر رکھتے وہ اسے اگنور کرتی اب بستر پر لیٹی ہاتھ آنکھوں پر رکھ چکی تھی۔

گویا وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اور اسال آغا شاہ کا پورا وجود ایسے تھا "!جیسے کسی جلتی بھٹی میں جل رہا ہو۔۔

شرربار نظروں سے اسکی پشت کو گھورتے وہ اگلے ہی لمحے سٹڈی کی طرف بڑھا۔

باہر جانا یقینا اسکے لیے کئی سوالات پیدا کر دیتا۔اسی لیے فل حال سٹڈی روم ہی اسکی بہتر جائے پناہ تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

اپپپ!!!""رات کا جانے کون سا پہر تھا جب سینے پر بھاری بوجھ محسوس کرتے گھنی پلکوں کے سائے تلے سایہ فگن سنہری آنکھوں میں ارتعاش سا برپا ہوا۔!!

کندھے پر بھاری سانسوں کی تپش سے جھلستے گل مینے خان کی نیند سے بوجھل آنکھیں کھولی تو کچھ لمحوں تک وہ اندھیرے میں ڈوبے اس کمرے کو دیکھتی رہی اور پھر جب نگاہ اپنے وجود پر موجود بھاری بوجھ پر گئی۔ تو لبوں سے سرگوشی سی نکلی۔۔بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اسنے گھور کر زارون سکندر کی برہنہ پشت کو دیکھا۔۔اور پھر اسکے بالوں سے ڈھکے سر کو!!جو اسکی گردن پر سر رکھے پوری طرح سے پھیل کر سویا ہوا تھا گویا وہ مکمل طور پر ایک تکیے کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔

زز۔!!ٹانگیں اس بھاری وجود کے بوجھ تلے سن سی پڑ گئی تھی۔وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کب کمرے میں آیا اور کب اسکے قریب نیم دراز ہوا۔

ایک نگاہ اپنے اوپر پھیل کر سوئے زارون سکندر پر ڈالے اسنے ناگواری اور غصے سے ناک چڑھائی۔اسکی مورے اسے خواہ مخواہ میں ہی بے ترتیبی سے سونے پر ڈانٹتی تھی۔

حالانکہ وہ زارون سکندر سے زیادہ اچھے طریقے سے سوتی تھی۔۔

"!!خخ خان"

نازک ہاتھ اسکے چوڑے شانوں پر جمائے گل مینے نے دبی دبی سی آواز میں اسے پکارا۔۔

جو بیچارہ دو دن لگاتار کاوچ پر کمر اکڑا کر اب بستر پر مزے سے ڈھیر ہوا تھا۔

خخ خان!! گل مینے نے جھک کر اسکے کان کے نزدیک اسے پکارا۔۔امید واثق تھی کہ وہ سن لے گا مگر یہ کوشش بھی بیکار گئی۔۔

"سسکندررررر!!" کچھ سوچتے اسنے جھنجھلا کر اونچی آواز میں اسکے کان کے قریب ہوتے چیخ ماری تھی۔

اور اب کی بار زارون ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

کک کیا ہوا کیا ہوا؟؟" سیاہ نیند سے بھوجل آنکھیں پھیلائے وہ آگے پیچھے "
دیکھتے گویا خواب کے زیر اثر تھا۔
گہری سیاہ آنکھوں میں کچی نیند کی ڈوریاں تیر رہی تھی۔
مینے؟؟" وہ زیر لب بڑبڑایا!! گھور کر اس لڑکی کو دیکھا۔۔ جسنے سوتے "
ہوئے بھی اسکی نیند ڈسٹرب کی تھی۔
سسوری مگر آپ میرے اوپر!! نن نہیں مم میرا مطلب آپپ۔۔ آپ "
ٹھیک سے سوئیں!!" انگلیاں مڑورتے وہ ڈر کر پیچھے ہوتی احتیاطا سہمی ہوئی
سی کہتے دوپٹہ خود پر لپیٹ گئ۔۔
واٹ دی ہیل!! تم نے آدھی رات کو مجھے یہ کہنے کو اٹھایا ہے!!" زارون "
سکندر کی حیرت اور غصے کی انتہا نہیں رہی تھی۔ وہ چبا چبا کر کہتا اب بالوں میں
انگلیاں چلاتے اسے گھور کر رہ گیا۔
جو سر شرمندگی سے جھکا چکی تھی۔
"نن نہیں۔۔ میرا مطلب وہ آپ۔۔۔"

شٹ اپ گل مینے۔۔سونے دو مجھے!""وہ غصے سے اسے ٹوکتے کھینچ کر اسے پاس گرا گیا۔۔

اس سے پہلے کہ اسکی کاروائی پر گل مینے چیخ کر پوری حویلی اسکے دروازے پر بلا لیتی۔۔زارون سکندر نے اپنی چوڑی ہتھیلی اسکے نازک لبوں پر جمائی اور خود غصے اور سنجیدگی سے ان قاتل نین کٹوروں کو دیکھا۔

خبردار جو اپنا الارم بجایا۔۔مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔پاس آؤ!!گھور" کر اس لرزتے وجود کو دیکھتے اگلے ہی لمحے ایک زبردست سا حکم جاری کیا تھا

۔

گل مینے اسکے بدلے تیوروں سے سہمی پھیلی خوفزدہ سی نگاہوں سے بس اسے دیکھتی رہ گئی۔وجود میں ہلنے کی ہمت ہی کہاں باقی تھی۔

پاس آؤ!!"دانت کچکچاتے وہ غصے سے بولا تو اگلے ہی لمحے گل مینے آن کی" آن میں لپک کر اسکے نزدیک ہوتی سرتکیے پر جما گئی۔

اب سنہری خوف سے پھیلی نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے وہ بس رو دینے کو تھی۔

اسے یقین تھا کہ اسے یوں جگانے پر وہ اس لازم کڑی سے کڑی سزا دینے والا تھا۔

اب اگر تم نے بے فضول میں مجھے تنگ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" سمجھی تم!!" وہ سرد دوبارہ سے اسکے کندھے اور گردن کے درمیان رکھتے مضبوط ہاتھ سے اسکی نازک کمر کو دبوچتے روعب دار لہجے میں بولا۔اسکی خوشبو اسکا نرم وجود ہی تو تھا جسے قریب کرتے ہی وہ ہر فکر سے باغی ہوا لمحوں میں نیند کی آغوش میں پہنچا تھا اوپر سے اس بے وقوف لڑکی نے اسے چیخ کر اٹھا دیا تھا۔

"!!مم مگر"

وہ بھیگی آواز میں منمنائی توزارون نے سر اٹھائے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورااور اگلے ہی لمحے اپنی پوری ٹانگ پھیلائے اسکی نازک ٹانگوں پر رکھی۔

گویااسے اپنے عمل سے وارن کیاہو کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔۔

گل مینے خان نے پانی سے لبالب آنکھوں سمیت اسے دیکھااور اگلے ہی لمحے معصومیت سے اپنی خوبصورت آنکھیں جھپکی۔۔

زارون نے بے بسی سے ان آنسوں کے ٹینک کو دیکھااور گہری سانس بھرتے وہ سر اٹھائے اسکے چہرے پر جھکا۔

مسکرا کر اس خوفزدہ سی ہرنی کو دیکھا جو سانس روکے اسکے اگلے حملے کا سوچ رہی تھی۔

تم بہت خوبصورت ہو گل مینے خان___اس سے بھی زیادہ دلفریب ہیں یہ" آنسوں!!رونا بند نہیں کیا تو صبح تک روتی ہی رہو گی۔۔تو پلیز خاموش ہو جاؤ "!!اور خود بھی سو جاؤاور مجھے بھی سونے دو

ہمم گڈ گرل!!" وہ مخمور نگاہوں سے ان بھیگی آنکھوں کو دیکھتے اسکے گلابی پڑتے گال کو چومتے اب دوبارہ سے سر اسکی گردن میں چھپائے نیند میں مدہوش ہوا تھا۔

یہ جانے بغیر کہ اسکے لفظوں کی تاثیر اپنے گال پر اسکے دہکتے لمس کی خوشبو اسکی جان لیوا قربت اس معصوم سی لڑکی کے دل میں جانے کون سے احساسات جگا رہے تھے۔ جن سے وہ معصوم خود بھی ناواقف تھی۔

★★★★★★★★★★★★

اسالل۔۔!!" دروازے پر ہوتی مسلسل دستک پر وہ ہاتھ آنکھوں سے ہٹائے دروازے کو گھورنے لگا۔۔

اتنے سالوں میں آج پہلی بار یہ ہوا تھا جب آغا جان بذات خود اسکے دروازے تک آئے تھے

۔

کل رات وہ کافی دیر کے بعد روم میں لوٹا تھا۔

اوراب بھی دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سنوارتے وہ اٹھا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہی اسکا سویا ہوا ذہن بیدار ہوا تھا۔

ایک لمحہ لگا تھا اسے یہ سمجھنے میں کہ اسکے آغا جان آخر کس وجہ سے اسکے کمرے کے باہر موجود تھے۔

وہ جھٹ سے بستر سے اٹھا۔۔

بھاگ کر نیچے ہوتے اسنے زمین پر سوئی محمل کو کندھوں سے جھنجھوڑا۔۔جو پھٹتے ہوئے سر سمیت اپنی سرخ پڑتی آنکھیں وا کیے اسے گھورنے لگی جب دروازے پر پھر سے دستک ہوئی۔۔

محمل نے بیزاریت سے دروازے کو اور پھر اس اچھے خاصے حسین مرد کو گھورا۔

اسال نے لب بھینچ کر ان بے زار نظروں کو محسوس کیا اور اگلے ہی لمحے اسے بازو سے جکڑتے اسنے زبردستی کھڑا کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی انگلی کے اشارے سے وہ اسے کچھ بھی کہنے سے روک چکا تھا۔

محمل سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھتے اسکے ساتھ ہی واشروم میں بند ہوئی تھی ۔جسنے دروازہ لاکڈ کرتے اسے سامنے کیا۔

سنو لڑکی!! باہر آغا جان آئیں ہیں اور یقیناً وہ ہم دونوں کو دیکھنے آئے ہیں" اور کس لئے آئیں ہیں یہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔۔اگر چاہتی ہو "کہ وہ تم پر مزید زندگی تنگ ناں کریں تو جیسا میں کہوں بس ویسا ہی کرو۔۔

اسال آغا شاہ نے سنجیدگی سے اپنا مدعا بیان کیا۔

محمل خاموشی سے لب بھینچ گئی باہر موجود سفاک سردار سے وہ کچھ بھی توقع کر سکتی تھی اور بہتر یہی تھا کہ وہ اسال کا ساتھ دیتی۔۔

اوکے۔۔!!" محمل سے فوراً سے حامی بھری تو اسال اسے تھامے واپس" روم میں آیا۔۔

پورے بیڈ کا نقشہ بگاڑتے اسنے زمین پر موجود چادر اور کشن سب سے پہلے غائب کیے۔۔اسکے بعد اپنی پہنی قمیض اتارتے محمل کو تھمائی۔۔

جو کچھ ہی منٹوں کے بعد واشروم سے باہر نکلی۔۔

دروازے پر ہوتی مسلسل دستک پر محمل نے دل ہی دل اس بے شرم بڈھے کو سو صلواتیں سنائی۔اپنے وجود پر اسال آغا کی گہری نظریں محسوس کرتے ہی وہ بالوں سے خود کو کور کرتی جلدی سے بستر پر لیٹی۔

اسال نے لب بھینچ کر ان سپید پاؤں سے نظریں چرائی۔کمفرٹر اپنے حساب سے اسکے وجود پر ڈالا اس طرح سے کہ آغا جان اپنے مطلب کی بات آسانی سے دیکھ سکے۔۔

محمل کی پشت دروازے کی سمت تھی۔آغا نے ہاتھ مار کر پاس پڑا تکیہ نیچے گراڈالا اور خود ایک نگاہ اپنے وجود پر ڈالے وہ آئینے کے سامنے گیا۔۔

ماہ رخ کے سامان سے ایک لپ اسٹک نکالتے اسنے بڑی مہارت سے اپنی تھوڑی پر اور گردن پر ہلکا سا نشان بنایا۔

آیا آغا جان!!" نیند سے اونگنے کی اداکاری کرتے وہ اب دروازے کی" سمت بڑھا۔۔

آپ یہاں!!" ماتھے پر چپکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسنے بھرپور انداز" میں چونکتے ہوئے اُنہیں دیکھا۔۔ جن کی نظریں پوتے سے ہوتی اب پورے کمرے پر گئی تھی۔

اتنی دیر کیوں لگادی دروازہ کھولنے میں۔۔۔! میں کب سے دستک دے رہا ہوں!!" رعب دار مشکوک سی آواز اور نظروں سے انہوں نے اسال آغا کو دیکھا۔

جس نے گردن کو حم دیتے لپ اسٹک کا نشان اُنہیں دکھایا۔

غالباً کل آپ کی ہی مرضی سے میرا نکاح ہوا ہے آغا جان۔۔۔ تو آپ کو" "!!نہیں لگتا کہ یہ دیر ہونا نہیں آپ کا جلدی آنا ہے

آغا جان نے اسکے بے باکی سے کہنے پر لب بھینچے۔ایک طائرانہ نگاہ بستر پر اسال آغا کی قمیض میں لیٹی محمل پر ڈالی۔۔اور پھر آنکھیں چھوٹی کیے شیشے کے ٹکروں کو دیکھا۔

ہمممم!!آرام کرو تم!!"انتہائی سرد لہجے میں کہتے وہ انہی پیروں سے واپس" مڑے تھے۔

ایک ہی رات میں اپنی بیوی کو بھلا کر اس حسن کو تسخیر کر لیں!!؟اور وہ" لڑکی جو اپنے باپ کی موت کے خوف سے یہ نکاح قبول کر گئی۔۔کیا یہ کچھ "زیادہ جلدی نہیں؟؟

ان کا ذہن طانے بانے بن رہا تھا۔وہ مان ہی نہیں سکتے تھے کہ اسال آغا شاہ اتنی جلدی ان کے سامنے گھٹنے ٹیک گیا ہو!!مگر جو کچھ وہ دیکھ کر آئے تھے اسے جھٹلا دینا بھی ان کے بس میں نہیں تھا۔۔

گہری سبز آنکھیں کسی غیر مری نقطے پر ٹکائے وہ بغور ہر پہلوؤں کو جانچ رہے تھے۔یہ تو طے تھا کہ اُنہیں یقین نہیں آیا تھا۔اور یہ یقین کیسے آتا یہ تو وقت ہی طے کرنے والا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

"!!رکیں میں چھوڑ آتا ہوں___ شمشیر باہر آؤ۔۔

بھاری آواز پر روپ دلاور شاہ نے سفید دوپٹے کو اچھے سے سر پر برابر کرتے گردن موڑ کر سامنے دیکھا۔

جہاں کچھ ہی فاصلے پر وہ بکھرے ہوئے سے حلیے میں کھڑا تھا۔سبز حسین آنکھوں میں نیند ٹوٹنے کے سبب سرخ ڈوریاں تیر رہی تھی۔

گرے شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ،سیاہ جینز کے نیچے جو گرز ڈالے ایک ہاتھ پر نفیس سی گھڑی پہنے وہ اپنے دراز قد اور پر کشش نظروں سمیت اسکے سامنے کھڑا تھا۔

روپ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ جس نے گہری سانس بھرتے اس مسکراہٹ سے بمشکل سے نظریں چُرائی تھیں۔

عالم تم کب آئے ملے بھی نہیں مجھ سے!!" وہ پاس آیا۔ایک نگاہ روپ"
کے ہاتھ میں موجود بیگ پر ڈالی اور جلدی سے جھکتے بیگ بیک سیٹ پر رکھا۔

جب اسکے سوال پر وہ ہلکا سا مسکرا کر مڑا۔

کل رات کو ہی لوٹا تھا میں!! اگر علم ہوتا کہ آپ بھی آئیں ہیں تو ساری"
"!!رات آپ کے کمرے کے باہر بیٹھا رہتا

اس معصوم صورت پر نظریں جمائے وہ دلکشی سے مسکرا کر بولا تو روپ اسکی بات پر ٹھٹکی۔چونک کر سیاہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔

آئیں!!" اسنے نظریں اس پاکیزہ حسن سے چراتے اسے فرنٹ سیٹ پر"
بیٹھنے کا کہا جو بنا کسی پس و پیش کے بیٹھ گئی۔

اسکے بیٹھتے ہی بدر نے دروازہ بند کیا اور خود بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

کیاہواپریشان ہیں آپ؟؟"حویلی سے باہر نکلتے ہی گاڑی سیاہ روش پر"
گامزن ہوئی تھی۔بظاہر ڈرائیونگ کی طرف نظریں جمائے بدر عالم نے
گھمبیر مگر نرم لہجے میں سوال کیاتوروپ کچھ چونک سا گئی۔
آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھا جس کے بھورے بال ماتھے پر اٹکھیلیاں کھا
رہے تھے۔
نہیں تومیں کیوں پریشان ہونے لگی!!"قدرے مسکرا کراپنی حیرت پر"
قابو پاتے روپ نے اب رخ کھڑکی سے باہر کی سمت کر ڈالا۔۔
اسکے جھوٹ پر بدر خاموشی سے لب بھینچ گیا۔
سناہے آپ کی شادی کر رہے ہیں آغاجان!!"یونہی بے وجہ سی پھیلی"
خاموشی کو توڑنے کی ہلکی سی کوشش کرتے روپ نے اب نظروں کازاویہ
بدل ڈالا تھا۔
بدر عالم نے جبڑے بھینچ لیے!!سبز آنکھوں میں خون سااتر آیا تھا۔

اچھا فل حال تو میں اس بابت کچھ بھی نہیں جانتا!!گہری سانس بھرتے"
اسنے سچ بولا تھا۔روپ لب کچلنے لگی۔
مسلسل اسے انگلیاں چٹخاتے دیکھ بدر بے چین ہوا۔ایکدم سے ہاتھ بڑھاتے
اسکے ہاتھوں پر رکھا تو اسکی حرکت پر روپ نے گھبرا کر اسے دیکھا۔
جو چہرے پر سنجیدگی سمیٹے ایکدم سے گردن موڑے اسے دیکھنے لگا۔
پلیز مت کریں!!"وہ عاجزانہ انداز میں بولا تو روپ اسکی آنکھوں کی"
گزارش،ان میں پنپتے ان جنون خیز رنگوں سے گھبرا کر اپنے ہاتھ اسکے ہاتھ
سے چھڑا کر دروازے سے جا لگی۔
اسکے یوں دور ہونے پر بدر عالم نے لب بھینچ ڈالے۔۔آنکھوں میں موجود
سرخی تیزی سے بڑھی تھی۔
گاڑی گیٹ پر رکی۔۔تو روپ عجلت میں باہر نکلی۔پچھلی سیٹ سے اپنا بیگ
نکالتے وہ بنا رکے اب گیٹ کی جانب بڑھی۔۔

جبکہ بدر عالم جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے خاموش نگاہوں سے اپنی محبت کو خود سے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔

ہمم کہو نیازی!!" بجتے ہوئے موبائل فون کو باہر نکالتے اسنے فون کان "سے لگائے پوچھا۔

سر آپ کا شک درست تھا۔۔شایان شاہ واقعی مردانہ طور پر کمزور ہیں۔" بہت دھمکانے کے بعد ڈاکٹر نے منہ کھولا ہے۔ان کے مطابق وہ اپنی فیملی سے یہ حقیقت چھپا رہے ہیں۔اور اس کے برعکس یہ کمزوری ان کی بیوی 'روپ دلاور شاہ میں ہے یہی دکھایا گیا ہے۔

نیازی نے اسکے شک کی تصدیق کی تھی۔جس نے ایک خاموش آخری نگاہ روپ دلاور شاہ پر ڈالی اور بنا کچھ کہے کال کاٹتے موبائل فون جیب میں ڈالے وہ گاڑی کی سمت بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ماشاءاللہ میرا بچی!! بہت خوبصورت لگ رہا ہے!! اللہ بری نظر سے بچائے۔۔آمین!!" وہ جیسے ہی کچن میں داخل ہوئی توزرتاج خان اسکی تائی نے آگے بڑھ کر اسکا ماتھا چومتے جانے کتنی ہی بلائیں لے ڈالی تھیں۔

گل مینے جھنیپ کر نظریں جھکا گئی۔جب نرگھس خان نے بیٹی کی مسکراہٹ دیکھ دل ہی دل خدا کا شکر ادا کیا۔

میں آپ کے ساتھ کام کروانے آئی ہوں!! مجھے بتائیں کیا کیا کرنا ہے!!""" سرخ ریشمی دوپٹے کو سر پر ٹکانے کی کوشش میں ہلکان وہ عجلت میں بولی تو اسکی مورے اور تائی دونوں نے ہی چونک کر اسے دیکھا۔اور پھر سر جھٹک کر مسکرائی۔

حریم اور گل مینے دونوں ہی ابھی چھوٹی تھی جس وجہ سے ناں توزرتاج خان اور ناں ہی نرگھس خان نے انہیں کچن میں زیادہ آنے دیا تھا۔

مگر جس طریقے سے گل مینے ان دونوں سے کام کا پوچھ رہی تھی وہ دونوں ہی خوش ہوئی تھی۔

میرا بچہ گل اب تمہارا شادی ہو گیا ہے سارا حویلی اور زارون سکندر دونوں" کو تم نے ہی سنبھالنا ہے۔ مگر ابھی شادی کو دن ہی کتنا ہوا ہے جو تم صبح ہی صبح "!کچن میں چلا آیا۔۔

زرتاج خان نے محبت سے اسے تھامے ڈائننگ چیئر پر بٹھاتے پوچھا جو گھبرا کر نظریں جھکا گئی تھی۔ وہ اب انہیں کیا بتاتی کہ ساری رات ان کا بیٹا اسکے اعصابوں پر سوار رہا تھا۔

خود تو وہ اسے سینے سے لگائے بڑے مزے سے سو گیا تھا۔ مگر اس بھاری وجود کے نیچے دبے گل مینے خان کو ناں تو نیند آئی تھی ناں ہی وہ ٹھیک سے سو پائی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ صبح ہی صبح نماز پڑھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

"!تائی جان"

زارون مجھے امو کہتا ہے اب سے تم بھی مجھے امو ہی کہے گا!!" وہ ذرا رعب سے بولیں تو گل مینے نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔

اچھا تم جاؤ کمرے میں خان کے ساتھ ہی کمرے سے باہر آنا۔۔ایسا اچھا"
نہیں لگتا سمجھا تم!!"گل مینے کی تھوڑی کو پیار سے چھوتے وہ محبت سے
لبریز لہجے میں بولی تو وہ گہری سانس بھرتے سر ہلاتی ایکدم سے اٹھی۔
اتنا مشکل بھی نہیں تھا اس شخص کو اپنے شوہر کے روپ میں تسلیم کرنا!!ہاں
اچانک ایکدم سے جس طرح یہ سب کچھ ہوا تھا وہ تو کیا کوئی بھی بہادر لڑکی
لازماً ایسا ہی رد عمل دیتی۔۔اس پر متضاد زارون سکندر کا خوف جو بچپن سے
اسکے حواسوں پر طاری رہا تھا۔
وہ'زارون سکندر'کو ایک ناقابل فہم حقیقت تسلیم کر چکی تھی اور وہ بلکل
درست کر رہی تھی۔۔
اسکے خیالوں میں کھوئی وہ کب اپنے کمرے تک آئی اسے اندازہ نہیں ہو سکا۔
ناب گھمائے وہ اندر گئی تو حالی بیڈ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔۔

غالباً وہ اٹھ چکا تھا اور واشروم میں تھا۔ گہری سانس بھرتے گل مینے بیڈ کی جانب بڑھی۔ کمفرٹر درست کرتے وہ اب تکیے سے ٹیک لگائے لیٹنے کے انداز میں بیٹھی اسکے نکلنے کی منتظر تھی۔

★★★★★★★★★★★★

آؤ بدر عالم!! تمہارے ہی منتظر تھے ہم۔۔۔!!' مردان خانے میں اعلیٰ" نشست پر براجمان آغا جان نے بیٹھک کے بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوتے اپنے چھوٹے پوتے کو دیکھ سرشاری سے اسے مخاطب کیا۔

ان کے محبت بھرے انداز پر سامنے ہی ایک نشست پر لاپرواہی سے موبائل فون پر مصروف اسال آغا شاہ کے ماتھے پر دو لکیریں نمایاں ہوئی۔ اسنے غیر محسوس انداز میں آنکھیں اسکرین سے اٹھائے بدر عالم شاہ کو دیکھا۔

جو خود اپنے آغا جان کے اس قدر محبت بھرے انداز پر سکتے میں گھرا وہی کھڑا تھا۔

کہاں گئے تھے تم!!""وہ اسال کے ساتھ موجود نشست پر بیٹھا۔مردانہ"
شال جو اسال آغا نے کھینچ کر اس پر پھینکی تھی اسے اچھے سے اپنے شانوں پر
رکھتے وہ آغا جان کی بات پر کچھ چونکا۔

"!!ایک نگاہ اسال آغا پر ڈالی جو لاپرواہ سا بن رہا تھا مگر شاید تھا تو نہیں
آغا جان۔۔۔میں روپ کو ان کے گھر چھوڑنے گیا تھا۔۔!!"گہری سانس"
بھرتے اسنے حتیٰ الامکان طور پر اپنے لہجے کو نارمل بنانے کی کوشش میں کہا
تھا۔

سامنے براجمان اسکے والد نے کڑے تیوروں سے اپنے بائیس سالہ جوان بیٹے
کو گھورا۔اور پہلوئں بدلتے اپنے عنابی لبوں کو سختی سے بھینجا۔
ہمممم۔۔چلو اچھا کیا۔۔بہن ہے آخر کو وہ تمہاری!!"""آغا جان کی بات پر"
بدر عالم کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا تھا جسے وہاں موجود ہر ایک
شخص نے بخوبی نوٹ کیا۔۔

تمہاری پھپھو خدیجہ کا رشتہ لائی تھی ان کی چاہ تھی کہ اسال ان کی بیٹی کا"
ہاتھ تھام لے۔ مگر ان صاحبزادے نے ایک بار نہیں دو بار میرا مان توڑا
ہے۔۔ بہر حال میں بڑی آس سے تم سے یہی مدعا دہرانا چاہوں گا۔
"کیا تم خدیجہ کو اپنی شریکِ حیات کے طور پر قبول کرو گے بدر عالم۔۔؟؟
ان کے انداز کی نرمی پر اسال آغا شاہ بیہوش ہوتے ہوتے رہا تھا۔
کیا وہ جانتا نہیں تھا اپنے آغا جان کو۔۔!! وہ جو اپنا حکم سنانا جانتے تھے آخر کو
وہ کیوں اس قدر میٹھے بن رہے تھے یہ بات اسکے لئے ہضم کرنا مشکل تھا۔
عالم نے غصے بھری نظروں سے اسال آغا شاہ کو گھورا۔ جیسے سارا قصور اسی"
کا ہو۔۔۔
معذرت خواہ ہوں مگر آغا جان میں ابھی خود اپنی سٹڈی مکمل کر رہا ہوں۔"
جب تک میں خود کچھ نہیں بن جاتا تب تک میں کسی کی بھی ذمہ داری نہیں
"!قبول سکتا۔

ایک ہی سانس میں اپنا مؤقف کہتے اسنے سبز آنکھیں پھیلائے خود کو سنجیدگی سے گھورتے آغا جان کو دیکھا۔

"!!مطلب کہ میں انکار ہی سمجھوں"

وہ اچھے سے جانتے تھے اپنے پوتوں کو۔۔۔اگر ایک ضد کر کے دھڑ لے اپنی بات منوانا جانتا تھا تو دوسرا نرم رویے اور باتوں کی توڑ موڑ سے اپنا آپ منوانا جانتا تھا۔۔

میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔۔مگر میں کچھ سال (شاید کبھی بھی نہیں) شادی" "!!نہیں کروں گا۔۔

لبوں پر زبان پھیرتے اسنے گلا کھنکھارتے ہوئے کہا۔تو آغا جان کی آنکھوں میں برف سی اتری۔۔

"!!تو ٹھیک ہے بدر عالم۔۔

"!!آبادشاہ!!"جی آغا جان

آغا جان نے اب کی بار دونوں پر ایک کٹیلی نگاہ ڈالتے بیٹے کو مخاطب کرا۔۔جو فورا سے

مؤدب سے لہجے میں بولے۔۔

تیاریاں مکمل کرو۔۔سارے علاقوں میں اعلان کروادو آج کی شام حویلی" کے بڑے بیٹے اور ضلع بھر کے چالیس گاؤں کے سردار اسال آغا شاہ کا ولیمہ ہے۔اور شاہ حویلی کے چھوٹے بیٹے کی منگنی!!وہ بھی بہت دھوم دھام سے!!""""

آغا جان کی کڑک دار آواز پورے زنان خانے میں گونجی ایک گہرا سکوت سا طاری کر گئی۔۔

بدر عالم کی سبز آنکھوں میں سیاہی کی رمق شدت سے بڑھی۔سینے میں سانسوں کا بوجھ بڑھتا چلا گیا۔وہ دھواں اڑاتے چہرے سمیت ایک دم سے اٹھا۔اور تیز تیز قدموں سے مردان خانے سے باہر کی طرف نکلا۔۔

آپ کہاں صاحبزادے!!؟؟"ایک ناگوار نگاہ بدر عالم کی پشت پر ڈالے انہوں نے زنان خانے کی طرف بڑھتے اسال آغا شاہ پر ڈالے گہرہ طنز کیا۔۔ جس کے بھاری قدم ان کی آواز پر رکے۔۔ان کے لہجے سختی اور آنکھوں کی سرخائی سے اسال آغا شاہ صبح ہی بھانپ چکا تھا کہ انہیں اسکے بھدے پلین پر رتی برابر یقین نہیں آیا تھا۔۔

کمرے میں جارہا ہوں۔۔اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس!!اگر آپ کی" اجازت ہو تو!!"آنکھیں گھمائے وہ ڈھٹائی سے بولا۔۔تو اسکے لہجے کی بے باکی پر آغا جان اسے سخت تیوروں سے گھور کر رہ گئے۔۔بس نہیں چل رہا تھا "!!کہ اس کے جھوٹ اور مکاروں پر اسکا منہ تھپڑوں سے لال کر دیتے ہمیں بچہ بنانے کی کوشش مت کریں اسال شاہ!!"وہ کہے بناناں رہ سکے!! مقصد اسے باور کروانا تھا کہ وہ اسکے کسی بھی جھوٹ میں نہیں آئے تھے۔

چلیں کوشش تو کی جاسکتی ہے ناں آغا جان کیا پتہ کسی ناں کسی وقت بن ہی"
جائیں!!"وہ ٹھیک ٹھاک ڈھٹائی سے دوبدو جواب دیے انہی قدموں سے
اب زنان خانے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

آبادشاہ نے غصے سے بھتیجے کو دیکھ ماتھے پر چمکتے پسینے کو صاف کیا۔۔یہ بھی خدا
کی نعمت تھی کہ ان کے بیٹے نے آج تک آغا جان کے سامنے زبان بند ہی
رکھی تھی۔۔

وگرنہ اسال آغا شاہ کی زبان درازی پر تو انہیں محض چند باتیں ہی سننے کو ملتی
تھی مگر بیٹے کی بدتمیزی پر آغا جان انہیں جان سے مارنے سے بھی دریغ ناں
کرتے۔۔

"!!آبادشاہ۔۔۔یہ تہذیب سکھائی ہے تم نے اپنے لاڈلے بھتیجے کو۔۔۔
آغا جان کی دھاڑ پر وہ شرمندگی سے سر جھکا کر رہ گئے۔۔جبکہ آغا جان مزید
انہیں جانے کیا کچھ کہہ رہے تھے۔

★★★★★★★★★★★★

سناؤحان پھر واپس جارہاہے تم!!"شوز پہنتے ضرار پاشا کے چہرے پر ایک " دلفریب سی مسکراہٹ ابھری تھی۔۔آنکھوں کے سامنے ایک مہ جبین کا حسین چہرہ پوری آب وتاب سے لہرایا۔

گویا جسم میں شدت سے خون دوڑا ہو۔۔۔

"!!تم کیا چاہتے تو کریم اللہ۔۔اب یہ حان شادی بھی ناں کرے" زیر لب مسکراتے اسنے اپنے ساتھی آفیسر کے بات پر بنا برا منائے کہا۔۔غالبا سبھی اسکی شادی کی بابت جانتے تھے۔

ضرار پاشا نے انہیں خود انوائیٹ بھی کیا تھا اپنی شادی پر۔۔ مگر وہ خود آج ہی واپسی کے سفر پر روانہ ہو رہا تھا۔

یار اہم خود ایک حان یے۔۔اور اچھے سے جانتا ہے کہ حان اپنے وعدے" اور قول کا کتنا پکا ہوتا ہے بس ایک بات یاد رکھنا حان!!اپنی بیوی کو اپنی عزت بنا کر رکھنا۔۔!!اسکی عزت پر کسی کا حرف تک ناں آنے دینا یہ ہی تمہارا سب سے اہم فریضہ ہے پاشا حان!!"

کریم اللہ کی بات پر وہ سر جھٹکتے گہرا مسکرایا۔

تم جانتے ہو حان!!میری ہونے والی بیوی میری ہی نہیں پورے حان"
خاندان کی عزت ہے مجھے فخر ہے کہ وہ میری شریکِ حیات بننے والی ہے
۔۔اور رہی بات عزت کی تو تم جانتے ہی ہو کہ ہم خان جان تو دے سکتے ہیں
"!!مگر اپنی عزت پر ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتے

اسلام و علیکم

اگر آپ اپنا ناول پبلش کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کرے۔

اگر آپ کو ناول ڈاؤنلوڈ کرنے میں کوئی بھی پریشانی ہیں تو ہم سے رابطہ کرے۔۔۔۔

ناول کی اپڈیٹس کیلیے

آپ ہمارا فیسبک پیج، ٹک ٹاک، انسٹا گرام، سب جگہ پر فلو کرے۔۔۔۔

شکریہ

WhatsApp: 0314-9652219

Email: info@novelsmafia.com

Published on: NovelsMafia.com

سفری بیگ کاندھوں پر ڈالے وہ ایک عام سے حلیے میں اسکے سامنے اپنے پوری وجاہت سمیت کھڑا تھا۔۔

"تجھے تو ابھی سے شادی کا روپ چڑھنا شروع ہو گیا!! ہاہاہاہاہاہا!" اسکے سرخ و سفید چہرے پر نظریں جمائے کلیم اللہ حان نے حان ماننا پڑے گا۔۔!! اسے سینے سے لگاتے قہقہ لگاتے کہا۔۔

جس پر وہ مبین سا مسکرا کر رہ گیا۔۔

ٹینٹ سے باہر نکلتے وہ سب سے ملا۔ایک طرف کھڑی عورت اور اسکے ہاتھ میں موجود دو سالہ معصوم بچی کے قریب جاتے ضرار پاشا نے نہایت نرمی سے اس معصوم وجود کو بانہوں میں اٹھایا۔

آپ کا بہت احسان ہے فوجی صاحب!! آپ نے میری حوریہ کی جان بچائی ہے خدا آپ کی حفاظت کرے۔۔"!

اس عورت کی آنسوں کی آمیزش سے گھلی آواز، آنکھوں میں تشکر آمیز رنگ دیکھ وہ مدہم سا مسکرایا۔۔

یہ وہی ماں اور بچی تھی جسے کل رات دو بجے کے قریب وہ غار سے نکالنے میں کامیاب ہوا تھا۔

یہ بہت چھوٹی ہے آپ اس کی اور اپنی حفاظت کریئے گا۔۔"ایک نظر اس ننھے وجود کو دیکھتے اسنے اپنے باقی ساتھیوں سے الوداع لیا اور اب واپسی کے سفر پر روانہ ہوا۔۔

میں آرہا ہو محمل!!" جھلمل کرتے تاروں پر ایک دلفریب نگاہ ڈالے وہ" مسکرا کر واپس مڑا۔۔یہ جانے بنا کہ قسمت نے اس کے حصّے میں ایک مکمل نہیں ایک ادھوری زندگی کا ساتھ لکھ ڈالا تھا۔۔

جانے آنے والا وقت کون سے رنگ ضرار پاشا کو دکھانے والا تھا۔جو اسکی ساری زندگی کو بدلنے والے تھے۔

★★★★★★★★★★★★

آغا!!رکیں.."آواز پر کمرے کی سمت بڑھتے اسکے بھاری قدم ایک دم"
سے رکے۔ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اسنے مڑ کر اپنی سمت بڑھتی اپنی والدہ کو دیکھا۔

جن کے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں تھیں۔

خیریت امی!؟اتنی فکر مند کیوں ہیں؟؟"انکے قریب آتے ہی اسال آغا"
شاہ نے بے حد محبت اور نرمی سے اُنہیں سینے سے لگاتے پوچھا۔

جو اسکے نرم رویے اور فکر پر آنکھیں ایک پل کو موند گئی۔

بیٹا کچھ بھی خیریت نہیں!!روپ!!وہ کہتے ہوئے ایک پل کو خاموش"
ہوئی تو اسال نے چونک کر اپنی ماں کو دیکھا۔

جن کی آنکھوں میں ڈھیروں تکلیف سمٹی تھی۔

امی بولیں کیا ہوا ہے روپ کو؟"انتہائی سخت لہجے میں پوچھتے اسنے ایک " تنبیہی نگاہ اطراف میں دوڑائی۔

شایان کا فون آیا تھا مجھے ! ! کہہ رہا تھا کہ اس نے کسی زمین کا مطالبہ کیا تھا" روپ سے۔۔ مگر وہ بنا زمین کے کاغذات کے ہی واپس چلی گئی ہے۔اگر کچھ دنوں تک زمین کے کاغذات ناں بھیجے تو وہ ! ! وہ روپ کو حویلی واپس بھیج "! ! دے گا

نفیسہ بیگم کی بھیگی آواز پر اسال آغا شاہ نے جبڑے سختی سے بھینچ ڈالے۔سیاہ آنکھوں میں خون سا اتر آیا تھا۔

آپ بے فکر رہیں امی۔۔روونے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کو۔۔میرے " ہوتے ہوئے روپ اور نعمت پر کوئی آنچ تک نہیں آسکتی۔۔آپ بے فکر رہیں میں سنبھال لوں گا۔۔ ہمممم ! ! "ماں کے آنسوں کو نرمی سے صاف کرتے وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

دلاور شاہ کی وفات کے بعد اسال آغا شاہ نے اپنی دونوں بہنوں کو باپ کی طرح پالا تھا ان کی ہر ضرورت ہر خواہش کو پورا کیا تھا۔ہاں مگر وہ اپنے خاندان اور آغا جان کے آگے جھک گیا تھا۔

اپنی بہنوں کی رضا لئے بغیر ہی ان کی شادیاں طے کر دیں تھیں۔ جس پر ان دونوں نے ہی خاموشی سے سر جھکا لیا تھا۔

اور آج تک اپنے بھائی کے فیصلے پر ایک حرف تک ناں آنے دیا تھا۔

صبیح چہرے پر فکر کی ڈھیروں شکنیں سمیٹے وہ دھندلائی ہوئی سی نگاہوں سے کسی غیر مری نقطے کو گھورتا رہ گیا۔

نفیسہ بیگم جا چکی تھی!! سرد سانس فضا کے سپرد کرتے وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھا۔

فرش پر پڑی کھانے کی پلیٹ نے اسکی نظریں اپنی طرف متوجہ کیں۔

ایک ناگوار نظر پورے کمرے پر ڈالتے اسنے جھک کر وہ پلیٹ اٹھائی اور ادب سے ایک طرف میز پر رکھتے وہ بالکونی کے کھلے دروازے کے طرف بڑھا۔

گرے مردانہ شلوار قمیض کے اوپر سیاہ مردانہ شال دونوں کندھوں پر "
اوڑھے، حسین چہرے پر سنجیدگی سمیٹے وہ عین دروازے پر جا رکا۔۔
دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے اسنے سرد نگاہوں سے محمل قریشی کی پشت کو دیکھا۔
نظریں ان سپید پاؤں سے ہوتی اب پورے وجود کا معائنہ کر رہی تھیں۔
متناسب سراپا دوپٹے کی قید سے آزاد تھا۔ سنہری بھیگے بال پشت پر بکھرے
پڑے تھے،
اسے احساس ہوا کہ ہواؤں میں آدھے سے زیادہ خوشبو اس نازک وجود کی
معلق ہوتی جا رہی تھی۔
جانے وہ کب سے یہاں کھڑی تھی۔
یہاں سے دو قدم آگے کی طرف ایک سٹیپ بنا ہے بالکونی سے باہر نکل کر "
اس سٹیپ پر پاؤں رکھتے ہی تم آسانی سے نیچے موجود پائپ تک پہنچ سکتی
ہو!!"

بھاری بے لچک آواز پر محمل کی نیلی کانچ سی گہری آنکھیں ایک دم سے پھیلی۔

وہ سیکنڈ کے بیسویں حصے میں تیر کی تیزی سے پلٹی۔

اسال آغا شاہ نے اسکی سانسوں کی بے ترتیبی بغور محسوس کی۔عنابی لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کئے،وہ سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جو اچانک اسکے آنے پر کچھ گھبرائی ہوئی سی تھی۔

مم مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟؟"گھبراہٹ پر قابو پانے کی سعی کرتے وہ" نظریں چرائے بولی۔

جبکہ اسکے یوں اٹکنے اور نظریں چرانے پر اسال آغا شاہ کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ امڈی جسے اسنے لمحوں میں سنجیدگی میں بدلا۔

تم یہاں سے نیچے جھانک رہی تھی مجھے لگا تم بھاگنے کا سوچ رہی ہو تو تمہاری" مدد کردی!!"کندھے اچکاتے ایک نگاہ خاموش آسمان پر ڈالتے وہ گھمبیرتا سے گویا ہوا۔گویا سے بتایا ہو کہ وہ اسکی چوری پکڑ چکا ہے"!!

مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے خاص طور پر اس حویلی کے کسی بھی" مکین کی۔ تو اپنی مدد اپنے پاس رکھو!!" نفرت بھری نگاہوں سے اسے گھورتے وہ کہہ کر رکی نہیں تھی اسکے پاس سے گزرتے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

اسال آغا شاہ نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔دروازے کو اندر سے لاکڈ کرتے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔جو بیڈ سے اپنا دوپٹہ اٹھا رہی تھی۔

آج شام کو ہمارا ولیمہ ہے۔ محمل اسال آغا شاہ!!" اچھے سے کھانا کھاؤ،" تھوڑی دیر ریسٹ کرو تب تک پارلر والی آکر تمہیں اچھے سے ریڈی کر دے "!!گی۔۔اور

ایک سیکنڈ کس کا ولیمہ!!" اسکی بات کاٹتے محمل نے سرخ چہرے سمیت" اسے گھور کر سنجیدگی سے پوچھا۔

جو اسکے یوں ٹوکنے پر جبڑے بھینچ کر اسے گھور کر رہ گیا۔

ہمارا ولیمہ محمل اسال آغا!!اپنی ٹون درست کرو!!خبردار جو کسی بھی"
مہمان کے سامنے اپنی یہ رونی صورت دکھائی!!بیوی ہو اب تم میری،
" !!سردار اسال آغا شاہ کی عزت!!اپنا سر ڈھک کر رکھنا اور وجود بھی
انگشت شہادت اٹھائے وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے سخت ترین لہجے میں
بولا۔۔تو اسے قہر برساتی نظروں سے گھورتی محمل قریشی اگلے ہی لمحے قہقہ
لگاتے ہنسی۔
اسکے یوں ہنسنے پر اسال آغا شاہ نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔
جو جانے کس بات پر اتنا خوش ہو رہی تھی۔۔
بھول ہے یہ آپ کی سردار سائیں!!کہ محمل قریشی آپ کی بیوی بن کر"
آپ کے اشاروں پر ناچے گی!!جائیں اور اپنے حکم پر چلنے والی ایک سلجھی
!!ہوئی نواب زادی بیاہ لائیں۔۔
چبا چبا کر ایک ایک لفظ کہتی وہ اسال آغا شاہ کے غصے کو ہوا دے گئی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آپے سے باہر ہوتے اسے کچھ سخت کہتا دروازے پر ہوتی دستک نے اسے رکنے پر مجبور کیا۔

ایک قہر برساتی نگاہ اس خود سر لڑکی پر ڈالے وہ دروازے کی سمت بڑھا۔

ملازمہ اسے آغا جان کا پیغام دیے وہاں سے جا چکی تھی۔

اور اسال آغا شاہ خود بھی فکر مندی سے سب کچھ بھلائے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ ایکدم سے سیدھی ہوتے بیٹھی، سنہری آنکھوں میں نیند پھر سے امڈ آئی تھی۔ کہاں اٹھتی تھی وہ صبح ہی صبح!! اب اچانک سے روٹین بدلی تھی تو وہ معصوم اب تک اپنی عادتوں کو بدل نہیں پا رہی تھی۔۔

تولیے سے اپنے گیلے بالوں کو رگڑتے زارون خان نے کمرے میں آتے ہی ایک گہری نگاہ سرخ جوڑے میں ملبوس اس آتش فشاں بنی لڑکی پر ڈالی۔۔

گل مینے خان نے ایک نگاہ ڈال کر دوسری نگاہ ڈالنا ضروری نہیں سمجھا تھا کیونکہ زارون خان اپنے اذلی روپ میں شرٹ لیس صرف سفید ٹراؤزر میں اسکے سامنے کھڑا تھا۔

گل!!"ٹاول صوفے پر پھینکتے اسنے مصروف سے انداز میں کبرڈ سے اپنے کپڑے نکالتے اسے پکارا۔جو فورا سے اسکی پکار پر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

جی!" لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پانے کی پوری کوشش کی گئی تھی۔"

میرے لئے چائے لے آؤ ایک کپ پلیز۔۔۔مجھے شہر جانا ہے ایک ضروری کام سے!!"

جی اچھا!!"شہر جانے کا سنتے ہی گل مینے خان کا چہرہ گویا خوشی سے کھل کر گلاب ہو گیا تھا وہ تیزی سے بھاگنے کے انداز میں کمرے سے نکلی۔

تو اسکی خوشی محسوس کرتے زارون سکندر نے سر تاسف سے نفی میں جھٹکا۔

کپڑے اٹھائے وہ ڈریسنگ روم کی سمت بڑھا۔۔

پرفیوم خود پر چھڑکتے وہ گھڑی باندھتے ایکدم سے مڑا۔

!!جب وہ بڑی سے ٹرے تھامے روم میں لوٹی

میں نے صرف چائے کہا تھا مینے!!"سر جھٹکتے وہ آگے بڑھا اور نرمی سے "

ٹرے اسکے ہاتھوں سے لیتے بیڈ پر رکھی۔

"!!وہ اموا اور مم مورے نے کہا کہ ہہ ہمیں ایک سس ساتھ۔۔۔"

انگلیاں مروڑتے وہ گھبراہٹ سے نظریں زمین پر گاڑھے بولی تو اسکی بات سمجھتے زارون نے گہری سانس بھری اور ایک نگاہ اس پر تکلف ناشتے کی ٹرے پر ڈالی۔۔۔

سوری مگر میں اتنا ہیوی ناشتہ نہیں کرتا۔۔میں بس چائے ہی لوں گا تم ناشتہ "

"!کر لو

سنجیدگی سے کہتے وہ آگے بڑھا۔چائے کا کپ اٹھاتے وہ خود سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

جب کہ اسکا یہ انداز جانے کیوں مگر گل مینے خان کو اچھا نہیں لگا تھا ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہتی تھی۔ مگر اسکے یوں انکار نے اس کے معصوم دل پر گہری چوٹ کی تھی۔

وہ بے دلی سے بیڈ کی طرف بڑھی۔ جسے جانا تھا وہ جا چکا تھا اب بھلا وہ کیوں ناں کھانا کھاتی۔

کافی دنوں کے بعد وہ اتنے اچھے اختتام کو دیکھ کر دل سے خوش ہوئی تھی ویسے بھی کھانا اسکی کمزوری تھی۔

دونوں پاؤں اوپر کرتے وہ اب دل جمعی سے کھانا کھانے لگی۔۔

ابھی مشکل سے پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب موبائل فون پر کچھ ٹائپ کرتے وہ باہر نکلا ایک نگاہ سامنے کی طرف ڈالی۔ جہاں بیڈ پر بیٹھی گل مینے خان بھرپور انداز میں کھانے کا لطف اٹھا رہی تھی۔۔

زارون آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور کر رہ گیا!! ابرو اچکاتے اسنے بھرپور نگاہ اس پری پیکر پر ڈالی۔جو خود سے بیگانہ کھانے سے بھرپور انصاف کرنے میں مگن تھی۔

"آپ جا رہے ہیں؟؟

گل مینے خان کی کھنکھتی آواز پر دروازے کی ناب پر رکھا زارون سکندر خان کا ہاتھ ایک پل کو رکا!! وہ یکلخت مڑا، سیاہ آنکھیں پھیلائے اسنے حیرت سے گل مینے خان کو دیکھا۔

جو خود اپنی بے اختیاری پر خوف سے سفید پڑتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اسکے اٹکے ہوئے سانس زارون سکندر بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

وہ انہی قدموں سمیت مڑا۔۔ایک ہاتھ جینز کی پاکٹ میں ڈالے وہ قریب سے قریب تر ہوتا گیا کہ اسکے یوں قریب آنے پر وہ سنہری بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے بس اسے ٹکر ٹکر دیکھتی رہ گئی یہاں تک کہ وہ ایک دم سے اسکے چہرے پر جھکا۔

سٹرانگ پرفیوم کی خوشبو گل مینے خان کے اعصاب کو بری طرح سے جکڑنے لگی تھی۔

ہمممم!!ایک ضروری کام سے شہر جارہاہوں!!ایک دو دن تک واپس"

"!!لوٹوں گا!!اپناخیال رکھنا

اپنی دہکتی گرم سانسیں اس محملی چہرے پر پھونکتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا اور بے ساختہ ہی جھکتے اپنے ہونٹ گل مینے خان کی چھوٹی سی شفاف پیشانی پر ثبت کیے۔۔

اسکے ہونٹوں کا پر حدت لمس اپنی پیشانی پر پاتے ہی وہ خوف سے پاگل ہوتی دھڑکنوں کے بیچ آنکھیں پٹ سے میچ گئی تھی۔

گڈ گرل!!"قوس قزح کے رنگوں سے نہائے اس دلفریب چہرے پر" گہری نگاہ ڈالے زارون سکندر نے نرمی سے گل مینے خان کے گلابی پڑتے گال کو چھوا۔۔

اور ایک گہری سانس بھرتے وہ پیچھے ہٹا۔لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ کچھ ہی دیر میں کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

گل مینے خان دروازہ بند ہونے پر اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتے اب شرم اور گھبراہٹ سے پورے کمرے کو دیکھتی جلدی سے سر جھکا گئی

۔۔

★★★★★★★★★★★★

"!!آج ولیمہ ہے تمہارا اسال آغا شاہ"

کمرے کے خاموش ماحول میں آغا جان کی بھاری سرد آواز گونجی تو ایک طرف صوفے پر براجمان اسال آغا شاہ کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑی۔

جی ہاں غالباً آپ مجھے یہ بات کچھ دیر پہلے بتا چکے ہیں آغا جان!!" نظریں" جھکائے وہ گلا کھنکھارتے ہوئے بولا تو کمرے میں چکر کاٹتے آغا جان بیڈ پر بیٹھے۔

خاموشی کا دورانیہ بڑھتا جارہا تھا۔"اگر تم یہ جانتے ہو تو تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا ہی کہ تمہیں یہاں کس مقصد کے تحت بلایا ہے میں نے!!!"

بنا لگی لپٹی کے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوئے تو اسال نے لب سختی سے بھینچے۔

"کیا چاہتے ہیں آپ آغا جان!!آپ کی رضا کی خاطر اپنی انا مار کر ایک انجان لڑکی کو اپنے نکاح میں لے لیا ہے میں نے!!اب آپ چاہتے ہیں کہ میں زور زبردستی کروں اس کے ساتھ؟؟"

غصے اور بے بسی سے سرخ تمتماتے ہوئے چہرے سمیت انہیں دیکھتا وہ بے بسی سے بولا۔

"تم ایک سردار ہو اسال آغا شاہ۔۔سرداروں کی نسلیں یونہی ختم نہیں ہوتی ۔۔تم نے ایک لڑکی کی موت کو جان کا روگ بنا ڈالا ہم نے صبر کر لیا!اپنی مرضی سے ایک غیر لڑکی کے لیے ہمارے سامنے ڈٹ گئے ہم نے صبر کر لیا!!!تم نے دوسری شادی سے انکار کر دیا ہم نے صبر کر لیا۔۔مگر بس اب

اور نہیں!! ہم تمہارا وارث چاہتے ہیں اسال آغا شاہ۔۔اگر وہ لڑکی شرافت سے تمہارے حقوق پورے ناں کرے تو زور زبردستی کرو۔چاہو جو جی میں آئے وہ کرو مگر دو مہینوں تک مجھے خوشخبری چاہیے تمہاری طرف سے اسال آغا شاہ!!!اور یہ ہمارا حکم ہے!!"

آپ اچھے سے جانتے ہیں آغا جان۔۔میں عورتوں کے ساتھ زور زبردستی" کا قائل نہیں ہوں!!"انکی کھلے عام دھمکی پر وہ سخت تلملایا سرخ نظروں سمیت انہیں دیکھتے اب اپنا مدعا بیان کیا۔

یہ میرا مسئلہ نہیں اسال آغا شاہ!! یہ مسئلہ تمہارا ہے اور تم خود اپنے مسئلے کو" حل کرو یہی بہتر ہے!! اپنے خاندان اور نسل کیلئے میں جو بن پڑے وہ کروں گا۔۔اب فیصلہ تم پر ہے کہ تمہیں کیسے محمل قریشی کو زیر کرنا ہے!! اب تم جاؤ مردان خانے میں جا کر تیاریاں دیکھو!! اور اپنی ماں کو خاص تنبیہہ کرنا کہ وہ اس لڑکی پر خاص نظر رکھے!!"

آغا جان کے دوٹوک انداز پر وہ بے چینی سے لب بھینچ کر رہ گیا۔

"!! زندگی اس قدر کٹھن ہو جائے گی کبھی سوچا نہیں تھا

آغا جان آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹ چکے تھے اور اسال آغا شاہ کی نظروں کے سامنے ماہ رخ آفندی کا عکس جھل مل کر رہا تھا۔

کیا واقعی محبت بھول جانا آسان تھا! کیا واقعی غاصب بن پانا آسان تھا!! وہ" تو عزتوں کا محافظ ہوا کرتا تھا۔ دو بہنوں کا بھائی! بھلا وہ کیسے اپنے نکاح میں لی "!! ایک معصوم لڑکی کے وقار کو تار تار کر دیتا

آگ کے شعلوں میں لپٹا اسکا وجود دھواں دھواں ہوا تھا۔۔ حد درجہ سرخ پڑتی آنکھیں اسکے اندر مچی تباہی کو عیاں کر رہی تھی۔

سر جھٹک کر اپنی کنپٹی کی پھٹتی رگوں کو انگلیوں سے سہلاتے وہ ڈگمگاتے ہوئے قدموں سمیت اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

بڑی بیگم مجھے اتنے کامدار کپڑے پہننے کی عادت نہیں ہے ویسے بھی یہ نکاح" نہیں ایک سودا ہے تو آپ بڑے شاہ سائیں سے کہہ دیں کہ میرے صبر کو مت آزمائیں!!"

نیلی بے تاثر نگاہوں سمیت وہ نفیسہ دلاور شاہ کو دیکھ دوٹوک انداز میں بولی۔

جو زیورات سے لدھا تھال میز پر رکھتے اسکی بات پر چونکی۔

ماتھے پر کئی شکنیں ایک ساتھ امڈی تھی۔ گہری سانس بھرتے انہوں نے جلد اپنے آپ پر قابو پایا اور سنجیدگی سے محمل کو دیکھا۔

جو کل والے سرخ لباس پہنے ہوئے تھی۔

شاید تھوڑی دیر پہلے ہی شاور لیا تھا اسنے۔۔ جس کے سبب بھیگے کمر سے نیچے تک جاتے بال گیلے سے تھے۔ بلاشبہ وہ بے حد حسین تھی مگر یہ خوبصورتی اسکی زبان درازی کے آگے کچھ معنی نہیں رکھتی تھی۔

میں جانتی ہوں بیٹا کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا شاید وہ ظلم کہنا غلط ہو گا" شاید یہ گناہ ہوا ہے۔ مگر میں اس حویلی میں برسوں سے رہتی آئی ہوں، یہاں

کے اصول اور قواعد میں نافرمانی کرنے والوں کیلئے محظ موت ہے!! میں تمہارا انکار اور آغا جان تک پہنچادوں گی اس کے بعد وہ تمہیں مزید تکلیفیں دیں گے۔اپنا نہیں تو اپنے ماں باپ کا خیال کرو۔۔مجھے یقین ہے تم میری بات سمجھ چکی ہو۔۔!!"

اسکا سر دپڑتا گال تھپکتے وہ ان بے بس شکوہ کناں نظروں سے نظریں چراتے باہر کی طرف بڑھی۔

اگر میری جگہ آپ کی سگی بیٹی ہوتی تو کیا آپ تب بھی یہی کرتی بڑی بیگم!!؟"آنسوں کی آمیزش اور غصے سے لزرتی ہوئی آواز پر نفیسہ بیگم کے قدم ایک پل کو تھمے۔

!!وہ آنکھیں میچ کر گہری سانس بھرتے مڑی

میں یقیناً یہی کرتی!!"وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔نڈھال بے جان ہوئے" قدموں سمیت وہ بمشکل سے دروازہ کھولتے کمرے سے باہر نکل آئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

شام کے گہرے ہو رہے سائوں میں وہ گاڑی کے رکنے پر اپنی خوبصورت آنکھیں اٹھائے سامنے دیکھنے لگا۔۔رکشے والا اسکی آنکھوں میں سوال دیکھ مبہم سا مسکرا اٹھا۔

"آگئی آپ کی منزل صاحب!!"ضرار پاشا پر ایک نگاہ ڈالے وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔جسنے بیگ کندھے پر ڈالا اور اپنے پورے قد سمیت وہ رکشے سے باہر نکلا۔۔

"تم نے بہت ساتھ دیا دوست!!یہ لو میری طرف سے چھوٹا سا تحفہ!!" رکشے والے کا کندھا تھپکتے ضرار پاشا نے کئی ہزاروں کے نوٹ اسکی ہتھیلی پر رکھ دیے۔جو سلیوٹ کرتے پیسے آنکھوں سے لگا کر جیب میں ڈال گیا۔

"آپ اندر جائیں صاحب۔۔۔میں یہی رکتا ہوں!!واپسی پر آپ کو گھر اتار کر جاؤں گا!!"ناصر نامی رکشے والے نے نہایت ادب سے کہا تھا۔

اسکی بات پر وہ گہرا ہنسا۔آج کل وہ یونہی بات بے بات ہی ہنستا تھا۔

میرا گھر بہت دور ہے یار۔۔۔آج کی رات تو یہی اپنے محبوب کے در پر"
گزاروں گا۔۔زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی!!"شہد رنگ حسین آنکھوں
سے اسے دیکھتے وہ مسکراتا ہوا ہاتھ ہلاتے اس چھوٹے سے گھر کی طرف بڑھا
۔۔

بڑا ہی کوئی دل والا ہے یہ بندہ!!"چوڑی پشت پر ایک نگاہ ڈالے ناصر نے"
رکشہ سٹارٹ کر دیا۔۔۔

"ارے بھائی کیا لینا ہے کیوں دروازہ بجا رہے ہو؟؟"

دروازہ ایکدم سے کھلا تھا۔۔اپنے پھوپھا کی بجائے کسی انجان شخص کو باہر نکلتا
"!!دیکھ ضرار پاشا کے ماتھے پر کئی بل سمٹے

"!!آپ کیا کر رہے ہیں اس گھر میں۔۔۔!!گھر کے فرد کہاں ہیں"

لہجے کو قابو کرتے وہ مدہم مگر سلگتے ہوئے سے انداز میں پوچھتا دو قدم آگے
بڑھا چکا تھا۔

سامنے کھڑے مبشر کی نیند پھک سے اڑی۔۔اسنے سر تا پیر غور سے اس لڑکے کو دیکھا۔

"آپ کون؟؟؟"

تجسس کے مارے وہ آنکھیں پھیلائے بولا تو ضرار نے پہلوؤں بدلا اور اسے ایک طرف کرتے وہ خود گیٹ سے اندر داخل ہوا۔۔

اس گھر کا ہونے والا داماد ہوں میں!! ضرار پاشا خان "اب بتاؤ کہاں ہیں"

"!!خفیظ انکل اور باقی سب

بے قرار نگاہوں سے ہر جگہ کا معائنہ کرتے وہ آگے بڑھتے ہوئے پوچھنے لگا

جب اسکی تعارف پر مبشر مستعدی سے آگے بڑھا۔۔

بیٹا میں خفیظ کا دوست ہوں!! اچھا ہوا تم آگئے!! بیٹا وہ ٹھیک نہیں ہے"

ہسپتال میں چھوڑ کر آیا ہوں میں اسے!! بازو پر گولی لگی ہے اور تو اور دل کا

"!!دورہ پڑا ہے بیچارے کو

مبشر نے نم لہجے میں کہتے اپنے مصنوعی آنسوں صاف کیے!! جبکہ ضرار !!ایکدم سے چونکا۔ حیرت بے یقینی سے اسے دیکھتے وہ ایکدم سے لڑکھڑایا کیسے؟؟ کب ہوا یہ سب؟؟" محمل نے مجھے بتایا کیوں نہیں!! "ذہن میں" کئی سوالات کی بازگشت چل رہی تھی۔

کک کون سے ہاسپٹل؟؟" سن پڑتے اعصاچ ہے ساتھ اسنے بمشکل سے یہ" الفاظ ادا کیے تھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

سورج ڈھلنے والا ہے بدر عالم اور اب تک تمہارے اس خود سر بھائی کی کوئی" خبر نہیں ملی!! یہ لڑکا ہر بار میرے سر میں خاک ڈالنے کی پوری کوشش کرتا """!! ہے! نا جانے کیوں کیوں ہے یہ اتنا خود سر اور ضدی

کمرے میں آغا جان کی گرج دار آواز گونج رہی تھی۔

نفیسہ بیگم، ثمینہ بیگم، آباد شاہ اور ایک طرف سر جھکائے کھڑے بدر عالم شاہ ان کے عتاب کا نشانہ بن رہے تھے۔

دور دراز سے کئی معزز ولیمے کی رسم میں شریک ہونے کیلئے پہنچ چکے تھے۔

ہر ایک کی زبان پر ایک ہی سوال تھا "اسال آغا شاہ" اور ہر بار کی طرح وہ آغا جان کی حکم عدولی کرتا اب تک حویلی میں واپس نہیں لوٹا تھا۔

"آغا جان ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلئہ در پیش آیا ہو!! آپ فکر مت کریں میں دیکھتا ہوں!! بدر عالم نے گلا کھنکھارتے ہوئے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔

جن کی کڑی نظریں اب اسکے چہرے پر تھیں،

"ہاں تم بھی بھاگنا چاہتے ہو بدر عالم شاہ!! خاک ڈالنا چاہتے ہو اس بھوڑے کے سر میں!! مگر یاد رکھنا بدر عالم شاہ!! میں اعروش شاہ ہوں!! ایک بار جو فیصلہ میں نے لے لیا گویا وہ پتھر کی لکیر ہے!! اسال آغا شاہ چاہے جتنا بھی بھاگ لے اسے واپس تو میرے پاس ہی آنا ہے!! اور تم بھی اپنے ذہن سے !! ہر باغی سوچ کو نکال دو

چھ بجے تک کا وقت دیتا ہوں میں تمہیں!! اگر اپنے بھائی کو ڈھونڈ کر لا سکتے ہو تو لے آؤ!! ورنہ آج کی رات تم دونوں بھائیوں پر قہر بن کر ٹوٹے گی!! بتا

دینا اسے بدر عالم اب کی بار اسکے کئے کی سزا محمل قریشی کا باپ اپنی جان کی بازی دے کر چکائے گا"

شرر بار نظریں بدر عالم پر ڈالے وہ گرج دار آواز میں حکمیہ انداز میں بولے۔۔تو ثمینہ آباد شاہ نے دہلتے ہوئے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔

آنکھوں کے آگے ایک پل کو سایہ سا لہرایا تھا۔۔گھبراتے ہوئے انہوں نے پاس کھڑی سفینہ دلاور شاہ کو دیکھا۔جو خود حد فکر مند تھیں۔۔

یااللہ بدر عالم انہیں ڈھونڈ لائیں کیسے بھی!!"دونوں نے ہی یک زبان" ہوتے دل سے دعا کی تھی۔جبکہ نظریں آنکھوں سے اوجھل ہوتے بدر عالم شاہ پر ٹکی تھیں۔

★★★★★★★★★★★★

ایک گھنٹہ گزر چکا تھا"بدر عالم شاہ""اسال آغا شاہ کو جگہ جگہ ڈھونڈ چکا تھا ۔۔دردر کی خاک چھاننے کے باوجود بھی وہ اسے کہیں بھی نہیں ملا تھا۔۔

ناں کسی ڈیرے پر ناں کسی فلیٹ اور ناں ہی کسی فارم ہاؤس پر!!روپ شاہ سے بھی وہ فون کر کے پوچھ چکا تھا اور اسکے مطابق وہ وہاں بھی نہیں گیا تھا۔۔ پاگلوں کی طرح سر ہاتھوں میں گرائے وہ سیٹ کی پشت سے لگا بے حال سا بیٹھا تھا"اسال آغا شاہ نے تو اسے اسکی ناکام محبت کا سوگ تک منانے نہیں دیا تھا!افف آغا!!'وہ زخمی سی اہہ بھرتے بے بسی سے بولا جب اچانک بجتے موبائل فون نے اسکی توجہ کھینچی۔

شاہ سائیں بڑے سائیں مل گئے!!"یہ الفاظ نہیں کوئی سور تھا تو اسکے " کانوں میں پھونکا گیا تھا۔۔۔

کہاں!!"سبز آنکھیں پھیلائے گہرے سانس بھرتے وہ محض اتنا ہی بول" پایا تھا۔

دوسری طرف موجود اسکے گارڈ نے اسے جگہ بتائی تو اب کی بار وہ حد سے زیادہ چونکا تھا۔موبائل فون بند کرتے اب اسنے تیزی سے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے!! سورج اب بس ڈوبنے کی" آخری حد تک جا پہنچا تھا۔۔ایسے میں اسکی سیاہ گاڑی کچی سڑک کی روش پر رکی تو ہر طرف سے دھول سے اڑی۔۔

وہ تیزی سے گاڑی ایک دیوار کے قریب روکتے باہر آیا جب ایک آدمی بھاگ کر اس تک آیا۔۔

" !!چھوٹے سائیں "

کہاں دیکھا تھا تم نے شاہ کو؟؟" سنجیدگی سے اس شخص کو دیکھتے اسنے" مٹھیاں بھینچ کر پوچھا۔

جس نے گھبرا کر اندر کی طرف اشارہ کیا۔۔"چھوٹے سائیں میں اپنی بیوی" "!!کے قبر پر آیا تھا تو بب بڑے سرکار سائیں کو یہاں دیکھا تھا

وہ غریب سا کسان گھبرا کر بولا تو بدر عالم نے سکون کا سانس بھرتے ان کا شانہ تھپکتے ان کا شکریہ ادا کیا اور خود اب تیری سے قبرستان کا چھوٹا سا گیٹ کھولتے وہ اندر کی سمت بڑھا۔

کچھ عرصہ پہلے وہ آخری بار قبرستان آیا تھا اسے اچھے سے یاد تھی وہ سیاہ رات!! ماہ رخ آفندی کی تدفین کی رات!!" بوجھل قدم اُٹھاتے وہ اب آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔

!! سیاہ بوٹوں میں مقید اسکے پاؤں ایک قدم ٹھٹک کر تھمے

سبز آنکھوں میں حیرتوں کا جہاں آباد ہوا تھا وہ پاگلوں کی طرح بھاگ کر آگے بڑھا۔۔ جہاں سامنے لگی تختی پر لکھا نام "ماہ رخ اسال آغا شاہ" کا تھا۔۔ قبر کے پائنتی کی جانب وہ نڈھال سا سر گرائے ہوئے پڑا تھا۔۔

سخت سردیوں کے دنوں میں وہ بنا شال، بنا کسی چادر کے گرے کپڑوں میں سر اس قبر پر گرائے کوئی مجنوں ہی تو لگ رہا تھا۔

آغا" بدر عالم تڑپ کر اس تک گیا۔۔ یہی حالت تو ہوئی تھی اسکی!! جب ماہ" رخ آفندی اسے اس دنیا میں تن تنہا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ کتنی مشکلوں سے سنبھالا تھا تب اسنے اپنے بھائی کو!!"

وہ آگے بڑھا گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھتے اسکے ماتھے سے چپکتے سیاہ بالوں کو پیچھے کیا۔تو نظریں قطار کی صورت اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوں پر جاٹھہری!!ایکدم سے اسکے ہاتھ رکے تھے۔

آغا!!"وہ غم سے پھٹتے دل سے بے بسی اور کرب سے بولا تھا۔مگر وہ تو" جیسے اس دنیا میں ہو کر بھی اس دنیا کا نہیں رہا تھا۔جگہ جگہ چہرے پر اٹی مٹی """ایک لمحہ لگا تھا بدر عالم کو یہ احساس ہونے میں کہ ہائے!!کسی کی محبت یوں رسواناں ہو جیسے اسال آغا شاہ کی ہو گئی تھی """اسکی محبت تو زندہ تھی۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ابھی باقی تو تھی "مگر وہ "اسال آغا شاہ تو حالی دامن رہ گیا "!!تھا اسے کیسے سکون آتا

آغغا"پہلی بار بدر عالم کی آواز کپکپائی تھی!!اسکی بند آنکھوں سے بہتے" "!!آنسوں بدر عالم کو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے

ععالم "کسی کی محبت یوں ناں مرے جیسے میری مر گئی "میرے ہی"
ہاتھوں "!!" اسکے لفظ نہیں تھے !! وہ کرب و درد بھری وہ داستان تھے جو
"اسال آغا شاہ پر روز تھوڑی تھوڑی کر کے موت طاری کرتی جا رہی تھی
وہ دلفریب آنکھیں ماہ رخ آفندی اسے بھولتی ہی کب تھی جو وہ اسے مٹی کے
""""! سپرد کر کے زندگی جی لیتا
"!! آغنا گھر چلیں"
عالم کو لگا اگر وہ مزید یہاں رکا تو اسکا سانس بند پڑ جائے گا۔۔ چہرہ شدت ضبط
سے لال پڑتا جا رہا تھا۔
اس خدا سے کہو میری رخ واپس لوٹا دے ورنہ میری جان لے لے عالم !!"
" !! میں کیسے جیو اس گھر میں ! اتنے بھاری بوجھ کے ساتھ
عالم نے شال اپنے وجود سے اتارتے اسکے گرد اوڑھا دی تھی۔۔
جو بلکل برف کی مانند ہوتا جا رہا تھا۔ سانسیں اس قدر دھیمی تھی کہ اگر وہ کچھ
"وقت تک ناں پہنچتا تو شاید وہ اسے سچ میں کھو دیتا

آپ نے کچھ نہیں کیا آغا" زندگی اور موت کا اختیار اس رب کے ہاتھوں میں
"!!ہے!!جو گزر گیا اس پر صبر کریں خدارا اٹھیں اور گھر چلیں

بدر عالم نے اسکے حسین چہرے پر لگی مٹی صاف کرتے نہائت محبت سے کہا تھا۔۔مگر وہ دونوں ہاتھ قبر پر مضبوطی سے جمائے آنکھیں بند کر گیا۔

آغا" اسکی ضد پر عالم نے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا" جو ٹس سے مس نہیں ہو رہا"
"تھا

جانتے ہو عالم "میری رخ کہتی تھی !اسال آغا شاہ چاہے جتنا مرضی باغی ہو" جائے، ضدی ہو جائے مگر وہ غاصب نہیں ہو سکتا، وہ لٹیرا نہیں ہے" مجھے آج محسوس ہو رہا ہے وہ غلط کہتی تھی عالم "محبت کا دکھ سہہ کر بھی میں نے ایک معصوم لڑکی کو اسکی محبت سے دور کر دیا۔۔میرے اپنے مجھے زانی بننے پر مجبور کر رہے ہیں!!کیا میں اپنی روح کچل ڈالوں عالم!!میرا دل پھٹ رہا
"ہے اس غم سے!!مجھے بتاؤ کیسے دوں اسکے دل کو سکون؟؟

بدر عالم شاہ نے رنج، ملال اور ترس بھری نگاہوں سے اس ٹوٹے بکھرے شخص کو دیکھا تھا۔

جو دنیا کے سامنے ایک مضبوط مرد تھا مگر کون جانتا تھا کہ یہ مضبوط مرد اپنے سینے پر اپنی محبت کا روگ لئے بس جی رہا ہے۔ سانسیں لے رہا ہے۔ زندگی کہاں باقی رہی تھی اس میں!!"

"آغا ماہ رخ کو نہیں بچا سکے تھے ناں آپ!! تو محمل کو بچا لیں خدارا!! وہ معصوم لڑکی آغا جان کی مزید سختیاں کبھی بھی جھیل نہیں پائے گی!! اٹھیں اور حویلی چلیں اس سے پہلے کہ آپ کے واپس لوٹنے سے پہلے محمل اسال جائے!! آغا شاہ اپنی سانسیں ہار!!"

بدر عالم نے شدت ضبط سے لب بھینچ کر کہا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ اسے صرف اس احساس ندامت کا احساس دلا کر واپس لے جا سکتا تھا اور وہ وہی کر رہا تھا۔

آغا نے بھیگی آنکھیں اٹھائے اسے سوالیہ دیکھا۔"

ایک گھنٹے تک اگر آپ واپس ناں پہنچے تو آغا جان! ان کے والد کو جان سے"
ماردیں گے!!"الفاظ نہیں آسمان تھا جو بدر عالم نے اسکے سر پر گرایا تھا۔
وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔ جس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ جس پر وہ
سیدھا ہوتے گہری سانسیں بھرنے لگا۔

★★★★★★★★★★★★★

بہو بیگم!!"کھانے کے میز پر چھائی خاموشی کو داجان کی بھاری آواز نے"
"!!توڑا

جی داجان!!"ان کی دونوں بہوؤں نے ایک ساتھ ان کی طرف دیکھا۔
چونکہ زرتاج خان سے ان کی زیادہ دلی وابستگی تھی اور دوسرا وہ ان کے
خاندان ان کے بھائی کا خون تھی تو وہ زیادہ تر انہیں ہی مخاطب کیا کرتے تھے

۔

اب بھی نرگھس خان نے ایک نظر انہیں دیکھتے سر جھکا ڈالا۔۔

آپ کے لاڈلے کی واپسی کب تک ہے؟؟ہم نے سوچا تھا کہ اس سے کہیں" گے کہ گل مینے کو ساتھ لے جائے کچھ دنوں کے لیے گھوم پھر آئیں ایک ساتھ!! مگر وللہ عالم!! یہ صاحبزادے تو شادی کے بعد عید کا چاند ہو گئے ہیں!!"

پلیٹ سے ہاتھ کھینچتے انہوں نے ایک نگاہ خاموش بیٹھے اپنے بیٹے پر ڈالی۔دو دن ہو چکے تھے زارون سکندر کو شہر گئے!! اور ان دو دنوں میں ناں تو گل مینے خان نے اسے یاد کیا تھا اور ناں ہی اسکا ذکر ہوا تھا۔

مگر اب اچانک اسکے ذکر پر گل مینے خان کو نوالہ حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا!!

اچانک کانوں میں اسکے کہے الفاظ بازگشت کرنے لگے۔۔وہ کہہ کر گیا تھا کہ " دو دنوں کے بعد آئے گا اور شاید وہ آج آتا!! مگر آیا تو نہیں تھا اب تک!!"

ہم کھانا سے فارغ ہو کر اسے فون کرتا ہے داجان!! آپ بے فکر رہیں!!"

جائے گا کیوں نہیں!! ضرور جائے گا وہ گل کو ساتھ لے کر!!"

زرتاج خان کا لہجہ اٹل تھا۔اپنی بیگم کی سخت لہجے پر اسفندیار خان نے گہری سانس بھرتے پانی کا گلاس لبوں سے لگا ڈالا۔۔

"گل آؤ میں تمہیں کچھ دکھاتی ہوں!"سب کے جاتے ہی حریم نے اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔

جبکہ نرگھس خان اور زرتاج خان اب دونوں ہی ملازماؤں کے ساتھ مل کر برتن سمیٹنے لگی۔۔

"مورے!!میں کالج کب سے جاؤں گی واپس؟""الماری میں کپڑے تہہ کر کے رکھتی نرگھس خان بیٹی کی بات پر کچھ متعجب ہوئی"!!

"اب سکول وغیرہ میں جا کر کیا کرنا ہے گل؟؟ویسے بھی اب شادی ہو گئی ہے تمہاری!!کوئی ضرورت نہیں آگے پڑھنے کی"!!

نرگھس خان کے دوٹوک انکار پر وہ منہ پھلائے سر بیڈ کی پشت سے لگا گئی۔۔

حریم نے اسے اپنی نئ کتابیں دکھائی تھی۔۔!!اگلے ماہ سے ان کی سیکنڈ ائیر کی کلاسز شروع ہو جانی تھی۔اور کل اسکا پیپر تھا مگر اچانک کیسے اسکی زندگی بدل گئ تھی۔

اگر وہ کالج جا رہی ہوتی تو وہ پکا کالج چھوٹنے پر خوش ہوتی۔۔!!مگر اب جب "!!کالج بند ہو گیا تھا تو اسے شدت سے کالج اور پڑھائی کی یاد آ رہی تھی مورے آپ بھی کھڑوس خان کی طرح ہیں!!مجھے بولنے ہی نہیں دیتی!!" "!!فوراً سے چپ کرا دیتی ہیں

سنہری آنکھوں میں من من کے آنسوں بھرتے وہ شکایتی انداز میں بولی تو نرگھس خان نے گھور کر اسے دیکھا۔

یعنی دو دن کی انکی ٹریننگ کا اس لڑکی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔"وہ اچھے سے جانتی تھی گل مینے خان کی عمر میں کئ لڑکیاں شادی کر کے اپنی گھر گھر ہستی سنبھال لیتی ہیں!!مگر کچھ ایسی بھی ہوتی ہیں۔جو اس معاملے میں برعکس

ہوتی ہیں!! حالات،اور وقت ہی ان معصوم لڑکیوں کو زندگی کے اتار چڑھاؤ پر قدم جمانے میں مدد کرتا ہے اور اب وہ وقت کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ زارون سکندر کوئی عام مرد نہیں تھا۔۔جوان کی بیٹی کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتا۔۔

اور سب سے بڑھ کر وہ "زارون سکندر" کی پسند سے واقف تھی۔۔آج سے نہیں چھ ماہ پہلے سے ہی۔۔جب زارون سکندر نے اپنے داجان سے انعم سعید کی بابت اپنی پسندیدگی ظاہر کی تھی۔

اور اب وہ ان کی بیٹی کا نصیب بن چکا تھا مگر کب تک!! مرد اپنی پہلی محبت کبھی بھی نہیں بھولتا اور نرگھس بیگم اپنی بیٹی کی زندگی میں دوسری عورت "!!ہرگز نہیں چاہتی تھیں

یہاں کیا کر رہی ہو اب تک!! جاؤ اپنے کمرے میں گل!!"گہری سانس" بھرتے وہ ایکدم تیزی سے اس کے سر پر آن پہنچی۔۔جس نے شکوہ کناں نظروں سے ماں کو دیکھا۔

آپ اچھے سے جانتی ہیں مورے!! مجھے اس کمرے میں ڈر لگتا ہے!! اب"
"!! تو "خان" بھی نہیں ہیں وہاں!! مجھے سونے دیں یہی پر
سر تک کمبل لپیٹے وہ آنکھیں نیند کے زیر اثر بند کرتے بولی تو نرگھس بیگم نے
تاسف سے اس لڑکی کو دیکھا۔ جو دنیا جہاں کی ہر فکر سے آزاد تھی۔

یہ خیال بھی نہیں تھا اسے کہ اسکا شوہر دو دن سے گھر سے باہر تھا جانے کہاں
"؟؟ اور کس کے ساتھ؟؟

گل "بیٹا زارون غصہ ہو گا! جانتی ہو ناں پچھلی بار کی ڈانٹ!! پورا دن تم
"!! روتی رہی تھی!! اب اگر وہ آگیا تو اچھا نہیں ہو گا
حالانکہ اسکے آنے کی امید انہیں خود بھی نہیں تھی مگر وہ اسے ڈرانے کو بولی

۔

جو کان لپیٹ کر سو چکی تھی۔

اللہ خیر!"" گہری سانس بھرتے وہ سر جھٹک کر دوسری طرف سے بستر پر
آئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

جائیں دور ہو جائیں میری نظروں سے آغا!!"بدر عالم اسے سیدھا فارم" ہاؤس لے گیا تھا۔۔ فنکشن کے حساب سے سیاہ شلوار قمیض کے اوپر سیاہ ہی مردانہ شال دونوں کندھوں پر اوڑھے سیاہ بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ اپنی پرکشش آنکھوں اور مقناطیسی شخصیت کے ساتھ آغا جان کے سامنے کھڑا تھا۔

جو اسے دیکھتے ہی بڑھ اٹھے۔"جب دور جاتا ہوں تو آپ کو چین نہیں آتا آغا """جان!!بتائیں یہ بندہ بشر کرے تو کیا کرے؟

وہ محتاط سے انداز میں انکے قریب ہوا!!اپنے اوپر اٹھتی کیا رشک اور حسد بھری نظروں کو اسال آغا شاہ محسوس کر کے بھی انجان بنا رہا۔۔

آغا جان تو اسکے چہرے کو دیکھتے لب بھینچ کر رہ گئے!!جواب انکی شال کو درست کرتا اچانک سے پلٹا تھا۔

جبکہ آغا جان کی نظریں تو اپنے پوتے کے اوپر اٹک سی گئی تھی۔ غرور، حسن اور باتوں میں وہ ان سے کئی ہاتھ آگے تھا۔

"!! سر جھٹکتے وہ ایک طرف موجود سربراہان کی جانب بڑھے

سرکار سائیں آپ کو بڑی بی بی سائیں بلا رہی ہیں!!" وہ بدر عالم کے ساتھ "

کھڑا تھا جب ایک ملازم نفیسہ شاہ کا پیغام لایا۔

اسال آغا شاہ کچھ حیرت سے مڑا۔۔اس وقت؟؟ جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی حویلی اور مردان خانہ مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔

ہمممم تم چلو میں آتا ہوں!!" سرد سانس بھرتے اسنے بدر عالم کو اشارے "

سے مہمانوں کو سنبھالنے کا کہا اور خود زنان خانے کی سمت بڑھا۔۔

برآمدے میں قدم رکھتے ہی کئی خواتین نے اسے گھیر لیا تھا۔اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اب وہ سبھی باقاعدہ اسے خوشحال زندگی کی دعائیں دے رہی تھیں اور بہت سوں کی زبانوں پر اسکی بیوی کا سوال تھا۔

ہر کوئی محمل قریشی کو دیکھنے کا خواہش مند تھا۔"

وہ بہت مشکلوں سے وہاں سے نکلا تو آگے اسکی پھپھو اسکی منتظر تھی آنکھوں میں ڈھیروں شکوے، خفگی اور ناراضگی!! اسال نے گہری سانس بھرتے اپنی ماں کو تلاشنا چاہا۔۔جو سیڑھیوں کی اطراف سے گھبرائی ہوئی سی نیچے آ رہی تھیں۔

چہرے پر ایک مصنوعی مسکان سجائے وہ قدم قدم چلتی اسال تک آئی۔۔ اسال پھپھو کو اگنور کرتے ان تک گیا۔۔جو اسے بازو سے جکڑتے اوپر کی طرف اشارہ کر گئی۔۔

"نفیسہ لے آؤ اپنے اس غریب چاند کو!! ایک گھنٹہ ہونے کو ہے خاندان بھر کی عورتیں راہ دیکھ رہی ہیں!!"

عافیہ شاہ کی آواز دونوں ماں بیٹے نے مڑ کر انہیں دیکھا۔جبکہ نفیسہ شاہ کو ماتھے پر چمکتے پسینے کی بوندیں صاف کرتی اب ہلکا سا مسکرائی۔۔

"بس آپا لا رہے ہیں!!" اسکا مصنوعی لہجہ عافیہ بیگم کو کچھ کھٹکا اس سے پہلے کہ وہ ان کے پیچھے جاتی کسی نے پیچھے سے اُنہیں آواز دی۔۔

جس وجہ سے انہیں وہی رکنا پڑا۔۔

امی کیا ہوا ہے آپ پریشان کیوں ہیں؟""وہ اسے کھینچ کر اسکے کمرے تک "
لائی۔۔اسال آغا شاہ کے کئی بار پوچھنے پر بھی وہ بنا کوئی جواب دیے اسے
کمرے میں لاتے دروازہ اندر سے بند کر گئی۔

جواب حیرت اور سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔نفیسہ شاہ نے آگے
بڑھتے ایک لفافہ اسکے سامنے کیا۔۔

پڑھو اسے!!"سنجیدگی سے اسے گھورتے وہ لفظوں پر زور دے کر بولیں۔"
اسال نے کاغذ کھولا۔"آپ کا بہت بہت شکریہ سردار سائیں!!آپ ناں
بتاتے تو مجھے کبھی علم ناں ہوتا کہ اس کمرے سے بھاگنا اتنا آسان ہے!!میں
نے کہا تھا ناں کہ محمل قریشی آپ کے کسی بھی حکم کی تابع نہیں ہے!!آپ
"!!کو آزادی مبارک اور مجھے بھی

چند لفظوں پر مقید وہ کاغذ نہیں گویا کوئی آسمان تھا جو اسال آغا شاہ پر ٹوٹ پڑا
تھا۔

کاغذ اسکے بے جان پڑتے ہاتھوں سے نیچے گر گیا تھا۔وہ سناٹوں کی ضد میں لب بھینچے سن سا وہی منجمند رہ گیا۔۔

اسے کیوں لگا تھا کہ وہ لڑکی اس قدر بہادر نہیں ہو گی!!وہ کیوں نہیں سوچ پایا کہ وہ ماہ رخ آفندی نہیں جو اسکی عزت کی پراہ کرتی!!وہ محمل قریشی تھی جس نے اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے آزادی چن لی تھی۔۔

مبارک ہو آپ کو سردار اسال آغا شاہ!!پہلی بار آپ نے ثابت کر دیا!!" کہ آپ جیسا بے وقوف کوئی بھی نہیں!!آپ نے اپنی ہی بیوی اپنی ہی عزت کو حویلی سے بھاگنے کا راستہ دکھایا!!اب جائیں بزدلوں کی طرح منہ چھپا کر پھر سے بھاگ جائیں اس حویلی سے!!کیونکہ باہر اکھٹے ہوئے چالیس گاؤں کے معززین میں آج یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اسال آغا شاہ کی بیوی """!!بھاگ گئی ہے وہ بھی اسکی عزت کو تار تار کر کے

نفیسہ بیگم اسکے سرد چہرے کو دیکھتی وہ سنجیدگی سے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولیں۔جبکہ اسال آغا شاہ تو گویا کسی جلتی ہوئی بھٹی میں جل رہا تھا۔

کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔اسنے سر جھکائے دھندلائی نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔

"ماں آپ آغا جان کو کسی بھی حال میں یہ علم نہیں ہونے دیں گی کہ یہاں کیا ہوا ہے؟؟میں محمل اسال آغا کو ڈھونڈ کر واپس لاؤں گا۔۔چاہے وہ قبر کی آخری تہہ میں ہی کیوں ناں چھپی ہو اسے آج کوئی بھی مجھ سے نہیں بچا سکتا!!"

سرد برفیلے لہجے میں کہتے وہ بنانفیسہ شاہ کو دیکھے تن فن کرتے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

جو خوف سے پھڑ پھڑاتے دل پر ہاتھ رکھے بس بستر پر گر سی گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

"سر وہ کل تک یہی تھا۔۔قسم سے میں جھوٹ نہیں بول رہا میں نے پوری نظر رکھی تھی!!خدا جانے آج صبح ہی صبح وہ کہاں غائب ہو گیا!!میں پوری

کوشش کروں گا ان شاءاللہ جلد از جلد "آفتاب خان" آپ کے قدموں

میں ہو گا!!"

اسکے خاص آدمی کے الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔پورے دو دن

حوار ہونے کے بعد وہ رات کے اس پہر حویلی واپس لوٹ آیا تھا۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ انعم سعید کو بھول چکا ہو۔۔۔اور بھی ایسا نہیں تھا کہ وہ

شادی کے بعد اپنی محبت کو بھول کر ایک نیک شوہر بن بیٹھا ہو!! مگر فل حال

وہ خود کو وقت دے رہا تھا۔انعم کو سنبھالنا بھی ضروری تھا اور اپنے ساتھ

جڑے اس نئے رشتے کو بھی!! باقی وقت اسے جہاں بہالے جاتا وہ اسی کا ہو

جاتا!!"

رت جگے کی سرخیاں اسکی گہری سیاہ آنکھوں میں چمک رہی تھی۔دردر کی

خاک چھاننے کے بعد اب وجود کو سکون درکار تھا۔مگر وہ سکون "گل مینے

خان!!" کے پاس تھا۔ناں کہ "انعم سعید" کے پاس

کمرے کا دروازہ کھولے وہ اپنی سوچوں میں گم بستر تک آیا!!"کوٹ کے

"!!اوپری بٹن کھولتے وہ پشت کے بل بستر پر جا گرا

سر کے دونوں طرف کی کنپٹیوں کی رگیں درد سے پھول رہی تھیں۔مگر اب تو اسکے پاس ایک نازک حسینہ تھی۔

مینے "سر دباؤ میرا!!"دکھتی آنکھوں کو انگوٹھوں کے پوروں سے سہلاتے "

"!!وہ حکم دینے والے انداز میں بولا

گھڑی ایک کا ہندسہ پار کر چکی تھی۔اور وہ سوچوں میں غرق یہ تک سوچ ناں سکا کہ رات کے اس پہر وہ سوئی ہو گی اور اگر کمرے میں ہوتی تو جس طرح وہ بستر پر گرا تھا یقیناً اب تک زارون سکندر کے کانوں سے کیڑے نکال چکی

"ہوتی

مینے "ناگوار سے بل سمیٹے اسنے سرخ ڈوروں سے سجی آنکھیں وا کرتے "

اب ذرا سا گردن کو اٹھائے بستر کو دیکھا۔

حالی بستر اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔اور زارون سکندر کے لئے یہ سمجھنا ہر گز بھی مشکل نہیں تھا کہ اسکی ایک عدد بیوی کس کونے میں چھپی پڑی تھی۔

اچانک سے اعصاب حد سے زیادہ تنے!!غصے سے پھولتی سانسوں سمیت وہ بیڈ سے اٹھا اور لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کمرے سے باہر نکلا۔

اسکی جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو لازماً وہ عقل استعمال کرتا اور اس وقت اپنی چچی پلس ساس کے کمرے میں جانے کی بجائے تحمل سے صبح کا انتظار کرتا۔۔

مگر وہ "زارون سکندر" تھا جو ہر کام میں مستقل مزاج تھا مگر گل مینے خان" کے آنے کے بعد یا پھر اسکے معاملے میں اسکا تحمل شامپو کی جھاگ کی طرح اڑ جاتا تھا۔

ٹھک ٹھک ٹھک!!" تین بار دستک دیتے وہ اب پشت پر ہاتھ باندھے وہی" لانگ مارچ کرنے لگا۔۔

دروازہ ناں کھلنے پر اسنے پھر سے تین بار دستک دی اب کی بار انگلیاں ذرا زور سے دروازے پر بجائی تھی۔

زارون!!"دوپٹہ سنبھالتے ہوئے نرگس بیگم باہر نکلی۔ان کے چہرے کی" اڑی رنگت دیکھ زارون کوذرا گھبراہٹ ہوئی حالانکہ اسے شرم آنی چاہیے تھی۔

السلام علیکم!!"ان کی صورت دیکھ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ کسی انہونی کے ڈر" سے گھبرا کر باہر آئی ہیں۔ مگر پھر بھی انہیں سلام کرتے وہ ان کے پاس سے گزرتا اندر گیا۔۔

مینے!!"کندھے پر ہاتھ رکھتے زارون سکندر نے اسے زور سے جھنجھوڑا۔۔" جو ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئی۔۔

پہلے پہل تو وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھے گئی۔ جس کی سکڑی آنکھیں اسی پر تھیں۔

"!!"آپ؟؟"اللہ جانے وہ خواب سمجھ رہی تھی یا پھر حقیقت

اٹھو فورا!!"اسے جواب دینے کی بجائے زارون سکندر نے حکم دیتے کمبل" اسکے وجود سے اتارا۔۔

جو آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔اٹھو!!"اب کی بار وہ دانت پیستے ہوئے بولا تو گل مینے کی نیند فوراسے اڑی۔۔منہ پھلائے وہ دوپٹہ کندھے پر رکھتے نیند کے نشے سے جھولتی اسکے پیچھے ہی کمرے سے نکلی تھی۔

نرگھس بیگم نے خفگی بھری نظروں سے ان دونوں کی پشت کو گھورا اور غصے سے کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا۔۔

اب زارون سکندر آگے آگے تھا اور گل مینے خان اسکے پیچھے پیچھے چلتی اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

مسلئہ کیا ہے تمہارے ساتھ!!کیوں میرے منع کرنے کے باوجود بھی""""

"!!تم چچی کے پاس گئی سونے

بازو سے جکڑتے اسے کھینچ کر دروازے سے پن کرتے وہ ناک کے نتھنے پھلائے غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔

گل مینے پھولے چہرے سمیت اسے دیکھتے نظریں جھکا گئی۔

مینے!!"اب کی بار وہ دھاڑا تھا کہ گل مینے نے جس تیزی سے نظریں"
جھکائی تھی اسی تیزی سے نظریں اٹھائی۔۔
خوف سے وجود میں کپکپی سے دوڑ رہی تھی۔گلابی چہرہ ایکدم سے سفید پڑا تھا
"!!۔"وووہ مم مجھے اکیلے ڈڈر لگ رہا تھا
وہ خوف سے سر جھکائے بمشکل سے بولی تھی۔نیند سے جھولتے وجود پر ایک
تیز نظر ڈالے زارون سکندر ایکدم سے پیچھے ہوا۔
میں شاور لینے جا رہا ہوں۔۔میرے آنے تک اگر تم سوئی تو اچھا نہیں ہو گا"
۔۔گاٹ اٹ!!"سرخ ہونٹوں کو بھینچتے وہ سختی سے بولا تو گل یہ نے نے
فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔۔
زارون سکندر ایک تیز نظر ہالف وائٹ کلر میں دمکتے اس چاند سے مکھڑے پر
ڈالی۔اپنا ٹراؤزر لیے واشروم میں بند ہوا۔
گل یہ نے اونگھتے ہوئے منہ کے بل بستر پر گری تھی۔۔نیند سے بوجھل
آنکھیں لمحوں میں بھاری پڑنے لگی۔البتہ ذہن ابھی تک جاگا ہوا تھا۔۔

شاور بند ہونے کی آواز پر وہ منہ کے رونے والے زاویے بنائے اٹھ بیٹھی۔۔

اونچی آواز میں رو تک نہیں سکتی تھی وہ!! یہ شادی اسکی ساری آزادی لے اڑی تھی۔۔

نظریں ترچھی کیے اسنے غصے سے زارون سکندر کو دیکھا۔۔جو اتنی سردی میں نہانے کے بعد اب ٹاول سے بال جھاڑتے اپنی ٹی شرٹ پہنتا بستر کی طرف بڑھا۔

اسکے قدم جونہی پلٹے گل مینے نے منہ کے زاویے درست کر لئے۔

"میں گھر ہوں یا نہیں!! اب یہ کمرہ تمہاری اصل جگہ ہے!! میری غیر موجودگی میں بھی تم مجھے اسی کمرے میں چاہیے ہو گل مینے سکندر خان!!"

وہ بیڈ تک آیا!! لائٹس آف کرتے لیمپ کی ہلکی سی روشنی میں اس لرزتے وجود کو دیکھتے سنجیدگی اور سختی سے کہا۔

جس نے ہمیشہ کی طرح ایک کان سے سنتے دوسرے سے نکال دیا تھا۔

بہت تھک چکا ہوں میں ! ! پلیز سر دبا دو ! ! "وہ نڈھال سا بھاری ہو رہی

آواز میں کہتے دھڑام سے اسکی گود میں گرا تھا۔۔

کہ وہ جو بس چیخنے والی تھی بمشکل سے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔۔

اپنے سر درد کی وجہ سے میری نیند خراب کی ! ! ہر وقت حکم جھاڑتے رہتے "

ہیں ! ! کاش میں بھی لڑکا ہوتی ! ! کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں سب

"! ! لڑکے

سنہری آنکھوں میں پانی کی ٹنکی جمع ہوتی جا رہی تھی۔۔

وہ مریل ہاتھوں سے اسکے سر کو دبا رہی تھی۔

زارون سکندر نے بغور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھا۔یقیناً وہ اسے

"! ! کوس رہی تھی۔۔وہ زیر لب ہنسا "پراسرار سی ہنسی

اگلے ہی لمحے پچھلی گردن پر ہاتھ جمائے وہ اسکے ایک ہاتھ کو جکڑتے اسے تکیے

پر گرا چکا تھا۔

جو پھٹی پھٹی آنکھوں کو اسے دیکھ رہی تھی۔

جس نے اپنا ایک ہاتھ اسکے پیٹ پر سے گزارتے تکیے کے اوپر رکھتے اپنا سر اسی ہاتھ پر گرایا۔

تمہیں افسوس کرنا بھی چاہیے "گل مینے خان" بنا ٹکٹ کے میری زندگی" میں شامل ہوئی ہو!! پھر بھی تمہاری کم عمری کا لحاظ رکھ رہا ہوں میں!!"

وگرنہ اس وقت تم میرا سر دبانے کی بجائے میری بانہوں کے حصار میں پڑی ہوتی!! تو بہتر ہے یہ کچھ دن آزادی کے جی لو اچھے سے!! ہمممم!!" اسکی آنکھوں میں اپنی گہری آنکھیں گاڑھے وہ دوٹوک مگر بے باک لہجے میں بولا تو گل مینے نے بھاپ اڑاتے چہرے سمیت بمشکل سے سر ہاں میں ہلا ڈالا۔۔

چلو آجاؤ شاباش!!" ایکدم سے اس پر ہٹتے وہ ایک سائیڈ پر لیٹا اب آنکھیں" بند کرتے مسکرا کر اسے پکارا!! جس نے تھوک نگل کر اسے دیکھا۔۔ جیسے وہ کوئی جن ہو!! پھر اسکی پلکوں کی لرزش محسوس کرتے ہی وہ جھٹ سے بھاگ کر اسکے سینے کا حصّہ بنی!!"

گھورومت سرد باؤمیرا!!"اسکی آنکھوں کاارتکازاپنے چہرے پر محسوس" کرتے وہ سنجیدگی سے بولااوراگلے ہی لمحے کمرپرد باؤدیےاسے سینے میں بھینجا۔

گل مینے خان'اب آنسوں بھری نظروں سےاس ستمگر کوگھورتی ساتھ ساتھ اسکاسر بھی دبارہی تھی۔

جو تھوڑی ہی دیر میں اسکی انگلیوں کے نرم لمس پر سو گیا تھااوراسے کوستی، شکلیں بناتی گل مینے خان بھی جانے کون سے پہر نیند کی وادیوں میں اتری

--

★★★★★★★★★★★★

بھاری پازیبوں کی چھن چھن کی آوازسے خاموش سڑک پر شور سا برپاہورہا تھا،سرمئی بڑی سی شال اپنے وجود کے گرد لپیٹے وہ نیلی خوفزدہ نگاہوں سے بار بار قدم روک کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔

شاید دل ودماغ میں بیٹھا خوف اس قدر زیادہ تھا کہ وہ چاہ کر بھی شاہ حویلی کے مکینوں کو ذہن سے جھٹک نہیں پا رہی تھی۔۔

کندن سراپے سے اٹھتی مخمور سی خوشبو ہواؤں میں عجب سا نشہ طاری کر رہی تھی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل بھاگنے کے سبب اب اسکی ٹانگیں جیسے شل ہونے لگی تھی۔

وہ گاؤں نہیں جا رہی تھی۔ گاؤں جاتی تو اب تک حویلی والے اسے پکڑ چکے ہوتے۔ وہ "حان حویلی" جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ اس وقت صرف وہی حویلی اور اسکے نانا جان ہی تھے جو اسے شاہ حویلی کے درندوں سے بچا سکتے تھے۔ لگاتار بھاگنے کے باعث اوپر سے بھاری بھر کم غرارہ جو کھلا ہونے کے سبب اسے چلنے میں دقت دے رہا تھا۔

بڑا سا جھومر، نیلی آنکھوں پر کھینچ کر لگایا گیا سیاہ کاجل، ریشمی دوپٹہ، گویا وہ پوری کی پوری کیل کانٹوں سے لیس تھی۔ کچی سڑک پر ننگے پاؤں چلنے کے باعث کئی بار پاؤں زخمی ہوئے تھے۔

مگر وہ رکی نہیں تھی۔۔اچانک سامنے سے آتی تیز روشنی کے سبب محمل نے بے ساختہ ہی سانس روکے چہرے کو شال سے کور کیا۔۔

"!! تیز رفتار سے آتی گاڑی اچانک سے اسکے قریب رکی

محمل کا سانس شاہ حویلی اور اسال آغا شاہ کے آنے کا سوچتے ہی بری طرح سے بند پڑنے لگا،، آنکھیں خوف سے گہری ہوئی۔۔

ابے کون ہے ؟؟"کسی انجان شخص کی آواز سن محمل کار کا ہوا سانس بحال" ہوا شاید یہ آدمی اسکی مدد کر دیتا!! یہ سوچ آتے ہی وہ خود کو کمپوز کرتے سامنے دیکھنے لگی۔

جہاں اب وہ آدمی گاڑی سے نکلتا اسکے سامنے آن رکا۔

"محترمہ اس وقت ؟؟سنسان سڑک پر سب کچھ ٹھیک تو ہے ؟؟"

سامنے والے نے اپنا لہجہ سنجیدہ اور مختصر رکھا۔۔ محمل چاہ کر بھی اس لہجے میں !!کوئی کھوٹ نہیں ڈھونڈ پائی

بھائی میری گاڑی پیچھے رستے میں خراب ہو گئی ہے مجھے اس وقت ایمر جنسی میں کہی جانا ہے!!"

آپ اکیلی ہیں کیا؟؟"جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنساتے سامنے والے نے"

گہری نظریں اس کے شال سے ڈھکے سراپے پر ڈال کر پوچھا!!"

جج جی!!"پہلی بار محمل قریشی کو احساس ہوا کہ ہاں وہ اکیلی ہے اور سامنے"

کھڑا شخص ایک انجان غیر محرم مرد!!"پورے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔۔

چلیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں!!"حتیٰ الامکان طور پر شائستہ سے"

لہجے میں کہتے وہ واپس گاڑی کی سمت مڑا۔

مگر محمل کے قدم اپنی جگہ پر جمے رہ گئے۔

کیا ہوا جانا نہیں ہے کیا؟؟"اسے یوں کھڑا دیکھ اس شخص نے گردن پر ہاتھ"

پھیرتے نرمی سے پوچھا۔

مگر اسکے اپنی طرف اٹھتے قدموں کو دیکھ محمل غیر محسوس انداز میں قدم پیچھے لینے لگی۔۔

"!!نن نہیں مم میں چلی جاؤں گی"

ڈر، خوف اور دہشت کے زیر اثر کہتی وہ اب واپسی کے راہ پر گامزن ہوئی تھی

--

"!!رک!!" پیچھے سے آتی غصے بھری آواز پر محمل نے خوف سے پھٹتے دل سے اب اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا۔۔

"!!پکڑو سالی کو!!" اس شخص کی آواز پر گاڑی میں چھپ کر بیٹھے دو آدمی اب بھاگ کر نکلتے محمل کے پیچھے ہو لیے "!!

چند ہی لمحوں میں وہ ان کے شکنجے میں تھی۔

خوف سے سہمی، کسی پر کٹے پرندے کی مانند پھڑ پھڑاتی۔۔ "شعیب الہ دین شاہ نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے اب فون کی روشنی اس چاند سے چہرے پر ماری۔۔ جس کے دونوں ہاتھ ان آدمیوں نے قابو کر رکھے تھے۔ گھنٹوں

کے بل زمین پر زبردستی بٹھائے وہ اسے پوری طرح سے بے بس کر چکے تھے ۔اگلے ہی لمحے محمل کے وجود سے جھٹکے سے کھینچتے وہ شال اتارتے اسنے ایک سمت پھینکی!!"

رات کے اس پہر ایک نازک حسینہ کا اکیلے باہر آنا اوپر سے ہم جیسے شریف لڑکوں سے مدد مانگ کر بنا مدد کے ہی بھاگنا۔۔۔کتنا برا لگتا ہے ناں یہ سب سننے میں!!"

چلو چھوڑو اسے اور واپس جاؤ!! کوئی بھی پوچھے!! یہی کہنا کہ شہر گیا ہوں" ایک دو دن تک واپس آجاؤں گا!!"

بڑی بے دردی سے محمل کا ریشمی دوپٹہ کھینچ کر سڑک پر پھینکتے وہ پاس کھڑے اپنے دونوں دوستوں سے مخاطب ہوا۔

جنہیں اسکی بات کچھ ناگوار گزری!!

ہم تیرے ساتھ آئے ہیں یار!!! کم از کم ہمیں بھی موقع ملنا چاہیے!!" وہ"
سڑک پر پڑی اس ان چھوئی کلی کو دیکھ تڑپ کر رہ گئے!! جس پر شعیب نے
!!غصے اور قہر بھری نظروں سے دونوں کو دیکھا

لایا تو میں تھاناں تم دونوں کو یہاں ولیمے پر!! ورنہ اس گاؤں میں تم دونوں"
"!!مر کر بھی ناں آتے !اب چلو دفع ہو جاؤ یہاں سے
دانت پر دانت جمائے وہ غرا کر بولا تو اگلے ہی پل وہ دونوں ہی لب بھینچتے
واپس مڑ گئے۔۔
گاڑی ایک طرف کھڑی تھی۔اور محمل قریشی جو دم سادھے ان کی تکرار سن
رہی تھی۔ان دو لڑکوں کے آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی اسنے ہاتھوں میں
مٹی بھرتے شعیب الہ دین شاہ کے چہرے پر پھینکی۔۔
جو چیخ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھتے دو قدم پیچھے ہٹا۔
خواس باختگی میں اٹھتے محمل جیسے ہی بھاگنے لگی اسکا ہاتھ شعیب کے ہاتھ میں
قید ہوا تھا۔

موت کے خوف سے پھڑ پھڑاتے دل سے وہ دہشت زدہ سی کیفیت میں مڑی تو شعیب الہ دین شاہ نے جبڑے بھینچ کر اسکے چہرے پر تھپڑ جھڑا۔

تھپڑ کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ محمل لڑکھڑا کر نیچے گری۔۔

سا*لی (گالی) دونوں ٹانگیں اسکے وجود کے گرد جمائے وہ اب نفرت اور غصے سے جھکا اسکے جسم پر موجود کپڑوں کو تار تار کرنے لگا۔

★★★★★★★★★★★★

"ضرار میری بچی کو بچالو!! وہ مر جائے گی ضرار اسے ان لوگوں سے بچا لو!!" سیاہ تاریک رات میں بے جان بت کی مانند دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ضرار پاشا کی آنکھوں سے اشک بہتے جا رہے تھے۔

اسکے قریب ہی نیچے بیٹھی اسکی پھپھو ہاتھ جوڑ کر اس سے اپنی بچی کی بھیک مانگ رہی تھی۔ مگر وہ کہاں ہوش میں تھا۔

اسکا ذہن تو بس ان لفظوں میں اٹک گیا تھا کہ "محمل قریشی کا نکاح ایک شاہ زادے سے ہو چکا ہے!! کیسے ہوا؟؟ کیوں ہوا؟؟ مگر وہ!؟ وہ تو نہیں رہی

تھی اس کی؟؟ بچپن سے جس لڑکی کا نام اپنے نام سے جوڑ کر وہ بڑا ہوتا آیا تھا ۔۔کیسے کوئی سید زادہ اسے اس کی زندگی کے کورے کاغذ سے نوچ کر لے گیا اور وہ؟؟ وہ تو جان بھی ناں سکا کب اسکی زندگی اسکی ہستی اجڑ گئی تھی۔

محمل!!"ہونٹوں نے فقط ایک نیم مردہ سی سرگوشی کی تھی اور بس؟!!"

!!الفاظ ختم ہو گئے!! اور بس

جن کے جانے سے جاتی تھی جان اپنی

!! ہم نے ان کو بھی جاتے دیکھا ہے

★★★★★★★★★★★★

خخ خان!!" بائیں بازو کے اوپر موجود اسکے حسین چہرے کو دیکھتے 'گل مینے" خان' نے مریل سی آواز میں اسے پکارا!! جس کی ایک ٹانگ گل مینے خان کے اوپر تھی، ایک ہاتھ اسکے پیٹ پر اور دوسرا بیڈ سے نیچے ڈھلک رہا تھا۔ سیاہ بال ماتھے سے چپکے ہوئے تھے، جبکہ حسین چہرے پر اطمینان ہی اطمینان چھایا ہوا تھا۔

گل مینے اسے یوں سوتا دیکھ رشک کرتی رہ گئی۔اسکی نیندیں حرام کر کے وہ کتنے مزے سے اسی کے پہلوں میں اسے کے وجود کو خود سے لپٹائے سوتا تھا۔

خان "نام لینے سے گریز برتا تھا۔کیونکہ نرگھس بیگم کے مطابق وہ"

"زارون سکندر "کو نام سے نہیں بلکہ "خان "کہہ کر مخاطب کر سکتی تھی۔

سونے دو مینے!!"نیند میں ڈوبی بے زارگی بھری آواز پر گل مینے خان کا" چہرہ ایک دم سے اترا۔

دل میں جو ہلکی سی امید تھی وہ بھی دم توڑ گئی۔۔مگر وہ کیسے سال بھر کی محنت "!!کو ضائع کر دیتی

خ خان۔۔ممیرا پیپر ہے آج!!" سہمی ہوئی ہرنی کی مانند اپنی سنہری" آنکھیں خوف سے پھیلائے وہ دھک دھک کرتے دل سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جس کی نیند سے بھری سرخ پڑتی آنکھیں ایکدم سے کھلی۔

وہ سر اٹھائے اپنے پورے وجود سمیت ہلکا سا اوپر ہوا۔۔

اسکے برابر ہوتے وہ پورے وجود کا بوجھ اس نازک سی جان پر ڈالے اب گھور کران نشیلی خوف سے بھری آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

چہرے پر غصہ اور تناؤ قائم تھا تنے ہوئے اعصاب دیکھ گل مینے کی آنکھیں لمحے میں بھیگی۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتی گل مینے خان "کیا تم واقعی میں اتنی بے وقوف ہو یا پھر "!!بن رہی ہو"

سخت کھردرا سا لہجہ تھا۔۔جو گل مینے خان کے وجود پر لرزا طاری کر گیا۔ گھنیری پلکیں آنکھوں پر گرائے وہ بس رونے کو تیار تھی۔۔

آفتاب خان "تمہیں نوچنے کے درپر ہے، گاتھ لگائے بیٹھا ہے کہ کب تم اس چاردیواری سے باہر نکلو اور وہ تمہیں روندھ ڈالے!! سفاکی بھرے زہریلے الفاظ تھے جو گل مینے کا حلق تک کڑوا کر گئے۔وہ تاریک دن اسکی آنکھوں کے سامنے پوری تاب سے لہرایا تھا۔

جس کے بعد اسکے وجود میں کپکپی سے طاری ہوتی گئی۔۔ہونٹوں کی لرزش کو اسنے دانتوں تلے کچلتے روکنے کی کوشش کی تھی۔

جبکہ زارون سکندر اب اپنی جھلساتی سانسیں اسکے چہرے پر پھونکتے غصے اور بے بسی سے اس نازک کلی کو دیکھتا رہ گیا۔

جو اسکے لفظوں کی آنچ تک برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اسنے جھک کر اپنی ناک گل مینے خان کی چھوٹی سی ناک سے مس کی۔

آنکھیں موندے وہ اسکی سانسوں کی مہک کو قریب سے خود میں جذب کرتا جا رہا تھا۔

جو اسکی قربت اسکے غصے کے خوف سے گنتی کی سانسیں بھر رہی تھی۔

پہلے کی بات الگ تھی "گل مینے زارون سکندر "اب تم میری بیوی ہو " میری عزت "زارون سکندر "اپنی عزت پر کسی کی غلیظ نگاہ تصور بھی نہیں کر سکتا، دیکھنا تو دور کی بات ہے"!!

بھاری ہاتھ گل مینے خان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے شکنجے میں جکڑ چکے تھے۔

وہ بے دم سی ہوتی اسکے بوجھ تلے دبی پھڑ پھڑانے لگی۔

جسنے دونوں ہاتھوں سے اسکی انگلیوں پر دباؤ بڑھایا تو وہ سسک سی گئی۔۔!!

پورے وجود میں اسکا خوف پھر سے سر اٹھائے کھڑا تھا۔

اسنے تو محظ اسے جانوروں، ملازماؤں پر ظلم ڈھاتے دیکھا تھا!! اگر جان " لیتی کہ یہ ظلم اسکی جان پر ڈھایا جانے والا ہے تو وہ تو کب کی آخری سانسیں "!! بھر چکی ہوتی

ٹائم کیا ہوا ہے ؟؟"آنکھیں بند کرتے وہ اب ناک اسکے پھولے گال پر ٹریس کرتے اسکے کان کے قریب ہونٹ لے جاتے پر اسراریت بھری سرگوشی میں بولا۔۔

چچ چھ !!" بھیگی آواز میں وہ بمشکل سے بول پائی تھی۔۔"

ہمممم !! دس بجے سے پہلے تم اس بیڈ سے نیچے نہیں اتر سکتی !! کوئی جتنا بھی "!! بلائے تم ناں تو اٹھ کر باہر جاؤ گی اور ناں ہی مجھے جگاؤ گی !! گاٹ اٹ

اب کی بار سنہری بالوں میں چہرہ چھپائے وہ تند ہی اور غصے سے بھرے انداز میں بولا تھا۔۔

آنسوں ضبط کرنے کے چکر میں گل مینے خان کا چہرہ اور آنکھیں لہو چھلکانے لگی تھی۔۔

وہ سچ میں اس بتیس سالہ خوبرو شخص کے پل پل بدلتے روپ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"تمہاری ساس کو بہت شکایتیں ہیں مجھ سے اور تمہارے داداجان کو بھی!!
اس لیے آج یہ دروازہ میری مرضی سے کھلے گا۔کوئی پوچھے تو تم کہو گی کہ خان سو رہے تھے!!"

وہ بادشاہوں کی طرح اس پر حکم جھاڑتا اب ٹانگ اور انگلیوں کی مدد سے کمفرٹر کھینچ کر اپنے چوڑے شانوں تک لے آیا۔

دونوں ہاتھوں سے گل مینے خان کو اپنے حصار میں قید کیے وہ سونے کی تیاری کر رہا تھا۔۔

جبکہ نیند "گل مینے خان" کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ٹھاہ!!"سپاٹ نظروں سے اس قیامت خیز منظر کو دھندلائی نگاہوں سے"

دیکھتے وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔۔

مٹی سے اٹے وجود سمیت وہ گولی کی آواز پر سن پڑتی، آنسوں سے بھری وحشت زدہ نظروں سمیت شعیب الہ دین شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

جسکے سینے پر عین دل کے مقام پر گولی لگنے کے سبب وہ چند ہی لمحوں میں دھڑام کی زوردار آواز سے پیچھے کو گرا۔

محمل قریشی نے دہشت سے بہتی آنکھوں سمیت اپنے سینے سے پھٹے لباس کو دونوں ہاتھوں میں جکڑا۔۔

ایک درندہ اسکی عزت لوٹ رہا تھا!!اس 'محمل قریشی' کی جس پر اس کا باپ ایک غلط نگاہ تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ لڑی تھی، مزاخمت بھی خوب کی مگر جو زخم، دل ودماغ پر نصب ہوئے تھے وہ کبھی بھی ناں دھلنے والے تھے۔

قدم قدم چلتے وہ درد سے بلبلاتے شعیب الہ دین شاہ کے عین سامنے آرکا۔۔ اسال آغا شاہ نے خون بھری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا!! جو اسکی عزت تار تار کرنے والا تھا اسکے ہاتھ میں محمل قریشی کے پھٹے لباس کا آدھا حصہ تھا !!۔

غیض وغضب سے جبڑے بھینچتے اسال آغا شاہ نے ٹریگر دبایا اور ایک ساتھ !! ساری کی ساری گولیاں اسکے وجود میں اتاری

اس کے باوجود بھی اسکے دل میں جلتی آگ جھج نہیں پا رہی تھی۔۔ غصہ، وخشت، اشتعال ان سب کے زیر اثر اسکا سر پھٹنے کو تھا۔۔

اگر وہ وقت پر ناں پہنچتا تو!! اگر وہ بدر عالم کو گاؤں کی بجائے شہر روانہ کر دیتا "!! تو؟؟ اسکی عزت اسکی بیوی!! کا سر عام تماشہ لگتا

مشتعل سا ہوتے اسنے کھینچ کر حالی بندوق محمل کے قدموں میں پھینکی۔جو چیخ کر خود میں سمٹی۔

اسکے لرزتے وجود، جگہ جگہ سے ادھڑے لباس پر ایک نظر ڈالے اسال نے سرخ نظروں سمیت اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو گھورا اور اگلے ہی لمحے اسے بازو سے دبوچتے وہ بنار کے اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ گھسیٹتا اپنی گاڑی کی سمت بڑھا۔۔

محمل بنا کوئی مزاحمت کیے اس کے ساتھ مردہ قدموں سے چلتی جا رہی تھی۔

جس نے غضب ناک نگاہوں سے اس مردہ لاش کو دیکھا اور گاڑی حویلی کی طرف موڑی۔۔

★★★★★★★★★★★★

اپنی سیاہ شال محمل قریشی کے اوپر ڈالے وہ اسے پچھلے دروازے سے گھسیٹتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔۔

بدر عالم نے اسکے میسج پر رستہ صاف کروادیا تھا۔۔اسی وجہ سے وہ بآسانی اپنے کمرے تک پہنچ پایا۔۔

دروازہ زوردار طریقے سے بند کرتے وہ واشروم میں گھسا!!اپنی شال محمل کے وجود سے کھینچ کر اتارتے اسنے ایک نگاہ ان زخمی آنکھوں میں دیکھا۔۔

ہمت بھی کیسے کی تم نے محمل اسال آغا!!اس حویلی سے باہر قدم رکھنے" کی۔۔دل تو چاہ رہا ہے کہ تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں میں!!ایسی سزا دوں کہ آئندہ تم سانس لینے سے پہلے بھی اپنا خشر یاد کر کے سو بار خوف سے مرو "!!!!۔۔

دانت پر دانت جمائے وہ غصے سے کھولتا قہر برساتی نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔جو کندھوں سے گرتی سکرٹ کو بمشکل سے جکڑے ہوئے تھی۔۔

آنسوں اسکے چہرے کو بھگو رہے تھے۔مگر وہ خاموش لب سیے کھڑی رہی۔

اسال غم وغصے سے آگے بڑھا۔۔بس نہیں چل رہا تھا وہ اس لڑکی کے وجود کو

آگ لگا دیتا۔۔وہ اسال آغا شاہ تھا تبھی اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھنے کے باوجود بھی اب تک ضبط کر رہا تھا خود پر۔۔"

مم مجھے معاف کر دیں!! مجھے بچا لو پلیز!!"اسکے بڑھتے قدموں پر محمل" قریشی کسی کانچ کی گڑیا کی طرح ایکدم سے اسکے سینے میں آسمائی تھی۔۔

اسال آغا لب بھینچے کسی پتھر کی مورت کی طرح اپنی جگہ پر جم سا گیا۔۔

وہ محسوس کر پا رہا تھا اس لڑکی کا خوف۔۔ڈر۔۔ا ششششش ری لیکس "

میرے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تمہیں!! یہ وعدہ ہے سردار اسال آغا شاہ کا تم سے!!"

وہ چالیس گاؤں کا سردار ایک ادھڑی ہوئی سی لڑکی کو اپنے ساتھ کا یقین دلا رہا تھا یہ جانے بنا کہ زندگی کا اصل امتحان تو اب شروع ہوا تھا قدرت اسکے یقین پر گہرہ مسکرائی تھی۔

جو سینے سے لگی اس نازک سی جان کو خود میں بھینچ گیا!! شاور آن کرتے اسنے نرمی سے محمل قریشی کے بالوں کو اور پھر اسکے چہرے کو صاف کیا۔۔

"!!"پورے حق سے پورے مان اور عزت سے

شبنم کی اوس کی مانند اس حسین چہرے پر ٹھہرے پانی کے قطرے دلفریب سا منظر باندھ رہے تھے۔وہ آنکھیں بند کیے اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

اسال آغا شاہ کے مضبوط بازوں کا حصار اس نازک سی جان کو اپنے ساتھ باندھے ہوئے تھا۔

ہونٹوں کے نزدیک ہلکا سا زخم دیکھ اسال نے لب بھینچ ڈالے۔۔شاور آف کرتے اسنے باتھ روب اسے تھمائی۔۔

اور خود واشروم سے باہر نکلا۔۔وارڈوب ماہ رخ آفندی کے کپڑوں سے بھری پڑی تھی۔۔وہ ماتھا مسل کر رہ گیا۔۔

تبھی نظر صوفے پر پڑے دو تین عروسی جوڑوں پر گئی۔شاید یہ اسکی ماں محمل کیلئے لائی تھیں۔۔

سفید رنگ کا خوبصورت جوڑہ اٹھائے وہ ناک کرتے واشروم میں گیا۔۔

محمل بس خاموش سر جھکائے کھڑی تھی۔۔

اسال آگے بڑھا۔۔اسکا سرد پڑتا ہاتھ پورے استحقاق سے اپنے ہاتھ میں لیتے

وہ اسے ڈریسنگ روم تک لایا۔۔۔

چینج کرو تم!!"ڈریس اسے تھمائے وہ خود باہر نکلا۔۔"

قریباً پانچ منٹ کے بعد وہ ناک کرتے ڈریسنگ روم میں آیا۔۔سفید شلوار قمیض پہنے بھیگے بال جو ماتھے سے چپک رہے تھے۔۔!!پر کشش آنکھیں، دلفریب نقوش، وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

اسال نے ایک بھرپور نگاہ سفید شرٹ اور غرارے میں ملبوس اس مہ جبین پر ڈالی۔۔

جس کا چاند سا چہرہ اس رنگ میں آگ کی مانند دمک رہا تھا۔۔

شانوں پر دوپٹہ درست کرتے اسال نے نرمی سے اسے تھاما اور خود سے لگاتے اسے باہر لایا۔۔

چیئر پر بٹھائے اسنے زیورات اٹھائے اب باری باری اسکے دونوں بازوؤں میں سونے کی چوڑیاں احتیاط سے ڈالی۔۔

پھر گلے میں خوبصورت سفید موتیوں جھڑا ایک ہار، کانوں میں چھوٹے" چھوٹے سونے کے جھمکے!! بالوں کو برش کرتے اسے احساس ہوا کہ اسکے بال ماہ رخ آفندی سے زیادہ گھنے اور لمبے تھے۔

سر جھٹکتے اسنے بالوں کا ہلکا سا جوڑا بناڈالا جیسا وہ ماہ رخ کا بناتا تھا۔

پھر خوبصورت سا مانگ ٹیکا اُٹھائے اسکی سفید پیشانی کی شان بڑھائی۔

بنا کسی مصنوعی ہار سنگھار کے بھی وہ بس اتنی سی تیاری میں نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

جوتے اسکے سامنے رکھتے اسال نے اب خود برش اٹھایا اور نرمی سے اپنے بال سیٹ کیے!!

محمل قریشی بس اسے سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

اسال آغا شاہ کا اتنا پیارا اتنی خاموشی اسکے وجود کو خوف میں مبتلا کر رہی تھی ۔۔سیاہ گھڑی اپنی چوڑی کلائی پر باندھتے اسال نے پرفیوم اٹھائے دونوں پر چھڑکی۔

اور پھر گہری سانس بھرتے اپنا ہاتھ اسکے سامنے بڑھایا۔

جیسے یقین ہو وہ جھٹکے گی نہیں!! محمل نے خوف سے دھڑکتے دل سمیت اپنا نازک ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دیا۔۔

اسنے پورے حق سے اس ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔۔

کوئی کچھ بھی کہے تم کوئی جواب نہیں دو گی۔۔صرف ہلکا سا مسکرانا ہے"

"!!اوکے

اسے تائید کرتے وہ اپنے ساتھ لیے اپنے کمرے سے نکلا۔۔

★★★★★★★★★★★★

لو لگتا ہے نفیسہ بہن کوئی چودھویں کا چاند لے آئی ہیں۔۔دو گھنٹوں سے"

"!! لٹکایا ہوا ہے خدا جانے کب آئے گی ان کی بہو

خاندان بھر کی عورتوں کو تو جیسے موقع مل گیا تھا۔۔ہر کوئی کھلے عام اب طانے تشنے اور باتیں کر رہا تھا۔

اسال آغا شاہ "جیسے خوبرو شخص کے ساتھ کی تمنا کس کے دل میں نہیں" تھی۔پہلی بار تو وہ خود خاندان بھر سے بغاوت مول لے کر ایک غیر لڑکی کو بیاہ لایا تھا۔

اور اب!!اب جب دوسری بار کئیوں کے دلوں میں امید کے جگنوں جلے تھے۔تو وہ پھر سے ایک غریب کسان کی لڑکی کو بیاہ لایا تھا۔

جلن،حسد اور اکتاہٹ اب نظروں کے ساتھ ساتھ لہجوں سے بھی عیاں ہوتی جا رہی تھی۔

نفیسہ بیگم نے دور سے آتے آغا جان پر ایک نگاہ ڈالتے اپنی غیر ہوتی حالت سے خود پر کلمہ پڑھ ڈالا۔۔

وہ اسال آغا شاہ کو مطمئن کر سکتی تھی مگر سامنے سے آتے اپنے سسر کو مطمئن کرنا گویا پوری دنیا کو ایک کرنے کے برابر تھا۔۔

نفیسہ شاہ!!کیا ہم جان سکتے ہیں کہ آپ کے لاڈلے سپوت اور ایک عدد " نئی نویلی دولہن آخر کار کون سا مار کا سر کر رہے ہیں!!معززین سو مرتبہ پوچھ چکے ہیں!!اور اسال آغا شاہ جب تک ہمیں بے عزت ناں کروائیں انہیں "!!چین کہاں آتا ہے

ان کی قہر برساتی نگاہیں نفیسہ شاہ پر ٹکی تھی۔۔جو خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

سر جھکائے وہ اپنے لبوں کو بھینچے ہوئے تھیں۔اگر غلطی سے جھوٹ بول دیتی تو انکی چمڑی اتروانے میں وہ دریغ ناں کرتے اور اگر سچ بول دیتی تو حویلی پر ایک قہر نازل ہو جاتا۔۔

ہم یہاں ہیں آغا جان!!"بھاری پر کشش مردانہ آواز پر آغا جان نے تنے" چہرے سمیت اب رخ موڑ کر پیچھے دیکھا۔

جہاں سفید جوڑے میں ملبوس "اسال آغا شاہ" اپنے بھاری ہاتھ میں "محمل قریشی" کا نازک ہاتھ تھامے انکے عین سامنے کھڑا تھا۔

ایک اچٹتی نگاہ اس سفید جوڑے میں ملبوس دولہا دولہن پر ڈالے انہوں نے غیر محسوس انداز میں ملازمہ کو اشارہ کیا۔۔

جو بوتل کے جن کی طرح وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

اگلے کچھ ثانیوں میں وہ زری کے بھاری بھر کم کام والی ایک نیلی خوبصورت چادر تھامے وہاں دوڑی چلی آئی۔۔۔

وہ چادر سلیقے سے اسال آغا شاہ کے پہلوں میں خوشبو کا گہوارہ بنے کھڑی محمل قریشی پر ڈالے وہ پھر سے ایک کونے میں کھڑی ہوئی۔۔

جبکہ آغا جان نے پوتے کو سنجیدگی سے سرد نگاہوں سے دیکھا اور پھر واپس مڑتے زنان خانے کی سمت بڑھے۔۔

نفیسہ شاہ پر تو گویا حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ آیا تھا۔ وہ یک ٹک اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔

"گہری سانس فضا کے سپرد کرتے انہوں نے اکھڑے" "لے آؤ اسے!؟" ہوئے لہجے میں ملازمہ سے کہا۔۔۔ "سید زادہ خاندان کی بہو ہوتے ہوئے

بھی وہ لڑکی رات کے اس پہر ولیمے کی دولہن ہونے کے باوجود بھی سجی سنوری ان کے بیٹے کی عزت پھلانگ کر گئی تھی وہ کہاں اسے پھول چڑھاتی

۔

رہنے دو!!" پاس آتی ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے اسال آغا شاہ" نے لب بھینچ کر محمل کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اب خود بیٹھک کی سمت بڑھا۔۔

ارے میری خدیجہ جیسی تو ایک بھی نہیں!! جانے کیا دیکھا اس غریب" "!!لڑکی میں جو

دروازے سے اندر داخل ہوتے اس وجیہہ مرد نے سرد نظروں سے اپنی پھپھو کو دیکھا۔

جن کے لفظ حلق میں ہی اٹک گئے۔وہ حائف سی ہوتے پہلوئں بدل گئی۔۔ جبکہ خاندان بھر کی عورتیں اب ہمک ہمک کر سید زادہ خاندان کی سربراہی نشست کے ساتھ موجود نشست پر بیٹھتی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔

جس کا چہرہ رسم کے مطابق ڈھکا گیا تھا۔۔

اسال آغا شاہ" پھیل کر اس نشست پر بیٹھا۔ایک لمحہ لگا تھا بے سکون چہرے پر سکون لانے میں!!ویسے بھی وہ بد گمان کرنے میں ماہر تھا۔۔

دیری کے لئے معذرت خواہ ہیں ہم!!مگر کیا کریں نئ نئ شادی ہوئی ہے "
"!!اب بیوی جب چاند سی ہو گی تو کون کمبخت کمرے سے باہر نکلے گا

اسکا سلگتا ہوا میٹھا بے باک سا لہجہ ہر کسی کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔نفیسہ شاہ نے تاسف بھری نگاہوں سے اپنے جوان بیٹے کو دیکھا۔

اور پھر گہری سانس بھرتے وہ اپنی نشست پر بیٹھی۔۔

میں چاہتا ہوں پھپھو سب سے پہلے رسم کریں!!بالآخر وہ میرے والد کی"
سگی بہن ہیں!!"مردان خانے میں اسکے آنے کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔

کھانا کھول دیا گیا تھا۔لوگ اب ہلکے پھلکے انداز میں کھانا نوش کر رہے تھے۔

جس کے بعد یقیناً اسال آغا شاہ کی آمد یقینی تھی۔

عافیہ شاہ بھتیجے کو گھورتے ہوئے ایکدم سے اٹھی۔۔انتہائی کروفر سے " ناک بھینویں چڑھائے انہوں نے وہ گھونگھٹ پلٹا تھا۔

مگر ان کے چہرے پر چھایا تمسخر ایک دم سے غائب ہوا۔وہ ہک دق سی نظریں جھکائے بیٹھی محمل قریشی کو دیکھ سن سی پڑ گئی۔

دودھ جیسی گوری رنگت، جھکی آنکھیں، ستواں ناک، درمیانے سائز کے کپکپاتے گلابی لب، سونے اور زیوارت سے لدھی پندھی وہ غریب کسان کی بیٹی تو ہر گز نہیں لگ رہی تھی۔ماہ رخ آفندی تو شکل وصورت میں اتنی خاص ناں تھی اور انہیں یہی زعم لاحق تھا کہ اس بار بھی اسال آغا شاہ "ماہ رخ آفندی" جیسی ہی کوئی ڈھونڈ لایا تھا۔

مگر وہ کہاں جانتی تھی۔یہ چاندان کا بھتیجا نہیں ان کا باپ سردار اعروس شاہ ڈھونڈ کر لائے تھے۔اور اگر وہ لائے تھے تو یقیناً پورے وثوق سے لائے تھے۔

عافیہ بیگم پھٹی پھٹی نظروں سے اس حور کو دیکھ کر دم سادھ گئی۔۔ حسن تو کافی دیکھا تھا انہوں نے مگر اپنی اتنی عمر میں ایسا لاجواب حسن وہ پہلی بار دیکھ کر دل تھام سی گئی۔۔

اللہ خوش رکھے!!"لڑکھڑائی زبان سمیت یہ تین حرف کہتے انہوں نے" سونے کی چار چوڑیاں اپنی کلائی سے اتارتے ان مخملی سفید بازوؤں میں "!!پہنائی

گھونگھٹ اوڑھاتے وہ لب بھینچ کر اپنی جگہ تک گئی۔۔

ان کا دھواں اڑاتا چہرہ دیکھ نفیسہ بیگم زیر لب مسکرائی۔۔"ایک محمل قریشی کا غیر معمولی حسن ہی تو ان کی گردن کو فخر سے اکڑائے ہوئے تھا۔

ارے اٹھ بھی جاؤ اب تم سب بھی!! لگتا ہے دور سے ہی میری بہو کے" حسن نے تم سب کی آنکھیں چندھیا دی جواب نظر آنا بند ہو گیا ہے سب کو "!!۔۔

نفیسہ شاہ جو دو گھنٹوں سے صبر کر رہی تھی اب بدلے میں سب پر ایک گہرا طنز کیا تھا۔۔ جس پر خاندان بھر کی عورتیں گڑ بڑا سی گئی۔۔

"اماں سائیں ! ! میں مردان خانے میں جا رہا ہوں تو آپ محمل کا خیال رکھیے گا۔۔اور ہو سکے تو یہ سب جلد سے جلد ختم کر کے اسے کمرے تک پہنچا دیں ! ! !"۔کافی تھک چکی ہے یہ

گھڑی پر وقت دیکھتے وہ ان کے قریب آتے سنجیدگی سے بولا۔۔ جنہوں نے بھینویں چڑھائے بیٹے کو دیکھا۔

"آغا ! !"

ان کی کرہت آواز پر اسال آغا شاہ کے قدم تھمے ! !

"ایسی ! ! اب جلد از جلد اپنا مطلب پورا کرو ! ! آرام بہت کر لیا اس نے ! ! بھگوڑی عورت مجھے اپنی حویلی میں ہر گز نہیں چاہیئے ! ! جو جانے کون سے پل میرے بیٹے کی عزت کو تار تار کر دے ! !"

پہلوئں بدلتے وہ سفاکی سے گویا ہوئی تو ان کے لہجے کی کاٹ پر وہ لب بھینچ کر بے بسی سے انہیں دیکھتا وہاں سے باہر نکل گیا۔۔

جبکہ نفیسہ شاہ اب دوپٹہ اچھے سے سنبھالتے اب محمل کے سر پر کھڑی ہوئی !!

★★★★★★★★★★★★

بھو کیا واقعی میں زارون لوٹ آیا ہے!!"کمرے میں داخل ہوتی نرگس"

خان کو دیکھ وہ سنجیدگی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے پوچھنے لگے۔

اسکی آمد کی اڑتی اڑتی خبر داجان کے کانوں تک بھی جا پہنچی تھی اور آج وہ پہلی بار نرگس خان کو اپنے کمرے میں بلا چکے تھے۔

جو پہلے تو حیران ہوئی مگر پھر خود کو سنبھالتے ہوئے وہ ان کے کمرے میں گئی

۔

"!!جی داجان!!کل رات کو ہی وہ آئے تھے!!گل کو لینے"

سر جھکائے انہوں نے مؤدبانہ سے لب ولہجے میں کہا تو داجان نے سمجھنے والے انداز میں سر کو ہاں میں ہلایا۔۔

" !! ہمممم !! وہ اٹھے تو اسے میرے پاس بھیجئے گا"

نرگھس خان کو سوچوں میں گھرا دیکھ وہ مختصر سا بولے۔جو وہی کھڑی تھی۔

کیا ہوا کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ ؟؟"انہیں متفکر دیکھ داجان نے گلا" !! کھنکھارتے ہوئے پوچھا

" داجان میں اچھے سے جانتی ہوں !! زارون سکندر شہر میں کسی لڑکی کو پسند کرتے ہیں مگر یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ نے ان کی شادی گل سے !"

ان کے روعب سے گھبراتے وہ بات اُدھوری چھوڑ گئی۔۔

داجان نے گہری سانس بھری۔وہ جانتے تھے نرگھس خان بہت پہلے سے یہ" بات جانتی تھی۔

میرے خیال سے جو کچھ بھی ہوا اسکے بعد انہیں ہی گل مینے خان کا ہاتھ "
تھامنا تھا!!اگر وہ واقعی میں اس شہر کی لڑکی کو دل سے پسند کرتے تو کبھی
بھی گل مینے خان سے نکاح ناں کرتے!!یہ محظ وقتی کشش ہے!!حرام شے
چاہے عورت ہی کیوں ناں ہو مرد کے ذہن پر بری طرح سے چھا جانے کی
صلاحیت رکھتی ہے۔
اور حرام کا توڑ خدا نے حلال میں رکھا ہے!!زارون سکندر نے اپنی پسند ظاہر
کی۔۔ہم خاموش ہو گئے۔صرف خدا سے اپنے بچّوں کے بہتر کی دعا مانگی۔
"!!اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے
وہ ٹھہرے ہوئے سے لہجے میں بولتے ان کے دل کی کثافت کو اپنے لفظوں
سے دھوتے جا رہے تھے۔
مگر داجان گل بہت بھلکڑ ہے اور زارون خان بہت سنجیدہ نفاست پسند!!"
"!!بھلا کیسے

یہ بات غلط ہے بہوؤں!! تم گل مینے کو بیٹی کی صورت دیکھ رہی ہو!! شاید"
خدانے اسے دنیا کے فریب و مکار سے اسی لئے پاک رکھا کہ وہ ایک اکھڑ
بد دماغ مرد کے دل پر تسلط جما سکے!!
تم فکر مت کرو۔۔ جس خدانے ان کی جوڑ باندھی ہے وہی اسے مضبوطی"
بھی دے گا!!"
دوٹوک حتمی انداز میں کہتے وہ آنکھیں میچ گئے۔
گویا اب بات کا اختتام ہو چکا تھا۔اور نرگس خان جو بوجھل دل سے آئی تھی
وہ اب مسرت سے پر سکون ہوتی باہر نکلی۔
بلاشبہ خدا کے فیصلوں میں بہتری ہوتی ہے اگر خدانے ان کی بیٹی کیلئے زارون
سکندر کو چنا تھا تو وہ کیوں ناشکری کرتی۔۔

★★★★★★★★★★★★

رحیم!!"ضرار پاشا کی گرج دار آواز پر ڈیرے پر کام کرتے کئی ملازمین"
نے رخ موڑے اس طوفان کو دیکھا۔

جس کی اچانک آمد پر سبھی دم سادھ گئے!! رحیم خان بھاگتا ہوا چھت سے نیچے اترا خواس باختگی میں اسکے پاس پہنچا۔۔

"!! جی چھوٹے خان"

رحیم کا سانس مانو حلق میں اٹکا تھا اتنے عرصے کے بعد ضرار پاشا کی آمد وہ بھی !! اس قدر غضب ناک تاثرات کے ساتھ

اسال آغا شاہ کو جانتے ہو؟"" لفظوں میں آگ کی لپٹیں لئے وہ دھاڑ کر بولا" تھا۔

!! رحیم نے حیرت اور گھبراہٹ سے اپنے چھوٹے خان کو دیکھا

جج جی چھوٹے خان!! دیکھا نہیں مگر سن رکھا ہے ان کے بارے میں!!"" موبادنہ انداز میں دونوں ہاتھ باندھے وہ سر جھکائے تعزیماً بولا۔

کہاں کا ہے؟"" سفید چہرے پر سرخی پھیلنے لگی۔۔ دونوں ہاتھوں کی" مٹھیاں بھینچے وہ اپنے اندر اٹھ رہے اشتعال کو بمشکل سے دبائے ہُوئے تھا

۔۔

"وووہ چچ چھوٹے سرکار!! خفیظ صاحب کے گاؤں کا سردار ہے اور اس علاقے میں آنے والے چالیس گاؤں کا وہ اکلوتا سردار ہے!! جس کا فیصلہ ہر پنچایت میں حتمی مانا جاتا ہے!!"

رحیم کے بتانے پر ضرار پاشا کو اپنے کانوں اور چہرے سے آگ کی لپٹیں نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

وہ چاہتا تو سیدھا اس بغیرت شخص کی حویلی جا سکتا تھا۔ جس نے اپنی نامراد سی خواہش کے تحت اسکی پاک محبت کو روندھ ڈالا تھا۔ مگر وہ وہاں جا کر محمل کے لئے مشکلات نہیں بڑھا سکتا تھا۔

"!! کیونکہ وہ جیسے بھی تھی اس شخص کی بیوی تھی

اور کیا کچھ جانتے ہو اسکے بارے میں!!" وہی سرد برف کی مانند ٹھنڈا لہجہ "تھا۔

چچ چھوٹے خان!! میں تو نہیں البتہ ایک ملازم ہے وہ اسی گاؤں کا رہنے والا ہے!!"

رحیم کے بتانے پر ضرار نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اس ملازم کو بلانے کا کہا۔

اور خود وہی کھڑا وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"!! چچ چھوٹے خان!! دو بب بہنیں ہیں سرکار کی!! ایک بھائی!! اور اور سب کو چھوڑو یہ بتاؤ کہاں ملیں گی اسکی بہنیں!!" شرارے بھری نظروں سے کسی غیر مری نقطے کو گھورتے وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔۔

ملازم نے گھبرا کر چھوٹے خان کو دیکھا۔ اگر شاہ حویلی والے یا اسال آغا شاہ یہ بات جان لیتا کہ ان کے گاؤں کا ایک کمی کمین ان کی حویلی اور بہنوں کو اطلاع سر عام دیتا پھر رہا ہے۔ تو وہ یقیناً اسکی گردن دھڑ سے الگ ہوتی۔۔

ایک تو یہاں ہمارے ساتھ والے گاؤں میں ہیں اور کل ہی واپس حویلی جانے والی ہیں اور دوسری!!"

رہنے دو!! جاؤ تم یہاں سے!!" ضرار پاشا کے اشارے پر رحیم نے اس ملازم کو وہاں سے بھیج دیا اور خود اس کے پیچھے پیچھے لان میں آیا۔۔

جو پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

گاڑی نکالو میری رحیم!! شکار پر جانا ہے!!" بے تاثر لہجے میں کہتے اسنے "
فرنٹ جیب سے چشمہ نکالتے اپنی سرخ آنکھوں پر چڑھایا۔ جبکہ اسکا حکم ملتے
ہی رحیم بھاگا بھاگا گیراج کی طرف گیا۔

★★★★★★★★★★★★★

"!!بی بی سائیں!! چھوٹی بی بی کی حویلی سے کوئی انہیں لینے آیا ہے"
کچن میں کام کرتی نعمت کے ہاتھ لرزے تھے گویا قسمت اسے پھر سے اسی
دہلیز پر لے جانے والی تھی!!"ہمم!! نعمت جاؤ اپنا سامان اٹھاؤ اور جانے کی
"!!کرو

کروفت سے کہتی فرخندہ شاہ نے اسکے ہاتھ سے چھری تھام لی۔

جس نے بھیگی آنکھیں جھپکتے سر کو ہاں میں ہلا ڈالا اور پھر مردہ قدموں
سمیت اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

پانچ منٹوں کے بعد وہ باہر نکلی۔نورا اسکی آغوش میں چھپی پڑی تھی۔ایک چھوٹاسا کپڑوں کا بیگ جس میں نور کا فیڈر،ایک کمبل اور دو سے تین سوٹ تھے اور ساحر ہارون شاہ کی ایک عدد تصویر جس کے سہارے وہ اپنی بقیہ زندگی کاٹنے والی تھی۔

"فرخندہ شاہ کی پکار کر اسکی قدم ایک امید سے تھمے۔۔شاید وہ اپنے سنو!!
"بیٹے کے خون اپنی پوتی کیلئے ہی اسے روک لیں!!
زندگی بھر اپنی منحوس شکل مت دکھانا اب!!میرے لئے تم دونوں ماں" بیٹی اسی دن مر گئی تھی۔جس دن میرے بچے کا جنازہ اس حویلی سے سفید کفن میں لپٹا ہوا آیا تھا۔۔!!

لہو ہو رہی آنکھوں سے اس معصوم صورت کو دیکھتے وہ سنجیدگی سے کہتی اپنی آنکھوں کے گوشے صاف کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

جبکہ نعمت دلاور شاہ ایک بار پھر تہی دامن رہ جانے والی تھی۔یا پھر کچھ اور لکھا تھا اسکے رب نے اسکی قسمت میں!!

سفید دوپٹے کے حالے میں دمکتی وہ معصوم صورت، سہمی ہوئی سی نگاہیں اب حویلی کے بند گیٹ پر ٹکی تھی۔کیسے بے دردی سے اسے باہر نکال کر گیٹ بند کر دیا گیا تھا۔

وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ کیا سچ میں اسے کوئی لینے آیا ہے یا پھر ایسے ہی نکال پھینکا تھا اسے!!"

نعمت شاہ!!"پشت پر اپنے نام کی پکار کچھ انجانی سی گھمبیر آواز پر نعمت نے چونک کر مڑتے پیچھے دیکھا۔

جہاں تاریک رات میں سیاہ ہڈ سے اپنے چہرے کو ڈھکے دونوں ہاتھ لاپرواہی سے جینز میں ڈالے وہ آنکھوں پر چشمہ لگائے اسکے سامنے تھا۔

!!آپ کون!!"کپکپاتی ہوئی آواز گھبرایا ہوا سا باریک لہجہ"

ضرار پاشا کی آنکھوں میں عجیب شیطانیت سی طاری ہوئی۔اسنے غیر محسوس انداز میں اس لڑکی کو سر تا پیر دیکھا۔

اپنی زندگی میں وہ محمل قریشی کے بعد پہلی بار کسی کو یوں دیکھ رہا تھا وہ بھی

"!! پورے استحقاق سے

وہ خوبصورت تھی، معصوم بھی، مگر محمل قریشی جیسا حسن نہیں تھا اس

"!! میں !! ہاں پر کشش تھی وہ۔۔ مگر کیوں

ذہن الگ ہی طانے بانے بن رہا تھا۔۔

اسنے آگے بڑھتے اس کمبل میں لپٹی بچی کو اس سے چھینا۔۔ اس وقت ضرار

پاشا کو خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ بچی کس کی ہے اور کیوں ہے اس لڑکی کے

!! پاس

گاڑی میں بیٹھو !! "عجیب کنفیوژ سی نظروں سے وہ خود کو گھورتی نور کو"

دیکھتے نعمت سے بولا۔

جو خوف سے سفید پڑتی جا رہی تھی۔

"!! نن نہیں ہہ ہم آپ کو نہیں جانتے !! بب بچی"

بیٹھو گی کہ بیہوش کروں!!"اسکی بات کاٹتے وہ دانت پیستے دبے دبے لہجے میں بولا تو نعمت نے بھیگی آنکھوں سمیت اسکی گود میں موجود اپنی معصوم گڑیا کو دیکھا۔

ٹپ ٹپ کر کے گالوں پر بہتے آنسوں کو ہتھیلی سے رگڑتے وہ پچھلی سیٹ پر جا بیٹھی۔۔ض

اسٹرینج!!"ضرار پاشا اپنی گود میں موجود نور کی بڑی بڑی سیاہ نظروں سے" حائف ہوتے بولا۔وہ پہلی بار کسی بچی کو دیکھ رہا تھا جو مسکرانے کے بجائے اسے گھور رہی تھی۔

فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے اسنے رحیم کو گاڑی چلانے کا حکم دیا۔۔اور خود نور کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہم پوچھ سکتے ہیں اسال آغا شاہ!!اپنے ہی ولیمے پر آپ کہاں غائب رہے!!"
کتنی بار معززین سے ہمیں جھوٹ بولنا پڑا۔۔کیا خاندان بھر کی عزت!!
"!!اپنے مرتبے کسی بھی چیز کا کوئی خیال نہیں رہا آپ کو
ولیمے کی رسم ختم ہوتے ہی اسکی پیشی ڈال دی گئی تھی۔۔

بڑے کمرے میں اسال آغا شاہ کے علاوہ بدر عالم اور آباد شاہ بھی موجود تھے
۔بدر عالم تو آج منگنی کی رسم کے بعد بلکل خاموش سا ہو گیا تھا۔
قسمت کی ستم ظریفی نے اسے بلکل توڑ کر رکھ دیا تھا۔
گستاخی معاف!!آغا جان!!کیا میں آپ کو بتانے کا پابند ہوں کہ میں کہاں"
تھا!!"آنکھیں ترچھی کیے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا گویا آغا جان کی
پھڑکتی رگ پر پاؤں رکھ گیا۔
جنہوں نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

پابند تو تم کیا اس حویلی کا ہر فرد ہے اسال آغا شاہ!! ایک بات جان لو!! اگر"
اس کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں مجھے بغاوت دکھی تو اسکے
"!! اتنے ٹکڑے کروں گا کہ تم گن بھی نہیں سکو گے

آغا جان ان پر کشش آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھے سپاٹ لہجے میں
!! گویا ہوئے تو اسال آغا شاہ نے لب بھینچ ڈالے

ابھی تو میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے آغا جان!! ہاں مگر ضرورت پڑنے پر"
میں ایسا کر بھی گزروں گا۔۔ آفٹر آل وہ میری بیوی ہے!! محمل اسال آغا
"!! شاہ

اسال آغا شاہ کی نظروں کے سامنے وہ رویا رویا ڈرا سہما سا چہرہ لہرایا تھا۔۔ جو
وعدہ وہ خود سے اور اس لڑکی سے کر چکا تھا اسے وہ مرتے دم تک نبھانے کا
پابند تھا۔

گویا تم بغاوت کرو گے؟؟" آغا جان کی آنکھوں میں خون دوڑ پڑا!! جبکہ"
باقی سب تو خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔ ایسا ہی تو ہوتا آرہا تھا۔ اسال آغا

شاہ اور اعروس از میر شاہ کی سرد جنگ کافی برسوں سے جاری تھی اور یہ !! جنگ جانے کب ختم ہوتی اور کس اختتام پر کوئی نہیں جانتا تھا یہ سب بغاوت نہیں آغا جان !! جنگ کروں گا !! "صوفے کی پشت سے ٹیک" لگائے وہ پھیل کر بیٹھا۔اطمینان میں ذرا برابر کمی نہیں آئی تھی۔

ہمممم !! فل حال کیلئے تو تم کمرے میں جاؤ !! اور جو حکم میں نے دیا ہے اسکی تعمیل کرو !! وگرنہ تم اچھے سے واقف ہو کہ اعروس از میر شاہ اپنے حکم کے !! تلافی کرنے والوں کو کیسے نامراد لوٹاتا ہے"

آغا جان نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے برفیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بدر عالم کو دیکھا۔

جاؤ بھائی کو چھوڑ کر آؤ اس کے کمرے میں !! دروازہ باہر سے بند کر دینا !!"

اب یہ دروازہ صبح میں خود کھولوں گا !!"

خون بھری نگاہوں سے اسال آغا شاہ کے بے یقین چہرے کو دیکھتے وہ دو ٹوک انداز میں بولے۔۔

مگر آغا جان!!"آباد شاہ تڑپ کر بول اٹھے!!کیا یہ سب کچھ ایک شاہ" خاندان کو زیب دیتا تھا کہ وہ شادی شدہ بیٹے کے کمرے کی تانک جھانک بھی کرتے۔۔

تم خاموش رہو آباد شاہ!!اگر تم نے ٹھیک سے تربیت کی ہوتی تو آج اس " لڑکے کی جرات ناں ہوتی جو مجھ سے یوں زبان درازی کرتا!!"وہ گرج کر بولے تھے۔آباد شاہ خاموشی سے سر جھکا گئے۔

دل چاہا کہہ ڈالیں کہ یہ تربیت نہیں خون کا اثر ہے۔پوتا دادا پر ہی گیا ہے مگر !!ان کے لفظ اگر زبان سے نکل آتے تو گویا قہر مچا دیتے

ایسا کریں آغا جان میں ایک سی سی ٹی وی کیمرہ لگا دیتا ہوں آپ کو!!یوں " "!!بار بار میرے کمرے تک آنے کی زحمت تو ختم ہو گی آپ کی

بدر عالم کو اٹھ کر اپنی طرف آتا دیکھ وہ اشتعال سے مٹھیاں بھینچ کر دانت پیستے ہوئے دھیمے لہجے میں بڑبڑایا۔

چلیں آغا!!"بدر عالم نے مسکراتے ہوئے اسے پکارا!!جبکہ اسال آغا"
خونخوار نگاہوں سمیت اسے سرخ چہرے سے گھورتا ہوا اٹھا۔۔
آغا!!یار غصہ تو نہیں ہوں!!"وہ اسکے پیچھے پیچھے قریباً بھاگ ہی رہا تھا۔۔"
جو دھواں اڑاتے چہرے سے کمرے سے نکلتا اب سیڑھیاں عبور کرتا جا رہا تھا
۔۔

عالم خاموش رہو۔۔۔تم آغا جان کے چمچے ہو ایک نمبر کے!!دیکھا کیا ہو "
"!!رہا ہے اس حویلی میں!!ایک سردار کے ساتھ
وہ مڑ کر اسے گھورتے غم و غصّے سے پھٹ پڑا۔۔جبکہ بدر عالم تو لب دبائے
بمشکل سے امڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبا رہا تھا۔
" !!ویسے کیسی فیلنگز ہیں آپ کی آغا"
اسکے شریر لہجے پر آغا نے اسے گھورا!!جس نے فوراً سے گڑبڑا کر بات
سنبھالی۔

نہیں میرا مطلب ہے کہ صبح ہی صبح آغا جان کا آپ کے کمرے میں آنے کا"
اعلان!!رات کے اس پہر آپ کے کمرے کا دروازہ باہر سے لاکڈ ہونا!!
ویسے خاندان بھر کی عورتیں بھابھی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی۔کیا
"!!آپ کے دل میں

شٹ اپ عالم!!"اسال غصے سے اس پر برسا تو وہ لب دبائے چند قدم دور ہوا۔۔دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا!!جب بدر عالم نے اسکے تھمب اپ کا اشارہ کرتے بیسٹ آف لک بولا۔۔

جس پر اسال آغا شاہ کا چہرہ مزید سرخ پڑا اگلے ہی لمحے وہ دروازے دھاڑ سے بند کر گیا تھا۔۔

بدر عالم نے مسکراتے ہوئے سردار اسال آغا شاہ کے دروازے کو باہر سے لاکڈ کیا۔۔

لبوں پر ایک دھیمی مسکان سجائے اسنے پاس سے گزرتے روپ دلاور شاہ کے بند کمرے کو ایک نظر دیکھا۔۔

صبح وہ واپس شہر جا رہا تھا۔ایک بار پھر سے ان یادوں سے دور!!اس حویلی سے دور!!جہاں پر محظ روپ دلاور شاہ اسکی روح پر قابض رہا کرتی تھی۔۔

!!ہائے یہ محبت!!وہ بھی ادھوری

★★★★★★★★★★★★

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی، تو نعمت نے ہمک کر آگے کی طرف دیکھا۔جہاں اسکی بچی اب اس شخص کی گود میں رو رہی تھی۔وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔

"!!ددد یکھیں"

اترو!!"اب کی بار پھر سے اسکی بات کاٹی گئی تھی۔اور وہ معصوم بھاگ کر باہر نکلی۔کیونکہ ضرار پاشا خان بنا رکے اسکی معصوم بیٹی کو اٹھائے اپنے فارم ہاؤس کے دروازے سے اندر جا چکا تھا۔

نعمت دلاور شاہ نے سہمی ہوئی سی نظروں سے اس انجان جگہ کو دیکھا۔ایک دل چاہا کہ بھاگ جائے!!رات کے پچھلے پہر وہ ایک انجان شخص کے گھر پر اسکی دسترس میں تھی۔

اس سے آگے کی سوچ ہی اسکے چہرے پر خوف بڑھا رہا تھا۔

مگر ایک ماں کی ممتا!!ایک عورت کی عزت پر بھاری پڑ گئی تھی وہ جیسے ہی" نظروں سے اوجھل ہوا نعمت، نور کو سامنے ناں پاتے تڑپ کر بھاگتی ہوئی اندر بھاگی۔۔

اس طرف!!" وہ پاگلوں کی طرح ہال میں رکی ایک ایک کمرے کو دور" "!!سے دیکھ رہی تھی جب ضرار پاشا خان کی آواز ایک کمرے سے آئی نعمت بھاگ کر اس کمرے میں گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔سامنے ہی بیڈ پر نور کمبل میں لپٹی پڑی تھی۔۔اپنی بچی کو دیکھتے ہی جیسے اسکی جان میں جان آئی تھی۔سیاہ بھیگی آنکھوں کو رگڑتے وہ کمرے میں جاتے ہی بیڈ کی سمت بڑھی ۔نور کو اٹھائے اسنے جھٹ سے سینے میں بھینچ ڈالا جواب اونچی آواز میں رو رہی تھی۔۔

یہ بچی کس کی ہے۔۔۔؟"دائی ٹانگ اٹھائے اسکے قریب رکھتے وہ ایک ہاتھ سے مسلسل گن کو گھماتے سرد نظروں سے اس روتی ہوئی بچی کو دیکھ چڑ کر بولا۔۔۔

نعمت نے بھیگی خوفزدہ سی نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔۔

مم میری بیٹی ہے۔۔پپ پلیز مجھے جانے دیں۔۔۔ایک نگاہ اپنے قریب" موجود اسکے پاؤں پر ڈالے وہ سہم کر بولی"اسکی بات پر ضرار پاشا کے حسین چہرے پر ناگواریت عود آئی۔۔۔

گردن موڑ کر اسنے اندر آتے رحیم کو دیکھا جو تھوک نگلتا موت کے خوف سے سر مسلسل نفی میں جھٹک رہا تھا۔۔۔

ہممممم۔۔اسال آغا۔۔کیا لگتا ہے تمہارا۔۔۔؟"اس نام کو ادا کرتے وقت" ان حسین آنکھوں میں غضب ناک تاثرات سمٹ آئے تھے۔۔

رحیم نے اسکے اشارے پر آگے بڑھتے نور کو نعمت کی گود سے چھینا۔۔

نعمت نے تڑپ کر دوپٹے کے گرد ہاتھ مضبوطی سے لپیٹے اپنے اوپر قریباً جھکے اس غنڈے کو سہمی بھیگی نظروں سے دیکھا۔۔

بب بھائی ہیں ممیرے۔۔۔"آنسوں پونچھتے وہ ضبط سے بولی۔۔۔ نظریں" مسلسل اپنی روتی ہوئی بچی پر تھیں جو رحیم کی گود میں رو رہی تھی۔۔۔

ہمممم شوہر کہاں ہوتا ہے تمہارا۔۔؟"اب کی بار گہری بے باک نظروں" سے اسکے نازک وجود اور سمارٹ فگر کا معائنہ کرتے بندوق تھوڑی پر رکھتے پوچھا۔۔

نعمت دلاور شاہ کسی ہرنی کی طرح اسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ ایک بھیڑیا ہو۔۔جو کسی بھی وقت اسے نوچ کھائے۔۔۔

نن نہیں رہے۔۔!"یہ کرب بھرے الفاظ اسکی روح کو چھلنی کر گئے" تھے۔۔سال پہلے ہوا وہ حادثہ پوری آب وتاب سے اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا جب اسنے اپنے عزیز شوہر کو اپنی آنکھوں کے سامنے دم توڑتے دیکھا تھا۔۔۔

"اوہہہ۔۔۔چلواور بھی اچھاہے۔۔رحیم۔۔۔"

ضرار پاشاجواسے شادی شدہ سمجھ کر واپس بھجوانا چاہ رہا تھااب اسکی بات پر سکون کا سانس لیا۔۔

اسے بس شاہ خاندان کی لڑکی سے مطلب تھا پھر چاہے وہ کنواری ہوتی یا بیوہ

"۔

جی چھوٹے خان۔۔۔"رحیم نے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے چوکس ہو کر پوچھا

۔۔۔

مولوی اور گواہان کو بلاؤ اور ایک عدد لال دوپٹہ بھی۔۔۔ضرار پاشا ابھی اور"

"!!اسی وقت نعمت دلاور شاہ سے نکاح کرے گا

اسکی گرج دار آواز جیسے در و دیوار میں نصب ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔

نعمت دلاور شاہ نے بے یقینی خوف سے پھٹی پھٹی آنکھوں سمیت اس شخص کو دیکھا۔۔

جو اسکی پانچ ماہ کی بیٹی کو گود میں اٹھاتے اب اسکی سمت مڑا تھا۔۔

مجھے جانے دیں خدارا۔۔۔میں ایک بیوہ ہوں۔۔میں آپ سے نکاح نہیں کر سکتی۔۔اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے شخص کو میں اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے سکتی۔۔میری بیٹی مجھے واپس کر دیں۔۔پلیز۔۔!"

وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتے ہوئے ایک دم سے اٹھ کر آگے بڑھی تھی جس پر ضرار پاشا نے اسے خونخوار تیوروں سمیت گھورا۔۔

"سنو لڑکی۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کنواری ہو یا بیوہ۔۔!تمہارے بھائی نے خانوں کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے میری منگ سے نکاح کر اس نے اس دشمنی کا آغاز کیا ہے۔۔اور اب اسکی سزا تمہیں اس نکاح سے چکانی ہے۔۔تمہارے پاس دو ہی آپشن ہیں۔۔۔یا اپنی مرضی سے نکاح کی حامی بھر دو۔۔۔یا پھر ضرار پاشا کی مرضی سمجھ کر چپ چاپ اپنے آپ کو میری زوجیت میں دے دو۔۔۔"

وہ کہہ کر اسے پتھر کی مورت بنا چھوڑا ایکدم سے مڑا۔۔

اورہاں۔۔۔انکار کی صورت میں انجام تمہاری سینیوریٹا بھگتے گی۔۔۔"شرر بار نظریں اسکے وجود سے ہٹاتے اسنے کمبل میں لپٹی گلابی گڑیا کو نرم نگاہوں سے دیکھتے گویا اسکی بچی کچی سانسیں بھی چھین لیں تھیں۔۔

دروازہ ٹھک سے بند ہوا تھا اور اسی کے ساتھ ہی نعمت دلاور شاہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئی۔۔

اسے کیا معلوم تھا کہ وہ ایک قید سے نکل کر ایک نئ جہنم میں جانے والی تھی ۔۔بھاری پڑتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ دھاڑیں مارتی بری طرح سے روئی تھی کہ فارم ہاؤس کی در و دیوار اسکی چیخوں اور آہوں پر دہل سے گئے۔۔

مگر وہاں موجود شخص کو اس پر رحم نہیں آنے والا تھا بلکل ویسے ہی جیسے کسی کو بھی "محمل قریشی" پر نہیں آیا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

السلام علیکم امو" بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ سیڑھیوں سے اترتا سیدھا"
ڈائننگ میز پر پہنچا!! جہاں اسے آتا دیکھ زرتاج خان نے پاس کھڑی ملازمہ کو
گل اور زارون کیلئے ناشتہ تیار کرنے کا حکم دیا۔۔
اور خود اپنے ساتھ لگتے اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

وعلیکم السلام خان!! بڑا جلدی یاد آگیا ماں کی!!" میٹھے سے لہجے میں طنز "
کرتی وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی۔ جس نے بمشکل سے اپنی
مسکراہٹ چھپائی!!
رات کو واپسی پر کافی دیری ہو گئی تھی امو!! آپ کا حکم تھا تو اس لیے میں "
اسی وقت واپس لوٹ آیا۔ اور آپ کے حکم کے مطابق آپ کی لاڈلی بہو کو
وقت دیتا رہا ہوں اس لیے آپ سے ملنے نہیں آپایا'!!

ہشاش بشاش چہرے پر خوبصورت مسکان سجائے وہ دیدہ دلیری سے جھوٹ
بول گیا اسکے انداز پر زرتاج خان نے گھور کر اسے دیکھا اور پھر سیڑھیوں سے
اترتی گل مینے خان کو جانچتی نظروں سے دیکھا۔

آسمانی رنگ کے پٹھانی لباس میں سر پر سلیقے سے دوپٹہ جمائے، نیند سے "
بوجھل سرخ ہو رہی بھیگی سنہری آنکھیں اور اسکا خوبصورت سراپا!! ہم تم کو
"!!بچہ لگتا ہے سکندر خان

غصے سے پھولتی سانسوں کے بیچ کہتی وہ زارون سکندر کے ہاتھ سے جوس کا گلاس تھام گئی جو اسے ابھی ملازمہ دے کر گئی تھی۔۔

امو!! کیا ہو گیا ہے یار جوس تو دیں!؛' وہ تڑپ ہی تو گیا تھا کل رات کا بھوکا "
دو دن سے جاگا تھکا ہارا وہ ابھی بھرپور نیند لے کر آیا تھا بھوک تو سوا نیزے پر تھی اوپر سے امو کا جوس چھیننا اسے بری طرح سے بھوک کی شدت بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

پچاس کا ہو گیا ہوں میں!! بہت سی شادی شدہ لڑکیوں کو دیکھا ہے!! کیا "
تم یوں لیٹ اٹھ کر اپنے مورے کو بے وقوف بنائے گا؟؟"خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ اسکے حلق میں کانٹے اٹکا گئی۔۔

"!!امو!!"چپ کرو تم سکندر"

گل تم جاؤ مورے کے پاس وہ بلا رہا تھا تمہیں!!"وہ سہمی ہوئی سی کھڑی گل مینے کو دیکھ کر بولی۔ارادہ اسے بھیج کر زارون سکندر کے ہوش ٹھکانے لگانے کا تھا۔۔

نن نہیں!! مینے کہی نہیں جائے گی!! مینے یہاں یہاں آؤ میرے پاس"

بیٹھو تم!!"زارون سکندر تیر کی تیزی سے اٹھا۔۔گل مینے کا سر دہاتھ تھامے وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھا گیا۔جبکہ حریم کمرے سے نکلتی یہ منظر دیکھ بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔

سکندر خان"تم میری بات ٹالے گا!!"زرتاج خان گویا آج اسے بخشنے کے موڈ میں ہر گز بھی نہیں تھی۔

امو پلیز!!"وہ بے بس سا ہوا۔سیاہ آنکھوں میں التجا امید اور بے بسی تھی"

۔۔

ٹھیک ہے کھانا کھاؤ اسکے فورا بعد داجان کے پاس جاؤ!!اور تم گل!! کھانا کھا کر اپنا کمرے میں جاؤ اور اپنا اور اپنے شوہر کا سامان باندھو!!"

سامان!! سامان کیوں امو؟؟"لبوں کو تر کرتے وہ کسی نئ گڑبڑ کے احساس"
کے زیرِاثر بولا۔جبکہ گل مینے تو کبھی زارون سکندر کو دیکھ رہی تھی اور کبھی
زرتاج خان کو۔۔

شادی کے بعد نیا نویلا جوڑا سیر و تفریح کو جاتا ہے سکندر!! اور تم دونوں جا"
"!! رہا ہے!! وہ بھی آج دوپہر کو ہی

اموناں کرے یار!!" وہ بے بس سا ہوا۔اسکے صاف انکار پر زرتاج خان نے
گہری سانس بھری۔۔

تو تم نہیں جائے گا خان!!" وہ اسکی ماں تھی۔اگر گھی سیدھی انگلی سے نہیں"
نکل رہا تھا تو یقینا وہ انگلی ٹیڑھی کرنا جانتی تھی۔

اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا!!" آنکھیں گھمائے لبوں پر سوالٹ کی"
مسکان سجائے مسکرا کر بولا۔تو زرتاج خان اور گل مینے نے تاسف سے اس
مکار انسان کو دیکھا۔جو پل میں تولا اور پل میں ماشا تھا۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ ! ! اللہ تم دونوں کو جلد اولاد جیسی نعمت سے نوازے آمین ثم آمین ! ! "زرتاج خان کی اس نئی دعا پر گل مینے خان کا منہ میں گیا جو س بری طرح سے اچھو کا لگنے پر باہر نکلا تھا۔۔

آمین آمین ! ! "زارون سکندر اب مسکراتا مزے سے اسکی اڑی رنگت " دیکھ بے باکی سے ماں کی دعاؤں پر آمین کہنے لگا۔ جبکہ گل مینے خان کو اب وہاں بیٹھنا محال لگا تھا۔ مگر چار و ناچار وہ سر پلیٹ پر جھکائے کان لپیٹ کر بیٹھی رہی۔

جبکہ زارون خان ! ماں کے ہر حکم پر اسکے بدلتے چہرے کے رنگوں سے لطف اندوز ہوتا بھرپور انداز میں رضامندی دے رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★★

جبڑے بھینچے وہ بند دروازے کو گھورتا ایک دم سے مڑا ! ! تاریکی میں ڈوبا ماحول دیکھ اسکی صبیح پیشانی پر بل گہرے ہوئے۔ یہ اس کا اپنا کمرہ تھا جہاں وہ دن رات جانے کئی پہر گزرا تا تھا ایسی تاریکی تو محظ تب ہوا کرتی تھی۔

جب اسکی زندگی کی روشنی "ماہ رخ آفندی" اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔اور آج اتنے وقت کے بعد پھر سے ایسی تاریکی"!!

اسکے اندازے کے مطابق رات کے بارہ کے قریب کا وقت ہو چکا تھا۔

موبائل فون نکالتے اسنے موبائل فون کی لائٹ کی مدد سے کمرے کی لائٹ آن کی۔تو ایک پل کو تیز روشنی کے سبب اسے آنکھیں بند کرنا پڑی۔

آنکھیں جھپک کر کھولتے اسنے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے پر دوڑائی۔

گہری سانس بھرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔۔تھکاوٹ کے سبب آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔اور کچھ آج کا ہوا تازہ واقعہ اور اسکے بعد ہونے والی ایک نئی تباہی جو دہلیز پر کھڑی اس کی منتظر تھی۔

لب سختی سے بھینچے وہ بیڈ پر جا بیٹھا۔کلائی پر بندھی گھڑی کو کھولتے اسنے سائیڈ میز پر رکھا،سیاہ بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ کُرتے کے بٹن کھولنے لگا۔

جب اچانک کسی غیر معمولی احساس کے تحت اسکا ذہن ایکدم سے بیدار ہوا۔

وہ فوراً سے اٹھا۔بیڈ کے ارد گرد سے ہوتے اب اسنے فرش کو دیکھا۔جہاں کل محمل قریشی بستر بچھائے سوئی تھی۔۔

آج وہ جگہ حالی تھی۔کشادہ کمرے میں تاحد جاتی نگاہوں تک اسے کہیں بھی وہ نظر نہیں آئی۔اور وہ جانتا تھا اگر آغا جان اسے کمرے میں بند کر کے گئے تھے تو یقیناً وہ اندر ہی تھی مگر کہاں؟"

ذہن دوڑاتے وہ واشروم کے کھلے دروازے کی طرف بڑھا۔۔مگر وہ وہاں نہیں تھی اسکے بعد وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔

"محمل!!'دونوں میں آج پہلی بار اسکے ہونٹوں سے نکلتے نام کو ذہن نے کافی ستائش سے ازبر کیا۔کمرے کے در و دیوار اسکی بے چینی پر گہرہ مسکرائی تھی۔!!"۔حسین آنکھیں کچھ اور ہی داستان عیاں کر رہی تھی مگر کیا وہ آگے بڑھا،، قمیض کے کف فولڈ کرتے کھلے گریبان سے جھانکتا اسکا شفاف سفید سینہ عیاں ہو رہا تھا۔حالی صوفے کو دیکھ وہ واپس پلٹا جب کچھ غیر معمولی محسوس ہوا وہ فوراً سے صوفے کی طرف بڑھا۔۔

صوفے کی دوسری سائیڈ وہ اوندھے منہ گری ہوئی تھی۔۔

ہلکے گلابی رنگ کا نائٹ ڈریس "جو ماہ رخ آفنندی" کا تھا۔وہ لمحوں میں اس ڈریس کو پہچان گیا۔

بے تاثر نگاہوں سے آگے بڑھتے اسنے لب بھینچ کر بیک زپ کو بند کیا۔اور ہاتھ محمل کے شانے پر رکھا۔۔

اٹھو لڑکی!! یہ کون سی جگہ ہے نیند پوری کرنے کی!!"اپنے غصے پر قابو" پاتے وہ سرد لہجے میں بولا۔

اس ڈریس کو دیکھنے کے بعد وہ غور ہی نہیں کر پایا کہ اگر وہ سوئی ہوتی تو پشت کے بل ناں پڑی ہوتی!! اسکی شرٹ کی زپ کھلی ناں ہوتی!! اور کم از کم ایک عدد چادر اور تکیہ ضرور موجود ہوتا۔۔

محمل!!"اسکے ساکت وجود کو دیکھ اسال نے اسے پھر سے کندھے سے" ہلایا تو اب کی بار ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل پڑے۔

کیونکہ اسکا کندھا آگ کی مانند دہک رہا تھا۔۔

اسال نے لمحوں میں اسے سیدھا کرتے اسکا سر اپنے مضبوط بازو پر رکھا۔

ہوش و خرد سے بیگانہ محمل قریشی کے سرخ چہرے سے نکلتی بھاپ اسے "
دور سے بھی خود تک پڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"!!اسال نے ایک دو بار اسکا گال تھپکا مگر بے سود"

اسنے تیزی اسے بانہوں میں بھرا اور جلدی سے کمرے میں لاتے اسے بستر پر ڈالا۔۔ سر تکیے پر رکھتے اسنے بخار کی حدت محسوس کی تو اسے اپنی لاپرواہی پر شدید غصہ بھی آیا۔۔

جو حادثہ اسکے ساتھ ہوا تھا اس کے بعد محمل تو کیا کوئی بھی لڑکی یقیناً اپنے حواس کھو دیتی۔ مگر اسال آغا شاہ کے ڈر اور خوف کے سبب وہ اسکے کہے کے مطابق ہر رسم کو نبھا چکی تھی۔

اور اب جب اسے ضرورت تھی تو وہ اسکے پاس نہیں تھا۔۔

وہ تیزی سے لپک کر دروازے کی سمت بڑھا مگر دروازہ باہر سے بند تھا۔اپنی بے بسی پر اسے جی بھر کر طیش آیا۔۔اسنے تیزی سے دروازہ ناک کیا مگر بے

سود۔۔ عجلت میں بھاگتے ہوئے اسنے موبائل فون اٹھایا تو سنگلز سرے سے موجود ہی ناں تھے۔۔

شٹ!!"لمحہ بالمحہ بگڑتی محمل کی حالت اسے مزید پریشان کرتی جارہی تھی"

۔

وہ کافی دیر دروازہ بجاتا رہا مگر آغا جان کے حکم کے سبب کوئی اسکی مدد کو نہیں آیا۔۔ تھک ہار کے اسنے بدر عالم کو کالز! میسجز کیے مگر شاید نیٹ بھی آف کر دیا گیا تھا۔۔

اسال نے بے بسی سے پھولتی سانسوں سمیت ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی۔ کندن سراپے سے بمشکل سے نظریں چراتے اسنے آگے بڑھتے کمفرٹر اسکے نازک وجود پر اوڑھایا۔

اور کچھ ناں سوجھنے پر وہ جگ اٹھائے واشروم کی طرف بھاگا۔

نل سے پانی بھرتے اسنے وارڈوب سے ایک کپڑا نکالا اور اسکے سرہانے بیٹھتے اب اسکے سر پر پٹیاں رکھنے لگا۔

کافی دیر کے بعد اسال کو اسکا بخار کم ہوتا محسوس ہوا تو اسنے درد سے دکھتی کمر" کے احساس سے جگ میں نیا پانی بھرا۔

خود بیڈ پر لیٹتے اسنے پھر سے اسکے سر پر پٹیاں رکھنا شروع کر دیں۔۔

مم مجھے بچا للو ضضرار!!"کروٹ کے بل ہوتی وہ بے چینی اور غنودگی کے" زیر اثر اسال آغا شاہ سے لپٹی اسے ضرار پاشا سمجھے اس سے بیہوشی میں مدد مانگنے لگی۔۔

اسال جو پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا اسکے لبوں سے ضرار پاشا کا نام سنتے" آنکھوں میں سرخی سے تیرنے لگی!! محمل قریشی کی نرم گرم سانسیں اسکی گردن میں جذب ہوتی جا رہی تھی۔

ضضرار!"اسکی سرگوشی پر اسال کی بس ہوئی تھی۔وہ تیمارداری بھولتے" غصے سے اسے دور کرنے لگا۔جس نے دونوں ہاتھ اسکی گردن کا ہار بنا ڈالے

۔

اسال آغاشاہ کے دور کرنے کی کوشش پر وہ مزید اسکے قریب تر ہوتی اسکے سینے سے چپکی!!"بخار سے جھلستا وہ نازک وجود، جس کی دلفریب خوشبو اس قدر جان لیوا تھی۔کہ اسال آغاشاہ کے حواس اسکی قربت میں جھنجھلا سے گئے!!آنکھوں میں خمار کی سرخیاں غضب ناک حد پر تھیں۔وہ اچھے سے جانتا تھا آغا جان نے اس لڑکی کے حسن کو دیکھ اسے چنا تھا۔کیونکہ جو کام کوئی نہیں کر سکتا وہ حسن کر دیتا ہے اور زندگی میں پہلی بار اسال آغاشاہ کو ایک حسینہ کے حسن سے اپنا آپ جھلستا ہوا محسوس ہوا تھا۔

ہاتھوں میں موجود سونے کی چوڑیوں کی کھنک اس پر متضاد اسکی سرگوشیاں!!'اسال نے زخمی نگاہوں سے اس قاتل حسینہ کو دیکھا۔

جو"ضرار ضرار"کی رٹ لگائے ہوئے تھی۔۔وہ مرد تھا سب سے بڑھ کر اسکا شوہر،چاہے جیسے بھی بنا تھا!!تھا تو اسکا شوہر ہی۔۔۔کیسے اسکے لبوں پر!!کسی دوسرے کا نام سن لیتا

اسال آغا شاہ "محمل قریشی!! تمہاری زبان، تمہارے دل و دماغ پر محظ ایک "
ہی نام ہونا چاہیے!! "اسال آغا شاہ" چاہے تم اپنے حواس میں ہو یا نہیں!!
آئندہ ان ہونٹوں سے کسی دوسرے کا نام لیا تو بخدا ان خوبصورت ہونٹوں
!! کو میں کاٹ کے رکھ دوں گا

بوجھل سانسوں سمیت اس مہ جبین کو دیکھتے اسال آغا شاہ نے دو انگلیوں
سے اسکے ہونٹوں کے درمیان فاصلہ بنائے اسے مزید کچھ بھی کہنے سے باذ
رکھا!! بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے غصے اور استحقاق سے اپنا ایک ہاتھ اسکی کمر
کے گرد حمائل کرتے اسنے کھینچ کر خود سے لگایا!! سنہری زلفوں کو کان سے
ہٹاتے وہ اسکے کان میں جھکا سرگوشی نما انداز میں بولتا اب پیچھے ہوا۔۔
اسکی سرگوشی شاید اسکے حواس سمجھ چکے تھے شاید اسی لئے اب وہ مزید کچھ
بھی نہیں بولی تھی۔۔

ضرار مائے فٹ!! "کروفت سے کہتے اسنے پاس پڑے جگ کو قہر سے بیڈ "
"!! سے نیچے دے مارا

رقیب چاہے انجانا ہی کیوں ناں ہو مگر رقیب ہی ہوتا ہے!!اور ضرار پاشا!!"

"!!اسال آغا شاہ" کیلئے ایک رقیب سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں تھا

شی ریلکس!!"جگ کے ٹوٹنے کی آواز پر محمل قریشی کے وجود میں لرزش"

سی ہوئی۔جسے اسنے انتہائی نرمی سے سنبھالا!!انگلیوں کے پوروں سے اسکے

گال اور ہونٹ کے قریب آئے زخم کو سہلاتے اسنے کھینچ کر کمفرٹر دونوں پر

"!!ڈالا!!تھکن کے سبب بند ہوتی آنکھوں کو میچتے وہ جلد ہی نیند کی اترا

★★★★★★★★★★★★

کیا!!ہمممم!!گھورومت!!ڈارلنگ!!جانتا ہوں میں بہت ہینڈسم

ہوں!!"بالوں کو پف سٹائل میں کھڑا کرتے اسنے خود کو گھورتی چھ ماہ کی نور

!!کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

!!نور کی سیاہ آنکھیں مزید بڑی ہوئی ایسے جیسے وہ اسکی بات سمجھ رہی ہو

ایک بات تو بتاؤ!! تمہارا وہ ماما کیا مجھ سے زیادہ ہینڈسم ہے!!"بلیک تھری" پیس سوٹ میں نک سک سا تیار وہ دونوں ہاتھ جینز کی پاکٹ میں ڈالے اب سنجیدگی سے نور سے پوچھنے لگا۔جو اچانک سے کھلکھلائی۔۔ضرار کو یوں لگا جیسے وہ اس پر ہنسی ہو۔۔

اسکے ہونٹ پھیلے اور پھر اچانک وہ ہنسا!!ڈیفینیٹلی میں زیادہ ہینڈسم ہوں!! ہنہہ!!"وہ خود ہی نور کی بات کا مطلب نکالتے ہوئے اس کے چہرے پر جھکا اب اسکے گال کو جارحانہ طریقے سے چوم گیا۔

اسکے لمس پر نور مختلف آوازیں نکالتی اپنی حیرت اور خوشی کا اظہار دے رہی تھی۔وہ چھ ماہ کی معصوم پری آج اپنی ماں کے سوا کسی دوسرے شخص کا لمس اپنے چہرے پر پا رہی تھی۔

یقیناً اسکے معصوم دل میں اس شخص کے لیے "باپ"کا احساس جاگا تھا!! پچھلے ایک گھنٹے سے وہ ضرار پاشا کے عالیشان بیڈ پر کاٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔

اپنی ساری تیاری کے دوران وہ پر سکون سے انداز میں نور سے مشورے اور باتیں کرتا رہا۔۔

اسکے مطابق بچے بڑوں سے زیادہ باتونی ہوتے ہیں ! اور جہاں بچہ دکھ جائے ضرار پاشا کے لئے محبت بس وہی پر تھم جاتی تھی۔

جانتی ہو میں کون ہوں ! ! 'وہ بلکل تیار تھا اسکے قریب بیٹھا وہ رحیم کا پیغام " آنے سے پہلے نور سے باتیں کرنے لگا۔۔

جو ایک دم سے کھلکھلائی تو اسکے ننھے ہاتھوں نے ضرار کے چہرے کو چھوا۔۔

'! ! ضرار دنیا جہاں بھلائے اس ننھی پری کے لمس پر خوشی سے جھوم اٹھا آئی ایم یور ڈریم مین ! ! " لفظ باپ اسے خود پر سوٹ نہیں لگا تھا اور جس قدر " خوبصورت " نور آئینہ " تھی اس حساب سے اسے بدلتے ہوئے زمانے میں اپنے اور نور کیلئے ایک نیا نام تجویز دینا تھا مگر فل حال کیلئے وہ اسی نام سے کام چلا سکتا تھا ! ! کتنا پاگل تھا ناں وہ ! ! خود اسکی ماں کو برباد کرنے کی غرض سے لا کر وہ اسی کی بیٹی سے مراسم بڑھا رہا تھا ! ! '

اوکے تم مجھے باباجانی کہہ لینا مگر وہ بھی اکیلے میں!! باقی سب کے سامنے"

"!میں صرف ضرار ہی ہوں

ماتھے پر بل سمیٹے وہ نور کے پھیلے ہونٹوں کو دیکھ کر بولا جو اسکی بات پر پھر سے

"!ہاتھ پاؤں مارتی کھلکھلا اٹھی تھی

چھوٹے خان!!" معادر وازے پر دستک ہوئی۔۔تو ضرار نے ان ننھے ہاتھوں کو چوما اور سنجیدگی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔

"!!چھوٹے خان تیاریاں مکمل ہیں مگر'

رحیم نے گھبرا کر بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔جس پر ضرار کے چہرے پر سرد

'!!مہری سمٹی

!!مگر کیا رحیم!" وہ برفیلے لہجے میں بولا تو رحیم نے تھوک نگلا"

چھوٹے خان وہ بی بی جی دروازہ نہیں کھول رہی!!" رحیم نے خوف سے"

سفید پڑتے چہرے سمیت کہا تو ضرار پاشا نے دانت کچکچائے۔۔

تو جاؤاور جا کر اسے میرا حکم سنا دو!!کہ اگر اگلے پانچ منٹ میں وہ لڑکی "
نکاح کیلئے تیار ہو کر اس کمرے میں ناں آئی تو چھٹا منٹ اسکی بیٹی کی سانسیں
"!!چھین لے گا

برفیلے لہجے میں کہتے اسنے رحیم کو سکتے میں ڈال دیا جو پہلے پہل تو گھبرایا پھر
چھوٹے خان کے حکم کو چار و ناچار مانتے ہوئے وہ الٹے قدموں سمیت باہر
نکلا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آغا!!"دروازے پر لگاتار دستک دیتے آغا جان نے سپاٹ نگاہوں سمیت بند
دروازے کو دیکھا۔

پشت پر ہاتھ باندھے انہوں نے گہری سانس بھری اور اسال آغا شاہ کے بند
دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا۔

اسال"جو ساری رات کا جگا ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا دروازے پر دستک "
پر اسکی نیند میں حلل پڑا!!بے چین ہوتے وہ ایکدم سے اٹھنے لگا جب سینے پر

بھاری بوجھ کے ساتھ ساتھ نرم گرم سانسوں کی گرمائش نے اسکے وجود کو فریز سا کر دیا۔

دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بیڈ پر جمائے وہ یک ٹک اپنے سینے سے لپٹی محمل قریشی کو دیکھے گیا۔جو اس قدر سکون سے لیٹی ہوئی تھی۔

جیسے یہ بانہیں یہ آغوش اسکی نیند کا خزانہ ہو۔!! محمل!! دستک بڑھتی جا رہی تھی اور وہ اچھے سے جانتا تھا اگر وہ ناں اٹھا تو کچھ ہی دیر میں آغا جان خود !!اس کمرے میں ہونگے

محمل پیچھے ہٹو!!" بے چینی سے اسکے کندن سراپے سے نظریں ہٹاتے اسنے اپنے چہرے اور سینے سے چپکی سنہری زلفوں کو ہٹانے کی کوشش کی۔

وہ جیسے ہی ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔ محمل کے بال اسکے قمیض کے بٹن میں اٹکے!! آغا جان کی گرج دار آواز اور دستک پر وہ پھولے سانسوں سمیت اسے گھورتا جلدی سے اپنے آپ کو اس لڑکی کی قید سے آزاد کرنے لگا۔

جس نے بڑے استحقاق سے اسکے کندھے اور پیٹ کو جکڑ رکھا تھا۔۔

محمل گیٹ اپ!!"اب کی بار اسال نے دانت پیستے اسے بازو سے جکڑتے"
اپنے قریب کرتے تکیے پر گرایا۔۔وجود کا سارا بوجھ اس نازک سی جان پر
ڈالتے اسنے تیزی سے اسکے بال اپنی قمیض کے بٹن سے نکالے۔
اپنے آپ پر بھاری بوجھ سا محسوس کرتے محمل کی آنکھوں میں لرزش سی
ہونے لگی۔۔نیند، بخار اور بے خوابی کے زیر اثر نیلے کانچ کے ڈوروں میں
سرخی تیر رہی تھی۔نشیلی آنکھیں پھیلائے وہ غائب دماغی سے خود پر جھکے
اسال کو دیکھے گئی۔۔جس کا سارا دھیان اپنی قمیض پر تھا۔۔
اس سے پہلے کہ وہ چیختی!!اسال نے ہاتھ کی ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر رکھا!!"
جو آنکھیں خوف سے پھیلائے بے ہنگم ہوئی سانسوں سے اسے دیکھ رہی تھی

--

شی ریلکس!!"عجلت بھرے انداز میں کہتے وہ جیسے ہی بیڈ سے چھلانگ"
لگاتے اٹھا۔۔آغا جان اسے اندر آنے کا کہہ خود دروازے سے اندر داخل
ہوئے!!

ایک نگاہ گھبرائے ہوئے سے اسال آغا شاہ پر ڈالے ان کی سبز نگاہیں بیڈ پر "
بکھری ہوئی س حالت میں بیٹھی محمل قریشی پر گئی۔جو کمفرٹر سے خود کو
ڈھک رہی تھی۔اسال آغا شاہ کا بکھرہ حلیہ،ٹوٹے جگ کی کرچیاں،چہرے پر
چھائی بے بسی اور لاچارگی دیکھ آغا جان گہرہ مسکرائے۔۔

تم سے ایک ضروری کام ہے مجھے آغا جلدی باہر آؤ!!"آغا جان نے "
مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے اب اپنے کندھے پر موجود ان کے ہاتھ کو
دیکھ رہا تھا۔۔

ان کے جاتے ہی اسال نے کندھے اچکاتے وارڈوب سے اپنے کپڑے
نکالے!!اور مڑ کر ایک نظر شکوہ کناں نظروں سے آنسوں برساتی محمل کو
!!دیکھا

ری لیکس رہو!!طبیعت خراب تھی تمہاری تو بس بیہوشی میں تم مجھے اپنا"
"!!ضرار پاشا سمجھ رہی تھی!!اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں

سرخ نظروں سے محمل قریشی کو گھورتے وہ "اپنا ضرار پاشا" پر زور ڈالتا جتاتے ہوئے سے لہجے میں بولا۔

تو محمل کا سر شرمندگی سے جھکا۔ وہ لب چباتے اسکی چوڑی پشت کو گھورنے لگی۔۔

جو ایک ہی دن میں اس پر مہربان ہونے لگا تھا مگر کیوں!!؟

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسنے آنکھیں موند لیں۔ بخار کی حدت اب بھی تھی، کمزوری اور نقاہت سے آنکھیں اور سر بری طرح سے دکھ رہا تھا۔۔

معا باہر سے آتی شور اور آہ و بکا کی آوازوں پر محمل نے بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھا۔۔

آوازیں اس قدر اونچی تھی کہ وہ بند کمرے میں بیٹھی ہوئی بھی گھبرا سی گئی۔۔

اسال آغا شاہ" شاور لے کر نکلا ہی تھا اسکے خوف سے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ وہ ایکدم سے ٹھٹکا۔۔

باہر سے آتی شور کی آوازوں پر وہ سمجھ گیا کہ آخر کار کیا ہوا ہو گا۔ سر جھٹکتے ہوئے وہ آرام دہ انداز میں آئینے کے سامنے گیا۔ نفاست سے اپنے سیاہ بالوں کو سیٹ کرتے اسنے کرتے کے بٹن لگائے!! پرفیوم اٹھائے خود پر اچھے سے چھڑکتے ایک تنبیہی نگاہ اپنی تیاری پر ڈالے اسنے آئینے سے ہی نظریں موڑ کر محمل کو دیکھا۔

جو اسکے دیکھنے پر نظریں پھیر کر ہونٹ چبانے لگی۔۔"میں باہر جا رہا ہوں!! تم دروازے کو اندر سے لاکڈ کر لو!! جب تک میں ناں بولوں دروازہ مت کھولنا!!!"

سنجیدگی سے اسے حکم دیتا وہ خود دروازے کی طرف بڑھا!! محمل گھبراہٹ اور پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جس نے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ چار و ناچار اٹھی۔ دوپٹہ خود پر اوڑھتے وہ بمشکل دروازے تک آئی۔

وہ اب تک ماہ رخ کے کپڑوں میں تھی!!" گہری سانس بھرتے وہ ماتھے پر

"!! ڈھیروں بل سمیٹے کمرے سے باہر نکل آیا

★★★★★★★★★★★★

"!!رہنے دو پیکنگ"

صوفے پر بیٹھا وہ پانچ منٹوں سے گل مینے خان کی ساری کاروائی دیکھ رہا

"!! تھا

جو جانے کون کون سے سوٹ پیک کرتی جا رہی تھی۔ حسین چہرہ بلکل

مرجھایا ہوا سا لگ رہا تھا۔

ایسے جیسے اسے زارون سکندر کے ساتھ خان فیملی کے مطابق سیر و تفریح پر

!! جانا بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا

جی" سنہری آنکھیں خوشی سے پھیلی!! تو ان حسین آنکھوں کے بدلتے"

رنگ دیکھ زارون نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ پر ضبط کیا۔

"جی!! تمہارے پاس تو کوئی ڈھنگ کا کپڑا ہے ہی نہیں!! مینے بی بی!! ہم جنگ پر نہیں ہنی مون پر جا رہے ہیں اور وہاں پر لڑکیاں یہ پوشاک وغیرہ نہیں پہنتی!!"

اسکے ہاتھ میں موجود سیاہ اور سرخ رنگ کی پوشاک دیکھ وہ گہرے طنزیہ لہجے میں بولتا سر جھٹک گیا۔

"تو کیا پہنتی ہیں؟" گل یہ لہنے نے حیرت اور اشتیاق کے ملے جلے تاثرات سمیت اسے گھور کر دیکھتے ہوئے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

!! موبائل فون پر اسکرولنگ کرتے زارون سکندر کے ہاتھ ایک پل کو تھمے بے کار میں فون پر ٹائم ضائع کرنے سے بہتر تھا کہ وہ گل مینے خان کو اپنے !! خوف سے مزید سہماتا

موبائل فون پاکٹ میں ڈالتے اسنے ایک تنبیہی گہری نگاہ اس کانچ کی گڑیا پر ڈالی!! جو ڈارک چاکلیٹ رنگ کے بھاری فراک پر ریشمی دوپٹہ بمشکل سے دونوں ہاتھوں سے تھامے ہُوئے تھی۔

بالوں کو جوڑے میں قید کر رکھا تھا۔ جبکہ سفید پاؤں پر ایک سیاہ رنگ کی چپل تھی جو وہ شادی سے پہلے بھی گھر پہنتی تھی!!

وہاں پر لڑکیاں صرف شرٹ پہنتی ہیں!!" نچلے لب کا کونہ دبائے وہ قدم" قدم چلتا اسکے قریب ہوتا چلا گیا۔۔

جبکہ گل مینے خان کی آنکھیں توقع کے مطابق گہری ہوتی چلی گئی۔۔ گالوں سے دھواں بن کر اڈتی سرخائی کو دیکھ وہ اپنے اندر اڈتے جذبات کو بمشکل سے دبائے ہوئے تھا۔

شششش شررٹ!!" پورے دو منٹ لگے تھے گل مینے خان کو اسکی کہی" بات کو اپنی زبان سے دہراتے ہاتھ میں پکڑی پوشاک زمین بوس ہوئی تھی۔

زارون سکندر کے بڑھتے قدموں پر وہ حائف ہوتی گھبرا کر پیچھے قدم لینے لگی!!

جو قدم قدم چلتا اس کے حواسوں پر طاری ہونے لگا!!

ہمم صرف ایک عدد شرٹ اور وہ بھی اپنے ہز بینڈ کی ! ! "اب کی بار اسنے "
دائی آنکھ ونک کرتے بے باکی کی انتہا کر دی تھی۔۔
ہائے اللہ جی ! ! استغفر اللہ ! ! کیسی گندی گندی باتیں کر رہے ہیں "
"! ! آپ
شرم و خجالت سے سرخ چہرے سمیت وہ اس بے شرم انسان کو دیکھتی سر
جھکائے بس رو دینے کو تھی۔
جس کے حسین ہونٹوں پر دلفریب مسکان تھی۔اور سیاہ آنکھوں میں گل
! ! یہ اسنے خان کا گھبرایا ہوا سا عکس
گندی باتیں نہیں کر رہا میں گل مینے خان ! "تمہیں لگتا ہے کہ زارون "
"! ! سکندر کوئی ایسی گھٹیا بات کر سکتا ہے
وہ پیچھے ہوتی ایک دم سے دیوار سے جا لگی تھی۔۔
سانس روکے، ماتھے پر پسینے کی چمکتی بوندیں، سنہری خوف سے پھیلی آنکھیں،
مدہم دلسوز سانسوں کی مہک ! ! زارون نے جھک کر استحقاق سے اپنا ایک

ہاتھ اسکے کندھے کے قریب جمایا اور خود پھیل کر اسکے رستے کو مسدود کر دیا۔۔

!!جو بھیگی آنکھوں سمیت اسے دیکھتی بس رو دینے کو تھی

نن نہیں!!"اٹکتے ہوئے بمشکل سے وہ اسکے خوف سے بول پائی تھی۔۔"

"!!جبکہ آنکھیں ہنوز بند تھیں

بلکل مینے!!میں جھوٹ نہیں بولتا!!تم ایسا کرو صرف میری شرٹس پیک"

"!!کرو اور جلدی سے باہر آجاؤ!!"ہمیں تھوڑی دیر تک نکلنا ہے

سنیں!!"بند پلکوں کی لرزش پر اپنے بہکتے جذبات کو بمشکل سے دبائے وہ جیسے ہی مڑنے لگا۔۔گل مینے خان نے بے اختیار اسکی شرٹ کے کالر کو جکڑا

--

جو اسکی دیدہ دلیری پر ائبرو اچکائے اسے کمال حیرت سے دیکھنے لگا۔۔جس کے آنسوں اب گالوں پر پھسل رہے تھے۔ہاتھ کی کپکپاہٹ واضع تھی۔۔

سنائیں!"اسکے آنسوں کواپنے انگوٹھے کے پوروں سے چنتے وہ پیاراور"
مٹھاس بھرے دلفریب لہجے میں بولا۔۔
توگل مینے خان نے دھندلائی ہوئی بھیگی نگاہوں سمیت اس حسین مرد کو
دیکھا۔۔جس کی خوشبو گل مینے خان کے اعصاب کو بری طرح سے جھنجھوڑ
رہی تھی۔

آپ آپ مم منع کردیں پپ پلیز!!مم مجھے نہیں جج جانا!!"بہت محبت،"
آس اور امید بھرے لہجے میں کہتی وہ زارون سکندر کو پہلے سے زیادہ دلفریب
لگی تھی۔اسنے نرمی سے جھکتے اپنے دہکتے ہونٹ اسکے گال پر رکھے۔
تواسکے لمس پر گل مینے خان سانس تک روک گئی۔۔۔سانسیں بری طرح
!!سے سینے میں اٹک سی گئی

تمہاری ساس نہیں ماننے والی گل مینے سکندر خان!!"ویسے بھی ڈھیروں"
دعائیں دے دی ہیں انہوں نے!!اب ان کا پوتا یا پوتی اس دنیا میں لانے کے
"!لیے ہمیں محنت تو کرنا پڑے گی ناں

مسکراہٹ دبائے وہ سنجیدگی سے کہتا گل مینے کے چہرے کو دیکھنے لگا۔جو بلکل لٹھے کی مانند سفید پڑتا جارہا تھا!!

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں!!پانچ منٹ میں فریش ہو کر اچھی سی سمائل سجا"

"!!کر باہر ملو مجھے

ایکدم سے اس سے دور ہوتے وہ سنجیدگی سے اسے کہتا خود ایک نگاہ اس لرزتے ہوئے وجود پر ڈالے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

چلاؤمت شایان الہ دین شاہ!!خبر دار جو اپنے بھائی کی موت کا الزام اسال"

"!!آغا شاہ پر ڈالا

آغا جان کی گرج دار آواز پر دہلیز کے پار کھڑے شایان شاہ کے چہرے پر " غضب ناک تاثرات امڈ آئے!!مٹھیاں بھینچے سرخ روئے روئے چہرے سمیت وہ لب بھینچ کر رہ گیا!!

سفینہ شاہ اور ثمینہ شاہ تو خاموش تماشائی بنے کھڑی تھی۔۔

شایان شاہ کے بھائی کی موت کاالزام اسال آغاشاہ پر آیا تھا گویا" روپ دلاور شاہ" کی زندگی میں ایک نئ قیامت ڈھلنے والی تھی۔

بدر عالم نے بمشکل ضبط سے اس گھٹیا شخص کو دیکھ اپنے آپ پر ضبط کیے رکھا

۔۔

معاوہ سیڑھیوں سے اترتا جیسے ہی نیچے پہنچا۔۔

ملازم بھاگ کر اس کی سیاہ مردانہ شال لے آیا۔۔اچھے سے اسکے کندھوں پر شال اوڑھاتے وہ وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔!! شایان شاہ کے علاوہ حویلی کے ہر فرد کی نگاہیں اب اسال آغاشاہ پر ٹکی تھیں۔۔

بتاؤاسے آغا!! کیا بکواس کر رہا ہے یہ لڑکا!! اسکا کہنا ہے کہ تم نے اس کے بھائی!!"

بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے یہ!! آغا جان!! میں نے شایان شاہ کے بھائی کو جان سے مارا ہے!!"

اسکے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اطمینان سے کہنے پر ہر فرد ہی زلزلوں کی ضد میں آیا تھا۔۔

ثمینہ بیگم نے بمشکل سے لڑکھڑا کر گرتی نفیسہ شاہ کو سنبھالا!!

جن کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا !!

میں نے تیری بہن کے کہنے پر اپنے بھائی کو تیرے ولیمے پر بھیجا تھا"

سالے!!اور تو نے اسے ہی"!!

شایان شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسال آغا شاہ کو گولیوں سے بھون دیتا!! جس نے اسکے معصوم بھائی پر ایک نہیں جانے کتنی ہی گولیاں بے دردی سے چلائی تھی۔۔

ولیمے پر بھیجا تھا اس کتے کو تو تمیز سکھا کر بھیجنا تھا اسے بتانا تھا کہ وہ کس کے " علاقے میں جا رہا ہے!! سردار اسال آغا شاہ"اس جیسے بھیڑیوں کو موقع نہیں سیدھی موت دیتا ہے!!'

پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا اسال آغا شاہ ٹہرے ہوئے مگر سرد لہجے میں بولا ! !

اسکے اطمینان میں ذرا برابر بھی کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ سیاہ حسین آنکھوں

. ! ! میں سنجیدگی اور سرد پن عروج پر تھا

آغا جان تو بے یقینی سے اسکے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے بہن کے گھر

! ! کو اپنے ہاتھوں سے اجاڑ ڈالا تھا

بڑا زعم ہے ناں تجھے ! ! بڑا سردار بنا پھرتا ہے ناں تو ! ! اب تُو دیکھ ! ! کیسے "

" ! ! میں تیری اس گالی بہن کو ادھیڑتا ہوں ! ! اب فیصلہ جرگے میں ہو گا

خون چھلکاتی نگاہوں سمیت اسے دیکھتا وہ غرا کر بولا تھا۔ کہ بدر عالم نے لب

! ! بھینچ ڈالے

شایان شاہ وہاں سے جا چکا تھا جبکہ آغا جان اب اسال آغا شاہ پر برس پڑے

تھے۔

جسنے بدر عالم کو محسوس اشارہ کرتے سر جھکا ڈالا ! ! اب وہ چپ چاپ آغا جان

کے قہر کو خود پر جھیل رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کوئی ہے پپ پلیز مجھے جانیں دیں!!"گھپ اندھیرے کے سبب اسکا"
سانس بند ہو رہا تھا۔۔رو رو کر آنکھیں سرخ ہوتی جا رہی تھی۔۔وہ نہیں
جانتی تھی وہ کہاں ہے۔اسے بس اتنا یاد تھا کہ کل رات کو وہ اپنے بستر پر سوئی
تھی۔شایان شاہ کسی کا فون آنے پر بھاگا بھاگا حویلی سے نکل گیا تھا۔اور روپ
!!بس کمرے میں آتے ہی سو گئی تھی
اب جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کسی اور ہی جگہ پر تھی۔۔
یہ جگہ حویلی ہر گز بھی نہیں تھی جہاں روپ دلاور شاہ رہتی آئی تھی۔۔
لالا!!" بہتے آنسوں کو رگڑتے اسنے دل ہی دل میں اپنے بھائی اسال آغا"
شاہ کو یاد کیا۔ایک انجانا سا خوف آ رہا تھا اسے۔۔کہ شاید شایان شاہ نے خود
"!!ہی اسے اغوا کر لیا تھا پیسوں کیلئے یا پھر زمین کے لئے
ذہن میں آ رہی منفی سوچوں کو جھٹکتے وہ دروازہ کھلنے کی آواز پر ایکدم سے
!!سہمی

بھیگی سیاہ آنکھیں اٹھائے اسنے دروازے سے اندر آتے بدر عالم شاہ کو دیکھا

--

★★★★★★★★★★★★

نعمت دلاور شاہ "آپ کا نکاح ضرار پاشا خان کے ساتھ پچاس ہزار حق مہر کے ساتھ ان گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے!!"

مولوی صاحب کے الفاظ اسکے کانوں میں گونجے مگر وہ ٹس سے مس ناں ہوئی!! پاس بیٹھے ضرار پاشا نے خون آشام نگاہوں سے اس لڑکی کے سر کو گھورا۔۔

!!جو اپنی بیٹی کی جان کے بدلے اس نکاح پر فوراً ہی راضی ہوئی تھی

نعمت!""ضرار پاشا دبے دبے انداز میں غرایا تو نعمت نے حلق میں اٹکے آنسوں کو بمشکل سے نگلا!!

قبول ھے!!"آنکھیں شدت سے بہتی جارہی تھی۔کہاں سوچا تھااس"
نے کہ زندگی ایک ہی دن میں اتنی بدل جائے گی۔۔تھوڑی دیر پہلے تک وہ
"!!ہارون ساحر شاہ کی بیوہ تھی اوراب ضرار پاشاخان کی بیوی
تین بار اسے اپنے شوہر کے طور پر نکاح میں قبولتے نعمت نے روتی ہوئی نور کو
رحیم کے ہاتھوں سے چھین لیا۔۔ضرار نے ایک کڑی نظر اس لڑکی پر ڈالی۔
اوراب مولوی صاحب کے پوچھنے پر قبول ہے"کہتے تین بار نعمت دلاور شاہ
!!کو اپنی زوجیت میں قبولا
مبارک ہو نعمت ضرار پاشاخان!!اب تم ایک خان کی بیوی ہو!!نئی زندگی"
"!!مبارک ہو تمہیں
کٹیلی نظریں اسکے روئے چہرے پر گاڑھے وہ سفاکی سے بولتا ایک دم سے اٹھا
۔۔

دروازہ باہر سے بند ہوتے ہی نعمت کی سسکیوں میں روانی آئی۔نور کو سینے
!!میں بھینچے وہ سسکیوں سے رودی تھی

★★★★★★★★★★★★

کیاہواہے لڑکی!!تم اتنا سرخ کیوں ہورہاہے؟!"زرتاج خان کے اشارے پر سیڑھیوں سے اُترتی گل مینے خان کے ہاتھ سے ملازمہ کپڑوں کا بیگ تھامے باہر نکل گئی!!جب زرتاج خان نے اسکے حد درجہ سرخ چہرے کو دیکھتے متفکرانہ لب ولہجے میں پوچھا!!

گل مینے خان انہیں پہلے ہی حریم کے جیسے ہی لاڈلی تھی مگر اب تو وہ ان کے اکلوتے بیٹے کی بیوی بن چکی تھی!!یہ لاڈ پیار تو فطری تھی۔

اموبس سر چکرارہاہے صبح سے!!"ان کے چہرے پر چھائی فکر دیکھ گل مینے خان نے لمحوں میں جھوٹ گھڑا شاید اس جھوٹ کے سہارے ہی وہ زارون سکندر خان کے ساتھ جانے سے بچ پاتی۔

"!! اللہ اللہ لڑکی تم نے ہم کو پہلے کیوں نہیں بتایا!!اِدھر آؤ بیٹھو تم"

زرتاج خان تو گویا لمحوں میں اسکی گرتی طبیعت پر گھبرا سی گئی تھی۔ان کی اس قدر فکر مندی کے اظہار پر گل کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا!!

نرگھس جاؤ پانی لاؤ بچہ کیلئے!!"نرگھس خان"کو دیکھتے ہی زرتاج خان نے"

انہیں پانی لانے کا کہا اور خود گل مینے کے قریب بیٹھی!!

اامموممیں ٹھیک ہوں!!"سرخ چہرے سمیت کہتی وہ معصومیت سے"

نظریں چرا گئی!!

کیا ہوا اسے!!"زارون سکندر جو کب سے گاڑی میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا!!گل مینے کے ناں آنے پر وہ خود ہی اندر واپس پلٹا!!جہاں سامنے ہی زرتاج خان"گل مینے خان کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی'!!

بیمار پڑا ہے بچی!!اور تم کو کوئی خبر تک نہیں خان!!"تڑخ کر کہتی وہ بیٹے کو"

گھورنے لگی!!

جو پہلے تو حیرت سے انہیں نافہم تاثرات سے دیکھتا رہا اور پھر سر جھکائے گھبرائی ہوئی سی بیٹھی گل مینے خان کو دیکھ اسے معاملہ جلد سمجھ آگیا تھا!!

اموپریشان مت ہوں بس ذرا سا بخار ہے اسے ! ! میں نے کہا تھا کہ راستے"
میں دوا لے دوں گا ! ! چلو اب مینے دیر ہو رہی ہے۔۔ سفر کافی لمبا ہے ! ! تو
"! ! ہمیں وقت پر نکلنا چاہیے

ڈھیروں فکر اور محبت سموئے لہجے میں کہتے وہ آگے بڑھا۔

گل مینے کا نازک ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ میں لیتے اسنے غیر محسوس انداز میں اسکے ہاتھ پر گرفت بڑھائی تھی۔۔ اپنی انگلیاں اسکی انگلیوں میں الجھتی محسوس کرتے گل مینے خان کا پورا وجود شرم سے لرزا تھا۔

! ! آنکھیں شرم کے بوجھ تلے جھک سی گئ

زرتاج خان نے بغور بیٹے کو دیکھا اور پھر گل مینے خان کی غیر پڑتی حالت دیکھ

! ! وہ اٹھی

خان ٹھیک کہہ رہا ہے گل ! ! راستے میں ڈاکٹر نی کو دکھا دینا ! ! اب تم"
"! ! دونوں جاؤ وقت کافی ہو گیا ہے

زرتاج خان نے ملازمہ کو شال لانے کا اشارہ کرتے قریب آتی نرگھس خان کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھام کر گل مینے خان کے لبوں سے لگا دیا!!

جس نے بمشکل ہی صحیح چند گھونٹ بھرے تھے!!

چہرہ ڈھکوا اپنا!!" سیاہ ستاروں سے مزین وہ خوبصورت شال گل مینے خان کے چاند سے روشن چہرے پر غضب ہی تو ڈھا رہی تھی!! زارون سکندر نے احتیاطاً شال اسکی ناک سے گزارتے سنجیدگی سے کہا۔

تو گل مینے نے گھبرا کر سر ہاں میں ہلایا!! کانپتے ہاتھوں سے اپنا چہرہ شال سے ڈھکے اسنے شکوہ کناں نظروں سے اپنی مورے کو دیکھا۔۔

کتنا کہا تھا اسنے انہیں کہ وہ نہیں جانا چاہتی مگر نرگھس خان نے تو جیسے اسکی ہر ضد پر کان لپیٹ ڈالے تھے!!

ماں اور ساس سے گلے ملتی وہ مردہ قدموں سمیت باہر نکلی۔۔

اسکے قدموں کی سستی محسوس کرتے زارون نے ایک بار پھر سے اسکے ہاتھ کو تھاما۔۔لاؤنج سے گزرتے ایک نگاہ پوری حویلی پر دوڑائے وہ عجلت میں گاڑی کی سمت بڑھا جسے ملازم پہلے سے ہی نکال چکا تھا!!

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی میں سوار ہوتے سامنے ہی گیٹ سے اندر داخل ہوتی ضرار پاشا کی سیاہ پراڈو پر دونوں کی نظر پڑی..

"!!لل لالا"

گل مینے خان کی سنہری آنکھیں بھائی کی گاڑی کو دیکھتے ہی خوشی سے پھیلی تھی!! وہ اچھے سے جانتی تھی۔ضرار پاشا کے سوا اسکی گاڑی کو کوئی چھو تک نہیں سکتا۔۔

ضرار پاشا جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

اسنے سرد نگاہوں سے زارون سکندر اور اسکے ساتھ کھڑی گل کو دیکھا۔

اپنی بہن کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیکھ اور جس استحقاق سے زارون سکندر اسے تھامے کھڑا تھا۔ضرار پاشا کے ماتھے پر کئی بل سمٹے!!

گاڑی اب پورچ میں رک چکی تھی۔۔زارون سکندر سکون سے اپنے نئے نویلے سالے کو دیکھ رہا تھا۔ویسے بھی ان دونوں کی کم ہی بنتی تھی اور اب یہ اچانک جڑا رشتہ اور ایک دم اچانک سے ضرار پاشا کی آمد غیر متوقع ہی تھی!!

رحیم بھاگ کر گاڑی کی سمت بڑھا،دروازہ کھولتے ہی وہ ایک طرف مؤدب سا ہوتے کھڑا ہوا۔

"!!خانم کو اندر لے جاؤ رحیم"

نظریں سامنے کھڑے زارون سکندر پر گاڑھے اسنے رحیم کو پچھلی سیٹ پر بیٹھی نعمت کو اندر لے جانے کا حکم دیا اور خود چلتا ہوا زارون سکندر کی طرف بڑھا۔۔

گل!!"ضرار پاشا کی پکار تھی کہ وہ بھیگی آنکھوں سمیت سب کچھ بھلائے" اپنا ہاتھ زبردستی اسکی گرفت سے چھڑاتے بھائی کی طرف بھاگی تھی۔

ضرار نے نرمی سے بہن کو سینے سے لگاتے اپنا ہاتھ اسکے سر پر رکھا۔ جبکہ سرد نظریں اب تک زارون سکندر پر تھی۔ جو سینے پر ہاتھ باندھے اطمینان سے کھڑا تھا!!

"گل مینے خان کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسنے نرمی سے کیسا ہے میرا بچہ!!" اسکے آنسوں صاف کرتے ماتھے پر بوسہ دیا!! زارون قہر برساتی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ جانے کیوں مگر دل کو ضرار پاشا کا اتنا حق جتانا ہر گز بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

حالانکہ وہ شروع سے ہی اپنی بہن کے معاملے میں اتنا ہی حساس تھا!! کہاں جانے کی تیاری ہے؟؟" گل مینے کو ساتھ لگائے وہ دو قدم آگے بڑھا" اپنے سامنے کھڑے بتیس سالہ زارون سکندر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"ہنی مون پر جا رہا ہوں تیری بہن کے ساتھ!!"

زارون!!"زارون سکندر کے ٹھنڈے مگر بے باک لہجے پر ضرار پاشا کی" دھاڑ پوری خان حویلی میں بلند ہوئی تھی۔

زرتاج خان اور نرگھس خان بھاگی بھاگی باہر نکلی!!جہاں سامنے کا منظر دیکھ "!!دونوں نے ہی گھبرا کر بے ساختہ لبوں پر ہاتھ جمائے

ضرار پاشا کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تھا!!مکے کی صورت اٹھا اسکا ہاتھ زارون سکندر نے درمیان میں ہی روک ڈالا تھا۔

پاشا!!یہ کیا طریقہ ہے بڑے بھائی پر ہاتھ اُٹھائے گا اب تم!!"زرتاج" خان کی غصے بھری آواز پر ضرار پاشا نے ہاتھ جھٹک ڈالا تھا مگر چہرے کے سرخ پتھریلے تاثرات میں ذرا برابر تبدیلی نہیں آئی۔۔

گل مینے خان تو آنکھیں پھاڑے خوف سے زرد پڑتی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

اپنے بیٹے سے پوچھئے تائی سرکار!!میری بہن کو کس حق سے چھو رہا تھا یہ!!" "!!کیا بکواس کر رہا تھا یہ میرے سامنے

!!آنکھوں میں بھڑکتے شعلے لئے وہ اب زرتاج خان سے مخاطب ہوا تھا

پاشا!!وہ بیوی ہے زارون سکندر خان "کا وہ جیسے چاہے ویسے بات کرے "

"!!ماڑا تمہیں کیا پریشانی ہے

اس سے پہلے کہ زرتاج خان یا نرگھس خان کچھ کہتی مردان خانے نے سے

!!اسی طرف آتے داجان نے سرد لہجے میں کہتے پوتے کو گھورا

جس نے حیرت و بے یقینی سے مڑتے داجان کو دیکھ سر بے اختیار نفی میں ہلایا

--

کک کیا کہہ رہے ہیں آپ داجان!!ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا!!"ضرار پاشا"

نے ایک نگاہ اپنی معصوم انیس سالہ بہن پر ڈالے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

اسکی بات پر جہاں زارون نے لب بھینچ ڈالے تھے وہی گل مینے خان کا وجود

..ہچکیوں کے سبب لرزنے لگا۔زارون طیش سے اسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا

گستاخی معاف داجان!!آج پہلی اور آخری بار میں ضرار پاشا کو بخش رہا "

ہوں!!اگر آئندہ اسنے مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی گستاخی کی یا پھر میری بیوی گل

مینے زارون سکندر خان "کو لے کر کوئی بھی بکواس کی تو اسکا سر دھڑ سے الگ کرنے میں مجھے قطعی افسوس نہیں ہو گا!!

چلو مینے!!"سرخ لہو رنگ ہو رہے چہرے سمیت گرج کر کہتا وہ گل مینے کا ہاتھ پورے استحقاق سے تھام چکا تھا!!

خبر دار!! چھوڑو میری بہن کو!! گل کہی نہیں جائے گی تمہارے ساتھ"!!

ضرار پاشا نے ایک دم سے گل مینے خان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ زارون نے خون آشام نگاہوں سمیت اسے دیکھا۔

کیوں نہیں جائے گی وہ بیوی ہے میری یہ!!! جائے گی تو میرے ساتھ ہی!!"وہ دونوں وہاں موجود بڑوں کو سرے سے اگنور کرتے ایک دوسرے سے الجھ پڑے تھے۔ داجان لب بھینچ کر دونوں کی کارروائی ملاحظہ کر رہے تھے۔

بیغیرت نہیں ہوں میں "زارون سکندر خان!!"ناں ہی ان فرسودہ رسم و رواج کو مانتا ہوں میں!!گل مینے خان معصوم ضرور ہے مگر بھولو مت وہ ضرار پاشا کی اکلوتی بہن ہے!!میں اپنی بہن کو تمہارے لیے دوسری عورت "!!ہر گز نہیں بننے دوں گا

شہادت کی انگلی اٹھائے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا وہ گل مینے خان پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ بیٹھا تھا۔

زارون سکندر نے سپاٹ چہرے سے ضرار پاشا کو دیکھا۔جو قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔

نرگھس خان اور زرتاج خان کے تو مانو جان لبوں پر آئی تھی۔۔

ضرار "داجان چلائے تھے۔۔مگر ضرار پاشا نے انہیں سرے سے اگنور کر ڈالا۔۔

گل مینے خان کا ہاتھ پکڑتے اسنے بہن کو اپنے کشادہ سینے کے پیچھے چھپایا۔۔

ضرار پاشا خان ہوں میں زارون سکندر خان "چھوٹا دودھ پیتا بچہ نہیں!!"

تمہاری عاشقی معشوقی کا سب علم ہے مجھے الف سے ی تک ہر ایک چیز!!"

"!!انعم سعید "کو تم سے زیادہ اچھے سے میں جانتا ہوں!! بہت ہے یا کچھ اور

ضرار پاشا کے الفاظ زارون سکندر خان کے چہرے کی رنگت اڑا چکے تھے۔وہ لب ایک دوسرے میں پیوست کیے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

--

گل مینے خان تو بس بھیگی آنکھوں سمیت زارون سکندر کو دیکھ رہی تھی!!"

"!!جس کی خاموشی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ ضرار پاشا سچ کہہ رہا ہے

دل میں تکلیف کی لہر سی دوڑی تھی۔چہرہ آنسوں ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑتا چلا گیا۔

انعم سعید "محبت ہے میری ضرار پاشا خان "اور گل مینے خان بیوی ہے "

"!!میری اور تم

بس!!جو بکواس کرنا تھی تم نے وہ کرلی۔خبر دار جواب اپنی گندی زبان سے میری بہن کا نام بھی لیا تو!"

پاشا!!منہ بند کرو تم اپنا!!"زرتاج خان "گل کو اندر لے کر جاؤ تم!!اور" تم دونوں چلو میرے ساتھ!"داجان کی دھاڑ پر جہاں ضرار پاشا نے اپنے چلتی زبان کو لگام دی تھی وہی زارون سکندر تن فن کرتے مردان خانے کی سمت بڑھا تھا۔۔

"!!اور اسکے پیچھے ہی ایک ایک کرتے سبھی اسی سمت بڑھے

★★★★★★★★★★★★

کون تھی وہ لڑکی آغا!!جواب دیں مجھے!!"آغا جان کی بھاری پھنکار پر" اسال نے ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کرتے سر پھر سر جھکایا۔

جو بھی تھی آغا جان!!وہ میرے علاقے کی تھی!!اسکی حفاظت کرنا مجھ پر" ایسے ہی فرض تھا جیسے اپنی سگی بہنوں کی!!میں نے وہی کیا جو ایک سردار کو کرنا چاہیے تھا۔۔

اسکے لہجے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔!!آغا جان نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔

"آپ کے ہاتھ نہیں کانپے اسے مارتے وقت اسال آغا شاہ!!وہ آپ کی بہن کا دیور تھا۔سوچا بھی ہے آپ نے کیا ہو گا روپ شاہ کا اب!!!!"

آغا جان نے قہر بھری نگاہوں سے اپنے پوتے کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔۔

"ایسے کتوں کو مار کر مجھے کیوں ندامت ہونے لگی آغا جان!!اور ویسے بھی روپ جلد از جلد اس گھٹیا شخص کے رشتے سے آزاد ہو گی!!!"

اسال کا لہجہ دوٹوک تھا۔۔جبکہ آغا جان کے چہرے پر مشکوک سے تاثرات امڈے۔۔

"وہ غرا کر بولے۔۔اسال!!"

"اس سے زیادہ کچھ مت پوچھیں!!وقت آنے پر پتہ چل جائے گا آپ کو سب کچھ!!!"

وہ دوٹوک لہجے میں کہتا اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔اسکی نگاہوں میں موجود سرد مہری دیکھ آغا جان پیچ وتاب کھاتے رہ گئے۔۔جبکہ اسال آغا شاہ ان کے کمرے سے نکلتا اب اپنے کمرے سے نکلتے اب اپنے کمرے کی سمت بڑھا

!!۔۔

★★★★★★★★★★★★★

بب بدر عالم!!تت تم یہاں!!مم مجھے یہاں کیوں لائے ہو تم؟؟""اسکا" قریب آنا ہی تھا کہ خوبصورت سیاہ جھیل سی آنکھوں میں خوف تیرنے لگا۔

وہ سہم کر محتاط سے انداز میں پیچھے ہونے لگی۔

پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھے بدر عالم کی سبز آنکھوں میں تکلیف کی ہلکی سی لہر دوڑی تھی۔تو مطلب وہ اس سے اپنی عزت کے خوف میں مبتلا تھی۔دل نے گہری آہ بھری تھی۔لبوں پر مبہم سی زخمی مسکراہٹ ایک پل کیلئے نمودار ہوئی۔۔

گھبرائیں مت روپ دلاور شاہ!! بدر عالم شاہ آپ کی عزت کا محافظ ہے"
لٹیرا نہیں!!"اسنے جس قدر نرم لہجے میں نظریں جھکا کر کہا تھا روپ کو خود
بخود شرمندگی سی ہونے لگی۔۔

نن نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا!!"پسینے سے تر، خوف سے سہما ہوا معصوم"
سا چہرہ!! ماتھے اور دائیں گال پر چپکے سیاہ شبنم کی اوس کی مانند خوبصورت
بال!! دائی آنکھیں کے نیچے موجود وہ گہرہ سیاہ تل جو آج بھی روپ شاہ کے
خوف سے سہم گیا تھا۔۔

بدر عالم کو شدت سے احساس ہوا کہ اسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔!!
"!! بلکل بھی نہیں

شش شایان کہاں ہیں؟"روپ کا غیر معمولی انداز بدر عالم کو گہری تکلیف"
پہنچا رہا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا یہ سب وہ اسے باور کروانے کے لئے بول رہی
تھی۔۔

بس کر دیں روپ!! کیوں اپنے لبوں سے کسی دوسرے کا نام لے کر اس"
"!! اجڑے ہوئے عاشق کو بار بار مارتی ہیں آپ

زخمی سرخ آنکھوں میں گہرے سائے سے تیرنے لگے تھے!! چہرے کی سرخائی اسکے کرب کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہی تھی۔۔

روپ نے گھبرا کر آنکھیں میچی!! وجود اب سردی کی شدت سے لرزنے لگا تھا۔۔

آپ بس کر دیں بدر عالم شاہ!! ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ کی یہ بیہودہ" باتیں مجھے قطعی اچھی نہیں لگتی!! اور کچھ نہیں تو اپنی اور میری عمر کا ہی لحاظ
"!! رکھ لیں

دھندلائی نگاہوں سمیت بدر عالم شاہ کے عکس کو دیکھتے وہ نظریں فرش پر گاڑھ گئی!!

میں نے تو بس ہی کر دی ہے روپ!! آپ کب کر رہی ہیں بس!!" اسکے لہجے میں وہی امنگ وہی آس کے جگنوں آباد تھے۔ جو ایک سال پہلے بھی روپ دلاور شاہ محسوس کر لیتی تھی۔۔

زبان سنبھال کر بولیں عالم!! شادی کر لیں وقت پر آپ کے ذہن پر برا اثر" پڑتا جا رہا ہے!!" وہ جھنجھلا ہی تو گئی تھی مدت کے بعد اس سے سامنا ہوا تھا اور آج بھی اس ظالم کی نظریں اسے اپنے وجود پر نصب ہوتی محسوس ہوتی تھیں۔

مگر ان نظروں کی تپش میں وہ شدت وہ غلاظت وہ کبھی چاہ کر بھی نہیں ڈھونڈ پائی تھی کہ وہ اسے دھتکار دیتی۔۔!!

ان شاءاللہ آپ کی دعا رہی تو جلد شادی ہو جائے گی!!" وہ مبہم سا" مسکرایا!! نظریں اس پری پیکر پر اب تک گڑھی ہوئی تھی۔ سب کچھ سوچ لیا تھا اسنے!! اب بس اسے روپ دلاور شاہ کو اس گھٹیا شخص کے نام سے آزاد کروانا تھا اور پھر باقی کا کام اسال آغا شاہ کا تھا!!"

مجھے گھر جانا ہے!!"بدر عالم کے یوں موضوع بدلنے پر وہ مچل کر بولی تھی

--

بدر نے سیاہ شال اتارتے اسکے گرد اوڑھائی!!تو روپ کے وجود میں

!!کپکپاہٹ سی دوڑی

میری نظریں آپ کو بہت گہری طرح جانچتی ہیں روپ!!اور میں نہیں"
چاہتا کہ شادی سے پہلے میں ایسا ویسا کچھ کروں!!تو میرے سامنے آئندہ
"!!شال سے خود کو ڈھک کر رکھیے گا
اسکا اطمینان یونہی قائم تھا۔جبکہ اسکے لفظوں کی خوبصورتی اور یکبارگی پر
روپ نے حیرت واستعجاب سے اسے گھورا تھا۔
!جو اسکے چہرے کے رنگوں کو دیکھ ہلکا سا ہنسا
اسال آغا شاہ نے بھیجا ہے آپ بات کر لیں ان سے!!"موبائل فون"
'!!پاکٹ سے نکالتے اسنے روپ کی طرف بڑھایا
جس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل فون تھاما تھا۔

ایک آخری نگاہ اس پری پیکر پر ڈالتے وہ باہر نکل آیا جبکہ روپ اب اسال آغا شاہ کی کال اٹھائے اس سے بات کرنے لگی۔۔

★★★★★★★★★★★★

محمل!!"دو سے تین بار دروازہ ناک کرنے کے باوجود بھی دروازہ نہیں کھلا تھا۔اسال آغا کے ماتھے پر ایک ساتھ ڈھیروں بل سمٹے!!"سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے اسنے ناب پر ہاتھ رکھتے اسے گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔

اسے حیرت ہوئی کیونکہ وہ جاتے وقت محمل سے کہہ کر گیا تھا کہ وہ دروازہ بند رکھے!! سر جھٹکتے وہ اندر داخل ہوا۔ایک بار پھر سے اسے آواز دی!! مگر جواب ناں آنے پر اسال کے بیڈ کی طرف اٹھتے قدم ایک پل کو تھمے تھے۔۔

پورے کمرے پر طائرانہ نگاہ دوڑائے وہ شال کندھوں سے اتارتے بیڈ پر رکھتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔جو کہ حالی تھا۔کچھ سوچ کر وہ سٹڈی روم میں گیا شاید وہ وہاں ہو!! مگر محمل وہاں بھی نہیں تھی اور اب اسال آغا شاہ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات سمٹے۔۔

لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ تیزی سے اپنے کمرے سے باہر نکلا!!اب اسکا رخ نفیسہ شاہ کے کمرے کی طرف تھا کیونکہ پوری شاہ حویلی میں صرف وہی تھیں جو یہ بات جانتی تھی کہ اس رات محمل حویلی سے بھاگی تھی!!

تنے چہرے سمیت وہ بھاگنے کے سے انداز میں آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

دروازہ کھولتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔۔معانفیسہ شاہ کے بے دردی سے دھکہ دینے کے سبب محمل اوندھے منہ پیچھے کو گرنے لگی تھی!اسال نے ہڑبڑا کر آگے بڑھتے اسے گرنے سے بچایا۔۔

کمرے میں ایک طرف سر جھکائے دو ملازمین کھڑی تھیں۔ثمینہ شاہ بھی لب بھینچ کر کھڑی تھیں!!جبکہ نفیسہ شاہ کے چہرے پر خون اترا پڑا تھا۔۔

اماں سائیں!!"دونوں شانوں سے اسے تھامتے وہ اسکے ماتھے پر گہرہ زخم" دیکھ کر بے یقینی اور کرب سے بولا تھا۔شانوں سے نیچے ڈھلکتے آنچل کو تیزی سے اس نازک محملی وجود پر برابر کرتے اسنے استحقاق سے محمل کو سینے میں بھینچ ڈالا۔۔

جو رونے کی شدت سے ہلکی ہلکی کپکپا رہی تھی۔

"!!اسال نے زخمی شکوہ کناں نگاہوں سے اپنی اماں سائیں کو دیکھا

مجھے آپ سے اس کی امید ہر گز نہیں تھی!!"کیا کچھ نہیں تھا اسکے لہجے"

میں!!کرب، شکوہ، تاسف، ناراضگی!!نفیسہ شاہ نے بھیگی آنکھیں اُٹھائے

اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا۔

مجھے بھی تم سے اس کی امید ہر گز نہیں تھا سردار اسال آغا شاہ!!تم نے"

"!! ایک کل کی آئی لڑکی کیلئے اپنی بہن کے گھر کو تباہ کر دیا

مٹھیاں بھینچتے وہ تکلیف اور کرب بھرے لہجے میں بولی تھی لہجے میں محمل

قریشی کیلئے صرف اور صرف نفرت تھی۔۔

یہ کل کی آئی لڑکی میری بیوی ہے اماں سائیں!!"جتاتے ہوئے سے لہجے"

میں کہتے اس نے پیچھے کھڑی ملازمین کو سپاٹ نگاہوں سے دیکھا انہیں انگلی

کے اشارے سے باہر نکلنے کا کہا۔

!!جو گھبرا کر فورا اسکے اشارے پر باہر نکلی تھیں

بیوی!! دانت پیس کر کہتی وہ خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی!! "بیوی" ہوتی تو یوں راتورات تمہاری عزت کی دھجیاں اڑا کر حویلی کی دہلیز ناں پھلانگتی اسال آغا شاہ!! بیوی نہیں ہے یہ تمہاری!! بلکہ سودے میں آئی ایک عورت ہے جو صرف تمہارے وارث تمہاری اولاد کو اس دنیا میں لانے کا ذریعہ بنے گی اس لڑکی کا ناں تو ہماری حویلی سے اور ناں ہی تم سے کوئی تعلق ہے!!

نفیسہ شاہ کی نفرت بھری آواز پر محمل نے اذیت سے لب کاٹتے آنکھیں میچی تھی اتنی ذلت اتنی تضحیک!! وہ باعتماد لڑکی تو حویلی کے ملازموں تک سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ جس طرح سے اسے کمرے سے زبردستی گھسیٹ کر لایا گیا تھا اور اس پر متضاد نفیسہ شاہ کا ظلم ____!"

"میں نے شوق سے نکاح نہیں کیا تھا اماں سائیں!! نکاح کا مطلب نکاح ہی ہوتا ہے!! اور اب اگر یہ رشتہ جڑ چکا ہے۔ تو صدا قائم رہے گا۔ کسی کے بھی

کہنے سے میں ناں تو آج اپنی بیوی کو چھوڑوں گا ناں ہی آئندہ کبھی!! یہ بات
"!!آپ سب ذہن نشین کر لیں

سرد نگاہوں سے ایک نظر اپنی چچی کو دیکھ اسال آغا نے اپنی ماں کو دیکھتے
پر سکون سے لہجے میں کہا تھا۔ جن کا چہرہ دھواں چھوڑنے لگا بس نہیں چل رہا
! تھا کہ وہ اسال کے ساتھ چپکی اس مکار لڑکی کو جان سے مار دیتی

تو پھر تم بھی سن لو سردار اسال آغا شاہ!! یہ گھٹیا لڑکی کبھی بھی میری بہو"
نہیں بن سکتی ناں آج ناں آئندہ کبھی بھی!! اور اگر میری بیٹی کا گھر اجڑا تو
"!!اب کی بار تم مجھے بھی کھو دو گے

سرخ نگاہوں سمیت اسے دیکھتی وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے سرد لہجے میں
بولتی تن فن کرتے کمرے سے نکلی تھی۔

اسال نے بے بسی سے آنکھیں میچ ڈالیں تھی۔۔جانے کیا لکھا تھا اس کی
قسمت میں۔۔گہری سانس بھرتے اسنے لمحوں میں خود کو پر سکون کیا!!

اپنے سینے سے لگی محمل کے گرد اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار بنائے اسے ساتھ لگائے کمرے سے باہر نکلا۔

★★★★★★★★★★★★

کچھ ہوش ہے آپ کو ضرار پاشا خان!! آپ میرے یعنی اپنے داجان کے فیصلے پر یوں تن کر کھڑے ہیں!! کس سے پوچھ کر آپ کے زارون سکندر خان کے سامنے آواز اونچی کی!!"

داجان کا لہجہ ہر تاثر سے عاری تھا۔ سرد نظروں سے ضرار پاشا خان کو دیکھتے وہ بپھر کر بولے تھے۔

گل مینے خان "کا بھائی ہونے کے ناطے داجان!! آپ کے بجا سوچے " سمجھے میری معصوم بہن اس آدمی کے حوالے کر دی۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ زارون سکندر خان ایک خان ہوتے ہوئے بھی جگہ جگہ منہ مارتے پھر رہے ہیں!!

ضرار!!زبان کو لگام دو اپنی!!میں چپ ہوں تو اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں"
"!!کہ تمہارا جو دل میں آئے وہ کہو گے!!بھولو مت میں کون ہوں

زارون سکندر خان نے طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے ہوئے غرا کر کہا تھا ۔اگر بڑوں کا لحاظ ناں ہوتا تو اس وقت تک وہ ضرار پاشا خان کا نقشہ بگاڑ چکا
"!ہوتا

ہنہہ!!تو تم بھی مت بھولو کہ جس لڑکی سے تم نے نکاح کیا ہے وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں!!ضرار پاشا خان کی بہن ہے!!اور میں قطعی اجازت نہیں دوں گا تمہیں یا پھر کسی کو بھی کہ وہ میری بہن کے ساتھ ناانصافی
"!!کرے

اس کا اشارہ انعم سعید کی طرف تھا۔زارون سکندر پیچ و تاب کھاتے رہ گیا۔۔ آخر ہو کیا گیا ہے آپ کو ضرار!!"داجان نے اسے پھر سے ٹوکا تھا۔۔مجھے" کیا ہوا ہے آغا جان!!اس سے پوچھیں اسے کیا ہوا ہے!!یہ شخص خود کو خان
"!!کہتا ہے اور جانتے ہیں آپ یہ کیا کرتا پھر رہا ہے

ضرار پاشا خان کی دھاڑ گونجی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زارون سکندر خان کو آگ لگا کر رکھ دے !!

"!!کیا کر رہا ہے زارون بتاو ہمیں !!کس بات پر تم اتنا برس رہا ہے"

غصیلی نگاہوں سمیت اپنے پوتے کو گھورتے وہ تنک کر دو بدو بولے !!

اس جمعے کو یہ محترم "انعم سعید" سے نکاح کرنے والے ہیں پوچھیں ان سے یہ جھوٹ ہے یا سچ"!!

ضرار پاشا خان کے سرد لہجے میں کیے گئے انکشاف پر داجان اور اسفند یار خان نے بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے "زارون سکندر خان" کو دیکھا !!

جو بے ساختہ ہی سر جھکا گیا تھا !!ضرار پاشا خان "بھلا کیسے اتنا سب کچھ جانتا تھا اگر جانتا بھی تھا تو اسے یہ کیوں نہیں معلوم تھا کہ گل مینے خان کا زارون سکندر خان سے نکاح ہو گیا ہے"!!

زارون سکندر خان سر جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

مجھے ہر گز بھی امید نہیں تھی کہ میرے ہی گھر میں میری ہی بہن محفوظ "
نہیں!! مجھے تو بس زارون سکندر خان کے اوچھے ہتھکنڈوں کا علم تھا وہ ایک
کریکٹر لیس لڑکی کے پیچھے کس حد تک جاتا ہے میں بس یہ دیکھنا چاہتا تھا مگر
مجھے یہ ہر گز علم نہیں تھا آپ سب بڑے میری معصوم بہن پر ایسا ظلم
"!ڈھائیں گے؟

ضرار پاشا خان کے تاسف آمیز لہجے پر زارون سکندر خان نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔انعم سعید کو یوں اسکا کریکٹر لیس کہنا اسے ہر گز پسند نہیں آیا تھا۔ مگر وہ خاموشی سے لب بھینچ گیا۔۔

زارون سکندر خان کیا یہ سچ ہے؟!" داجان کی سرد آواز پر زارون نے "
گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔یہ سوچے بغیر کہ اسکی حامی پر
اب ایک نیا طوفان سر اٹھائے کھڑا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

دکھاؤ مجھے!! جب منع کیا تھا میں نے کہ دروازہ مت کھولنا تو کیوں کھولا تم نے!!" وہ روئی میں دوا لگائے اسکے ماتھے پر آئی گہری چوٹ پر رکھتا غصے اور خفگی سے سیاہ آنکھیں پھیلا کر بولا تھا۔۔

محمل لب سیے خاموشی سے اسے بولتا دیکھ رہی تھی۔اسکی آنکھیں بہت پرکشش تھی، خاص طور پر گھنی بھنویں جو اسے سب سے الگ بناتی تھی۔ محمل نے پہلی بار اسے قریب سے اور غور سے دیکھا تھا۔دل نے اعتراف کیا تو وہ سر جھٹک کر نظریں پھیر گئی۔

میں نے نہیں کھولا!! ملازماؤں نے کھولا تھا چابی سے!!" کہتے ہوئے اسکا لہجہ روندھ سا گیا!! آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی موٹے موٹے آنسوں سمٹ آئے تھے۔

نیلے شفاف کانچ کے ڈوروں میں ٹھہری شبنم اس پر متضاد آنکھوں کے نیچے چھاتی سرخیاں اسال نے گہری سانس بھرتے خود کو کمپوز کیا۔

مجھے تو لگا تھا تم بہت بہادر ہو!! پھر کیسے یہ چوٹ کھالی!!" وہ سر جھٹک کر"
کہتے ہوئے ہنس پڑا۔ محمل کے چہرے پر سفیدی کی رمک بڑھی۔
بہادر لوگ!! ماؤں سے مقابلہ نہیں کرتے!! بڑی بی بی نے جو بھی کیا اپنی"
بیٹی کے غم میں کیا شاید آج میری ماں ہوتی اور ہم اتنے ہی امیر ہوتے تو وہ
"! بھی ایسا ہی کچھ کرتی
مدہم سے لہجے میں گھلتی نمی پر اسال آغا شاہ نے لب بھینچ ڈالے تھے۔
ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی محمل!! شاید وہ ضرورت سے زیادہ سوچ رہا تھا۔
اسے اپنا آپ گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا۔
تیزی سے ہاتھ چلاتے اسنے بینڈج کھولتے اسکے ماتھے کے زخم پر لگائی۔۔
محمل اب پھر سے اسے دیکھ رہی تھی چند قدموں کے فاصلے پر بیٹھا وہ شاہانہ"
"سردار!! ہر طرح سے مکمل مگر اندر سے ادھورا ایک کھوکھلا مرد۔۔
"!! سردار سائیں"

محمل کی آواز پر اسال نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی شاید!!"

ہمم!! کہو۔۔کیا ہوا!!"فرسٹ ایڈ باکس بند کرتے اسنے متفکرانہ انداز" میں پوچھا۔تو محمل کو ہمت ملی۔

ضرار پاشا خان" واپس آجائے گا کل!! مجھے یقین ہے وہ مجھے ہی ڈھونڈے" گا سب سے پہلے!! اگر وہ یہاں آئے تو کیا آپ مجھے واپس کر دیں گے ان کے پاس!!" محمل کے لہجے میں التجا تھی،ڈر اور خوف بھی تھا جیسے وہ انکار کر دے گا مگر اسکا اچھار ویہ کہیں ناں کہیں اسے یقین دلا رہا تھا کہ ہاں وہ چھوڑ "دے گا اسے۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا محمل!! اگر تو تمہیں حویلی والوں یا آغا جان کا خوف ہے" تو یہ سردار تمہیں زبان دیتا ہے تم آخری سانس تک اس سید زادے کی بیوی رہو گی!! میرے لئے عورت عورت ہے!! امیر غریب،برتر یا کمتر نہیں!!

جس خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے اس نے سب کو ایک ہی مٹی سے بنایا ہے۔ تو بھلا کون امیر اور کون غریب!!"

محمل یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکے لفظ کتنی ساحرانہ کشش رکھتے تھے۔

وہ کتنا الگ تھا اپنے ہی خاندان والوں سے!! کیا وہ سچ کہہ رہا تھا یا پھر یہ اس کا بچھایا گیا کوئی جال تھا۔۔ اسے زیر کرنے کا۔۔ دل و دماغ میں الگ ہی جنگ چھڑ چکی تھی۔ مگر وہ بس اسے سن رہی تھی بغور!! ایک ایک لفظ

"وہ لڑکا اگر سچ میں تم سے محبت کا دعویدار ہے تو پھر وہ سیدھا مجھ تک آئے گا!! ایک مرد کے طرح اپنی محبت کا حساب مانگے گا۔۔ ڈٹ کر مقابلہ کرے گا جیسا ہر باوفا مرد کرتا ہے!! وہ ہلکا سا ہنسا تھا! عنابی ہونٹوں کی مسکان بہت دلفریب تھی۔

اور اگر وہ روایتوں میں جکڑا ہوا ایک خان نکلا!! جیسا کہ ہر مرد ہوتا ہے!!"

چاہے وہ خان ہو یا پھر شاہ یا کوئی اور!! تو وہ اپنی عزت کے بدلے عزت کا سودا کرے گا!! محبت کا نہیں!!"

اسال آغا شاہ کے آخری لفظ جس قدر سخت تھے اسی قدر سچے بھی تھے۔۔

مرد کی محبت چاہے جتنی بھی پر اثر ہو وہ اپنی ہار تسلیم نہیں کر سکتی!!اس کے نزدیک محبت کرنے کا حق صرف اسے ہے جیسے فیصلہ کرنے کا حق اسے ہوتا ہے!!

اگر عورت اسے میسر ناں آئے تو وہ محبت بھول جاتا ہے وہ بات عزت پر لے آتا ہے اور محبت کرنے والے عزتوں پر بری نگاہ نہیں ڈالا کرتے!!چاہے پھر وہ کسی دشمن کی ہی کیوں ناں ہو!!"

"تو مطلب میں ہاں سمجھوں!!" وہ اٹھنے لگا تو محمل نے بے اختیار اسکا سرخ و سفید ہاتھ تھام لیا تھا۔

دھڑکتے دل سے نیلی آنکھیں اسی پر ٹکائے بیٹھی وہ دلکش حسینہ!!اسے وہ بلکل اپنا عکس لگ رہی تھی۔"محبت کی ماری"

اسنے پلٹ کر محمل قریشی کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں بھینچا!!اسکے ہاتھوں کی حدت پر محمل کے گال دہکے!! محمل قریشی کیلئے اسکے باپ کے بعد وہ پہلا مرد تھا جو اسے یوں چھو رہا تھا۔

"!!عزت کے ساتھ

اسال نے جھک کر اپنی بوجھل سانسیں ان جھکی پلکوں پر چھوڑی تھی۔جب اسکی کلون کی تیز مہک اپنی سانسوں میں گھلتی محسوس کرتے محمل نے زور !!سے آنکھیں میچ لیں

"اگر تمہاری محبت!!ایک بار بھی اس دہلیز پر تمہاری طلبگار بن کر آئی تو میرا وعدہ ہے تم سے!!میں اسی وقت تمہیں آزاد کر دوں گا۔۔بس شرط یہ ہے !!کہ وہ محبت کیلئے آئے!!بدلے کیلئے نہیں

اسال آغا شاہ نے بغور اس کے حسین چہرے کو دیکھتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر پر سکون سے انداز میں کہا تھا۔کہ محمل خوشی اور سکون سے گہرے سانس بھرنے لگی۔

دل میں ایک سکون کی لہر دوڑی تھی۔ جیسے یقین ہو وہ محبت کیلئے ضرور آئے گا!!"

اگر وہ ناں لوٹا تو تم واپسی بھول جانا" محمل اسال آغا شاہ" میں خود سے جڑی" چیزوں کیلئے بہت پاگل ہوں۔ دعا کرو کہ تم ان میں سے ایک ناں بن جاؤ !!"

گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے تیزی سے اسکے ہاتھوں کو چھوڑا تھا۔ جواب ہلکی سی آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اسکی ادا پر ناچاہتے ہوئے بھی ہنسا اور سر جھٹک کر دروازے پر ہوتی دستک پر دروازے سے باہر نکل گیا۔

عجیب!"" محمل قریشی اس عجیب انسان کو سوچتی رہ گئی وہ واقعی سب"" مردوں سے الگ تھا اسی لئے تو وہ عجیب تھا!!

★★★★★★★★★★★★

اوئے بدبخت کے بچے تمہیں شرم نہیں آئی!!ایک خان ہوتے ہوئے بھی"
یہ سب کرتے ہو تم!!"داجان کی گرج دار آواز پر پورے مردان خانے
میں سناٹا چھا گیا۔
ہر کوئی زارون سکندر خان کو گھور کر دیکھ رہا تھا تو جواب سر شرمندگی سے
جھکائے بیٹھا تھا۔
بتیس سال کے مرد ہو تم زارون سکندر خان'کوئی چھوٹے دودھ پیتے بچے"
"!!نہیں
!!وہ پھر سے گرجے تھے
داجان!!میں نے چھ ماہ پہلے ہی آپ کو اپنی پسندیدگی کا بتایا تھا!!اس لڑکی"
سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں آپ سب کو منا کر اس سے شادی کروں گا!!
"!!ایک خان اپنے وعدے سے کبھی نہیں مکرتا
زارون سکندر نے بدک کر کہا تو اسفندیار خان نے غصے سے بیٹے کو گھورا۔
"!!جبکہ ضرار پاشا تو آگ بگولہ ہوا بیٹھا تھا

"!!تو ٹھیک ہے تم اپنا وعدہ نبھاؤ!! اور گل بینے خان کو طلاق دے دو

داجان نے پر سکون سے لہجے میں کہا تھا جیسے اسکا جواب وہ پہلے سے جانتے

"!!ہوں

داجان "گل بینے خان "بیوی ہے میری۔۔میں اسے کسی بھی قیمت پر نہیں"

چھوڑ سکتا!" وہ پہلوں بدلتے صاف گوئی سے بولا تو ضرار کی آنکھوں میں

سرخی تیزی سے پھیلی۔۔

لعنت ہو تم پر سکندر خان "تم سردار بن گیا پورے قبیلے اور گاؤں کا۔۔!!"

!!مگر عقل ایک ذرا نہیں تم میں

اگر گل کو نہیں چھوڑو گے تو زبان دو اپنی کہ اس عورت کو چھوڑ دو گے"

"!!تم

داجان کی بات پر زارون سکندر نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔درد کی شدت

سے اسے اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ مر جائے گی داجان!!" وہ کراہ پڑا تھا۔اسکی انداز پر ضرار کا قہقہ بلند ہوا۔۔ جس پر زارون سکندر خان نے خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

وہ نہیں مرے گی سکندر خان "فکر مت کرو تمہارے سوا اور بھی بہت ہیں"

"!!کوئی ایک سنبھال لے گا اسے

ضرار پاشا نے دائی آنکھ ونک کرتے جس انداز سے کہا تھا زارون سکندر خان کا ضبط جواب دے گیا وہ ایک دم سے اٹھا اسے گریبان سے جکڑتے وہ بس اسے مارنے کے در پر تھا۔۔

زارون!!" داجان گرجے تھے اس پر۔۔ جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے ہوئے تھے۔

بس داجان فیصلہ ہو گیا ہے۔۔ گل اب اس گھٹیا خان کے کمرے میں کبھی" نہیں جائے گی!!اگر یہ اسے طلاق نہیں دے گا تو میں اسے خلع دلوالوں گا "!۔۔ مگر ایسے دوغلے انسان کے ساتھ اپنی بہن کو ہر گز نہیں باندھوں گا

ضرار نے ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اس کی گرفت سے چھڑایا تھا۔

ٹھیک کہہ رہے ہو تم ضرار!! ایسا ہی ہو گا اب!!" اسفند یار خان نے بھتیجے" کی ہاں میں ہاں ملائی تھی جبکہ زارون سکندر خان ان سبھی کو زخمی شیر کی طرح دیکھتا تن فن کرتے مردان خانے سے نکلا۔

ٹھہرو ضرار!!" ضرار مڑا تو داجان نے اسے روکا۔

اسنے مڑتے استفہامیہ نگاہوں سے داجان کو دیکھا۔ جنہوں نے رحیم کو آواز دی۔۔ تو ضرار کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے۔۔

تھوڑی ہی دیر میں نعمت دلاور شاہ اپنی چھ ماہ کی بچی سمیت اس کے سامنے تھی ۔ تو مطلب وہ اندر سیدھا آغا جان کے پاس گئی تھی یقیناً وہ انہیں سب کچھ بتا چکی تھی۔۔ اور اب اسے شدت سے زارون کی بجائے نعمت پر غصہ آ رہا تھا۔

کون ہے یہ لڑکی پاشا!!" داجان نے سرد لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا" ۔ جبکہ نعمت تو اس وحشی کی نظریں خود پر پاتے اب سچ میں ڈر رہی تھی۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے اب واضع ہونے لگے تھے۔۔

محمل قریشی کی نند ہے یہ آغا جان!!" وہ جانتا تھا کہ محترمہ انہیں سب کچھ "
"!! بتا چکی ہو گی مگر پھر بھی اس نے جتانا لازم سمجھا کہ وہ ڈھیٹ ہے
ماڑا تم کون سا اچھا نکلا خان!! بدبخت خدا کی لعنت ہو تم پر ضرار پاشا خان!""
!! ایک بیوہ چھ ماہ کی بیٹی کی ماں سے شادی منا کر تم کہتا ہے وہ محمل کی نند ہے
ضرار ان کے سخت لہجے پر سر جھکا گیا تھا۔ جانتا تھا اسکے دا جان عورتوں پر ظلم
کے سخت خلاف ہیں۔۔
اب کیا کرے گا تم!" وہ غصے میں اپنی پٹھانی زبان میں اس سے باز پرس"
کرنے لگے۔ جبکہ نعمت تو ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی جو کسی کے سامنے یوں
شریف بنا کھڑا تھا۔
غنڈہ ہنہہ!!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔ اتنی ہمت تو اسے آنی ہی تھی اب"
یقین جو ہو چلا تھا کہ وہ واپس جا سکتی تھی۔
بے اختیار اسنے نور کو چوم ڈالا تھا خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی
۔۔

ترچھی نظریں اسکے دہکتے چہرے پر گاڑھے کھڑے ضرار پاشا خان نے

"!!دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ ڈالی تھیں

کرنا کیا ہے داجان!!اسکا بھائی آئے گا اور اگر اسے اپنی بہن چاہیے تو محمل"

"!!کو واپس کرے گا

اسنے کندھے اچکا کر صاف گوئی سے اپنا مدعا بیان کیا یعنی آنا اسال آغا شاہ کو

اس تک تھاناں کے وہ اسکے پاس جانے والا تھا۔۔

کیا کرے گا تم محمل کا پھر!!"داجان اپنے پوتوں کی رگ رگ سے واقف"

تھے۔۔ظاہر ہے ان کے سامنے پلے بڑھے تھے۔۔

میری محبت اور رشتے کو ٹھکرا کر اس نے دباؤ میں ہی سہی مگر میری عزت "

کو روندھا ہے داجان!!اسے واپس لائیں اور قبیلے کے کسی بھی لڑکے سے اس

"!!کی شادی کر دیں بس میں یہی چاہتا ہوں

اسکا ٹھنڈہ ٹھار لہجہ داجان کی آنکھوں میں آگ کی مانند برس پڑا تھا۔

واہ شاباش اے خان "مطلب تم اپنے داجان کو بتائے گا کہ اسے کیا کرنا" ہے!! جس لڑکی کی تم بات کر رہا ہے وہ میری نواسی ہے!! کوئی بھیڑ بکری نہیں۔۔ماڑا تم نے اپنی عزت کا بدلہ لے لیا۔اب فیصلہ ہم کرے گا!! تب تک تم اس بچی سے دور رہے گا!! اسفندیار خان جاؤ اس بچی کو عزت سے "!! زنان خانے میں چھوڑ کر آؤ

"!! خیال رہے حویلی میں کوئی اس کے ساتھ بد تہذیبی ناں کرے

ان کا لہجہ دوٹوک تھا۔ضرار تو کچھ اور ہی سوچ کر اسے یہاں لایا تھا اب کھیل پلٹتا دیکھ وہ دانت پیستے رہ گیا۔۔

آپ کا بہت شکریہ داجان!! "نعمت نے بھیگی نگاہوں سے اس شفیق " انسان کو دیکھ کر کہا تھا۔جو ہلکا سا ہنستے سر کو جنبش دے گئے۔۔

ضرار پاشا وہاں سے جا چکا تھا۔۔داجان نے پاس کھڑی رحیم کو قریب بلایا۔۔

رحیم جاؤ شاہ حویلی میں ! ! سردار اسال آغا شاہ کے پاس جاؤ ! ! اُنہیں کہو کہ "
میں نے بلایا ہے ان سے بات کرنی ہے ان کی بہن ہماری حویلی میں ہے۔۔ تو
"! ! جلد از جلد وہ ہم سے آکر ملیں

پر سوچ سے انداز میں کہتے وہ کسی غیر مری نقطے کو گھورنے لگے۔۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے کچھ بھی نہیں پتہ بابا سائیں مجھے وہ حرام * گالی واپس چاہیے کسی بھی"
حال میں ! ! اس حویلی میں چھوڑ کر گیا تھا میں اس کت * یا کو ! ! آخر کیسے ! !
"! ! کیسے بھاگ نکلی وہ یہاں سے

آج شعیب الہ دین شاہ کو مرے ہوئے چار دن ہو گئے تھے ! ! ان چار دنوں
میں شایان شاہ اور اسکے باپ الہ دین شاہ نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی مگر وہ
ناں تو روپ دلاور شاہ کو ڈھونڈ پائے تھے ناں ہی وہ جرگہ بٹھا پائے تھے۔۔
کیونکہ ان کا مد مقابل کوئی عام شخص نہیں "سردار اسال آغا شاہ" تھا جو
! ! دشمنوں کو وار کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا

اس لڑکی کی اتنی ہمت ہر گز نہیں شایان کی وہ یہاں سے بھاگتی!! یہ ضرور"
اسے حرام *گالی بھائی کا کام ہے!!"تڑخ کر کہتے الہ دین شاہ نے خون آشام
!! نگاہوں سے غیر مری نقطے کو گھورتے ہوئے کہا۔
ایک بار ہتھے چڑھ جائے اسکی چمڑی ناں ادھیڑ ڈالی تو میرا نام بھی شایان شاہ"
نہیں!!" شایان کا تو غصے اور نفرت سے برا حال ہوا پڑا تھا۔۔
کل جرگہ بیٹھے گا شایان!! بڑی کوششوں کے بعد یہ پنچایت رکھی گئی ہے"
!! میں اپنے بیٹے کے خونی کو کڑی سے کڑی سزا دینا چاہتا ہوں!! تم نے بس
"!! اپنی زبان بند رکھنی ہے باقی میں سنبھال لوں گا
الہ دین شاہ نے اس بار سرد و سپاٹ لہجے میں گویا اسے حکم دے ڈالا تھا جبکہ وہ
"!! خود کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔کچھ بہت بڑا سوچتے

★★★★★★★★★★★★

رات کی گہری تاریکی میں وہ ایک سرد نگاہ چاروں اطراف ڈالے بھاری
قدموں سمیت عجلت بھرے انداز میں مہمان خانے کی سمت بڑھ رہا تھا۔۔

ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اس کی نظریں چاروں اطراف کا بھرپور جائزہ لے رہی تھیں۔!!

دروازہ کھٹکھٹانا بے وقوفی تھی اور ضرار پاشا خان بے وقوف ہر گز نہیں تھا!! چابی سے دروازہ بآسانی کھولتا وہ ملگجے سے اندھیرے میں کمرے میں داخل ہوا!!"

پشت پر دونوں ہاتھ باندھے کچھ لمحے ٹھہر کر اس نے سامنے لگی چارپائی پر موجود وجود پر ایک سرد نگاہ ڈالی!! اور پھر ایک طرف کاٹ میں سوئی ہوئی نور کو دیکھ وہ بھاری قدموں سمیت اب چارپائی کی سمت بڑھا!!

چونکہ خواتین مہمان کا حویلی میں کم ہی آنا ہوتا تھا تو اسی لئے ایک چھوٹا سا خوبصورت کمرہ وقتی طور پر نعمت اور نور کے لئے تیار کر دیا گیا تھا۔۔ حریم پیپر سے فارغ ہو کر آئی تو کافی دیر تک نور سے کھیلتی رہی۔ بڑوں کے سوا نعمت اور ضرار کے نکاح کی خبر فل حال کسی کو نہیں تھی۔۔

.اور نعمت کو ایک مہمان بنا کر بچوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا

پر سکون سے انداز میں آگے بڑھتے وہ نعمت دلاور شاہ کے نازک وجود پر"
!!ایک نگاہ ڈالے اب سکون سے اسکی چھوڑی جگہ پر پشت کے بل لیٹا
مردان خانے سے نکلنے کے بعد وہ سیدھا فارم ہاؤس چلا گیا تھا۔۔کیونکہ
ڈیرے پر زارون خان کی آمد یقینی تھی اور وہ اس سے جھگڑ کر بنی بات بگاڑنا
نہیں چاہتا تھا۔۔
معا اسنے گردن موڑے خواب خرگوش کے مزے لوٹتی اس لڑکی کو قہر"
بھری نظروں سے دیکھا۔بھاری ہاتھ نعمت دلاور شاہ کی پشت پر پھیرتے
اسنے لمحوں میں کروٹ بدلی کچھ اس طرح سے کے کمبل کندھوں تک تانے
لیٹی وہ کانچ سی گڑیا اپنی تمام تر خشر ثامانیوں کے ساتھ اسکے سامنے تھی۔۔
سفید دودھیا گردن!!جو موم بتیوں کی ہلکی سے روشنی میں کافی واضح دکھ
رہی تھی۔دوپٹہ وہ اختیاطا نکال کر سوئی تھی!!کیچر کی قید سے آزاد بال،جو
زیادہ لمبے نہیں تھے!!مگر ان کی دلفریب مہک کسی بھی مرد کے اعصاب کو
"جھنجھوڑ سکتی تھی۔جیسے کہ "ضرار پاشا خان

آنکھوں میں اترتی سرخائی اور حق ملکیت کے احساس کو اسنے بڑی مشکلوں سے دبایا تھا۔۔

انگلیاں اسکی گردن کی پشت پر ٹریس کرتے وہ اپنے پر سکون سے انداز میں " اسکے نازک وجود کو کمبل سے آزاد کر چکا تھا۔۔

وہ جو کافی دنوں کے بعد سکون سے سوئی تھی۔اب کافی دیر سے اپنے وجود پر کچھ رینگنے کا احساس ہوتے ہی اسکی نیند میں حلل پڑا!! ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹ آئے۔۔جب اچانک اب کسی کی آگ کی مانند دہکتی سانسیں اسے گردن سے سفر کرتی محسوس ہوئی۔۔

سیاہ آنکھوں میں خوف سمیٹے وہ جھٹکے سے اٹھی گہرے سانس بھرنے لگی۔۔ ضرار پاشا خان اسکے اٹھنے کا احساس پاتے ہی سنجیدگی سے ذرا پیچھے ہٹا!! ایک ہاتھ تکیے پر جمائے اسنے دوسرے ہاتھ سے نعمت کو پلٹ کر سیدھا کیا۔۔

جواب خوف سے پھڑکتے دل سے آنکھیں بے یقینی سے پھیلائے خود پر سایہ بنے جھکے ضرار پاشا خان کو دیکھ رہی تھی۔

!!جس کی آنکھیں غصے اور سختی کے ساتھ ساتھ خمار آلود ہونے لگی تھی زندگی میں پہلی بار کسی عورت کے وہ اس قدر نزدیک ہوا تھا۔۔اسکی خوشبو نے ہی اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

جذبات اسکی نفرت اسکے غصے پر غالب طپڑتے جا رہے تھے۔۔

تو نعمت ضرار پاشا خان " واپس جانا چاہتی ہیں اپنے بھائی کے پاس.... "

ہاں!!" سنجیدگی سے پوچھتے اسنے انگلی نعمت کی شفاف پیشانی پر ٹریس کرتے اب نیچے کی طرف حرکت دینا شروع کر دی۔۔

اسکی حرکت اور اسکے لہجے میں وہ کسی سہمی ہوئی ہرنی کی مانند لرزنے لگی تھی

۔۔

کٹاؤ دار خوبصورت پنکھڑیوں کی کپکپاہٹ ضرار پاشا خان کو اپنی انگلی کے نیچے بخوبی محسوس ہوئی تھی۔۔

"!!ددد"

عرصے کے بعد کسی مرد کا لمس، کسی کی آنکھوں کی تپش نعمت کے وجود کو !! پسینے سے تر کر گئی تھی۔۔دل و دماغ میں ساحر ہارون شاہ کا عکس لہرایا وہ بھی تو اتنا ہی جنونی ہوا کرتا تھا۔۔"محبت" لفظ نعمت دلاور شاہ نے اسی شخص سے تو سیکھا تھا۔۔

سیاہ آنکھوں میں تیرتی نمی میں کسی دوسرے کا عکس ضرار پاشا خان جیسے مغرور شخص کا تلملانے پر مجبور کر گیا۔۔

غصے سے جھکتے اسنے گرجتے ہوئے اس نازک وجود پر گرفت مضبوط کی تھی

۔۔

ایک بات یاد رکھ لو نعمت !! واپسی کا سوچا بھی تو اپنے ہاتھوں سے جان لے" لوں گا میں تمہاری !! بیوی ہو تم اب میری !! ساری زندگی تمہیں اسی رشتے "!! میں رہ کر اپنے بھائی کے کئے کا حساب چکانا ہے

تلخ لفظوں سے اسکی روح تک چھلنی کرتے وہ چہرہ اس کے بالوں میں چھپا چکا تھا۔نعمت کی آنکھیں شدت سے بھیگی تھی۔۔

اسکی مزاحمت کو وہ بہت بری طرح سے رد کرتا جا رہا تھا۔

نعمت اس وحشی شخص کی قربت اسکے لمس پر بری طرح سے جھٹپٹانے لگی تھی

۔۔مگر ضرار پاشاخان کے لیے اب واپسی،اس نرم و ملائم وجود سے دوری نا ممکن ہوتی جا رہی تھی۔

اسنے سوچ سمجھ کر یہ نکاح کیا تھا۔وہ نعمت کے ذریعے اسال آغا شاہ کو تکلیف پہنچانا چاہتا تھا مگر اسے چھوڑنا ہر گز بھی نہیں۔۔

سس ساحر!!" بھیگی آنکھیں میچتے وہ گہرے سانس بھرتے بے اختیار بولی" تھی۔۔یہ قربت یہ لمس تو اسنے صرف ساحر ہارون شاہ کا ہی محسوس کیا تھا

۔۔

اس نام کو سنتے ہی ضرار پاشاخان کا سارا خمار،سارا نشہ جھاگ کی طرح اڑا تھا۔

سر اٹھائے اسنے پتھریلے تاثرات سمیت نعمت دلاور شاہ کو دیکھا۔

جو اسکی ذرا سی قربت میں نیم بے ہوش ہو چکی تھی اس پر ساحر ہارون شاہ کا نام آگ کا کام کر چکا تھا۔۔

نعمت نے بے اختیار آنکھیں کھولی۔۔سامنے والے کی نظروں سے وہ بخوبی سمجھ چکی تھی کہ اسے ساحر کا نام لیناہر گز بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔

دماغ ٹھکانے لگاؤاور خود کو تیار کر لو!!آئندہ تمہاری زبان پر یہ نام ناں "

"!!سنوں میں!!کرتا ہوں تمہارا بندوست بھی میں جلد

دانت پیستے ایک ایک لفظ کہتا وہ غصے سے اٹھا۔۔نعمت نے بھیگی آنکھیں رگڑ کر اسکی پشت کو دیکھا۔

اسکے جانے پر خدا کا شکر ادا کرتی وہ بھاگ کر بستر سے اتری۔۔تیزی سے دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے وہ پھر سے کمبل میں گھس آئی۔مگر اب نیند کی جگہ ڈر اور خوف نے لے لی تھی۔۔

ضرار پاشا خان کے ارادے ہر گز بھی نیک نہیں تھے اور وہ مر کر بھی اس وحشی انسان کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

السلام علیکم آغا جان!!"مردان خانے میں داخل ہوتے اسنے سامنے "

"!!براجمان اپنے آغا جان کو مخاطب کرتے سلام کیا

جو چار دنوں کے بعد آج اسکی شکل دیکھ غصے سے سرخ پڑتے لب بھینچ

!!گئے

وعلیکم السلام سردار صاحب!!"کرسی پر بیٹھتے اسال نے ان کے لہجے کی "

کاٹ بخوبی محسوس کی تھی۔

!!وہ لب سختی سے بھینچ گیا۔۔

آغا جان کچھ ہوا ہے کیا؟؟"سیاہ آنکھیں پھیلائے اسنے معصومیت سے "

پوچھا تو اسکے اس قدر معصوم رویے پر آغا جان کا دل چاہا کہ اسے پھولوں کا ہار

پہنا دیں۔۔

اب ہونے کو بچا ہی کیا ہے اسال آغا شاہ"سید خاندان کی عزت اور مرتبہ "

اب عام لوگوں میں جگہ جگہ رل رہا ہے اور آپ۔۔آپ کو دنیا کی فلاح سے

"فرصت نہیں!؟

ان کا لہجہ چبھتا ہوا تھا۔۔اسال نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔جو چار دنوں کا غبار اپنے اندر چھپائے بیٹھے تھے۔

"!!میں کسی کی فلاح نہیں کر رہا آغا جان بس اپنا فرض"

فرض!!تمہارے فرض میں کیا کچھ شامل ہے ذرا بتانا مجھے!!ایک معمولی"

"!!!لڑکی کے پیچھے اپنی بہن کا گھر اجاڑنا یہ ہے تمہارا فرض

آغا جان کی گرج دار آواز پر وہ سر خاموشی سے جھکا گیا۔۔

چار دنوں سے تم حویلی سے غائب ہو!!وہ لڑکی کیا کر رہی ہے تمہارے کمرے میں تمہارے بستر پر!!جس مقصد سے تمہارا نکاح کروایا تھا میں

"!!!نے۔۔وہ تم سرے سے ہی فراموش کر چکے ہو

اسال نے دھواں دھار چہرے سے انہیں سپاٹ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

ایک ضروری کام سے شہر جانا پڑا تھا آغا جان اور وہاں کچھ مسائل تھے جس"

وجہ سے میں واپس نہیں آسکا۔۔میری آپ سے درخواست ہے کہ بار بار

محمل قریشی کیلئے ایسے تضحیک آمیز الفاظ مت استعمال کریں۔۔وہ بھی ایک عورت ہے۔اور۔۔۔!"

"!!اور کیا!!ہاں!! بات پوری کرو اپنی کیا کہنا چاہتے ہو تم"

سردار اعروس شاہ کو سب کچھ منظور تھا مگر وہ یہ قطعی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ اب ان کا پوتا ایک کل کی آئی معمولی لڑکی کیلئے اپنی آواز ان کے سامنے بلند کرتا !!

اسال آغا نے بغور ان کی قہر برساتی نگاہوں میں دیکھا تھا۔ "

اسکا ایک غلط حرف محمل قریشی پر زندگی تنگ کر سکتا تھا۔کچھ سوچ کر اسنے پہلوئں بدلتے بات بنائی۔۔

اور یہ کہ وہ خان خاندان کی نواسی ہے جلد یا بدیر انہیں اس زبردستی کے سودے کو علم ہو گا۔۔! "

اسال نے انہیں معاملے کی سنگینی کا احساس دلایا۔۔مگر سامنے بیٹھا شخص کوئی عام انسان نہیں تھا جو اسکے ڈرانے پر ڈر جاتا۔۔

".!!تو ہو جائے علم!!اعروس از میر شاہ کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا "

ان کے لہجے میں غرور اور تکبر بھرا پڑا تھا۔جانے کیوں مگر اسال آغا کو ان سے خوف محسوس ہوا۔۔وہ جانتا تھا غرور اور تکبر انسان پر نہیں جچتا۔وہ تو صرف اس رب کی ردا ہے۔مگر ہم انسان زعم میں آکر خود کو دنیاوی خدا سمجھ لیتے ہیں!!اور جب اس حقیقی خدا کی پکڑ سختی اختیار کر لے تو ہمیں توبہ کا موقع تک نہیں ملتا!!"

تم میری بات سنو آغا!!"کل پنچایت بیٹھے گی!!شایان شاہ اور اسکا باپ" کتوں کی طرح تمہاری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔تم کل پنچایت نہیں جاؤ گے!!"

اعروس شاہ نے گویا اسے حکم دے ڈالا تھا جس کی آنکھوں میں خون سا اترا!!

آغا جان "مجھے ایک سردار کے تحت نہیں ایک گناہگار کے تحت پیش ہونا "
ہے۔اگر آج میں قائروں کی طرح چھپ کر بیٹھ گیا تو آنے والی ہر پنچائت
"!!میں۔۔میں کبھی بھی سر اٹھا کر کسی دوسرے کا فیصلہ نہیں کر سکوں گا
اسال نے پر سکون لہجے میں اپنا مدعا پیش کیا۔ویسے بھی اسے اپنے کئے پر رتی
برابر بھی افسوس نہیں تھا۔
تو پھر ٹھیک ہے تم ایک ہی شرط پر پنچائت میں شامل ہو گے !!"آغا جان"
نے اپنا آخری داؤ کھیلا تھا۔۔
ان کی کہی بات پر اسال آغا شاہ کے چہرے پر پتھریلے تاثرات چھائے وہ بے
یقینی سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔جواب اسکے جواب کے منتظر ہلکا سا مسکرائے
تھے۔

★★★★★★★★★★★★

دروازہ کھلنے کی آواز پر محمل نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی !!دل میں اب تک
خوف اور ڈر قائم تھا۔!!کیونکہ چار دنوں سے اسال آغا شاہ حویلی سے غائب

تھااوران چار دنوں میں نفیسہ شاہ نے اسے ہاتھ تو نہیں لگایا مگر اپنے لفظوں اور کڑوی زبان کے خاصے جوہر دکھائے تھے۔۔

وہ سارا سارا دن کمرے میں بند رہتی تھی دن کے ایک وقت کا کھانا جو اسے ملازمہ دے جایا کرتی۔وہ اسی پر جی رہی تھی۔۔اوراب بھی اچانک دروازہ کھلنے پر اسے لگا شاید نفیسہ شاہ ہوں گی مگر اندر داخل ہوتے اسال آغا شاہ کو دیکھ محمل کے چہرے پر سکون سا اترا۔۔

السلام علیکم!!"ہاتھ میں موجود کئی شاپنگ بیگز اسنے آگے بڑھ کر بیڈ پر" !!رکھتے ایک بھرپور نگاہ گلابی سوٹ میں نکھری نکھری سی محمل قریشی پر ڈالی جو شاید ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔۔گیلے بال جنہیں خشک کرنے کی اس نے زحمت نہیں کی تھی۔دونوں شانوں پر بکھرے پڑے تھے۔دوپٹہ لاپرواہی سے بیڈ پر پڑا تھا۔

اسال کی موجودگی کے احساس پر وہ شرم سے نظریں جھکائے فورا سے آگے بڑھی!!اپنا ہاتھ بڑھاتے اسنے دوپٹہ اٹھائے اپنے شانوں پر اوڑھا۔

بال خشک کر لیتی ٹھنڈ لگ سکتی ہے!!"اسکا انداز سرسری سا تھا۔ محمل" لب چباتی خاموشی سے بیٹھی رہی اب اسے کیا بتاتی کہ اسے مشین وغیرہ استعمال کرنا نہیں آتا تھا۔۔

اسال مصروف سے انداز میں ایک بیگ کو ٹٹولتے ہوئے کچھ نکالنے لگا۔۔ محمل چاہتی تھی کہ اس سے پوچھے کہ وہ کہاں گیا تھا آخر!! مگر کس حق سے " پوچھتی۔۔وہ تو اس کی بیوی بھی نہیں تھی۔بلکہ ایک باندھی تھی۔۔ اتنے دنوں سے مجھے وقت نہیں مل سکا۔۔ تمہیں رخ کا لباس پہننا پڑا اسکے " لیے ایم سوری!! یہ کچھ کپڑے اور ضرورت کا سامان ہے۔۔ تمہارے "!! لیے

وہ مصروف سے انداز میں بول رہا تھا محمل نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔۔

تو کیا وہ اسے اتنی غور سے دیکھتا تھا؟ یا پھر وہ اسے اتنی اہمیت دیتا تھا جو اسکے "!..لئے اتنا سوچ رہا تھا

محمل کو ماہ رخ کے لباس سے کوئی خاص نفرت نہیں تھی مگر یہ ضرور تھا کہ وہ غریب ہوتے ہوئے بھی کسی کی اترن نہیں پہنتی تھی۔ مگر اب تو وہ کافی وقت سے ماہ رخ آفندی کی اترن پہنتی آ رہی تھی۔۔

یہ لو چینج کر کے آؤ!!" ماتھے پر چپکے سیاہ بالوں کو پیچھے کرتے وہ سنجیدگی سے بولا محمل نے اسکے ہاتھ میں موجود ایک نفیس سے سیاہ جوڑے کو دیکھا۔ خاموشی سے کپڑے اسکے ہاتھ سے لیتے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی"

۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس لوٹی۔۔ اسال آغا شاہ جو ابھی تک آغا جان کے لفظوں میں الجھا پڑا تھا اسنے بمشکل اپنے آپ پر قابو پاتے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔

جو سیاہ رنگ کے خوبصورت جوڑے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"!فٹنگ بھی بلکل اچھی تھی۔۔" یہاں آؤ

اسے قریب بلاتے اسال نے سارے شاپنگ بیگز اسکے ہاتھ میں تھمائے جسے اسنے فوراً سے تھاما۔۔

نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔اس شخص کا اچھارویہ اسے دن بدن اسکا مقروض کرتا جارہا تھا۔۔

محمل نے وہ بیگز کبرڈ میں رکھے۔تب تک اسال آغا شاہ اپنی گھڑی اتارے کھڑا تھا۔سینے پر دونوں ہاتھ لپیٹے وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

محمل نے الجھ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

جواب سر جھٹک کر آگے بڑھا۔اسکے بڑھتے ہوئے قدموں پر محمل کی آنکھوں میں حیرت سمٹنے لگی۔وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہوتی کبرڈ سے جا لگی۔۔

آنکھیں پھیلائے اسنے اپنے قریب آتے اسال آغا شاہ کو دیکھا۔۔جس کی دلکش نگاہیں محمل کے چہرے پر اٹکی پڑی تھیں۔۔

تمہارے نانا جان نے پیغام بھیجا ہے محمل اسال آغا!""""اسال کے بتانے پر"

محمل نے سیکنڈوں میں سر اُٹھائے اسے پھیلی نگاہوں سمیت دیکھا۔۔

وہ دراز قامت لڑکی اسکے شانوں تک آتی تھی،،ذرا سا جھکنے پر اسال آغا شاہ کو اسکی مدہم سانسیں محسوس ہونے لگی۔۔

میری بہن نعمت دلاور شاہ"اور اسکی چھ ماہ کی بیٹی تمہارے نانا جان کی حویلی" میں قید ہے۔۔اور اسے قید کرنے والا"تمہارا ضرار پاشا خان" ہے"محمل آغا شاہ"!!

اسال آغا شاہ کے لفظوں کی سنجیدگی اور سرد مہری پر محمل نے بھیگی نگاہوں سمیت سر نفی میں ہلا ڈالا تھا۔۔چہرے پر ڈھیروں کرب اور تکلیف امڈ آئی

۔۔

وہ نعمت کو لینے خود گیا تھا مگر وہاں اسے جو خبر ملی تھی اسکے مطابق وہ کل " رات کو ہی کسی کے ساتھ جا چکی تھی۔۔اسکے بعد پورے تین دنوں تک خوار ہونے کے بعد اسے چوتھے دن ضرار پاشا خان کی واپسی کی خبر ملی۔۔کچھ ہی دیر میں وہ اسکی ساری لسٹ نکال چکا تھا۔

اور پھر حویلی واپسی پر اسے خان حویلی کی طرف سے آئے رحیم کا پیغام ملا۔ جس نے اسکے شک پر یقین کی مہر لگادی۔۔

آغا جان اور باقی سب کے علم میں آنے سے پہلے ہی اسنے رحیم کو واپس بھیج دیا تھا۔اور تب سے لے کر اب تک وہ غصے سے کھول رہا تھا۔۔

نن نہیں پاشا ایسا نہیں ہے!!"دو سفید موتی گلابی گالوں پر بہے تھے۔محبت" کا مان ٹوٹا تھا۔ٹوٹے کانچ کی کرچیاں ان نیلی آنکھوں کو مزید نشیلا بنا رہی تھی

۔

اسال آغا نے جھک کر دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے اپنے ہونٹ محمل قریشی کے بائیں گال پر ثبت کیے۔۔جو اچانک اسکے لمس پر جی جان سے لرزی تھی۔ضرار پاشا ایک لمحے کیلئے ذہن سے نکلا تھا۔

بے اختیار اسنے اسال کے کندھوں کو جکڑا۔۔جس نے اتنے دنوں میں پہلی بار اسے چھوا تھا!!۔۔اسکا لمس محمل کا سانس روکنے لگا!!

جانتی ہو مجھے تم سے ہمدردی نہیں ہے!!" وہ پیچھے ہوا اسکے چہرے کو"
قریب سے دیکھتے وہ صاف گوئی سے بولا۔ تو محمل آنسوں بہاتی اسے دیکھے
گئی۔

جس کی آنکھوں میں سچائی صاف جھلک رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں، سیاہ ہلکی
بڑھی ہوئی بئیر ڈاسکے وجیہہ چہرے پر انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔
مجھے اس محبت سے ہمدردی ہے" محمل اسال آغا شاہ" جو نامراد لوٹی!!"
"!!ٹوٹ کر سسکیاں بھرتے اپنا دم توڑ گئی!! بلکل میری طرح
وہ ہلکا سا ہنسا ایک زخمی سی ہنسی!! محمل کو لگا جیسے وہ اسی پر ہنسا ہو۔۔ آنکھوں
میں غصہ امڈا تھا اسال آغا کیلئے۔۔
مگر فرق صرف اتنا ہے محمل قریشی" میری محبت کو میں نے خود قتل کیا تھا"
"!! اور تمہاری محبت نے تمہیں جیتے جی قتل کر دیا
اسنے کرچی کرچی ہوئے اسکے زخمی دل پر ایک آخری وار کیا تھا اور محمل
قریشی کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔

لبوں پر تشدد کرتی وہ روتی، لرزتی اسے نفرت سے گھورنے لگی۔ جس نے اسے اسکی تباہی کی خبر بڑے وثوق سے سنائی تھی۔۔

" رولو دل ہلکا ہو گا۔۔ "

اسنے نرمی سے اس مہ جبین کی تھوڑی کو سہلا کر اسے آنسوں ضبط کرتے دیکھ مشورہ دیا۔۔

یقین کرو کوئی نہیں مرتا!! سب زندہ رہتے ہیں۔۔ جیتے ہیں!! محبت ناں" "!! ملے تو کیا ہوا!! زندگی میں صرف محبت ہی سب کچھ نہیں ہوتی

وہ اسے سمجھا رہا تھا۔۔ دور کہیں اسکا اپنا عکس اس پر قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

میرے لئے تو میرا سب کچھ تھی میری محبت!! کیوں کیوں کیا پاشا!!" وہ " بلک پڑی تھی۔۔

اسال اسکے تڑپنے پر دو قدم دور ہوا۔۔ وہ جانتا تھا محبت کے مارے کسی کے "!! سنبھالنے سے نہیں سنبھلتے

میں اپنے کہے پر قائم ہوں "محمل اسال آغا شاہ" وہ شخص محبت والا نہیں عزت والا نکلا!! اسنے عزت کے بدلے عزت پر وار کیا۔۔ مگر میں اسکی طرح کم ظرف ہر گز نہیں ہوں۔۔۔ میں وہاں جاؤں گا۔۔اپنی بہن کیلئے!! کیونکہ "!مرد کی انا سے بڑی ایک بہن کی عزت ہے

"!!اب تم اپنا وعدہ نبھاؤ!!" تیار ہو جاؤ خود کو مکمل میرا بنانے کیلئے

اسکے لہجے میں آج کوئی نرمی نہیں تھی، بلکہ آنکھوں میں ایک دھندلا سا عکس تھا۔۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ روتے ہوئے۔۔ جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔

وہ مڑا دروازہ کھولا۔۔ ملازمہ سے کھانے کی ٹرے لیتے اسنے دروازہ بند کرتے کھانا بیڈ پر رکھا۔۔۔

کھانا کھالو!! میں جارہا ہوں "خان حویلی" دعا کرنا آج ایک خان ایک بھائی کے قہر سے بچ جائے!!"

اسے سردار یا شاہ نہیں کہا تھا اس نے بھائی کہا تھا کیونکہ وہ ایک بھائی بن کر جا رہا تھا۔۔۔نعمت دلاور شاہ کا بھائی

"!!

★★★★★★★★★★★★

"آپی مجھے دے دیں نور کو پلیز!!" یہ تیسری بار تھا جب حریم اسکے پاس صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے معصومیت سے بولی۔آج اسکے پیپر کی چھٹی تھی اور وہ محترمہ پڑھنے کی بجائے صبح سے نور اور نعمت کے پیچھے لگی پڑی تھی

۔

وہ گول گول آنکھوں والی صحت مند بچی اسے بہت کیوٹ لگتی تھی۔

نعمت نے مسکرا کر اس معصوم لڑکی کو دیکھا۔جو واقعی شکل و صورت سے پٹھانی حسن سے مالا مال تھی۔

"میں تمہیں دے دوں گی مگر تم اس کا کرو گی کیا!!" نعمت نے مسکرا کر نور کو مالش کرتے ہوئے پوچھا۔۔

حریم اور باقی خواتین کا اتنا اچھا رویہ ہی تھا جو وہ گھل مل سی گئی تھی سب سے ۔۔گل مینے بس ایک بار کمرے سے باہر آئی تھی۔۔وہ ویران سنہری آنکھوں والی حسین لڑکی ضرار پاشا کی بہن تھی مگر نعمت کو وہ اپنے بھائی سے یکسر مختلف لگی تھی۔۔

"!!خوبصورت دل کی مالک

میں اسے اپنے پاس سلالوں گی!!نوری کا فیڈر بھی بنالیا کروں گی بس جب" میں کالج جاؤں تو پیچھے سے آپ سنبھال لینا۔۔۔

وہ چہک کر نور کی طرف لپکی۔۔جب نور نے بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر رونا شروع کر دیا۔وہ ماں سے اس قدر اٹیچ تھی کہ کسی دوسرے کا لمس ہی اسے رلا دیتا تھا۔۔

یہ ابھی تم سے اٹیچ نہیں ہوئی تو اس لیے رو رہی ہے!!"اسکی آنکھوں میں" آنسوں دیکھ نعمت نے نرمی سے کہا تو حریم نے اپنی نم ہوتی آنکھیں پھیلائے سر ہاں میں ہلا ڈالا۔۔

حریم ماڑا کیا کر رہا ہے ادھر تم!!"زرتاج خان اسے ساری حویلی میں "
ڈھونڈتی لاونج میں آئی تھی جہاں سامنے ہی وہ انہیں نعمت سے چپکی ملی۔۔
امو۔۔۔نور کے پاس ہوں ناں۔۔یہ کتنی پیاری ہے!!"اسنے آنکھیں "
"!!اشتیاق سے پھیلا کر کہا تھا
نعمت نے بمشکل سے ہنسی دبائی صبح سے کوئی سو بار وہ یہ جملہ دہرا چکی تھی۔۔
توبہ ہے حریم!!ایسا لگتا جیسے تم نے کبھی چھوٹا بچہ دیکھا ہی نہیں۔۔۔!!"
زرتاج خان نے سر تاسف سے نفی میں ہلا ڈالا۔
بیٹی کا اس قدر اشتیاق انہیں حیران کر گیا تھا۔۔
امو یہاں کون سا حویلی میں کوئی بچہ ہے!!اب کیا کروں میں!!ایسا کرتے"
ہیں آپی اور نور کو اپنے پاس ہی رکھ لیتے ہیں!!پھر تو نوری ہمیشہ کیلئے یہیں
رہے گی ناں!!"حریم نے جھٹ سے نور کو بانہوں میں بھرا تھا اسکے رونے
کی فکر کیے بنے وہ اسے چٹاچٹ چومنے لگی۔
!!زرتاج خان نے ایک نگاہ نعمت پر ڈالی"

اچھا اٹھو اور جا کر پڑھائی کرو تم سارا دن بس یہی کام ہے تمہارا!!" سر جھٹک کر کہتی وہ اسے غصے سے گھورنے لگی جس پر حریم برے سے منہ بناتی ایکدم سے اٹھی تھی۔

"!!حریم!! پیپر ہو رہے ہیں تمہارے کیا"

پشت پر ہاتھ باندھے گھمبیر آواز میں پوچھتے وہ سرد چہرے سمیت اسی سمت بڑھا تھا۔نعمت نے تھوک نگل کر سر جھکایا۔۔

جی لالا۔۔!"حریم نے سر ہلاتے ضرار پاشا کو دیکھ کر کہا۔۔جس کے "

!!چہرے پر تناؤ سا امڈا

اچھا ایسا کرو جاؤ گل کو بلا لاؤ تم دونوں کی تیاری میں مدد کر دیتا ہوں میں "

"!!تھوڑی سی

وہ بات گھما کر اپنے مدعے پر آیا تھا۔۔آسمانی رنگ کے سوٹ میں مراد نہ شال کندھوں پر اوڑھے وہ اپنی تمام تر وجاہت سمیت اب چلتا ہوا نعمت دلاور شاہ کے قریب جا بیٹھا۔۔

لالا گل تو پیپر نہیں دے رہی!!" وہ نور کو دیکھ رہا تھا جب حریم نے اسے "
بتایا۔۔ضرار کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل سمٹے تھے۔۔
جاؤ اسے بلاؤ!!" اب کی بار اسنے سرد لہجے میں حکم دیا تھا۔"
حریم بھاگ کر گل مینے کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔
زرتاج خان تو خاموشی سے وہاں سے جا چکی تھی۔۔جبکہ نعمت اب بس اٹھنے لگی تھی جب اسے بازو سے جکڑتے ضرار نے سرد نگاہوں سمیت اسے اشارے سے واپس بیٹھنے کا کہا۔۔
چار و ناچار وہ دوبارہ اسکے قریب بیٹھی!! جو نور کو ہاتھوں میں اٹھائے اب اس سے کھیل رہا تھا۔۔
نعمت جانتی تھی نور جلد ہی رونے لگے گی۔اسی لئے وہ پر سکون سی تھی۔مگر اچانک نور کے رونے کی بجائے اسکی کھلکھلاہٹ گونجی۔۔تو نعمت کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیلی۔۔

وہ ٹکر ٹکر اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔۔جو ضرار پاشا کی بئیر ڈ سے کھیلتی کسی الگ ہی جہاں میں تھی۔۔نعمت کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔

"!!کھانا کھایا میرے بچے نے!!"ضرار کے اگلے جملے پر نعمت نے خونخوار نظروں سے اس وحشی انسان کو دیکھا۔۔

جس نے نظریں نور کے چہرے سے ہٹائے اب اسے دیکھا۔

"!!یہ میری بیٹی ہے اسے اپنا بچہ کہنا بند کریں۔۔واپس کریں میری بیٹی"

وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتی بپھر ہی تو پڑی تھی۔۔اسکا یہ روپ دیکھ ضرار پاشا نے داد دینے والے انداز میں ابرو اچکائی۔۔

"!!رئیلی مسز پاشا!!مجھے تو لگا تھا کہ کل رات کا ڈیمو کافی ہو گا تمہارے لئے!!"

"!!مگر تم!!ابھی تک وہی ٹیڑھی پسلی ہو۔۔۔ہمممم

بھرپور نظریں اس دو آتشہ وجود پر گاڑھے وہ جس بے باک انداز میں بولا تھا

۔۔

نعمت کے وجود کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا۔۔

واؤ!!آریو بلشنگ خانم!!"سرخ گالوں کو نظروں کے حصار میں رکھتے وہ"
دلفریبی سے بولا تھا۔
نعمت اسکے سوال کو اگنور کرتی بدک کر صوفے کے کونے سے جا لگی۔اٹھنے کی ہمت اس میں ہر گز بھی نہیں تھی۔۔
زبان سنبھال کر بولیں۔۔میں کوئی خانم خونم نہیں ہوں۔۔میرا نام نعمت"
دلاور شاہ ہے خبر دار جواب آپ نے اپنی کسی معشوقہ کے نام سے مجھے پکارا
"!!تو
سیاہ گلابی ہو رہی آنکھیں پھیلائے وہ شہادت کی انگلی اٹھائے اس سحر انگیز شخصیت کے مالک شخص کو گھورتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔۔
اسکی معصومیت پر ضرار نے بمشکل سے لبوں پر امڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبایا ۔وہ ہلکا سا کھسک کر اسکے نزدیک ہوا۔تو نعمت کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں عیاں ہونے لگی۔۔دھڑکنیں اس کے ڈر سے خوف سے کہرام مچا رہی تھی۔

جتنا بھی بہادر بن لیتی۔ کل رات کے اسکے رویے اس کے انداز پر وہ اندر تک ڈر چکی تھی۔

میں کیا کروں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو وہ یاد آتی ہے!! بلکل تمہاری" "!! جیسی آنکھیں تھی اس کی

ضرار پاشا نے جھک کر اپنے دہکتے ہونٹ اسکے نزدیک لے جاتے مخمور لہجے میں کہا تھا۔۔ نعمت کا یوں ڈرنا اسے مزہ دے رہا تھا۔۔ اسکے چہرے پر چھائی خفگی پر وہ بمشکل سے مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔۔۔

توبہ استغفار!! مجھے پہلے ہی پتہ تھا۔۔ آپ جیسا انسان کسی ایک سے مخلص " "!! نہیں ہو سکتا۔۔ ابھی تو ایک خانم ہی سامنے آئی ہیں جانے اور کتنی ہو نگی نعمت نے جل کر کہا تھا۔۔ وہ ایک آوارہ شخص کے نکاح میں تھی۔ جس نے منگیتر کے بدلے اس سے نکاح کیا تھا اور اب وہ کسی خانم کا ذکر کر رہا تھا۔۔

آہستہ آہستہ سب پتہ چل جائے گا!! جسٹ ویٹ اینڈ واچ!! "پر اسرار سے" لہجے میں کہتے ضرار نے نور کو نرمی سے اسکی گود میں رکھا۔۔

گل اور حریم دور سے آتی دکھائی دے رہی تھی۔۔

اسکے دور ہونے پر نعمت فوراً سے نور کو سینے سے لگائے اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیا ہوا ہے خان "اتنا اداس کیوں ہے!!" سگریٹوں پر سگریٹ جلاتے " زارون سکندر خان پر ایک گہری نگاہ ڈالے دراب خان "شال کندھوں پر درست کرتا اسکے عین سامنے آ بیٹھا۔۔

زارون سکندر نے ایک زخمی نگاہ اس پر ڈالے نظریں پھیر لیں!! حویلی سے نکلے اسے دو دن ہو چکے تھے ان دو دنوں میں اسے کسی چیز نے اتنا نہیں ستایا تھا جتنا "گل مینے خان" کی سنہری بھیگی آنکھوں نے ستایا تھا۔

انعم کئی بار اسے کل سے کالز کر رہی تھی۔ جنہیں اگنور کرنے کے چکر میں اسنے موبائل فون ہی آف کر دیا !!

یاروں سے کیسی پردہ داری سکندر!!"دراب خان نے اسے جتایا تھا کہ وہ"
اسکے سامنے بیٹھا تھا اور سکندر خان بجائے اسے اپنا درد بتانے کے لب سیے
بیٹھا تھا یہ تو اسکی دوستی کی توہین تھی۔
بھابھی کی وجہ سے پریشان ہے کیا!!"دراب نے بغور ان سیاہ سرخ"
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔وہ غالباً انعم کی بات کر رہا تھا۔۔
سکندر نے سر جھٹکا۔۔
میں کیوں اسکے لئے پریشان ہونے لگا۔۔وہ چھوٹی بچی تو نہیں۔!انداز میں"
صرف اور صرف غصہ اور خفگی بھری پڑی تھی۔۔
!!دراب اسکی بات سمجھتے مبہم سا مسکرایا۔
مجھے تو لگا تھا کہ گل بھابھی چھوٹی بچی ہی ہیں!!"دراب نے جتایا تو زراون "
نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔
"!!بھابھی تو اب وہی ہے جو تیرے شرعی نکاح میں ہے"

دراب خان نے بنا لگی لپٹی کے اسے سنایا تھا۔ جس نے سر جھٹک ڈالا تھا۔۔دو دنوں سے نیند اس سے کوسوں دور تھی۔

آنکھیں جب بھی بند ہوتی تو وہ پاگلوں کی طرح گل مینے خان" کے مخملی وجود کو ڈھونڈنے لگتا۔۔

وہ کسی سائے کی طرح اسکے دل ودماغ پر حاوی ہوتی جارہی تھی مگر

""""کیوں؟

"!!آج بھابھی کا پیپیر تھا کیا۔۔!! پاشا کو دیکھا تھا انہیں لے جاتے ہوئے" ہو ہی نہیں سکتا!!" وہ بڑے وثوق سے بولتا سگریٹ دوبارہ سے لبوں میں" دبا گیا۔۔دراب نے ایک نگاہ سیاہ جوڑے میں بکھرے ہوئے اس وجیہہ مرد پر ڈالی، گریبان سے کھلے بٹنوں کی وجہ سے اسکا کشادہ سینہ عیاں ہورہا تھا۔۔۔سیاہ آنکھوں میں رت جگے کی سرخیاں تھیں، لبوں کی رنگت کثرت سے سگریٹ پینے کے باعث نارنجی مائل ہورہی تھی۔

میں نے اپنی ان گستاخ آنکھوں سے دیکھا ہے سکندر!! ویسے یہ فرض تیرا ہے اب کہ تُو انہیں خود لے کر جایا کرے!!"

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے دراب خان نے کہتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ ملازم اب ان دونوں کے سامنے موجود میز پر کھانا سجا رہا تھا۔ جو کہ دراب نے ہی خود ملازم سے کہہ کر لگوایا تھا۔

اب کہاں!!" اسے اشتعال میں اٹھتا دیکھ دراب نے جھٹ سے اسکا بازو جکڑا۔۔ زارون لمحوں میں رکا ایک پل کو آنکھیں میچ کر اپنے غصے پر قابو پاتے وہ مڑا!!

تیری بھابی کا دماغ ٹھکانے لگانا ہے!! کچھ زیادہ ہی سکریو ڈھیلے ہوئے پڑے ہیں اسکے!!"

سر سراتے ہوئے سے لہجے میں کہتا وہ اپنا ہاتھ چھڑاتا اب ڈیرے سے باہر کی سمت نکلا تھا۔۔

دراب نے کندھے اچکاتے پلیٹ اٹھائی اور اب کھانے کی طرف متوجہ ہوا

--

★★★★★★★★★★★★

خبر پکی ہے ناں!!" وہ صوفے پر بیٹھا جھٹ سے طیش میں اٹھتا موبائل"
فون پر گرفت سخت کر گیا۔آنکھوں میں خون کی چنگاریاں امڈ رہی تھی۔۔
کیا ہوا سب خیریت تو ہے!!" وہ مڑا تو الہ دین شاہ نے اسکے سرخ چہرے کو"
دیکھ کر پوچھا۔
وہ*ک*گالی اپنے اس یار بدر عالم شاہ کے ساتھ ہے۔ابھی ابھی اس کتے"
"!!کی گاڑی گاؤں کی طرف آتی دکھائی دی ہے
بپھر کر کہتے شایان نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔

اسال آغا شاہ پر وہ چاہ کر بھی حملہ نہیں کر سکا تھا۔مگر بدر عالم شاہ کو پکڑنا زیادہ
مشکل نہیں تھا۔

رکو شایان!!"الہ دین شاہ نے سپاٹ چہرے سے اسکی پشت کو دیکھ کر اسے "
روکا۔
پاس بیٹھی ان کی بیوی نے غصے سے شوہر کو دیکھا۔آخر وہ کیوں ان کے بیٹے کو
روک رہے تھے۔
مجھے جانے دیں بابا!!"شایان نے دانت پیستے ہوئے کہا جیسے ان دانتوں "
"!!کے نیچے اسال آغا شاہ ہو
تم اس لڑکی کو طلاق دے کر آؤ گے!!"الہ دین شاہ نے سرد نگاہوں سے "
اسے دیکھتے ہوئے گویا اسکے سر پر بم پھوڑا تھا۔
کیا!!کیا کہہ رہے ہیں آپ سائیں!!"رقیہ بیگم کے تو مانو کلیجے پر ہاتھ پڑا تھا"
ان کے جوان بیٹے کو اس لڑکی کے بھائی نے بے دردی سے مارا تھا وہ کیسے اتنی
آسانی سے اسے چھوڑ دیتی۔۔
بابا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ!!"شایان نے بے یقینی سے اُنہیں دیکھا۔۔"
آنکھوں میں سرخی اب زیادہ بڑھی تھی۔۔

نعمت دلاور شاہ "اپنے شوہر کے گھر سے واپس آچکی ہے شایان اور وہ شاہ" حویلی میں بھی نہیں!! جبکہ روپ کو اسال آغا واپس حویلی بلالایا ہے۔ کیوں ؟؟"

ان کے ذہن میں کوئی گہری سوچ تھی۔۔ جیسے وہ اسال آغا شاہ کا دماغ پڑھ "!! رہے ہوں

بابا کیا کہنے چاہتے ہیں آپ!!" شایان شاہ نے الجھ کر باپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ہاتھ پشت پر باندھے وہ سنجیدگی سے انہیں سن رہا تھا۔۔

روپ شاہ تمہارے نکاح میں ہے شایان شاہ۔۔ اور نعمت دلاور شاہ کو شاید " وہ لوگ ملک سے باہر بھیج چکے ہوں!! میں جرگے میں اسال آغا شاہ کی موت نہیں اس کی بہن ونی میں مانگنا چاہتا ہوں۔۔

تاکہ وہ پل پل اذیت سے تڑپ کر مرے!!" ان کی آنکھوں میں غیض و غضب کی چنگاریاں تھی۔ شایان کو کچھ حد تک ان کی بات سمجھ میں آئی۔۔

تم اس لڑکی کو کچھ نہیں کرو گے۔۔بس جاؤ اور خاموشی سے اسے طلاق"
دے کر آؤ!!"اعروس ازمیر شاہ"اپنے پوتے کو مر کر بھی کچھ نہیں ہونے
دے گا تو اب بچاونی کا راستہ۔۔اور اگر روپ ہی ونی ہو کر اس حویلی میں آئے
تو کیسا رہے گا شایان شاہ۔۔۔".ان کی آنکھوں میں خباثت تھی۔شایان کے
تنے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے۔۔۔

اس لڑکی کو میں روز ایک ملازم کے بستر کی زینت بناؤں گا۔۔اتنی اذیتیں "
دوں گا کہ اسکی حالت دیکھ کر اس کا وہ غیرت مند بھای خود ہی شرم سے مر
"! جائے گا۔۔۔

الہ دین شاہ نے نفرت کی انتہاؤں پر پہنچتے ہوئے کہا تھا اور شایان شاہ کو باپ
کی بات بلکل درست لگی وہ بنا ایک لمحے کی دیری کیے عجلت میں حویلی سے
نکلا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کافی دیر سینے پر ہاتھ باندھے وہ بیڈ کے نزدیک کھڑا خونخوار نظروں سے لیمپ کی روشنی میں کمفرٹر میں دبکے اس نازک وجود کو دیکھتا رہا۔۔

زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ گل مینے خان کے کمرے میں داخل ہوا تھا اس" سے پہلے تو شاید ہی وہ اسے اچھے سے جانتا تک نہیں تھا۔

نظریں پورے کمرے سے ہوتی کمفرٹر سے نکلے دودھیا پاؤں پر جا ٹھہری!!" ان سے اوپر ہوتی سرخ و سفید پنڈلیوں پر!! جو ٹراؤزر کھلا ہونے کے سبب اوپر چڑھنے کی وجہ سے صاف عیاں ہو رہی تھی۔

انعم سعید" کو اس نے چہرے کے سوا کبھی غور سے دیکھا تک نہیں تھا۔

مگر" گل مینے خان" کو وہ ہر بار ایک نئے زاویے سے ایک الگ نگاہ سے دیکھتا تھا اور ہر بار اسے دیکھنے پر اسکے اندر حق ملکیت اس کے غصے اسکی ہر دوسری سوچ پر حاوی ہو جاتا تھا۔۔

اگر یہ کہا جائے کہ وہ بتیس سالہ مرد ایک انیس سالہ معصوم لڑکی کے بنا کچھ کیے بھی اس کا اسیر ہوتا جا رہا تھا تو یہ کہنا غلط نہیں تھا۔۔

بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے اسنے لیمپ غصے سے آف کر دیا۔۔سیاہ سرد نگاہوں سے کمفرٹر کو گھورتے اسنے ایک جھٹکے سے کمفرٹر اس کے وجود سے الگ کیا۔گل مینے خان توقع کے بر خلاف ہڑ بڑا کر آنکھیں کھول گئ۔۔ سنہری سرخ ڈوروں سے بھری وہ کانچ سی شفاف آنکھیں!!زارون سکندر نے جھک کر اسکا دوپٹہ اٹھائے گل مینے خان کے ہونٹوں پر باندھا تھا۔۔جو اسے خیال سمجھتے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اب ہونٹوں پر کپڑا محسوس ہوا تو اسکی سنہری آنکھوں میں ایک پل کو بے یقینی اور خوف تیرنے لگا۔۔

ا ممم!!"وہ ڈر اور خوف سے چیخنے کی کوشش کرنے لگی۔"

اسکی معصوم کوششوں پر زارون نے جھک کر اپنا بھاری ہاتھ اسکی نازک کمر میں ڈالے ایک جھٹکے سے اسے کھینچا۔جو کسی کٹی ہوئی شاخ کی طرح اسکے سینے سے آن لگی تھی۔۔

دونوں ہاتھوں سے اسکے گریبان کو مٹھیوں میں جکڑتے وہ خوف سے پھیلی بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

جو تمسخرانہ سا ہنسا۔"سیاہ رت جگے سے سرخ آنکھوں کو دیکھتے گل مینے کے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑنے لگی۔

گل مینے خان"اپنے چہرے پر اسکی سلگتی سانسوں کی تپش پر لمحوں میں" سرخ پڑی تھی۔۔

چیخنے کی کوئی ضرورت نہیں ڈارلنگ!! تمہارا بھائی اس وقت اپنی بیوی کے" پناہوں میں ہو گا۔سوری لیکس!!"سپاٹ لہجے میں کہتے زارون سکندر نے ایک گہری نگاہ اس لرزتے کپکپاتے وجود پر ڈالے جھک کر اسکے لبوں پر بندھے کپڑے پر ہونٹ رکھے۔۔

اسکی حرکت اس قدر جان لیوا تھی۔کہ گل مینے خان کا دل ایک بار رک کر دھڑکا تھا۔۔

پورا وجود لمحوں میں پسینے سے تر ہوا۔۔

ماتھے پر چمکتے پسینے کے شبنمی قطروں کو انگلی سے چنتے زارون سکندر نے اپنی" کھردری انگلیوں سے گل مینے خان کے دہکتے گالوں کو سہلایا۔۔

اگلے ہی لمحے اسے بوری کی طرح کاندھوں پر ڈالے وہ اب اسکے کمرے سے نکلتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔دو دنوں سے وہ اس سے دور تھا!!تو صرف اس لئے کیونکہ وہ گل مینے خان کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ چکا تھا۔۔ انعم سعید کے ذکر پر اس کی آنکھوں میں جھلکتے شکوے وہ پڑھ چکا تھا اسی لئے تو وہ اسے مزید ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ وہ گل مینے خان سے دستبردار ہو چکا تھا۔

وہ تو اسکی آخری سانس تک اس کی سانسوں پر مسلط رہنے والا تھا۔چاہے پھر وہ جتنا مرضی دور بھاگتی اسکی آخری پناہ گاہ زارون سکندر کی باہیں ہی تھیں۔ پیر کی مدد سے دروازہ کھولتے اسنے تیزی سے اندر داخل ہوتے گل مینے خان کے نازک وجود کو بیڈ پر پٹخا۔۔مڑ کر دروازے کی طرف جاتے اسنے دروازے کو فنگر لاکڈ کیا۔۔۔

اور اب اطمینان سے مڑتے ہوئے وہ بھاری قدم اٹھاتے اپنے بستر پر اوندھے منہ پڑی گل مینے خان کی پتلی کمر کو گہری نظروں سے دیکھتے آگے بڑھا۔۔

لائٹس آف کرتے لیمپ کی ہلکی سی روشنی میں اسنے سینے پر ہاتھ باندھے اب اسے دیکھا۔۔

جو ہونٹوں سے دوپٹہ اتار چکی تھی۔۔ بھیگی سنہری گلابی آنکھیں اس پر متضاد وہ گہرے سانس بھرتا کانچ سا وجود!! زارون سکندر خان "کو اپنی بے بسی پر ہنسی آئی۔۔

کیسا رہا پھر گل مینے سکندر خان "تمہارا پیپر!!" بیڈ پر اسکے قریب پاؤں " جمائے وہ جس قدر برفیلے لہجے میں بولا تھا۔

گل مینے خان کا سانس تک خشک پڑا۔۔ وجود میں ہوتی کپکپاہٹ اسکے خوف کا صاف پتہ تھی۔ حالانکہ وہ اس سے ناراض تھی شاید نفرت کرتی تھی مگر اس کے سرد لہجے اسکے سر سراتے ہوئے انداز پر وہ آج بھی کانپ رہی تھی۔۔

گلابی ہونٹ سختی سے باندھے جانے کی وجہ سے اب سرخ پڑ رہے تھے۔ " جنہیں کاٹتی وہ اپنے آپ کو مزید اذیت دے رہی تھی۔۔

"!! بولو"

وہ غرایا تھا۔ گل مینے نے بمشکل سے اپنی چیخ کو لبوں پر ہتھیلی جمائے دبایا۔۔

بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ پیچھے ہوتی بیڈ کراؤن سے جا لگی۔"

اس کا یوں دور ہونا زارون سکندر کے وجود میں جلتے بھانبڑ جلا گیا۔ وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا۔۔بیڈ پر بیٹھتے اسے بازو سے جکڑتے اپنی طرف کھینچا ۔۔جو بے اختیار اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔

زارون سکندر خان" نے جھک کر اسکی گردن میں گہری سانس بھری!!"

اس لڑکی کی گردن سے اٹھتی جان لیوا مہک کا وہ اسیر ہوتا جا رہا تھا۔

لالالل لے گگ گئے تھے!!"زارون سکندر کی آگ کی مانند دہکتی"

سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ آنسوں پیتی بمشکل سے

"بولی۔۔

میں نے منع کیا تھا تمہیں!! مینے۔۔۔اس کمرے سے نکلنے سے!! تم کیوں"

دوسرے کمرے میں گئی!"وہ ظالم سب کچھ جانتے بوجھتے بھی اسی سے سوال

کر رہا تھا۔

اسکی انگلیوں کی گستاخیوں پر وہ شرم وحیا سے سرخ پڑتی اب مزاحمت پر اتر آئی۔۔

"آپکی کک کسی ااواور سس سے ممحبت کرتتے ہیں؟؟"

بہتی نگاہوں سمیت وہ اب اسکے کندھے پر سر ٹکائے روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔کیا تھا اگر وہ معصوم تھی۔کیا تھا اگر وہ اس سے چھوٹی تھی۔کیا تھا اگر ان کی شادی عام شادیوں جیسی نہیں ہوئی تھی۔مگر جس طرح "شب وروز "زارون سکندر خان نے اس پر حق جتایا تھا وہ بھی تو اسکے لیے خوبصورت پاک جذبات رکھنے لگی تھی۔۔

دل میں ایک ننھی سی کلی کھلنے لگی تھی۔۔

نہیں تو!!"کمال مہارت سے جھوٹ کہتے اسنے ہونٹ گل مینے خان کی" گردن کی پشت پر بنے اس سیاہ چمکتے تل پر رکھے۔۔وہ ایک دم سے سسکی۔۔ مگر اسکے لفظوں میں وہ اسکی گستاخیاں بھول رہی تھی۔

سیاہ آنکھیں موندے وہ ایک ہاتھ اسکی پشت پر باندھے اسے گود میں بٹھائے اب دوسرے ہاتھ سے اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا۔۔

گل کا سانس اسکی قربت میں مدہم پڑنے لگا۔۔

کک کرتے ہیں آپ نے خود کہا تھا۔۔"وہ کسی بھی طور اسکے جھوٹ کو سچ" نہیں ماننے والی تھی۔

زارون سکندر نے چہرہ اسکی زلفوں سے نکالتے اب معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔جو اسکی نظروں کی تپش اور سوالوں پر نظریں جھکا گئی۔۔

اور اب بھی تو میں ہی کہہ رہا ہوں کہ نہیں کرتا!!"وہ ہنوز اپنی بات پر قائم" تھا۔گل مینے خان نے غصے اور خفگی سے اسے گھورا۔۔

اسکے گھورنے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی دو دنوں کے بعد پہلی بار مسکرایا تھا دلفریبی سے۔۔گل دم سادھے اسکے حسین لبوں کو دیکھ رہی تھی۔ جن پر مسکراہٹ کافی دلکش لگ رہی تھی۔۔

تمہارا ہی ہوں چاہے تو کس کر لو!!" بے باکی سے کہتے اس نے چہرہ گل"
کے نزدیک کیا۔۔ جس نے رونے والی شکل بنائے اب بے بسی سے اسے
دیکھا۔۔

"!!جس نے گہری سانس بھرتے کندھے اچکا ڈالے

مورے۔۔امو!!لالا!!سب باتیں کر رہے تھے آپ نے داجان کو بھی"
"!!یہی بتایا تھا کہ آپ ککسی
تمہارے لیے دوسرے اہمیت نہیں رکھنے چاہیے گل مینے سکندر خان""
تمہارے لئے صرف میں "زارون سکندر خان" کی ذات اہم ہونی چاہیے۔۔
جو میں کہوں بس اسے سنو اور اسی پر یقین کرو!!دنیا جو بھی کہے اسے مت مانو
"!!ناں ہی سنو

"مگر آپ نے ہی تو کہا تھا۔

وہ اسے نرمی سے بیڈ پر ڈال کر خود لیٹتے اسے بانہوں میں بھر چکا تھا جب بے
اختیار گل نے اسے یاد دلایا۔۔

ہمممم وہ تمہارے لالا سے کہا تھا تم سے نہیں!! تم سے تو کچھ اور کہا ناں!!""

وہ اب نرمی سے اسکی پشت رب کرتے اسے سینے میں بھینچ رہا تھا۔۔

جو اسکی نزدیکی پر سانسیں روک روک کر لے رہی تھی۔۔

"!!تم کل پیپر دینے نہیں جاؤ گی"

اسنے نرمی سے اسے حکم دیا۔۔

"مگر"

شی نو آر گیو منٹس "تمہارا پیپر کل آنلائن ہو گا وہ بھی اسی کمرے سے!!""

زارون نے اسے مزید آگاہ کیا جس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔

بس کر وان بڑی بڑی آنکھوں سے گھورنا!! اگر میں بہکا تو بعد میں تمہارے"

"!!روکنے سے بھی نہیں رکوں گا

بے باکی کی ہر حد ختم تھی اس شخص پر۔۔۔گل مینے خان کو اپنے کانوں سے

دھواں نکلتا محسوس ہوا۔۔خفت مٹانے کو وہ اسی ظالم کے سینے سے جا لگی۔۔

"!!آپ ایک بار پھر سے بتائیں آپ انعم سعید سے محبت کرتے ہیں"

وہ آنکھیں ہتھیلی سے رگڑ کر اسے دیکھتے معصومیت سے پوچھنے لگی۔۔

اس لڑکی کا نام اسے بخوبی یاد تھا۔۔زارون سکندر اسکی آنکھوں میں جلن" دیکھ بمشکل سے سنجیدہ رہ پایا تھا۔۔

وہ اس دیو کی قید میں ناں تو ٹھیک سے سانس لے پا رہی تھی ناں ہی دور ہو پا رہی تھی۔

نہیں "زارون سکندر خان" کسی انعم سعید سے محبت نہیں کرتا! "انگوٹھے" سے اسکی جبین کو سہلاتے وہ مان بخشنے والے انداز میں بولا تو گل مینے خان نے پہلی بار اسکی خوشبو میں کھل کر گہری سانس بھری تھی۔۔پر سکون سی سانس "!!۔۔۔

اسکی ادا پر زارون سکندر نے لب دبائے اس نازک گڑیا کو دیکھا جس کی سنہری آنکھوں میں اب صرف اور صرف سکون تھا۔

اور تم یہ بات اپنی ذات کے سوا کسی سے نہیں کہو گی۔۔"گل مینے سکندر" "خان

زارون سکندر نے اسکا سر اپنے بازو پر رکھتے اسے تنبیہہ کی۔

قسم لے لیں کسی سے نہیں کہوں گی!!"وہ کھل کر مسکرائی۔۔شفاف ہنسی"

میں اسکی آنکھیں بھی مسکرا پڑی تھی۔

ہمممم گڈ گرل!!'اب سو جاؤ مینے اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے!!""

وہ خمار سے بھاری پڑتے لہجے میں کہتا اپنی ایک ٹانگ اس نازک سی جان کی ٹانگوں پر رکھتے چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اب سونے کی تیاری میں تھا۔

دوسری طرف گل مینے خان بھی آج دو دنوں کے بعد اسکی خوشبو اسکے حصار اور سب سے بڑھ کر اسکی دی زبان پر سکون سے آنکھیں موند گئی۔

وہ جانتی تھی زارون سکندر خان اپنی زبان کا بہت پکا ہے اگر وہ کہہ رہا تھا تو یقیناً وہ اس لڑکی سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ایک منٹ آپ ایسے اندر نہیں جا سکتے ! ! "سیاہ جیپ جو سیدھا پورچ میں آکر رکی تھی۔۔اس انجان گاڑی اور اس سے نکلتے اس خوبرو شاہ زادے کو ایک نگاہ دیکھتے ترم خان آگے بڑھ کر اسکے رستے میں حائل ہوا۔۔

گہری پرکشش آنکھوں میں ایک لمحے میں سنجیدگی سمٹ آئی۔۔"

پشت پر ہاتھ باندھے اسنے ایک نگاہ اپنے سامنے کھڑے اس ملازم پر ڈالی۔۔

اس حویلی کا داماد ہوں میں ! ! ملازم ! ! اگر نہیں چاہتے کہ تمہاری حالت "

"! ! بگاڑوں فوراً سے پیشتر میرا راستہ چھوڑو

اسکا اپنا نام اور مرتبہ کسی تعارف کا محتاج ہرگز بھی نہیں تھا۔وہ کوئی عام مرد نہیں تھا جسے کوئی بھی ناں جانتا وہ چالیس گاؤں کا وہ پہلا سردار تھا جس نے اپنی قابلیت پر پورے دو سالوں سے اپنا عہدہ قائم رکھا تھا۔

دور دراز کے علاقوں میں بھی لوگ اسے اسکے نام سے جانتے تھے۔۔مگر وہ

"! ! خان حویلی کا داماد بن کر آیا تھا اور ظاہر ہے وہی تعارف کروانا تھا اسے

ترم خان اسے پھیلی آنکھوں سے گھورتا ہوا پیچھے ہٹا۔۔اسال آغا شاہ بنا ایک غلط نگاہ خود پر اٹھتی نظروں پر ڈالے، بھاری قدم اٹھاتے مردان خانے کی سمت بڑھا۔۔۔!!"

کئی ملازمین اسکی سحر انگیز شخصیت کو دیکھ چونکے تھے۔

کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"گاؤں کے ایک فرد سے بات چیت میں مشغول" داجان بھاری انجان آواز پر کچھ چونکے۔۔

سوالیہ نگاہوں سے انہوں نے اپنے پاس بیٹھے اپنے بیٹے اسفندیار خان کو دیکھا ۔۔جو خود آنے والے سے انجان تھے۔۔

آجائیں!!"داجان نے بلند آواز میں اجازت دی۔تو وہ اندر داخل ہوا۔۔

سیاہ مردانہ شلوار قمیض کے اوپر سیاہ ہی مردانہ شال دونوں کندھوں پر سلیقے" سے اوڑھے،، چھ فٹ سے نکلتا قد، سیاہ چمکدار پر کشش آنکھیں، جن پر موجود وہ مڑی ہوئی گھنیری پلکیں سبھی کو اسے دوسری بار دیکھنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔سرخ و سفید شفاف رنگت، ستواں ناک جس پر ٹھہری مغروریت

اسکی شخصیت کومزید جان لیوابنارہی تھی، پاؤں میں سیاہ شوز پہنے، سیاہ بالوں کو سلیقے سے بنائے وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا تھا۔۔

"السلام علیکم آغاجان!! میں "محمل قریشی" کا شوہر اور نعمت دلاور شاہ کا بھائی!! مجھے آپ نے یاد کیا!!"

مختصر مگر خوبصورت لفظوں کا چناؤ۔۔۔پر کشش آنکھوں میں سامنے براجمان شخص کے لیے عزت اورادب سمیٹے وہ جس طرز تخاطب سے بولا تھا

۔

داجان سمیت ہر فرد ٹھٹکا، حیرت وبے یقینی سے اس شخص کودیکھا۔۔ جس نے اپنا تعارف کسی سردار یاسید زادے کی بجائے دو عورتوں کے تعلق سے کرایا تھا۔۔

"داجان کواس کی امید ہر گز بھی نہیں تھی۔۔ بلکل بھی نہیں!!"

وعلیکم السلام!! "آؤ بیٹھو" اسال آغاشاہ!! "انہوں نے اشارے سے اپنے بیٹے اور باقی سبھی کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔۔

وہ لڑکا ان کی نواسی کا شوہر بن کر آیا تھا اور وہ اب اس سے ایک سردار نہیں بلکہ ایک نانا ہو کر ملنا چاہتے تھے یہ سوچ بھی انہیں "اسال آغا شاہ" کے تعارف نے دلائی تھی۔۔

سبھی جا چکے تھے۔

اسال ان کے نزدیک مؤدبانہ انداز میں بیٹھا جیسے وہ اپنے آغا جان کے سامنے بیٹھتا تھا۔۔اور اب کی بار اسکا سر اٹھا کر نظریں جھکانا دادا جان کو مزید حیرت میں ڈال گیا۔۔

کتنا اعلی ظرف تھا سامنے بیٹھا سردار!!" وہ جانتے تھے اگر وہ چاہتا تو اپنے سردار ہونے کا زعم دکھا سکتا تھا۔۔

پوری برداری میں واویلا مچا سکتا تھا مگر وہ تو ان کے پوتوں سے بھی برعکس نکلا

۔۔

وہ حقیقت میں اس پتھر کے مجسم سانچے سے دکھتے نرم دل اسال آغا شاہ"

"سے متاثر ہوئے۔۔

آپ کو دیکھ کر تو لگتا ہے کہ آپ بہت اعلی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں"
اسال آغا شاہ" مگر افسوس اعلی حسب و نصب رکھنے والے یوں کسی غریب
"!! کی بیٹی کو اپنی باندھی نہیں بنایا کرتے

داجان نے نرم لہجے میں مگر کافی سخت بات کر دی تھی۔اس کا اندازہ انہیں
اسال آغا شاہ کی سرخ رنگت سے ہوا۔۔

"!! میری بہن نعمت دلاور شاہ" کہاں ہے وہ۔۔مجھے اس سے ملنا ہے"
وہ ان کی بات سرے سے اگنور کر گیا تھا۔۔ محمل قریشی اب اسکی بیوی اور
عزت تھی اسکے لیے وہ کسی کے بھی منہ سے کچھ غلط نہیں سن سکتا تھا۔

غلط بات آغا شاہ!! "نعمت ضرار پاشا خان" داجان کی کڑک دار آواز"
پورے مردان خانے میں گونجی تو اسال نے اپنے دھڑکتے دل سے آنکھیں
اذیت سے میچی۔۔

تو گویا اسکے کئے کی سزا اسکی بہن کو مل ہی گئی تھی۔

اگر تمہیں خان حویلی کی عورت سے ملنا ہے تو تمہیں پاشا خان سے "

"!!اجازت

اس سے آگے کچھ مت کہیے گا آغا جان!! آپ کی عزت مجھ پر واجب ہے "

کیونکہ آپ میری بیوی کے نانا ہیں!! مگر ضرار پاشا خان کی عزت مجھ پر ناں تو فرض ہے ناں ہی واجب!! اس سے پہلے کہ میں کچھ سخت کہوں آپ اس

"!! گھٹیا شخص کا نام مت لیں

غصے بھری سرد نگاہوں سے داجان کو دیکھتا وہ انہیں پہلے سے برعکس لگا تھا۔۔

خان ہوں یا شاہ!! مرد غصے اور انا میں سب بھول جاتا ہے۔۔

وہ گھٹیا شخص تمہاری بہن کا شوہر اور تمہاری بیوی کا منگیتر رہ چکا ہے اسال "

آغا شاہ!" داجان نے پر سکون سے لہجے میں کہا۔ جس پر اسال آغا شاہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

تو مطلب آپ مجھے نعمت سے نہیں ملائیں گے!!" اسنے گویا سوال پوچھا۔۔

ہر گز بھی نہیں۔۔۔میری نواسی کو لاؤ۔اور اپنی بہن کو واپس لے جاؤ!!""

داجان نے ٹھنڈے لہجے میں کہتے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔

ضرار پاشاخان کسی ضروری کام سے حویلی سے باہر تھااور اسی وجہ سے داجان سکون میں تھے کہ وہ آرام سے اسال آغاشاہ سے بات کر سکتے تھے۔

آپ کی نواسی میری بیوی ہے۔۔!"ان کی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں" گاڑھے وہ سنجیدگی سے بولا۔

مخض چند ماہ کیلئے!!ہے ناں!!تمہارا وہ خرانٹ دادا اسی شرط پر میری" معصوم بچی کو بیاہ کر لایا تھاناں کہ تم میری بچی کے ذریعے اپنا وارث لے سکو!

"!! اس کے بعد کیا ہو گا اسکا

داجان کی آنکھیں کرب سے سرخ پڑنے لگی تھیں۔ محمل قریشی کا عکس ان کی آنکھوں کو دھندلانے لگا۔

آپ میرے آغاجان کے متعلق کچھ بھی مت بولیں!میں برادشت نہیں" کر سکتا!!اور جہاں تک بات ہے محمل کی تو یہ سردار آپ کو زبان دیتا ہے

آپ کی نواسی کو میں اس زندگی میں مرتے دم تک اپنے نام سے آزاد نہیں کروں گا۔۔وہ میری بیوی ہے میری عزت میرا وقار۔۔اور ہم سیدوں میں طلاقیں نہیں ہوتی !!"

اسال نے ٹھہرے ہوئے مضبوط لہجے میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔جو کافی دیر تک اسے خاموشی سے دیکھتے رہے۔

"تو ٹھیک ہے اسال آغا شاہ۔۔میں بھی تمہیں زبان دیتا ہوں کہ تمہاری بہن اور بھانجی کی کفالت ضرار پاشا کے بجائے میری زمہ داری ہے۔۔میں اپنی جان سے بڑھ کر ان دونوں کی حفاظت کروں گا ہر خوشی ملے گی ان دونوں کو اس حویلی میں۔۔مگر صرف تب تک جب تک میری محمل تمہارے پاس خوش اور سلامت ہے !!"

یعنی آپ سودا کر رہے ہیں۔۔"اسال نے ابرو اچکاتے سنجیدگی سے پوچھا۔ داجان ہلکا سا ہنسے۔۔"نہیں زبان دے رہا ہوں !!"اسال نے خاموشی سے انکے شفیق چہرے کو دیکھا۔۔اور پھر سر ہلاتے وہ ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"!! آپ اپنی زبان کا پاس رکھئے گا آغا جان۔اور یہ سردار اپنی"

وہ دوٹوک انداز میں کہتا ایکدم سے واپسی کو مڑا تھا۔نعمت سے ملے بغیر ہی اسے واپس جانا پڑ رہا تھا مگر وہ جلد اپنی بہن کو ملنے آئے گا۔۔اسنے دل ہی دل میں خود سے عہد کرتے گاڑی میں بیٹھتے اب گاڑی واپسی کے سفر کی طرف موڑی۔۔

★★★★★★★★★★★★

عع عالم۔۔!!"سنسان سڑک کے بیچوں وبیچ ان کی گاڑی اچانک سے رکی"

۔۔چاروں اطراف سے ایک بڑی سیاہ گاڑی نے انہیں احاطے میں لیا۔جس وجہ سے اچانک بدر عالم کو گاڑی روکنا پڑی۔۔

اسکے ساتھ بیٹھی روپ کی آنکھوں میں خوف کے گہرے سائے لہرائے تھے

۔۔

میں ہوں ناں پریشان مت ہوں آپ!!"بدر عالم اسکے چہرے پر خوف" دیکھ کر نرمی سے بولا تو روپ نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے گھبرا کر سر بمشکل سے ہلا ڈالا۔۔

اب ان دونوں کی نظر سامنے راستے میں حائل ہوئی گاڑی سے نکلتے شایان شاہ پر پڑی۔۔

جس کا چہرہ انتہائی خطرناک حد تک سرخ اور سپاٹ تھا۔۔

اسنے عین گاڑی کے سامنے رکتے بندوق بدر عالم پر طانی۔ان دونوں کو اشارے سے باہر نکلنے کا کہہ اس کی آنکھوں میں شرارے امڈے وہ غضب ناک نگاہوں سے روپ کو دیکھ رہا تھا۔۔بس نہیں چل رہا تھا ابھی اسکا منہ لال کر دیتا۔۔

بدر عالم شاہ گہری سانس بھرتے گاڑی سے نکلا تھا۔روپ بھی خوف سے لرزتی ٹانگوں سمیت بمشکل سے گاڑی سے باہر نکلی۔۔

بدر نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔وہ شایان شاہ کو غصہ دلانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔

اطمینان اور سکون اسکے خوبصورت چہرے پر صاف چھایا ہوا تھا۔

اچھا تو اس یار کے ساتھ راتیں رنگین کر رہی تُو!!ہاں کیوں نہیں کرے گی"

"!!۔۔آخر کار کو ہے تو اس خرامزا*گالی کی بہن ناں تو۔۔۔

بدر عالم شاہ نے شرربار نگاہوں سے اس غلیظ آدمی کو دیکھا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکے منہ میں چلتی گندی زبان وہ کھینچ کر حلق سے جدا کر دیتا۔۔

روپ شاہ ڈر کے مارے سہمی ہوئی سی بدر عالم کی اوٹ میں چھپی تھی شایان شاہ سے تذلیل سہنا تو اسکی عادت بن چکی تھی۔مگر بدر عالم کے سامنے یہ سب کچھ اسے زندہ زمین میں گاڑھے جانے کے مترادف تھا۔

اس سے پہلے کہ میں تیرا خشر بگاڑ دوں دفع ہو جا یہاں سے!!"بدر عالم"

شاہ نے دانت پیستے غرا کر کہا تھا۔جبکہ شایان شاہ کا قہقہ فضا میں گونجتا خاموشی کو توڑ گیا۔۔

جانتاہوں میں اچھے سے۔۔ برادشت نہیں ہورہاناں اپنی معشوقہ کیلئے یہ "
سب کچھ !! مگر یادرکھ بدر عالم شاہ۔۔یہ عورت اپنی بھوک مٹانے کو گئی تھی
تیرے پاس۔۔وہی بھوک جو پچھلے ڈیڑھ سالوں سے میں نہیں مٹا پایا
"!!اسکی۔۔

شایان شاہ جو بڑے ضبط سے آیا تھا۔اب اسکے اندر کا مرد جاگ اٹھا تھا۔۔
کہنے اور کرنے میں فرق ہوتا ہے اور اس وقت روپ دلاور شاہ اسکی بیوی
ہوتے ہوئے بھی غیر مرد کی بانہوں میں کھڑی تھی پچھلے پانچ دنوں سے وہ
اس کے گھر سے اسکے کمرے سے غائب تھی۔
اسکا خون کھولنا تو غیر معمولی سی بات تھی۔۔
شایانن !! "بدر عالم شاہ سرخ چہرے سے اسکی غلیظ بات پر دھاڑا تھا۔جبکہ "
روپ کا سر مارے شرمندگی اور اہانت سے جھک گیا۔۔
آنسوں اسکی آنکھوں سے بہتے اب اسکے گالوں کو بھگونے لگے تھے۔
"!!اتنی تذلیل اتنی اہانت"

چلامت *گالی!!"طلاق دے رہاہوں میں تیری اس معشوقہ کو۔۔آج کی رات جتنا جی چاہے دل بہلالو ایک دوسرے کا۔۔ مگر کل کا سورج روپ "!دلاور شاہ کی زندگی کا آخری سورج ہو گا۔۔تجھے ہر مرد کے بستر۔۔۔۔ چٹاخ۔۔ گھٹیا انسان زبان بند کر اپنی!!"بدر عالم شاہ ضبط کے باوجود بھی اس پر ہاتھ اٹھا چکا تھا۔۔

شایان شاہ نے گال پر ہاتھ رکھتے قہر برساتی نگاہوں سے آتش فشاں بنے بدر عالم شاہ کو دیکھا۔۔جو اسے آنکھوں کے رستے مارنے کے در پر تھا۔۔بندوق اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔

میں شایان الہ دین شاہ اپنے پورے ہوش و حواس میں روپ دلاور شاہ کو" "طلاق دیتا ہوں۔۔

مٹھیاں بھینچے وہ حلق کے بل غرایا تھا۔۔روپ بے ساختہ ہی چیخی تھی اسکی طرف بڑھتی وہ روتی بلکتی شایان کے آگے جھک گئی تھی۔۔

خدا کیلئے شش شایان مجھے رسوامت کریں!! بخدا میں پاک دامن ہوں۔۔

"!یوں ناں کریں میرے ساتھ

اسکے پیروں میں گری وہ آہ وبکا پر اتر آئی تھی۔۔شایان نے سفاکی سے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔اس سے پہلے کہ وہ گرتی بدر عالم شاہ نے آگے بڑھتے اسے کندھوں سے جکڑتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

طلاق دیتا ہوں طلاق ہوں!! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔!اب صبح"

"!!جرگے میں فیصلہ ہو گا روپ دلاور شاہ

وہ سرسراتے ہوئے لہجے میں ایک تنفر بھری نگاہ روپ کے غشی سے بے ہوش ہوتے وجود پر ڈالے ہنسا تھا۔۔

بدر عالم شاہ نے بے جان ہوتی ٹانگوں سمیت بہت مشکل سے اپنی بانہوں میں جھولتے روپ کے نازک وجود کو سینے میں بھینچا۔۔

وہ عجلت میں مڑا بھاگ کر اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالے وہ اب باہر نکلا۔۔

معادوسری طرف سے آتی اسال آغا شاہ کی گاڑی کو دیکھ وہ سکون سے مسکرایا ۔۔دل جلاتی مسکراہٹ۔۔

شایان شاہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ پر ناچاہتے ہوئے بھی ٹھٹک کر رک گیا۔

بدر عالم شاہ نے دور سے گاڑی سے نکلتے اسال آغا شاہ کو دیکھا اور مبہم سا مسکرایا۔۔

اسال چلتے ہوئے ان دونوں کی طرف آیا۔۔اسکی گاڑی کے پیچھے اسلحے سے لیس گارڈز کی گاڑیاں آن رکی تھی۔ جنہیں دیکھ شایان شاہ کا سانس خشک پڑا

۔

تجھے کیسے لگا شایان شاہ۔۔جو شخص اپنی بہن کے لئے تجھے ڈیڑھ سال تک "کھلاتا رہا وہ اپنی بہن کو تیرے جیسے کتے کیلئے اکیلا چھوڑ دے گا۔۔

بدر عالم شاہ کو سینے سے لگاتے وہ اب شایان شاہ کی طرف مڑا۔۔اسکے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑتے اسنے دل جلاتی مسکراہٹ سے کہا تو شایان کے گلے میں کچھ اٹکا۔۔

تجھ جیسے گھٹیا شخص سے اپنی معصوم بہن کو آزاد کروانے کا اس سے اچھا "!! راستہ اور کوئی ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔دیکھ تُو خود میرا کام آسان کر گیا۔۔۔

وہ دلکشی سے مسکراتا ہاتھ سینے پر باندھ گیا۔۔

جبکہ شایان شاہ کا سر بری طرح سے چکرایا تھا۔۔

اگر اسال آغا شاہ یہ سب چاہتا تھا تو اس نے آگے کیا سوچ رکھا تھا۔۔۔وہ دھندلائی نگاہوں سے ان دونوں کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔۔جو اسی پر ہنستے جا رہے تھے۔

"عالم میری گاڑی میں آؤ تم!! میں گڑیا کو گھر لے جا رہا ہوں۔۔۔"

اسال نے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے نرمی سے کہا۔۔جس پر شایان شاہ کو ایک نگاہ دیکھتے وہ اسال آغا شاہ کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

جبکہ شایان شاہ سن وجود سے وہی سڑک کے بیچوں وبیچ کھڑا تھا کیا اس نے

""طلاق دے کر غلطی کر دی۔۔۔؟

★★★★★★★★★★★★

گہرا صدمہ لگا ہے انہیں!! کوشش کریں کہ جب وہ اٹھیں ان کا دل

"بہلائیں!! کوئی ایسی بات ناں کریں جس سے انہیں تکلیف ہو!؛

"!!ڈاکٹر صاحبہ کب تک ہوش آئے گا میری بچی کو

نفیسہ شاہ نے تڑپ کر روپ کے ماتھے کو چھوتے ہوئے پوچھا۔۔

ثمینہ شاہ تو اکتاہٹ سے منہ بنائے ایک طرف کھڑی تھی۔۔انہیں روپ،

اسال آغا اور نعمت شاہ کسی میں بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔اگر کسی میں

دلچسپی تھی تو وہ اپنے اکلوتے بیٹے بدر عالم شاہ میں تھی۔۔

ان کی نظر میں سردار بننے کا حق بدر عالم شاہ کو تھا ناں کہ اسال آغا شاہ

"کو...!؛

صبح تک شاید ہوش آجائے آپ ان کے پاس رہیئے گا۔۔"ڈاکٹر نے ہلکا سا"
مسکرا کر کہا تو وہ سر ہاں میں ہلا گئی۔۔

ثمینہ شاہ ڈاکٹر کے پیچھے ہی کمرے سے نکلی اور بدر عالم شاہ کے کمرے میں گئی

۔۔

جوٹاول سے بال خشک کرتے واشروم سے نکلا تھا چہرہ انتہائی سرخ تھا۔۔
کہاں تھے آپ!"وہ اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھ نرمی سے پوچھنے لگیں۔۔"
اماں سائیں!!شہر تھا اور کہاں ہونا تھا مجھے۔۔۔"سر جھٹک کر کہتے وہ اپنی"
گہری سبز آنکھیں چرا گیا۔۔ثمینہ شاہ نے گھور کر بیٹے کی چوڑی پشت کو دیکھا

۔

اسال آغا اور روپ شاہ کے تو ویسے ہی آپ ملازم بنے پھرتے ہیں کیا آپ بتا"
"سکتے ہیں اب کیا ہو گیا ہے اس مہارانی کو۔۔۔
ان کے نفرت آمیز لہجے پر بالوں کو برش کرتے بدر عالم شاہ کے ہاتھ ایک پل
کو تھمے۔۔

"!!اماں سائیں خدارا ایسا مت کہا کریں"

وہ تڑخ کر کہتا ان کی کٹیلی نظروں کا رخ اپنے چہرے پر پاتے نظریں پھیر گیا۔

کیوں آپ کو اس بانجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے!!"کوئی خاص وجہ"

عالم!""ان کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی روپ شاہ کیلئے۔۔وہ سالوں پہلے بیٹے کی آنکھوں میں اس لڑکی کیلئے پسندیدگی بھانپ گئی تھیں۔۔مگر انہیں اسال آغا شاہ اور اس کی بہنیں ایک آنکھ ناں بھاتی تھی تو پھر کیسے وہ اپنا اکلوتا بیٹا ان کے حوالے کر کے حویلی پر انہی کا راج قائم کر دیتی۔۔

اماں سائیں وہ بانجھ نہیں ہیں۔آپ پلیز ایسے الفاظ مت کہا کریں ان"

کیلئے!!"اس کی حسین آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں۔۔

کوئی بھی اس کے چہرے کی تکلیف سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ روپ دلاور شاہ اسکے لئے کیا اہمیت رکھتی ہے۔۔

عالم!! میں بتا رہی ہوں۔۔دور رہیں اس لڑکی سے۔۔وہ پھر سے اس حویلی" میں آن دھمکی ہے تم پر ڈورے ڈالنے کو۔۔۔خبردار جو تم اسکے آس پاس "بھی بھٹکے۔۔۔

غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ حکیمہ انداز میں کہتی کمرے سے نکل گئی۔۔

بدر عالم شاہ نے لب بھینچ ڈالے۔اب انہیں کیا بتاتا وہ محض اس حویلی میں ہی نہیں اب کی بار وہ بدر عالم شاہ کے دل اور کمرے کی ملکہ بننے آئی تھی۔۔

روپ دلاور شاہ کا سوچتے ہی لبوں پر مبہم سی مسکان امڈی۔۔

کبرڈ سے شرٹ نکالتے وہ عجلت میں پہنتا اب روپ کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

ڈاکٹر شاید جا چکی تھی اور اب اسے اسکی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے جلتے دل کو سکون پہنچانا تھا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

دروازہ اندر سے لاکڈ کرتے اسنے شال کندھوں سے اتارتے ایک طرف صوفے پر پھینکی۔۔

بستر پر اپنی محبت کی موجودگی کا احساس ہی اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھیر گیا۔

دل کو تھپکتے وہ کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔اپنا نائٹ ڈریس نکالتے وہ عجلت میں واشروم میں گھسا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ لوٹا تو اب قدرے فریش سا تھا۔ بھوری آنکھوں میں خمار کی سرخیاں امڈ رہی تھی۔۔وہ بنا لمحے کی تاخیر کیے بستر پر پہنچا۔۔جب اگلے ہی لمحے اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔۔۔

آنکھیں حد سے زیادہ پھیلی تھی۔۔کیونکہ "رمینا ابرار خان" سرخ ساڑھی" میں مکمل طور پر تیار اپنے ہوش رُبا سراپے سے اسکے سامنے تھی۔۔

دراب خان کی سانسیں ایک پل کو تھمی۔۔وہ اسکی محبت تھی اور وہ بھی حلال محبت" پاگل ہونا تو بنتا تھا۔۔

اسنے جھک کر محبت سے اسکے گالوں پر بوسہ دیے اسکی تیاری کو خراج تحسین پیش کیا۔۔

رمینا اسکے بے قرار لمس پر اندر تک سرشار ہوئی اپنی بانہیں اسکے گرد باندھ گئی ۔۔

آج میری بیگم کے ارادے کچھ نیک نہیں لگ رہے مجھے!!"دراب اسے" مکمل طور پر بانہوں میں بھر تا مدہوش ہوا تھا۔۔

ویسے بھی وہ کم ہی اسکے ہاتھ آتی تھی۔۔رمینا ایک ڈاکٹر تھی۔۔دراب اور رمینا کی شادی کو پانچ سال ہونے کو تھے۔۔اس نے اپنی پسند سے رمینا خان کو اپنا ہمسفر بنایا تھا۔۔

جو شادی کے بعد بھی اپنا کیرئر جاری رکھنے پر بضد تھی۔۔چونکہ چھوٹی حویلی میں کوئی بھی اس کی شادی رمینا خان سے کروانے کو تیار نہیں تھا کیونکہ وہ ذات سے خان تھے مگر وہ غیر تھے۔۔بالآخر دراب خان نے زارون سکندر

خان کی مدد سے سب کو راضی کر ہی لیا تھا یوں وہ پچیس سال کی عمر میں رمینا خان سے شادی کر چکا تھا۔۔

ایسا ہی کچھ سمجھیں دراب خان۔۔۔اسپیشل چھٹی لی ہے آپ کیلئے!!نائٹ" شفٹ تھی مگر میں نے کینسل کر دی!!"وہ اب اسکی گردن میں چہرہ چھپائے آنکھیں موندے بول رہی تھی۔

اسکی اتنی عنایت پر دراب کے جذبات مزید بھڑکے۔

صدقے یہ خان قربان جائے اپنی بیگم کے!!"اسنے خوشگواری سے کہتے" رمینا کے چہرے کو چوم ڈالا۔۔جو اگلے ہی لمحے مسکرا کر اس سے تھوڑی دور ہوئی۔۔

دراب!"وہ بولی۔۔"

ہمم"دراب مکمل اس میں کھوتا جا رہا تھا۔۔"

آنٹی آپ کا رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔۔!"وہ مدہم لہجے میں بولی دراب ہنسا۔" اسکے بالوں سے کھیلنے لگا۔۔

اچھا جی اور تم!!" وہ اب بھی شریر تھا۔۔"

" میں تو کب سے کہہ رہی ہوں آپ سے۔۔مان جائیں پلیز۔۔"
وہ متلجی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

دوسری شادی کا مطلب جانتی ہو ناں۔! وہ سنگین نوعیت سے بولا۔۔ "

رمینا مسکرائی۔

"! آپ کا اور میرا بچہ اس دنیا میں آئے گا۔۔"
کیا گارنٹی ہے کہ وہ دوسری عورت اپنا بچہ تمہیں سونپے گی۔۔وہ برہم ہوا۔۔
چہرے پر سختی تیرنے لگی۔۔

سب سے بڑھ کر تم مجھے شئیر کر لو گی رمینا۔۔۔کیسے؟؟" وہ غصے میں چیخ گیا

۔۔

دو ہفتوں سے وہ شہر میں تھی۔۔آج آئی بھی تھی تو وہ اسے پاگل کرنے۔۔
مزید تکلیف دینے۔۔۔

مجھے اپنے دراب پر پورا یقین ہے۔۔وہ میرا حق کبھی نہیں مار سکتے۔۔رمینا کا"
مان ہنوز قائم تھا۔۔
تم بانٹ لو گی مجھے!!"وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔۔"
ہمم۔۔مشکل ہے مگر ناممکن تو نہیں ناں!!"وہ ہلکا سا مسکرائی اب اسکی"
شرٹ کے بٹنوں سے چھیڑ خانی کرنے لگی۔۔
کون مانے گی تمہاری سوتن بننے کو۔۔۔جب ساری دنیا جانتی ہے کہ دراب"
خان اپنی بیوی کا اسیر ہے!!"وہ جانتا تھا آج کل کے زمانے میں کوئی بھی
نہیں ماننے والا تھا ایک شادی شدہ مرد سے اپنی بیٹی بیاہنے کو وہ بھی تب جب
"!!صاف علم ہو کہ پہلی بیوی شوہر کی اتنی لاڈلی ہے
آنٹی نے رشتہ ڈھونڈنا شروع کر دیا ہے۔۔بردار ی سے تو نہیں مگر باہر سے
"!!کوئی مل جائے گی
وہ سکون سے کہتی اسکے سینے میں جذب ہونے لگی۔۔مقصد اسے مدہوش
کرنا تھا جو ہو بھی رہا تھا۔۔

رمینا مسکراتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔جس نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

وہ برادری سے باہر دراب کی شادی کروادیتی تو یہ اسکے لئے فائدہ مند تھا۔۔

وہ آنے والی لڑکی اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی اور رمینا بچہ ہونے کے بعد اسے آسانی سے دراب کی زندگی سے نکال دیتی۔۔

اسنے مسکرا کر اپنی باہیں دراب کے گرد پھیلاتے آنکھیں موندلیں۔۔

تو پھر میں ہاں سمجھوں۔۔۔!"وہ مدعے پر آئی۔۔دراب نے سرخ"

نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

اوکے پہلے ڈھونڈ تولو!!"وہ لاپرواہی سے بولتا اس کے نزدیک ہوا۔۔۔"

دور کھڑی قسمت ان دونوں پر خوب ہنسی تھی۔۔۔اگر ہم انسان یہ جان پاتے کہ ہمارے آنے والے کل میں کیا ہونے والا ہے تو یقیناہم کبھی بھی غلط اقدام ناں اُٹھائیں۔جو ہمیں بعد میں پچھتانے پر مجبور کرے۔۔

یہ حیات کی تکمیل کا ایک سفر تھا جہاں جانے کسے بچھڑنا کر کس سے پورا ہونا تھا یہ۔تو صرف وہ خدا ہی جانتا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ بھی نہیں!!"فائل بند کرتے اسنے سامنے بیٹھی انعم سعید کو دیکھ سنجیدگی سے کہا۔انعم لب بھینچے اسے دیکھے گئی !۔۔زخمی نگاہوں سے

میرا دماغ خراب نہیں ہوا۔۔بلکہ ابھی درست ہوا ہے۔۔زارون سکندر" کوئی چھوٹا بچہ نہیں جو میں اسے رودھو کر بار بار اپنی طرف کھینچتی رہوں گی۔

" تم اچھے سے جانتی ہو!!وہ کتنا شاطر ہے۔۔

انعم نے کٹیلی نگاہ سامنے بیٹھی اس خوبصورت سنہری رنگت والی لڑکی پر ڈالی۔

"دیکھو انعم پچھلے کئی برسوں سے تم میرا دیا کھاتی آئی ہو۔۔اتنے برسوں کی محنت کے بعد میں اتنی نزدیک آکر پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔۔مجھے وہ ہر قیمت پر چاہیے!!"

دونوں ہاتھوں مٹھیاں شدت سے بھینچتے اسنے جنون خیز انداز میں کہا۔۔

انعم بے بسی سے لب بھینچ کر رہ گئی۔۔

اس نے شادی کر لی!! اب وہ تمہارا یا کسی اور کا نہیں ہو گا!!" "انعم اس لڑکی" کی آنکھوں میں جلتی آگ دیکھ ڈر کر بولی تھی۔

وہ پیسوں کے لیے اس کھیل کا حصّہ تو بن گئی تھی مگر حقیقتاً وہ پچھتا رہی تھی۔ کیونکہ وہ زارون سکندر خان کے غصے اور اس لڑکی کے جنون سے بخوبی واقف ہو چکی تھی۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔ تم جانتی ہو کیا انعم اسے پانے کے لئے میں کئی گل مینے خان" کو موت کی گھاٹ اتار سکتی ہوں۔۔اس حویلی کے ایک ایک پل کی خبر ہے مجھے!!"

دائی آنکھ ونک کرتے وہ پراسراریت سے بولی۔۔انعم کا سانس خشک ہوا۔۔ لبوں کو دانتوں تلے کچلتی وہ بھیگی خوفزدہ نگاہیں اس لڑکی پر گاڑھے ہوئے تھی۔

"ممم مطلب!!"

انعم دہشت زدہ سے انداز میں بڑبڑائی تھی۔۔

"!!مطلب تم چھوڑ دو۔۔یہ لو پیسے اٹھاؤ اور تیاری پکڑو۔۔"

انعم نے میز پر پڑے نوٹوں کی گھڈی اٹھاتے سوالیہ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا۔

کک کہاں جانا ہے مجھے!!"وہ لڑکی مسکرائی۔۔"

""""بڑی حویلی!!زارون سکندر خان"کے پاس"

وہ لڑکی اپنے بال جھٹکتے ایک ادا سے بولی تو انعم کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔

ایک ملاقات کر کے آؤ اسے یاد دلاؤ اسکے کیے وعدے کی۔تاکہ وہ جلد از"

"جلد گل مینے خان کو چھوڑ دے۔۔

انعم نے بمشکل سے سر اثبات میں ہلایا وہ ایکدم سے اٹھی۔۔

اب اس کیبن سے باہر نکلی تھی۔۔اسکا موبائل فون مسلسل بج رہا تھا۔۔مگر

اسکے سامنے زارون سکندر خان کا دھواں دھواں ہوا چہرہ لہرا رہا تھا۔۔

اگر اسے بھنک بھی پڑ جاتی کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے تو وہ پہلے جان سے مارتا اسکے بعد اسے زمین سے نکال کر حقیقت پوچھتا۔

انعم نے درد سے پھٹتے دماغ کو تھامے اپنے فون کو دیکھا۔۔جہاں اویس کی کال آ رہی تھی۔۔

پلیز اویس تنگ مت کرو۔۔میں بزی ہوں۔۔"کال اٹھاتے وہ اس پر برسی" اور غصے سے کال کاٹتے اب باہر کھڑی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیا بکواس ہے یہ آغا؟؟"تم پاگل تو نہیں ہو گئے!!"آغا جان اسکی بات بیچ" میں کاٹتے دھاڑے تھے۔۔غصے سے تمتماتا سرخ چہرہ ان کے اندر اٹھتے طوفان کی نشانی تھی۔۔۔

اسال نے گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔

"!یہ سچ ہے آغا جان۔۔شایان شاہ نے روپ کو طلاق دے دی ہے؟"

سرخ نظریں جھکائے وہ بمشکل سے بول پایا تھا جبکہ آغا جان کی آنکھوں کے سامنے ایک پل کو اندھیرا سا چھا گیا۔

کان سائیں سائیں کرنے لگا۔۔

"....ہو گئے تم خوش اسال آغا شاہ "بن لیا تم نے سردار"

وہ غصے سے گرج پڑے تھے۔۔ نعمت کے بعد اب روپ کا یوں اجڑنا ان کے کلیجے پر ہاتھ پڑا تھا جیسے۔۔

بتانا پسند کرو گے کون تھی آخر کار وہ لڑکی۔۔ جس کے لیے تم نے اپنی بہن، "

اپنے خاندان تک کو داؤ پر لگا دیا۔

آغا جان ایکدم سے اپنی نشست سے اٹھے۔۔ ان کے اٹھتے ہی اسال آغا شاہ کو بھی اٹھنا پڑا تھا مگر وہ لب سیے سر جھکائے خاموش کھڑا تھا۔۔

جواب دو۔۔۔ بولو آغا۔۔ بولتے کیوں نہیں ہو۔۔؟"قہر برساتی نگاہوں"

سے اسے دیکھتے وہ آگے بڑھے تھے۔۔ آباد شاہ تو گھبراہٹ زدہ سے اپنے بابا اور بھتیجے کو دیکھ رہے تھے۔۔

!!بدر عالم شاہ بھی وہاں نہیں تھا جو وہ کسی کو سنبھالتا

یہ کیا جواب دیں گے آغا جان!!! میں بتاتی ہوں۔وہ منحوس لڑکی کون" ہے؟؟"نفیسہ شاہ جو روپ کی حالت کی بابت اسال سے دریافت کرنے آئی تھی۔

ان کی ساری گفتگو اور روپ کی طلاق کی بات نے انہیں سب سے بڑا جھٹکا دیا تھا۔۔

بھیگی نظروں سے اپنے بیٹے کو ناراضگی سے دیکھتے وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔۔

نن نہیں اماں سائیں۔۔۔آپ جائیں کمرے میں۔۔میں ملتا ہوں آپ کو آ" کر۔۔!!"سرخ نگاہوں سے ماں کو دیکھتے وہ حد درجہ سنجیدگی سے بولا۔۔

اس کے ہاتھوں کو جھٹکتے نفیسہ شاہ خود کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے آغا جان کی طرف بڑھی۔

ان کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ ان کے اندر کی شکست خوردہ کیفیت کو عیاں کرنے کو کافی تھی۔۔

آپ کی لائی گئی بہو۔۔" محمل قریشی" وہ بد کردار لڑکی جو اس حویلی کی نوکر" بننے کے قابل نہیں تھی اس حویلی کی بہو بنتے ہی وہ اپنے ہی ولیمے کی شام راتو رات بھاگ نکلی تھی۔۔آغا جان!!اس گھٹیا لڑکی کی وجہ سے میرے بیٹے نے ممیری روپ!!"

اماں۔۔!!"نفیسہ شاہ دم گھٹنے پر اچانک اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی بند ہوتی" آنکھوں کو کھولنے کی لاکھ کوشش کے باوجود بھی منہ کے بل گری تھیں۔

اسال آغا شاہ!!" پاگلوں کی طرح چلاتا ہوا ان کی طرف بھاگا۔۔ان کا سر اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر رکھتے وہ پاگلوں کی طرح دہشت زدہ نگاہوں سے ان کا چہرہ تھپکنے لگا تھا۔۔

آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھی جنہیں وہ صاف کرتے بچوں کی طرح نفیسہ شاہ کو پکار رہا تھا۔۔

آغا ہسپتال لے چلو بھابھی کو۔۔۔اٹھو میرے بچے!!"آباد شاہ نے آگے" بڑھتے اسے کندھوں سے جکڑتے ہوش دلایا تھا۔

جس کی دل بو جھل پڑنے لگا تھا۔۔آباد شاہ کی آواز پر وہ جیسے ایکدم سے ہوش میں آیا۔۔فوراسے انہیں اُٹھائے وہ پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا راہداری کی طرف گیا۔۔

کہاں ہے وہ لڑکی!!"آغا جان نے شرر بار نگاہوں سے آباد شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ محمل کی جان اپنے ہاتھوں سے لیتے۔۔

آباد شاہ کو اس معصوم پر ترس سا آیا تھا جو شاہ حویلی میں ایک قیدی سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھی۔

آغا کے کمرے میں ہو گی!!"آباد شاہ نے بمشکل سے کہتے ہوئے سر جھکا" ڈالا۔۔آغا جان جبڑے بھینچے غصے اور نفرت سے سرخ چہرے سمیت بھڑکتے ہوئے اسال آغا شاہ کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔

دروازہ کھٹکھٹاتے ہی اندر سے دروازہ کھل گیا تھا۔۔۔ محمل بے یقینی سے آغا"
جان کے سرخ چہرے اور نا قابل یقین تاثرات دیکھ رہی تھی اس سے پہلے
اسنے انہیں اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔
اسے سچ میں ان سے خوف محسوس ہوا مگر بظاہر وہ پر اعتماد سی کھڑی تھی۔۔
آغا جان نے غضب ناک نگاہوں سے اس لڑکی کو سر تا پیر گھورا۔۔
"!!ہم تمہیں اپنے پوتے کی باندھی بنا کر لائے تھے لڑکی"
آغا جان کی غضب ناک دھاڑ پر محمل کے چہرے پر کئی سائے لہرائے اسے
شدت سے ان سے خوف محسوس ہوا۔
مگر تمم۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہماری پوتی برباد ہو گئی۔ ہمارا پوتا آج اتنے"
بڑے خطرے میں گھرا پڑا ہے!! کیسے ہمت کی تم نے اس حویلی کی در و دیوار
"!!پھلانگنے کی ہاں
ان کی غراہٹ پر محمل نے آنکھیں ڈر کے مارے بند کر لیں۔۔

وہ جانتی تھی اسکے منہ سے نکلا ہر لفظ اسکے ماں باپ کی زندگی پر عذاب کی طرح ٹوٹے گا۔

فرخندہ!!"آغا جان کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر ملازمہ بھاگتی ہوئی آگے بڑھی" تھی۔ پیچھے کھڑی تین سے چار ملازماؤں نے افسوس اور ترحم بھری نظروں سے اس پری پیکر کو دیکھا۔

جج جی بڑے سردار سائیں!!"فرخندہ ان کہے غیض و غضب سے کافی" خوفزدہ ہو چکی تھی۔ جبھی بمشکل بولی۔۔

لے جاؤ اس لڑکی کو اور بند کر دو اسے کوٹھری میں۔۔۔جب تک ہم ناں" کہیں کوئی بھی اس سے ملنے ناں پائے۔۔ کھانا پانی سب بند آج سے اسکا۔۔ اور اگر غلطی سے ہماری حکم عدولی ہوئی تو تمہارے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں "!!ہم خود کاٹیں گے

برف کی مانند ٹھنڈے لہجے میں کہتے وہ محمل کے سپید پڑتے چہرے کو نفرت سے دیکھتے ذرا سا پیچھے ہٹے۔۔

فرخندہ آگے بڑھی۔۔ محمل نے بے یقینی سے سر نفی میں ہلاڈالا۔۔ٹانگیں بری طرح سے کانپنے لگی تھی اسنے شدت سے اسال آغاشاہ کے آنے کی دعا کی تھی۔۔

جو جانے کہاں تھا۔

نن نہیں چھوڑو مجھے۔۔۔میں نے کوئی گناہ نہیں کیا جو یوں مجھے مجرموں کی طرح سزادی جارہی ہے!!"اپنے ہاتھ فرخندہ کی گرفت سے آزاد کرتے وہ غم وغصّے سے دھاڑی۔۔

آغاجان کے مڑتے قدم اس کی دھاڑ پر تھمے۔انہوں نے سپاٹ چہرے سے محمل کے لرزتے وجود کو دیکھا۔اگلے ہی لمحے دو مرد ملازمین کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔۔

جو اسال آغاشاہ کے خوف سے بری طرح سے کانپ رہے تھے۔۔

جانتے تھے اگر حکم مانا تو اسال آغاشاہ نہیں چھوڑے گا اور اگر حکم ناں مانا تو آغاجان نہیں چھوڑیں گے۔۔

منہ باندھو اسکا۔"

آغا جان کے اگلے حکم کے ساتھ ہی ان دونوں مرد ملازمین نے آگے بڑھتے محمل کے بازو کو جکڑا۔۔

فرخندہ تیزی سے اسکا منہ کپڑے سے باندھ چکی تھی اور اب وہ دونوں ملازم اسے فرش پر گھسیٹتے ہوئے کوٹھری تک لے گئے۔ محمل کے کپڑے جگہ جگہ سے ادھڑ چکے تھے۔۔

آنکھیں اس قدر ذلت ور سوائی پر خون کے آنسوں روئی تھیں۔۔

وہ کسی مجرم کی طرح سر جھکائے اس کوٹھری میں پھینک دی گئی تھی۔ جو شاید اسکا مقدر بن چکی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

نعمت اٹھو!! کمرے میں چلو!!"نور کے کپڑے چینج کرتی وہ ابھی فارغ ہی ہوئی تھی کہ ضرار پاشا نے ایک دم سے اسکا ہاتھ تھامے اسے سنجیدگی سے ساتھ گھسیٹا۔۔

نعمت ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہ گئی جو اسے اب گھسیٹنے لگا تھا۔

چھوڑیں مجھے جنگلی انسان!! میری بیٹی رو رہی ہے!!" چیخ کر کہتے نعمت نے"

اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرایا۔۔جو نور کا سنتے ہی گرفت ڈھیلی کر گیا تھا

۔

ضرار نے ایک دم سے مڑتے چارپائی کی طرف دیکھا۔جہاں نعمت نور کو لیے بیٹھی تھی جو ماں کے دور جانے پر روئے جا رہی تھی۔۔

ضرار نے لبوں پر زبان پھیرتے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کو" سیٹ کیا اور اب چلتا ہوا اسکے قریب گیا۔۔

!!اٹھو فورا سے!!" انداز سخت مگر لہجہ نرم تھا۔۔"

اگر اب آپ نے بدتمیزی کی تو میں داجان کو شکایت لگا دوں گی۔انہوں" نے مجھے کہہ رکھا ہے کہ اگر آپ میرے آس پاس بھی بھٹکے تو وہ آپ کو چھوڑیں گے نہیں!"

نعمت نے دل جلاتی مسکراہٹ اس پر اچھالی اور پھر کہتے ساتھ ہی سر جھٹک کر نور کو دیکھا۔

جو ضرار کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔۔

ہاہاہاہاہا!!"تمہیں کیا لگتا ہے کہ ضرار پاشا خان "تمہارے ڈرانے سے "ڈر جائے گا۔۔۔"سر سراتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھا۔

نعمت نے بمشکل سے تھوک نگلتے اپنی طرف بڑھتے ضرار پاشا کے قدموں کو دیکھا۔۔

اٹھو فوراً!!"سرد نگاہوں سے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے وہ سنجیدگی سے "بولا تو اگلے ہی لمحے نعمت گھبرا کر اٹھی۔

نور کو ضرار اسکے ہاتھوں سے چھین چکا تھا۔۔

اب اٹھو اور باہر چلو میرے ساتھ۔۔۔!!"انتہائی سنجیدگی سے کہتے اسنے "نور کو دونوں ہاتھوں میں پیار سے تھامتے اسکے گال کو چوما۔۔

جواچانک اسکے لمس پر کھلکھلائی۔۔

"!!مم مگر"

نعمت ہڑ بڑائی۔۔ضرار پاشا کے سرد تاثرات سے وہ سچ میں ڈر گئی تھی۔ جبھی بنا کچھ کہے اسکے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل آئی۔۔

صبح کے چھ بجے کے قریب کا وقت تھا جب ضرار اسے اپنے ساتھ سیدھا اپنے کمرے میں لایا۔۔

نعمت نے کن آنکھوں سے سارے کمرے کو دیکھا۔۔صاف ستھرہ کمرہ جس کی در و دیوار پر سیاہ اور گرے رنگ کا رنگ و روغن ہوا تھا۔۔خوبصورت بیڈ جو ایک طرف دیوار سے لگا تھا۔اسکے قریب ایک عدد میز بائیں جانب ایک بڑی سی کھڑکی اور اس کھڑکی اور بیڈ کے درمیان ایک عدد کاٹ۔۔۔۔جو سفید رنگ کا، دیکھنے سے بہت قیمتی لگ رہا تھا۔!!بیڈ کے عین پائنتی پر ایک کاؤچ، سائیڈ پر کبرڈ اور واشروم اٹیچ تھا جبکہ کمرے کے سینٹر میں پردہ لگا کر دوسرے حصے کو الگ کیا گیا تھا۔۔

نعمت کو وہ کمرہ کم کسی مہاراجا کا محل زیادہ لگا تھا۔۔

متاثر کن نگاہوں سے کمرے کو دیکھتے اسنے اب نور اور ضرار کو دیکھا۔۔

ضرار اسے بیڈ پر لے جاتے اپنے پیٹ پر لٹا چکا تھا۔۔ نعمت کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ آنکھیں ایک دم سے نم ہونے لگی۔۔

اگر آج ساحر زندہ ہوتا تو وہ بھی اپنی بیٹی پر یونہی پیار لوٹاتا۔۔

نور آئینہ کے ننھے ہاتھ اس خوبرو شخص کے چہرے پر جھول رہے تھے۔۔

جنہیں وہ بار بار ہونٹوں سے لگا کر چومتا۔۔ کبھی آنکھوں پر رکھتا تو کبھی ناک پر اور کبھی بالوں میں۔۔۔

نعمت جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔

ایک ایسا شخص جو بدلے کے لئے اسے شادی کر چکا تھا۔ وہ اس کی بیٹی سے ایک ہی دن میں اتنا لگاؤ کیوں رکھنے لگا تھا۔۔

"!!اب گھور کیوں رہی ہو ہم دونوں باپ بیٹی کو۔۔۔

کڑے تیوروں سے نعمت کو گھورتا وہ چبا چبا کر بولا تو نعمت گڑبڑائی۔۔

"!!وہ نور کے سونے کا وقت "

نعمت نے بولنا چاہا۔۔

میں سلا دوں گا اسے۔۔۔تم جاؤ اور اچھی بہو کی طرح ناشتے میں مدد کرو۔۔

مورے اور اموکی۔!!"سنجیدگی سے کہتا وہ پھر سے نور کو دیکھتے ہنسا۔۔

نعمت آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی۔۔"

جاؤ گی یا کوئی ڈیمو دوں؟؟"ترچھی نگاہوں سے اسے یونہی کھڑا دیکھ وہ چبا"

چبا کر بولا۔۔

تو نعمت سٹپٹا کر سر ہاں میں ہلاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

کمرے میں گونجتی موبائل فون کی آواز پر گل مینے خان کی نیند میں حلل پڑا

۔۔ماتھے پر ایک ساتھ ڈھیروں بل سمیٹے وہ سیدھی ہونے لگی۔مگر خود کو

زارون سکندر خان کے مضبوط حصار میں پاتے وہ پہلے پہل تو چونکی۔۔

سنہری آنکھیں ایک دم سے پھیلی۔۔لبوں پر زبان پھیرتے وہ کہنی تکیے پر جمائے بنا ہلچل کے سیدھی ہوئی۔۔

زارون سکندر خان کے لفظوں پر وہ پر سکون تو ہو چکی تھی۔۔مگر پوری طرح سے نہیں۔۔!!کیونکہ وہ جانتی تھی اگر اسکے لالا نے کچھ کہا ہے تو اس بات میں کوئی ناں کوئی سچائی ضرور ہو گی۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ایک بار پھر سے موبائل فون کی بیل بجی۔۔گل مینے نے گردن گھمائے آگے پیچھے دیکھا مگر موبائل کہی بھی نہیں تھا اچانک اسکی نظر زراون کے پیٹ کی طرف گئی۔۔

موبائل فون اسکی جینز سے نکل کر اب آدھا بیڈ اور آدھا اسکے پیٹ پر پڑا تھا۔ دو دنوں سے جاگے ہونے کی وجہ سے وہ اس قدر گہری نیند میں تھا کہ اسے موبائل فون کی آواز تک جگا ناں سکی۔۔

گل نے بال سمیٹتے ہاتھ بڑھاتے موبائل فون اٹھایا۔۔جو شاید وزن پڑنے پر " آن ہوا تھا کیونکہ موبائل لاکڈ تھا مگر اسکرین کے اوپر "انعم کالنگ "شو ہو رہا تھا۔۔۔

جسے دیکھتے ہی گل مینے کی بڑی بڑی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔چہرے پر ایک ساتھ کئی رنگ آئے تھے۔۔

کچھ سوچ کر اسنے کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

"ا

تھینک گاڈ زار۔۔تم نے کال تو اٹھائی۔۔بے بی میں اتنا مس کر رہی تھی تمہیں۔۔میری جان آئی لو یو سو مچ زار!! یاد ہے ناں اس فرائیڈے کو ہمارا نکاح ہے۔۔ٹائم پر آنا ہو گا اس بار تمہیں۔۔!!"

انعم سعید کی مسکراتی محبت میں ڈوبی آواز سنتے ہی گل مینے خان پر حیرتوں کے کئی پہاڑ ٹوٹے تھے۔۔

یقین، اعتبار، مان کیا کچھ نہیں ٹوٹا تھا اس پل اس معصوم لڑکی کا۔۔اسنے رخ پھیرے نیند کی آغوش میں ڈوبے اس حسین چہرے کو دیکھا۔۔

تکلیف سے اسے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔گالوں پر بے مول موتیوں کی طرح بہتے آنسوں کو ہتھیلیوں سے رگڑتے وہ موبائل فون بیڈ پر پھینکتی غصے سے اٹھی۔۔

دروازہ کھولنے کو ہاتھ بڑھایا۔۔تو دروازہ فنگر لاکڈ تھا۔۔

غصے اور درد سے پھٹتے سر کو دونوں ہاتھوں سے جکڑتے گل مینے خان نے بنا کچھ سوچے سمجھے اب کی بار زوردار طریقے سے دروازہ بجانا شروع کر دیا۔۔

انعم سعید کے الفاظ اسکے کانوں میں ہتھوڑے کی مانند ضربیں لگا رہے تھے۔۔

ابھی تو محبت کی "م" کا سفر شروع کیا تھا اسنے۔۔اور اسے پہلی ہی سیڑھی پر دھوکہ نہیں!!بے اعتباری حصّے آئی تھی۔۔بھلا وہ کیسے زارون سکندر خان کا اعتبار کر لیتی۔۔

دروازے پر کسی کے بار بار دستک دینے پر زارون کی نیند ٹوٹی۔۔ نیند سے بھری نظروں سے اسنے دروازے کی طرف دیکھا تو سامنے ہی دوپٹہ گلے میں ڈالے گل مینے خان کے لرزتے وجود کو دیکھ وہ بالوں میں انگلیاں چلاتا اٹھ کر بیٹھا۔۔

"مینے دروازہ اندر سے لاکڈ ہے مت کرو!!" وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔اسے لگا "!!شاید وہ رات والی حرکت کو ابھی تک خواب سمجھ رہی ہے

شرٹ کے بٹن درست کرتے وہ بیڈ سے اتر کر اس تک آیا۔۔

"مینے!!" زارون نے اسے نرمی سے پکارا۔۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے!!" نفرت بھری آواز میں کہتی وہ اسکا ہاتھ اپنے کندھے سے بری طرح سے جھٹک گئی۔

اسکی آواز کی نمی اور خود کو یوں جھٹکنے پر زارون نے ناسمجھی سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

کیاہواہے گل مینے خان!!"اب کی بار ذرا سنجیدہ لہجے میں پوچھتے اسنے پیچھے"
سے اسے حصار میں لیناچاہا۔
جب غم وغصّے اور جھنجھلاہٹ میں اسے خود سے دور دھکیلتے گل مینے خان کا
ہاتھ اٹھا تھاجو زارون سکندر خان کے بائیں گال پر نشان چھوڑ گیا۔
تھپڑ کی آواز پورے کمرے کے در ودیوار میں گونجی تھی۔۔زراون سکندر
خون بھری سرد نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی آنسوں بہاتی گل مینے خان کو
دیکھے گیا۔۔
"!!جس کی آنکھوں میں اب بھی نفرت ہی تھی اس کے لئے
یقین کر پانا ناممکن تھا کہ وہ چھوٹی سی لڑکی اس پر ہاتھ اٹھا چکی تھی وہ بھی بے
"!!وجہ
ہاؤڈئیر یُو گل مینے خان!!"اگلے ہی لمحے اسکے بالوں کو گتھی سے جکڑتے وہ"
اسے جھٹکے میں کسی ربڑ کی گڑیا کی طرح اپنی طرف کھینچتا اسکے چہرے پر
غضب ناک لہجے میں دھاڑا تھا۔۔

ایک پل کو اسکے چٹانی وجود میں جذب ہوتے !! اسکے غضب ناک تاثرات اور برفیلے لہجے پر گل مینے خان کو خوف محسوس ہوا مگر اگلے ہی لمحے اسکا جھوٹ، دھوکہ یاد آتے ہی وہ سب بھول گئی۔۔

ڈونٹ ٹچ می مسٹر خانزادہ !! وہ اسکی سخت گرفت میں بپھر کر دھاڑی اپنا" آپ اس سے آزاد کروانے لگی۔۔

!! اس کا اس قدر غصہ اور نفرت۔۔۔

زارون سکندر خان کے روم روم کو کسی جلتی بھٹی کی طرح جلانے لگا تھا۔۔ وہ سرد نگاہوں سے اسے گھورنے لگا۔ جس نے اسے تھپڑ مار کر اسکے اندر کے حیوان کو جگایا تھا۔۔

کیوں۔۔ ہمممم۔۔ کیوں ٹچ نہیں کر سکتا میں تمہیں۔۔ گل مینے سکندر" خان !! میں تمہیں جیسے چاہوں ویسے ٹچ کر سکتا ہوں، حق جتا سکتا ہوں تم !!" پر۔۔۔اور تم !! تم مجھے روک تک نہیں سکتی۔۔

سیاہ خون آشام نگاہوں سے اس پھڑ پھڑاتی چڑیا کو جھٹکے سے اپنے چوڑے سینے میں بھینچتے وہ اسکے کان میں غرایا تھا۔۔

گل مینے خان کا لرزتا وجود اگلے ہی لمحے اسنے کسی بوری کی طرح اپنے کندھوں پر لادھے اسے ایکدم سے بیڈ پر پٹکھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی اسکا دوپٹہ کھینچ کر وہ اس کے تن سے جدا کر چکا تھا۔۔

گل مینے خان اسکی حد درجہ سرخ اور سرد نظروں کو اپنے جسم پر گڑھا محسوس کرتے بری طرح سے کانپی تھی۔۔

میری نرمی، میری ڈھیل کا تم بہت غلط مطلب لیتی رہی ہو گل مینے سکندر خان "میں تمہیں بچی سمجھتا رہا مگر تم!!" وہ آگے بڑھتا ایک ایک لفظ بے تاثر لہجے میں بول رہا تھا۔۔

گل مینے نفرت سے اسے گھورتے اگلے ہی لمحے بستر سے اتری۔۔

اگر آپ یہ کو لگتا ہے کہ میں آپ کی ضرورت کا سامان بنوں گی تو بھول ہے"
یہ آپ کی مسٹر خانزادہ!! نفرت کرتی ہوں میں آپ سے!! آپ کی ان
بھدی آنکھوں سے۔۔۔آپ کی اس شکل وصورت سے!! اس جمعے کو آپ
"!! کا نکاح ہے ناں۔۔۔

وہ آنسوں رگڑتے چلائی تھی۔اسکی آنکھوں سے بہتے شکوے اور ہونٹوں سے ادا ہوتے لفظوں نے زارون سکندر خان کو لمحوں میں سمجھا دیا کہ اصل مدعا کیا ہے۔۔

مجھے آپ سے طلاق چاہیے!!! ان پانچ دنوں میں۔۔صرف اور صرف"
طلاق!!" سرد لہجے میں کہتی وہ کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔

زارون لب بھینچے اسکا پاگل پن دیکھ رہا تھا۔۔کچھ دیر پہلے کا غصہ اب ختم ہو چکا تھا البتہ گال سے اب تک بھاپ نکل رہی تھی۔۔

گل مینے لپک پر پھلوں کی ٹوکری تک گئی۔۔چھری اٹھائے اسنے ہلکا سا دباؤ اپنے سفید کلائی پر دیا۔۔۔

گل اسٹاپ اٹ۔۔کیا بے وقوفی ہے یہ۔۔۔!!" بازو سے نکلتے خون کے "
چند قطروں کو دیکھتے زارون سکندر بری طرح سے چلایا۔۔
بے بسی سے اس لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر صرف اور صرف سختی
تھی۔۔

"!!کھولیں دروازہ ورنہ اب سیدھا کاٹوں گی۔۔
وہ دھمکی ہر گز بھی نہیں دے رہی تھی۔۔
زارون سکندر پاگلوں کی بھاگتا دروازہ تک گیا۔۔
دروازہ کھلتے ہی گل مینے خان اسے پیچھے کرتی خود بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔۔
چھری دور پھینکتے وہ اپنے آنسوں ہتھیلی پر رگڑتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی
تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

کیاہواہے آغا!!تائی جان ٹھیک توہیں!!"آباد شاہ کے بتانے پر"بدر عالم شاہ"جو کسی ضروری کام سے باہر آیا تھاوہ فوری طور پر ہاسپٹل پہنچا۔

جہاں اسال آغا شاہ کافی ٹوٹی بکھری حالت میں بینچ پر بیٹھا سر گرائے ہوئے جانے کن سوچوں میں گم تھا۔

بدر کی آواز پر آغا نے بھیگی سرخ آنکھیں اُٹھائے اسے دیکھا۔۔

بدر اسکی حالت پر اندر تک گھبرایا۔۔وہ چالیس گاؤں کا سردار اپنے سے منسوب عورتوں کے معاملے میں بڑا کمزور ثابت ہوا تھاوہ ناں تو اپنی بیوی کی جدائی برداشت کر پارہا تھا۔۔ناں ہی بہنوں کی بکھری زندگیوں کی تلخیاں !!اور ناں ہی اب اپنی ماں کی بگڑتی حالت

ہارٹ اٹیک آیا ہے اماں سائیں کو۔۔۔!!"تھوک نگلتے اسنے بمشکل سے کہا" تھا۔اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ محسوس کرتے بدر نے اسکا چوڑا شانہ تھپکا۔۔

کیا کہتے ہیں ڈاکٹر!!"بدر جانتا تھا روپ کی طلاق کی خبر انہیں صدمہ پہنچا " سکتی ہے مگر اس قدر گہرا اسے اندازہ نہیں تھا۔

صبح تک ہوش ناں آیا تو کومہ میں جا سکتی ہیں۔۔۔!!"کڑے دل سے کہتے "
اسنے ماتھے سے چپکتے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیا۔
فکر مت کریں ان شاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔!!"بدر نے اسے حوصلہ دیا
۔
عالم تم جاؤ حویلی جاو ذرا۔۔میرا دل بڑا گھبرا رہا ہے۔۔دیکھو محمل ٹھیک تو"
ہے ناں!!"وہ اسے بتا ناں سکا کہ وہ اسے تن تنہا چھوڑ کر آیا تھا اور آغا جان
سے اسے رحم کی امید تو ہر گز بھی نہیں تھی۔
جتنا وہ محمل کو جانتا تھا یہ تو طے تھا وہ اپنا دفاع کرے گی مگر کب تک اور کیسے
کرتی وہ لڑکی ذات اکیلی اور بے بس بھی تو تھی۔۔
آغا کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔وہ ٹھیک ہو نگی۔ ہمیں ادھر ہی رہنا"
"چاہیے۔ صبح تک ایک ساتھ لوٹیں گے حویلی۔۔

بدر عالم نے اسے ٹوک دیا۔۔وہ اسکی ذہنی حالت سے بخوبی واقف تھا کچھ دیر مزید اکیلا رہتا تو جانے کیا ہو جاتا اسی لیے اسے اکیلا چھوڑنا بدر کے لئے ناممکن تھا۔

اسال نے بے بسی سے دیوار سے ٹیک لگائی۔۔محمل قریشی کا خوفزدہ سا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا۔۔

بے بسی سے خود کو ڈپٹتے اسنے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے آنکھیں موند لیں۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

نور کو سلانے کے بعد وہ زینے اترتا نیچے آیا۔۔تو نعمت کو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا دیکھ اسکے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل سمٹے۔۔

تمہیں کچھ کہا تھا ناں میں نے۔۔۔یہاں کیا کر رہی ہو تم!!"کرخت آواز" میں کہتے وہ سرد نظروں سے نعمت کو گھورتا ہوا ایک نگاہ سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھی حریم اور گل مینے خان پر ڈالے آگے بڑھا۔۔

نعمت اسکے سخت لہجے پر ہڑبڑا کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کچھ دیر پہلے تو وہ کتنا نرم دل بن رہا تھا اور اب یکسر مختلف تھا۔۔

جج جی وہ۔۔!!"نعمت اسکی آنکھوں میں خون دیکھ گھبراہٹ سے کچھ بول" تک نہیں پا رہی تھی۔اس نے گھبرا کر حریم اور گل کو دیکھا جو خود سوالیہ نظروں سے ضرار پاشا اور نعمت کو دیکھ رہی تھی۔۔کیونکہ ان کے نکاح کی بابت وہ دونوں ہی نہیں جانتی تھیں۔

گھڑی کلائی پر اچھے سے باندھے وہ اس تک گیا۔نعمت گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹی

۔۔

بھولو مت نعمت ضرار پاشا خان!!اس حویلی میں تم کس مقصد کے تحت" لائی گئی ہو۔۔نور معصوم ہے تم نہیں۔۔!!اگر آئندہ میری حکم عدولی کی تو "!!آنکھیں نکال دوں گا میں تمہاری

وہ سرد لب و لہجے میں مگر دھیمی آواز میں پھنکارا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں نفرت دیکھ نعمت نے سختی سے لب بھینچتے اپنے امڈ آنے والے آنسوں پر بند باندھا۔۔

اوئے پاشا۔۔ماڑاانسان کا بچہ بنو تم!!بہو کو ہم نے روکا ہوا ہے باورچی"
خانے میں آنے سے!!"زرتاج خان جو ناشتے کے برتن تھامے باورچی
خانے کی دہلیز پر کھڑی اس کی بات سن چکی تھی اب کی بار ذرا سخت لہجے میں
کہا۔۔

ضرار چونکا۔

کس خوشی میں منع کیا ہے آپ نے امو!!"پشت پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی"
سے بولا۔تو زرتاج خان نے اسے گھورا۔۔

آغا جان کا حکم ہے کہ جب تک ولیمے کا رسم ادا نہیں ہو گا نعمت بچہ کسی کام "
"!کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔۔۔

وہ میز پر برتن رکھتی دوٹوک انداز میں بولی تو ضرار نے مٹھیاں بھینچ ڈالی۔

اسنے سوچا تھا کہ نور کو ہینڈل کرتے ہی وہ اس لڑکی کو اسکی اوقات یاد دلائے گا

۔

مگر یہاں اسکے اپنی ہی حویلی والے اسکے سگے بنے پھر رہے تھے۔

گل مینے اور حریم تو لفظ بہو پر ہی اٹک گئی تھی۔۔نرگھس خان ان دونوں کی اڑی رنگت دیکھ چائے کے کپ ان کے سامنے رکھ گئی۔

تمہارے لالا نے نعمت بچی سے شادی کر لی ہے وہ بھابھی ہے تم دونوں

"!!کا۔۔۔

نرگھس خان کے نئے انکشاف پر وہ دونوں ہونقوں کی طرح منہ کھولے بے یقینی سے ضرار اور نعمت کو دیکھے گئی جو ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

اور یہ ولیمہ کب ہے!!"ضرار نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔۔۔"

بلیک جینز کے اوپر وائٹ شرٹ اور بلیک ہی لیدر جیکٹ زیب تن کیے وہ اپنے مخصوص حلیے میں پوری طرح سے چھایا ہوا تھا۔

ولیمہ کل ہو گا۔۔۔ضرار پاشا!!"جواب زرتاج خان کی بجائے ناشتے کے "

لئے آتے داجان کی طرف سے آیا۔ان کے ساتھ ہی اسفندیار خان بھی تھے

۔۔

ضرار گہری سانس بھرتے گل مینے تک گیا۔۔

جو بھائی کو دیکھ فوراً سے اٹھی۔۔

ضرار نے نرمی سے اسکے سر پر ہونٹ رکھتے اسکا چہرہ دیکھا۔جو کچھ مرجھایا ہوا سا تھا۔۔

ٹھیک ہو تم گل؟""اسے تشویش ہوئی۔"

جی لالا۔۔!!"وہ بمشکل سے مسکرائی تو ضرار نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے دا" جان کے ساتھ والی سیٹ سنبھالی۔

اب سبھی اپنی اپنی نشست پر بیٹھ چکے تھے۔

ماسوائے نعمت ضرار پاشا کے۔۔۔!"نعمت بیٹا گل اور حریم کے پاس بیٹھیں "!!۔

داجان نے نرم لہجے میں اسے مخاطب کرتے شائستگی سے کہا تو ضرار ایک پل کو حیران سارہ گیا۔۔

محمل کے ساتھ جانے کیا سلوک ہو رہا تھا اس لڑکی کی حویلی میں۔۔اور یہاں نعمت دلاور خان کو مہارانی بنایا جا رہا تھا۔

وہ ضبط کے کڑوے گھونٹ بھر تا رہ گیا۔اسے محض نور سے مطلب تھا نعمت سے نہیں!!"

نعمت گھبراتی ہوئی بمشکل سے حریم کے ساتھ والی حالی کرسی پر بیٹھی۔۔"

دوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھے وہ نظریں جھکا کر بیٹھی رہی۔۔

سکندر کہاں ہیں!!"داجان "زارون سکندر خان "کی غیر موجودگی بھانپ" کر استفسار کرنے لگے۔۔

پتہ نہیں داجان۔۔ صبح گیا تھا میں۔۔وہ کمرے میں نہیں تھا۔ملازم سے پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ شہر روانہ ہو گیا ہے!!"

زرتاج خان نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔۔جبکہ گل مینے خان جس کا پورا وجود سماعتیں بنا انہیں سن رہا تھا۔۔

ان کے جواب پر جیسے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔۔دل میں تکلیف کی ایک شدید لہر دوڑی تھی۔آنکھوں کے سامنے وہی منظر لہرایا جب غیر ارادی طور پر اسکا ہاتھ اس مضبوط مرد پر اٹھا تھا۔۔

پانی کا گلاس تھاما اسکا نازک ہاتھ شدت سے کپکپایا تھا۔۔وہ جانتی تھی۔۔
زارون سکندر خان اسے اس غلطی کیلئے کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔اسے
اپنی ہی کیفیت پر گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

اس سے نفرت اور غصہ اپنی جگہ مگر بچپن سے اس شخص کا جو خوف اور ڈر
اس کے رگ وپے میں قطرہ قطرہ بن کر اترا تھا بھلا وہ کیسے اتنی جلدی ختم ہو
جاتا۔۔۔

ہمممممم!! کل ضرار پاشا خان کا ولیمہ ہے۔آج شام تک ہر کسی کو بلاوا پہنچ"
جائے گا۔۔حویلی کے چھوٹے بیٹے کی شادی کا یہ تقریب بہت شاندار رہنا
چاہیے۔۔۔ضرار پاشا کی دولہن کو خان خاندان کے روایتی عروسی جوڑے
میں سجایا جائے۔۔تاکہ آنے والے ہر شخص کی نظریں ان کی عزت اور ان
کے مقام سے واقف ہو سکے۔۔۔"گل مینے سکندر خان""آغا جان نے اب
سامنے بیٹھی اپنی معصوم پوتی کو دیکھا۔

جو آنکھیں پھیلا کر انہیں سن رہی تھی۔شادی کے بعد یہ گل اور سکندر خان کی پہلی تقریب ہو گی تو خاندان میں ہر کوئی ان دونوں پر فخر کر سکے۔۔اس لحاظ سے کوئی کمی نہیں دکھنی چاہئے مجھے۔۔

خاص طور پر تم ضرار پاشا خان "خبر دار جو تم نے کل کوئی بدمزگی کی یا پھر زارون سکندر خان "سے بھڑنے کی کوشش کی۔۔

"!!تم دونوں بھائی پہلے ہی بہت ناک کٹوا چکے ہو میری اب اور نہیں

زارون سکندر خان "کی بیوی ہے گل مینے خان!!"جو بھی معاملات ہیں وہ طے ہو جائیں گے مگر گل مینے خان کل اپنے کمرے میں واپس جائے گی۔۔

"!!اپنے شوہر کے پاس۔۔

داجان نے سرد نظروں سے ضرار پاشا خان کو دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

ضرار بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔جبکہ گل مینے خان تو یوں تھی جیسے اسکا سانس کسی نے نوچ ڈالا تھا رنگت ایک دم سے زردی مائل ہوئی تھی۔۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔۔

"!!داجان"

بس پاشاہم نے کہہ دیاتو مطلب کہہ دیا۔۔وہ گرج دار آواز میں بولے تو ضرار پاشاخان کوخاموشی اختیار کرناپڑی۔۔وہ مٹھیاں بھینچے ایکدم سے میز سے اٹھالمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ مردان خانے کی سمت بڑھ گیا۔جبکہ دا جان نے سنجیدگی سے اسکی چوڑی پشت کودیکھ سر جھٹک ڈالا۔۔

★★★★★★★★★★★★

دھند کی گہری چادر نے ہر شے کواپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔ایسے میں صبح کے آٹھ بجے کے قریب حویلی واپسی پر بدر عالم شاہ نے بمشکل سے ڈرائیو کرتے گاڑی حویلی واپس پہنچائی۔

نفیسہ شاہ کو صبح کے تین بجے ہوش آگیا تھااب ان کی طبیعت خطرے سے باہر تھی۔بدر عالم اوراسال آغاشاہ ایک ساتھ واپسی کے سفر کورواںہ ہوئے،آباد شاہ ہاسپٹل میں نفیسہ شاہ کے پاس رک گئے تھے۔۔

حویلی میں قدم رکھتے ہی اسال آغا شاہ کو کسی انجانی سی انہونی کا خطرہ لاحق ہوا۔۔

آزاد کشمیر کے اس پہاڑی علاقے میں سردی کی حدت ملک کے سب شہروں اور علاقوں سے زیادہ تھی۔

کچھ دنوں تک شاید برف باری بھی شروع ہو جاتی۔۔اسال بے چینی سے آگے بڑھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

اسے اپنی آنکھوں سے ایک بار محمل قریشی اور پھر روپ شاہ کو دیکھنا تھا اسکے بعد وہ شام تک پنچایت کیلئے روانہ ہو جاتا۔۔

ملگجے سے حلیے میں بھاری قدموں سمیت وہ بدر عالم شاہ کو روپ کے کمرے کی طرف جانے کا کہہ خود اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

دروازہ کھولتے ہی اسکی سیاہ پرکشش آنکھیں ناامید لوٹی۔۔

محمل!!"دروازے کے بیچ رکتے اسنے بلند آواز میں اسے پکارا۔۔مگر اسکے چہرے کی رنگت صاف عیاں کر رہی تھی جیسے وہ جان چکا ہو وہ کمرے میں نہیں۔۔

دھاڑ کی زوردار آواز سے دروازہ بند کرتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے نیچے اترا۔۔

ثمینہ شاہ ابھی تک اپنے کمرے میں تھی۔۔آغا جان ڈیرے کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔حویلی میں سوائے ملازمین کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔۔

"آغا!!روپ ٹھیک ہیں دوا کے زیر اثر ہیں۔۔مجھے پنچایت کے انتظامات دیکھنے جانا ہے آپ تھوڑی دیر ریسٹ کریں۔۔پھر بعد میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں!!"

بدر عالم شاہ اسکے چہرے کے غضب ناک تاثرات دیکھ سنجیدگی سے اسے بتاتا خود باہر کی طرف بڑھا۔۔

ملازم اسکے اشارے پر بھاگ کر گاڑی کی طرف۔۔عالم نے ایک تاسف بھری نگاہ آغا پر ڈالے، چہرہ کھڑکی سے باہر کی طرف موڑ دیا۔۔بظاہر وہ انجان تھا مگر اسے کل رات ہی محمل پر ٹوٹی قیامت کا علم ہو چکا تھا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا جس حالت میں وہ اسال آغا شاہ کو ملے گی۔۔۔

اگر بدر عالم شاہ وہاں رکتا تو یقیناً اسال کیلئے اس لڑکی کے قریب جانا مشکل ہو جاتا۔۔

فرخندہ!!"اسال مٹھیاں بھینچ کر غرایا تو اگلے ہی لمحے فرخندہ تھر تھر کانپتی اسکے سامنے آئی۔۔۔

جج جی چچ چھوٹے سس سرکار!!"پسینے سے شرابور اسکی اکھڑتی سانسیں" اسال آغا شاہ کو یہ بتانے کیلئے کافی تھی کہ آخر کو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔

پھولتی سانسوں سمیت اسنے دکھتے سر سمیت اپنی آنکھوں کو اذیت سے میچا۔۔

میرے جانے کے بعد کیا ہوا ہے یہاں۔۔مجھے سب جاننا ہے۔اگر ایک "

"!!لفظ کی ترمیم کی تو تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا میں

سپاٹ لہجے میں دھاڑتا وہ قہر بار نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔

ہر ملازم اپنی جگہ دم سادھ گیا تھا۔۔جو ظلم محمل قریشی پر ڈھے چکا تھا ان سبھی نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔

فرخندہ اسے سب بتاتی چلی گئی۔۔جسے سننے کے بعد اسال آغا شاہ کے قہر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔۔۔

کہاں ہے وہ دونوں ملازم!!"اسکے برف کے مانند ٹھنڈے لہجے نے ہر کسی کو خوف زدہ کیا تھا۔۔

سس سرکار۔۔۔ووہ تو صص صبح ہی پچ چھٹی پر چلے گئے!!"فرخندہ نے" تھوک نگلتے اسے بتایا۔۔

اسال آغا شاہ نے پھولتی سانسوں سمیت اسے سرد نگاہوں سے گھورا۔۔

اختر!!"اسکی دھاڑ پر اسکا خاص ملازم بوتل سے نکلے جن کی طرح خاضر"

ہوا۔۔

"!!حکم شاہ سائیں"

جھکی نظروں سمیت مؤدب سا لہجہ تھا۔۔

ان دونوں کتوں کو باندھ کر لاؤ۔۔پورے گاؤں میں گھسیٹے ہوئے انہیں " حویلی تک لاؤ اگر آج رات تک وہ دونوں میرے سامنے ناں آئے تو "تمہارے لئے کل کا سورج دیکھنا ممکن نہیں ہو پائے گا۔۔

شعلے برساتا لہجہ تھا۔اختر تھوک نگلتا فوراً سے بھاگا۔

جبکہ اسال آغا شاہ کے قدم اب کوٹھری کی طرف اٹھ رہے تھے۔۔

دروازہ کے اوپر لگا تالا اسنے ایک ہی وار میں توڑ ڈالا پتھر دور اچھالتے وہ اندھا دھند اندر داخل ہوا۔۔

جہاں سردی کی لپیٹ نے اسکے وجود میں سرسراہٹ سی دوڑا دی۔۔گھپ اندھیرے میں ڈوبی وہ کال کوٹھری اسکا سانس روک گئی۔۔

موبائل فون کی لائٹ جلاتے اسنے پتھر ہوئی نگاہوں سے دیوار کے کونے سے لگی محمل کو دیکھا۔

اسکے قدم جیسے زمین نے جکڑ ڈالے تھے۔سیاہ آنکھیں تکلیف اور اذیت سے سرخ پڑنے لگی۔وہ لڑکھڑاسا گیا بمشکل سے خود کو سنبھالتے وہ بھاگتے ہوئے محمل تک گیا جو پشت کے بل پڑی تھی۔۔اذیت سے سرخ پڑتے چہرے سمیت لب بھینچے اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے محمل کے نازک وجود کو سیدھا کیا۔۔

جو برف کی مانند ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔

مم محمل!"اسکے چہرے پر پھیلتی نیلاہٹ کو دیکھ اسال آغا شاہ کو اپنا سانس" رکتا ہوا محسوس ہوا۔

احساس ندامت اس قدر تھا کہ وہ بلبلا کر رہ گیا۔

پاگلوں کی طرح اسے سینے میں بھینچتے وہ اسکی پشت پر دونوں ہاتھ باندھ گیا۔۔

ساری رات ٹھنڈی زمین پر اس قدر قہر بھری سرد رات میں گزارنے کے بعد اب شاید وہ آخری سانسیں بھر رہی تھی۔۔

اسال اسے بانہوں میں بھرتے بھاگتا ہوا باہر نکلا۔۔

حویلی میں اسکا قدم پڑتے ہی ہر کوئی نظریں جھکا گیا تھا۔۔وہ دیوانوں کی طرح اسے اٹھائے اپنے کمرے لایا۔۔

دروازہ بند کرتے اسنے ایک ساتھ دو کمبل الماری سے نکالتے اسکے نیلے پڑتے وجود پر اوڑھائے۔

محمل کے ہونٹ کجا کے وجود کا ہر حصہ ہی نیلا پڑ چکا تھا۔۔اسال نے بے بسی سے لب کچلے۔

محمل ویک اپ!!"وہ انگلیوں سے اسکی مدہم سانسیں محسوس کرتے" خوف سے بڑبڑایا۔کافی دیر تک اسکے وجود کو مختلف طریقوں سے گرمائش دینے کے باوجود بھی ٹمپریچر میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔

اسال اسے بانہوں میں بھرتے واشروم کی طرف بھاگا۔۔۔

گیزر آن کرتے اسنے پہلے ٹھنڈے پانی سے اسکے وجود کو گیلا کیا۔اور پھر آہستگی سے گرم پانی اسکے وجود پر گرانا شروع کیا۔۔۔

دونوں ہاتھ اسکے گرد باندھے وہ اسے سینے میں بھینچے کرب واذیت کی انتہاؤں پر تھا۔۔

سیاہ بال اسکے ماتھے سے چپک رہے تھے۔

آنکھوں کی سرخائی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔۔

معا اسکی نظر پشت سے پھٹی محمل کی قمیض پر پڑی۔۔جس سے عریاں ہوتا اسکا سفید وجود اور اس پر آئی خراشیں دیکھ اسال نے ضبط کھوتے اپنا ہاتھ دیوار پر دے مارا۔

کافی دیر کے بعد محمل کی سانس کچھ بہتر ہونے لگی تو اسال نے نرمی سے اسکے وجود کے گرد باتھ روب پہنایا۔

اسے بانہوں میں بھرتے وہ کمرے میں واپس آیا۔۔۔

ہیٹر کے سبب کمرے میں ہلکی پھلکی سی خنکی تھی۔اسے کمبلوں میں لپیٹتے وہ الماری کی طرف بھاگا ایک اور کمبل نکالتے اسکے وجود کو پوری طرح سے ریپ کر دیا۔۔۔

گیلی قمیض کو وجود سے الگ کرتے وہ سرد چہرے سمیت صوفے پر ٹک گیا۔۔

آغا جان اس انتہا تک چلے جائیں گے اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔قریباً دس منٹوں کے بعد وہ محمل تک گیا۔۔ جس کے ہونٹوں پر لرزاہٹ تھی مگر وجود اب تک نیلا ہی تھا۔۔

اسال نے بے بسی سے پیشانی مسلی وہ اسے مرتا ہوا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

دونوں ہاتھوں میں بالوں کو جکڑتے وہ بے بسی سے کراہ کر رہ گیا۔

اسکے وجود پر کپکپی طاری ہوتی دیکھ اسال بنا تاخیر کے بستر کی طرف بھاگا تھا"

۔۔

کمبل اسکے وجود سے الگ کرتے وہ خود اسکے نزدیک ہوا۔۔۔دونوں ٹانگیں اسکی ٹانگوں سے الجھائے اسنے ہاتھ اسکے گرد باندھے اسے کھینچتے حصار میں قید کر لیا۔۔۔

اسکے وجود کی گرمائش کا اثر تھا۔۔جو محمل کے بے ہوش وجود میں ہلچل ہونے لگی۔۔بھاری پڑتی آنکھیں لرزی تھی۔۔جن سے نکلتے کئی آنسوں اسکے نیلے پڑتے گالوں کو بھگو کر رکھ گئے۔

اسال نے بے حد نرمی سے ان آنسوں کو ہونٹوں سے چنا تھا۔اسکی پیشانی پر اپنا لمس چھوڑتے وہ اب اسکے نقوش کو اپنے لمس کی خوشبو سے مہکانے لگا۔۔ لائٹس آف کرتے اس نے دونوں ہاتھ اسکے سرد ہاتھوں کی انگلیاں میں الجھائے وہ کمبل سر تک طانے اس کے چہرے پر دیوانہ وار جھکا۔۔

محمل کسی کے بھاری بوجھ کو اپنے اوپر محسوس کرتی کسی کی پر تپش سانسوں کو اپنے برف کی مانند ٹھنڈے وجود پر محسوس کرتے بری طرح سے مچلی۔۔

آنسوں اب تک اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔ہونٹوں پر ٹھنڈ کی "
شدت کے سبب لرزاطاری تھا۔۔
وہ اس خوشبو کو محسوس کر چکی تھی۔ مگر اسے سخت نفرت محسوس ہو رہی تھی
۔۔اسال آغا شاہ سے !! "ساری رات وہ اسکے آنے کی دعائیں کرتی رہی۔۔
کتنا یاد کیا تھا اسے۔ کتنا تڑپی تھی وہ اس وحشت ناک ٹھنڈی رات میں جو ختم
ہونے میں نہیں آرہی تھی۔
اور اب جب اسکی سانسوں کی ڈوری ٹوٹ رہی تھی تو کیوں لوٹ آیا تھا اسے
بچانے۔۔
اپنے وجود پر اسکی خوشبو اسکا لمس اسے زہر سے بھی برا لگا تھا۔
اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے پاؤں تک ہلا پاتی۔ سردی نے اسکے
خون کو بری طرح سے منجمند کر دیا تھا۔۔
مم میرے نن نزدیک مت آنا سس سائیں !! مجھے موت قبول ہے آپپ "
"!!کک کی قق قربت نن نہیں

وہ اسے حدود سے تجاوز کرتا محسوس کرتی سرد لب و لہجے میں بمشکل سے بولی تھی۔۔

اسال نے سرخ آنکھیں ایک پل کو میچ ڈالیں۔۔آنکھوں کے سامنے ایک دھندلا سا عکس لہرایا۔۔

نا ممکن ہے یہ اب "محمل اسال آغا شاہ" عام حالات میں!! میں تمہاری" اجازت کو فوقیت دیتا مگر اس وقت تمہاری اجازت سے زیادہ میرے لیے کسی سے کیا گیا وعدہ ضروری ہے۔۔اگر تمہاری جان میری جان میں سمٹ کر بچ سکتی ہے تو اسال آغا شاہ وہ بھی کرے گا"!!

وہ اسکے کان کے نزدیک جھکا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔

محمل کی آنکھیں بھیگتی چلی گئی۔۔آخر کار "سردار اسال آغا شاہ" فتح پا چکا تھا ۔۔اسے اب احساس ہوا تھا کہ اسے صرف اور صرف مہرہ بنایا گیا تھا۔۔شاہ خاندان کے وارث، حویلی میں رہنے والے اس چالیس گاؤں کے سردار کو بھلا اس غریب سی لڑکی سے کیوں ہمدردی ہونے لگی۔۔

اسال آغا شاہ "کا قرب اسے بچھو کے زہریلے ڈنگ کی مانند چبھ رہا تھا۔۔جو" اپنے دہکتے لبوں سے اسکے آنسوں عقیدت سے چنتا اسکی جبین پر ہونٹ رکھ چکا تھا۔۔

مگر اب اسکے لمس اسکی سرگوشیوں کا، حتیٰ کہ کسی بھی چیز کا محمل قریشی پر اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

کیونکہ اس نے اپنے لئے موت چن لی تھی اس اذیت ناک زندگی سے کئی گناہ بہتر اسے موت لگی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

ہائے کیا میں اندر آسکتی ہوں!!" دروازہ پر ایستادہ لڑکی کو دیکھ دراب کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے۔۔

پہلے پہل تو وہ کچھ بول نہیں پایا مگر پھر بمشکل رسمی سا مسکراتے وہ ایک جانب ہوا۔وہ اسکے پاس سے گزرتے اندر داخل ہوئی۔۔

آئیں بیٹھیں آپ!!"سامنے موجود صوفے کی طرف اشارہ کرتے دراب"
نے بمشکل سے لہجہ نرم رکھا۔
انعم اسے دیکھتی سر نفی میں ہلا گئی۔۔ نہیں مجھے بس زارون سے ملنا ہے!!"
اسٹائلش پف سٹائل میں کھلے چھوڑے بالوں میں انگلیاں چلاتی وہ دلفریبی
سے مسکرائی۔
اسکی مسکراہٹ کے انداز پر دراب نظریں چُرا گیا۔۔
ییلو شارٹ سکرٹ کے نیچے ٹائٹ بلیک جینز کھلے بال میں ہلکا پھلکا سا میک اپ
اسکی خوبصورتی کو نکھار رہا تھا۔
"!!وہ روم میں ہے آپ بیٹھیں میں اسے بلا دیتا ہوں
دراب خود ایک میٹنگ کے لیے اسلام آباد آیا تھا تو واپسی پر زارون کی طرف
چلا آیا۔۔اسے آئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا۔جب اچانک سے انعم سعید
ٹپک پڑی۔۔

نن نہیں آپ رہنے دیں میں خود اٹھا دیتی ہوں!!" وہ بڑے مان سے بولی تو"
ناچاہتے ہوئے بھی دراب نے لب بھینچ ڈالے۔۔
وہ اسے روکنے کا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔۔
ایک افسوس بھری نگاہ انعم کی پشت پر ڈالے وہ گھڑی پر وقت دیکھتے اپنی فائل ٹیبل سے اٹھائے بنا زارون سے ملے ہی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
دروازے کی ناب گھماتے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔آہستگی سے دروازہ بند کرتے انعم نے ایک طائرانہ نگاہ اس خوبصورت کمرے پر ڈالی۔وہ دوسری بار اس روم میں آئی تھی۔
ہلکی ہلکی مدہم سی روشنی میں بیڈ پر بے ترتیبی سے لیٹے زارون سکندر خان کی شرٹ لیس پشت واضح دکھ رہی تھی۔
انعم نے لب دانتوں تلے دبایا اور دھیمے قدموں سے چلتی وہ اس تک پہنچی۔۔

بڑی محبت سے اپنا محملی ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا تھا۔جب اگلے ہی لمحے وہ اس پر حملہ آور ہوا۔اسکے نرم ونازک وجود کو کھینچ کر ایک جھٹکے میں اپنے قریب بیڈ پر گرایا۔

مینے!!"بند آنکھوں سمیت وہ ایک ہاتھ اسکے گرد حصار کی صورت"

باندھے آدھا چہرہ تکیے میں چھپا چکا تھا۔۔

انعم نے دھڑکتے دل سے اس حسین مرد کو دیکھا۔۔اسکے ساحرانہ نقوش کو دیکھ انعم کیلئے اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہوتا جارہا تھا۔۔وہ بھول رہی تھی کہ وہ کس وجہ سے اس مرد کی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔۔

شاید حسن ایسے ہی انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔۔۔

زارون سکندر خان "گہری نیند میں تھا۔۔مگر اسکی حسیات لمحوں میں اس خوشبو کو پہچان گئی یہ خوشبو گل مینے خان کی نہیں تھی۔۔

نیند سے لبریز سرخ ڈوریوں سے بھری آنکھیں ایکدم سے کھولتے اسنے غیر محسوس طریقے سے اپنا ہاتھ اس وجود سے پیچھے کھینچا۔

تمم!!"کرخت اور اکھڑے ہوئے لہجے میں کہتا وہ کرنٹ کھاتے بستر سے اٹھا۔۔ماتھے سے چپکتے ہلکے سیاہ بالوں کو فوراً سے پیچھے کرتے وہ عجلت میں بھاگتے صوفے سے شرٹ اٹھاتے پہنتے اب دوبارہ سے انعم کی طرف مڑا۔ جو بستر سے اتری خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔

"!!کس کی پرمیشن سے میرے روم میں آئی تم"

اسکی گرج دار آواز پر انعم کے چہرے پر گھبراہٹ طاری ہوئی وہ جانتی تھی زارون سکندر خان کس قدر سخت تھا اس معاملے میں۔۔۔

تبھی جب تم مجھے وہ گنوار گل مینے خان سمجھ کر اپنی بانہوں میں بھرنے "والے تھے۔۔۔

ایک لمحے میں اپنا لہجہ سخت بنائے وہ پتھریلے تاثرات چہرے پر سجائے بولی۔۔زارون کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل سمٹے۔

انعم!!مائنڈ یور لینگوئج۔۔جس لڑکی کی بارے میں تم بکواس کر رہی ہو۔۔"
یاد رکھو کہ وہ زارون سکندر خان "کی بیوی ہے۔۔اور میں کسی کو حق نہیں دیتا
"!!کہ وہ میری بیوی کے بارے میں فضول کے بکواس کرے

انتہائی سرد لہجے میں کہتے وہ بنار کے باہر نکلا۔۔

انعم کو اسکے پیچھے ہی باہر نکلنا پڑا۔۔

کیوں ناں بولوں میں!!کل تک تو وہ لڑکی تمہارے لئے ایک زبردستی کی"
شادی کے سوائے کچھ نہیں تھی اور آج اتنی محبت ہو گئی اس سے کہ اسکا نام
"!!تک برداشت نہیں کر پا رہے تم میری زبان پر

حسد و جلن اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہا تھا۔وہ بھول چکی تھی کہ وہ اس مرد
کو بہکا رہی ہے بلکہ حقیقت تو یہ تھی وہ خود بہک چکی تھی پوری طرح سے۔۔

محبت!!"زارون سکندر خان!!"نے سفید دانتوں تلے اپنے نچلے ہونٹ کا"
ہلکا سا دبایا۔۔بایاں گال پھر سے دہکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

محبت نہیں کرتا فل حال میں اس سے!! مگر جس دن محبت ہوئی۔۔تم تو کیا"
اس دنیا کا کوئی بھی شخص اسکے لئے کچھ برا بول سکے!! میں اس سے پہلے ہی
"سب کی زبانیں گدی سے کھینچ کر پاؤں تلے روندھ دوں گا۔۔
خشک لہجے میں کہتے وہ اسے بازو سے پکڑے باہر کی طرف بڑھا۔۔
انعم جو اسکے لفظوں کے زیر اثر ہتک محسوس کر رہی تھی وہ ہڑبڑا سا گئی۔
ڈونٹ ڈودِز ٹو می زارون!! تم جانتے ہو میں اپنی انسلٹ کبھی بھی نہیں"
بھولتی!!"وہ غرائی تھی۔اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جاتا زارون زیر لب
مسکرایا۔۔
میں بھی یہی چاہتا ہوں ڈارلنگ ایٹ لیٹس شادی تک تم یہ سب کبھی ناں
"!!بھولو
اسکے رسان سے دیے گئے جواب پر انعم کے چہرے پر لفظ شادی کے سبب
سکون سا لہرایا۔مگر اگلے ہی لمحے زارون سکندر خان نے دروازہ کھولا۔

مگر دروازے کے سامنے کھڑے اسفندیار خان کو دیکھ اسکے چہرے پر کئی سائے لہرائے تھے۔۔

بیل کی طرف بڑھتا اسفندیار خان کا ہاتھ بے یقینی سے فضا میں تھمارہ گیا۔۔ غصے اور سنجیدگی سے وہ اپنے بیٹے کو سخت نظروں سے گھورتے اب اسکے ہاتھ میں موجود انعم سعید کے ہاتھ کو دیکھتے غصے سے لب بھینچ کر رہ گئے۔۔۔

بابا آپ!!"زارون سے بولنا محال ہوا تھا۔انعم فوری طور پر موقع سے فرار" ہوئی جبکہ زارون مجرموں کی طرح سر جھکائے اپنے باپ کی غصیلی نگاہیں خود پر محسوس کرتا لب کاٹنے لگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

پرفیوم خود پر چھڑکتے وہ بھاری قدموں سمیت بیڈ کے قریب موجود میز کی سمت بڑھا۔۔ہالف وائٹ کلر کے شلوار قمیض کے اوپر اسی رنگ کی مردانہ شال دونوں کندھوں پر اوڑھے اسنے گھڑی اٹھائے اپنی کلائی پر باندھی۔۔

سیاہ آنکھوں میں گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔۔رخ موڑے اسنے ایک نگاہ کروٹ کے بل لیٹی محمل قریشی پر ڈالی۔۔وجود کا ٹمپریچر نارمل ہوتے ہی وہ تھکن سے بھاری پڑتے اعصاب سمیت اسکی بانہوں کے مضبوط حصار میں سو گئی تھی۔۔

گالوں پر اپنی مائیگی پر بہتے موتیوں کو اسال آغا شاہ نے بڑی محبت اور عقیدت سے چنا تھا۔۔وہ دور کھڑا اب بغور اسکے نقش نقش کو دیکھ رہا تھا۔۔

بلاشبہ وہ بے تحاشہ حسن لے کر اس دنیا میں آئی تھی۔شاید اسکا یہ غیر معمولی حسن اسکی جان کا طوق بن چکا تھا۔۔اسال نے کرب سے لب بھینچ ڈالے تھے۔۔

جس قدر نفرت کا اظہار وہ کر رہی تھی۔اسکے لمس اسکے چھونے پر وہ جس قدر اذیت اسے محسوس کروا رہی تھی۔اسال آغا شاہ اچھے سے جان چکا تھا۔

"!! محمل قریشی اسے ہر گز معاف نہیں کرنے والی۔۔۔

گالوں پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات اب بھی واضح تھے۔۔نیلی پڑتی رنگت میں اب سرخیاں گھل رہی تھی۔جو اسال آغا شاہ کی قربت کے مرہون منت ہی تھی۔۔

وہ بنا توقف کے آگے بڑھا۔۔

احتیاط سے اسکے شانوں سے ڈھلکتے کمبل کو اٹھائے اسنے ایک نگاہ اپنی قمیض میں ملبوس محمل قریشی پر ڈالے کمبل اچھے سے اسے برابر کرتے اوڑھا دیا۔۔ ماتھے پر ڈھلکتی کچھ شریر سنہری لٹوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنتے "!!اسنے جھک کر اپنے ہونٹ محمل قریشی کی پیشانی پر رکھے

یہ پہلا لمس تھا جو اسنے پورے حق سے اسکے وجود پر چھوڑا تھا۔۔انگلیوں" کے پوروں سے اسکے گالوں پر بنے آنسوں کے مٹے مٹے نشانات کو سہلاتے وہ گہری سانس بھرتے اٹھا۔۔

بنا آہٹ کیے وہ اب کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

خوشبوؤں سے نہایا اسکا پرکشش وجود کئی نظروں کے حصار میں آیا تھا۔۔

وہ پہلی سیڑھی پر پہنچا تھا۔۔جب بھاگتا ہوا اختر اسکے قدموں تک آیا۔۔اسال نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک ڈالا۔۔

بند کردو ان دونوں کو۔۔!! جرگے کے بعد سب کے سامنے ان کا فیصلہ ہو گا!!"سرد و سپاٹ لہجے میں حکم دیتے وہ رکا نہیں تھا۔۔بدر عالم شاہ کی گاڑی حویلی کی سرخ روش میں رکی۔۔

تو اسال نے روپ کے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کیا۔۔اور اب باہر کی سمت بڑھا۔۔

بدر بھاری قدم اٹھاتے ہوئے اندر داخل ہو رہا تھا۔

کیا ہوا بھابھی ٹھیک ہیں؟"بدر عالم اسکے چہرے کو کھوجتے ہوئے استفسار" کرنے لگا۔۔

ہمم الحمدللہ!!"اسنے مختصر سا جواب دیا۔۔"

اور اب بدر عالم کی طرف متوجہ ہوا۔۔

عالم!!روپ کا حویلی میں رہنا خطرے سے حالی نہیں۔۔۔ہمیں شام سے پہلے کچھ کرنا ہو گا۔۔کچھ ایسا کہ شایان شاہ اپنے ارادوں میں کامیاب ناں ہو سکے!!"

پشت پر ہاتھ باندھے اسنے اشارے سے ملازمین کو اس جگہ سے دور بھیجتے بدر عالم شاہ کو مخاطب کیا۔۔

جو دھڑکتے دل سے اسے سن رہا تھا جیسے اسے انہی لمحات کا انتظار تھا۔۔

میرے پاس ایک حل ہے اگر آپ کو بہتر لگے تو!!"لبوں کو تر کرتے بدر"

عالم شاہ نے بات کا آغاز کیا۔۔

ہمم کیسا ہے حل؟"اسال چونکا۔۔ڈھیروں بل سمیٹے اسنے حیرانگی سے بدر"

عالم شاہ کو دیکھا۔۔

"!!میں...میں روپ سے ابھی اور اسی وقت نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔"

اسال آغا شاہ نے شاکی نگاہوں سے بے یقینی سے بدر عالم شاہ کو دیکھا۔۔۔

ہوش میں تو ہیں آپ بدر!!" وہ دبے دبے لہجے میں بولا۔۔ مٹھیاں بھینچے"
وہ سرد نظروں سے اسے گھورنے لگا۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔
ہوش میں ہوں اسی لیے میں روپ کا ہاتھ تھامنا چاہتا ہوں!!" دوسری"
جانب مکمل طور پر اطمینان ہی اطمینان چھایا تھا۔۔
یہ جانتے ہوئے بھی کہ کل رات کو روپ کی طلاق ہوئی ہے تم کیسے یہ بات"
کر سکتے ہیں۔وہ تم سے عمر میں بڑی ہے دوسرا!!اس کی عدت بھی پوری
"!!نہیں ہوئی
اسال نے تڑخ کر سرخ چہرے سمیت اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
"!!میرے پاس کچھ ہے آپ کو دکھانے کیلئے"
گہرے سانس بھرتے بدر عالم شاہ نے اپنا موبائل فون نکالتے اس میں سے
کچھ نکال کر آغا کے سامنے کیا۔

آغا نے کچھ چونک کر موبائل فون کو تھاما۔۔"جہاں شایان شاہ کی رپورٹس تھیں۔۔جن میں واضع طور پر لکھا گیا تھا کہ وہ "نامرد" ہے..اسال کے قدم بے ساختہ ہی ڈگمگا اٹھے۔۔

"اتنی بڑی حقیقت!!وہ ناآشنا رہا کیسے؟؟

کرب سے اسکی آنکھیں سرخ پڑنے لگی تھیں۔۔روپ کا معصوم چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تو وہ اذیت سے جبڑے بھینچ گیا۔

عالم نے موبائل فون اس کے ہاتھ سے لیا اور اب کی بار کچھ اور نکالتے اسے " دکھایا۔۔اور اب کی بار اسال آغا شاہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔۔ موبائل فون ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔۔

عالم نے جھک کر موبائل فون فرش سے اٹھایا۔۔

ڈیڑھ سال سے وہ گھٹیا شخص روپ کو ٹریپ کرتا آرہا ہے آغا!!"اسکی " شادی پانچ سال پہلے ہی امریکہ میں ہو چکی ہے!جہاں اسکا بیٹا اور بیوی رہتے ہیں مگر پچھلے ڈیڑھ سال سے وہ دونوں پاکستان میں ہی ہیں۔۔

یہ ساری ان باپ بیٹوں کی سازش تھی۔روپ کے سامنے شایان شاہ خود کو نامرد دکھاتا رہا تاکہ وہ کبھی اپنا حق ناں مانگ سکے۔

اس طرح سے اس حویلی کے لوگ روپ کو بانجھ سمجھتے رہے۔اور روپ

"!!شایان شاہ کو نااہل

"!!اور شایان شاہ روپ کی بے بسی سے فایدہ اٹھا کر آپ کو لوٹتا رہا۔۔۔

بدر عالم شاہ نے شایان شاہ کی ساری کہانی اسکے سامنے کھول کر رکھ دی تھی

۔۔

اسال بے ساختہ ہی لڑکھڑا سا گیا۔۔

بدر اسے تھامے صوفے تک لے گیا۔جبکہ اسال نے غصے سے دکھتی کنپٹیوں کو انگلیوں کے پوروں سے سہلایا۔۔

بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس گھٹیا شخص کو جان سے مار ڈالتا جس نے اسکی معصوم بہن کی زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی۔۔

ایسے شخص کی عدت پوری کرنا۔۔جو انہیں نکاح میں لے کر بھی ان کا حق "
نہیں دے سکا۔اور اب طلاق دے کر انہیں ونی کرنا چاہتا ہے۔۔اس سے
بہتر ہے کہ آپ ان کا نکاح کر کے ان کی آنے والی زندگی کو محفوظ کر دیں
"۔۔

بدر عالم شاہ نے اسکی مشکل آسان کر دی تھی۔۔مگر اسال آغا شاہ کے دل پر
پڑا بوجھ کسی بھی صورت نہیں ہٹ پا رہا تھا۔
آغا!!"بدر اسکی خاموشی پر گھبرا سا گیا تھا وہ ایک بار تو روپ کو کھو چکا تھا اب "
"!!دوبارہ اسے کھو نہیں سکتا تھا۔۔ہر گز نہیں
یہ میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھیں آپ۔۔۔پلیز مجھے روپ شاہ دے "
دیں!!میں وعدہ کرتا ہوں اپنی جان سے بڑھ کر ان کی حفاظت کروں
"!!گا۔۔۔مجھے ان کا ساتھ دے دیں پلیز
گھٹنوں کے بل دوزانو ہو کر بیٹھتے بدر عالم شاہ نے دونوں ہاتھ جوڑے اپنی
محبت کی بھیک مانگی تھی۔۔

اسال آغا شاہ اسکی آنکھوں میں جھلکتی محبت دیکھ ششدر سا رہ گیا۔بے ساختہ ہی اسکے شانوں کو تھامے اسنے نرمی سے اسے خود سے لگا لیا۔۔

جاؤ عالم تیاری کرو۔۔آج روپ دلاور شاہ پوری طرح سے تمہاری ہو"

"!!جائے گی۔۔مجھے تم پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے۔۔

اسال نے اسکی سبز جگمگاتی آنکھوں میں دیکھتے پر اعتماد سے لہجے میں کہا۔تو بدر عالم شاہ دیوانوں کی طرح لپکتا خوشی سے اسکے گلے کا ہار بنا۔۔

چچی جان!!'آغا ثمینہ شاہ کے رویے سے بخوبی واقف تھا اسی لئے اسے" گھبراہٹ ہونے لگی۔۔

فکر مت کریں۔۔بابا سے میری تفصیلی بات ہو چکی ہے آج رات وہ ہاسپٹل "!!میں ہی روکیں رکھیں گے انہیں

لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے وہ گہرا ہنسا تو اسال بھی ہنس پڑا۔۔

اچھا میں ریڈی ہو جاؤں۔۔۔پلیز آغا جان سے بات کر لیں پلیز!!"عالم اسکے گال کھینچتا بچوں کے انداز میں بولا۔۔تو آغا نے سرد سانس بھری۔۔

وہ محمل کی وجہ سے پہلے ہی ان سے خفا تھا مگر اب اسے یقیناً ان سے بات کرنا ہی تھی۔

آغا نے ایک نگاہ زینے چڑھتے بدر عالم شاہ کی چوڑی پشت پر ڈالی اور خود ملازمہ کو کچھ حکم دیتے وہ روپ کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

دستک دیتے وہ اندر داخل ہوا۔ تو سامنے ہی وہ صوفے کے پاس نیچے بیٹھی ملی۔ دوپٹہ سرے سے غائب تھا۔ صوفے پر سر ٹکائے جانے وہ کن سوچوں میں گم تھی جو آہٹ پر بھی ناں ہلی تھی۔۔

آغا اسے کئی لمحوں تک دیکھتا رہا۔۔روپ!!" بے حدّ محبت اور شفقت سے اسے پکارا۔۔

جس نے ہچکی لیتے اپنے بے مول ہو کر گرتے آنسوں کو بے دردی سے رگڑا ۔۔

آجائیں۔۔!!" معاً دستک دے کر ملازمہ اندر آئیں۔۔آغا جانتا تھا بدر عالم" شاہ پہلے سے سارا انتظام کر چکا ہے اسی لئے ملازمہ کو اسکے کمرے میں بھیجا۔۔

جو تھوڑی ہی دیر میں عروسی جوڑے اور زیورات کے ساتھ خاضر تھی۔۔

روپ نے بے ساختہ ہی مڑ کر آنے والوں کو دیکھا۔۔ملازمائیں سامان رکھ" کر جا چکی تھی۔۔

نوری!!"اسال کی بھاری گرج دار آواز پر روپ کی خاص ملازمہ جو باہر ہی کھڑی تھی بھاگ کر اندر آئی۔۔

حکم سرکار!"نوری نے نظریں جھکا کر کہا۔"

روپ کو اچھی سی مہندی لگا کر آدھے گھنٹے تک تیار کریں۔۔۔ان کا نکاح" ہے۔وقت پر سب ہو جانا چاہیے!!تاخیر کی صورت میں تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔

روپ کے ساتھ ساتھ نوری کی آنکھیں بھی پھیل گئی۔۔

لالا کیا میں اتنی بھاری پڑ گئی ہوں آپ پر۔۔میری عدت تو پوری ہو لینے" دیتے!!"اسال کے واپسی کو مڑتے قدم بہن کی کرب بھری آواز پر تھمے۔۔

وہ اسے کیا بتاتا اگر عدت کا انتظار کرتا تو شاید وہ اسے ہی کھو دیتا۔۔

فیصلہ ہو چکا ہے روپ!!آپ کی مداخلت یا انکار کی صورت میں!!مجھے"
"!!زبردستی کرنا پڑے گی۔یقین جانیے میں ہر گز ایسا نہیں چاھتا
رعونت بھرے انداز میں کہتا وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا کمرہ سے نکل گیا۔
روپ نے پتھرائی ہوئی نظروں سے اپنے بھائی کی پشت کو دیکھا۔ایک بار پھر سے حویلی کے مردوں نے اس معصوم کی قسمت کا فیصلہ بنا اس سے پوچھے ہی کر دیا تھا۔۔۔
لاش کی مانند مجسم ہوے اسکے وجود کو تھامے نوری اسے بیڈ پر بٹھائے اب مہندی اٹھائے اسکے ہاتھوں پر نقش و نگار بنانے لگی۔
جس کا چہرہ ٹپ ٹپ آنسوں سے بھیگتا جا رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آغا!!کیا بے عقلی ہے یہ!!جانتے بھی ہیں کیا بکواس کر رہے ہیں آپ"
۔۔۔؟!!"قہر برساتی نگاہوں سے اسال آغا شاہ کو گھورتے وہ دھاڑے تھے

--

ڈیرے پر موجود اکاد کا ملازمین ان کے قہر سے جی جان تک لرزے۔۔

جی ہاں آغا جان!! تھوڑی دیر میں روپ کا نکاح ہے بدر عالم شاہ سے!!"

"!!میں آپ کو لینے آیا ہوں

اطمینان میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔اسکے لہجے کا کھنچاؤ اور چہرے پر پھیلا تناؤ آغا جان پر یہ ثابت کر چکا تھا کہ وہ محمل قریشی سے مل کر آیا تھا۔۔

وہ لڑکی ہر گزرتے دن کے ساتھ انہیں اپنی رقیب لگنے لگی تھی۔

"!!اس کا مطلب ہم سے پوچھے بغیر ہی آپ نے اتنا بڑا فیصلہ کر دیا۔۔۔"

آغا جان نے سرد لہجے میں پوچھتے پہلوئں بدلا تھا۔۔وہ ڈیرے پر صبح سے معززین سے مل رہے تھے تاکہ جرگے میں فیصلہ اسال آغا شاہ کے حق میں ہو سکے اور یہاں اسال آغا شاہ ان کے سر پر خاک ڈالنے پر تلا ہوا تھا۔۔

"!!آپ ضروری ہیں اسی لیے آپ کے پاس آیا ہوں"

اب کی بار شائستگی سے کہتے وہ انہیں لب بھینچنے پر مجبور کر گیا۔۔

روپ کی عدت پوری نہیں ہوئی آغا!!"وہ دھاڑے تھے۔۔

"!!اگر عدت کا انتظار کیا تو وہ ونی ہو جائیں گی

اسکا لہجہ ہنوز بے لچک تھا۔۔۔

تمہاری پھپھو اور خدیجہ کو کیا جواب دیں گے ہم۔بدر عالم شاہ کی منگ ہے

"!!وہ

وہ پھر سے چلائے۔۔

خدیجہ کے لئے اچھا سا لڑکا دیکھ کر اسکی شادی میں خود کر دوں گا مگر بدر عالم"

'!!شاہ صرف میری بہن روپ دلاور شاہ کا نصیب بنے گا۔۔

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں ان کی آنکھوں میں اپنی پر کشش آنکھیں گاڑھے وہ دو

بدو بولتا انہیں لاجواب کر گیا۔۔

واہ سردار اسال آغا شاہ!!بہن کی باری آئی تو چھیننے پر آ گئے تم!!!آغا جان"

"نے اسے کھری سنائی وہ ہلکا سا ہنسا!گہری مسکراہٹ۔۔

چھین نہیں رہا عاجزی سے مانگا ہے بس!!اگر نوبت چھیننے پر آئی تو بخدا یہ" شاہ کچھ کرے یا ناں یہ بھائی اس دنیا کو راکھ کا ڈھیر بنا کر بدر عالم شاہ کو اپنی "بہن کا نصیب بنائے گا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں برف کی مانند قہر چھاتا جا رہا تھا۔۔وہ ایک نگاہ انہیں دیکھتا اپنی پوری شان سمیت اٹھا۔۔

"!!میں انتظار کر رہا ہوں آپ کا گاڑی میں۔۔۔آجائیں آپ

پشت پر ہاتھ باندھ کر کہتا وہ ان کے لیے رکا نہیں بلکہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر کو نکل گیا تھا۔

اور آج ایک ہی دن میں یہ دوسری شکست تھی جو انہیں بظاہر اسال آغا شاہ کی جانب سے ملی تھی۔ مگر اسکے پیچھے چھپی وجہ "محمل قریشی" تھی۔۔

لڑکی!" نفرت سے مٹھیاں بھینچتے وہ محمل کو سوچتے زیر لب سلگتے ہوئے" لہجے میں بڑبڑا کر اٹھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

"!!یہ کس کا نام لکھ رہی ہو تم نوری!!"چھوڑو میرا ہاتھ"

مہندی کی چھوٹا سا پھول جسکے ساتھ جگمگاتے بدر عالم شاہ کے نام کو بے دھیانی میں دیکھتے جیسے روپ کے پتھر ہوئے وجود میں سانسیں پھونک دی گئی تھیں۔۔

سیاہ آنکھیں حد درجہ پھیلائے وہ گہرے سانس بھرتے نوری کو دیکھنے لگی۔

نوری نے معصومیت سے دولہن کے عروسی لباس میں دمکتی اس نازک سی گڑیا کو بے بسی سے دیکھا۔۔

جس نے تین بار کی اسکی محنت کو پانی سے دھوڈالا تھا۔۔دونوں ہاتھوں کی پشت اور داہنے ہاتھ کی سیدھی ہتھیلی پر مٹے مٹے مہندی کے نشان پڑ چکے تھے

۔۔

وہ نوری کی کوشش کو آدھے میں روکتی فوراسے ہاتھ دھوآتی تھی۔

جیسے اپنی قسمت میں زبردستی آنے والے شخص کو دھونا چاہا ہو۔۔

مجبوراً نوری نے منت سماجت کر کے اسے کپڑے پہنائے تھے کیونکہ اسال آغا شاہ کا دیا گیا وقت پورا ہو چکا تھا اور اگر اسال آغا شاہ آ جاتا تو یقیناً نوری کی جان کے لالے پڑ جاتے۔۔

اور اب وہ اسکی منتیں کر کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر چھوٹا سا پھول بنا رہی تھی کہ روپ نے اسے بری طرح سے ٹوکا۔۔

"وو بی بی جی آپ کا نکاح چھوٹے شاہ سائیں سے ہو رہا ہے۔۔اور انہوں نے خاص تائید کی ہے کہ ان کا نام آپ کی ہتھیلی!!"

نوری کی چلتی زبان کو بریک روپ کی قہر برساتی نگاہوں سے لگا۔

روپ بدر عالم شاہ کو سوچتے ہی غصے سے لب بھینچتے مٹھی زور سے بھینچ گئی۔۔

مگر مہندی کے رنگ سے رنگا بدر عالم شاہ کا نام اسکے ہاتھ پر گہری چھاپ چھوڑ چکا تھا۔۔

وہ ایک دم سے اٹھی تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ سر جھٹکتے وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اب بھاگ کر کمرے کی دہلیز عبور کر گئی۔۔

سرخ و سفید پاؤں میں بندھی پازیب کی چھن چھن کی آواز موت کی سی خاموشی میں کسی ساز کی طرح گونج رہی تھی۔ سرخ عروسی جوڑے میں وہ پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔

جب پیچھے سے آتی نوری نے اسے روکا۔۔۔

"چھوٹی بی بی سائیں رک جائیں۔۔۔۔آپ اوپر نہیں جا سکتی نکاح سے پہلے ۔۔۔۔!"نوری نے خوفزدہ سی نگاہوں سے اس پری وش کو دیکھا۔۔۔ جس کا سفید چہرہ آنسوں سے تر تھا۔۔۔سیاہ آنکھوں سے ڈھلکتے آنسوں غضب ڈھا رہے تھے۔۔۔

"اسکی باریک آواز "پیچھے ہٹ جاو نوری مجھے بات کرنی ہے بدر عالم سے۔۔ پھٹ پڑی تھی۔۔ بھیگی آواز دیر تک رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔

نوری کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بھاگ کر اوپر اس کمرے کی طرف گئی۔۔

ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھااور اسکے عین سامنے۔۔۔سنگھار میز کے سامنے سفید کرتا شلوار میں کندھوں پر سیاہ شال لپیٹے وہ اچانک دروازہ کھلنے پر ماتھے پر بل سمیٹ کر مڑا۔۔

سامنے کھڑی روپ دلاور شاہ کو دیکھ کر ایک پل کو آنکھیں جھکی۔۔۔۔اور" اگلے ہی لمحے جاگیر دارانہ ملکیت کے احساس نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ اسے بھرپور طریقے سے دیکھے۔۔

اور یہ پہلی بار تھا جب وہ چاہ ہونے کے بعد اس لڑکی کو استحقاق سے دیکھ رہا تھا

۔۔۔

نازک سا کملایا سا وجود کس قدر غضب ڈھا رہا تھا اس رنگ میں۔۔۔۔

عالم۔۔۔۔"روپ شاہ کی بھاری بھیگی آواز پر اسنے پہلی بار جی نہیں کہا تھا" بلکہ ہنوز کھڑا اسکے سرخ لبوں کو دیکھتا رہا۔۔۔جو رونے کی شدت سے کپکپا رہے تھے۔۔۔ناک میں موجود وہ نتھنی کس قدر چج رہی تھی اسکے مکھڑے پر۔۔۔۔

مجھے آپ کی مدد چاہیے۔۔ععالم۔۔۔آپ انکار کر دیں لالا اور آغا جان کو"

"۔۔۔مم میں مر کر بھی تم سے نکاح نہیں کر سکتی۔۔

وہ سر کو مسلسل نفی میں ہلاتی کافی مان سے بولی تھی۔

ایک اسی شخص پر تو مان تھا۔۔جو بنا کہے اسکی ہر بات پر سر جھکا کر مان جایا کرتا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟کیوں نہیں کرنا چاہتی آپ یہ نکاح۔۔۔۔؟"

پہلی بار اسکے لہجے میں سوال آیا تھا یا شاید کرب تھا جو لفظوں کی صورت اختیار کر رہا تھا۔۔۔

گہری سبز آنکھیں ان سیاہ بھیگے نین کٹوروں میں الجھ کر رہ گئے تھے۔۔جو اسی کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔۔

کیونکہ میں تم سے بڑی ہوں میں نے تمہیں ہمیشہ اپنا بھائی ہی سمجھا"

ہے۔۔!اور میں ایک طلاق یافتہ لڑکی ہوں جس کی عدت بھی پوری نہیں

" "!!ہوئی۔۔

روپ دلاور شاہ نے گہری سانس بھرتے اسکے دل کو سکون سے زخمی کیا تھا ۔۔جس کے عنابی لب ہلکا سا مسکرائے۔۔

سفید رنگ میں بے ساختہ ہی سرخی گھلی تھی۔۔سبز آنکھوں میں تکلیف کا عنصر گہرہ ہوا۔۔

اتنی بھی بڑی بات نہیں۔۔۔بس بھائی سمجھنا چھوڑ دیں آپ۔۔۔کیونکہ " میں نے آپ کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا روپ دلاور شاہ۔۔اور طلاق یافتہ کی بات تو مت کریں آپ!!اگر مجھے آپ کو اس شخص سے رہائی دلانے کے لیے آپ کو بیوہ بھی بنانا پڑتا تو میں وہ بھی کرتا"!

پشت پر ہاتھ باندھے وہ کندھے اچکاتے صاف گوئی سے بولتا گویا اسکی جان لینے کے درپر تھا۔۔روپ شاہ کا چہرہ ایک پل کو تاریک پڑا۔۔۔

آپ جائیں روپ۔۔۔آغا کو اپنا نکاح سے پہلے ہمارے کمرے میں آنا" ہرگز پسند نہیں آئے گا۔۔۔"بدر نے اسے نرمی سے تھاما۔۔۔

جب وہ ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہوئی۔۔۔اور نفرت بھری نگاہوں سے اس خوبرو چوبیس سالہ شخص کو دیکھا۔۔۔جسے وہ بچپن سے بہن بن کر سنبھالتی آئی تھی ۔۔جس نے ہوش سنبھالتے ہی اس پر اپنے جذبات عیاں کرنا شروع کر دیے تھے۔۔جس کی محبت کے پرچھائیوں سے لاپرواہ بنتی وہ جوانی کی دہلیز عبور کرتی جا رہی تھی۔

"جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔"

اسکے ہونٹ بے یقینی سے پھڑپھڑائے۔۔۔بدر نے لب کچلتے اس حسن کی مورت کو دیکھا اسے چھونے کا کوئی حق نہیں تھا اسکے پاس۔۔۔اور یہی بات اسے روک رہی تھی۔۔

الحمدللہ یہ جھوٹ نہیں ہے روپ شاہ۔۔۔میں پورے دل سے آپ کو" اپنے نکاح میں لے رہا ہوں۔۔۔اور آپ بھی اب ضد چھوڑ کر اس فیصلے کو دل سے تسلیم کر لیں۔۔۔!"

بدر نے دوٹوک لہجے میں کہتے گویا اسکی آخری امید بھی توڑ ڈالی تھی۔۔۔

وہ پتھرائی سی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔جس کی آنکھوں میں آج ناں تو ادب تھا ناں لحاظ۔۔بلکہ استحقاق تھا۔۔ملکیت بھری وہ نظریں روپ دلاور شاہ کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی۔۔۔

نوری اسے گھسیٹ کر بدر کے کمرے سے لے جا رہی تھی مگر وہ اب تک اسکے کہے لفظوں کو سوچ رہی تھی۔۔تو کیا آج پھر سے ایک بار پھر وہ اپنے بڑوں کے فیصلے کے آگے سر جھکا کر ایک ناپسند فیصلے کو تا عمر کے لیے قبول کر لے گی۔۔؟"

★★★★★★★★★★★★★

بیٹھک سے ملحق بیرونی لاونج میں آغا جان، کے سامنے ہی نک سک سا تیار بدر عالم شاہ بیٹھا تھا جو ہر تھوری دیر میں اپنے ساتھ براجمان شہر سے آئے اپنے دوستوں کی بات پر ہلکا سا دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔۔

ہمیں تو لگا تھا کہ آپ کو منگنی کے بعد روگ لگ گیا بدر عالم شاہ!! مگر آپ تو ہشاش بشاش ہو گئے ہیں!!"

مونچھوں کوتاؤدیتے وہ سپاٹ لہجے میں بولے تو گواہان اور مولوی صاحب کے

ساتھ براجمان نام درج کرواتے اسال نے لب بھینچ ڈالے۔

فصی، آغاجان کی بات پر قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔۔جس پر آغاجان کی رنگت غصے سے سرخ پڑی۔ جبکہ بدر عالم شاہ نے گھور کر اپنے دوست کو دیکھتے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا کہا۔۔

اسال آغاشاہ اب مولوی صاحب اور گواہان کے ساتھ اٹھ کر بیٹھک میں داخل ہوا۔۔جہاں نوری اور فرخندہ اسے سرخ بڑی سی چادر اوڑھائے اسکے دائیں بائیں کھڑی تھی۔۔

مولوی صاحب نے کلمات ادا کرنا شروع کیے۔۔روپ کا وجود کپکپا رہا تھا" شاید وہ رو رہی تھی۔۔

روپ دلاور شاہ ولد دلاور اعروس از میر شاہ آپ کا نکاح بدر عالم شاہ ولد آباد اعر کھوس از میر شاہ کے ساتھ بعوض پانچ لاکھ روپے سکہ رائج الوقت

کے ان گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

؟؟"

مولوی صاحب نے بغور ناک پر دھرے چشمے سے سنجیدگی سے دولہن کو دیکھا۔۔جس کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔

روپ دلاور شاہ ولد دلاور اعروس ازمیر شاہ آپ کا نکاح بدر عالم شاہ ولد آباد اعروس ازمیر شاہ کے ساتھ بعوض پانچ لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کے ان گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟"

مولوی صاحب نے دوسری بار پھر سے پوچھا!!

اسال گہری سانس بھرتے اٹھا روپ کے گرد مضبوط حصار باندھے وہ اسکی طرف جھکا۔۔

ایک آخری بار اپنے بھائی کا مان رکھ لو میری گڑیا!!"کیا کچھ نہیں تھا اسکے" لہجے میں۔۔روپ نے بے بسی سے اپنے لبوں کو کچلتے انہیں زخمی کر دیا۔۔

"!قق قبول ہے

اسال نے گہری سانس بھر کر اسکے سر پر بوسہ دیے اسے خود سے لگایا۔۔

اعجاب و قبول کے تمام مراحل طے پا چکے تھے۔۔بدر عالم شاہ کے حکم کے مطابق اسے وہی پر بٹھایا گیا تھا جبکہ اسال اب لاونج کی سمت بڑھ گیا۔۔

آغا جان تو نروٹھے پن سے بیٹھے تھے۔۔حالانکہ انہیں روپ کی طرف سے اب تسلی ہو چکی تھی۔ مگر جس طرح سے دونوں بھائیوں نے سب طے کر کے انہیں بتایا تھا ان کا روٹھنا بنتا تھا۔۔

بدر عالم شاہ ولد آباد اعروس از میر شاہ آپ کا نکاح روپ دلاور شاہ ولد " دلاور اعروس از میر شاہ کے ساتھ بعوض پانچ لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کے ان گواہان کی موجودگی میں طے پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ؟؟"

قبول ہے!!"خوشی سے سرخ گالوں سمیت وہ ایک دم سے بولا۔۔تو اسال نے شکر کا سانس بھرتے اس کی خوشی ملاحظہ کی۔۔

بلاشبہ وہ خوش نصیب مرد تھا جس کی محبت آزمائشوں کے بعد اسکے نصیب لکھ دی گئی تھی۔

تیسری بار اسے زوجیت میں قبولتے بدر عالم شاہ نے اپنی بھیگی آنکھیں اٹھائے جھپکتے دل ہی دل اپنے رب کا ڈھیروں شکر ادا کیا جس نے اسے یہ دن دکھایا تھا۔وہ اٹھا آغا جان کے گلے لگتے وہ ان کی ناراضگی منٹوں میں غائب کر گیا۔

وہ اب مسکرا کر اسکی پیشانی چوم رہے تھے جو ان کا فرمانبردار پوتا تھا۔۔یقیناً بدر عالم شاہ کے فیصلے پر وہ خود پر فخر محسوس کر رہے تھے۔۔

شکریہ آغا!!"اسال آغا سے گلے ملتے وہ تشکر آمیز لہجے میں بولا تو اسال آغا شاہ نے اسکی پشت تھپکی۔۔۔

میری گڑیا کا خود سے بڑھ کر خیال رکھنا عالم!!اب وہ ٹوٹی تو میں مر جاؤں گا!!"وہ کرب سے بولا۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسے روپ سے زبردستی کرنا پڑی تھی رہ رہ کر اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔

فکر مت کریں آغا!! بدر عالم شاہ اپنی جان سے بڑھ کر ان کا خیال رکھے گا۔۔۔

سبز خوبصورت آنکھوں سے مسکراتے وہ پھر سے اسکے سینے کا حصّہ بنا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

ماشاءاللہ ماڑا گل تو پہچان میں نہیں آرہا۔۔!! وللہ کیا ٹوٹ کے روپ آیا"

"ہے ناں ہمارا بچہ کو۔۔

سرخ رنگ کی پٹھانی پوشاک جس پر زری کے ساتھ ساتھ شیشے اور کڑھائی کے خوبصورت نقش و نگار کندہ کاری کیے ہوئے تھے۔ جس کی وسط میں سیاہ کلیاں سی بنی تھی جو پوشاک کو مزید دلکش بنا رہی تھیں، اس پر متضاد سر پر پہنی سرخ و سیاہ رنگ کی پٹھانی ٹوپی، ماتھے پر ڈھلکتا جھومر، اور سر کے پچھلے حصے سے آگے کی طرف پھینکا گیا سیاہ دوپٹہ جس کے چاروں اطراف میں کڑھائی کا کام ہوا تھا۔۔ سفید پاؤں میں سیاہ پشاوری چپل، ہاتھوں میں بھر بھر

کر سرخ چوڑیاں، ناک میں جگمگ کرتی سیاہ لونگ اور معصوم چہرے پر خوبصورتی سے کیا گیا میک اپ جس میں سنہری آنکھوں کے قریب لگائے گئے تین مصنوعی تِل۔۔۔!!

گل مینے خان کا حسن آج ہر دیکھنے والے کو دھنگ کر گیا تھا۔۔زرتاج خان تو اس پر صدقے واری جاتی اسے سینے میں بھینچ گئی۔جو جھینپ کر گلابی چہرہ جھکا گئی تھی۔۔

امو!! بھابھی کو لے جانا ہے۔۔آغا جان نے پیغام بھیجا ہے کہ رسم شروع کر دی جائے!!"

صبح سے حویلی کی بڑی بہو ہونے کے ناطے وہ حویلی میں آئی ہر خاتون سے ملی تھی۔ان کی خاطر مدارت میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔۔

حویلی کے بڑی بہو اور گاؤں کے سردار کی بیوی ہونے کے ناطے یہ اسکی پہلی تقریب تھی۔

جس میں ہر آنے والی خاتون نے بڑے تعجب اور ستائش سے اس چھوٹی سے لڑکی کو دیکھا تھا۔۔

جس نے اپنا فرض نبھانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔یہی حال زارون سکندر خان کا تھا۔۔اسفندیار خان اسے کل ہی شہر سے واپس لا کر ڈیرے پر چھوڑ چکے تھے۔

آغا جان نے اسکی اچھی خاصی کلاس لی تھی۔۔جس کے بعد تقریب کے اہتمام کی ہر ذمہ داری زارون سکندر خان کے اوپر چھوڑ دی گئی تھی۔

وہ رات بارہ بجے ڈیرے سے بھاگا زنان خانے میں پہنچا۔۔مصنوعی قمقموں سے لے کر کھانے پینے کی ہر شے تک غرض کہ ہر آنے والے مہمان کے لیے تحفہ تحائف جو کہ خان خاندان کی روایت کے مطابق دیے جانے تھے اس نے راتوں رات ہر تیاری مکمل کی تھی اور کس طرح سے کی تھی یہ صرف اور صرف وہی جانتا تھا۔۔

ماڑاایسے کیسے رسم شروع ہو گا۔۔زارون سکندر خان کو بلاؤ۔۔اپنا دفعہ بھی وہ رسم میں اپنا شکل نہیں دکھایا تھا مگر اب ایسا نہیں ہو گا!!"چلو ہمارا ساتھ!!"

زرتاج خان نے سنجیدگی سے کہتے اسکا نازک بازو اپنے ہاتھ میں جکڑا۔ گل ان کے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔۔ماشاءاللہ!!ماشاءاللہ!!ایسا لگ رہا چاند اتر کر آج ہمارا حویلی میں آگیا ہو!"

زرتاج خان اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔جہاں نرگھس خان نے ایکدم سے ہی روپ شاہ کا گھونگھٹ برابر کرتے اوڑھایا تھا۔۔گل مینے خان کو صوفے پر بٹھائے وہ روپ کی طرف بڑھی۔۔

جو گلابی اور سفید رنگ کی پٹھانی پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھی، جس کے اوپر چاندی کی تاروں کا خوبصورت کام کیا گیا تھا۔۔سر پر گلابی پٹھانی ٹوپی کے ساتھ گلابی آنچل بڑے سلیقے سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔

بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں کھینچ کر لگایا گیا کاجل اسکے نین کٹوروں کو جان لیوا بنا رہے تھے۔

اس پر متضاد تھوڑی پر بنائے گئے تین مصنوعی تل!! لبوں پر لگائی گئی گاڑھے سرخ رنگ کی لپ اسٹک پر ناک میں چمکتی نتھ کا موتی غضب ڈھا رہا تھا۔۔

سالوں بعد وہ دولہن کی طرح سجی تھی۔اسکے انگ انگ سے اٹھتی مسحور کن مہک نے ہر کسی کو لاجواب کر دیا تھا۔شاہوں کا خون تھی حسین کیسے ناں ہوتی!!"

زرتاج خان نے بڑی محبت سے اسکی پیشانی پر چمکتے سفید جھومر کو چھوا۔۔۔ پٹھانی لباس اس حسن کو قاتل بنا چکے تھے۔۔سادگی کی مورت میں ڈھلی وہ موم سی لڑکی اس قدر حسین لگے گی انہیں ہر گز بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

زرتاشہ!!"زرتاج خان کی آواز پر ایک سمت کھڑی زرتاشہ نے آگے" بڑھتے سرخ چاردوں سے ڈھکے دو تھال ان کی سمت بڑھائے۔۔

زرتاج خان نے گھونگھٹ اسکے چہرے پر اوڑھا کر محبت سے اسکا صدقہ اتارا ۔تو اس قدر مان اور عزت پر نعمت کی آنکھیں بھیگ سی گئی۔

حنائی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہونے لگی۔۔

وہ مڑی اور اب دوسرے تھال کو تھامے گل مینے خان کا صدقہ اتارا!!اور "!!دونوں تھال وہاں سے بھجوادیے

"!! جاؤ اور خان کو بولو۔۔۔تقریب ایسا شروع نہیں ہو گا۔۔

نرگھس خان نے چونک کر زرتاج خان کو دیکھا۔۔گل اور نعمت بھی چونکی تھی۔۔

سکندر خان اور پاشا خان کو ہمارا حکم سنادو!!کہ وہ دونوں زنان خانہ میں آکر " عزت سے ہمارا بہوؤں کو بیٹھک تک لے کر جائے گا۔۔۔ورنہ رسم نہیں ہو "!!گا آج

زرتاج خان کی سنجیدہ آواز پر جہاں نرگھس خان مسکرائی تھی۔۔وہیں نعمت کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔۔

نور صبح سے حریم کے پاس تھی۔۔ جس کے لاڈ پیار کی وجہ سے نور اس سے کافی اٹیچ ہونے لگی تھی۔۔

گل مینے خان کا چہرہ لمحوں میں بھاب چھوڑنے لگا۔۔اس ستمگر سے ملاقات!! وہ تو صبح سے ہی شکر ادا کر رہی تھی کہ وہ زنان خانے میں نہیں آیا۔ وگرنہ اسکی آمد کی اطلاع اسے صبح ہوتے ہی مل چکی تھی۔۔

اور اس اطلاع کے بعد سے اب تک وہ دعائیں ہی کرتی آئی تھی کہ وہ اس طرف ناں ہی آئے!!"

ملازمہ ان کا پیغام لے کر جا چکی تھی۔۔ سفید سوٹ میں بسکٹی رنگ کی شال کندھوں پر اوڑھے، بال سلیقے سے سیٹ کیے!! پاؤں میں سیاہ جوتے، اور شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ اپنی رعب دار پرسنالٹی سے محفل میں چھایا ہوا تھا۔۔ رحیم بھاگا بھاگا اس تک آیا۔۔

چھوٹے خان بڑی بیگم کا پیغام آیا ہے!!"ضرار پاشا نے ماتھے پر بل سمیٹے" اسے دیکھا اور اپنے قریب کھڑے کچھ معزز لوگوں سے معذرت کرتا وہ رحیم کے ساتھ ہی مردان خانے سے نکلا۔۔

آغا جان نے بغور اسکی چوڑی پشت کو دیکھا ایک نگاہ سامنے صوفے پر براجمان زارون سکندر خان پر ڈالی۔۔جو سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس سیاہ ہی مردانہ شال کندھوں پر اوڑھے،اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ اپنے سامنے موجود دیگر گاؤں کے سرداروں کو مرعوب کر چکا تھا۔

رحیم خان ضرار پاشا سے اجازت لیتے اب زارون سکندر خان کی طرف بڑھا تھا۔۔

اسکے کان میں گھستے اسنے سرگوشی نما آواز میں زرتاج خان کا حکم سنایا۔۔

اسکے چہرے کے تاثرات بدلے۔۔سرخ چہرے پر مسکان سجائے وہ معذرت کرتے اٹھا اور خود کو دیکھتے آغا جان کی سمت آیا۔۔

آغا جان!!کیا میرا رسم میں شریک ہونا لازم ہے!!"پشت پر ہاتھ "
باندھے اسنے مؤدب سے لہجے میں پوچھا۔
بلکل سکندر خان!!"گاؤں کے سردار بعد میں ہو تم پہلے حویلی کے بڑے"
بیٹے ہو۔۔ہم کل رات ہی تم پر واضح کر چکے ہیں کہ کسی بھی مہمان کو
تمہارے اور ضرار کے بیچ کی چپکلش کا اندازہ ناں ہو پائے اور یہی ہم تمہارے
"!!اور گل مینے کیلئے بھی کہیں گے
آغا جان کے مدہم مگر دوٹوک انداز پر وہ سرخ پڑتی نگاہوں سمیت لب بھینچ
کر مڑا اب بھاری قدموں سمیت وہ زنان خانے کی سمت بڑھا تھا۔
★★★★★★★★★★★★
زرتاج خان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسنے خوشبو کے جھونکوں میں
بسی اس جان لیوا خوشبو کو سانسوں کے رستے انہیل کیا۔۔
چہرے پر پتھریلے تاثرات جمائے وہ ایک نگاہ نرگھس خان کے نزدیک کھڑی
زرتاج خان پر ڈالے ہاتھ سینے پر باندھ گیا۔

ضرار پاشااور نعمت دلاور شاہ" دونوں کو ہی زرتاج خان اور نرگھس خان"
بیٹھک میں چھوڑ آئی تھیں اب زارون سکندر خان اور گل مینے کی باری تھی۔
امو حکم کریں!!" سرد پتھریلی آواز پر گل مینے خان کی ہتھیلیاں نم پڑی"
تھیں۔۔گھونگھٹ کے سبب اسکے چہرے پر چھایا خوف زراون سکندر خان
دیکھنے سے قاصر تھا۔

ہم جانتا ہے تم دو گھنٹے کا بات کرے گا اور ہم پھر یہ کہے گا کہ تمہارا ولیمہ والا"
دن تم سوگ منانے ڈیرے پر چلا گیا تھا۔اور گل مینے کا منہ دکھائی کا رسم
تمہارا بغیر ہوا۔۔اس لیے اب بنا کسی لمبی چوڑی بحث کے اپنی دولہن کا ہاتھ
"!! تھامو اور اسے بیٹھک میں لے چلو

زرتاج خان نے اسے کڑے ہاتھوں لیا تو وہ سختی سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔۔
رخ موڑے گھونگھٹ کی اوٹ میں چھپی اس کمسن لڑکی پر ڈالے اسے اپنا
گال پھر سے دہکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

غصّے کا گراف بڑھا تھا۔۔ مگر وہ خود پر قابو پاتے آگے بڑھا اور سختی سے بنا کسی پس و پیش کے گل مینے خان کا بازو جکڑے اسے صوفے پر سے اٹھا گیا۔۔

گل مینے خان اسکی سخت گرفت پر سسکتی آنکھیں میچ گئی۔۔

زارون سکندر خان بنا رکے اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ باہر لے آیا۔۔ گل مینے خان کا وجود اسکی گرفت میں ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔۔ وہ کہاں اسکی سختی برداشت کر سکتی تھی۔۔

"!! مگر جانتی تھی۔ اسکا غصہ اب اپنی نازک سی جان پر ہر حال میں سہنا ہو گا

بیٹھک تک پہنچتے زارون سکندر خان نے قدموں کی رفتار دھیمی کر دی۔۔

ضرار پاشا خان کی موجودگی میں عورتوں کی چہم گوئیاں جو پہلے ہی تھم چکی تھی اب محفل کی رونق بنے زارون سکندر خان اور اسکے ہاتھ میں موجود گل مینے خان کے ہاتھ کو دیکھ کئیوں کی نظریں مارے حیرت کے پھیلی تھی۔۔

کئیوں کی چلتی زبانیں بند ہوئی تھی۔۔ کیونکہ زارون سکندر خان اور گل مینے خان کو ناں ہی ان کے ولیمے پر ایک ساتھ دیکھا گیا تھا ناں ہی آج۔۔۔ اور

سب یہی احذ کر رہے تھے کہ زارون سکندر خان کی مرضی کے بغیر ہوئے اس رشتے سے وہ ناخوش ہے۔۔

ضرار نے ایک کاٹ دار نگاہ زارون سکندر خان پر ڈالے پہلوئں بدلا۔۔

نعمت کے ساتھ موجود نشست پر گل مینے خان کو بٹھائے وہ خود سکون سے اسکے پہلوئں میں ٹکا۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ ! ! نظر ناں لگے چاند سورج کی جوڑیاں ہیں دونوں ہی ! ! "

ایک عورت نے لقمہ دیا۔ تو اندر داخل ہوتی زرتاج خان بڑے وثوق سے مسکرائی۔۔

ماڑا ولیمہ ضرار پاشا خان کا ہے تو پہلا رسم بھی اسی کا کر لیا جاتا ہے ! " وہ مسکرا کر گویا ہوئی اور نرگھس خان کو اشارہ کیا۔۔۔

جو سر اثبات میں ہلاتی بہو کی پشت پر جا ٹھہری۔۔۔اب سب سے پہلے ضرار پاشا خان نے وہ گھونگھٹ بنا اجازت کے ہی پلٹا تھا۔۔اور گھور کر آنکھیں چھوٹی کیے نعمت ضرار پاشا کو دیکھا۔۔

جواپنی تمام تر خشر ثامانیوں کے ساتھ اسکی چھوٹی ہوئی آنکھوں کو پھر سے پھیلا گئی۔۔

سب سے زیادہ جس چیز نے اس خان کی توجہ کھینچی تھی وہ نعمت ضرار پاشا خان کے سرخ لبوں پر جھولتے نتھ کا سفید موتی تھا۔۔

ماڑا کیا کر رہا ہے پاشا خان!!" منہ پر ہاتھ رکھے دبی دبی ہنسی ہنستے زرتاج خان نے اسے گھورا۔۔جو ہونقوں کی طرح بیوی کو دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا۔۔ عورتیں بھی اسکے رد عمل پر کھلکھلائی تھی۔۔

اب پہلا منہ دکھائی کی ہے تو رسم کے حساب سے ماڑا دولہن کو تحفہ بھی دو!!"

نرگھس خان نے مسکرا کر بیٹے کے اڑتے حواسوں کو دیکھ اسکے جھنجھوڑ کر کہا۔۔

جس نے انگلی سے ماتھا کھرچتے بنا تردد کے گھونگھٹ پھر سے نعمت پر ڈالا۔۔

نعمت نے بمشکل سے اپنی رکی ہوئی سانسوں کو بحال کیا تھا۔اس پاگل سنکی شخص کی نظریں اپنے چہرے اور خاص طور پر اپنے لبوں پر گڑھی وہ محسوس کر کے تھر تھر کانپی تھی۔۔

زندگی میں شاید پہلی بار وہ اس قدر بے باک انسان سے ملی تھی۔۔جو بد قسمتی سے اب اسکا شوہر تھا۔۔

"!!سب کے سامنے کیسا تحفہ مورے!!تحفہ تو میں کمرے میں دوں گا"

ڈھٹائی سے جواب دیتے اسنے جان بوجھ کر نعمت دلاور شاہ کی ادھ مری حالت کا لطف اُٹھاتے اپنا بھاری ہاتھ اسکے نازک ہاتھ میں الجھا دیا۔۔

جہاں محفل میں عورتوں کی ہنسی چھوٹی تھی وہیں نعمت کا روم روم کپکپا کر رہ گیا "!!۔۔کئی لوگ انہیں رشک سے دیکھ رہے تھے تو کئی حسد سے

رمینا خان جو دراب کے ساتھ تقریب میں آئی تھی اسنے مسکرا کر ضرار پاشا اور نعمت کو دیکھا اور ایک نگاہ زارون سکندر خان اور گل مینے خان پر ڈالے وہ سر جھٹک گئی۔۔

اسے اچھالگ رہا تھا تقریب میں آکر۔۔کافی وقت کے بعد وہ خاندان کی کسی تقریب کا حصّہ بنی تھی۔

یکے بعد دیگرے ہر کسی نے نعمت ضرار پاشا کی منہ دکھائی کی تھی۔۔نرگھس خان نے توسب سے پہلے بہو کی منہ دکھائی کرتے اپنے خاندانی کنگھن اسکی نازک ہتھیلیوں پر پہنائے تھے۔۔

ضرار بظاہر مسکرا رہا تھا مگر اندر ہی اندر اسے کوفت ہو رہی تھی کہ کب یہ سب ختم ہو اور اسکی جان چھوٹے۔۔

"سردار سائیں!!آپ تو اپنا ولیمے پر بھی گل کے ساتھ نہیں آیا تھا۔۔کیا آپ کو تقریب اچھا نہیں لگتا یا پھر کوئی اور بات ہے!!"

خاندان کی ایک عورت نے زارون سکندر خان کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر لقمہ لگایا۔۔۔تو ضرار پاشا نے لب سختی سے بھینچے۔۔۔

وہی زرتاج خان اور نرگھس خان کے ہونٹوں کی مسکان سمٹی۔۔

گل مینے خان بری طرح سے گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔ جبکہ زارون سکندر خان کے چہرے پر اطمینان اور سنجیدگی قائم تھی۔۔

اسنے بنا جواب دیے بڑے حق نے گل مینے خان کا گھونگھٹ پلٹا تھا۔۔

اور اسکے دو آتشہ حسن نے اسے نظریں چرانے سے روک دیا تھا دماغ سرزنش کرتا رہا کہ مت کرو۔۔ مگر دل اس کومل وجود اس چاند سے مکھڑے سے نظریں ہٹانے پر راضی نہیں تھا۔۔ اسنے بڑے حق سے اپنی بیگم کی پتلی ہوئی حالت ملاخظہ کرتے اسکے نقش نقش کو قریب ہوتے آنکھوں کے رستے ہی بے باکی سے سراہا۔۔ محفل میں بیٹھا ہر کوئی اسکی حرکت پر سرخ پڑا تھا۔۔ کئیوں کو یقین نہیں ہو پا رہا تھا کہ زارون سکندر خان واقعی میں اپنی بیوی سے اتنی محبت کرتا تھا۔۔۔

زارون سکندر خان!!"گل مینے خان کی بگڑتی حالت پر ترس کھاتے گہری سانس بھرتے اس سے دور ہوا۔ گھونگٹ پھر سے اسکے چہرے پر برابر

کرتے اسنے جیب سے کئی ہزاروں کے نوٹ نکال کر اسکے سر سے وارے تھے۔۔

خواتین اب رشک سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔۔

وہی نرگھس خان اور زرتاج خان نے تشکر بھری گہری سانس بھری تھی۔۔

زارون سکندر خان "اپنی موجودگی میں یہ حق کسی کو نہیں دیتا کہ وہ میری" بیوی کا چہرہ اتنے حق سے دیکھے۔۔اسی لئے میں اپنے ولیمے کے دن رسم میں شریک نہیں ہوا۔۔ مگر امو کے اصرار پر یہ رسم آج دوبارہ سے رکھی گئی۔۔ حالانکہ میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔ مگر اب رسم ہو گئی ہے اور زارون سکندر خان "نے اپنی بیوی کا چہرہ دیکھ لیا ہے۔۔ مگر مجھ میں اتنا ظرف نہیں کہ اب آپ سب خواتین میری بیوی کے حسن کو سراہے اسے سراہنے کیلئے میں خود ہی کافی ہوں!!"

ضرار پاشا خان کو جتاتے ہوئے انداز میں دیکھتے ہوئے کہتے وہ اسے مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

جبکہ خواتین اب سر جھکا رہی تھی۔البتہ گل مینے خان کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔اسے شرمندگی سی ہونے لگی اپنے یہاں ہونے پر"!!

گل مینے سکندر خان کا رسم اب ختم ہوا۔۔امو!!میری دولہن کو میرے کمرے تک پہنچادیں!!"اسنے بنا لگی لپٹی کے پورے حق سے ہر کسی کو جتا کر کہا تھا۔۔

جبکہ گل مینے خان کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ابھی بیہوش ہوئی کہ ابھی۔۔ ملازمین دونوں دولہنوں کو ان کے کمروں تک چھوڑ آئیں تھیں۔۔

جبکہ ضرار اور زارون سکندر اب مردان خانے کی طرف چلے گئے۔اب خواتین کی طرف بھی کھانے کا وقت ہوا تو سب کو لاؤنج میں لے جایا گیا۔۔ اسکے بعد تقریب جاری رہی۔۔بالآخر ان کی تقریب خوش اسلوبی سے طے پائی گئی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

لالا!!"وہ اندر جارہا تھا جب حریم کی آواز پر دراب کے قدم تھمے وہ چونک کر مڑا۔۔

حریم کیا ہوا۔۔!"وہ اسکی گود میں موجود نور کو دیکھ کر حیرت سے پوچھنے" لگا۔

اسے ابھی تک نور کا علم نہیں تھا ناں ہی اسکی کل کے بعد زارون سے بات چیت ہوئی تھی۔اسنے خود ہی اس سے بات چیت نہیں کی۔

وہ لاؤنج میں کھڑا رمینا کا انتظار کر رہا تھا۔۔جس نے اسے میسج کر کے آنے کا کہا تھا۔۔

لالا میری ٹوپی تو اٹھا دیں نوری نے گرا دیا!!"وہ نور کو زور زور سے جھلاتی" عجلت میں بولی۔۔تو دراب نے ایک نظر اسکے سرخ ہو رہے چہرے پر ڈالی ۔۔اور پھر نظریں گھما کر اسکی ٹوپی ڈھونڈی جو دور ایک کرسی کے نیچے تھی۔

دراب نے آگے بڑھ کر وہ ٹوپی نکال کر اسے تھمائی جب اچانک سے رمینا وہاں آئی۔۔

ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر وہ دیکھ چکی تھی۔۔ جبھی حیرت سے دراب کو گھورا۔۔

اسے حریم شروع سے ہی ناپسند تھی اور حریم کو وہ بلکل بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اچھا خاصا منہ چڑھایا۔۔

جبکہ رمینا کی نظر سفید پٹھانی لباس میں بنا ہار سنگھار کے کھڑی حریم پر چپک سی گئی۔

چونکہ حریم کنواری تھی اسی لئے اسے میک اپ کے نام پر لپ گلوز ہی لگانے کو ملا تھا۔۔ وہ بنا کسی ہار سنگھار کے بھی اپنے حسن سے رمینا کو جلا کر خاکستر کر گئی۔۔

"!دراب چلیں یہاں سے۔۔۔

وہ نخوت سے گرجی۔۔۔ دراب فورا سے باہر کو بھاگا۔۔

"!!دراب چلیں یہاں سے۔۔۔ بڑی آئی چڑیل ہنہہ"

اسکی نقل اتارتے حریم نے حساب چکتا کیا اور ایک نظر نور پر ڈالی جواب سو چکی تھی۔۔وہ مڑی اچانک کسی نے اسکا رستہ روکا۔۔

حریم نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

زارون سکندر خان ابھی تک آغا جان کے کمرے میں موجود ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔۔البتہ ضرار پاشا خان کو رات کے ساڑھے دس بجے پوری طرح سے سمجھا بجھا کر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔

جو اکتاہٹ سے گھڑی کھولتا اپنے روم میں داخل ہوا۔گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی سی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔

سنجیدگی سے ایک بھرپور نگاہ حالی کمرے پر دوڑائے وہ سیدھا ڈریسنگ روم کی طرف گیا۔۔

دروازہ بند تھا مگر لاکڈ نہیں تھا۔۔ضرار اندر داخل ہوا۔۔سامنے ہی محترمہ اس پٹھانی پوشاک میں الجھی پڑی تھی۔۔کمر بند سے لے کر جھومر تک اس

سے اتر نہیں پایا تھا۔۔البتہ بالوں کا میسی سا جوڑا بنا کر وہ اب بھیگی آنکھوں کو بچوں کی طرح ہاتھ کی پشت سے رگڑتی ناک میں موجود نتھ کو اتارنے لگی۔۔ ضرار کرنٹ کھا کر ہوش میں آیا۔۔ نظریں اس کے دلکش سراپے سے ہٹاتے وہ بھاگتا ہوا نعمت تک گیا۔۔

اسکے بازو کو کھینچتے اسنے گھما کر اسے لمحوں میں بازو میں قید کیا۔۔جو پھڑ پھڑاتی ہوئی مزاحمت کرنے لگی۔ مگر اسکے چلتے ہاتھوں کو موڑ کر پشت پر لگاتے ضرار نے اپنے ایک ہاتھ سے انہیں قید کر ڈالا۔۔

"!یی یہ ککک کر رہے ہو پپ"

اششششش !!رومینس کر رہا ہوں ڈارلنگ !!تمہاری تو دوسری شادی ہے"

"!!اندازہ تو ہو گا ہی ان سب کا

مخمور نگاہوں سے اسکے وجود کو اپنی بے باک نظروں سے سراہتے ضرار پاشا خان نے بڑے حق سے جھکتے اپنے ہونٹ اسکی تھوڑی پر بنائے گئے تلوں پر رکھے۔۔

سس!!"اسکی شیو کی چُبھن،ہونٹوں کے پر تپش لمس پر نعمت بے اختیار" ہی سسکی تھی۔۔

"!!ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں پہلے سے ہی سسکنا سٹارٹ"

نعمت کی غصیلی نگاہیں خود پر پاتے وہ بے باکی سے آنکھ دبا کر کہتے اسے مزید قریب کھینچ گیا۔۔

بتاؤ مدد چاہیے؟""" وہ بڑے شاہانہ انداز میں آفر کرنے لگا۔۔۔دائیں ہاتھ کی انگلی اب اسکی نتھ کو چھو رہی تھی۔

مر کر بھی نہیں!!"وہ غرائی۔۔۔ضرار گہرہ ہنسا۔۔نرمی سے اسکے لبوں کو" چھوتے موتی کو انگلی پر لیتے اسنے سرد نگاہوں سے نعمت ضرار پاشا خان کو دیکھا۔

آج کے بعد یہ مصنوعی موتی تک تمہارے لبوں کو چھونا نہیں چاہیے مسز۔۔ کیونکہ ان لبوں پر صرف ضرار پاشا خان کا حق ہے۔۔۔کسی موتی کی کیا """جرات جو وہ میری بیوی کو چھوئے۔۔۔

بے رحمانہ انداز میں اسنے نتھ کھینچ کر اسکے ناک سے جدا کرتے اپنے دہکتے ہونٹ اسکی چھوٹی سی ناک پر رکھے۔۔

جبکہ نعمت تو اسکے لفظوں سے پتھر کی بت سی بن کر رہ گئی۔۔

تو کیا وہ آج اس سے اپنا حق لے گا!!!" یہ سوچ ذہن میں آتے ہی اسکے حلق میں کانٹے سے اٹکنے لگے۔۔ سر بری طرح سے گھوما۔۔

ضرار پاشاخان کی خوشبو اسکے حواسوں پر چھاتی جا رہی تھی۔۔ نعمت کا پورا وجود آگ کی لپیٹ میں آیا تھا۔۔ایک جھٹکے سے اسکا رخ موڑتے۔۔ ضرار پاشاخان نے ذرا سا جھک کر اسکی کمر پر بندھے کمر بند کو کھولا۔۔

بڑے حق سے اپنے دہکتے ہونٹ نعمت دلاور شاہ کی کمر پر ثبت کیے۔وہ جھٹپٹا کر بھاگی مگر اگلے ہی لمحے اسے کھینچتے ضرار نے اسے دیوار سے پن کر دیا۔۔

نعمت نے بھیگی آنکھوں سمیت اس ستمگر کو دیکھتے سر بے اختیار ہی نفی میں" ہلا ڈالا۔۔

ضرار اسکی بے بسی پر ہنسا!!"اختیاط سے اسکے ماتھے پر سیٹ ہوا جھومر اتار" کر ایک طرف پھینکا۔۔سر کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اسنے جوڑے میں قید اسکی زلفیں ایکدم سے آزاد کر ڈالیں۔۔

جو لہرا کر نعمت کے شاداب چہرے پر جھولی تھیں۔۔

جانتی ہو جو لڑکی مجھ سے چھینی گئی۔۔وہ میری محبت تھی۔۔۔"بچپن کی" محبت"میں جب جب یہ سوچتا ہوں کہ تمہاری حویلی والے اور تمہارا بھائی اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہو گا میرا دل چاہتا ہے کہ تمہارا وجود ادھیڑ کر رکھ دوں۔۔

نعمت اسکے لفظوں میں سرد پن اور تکلیف محسوس کرتی بے بسی سے ہونٹ" دانتوں تلے کچلنے لگی۔۔

مگر تمہاری چھ ماہ کی بیٹی!!"نور آئینہ"کی وجہ سے میں ایسا کچھ بھی نہیں کر" پاتا۔۔کیونکہ وہ معصوم تمہارا خشر دیکھ نہیں پائے گی۔۔

ضرار پاشاخان نے لمحوں میں اسکی اوقات یاد دلادی تھی۔۔اہانت کے زیر اثر نعمت کا چہرہ شدت سے سرخ پڑا تھا۔۔

وہ پیچھے ہٹا۔۔گہرے سانس بھرتی نعمت پر ایک نگاہ ڈالے اسنے کندھوں پر بندھی گرہیں کھول کر اسے پوشاک اتارنے میں آسانی کی۔۔

جو خود میں سمٹتی جارہی تھی۔

نعمت دلاور شاہ "تم میں وہ بات نہیں جو "محمل قریشی" کے غیر معمولی" حسن میں ہے!! تمہیں سزا دینے کیلئے تمہارے قریب آنے کا دل بھی نہیں چاہتا اس خان کا!!" وہ تنفر بھری نگاہ اس پر ڈالے برس پڑا تھا۔۔

کتنے دنوں سے وہ اس پل کر انتظار کر رہا تھا۔۔جب وہ اسے اکیلی ملتی اور وہ اسے آسانی سے زیر کر دیتا۔۔

اور اب جب اسے موقع ملا تھا تو اسنے ایسا وار کیا تھا کہ نعمت بلبلا کر رہ گئی۔۔

خبردار جو آئندہ مجھے ٹچ کیا۔۔میرے نزدیک بھی آئے تم۔۔اپنی بات یاد" رکھنا "ضرار پاشاخان"" وہ غرا کر اس پر دھاڑی تھی۔۔

جانے کیسے اس میں اتنی ہمت آجاتی تھی جو وہ اس شخص کے سامنے شیرنی بن جایا کرتی تھی۔

ہاہاہاہاہا!!اومائے پور لیڈی!!"وہ قہقہہ لگاتے اس پر افسوس کرتے دوبارہ"

سے دونوں ہاتھ اسکے نزدیک جمائے اس پر جھکا۔

نعمت سانس تک روک گئی۔۔۔

ضرار نے جھک کر اسکی گردن پر گہرہ بوسہ دیا۔۔تو نعمت اذیت سے آنکھیں میچ گئی۔

آئی سویر نعمت دلاور شاہ سمجھ کر تمہارے نزدیک نہیں آیا میں کبھی بھی اور"

ناں ہی کبھی آؤں گا۔۔۔ہاں مگر نعمت ضرار پاشا خان سمجھ کر میں تمہارے

"!!نزدیک آؤں گا اور بار بار آؤں گا

اسکا ہاتھ اب نعمت کی پشت پر سرکنے لگا تھا۔۔

نعمت کو اپنا آپ اسکی قربت میں بے بس پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

ایک جھٹکے میں ضرار پاشاخان نے اس مخملی وجود کو بانہوں میں بھرا تھا۔۔

نعمت کی دلخراش چیخ فضا میں گونجی کمرے میں ہی دم توڑ چکی تھی۔۔

اسے باہر بستر پر لا کر پٹکھتے ضرار نے شرربار نظریں اسکے کومل وجود پر گاڑھی

۔

اور اب عجلت میں اپنی قمیض کے بٹن کھولے۔۔

بٹن کھولتے ہی وہ بھاری قدموں سمیت بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

نعمت خوف سے پیچھے ہوتی سر نفی میں ہلانے لگی۔۔اس کا وجود مکمل طور پر

کانپ رہا تھا پسینے سے شرابور اسکا حسن ضرار پاشاخان کو اپنی طرف بری

طرح سے مائل کرتا جا رہا تھا۔۔

وہ گھٹنوں کے بل جھکا۔۔انتہائی نرمی سے اسکا بازو جکڑ کر اسے اپنی طرف "

کھینچا۔۔۔

اس چٹان کے سامنے نعمت ضرار پاشاخان کچھ بھی نہیں تھی کچھ بھی نہیں!!

وہ کھینچتی چلی آئی۔۔۔

اسکے چوڑے سینے سے نعمت کے ہونٹ مس ہوئے تھے۔۔ضرار نے نرمی سے اسکے بالوں کو سنوارا۔۔جو تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

آئی ہیٹ یو سنکی خان!!" بنا اٹکے وہ غصے اور نفرت سے دانت پیستے ہوئے" چیخی تھی۔۔پاشا نے داد دینے والے انداز میں اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔

تمہارے دائیں کندھے پر بنا تل کافی ہاٹ ہے مسز پاشا!!اجازت ہو تو چھو" کر بتاؤں کتنا ہاٹ ہے!!" بے باکیت سے بھرے انداز میں وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔

تو نعمت کی بند آنکھیں پٹ سے کھلی۔۔

اسکا سر ضرار کی تھوڑی سے مس ہو رہا تھا۔۔وہ جھٹکے سے سر پیچھے کرتے اپنا برہنہ کندھا ڈھانپنے لگی۔۔

ضرار اطمینان سے اسکی حرکت دیکھتا انجوائے کرنے لگا۔۔

اس بھیگی شیرنی کا یہ روپ کافی مزہ دے رہا تھا۔۔"منہ دکھائی کر لیں خانم!!"نعمت نے نفرت سے اسے گھورا جس پر وہ مسکرا کر اسکی طرف جھک کر بولا۔

نعمت احتیاطاً پیچھے ہوئی مگر ایکدم سے ہڑبڑا کر وہ پشت کے بل بیڈ پر گری" تھی۔۔ضرار نے جھٹ سے دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں جما ڈالے۔۔

اسکی آنکھوں میں خمار دیکھ نعمت تھوک نگلتے آنکھیں موند گئی۔۔۔جسپر ضرار دلکشی سے مسکراتا ہوا اس کے چہرے پر جھکنے لگا۔جب اچانک دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔۔

نعمت اسے پیچھے کو دھکہ دیے بھاگ کر بستر سے اتری۔۔

ضرار نے سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنے آپ پر ضبط کیا۔۔قمیض کے بٹن لگاتے اسنے دور کھڑی نعمت کو گھورا۔۔

چادر اوڑھو۔۔!!"اختیاطا سرد لہجے میں کہتا وہ دروازے کی طرف گیا۔۔

جب نعمت نے جلدی سے صوفے پر پڑی اسی کی شال خود پر لی۔۔

مورے خیریت تو ہے ناں!!" وہ نرگھس خان کو دروازے پر کھڑا دیکھ ان کے چہرے پر فکر کے تاثرات دیکھ پریشان ہوا۔۔

نرگھس بیگم نے پریشانی سے پہلے اسے اور پھر نعمت کو دیکھا۔جو پیچھے ہی موجود تھی۔۔

اس وقت تنگ کرنے کیلئے معذرت بیٹا۔۔۔ مگر نوری کی طبعیت بہت خراب ہے اچانک بخار ہونے لگا ہے اسے۔۔اور اب تو الٹیاں بھی کر رہی ہے!!"

نرگھس بیگم نے فکر مندی سے بتایا۔۔تو ضرار کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔ نعمت کی تو مانو جان لبوں پر آئی۔

نورنن نور۔۔۔ ککک کہاں ہے میری نور!! وہ فق چہرے سمیت کہتی " بھاگ کر ضرار کے پاس سے گزر کر کمرے سے جانے لگی جس نے فوری طور پر اس کمر سے جکڑ کر سینے میں زبردستی خود میں بھینچا۔۔

"مورے آپ چلیں میں اور نعمت آتے ہیں۔۔

اسنے نرمی سے ماں کو جواب دیتے دروازہ بند کیا۔۔

چینج کرو نعمت۔۔نور کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں۔۔!"ضرار نے سختی سے" کہا۔ مگر وہ تو جیسے ہوش میں ہی نہیں تھی۔

مم میری نور۔۔۔!!"ضرار نے جبڑے بھینچ کر اسے دونوں شانوں سے" جکڑا۔۔

چینج کرو ورنہ تمہیں حویلی ہی چھوڑ جاؤں گا۔۔اب کی بار وہ پھنکارا تھا۔ نعمت نے سراسیمگی سے اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھا۔۔وہ ایسے حلیے میں اسے حویلی سے باہر کیا کمرے سے باہر تک ناں جانے دیتا۔۔

نعمت ہڑبڑا کر بھاگتی ہوئی ڈریسنگ روم میں گھسی۔

جب تک ضرار اپنی شال اوڑھ کر تیار کھڑا تھا۔۔

باریک دوپٹہ اسکے سر پر دیکھ وہ جبڑے بھینچ کر کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

بڑی سی سیاہ شال اسکے وجود پر ڈالے وہ اسے تھامے باہر نکل آیا۔۔۔

نرگس بیگم سامنے ہی نور کو خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جبکہ حریم بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔ زارون سکندر خان اور باقی سب بھی پریشان سے کھڑے تھے۔۔۔

"!! مورے آپ تھک گئی ہیں آج۔۔۔ میں اور نعمت لے جائیں گے"

ضرار نے نرگس بیگم کو روکا۔۔ حریم کا سر تھپکتے وہ نور کو نعمت کی گود سے لے گیا۔ جو خود رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"!! میں ساتھ چلتا ہوں۔۔ تم دونوں کو چھوڑ کر واپس آ جاؤں گا

زارون دیکھ چکا تھا۔۔ کیسے وہ چھوٹی سی لڑکی اپنی بیٹی سے زیادہ خود رو رہی تھی۔۔ یقیناً ضرار کیلئے دونوں کو سنبھالنا مشکل تھا۔۔

ضرار نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔ اور نعمت کو ساتھ لگائے وہ زارون کے پیچھے ہی حویلی سے نکلا۔۔

جبکہ زرتاج خان نے روتی ہوئی حریم کو سینے میں بھینچ ڈالا تھا۔۔گل مینے خان نماز ادا کر کے نیچے اتری تو اسکی نگاہ اس وقت باہر کی طرف جاتے زارون سکندر اور باقی سب پر گئی۔۔اسنے پریشانی سے وجہ پوچھی۔۔ تو نرگس خان نے اسے نور کی صحت کی بابت بتایا۔۔گل مینے گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھ گئی وہ معصوم سی بچی اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔۔ اسنے روتی ہوئی حریم کو سینے سے لگایا۔۔اور اب سب ہی فکر مندی میں گھرے نور کیلیے دعا گو تھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

شاہ سرکار!!آپ کے پوتے نظر نہیں آرہے!!سردار سید اسال آغا"

"شاہ!!" کہی ایسا تو نہیں کہ جرگے کا سن کر وہ ملک چھوڑ کر ہی بھاگ نکلے؟

شام کے گہرے ہوتے سائوں میں پنچائت شاہ خاندان کے ڈیرے پر منعقد کی گئی تھی۔جہاں آغا جان پہلے سے موجود تھے۔۔

قریباً جرگے میں شامل ہونے والے ہر گاؤں کے سردار آچکے تھے فریقین کی جانب سے جرگے میں الہ دین شاہ اور ان کا بیٹا شایان شاہ شامل ہوئے تھے

۔۔

اور ان کی انتھک کوششوں کا ہی نتیجہ تھا کہ جرگے کا فیصلہ کرنے والے اعلی سرداران میں وہ تین سردار۔۔۔شاہ خاندان سے ذاتی عداوت رکھنے والے شامل کر چکے تھے۔۔

وہ باپ بیٹا آج روپ دلاور شاہ کو ونی کی صورت میں اپنی حویلی تک گھسیٹ کر لے جانا چاہتے تھے۔۔

البتہ ابھی تک سبھی اسال آغا شاہ کا انتظار کر رہے تھے۔جو کہ جرگے میں شامل نہیں ہو پایا۔۔

"معاف کیجئے گا مجھے آنے میں دیری ہو گئی!!"جرگے میں چہم گوئیاں عروج پر پہنچی تو آغا جان نے بے بسی سے لب بھینچ ڈالے۔۔

وہیں اچانک اسال آغا شاہ کی گھمبیر آواز پر سبھی نے مڑ کر اسے اندر آتے دیکھا

۔

جس کے چہرے پر خطرناک حد تک سنجیدگی تھی۔۔

وہ شاہانہ انداز میں چلتا اپنی مخصوص نشست سنبھالتا کئیوں کی آنکھوں میں "

کھٹکا تھا۔۔

سیاہ پُرکشش آنکھوں میں سرد مہری کی ریت ٹھہری ہوئی تھی۔

بالآخر جرگہ شروع ہو چکا تھا شایان شاہ نے اٹھ کر بڑے بدلحاظ طریقے سے "

اپنا مدعا بیان کیا تھا۔۔وہ بات بہ بات تمیز کے دائرے کو پھلانگ رہا تھا۔۔

پورا مدعا سننے کے بعد سردار معین صدیقی نے اسال پر ایک نگاہ ڈالی۔۔ "

"اسال آغا شاہ کیا آپ نے ان کے بھائی کا قتل کیا ہے؟؟"

دستور کے مطابق اس سے سوال پوچھا گیا تھا۔۔

آغا جان کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا۔۔وہ اسال آغا شاہ کی طرح تحمل مزاج

ہر گز نہیں تھے۔جو شایان شاہ کی بدلحاظی کو یوں ہی جانے دیتے۔

جی ہاں سردار صاحب!! میں نے اپنے پورے ہوش وحواس میں انکے بھائی"
"!!کا قتل کیا ہے۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بڑے سکون سے بولا تھا۔

شایان اور الہ دین شاہ کے چہروں پر نفرت عود آئی ان باپ بیٹے کا بس نہیں"
"!!چل رہا تھا کہ وہ اسال کو جان سے ہی مار دیتے

آغا جان نے قہر بھری نگاہوں سے اسال آغا شاہ کو گھورا۔۔

جو ڈنکے کی چوٹ پر اپنے جرم کا اعتراف بھرے جرگے میں کر رہا تھا۔ جرگے کی تعداد عام جرگوں سے کئی گناہ زیادہ تھی کیونکہ یہ پنچایت کسی شاہ یا عام آدمی کیلئے نہیں بلکہ چالیس گاؤں کے سردار کے ماتحت کا فیصلہ سنانے والی تھی۔۔

تو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ نے قتل کیا ہے۔۔!گہری سانس بھرتے انہوں نے اسال کو دیکھ کر پوچھا جس نے سکون سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

اب میں مقتول کے اہل وخانہ سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ قتل کے عوض"
"!!قصاص سے معاملہ حل کرنا چاہیں گے

سردار صاحب نے بڑی سنجیدگی سے شایان شاہ اور الہ دین شاہ کو مخاطب کیا۔۔

ہمیں ناں تو مال وزر چاہیے ناں ہی قتل کے بدلے قتل۔۔بلکہ ہم "اسال" آغا شاہ" کی بہن روپ دلاور شاہ کو ونی کی صورت لینا چاہتے ہیں۔۔وہ میری طلاق یافتہ بیوی رہ چکی ہے اس لیے ہم بنا نکاح کے ہی اسے ونی میں لینا چاہتے "!!ہیں

شایان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سکون سے کہا۔جبکہ اسال آغا شاہ کی آنکھوں کے نیچے خون اکٹھا ہوا تھا۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اسنے بمشکل ہی خود پر کنٹرول کیا۔

شایان!!زبان کو لگام دو!!"آغا جان کی سرد آواز پورے جرگے نے سنی" تھی۔۔وہ غصے سے لال پیلے ہوتے اپنی نشست سے اٹھنے لگے۔۔جب اسال

نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے انہیں آنکھوں سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔جو گہرے سانس بھرتے غصے کی انتہاؤں پر تھے۔

میں اپنی بہن کو ونی کر دیتا مگر!! وہ ایک پل کو رکا۔"

تو شایان شاہ کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا اسے جانے کیوں مگر اسال آغا شاہ کے چہرے سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کچھ بڑا کرنے والا ہو!!'

مگر میری بہن کا نکاح آج ہی میرے چچازاد بھائی بدر عالم شاہ سے ہو چکا ہے!!"

اسنے سکون سے مسکرا کر کہتے شایان شاہ اور الہ دین شاہ پر حیرتوں کے پہاڑ توڑے۔۔شایان بلبلا کر رہ گیا۔۔

"!!یہ جھوٹ ہے!!" یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔"

جرگے نے اب حیرت سے بلبلاتے ہوئے شایان شاہ کو دیکھا۔۔

"یہ نکاح نہیں ہو سکتا سردار صاحب۔۔کیونکہ میں نے کل ہی روپ شاہ کو طلاق دی ہے!!"

شایان شاہ نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا تو اب کی بار سرداران کے درمیان چہم گوئیاں ہونے لگی۔۔

شایان نے فاتحانہ مسکراہٹ سے اسال کو دیکھا۔۔

"یہ شخص سراسر جھوٹ بول رہا ہے سردار صاحب۔۔۔اس گھٹیا شخص نے آج سے تین ماہ پہلے ہی میری بہن کو طلاق دے دی تھی۔اسکی عدت تو کل پوری ہوئی ہے اور آج اسکا نکاح جو کہ ہمارے آغا جان نے ایک ماہ پہلے ہی طے کر دیا تھا۔۔

"جھوٹ جھوٹ ہے یہ سب!! بدر عالم شاہ کی منگنی ہوئی تھی اسی دن جس دن میرے بھائی کا قتل کیا تم نے!! اور روپ کو میں نے کل طلاق دی تھی !!"۔۔تین ماہ پہلے نہیں

شایان غصے میں آہے سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔۔اسکا سرخ چہرہ اسکے غصے کی انتہا کو عیاں کر رہا تھا۔

آپ کے پاس کوئی ثبوت اسال آغا شاہ!!" سردار صاحب نے اب اسال کو"
دیکھ کر سوال کیا۔۔

جس نے سر اثبات میں ہلا کر کچھ کاغذات ان کے سامنے پیش کیے۔۔

یہ طلاق کے کاغذات ہیں۔جو اس شخص نے تین ماہ پہلے ہی بھجوائے تھے۔۔
اور یہ نکاح نامہ۔۔ نکاح میں شامل ہوئے کچھ معززین یہاں بھی موجود ہیں
"!!آپ چاہیں تو ان سے پوچھ سکتے ہیں

اسال نے رسان سے کہا۔تو شایان شاہ نے حیرت سے ان کاغذات کو دور
سے گھورا۔۔

"!یہ کاغذات جھوٹے ہیں۔۔

وہ گرجا۔۔الہ دین شاہ تو خاموش لب سیے اسال آغا شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔
جس کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا۔۔

یہ کاغذات اصلی ہیں شایان شاہ!!" سردار صاحب نے باہمی مشورے سے"
کہا۔۔

توشایان کا چہرہ دھول اڑانے لگا۔

آپ سب کا فیصلہ مجھے تہے دل سے قبول ہو گا سرداران ! ! مگر اب میں اپنا"

"! ! مؤقف پیش کرنا چاہوں گا۔۔

اسال آغا شاہ نے سنجیدگی سے ان سبھی سرداران کو دیکھا۔۔

آغا جان تو خاموشی سے بیٹھے اس کا یہ پلٹ کو دیکھ رہے تھے۔اب ان کا غصہ قدرے کم ہوا تھا۔۔

ضرور ! ! کہیئے کیا کہنا ہے آپ کو ! !"سردار صاحب نے اسے بولنے کا" موقع دیا۔تو اب کی بار شایان شاہ پیچ وتاب کھاتے بیٹھا۔جبکہ اسال آغا شاہ اپنی نشست سے اٹھا۔

گردن موڑے اسنے اپنے خاص ملازم کو اشارہ کیا۔۔۔

جو بھاگ کر باہر نکلا۔۔

میں قبول کرتا ہوں کہ اس رات میں نے شایان شاہ کے بھائی شعیب الہ "
دین شاہ کو قتل کیا تھا۔۔ مگر یہ قتل میں نے اپنے علاقے کی حدود میں کیا
"!!۔۔

ہر کوئی سنجیدگی سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔۔

ان کا چہیتا بھائی نشے میں دھت اپنے دو دوستوں کے ساتھ میرے علاقے میں آیا تھا بظاہر وہ ہماری حویلی تقریب میں شرکت کیلئے آیا تھا۔۔ مگر راستے میں میرے گاؤں کی ایک معصوم غریب لڑکی سے بدفعلی کرنے کی کوشش کی۔۔

عین موقع پر میں نے اس لڑکی کو بچایا۔۔ اور مجبوراً مجھے شعیب الہ دین شاہ کو مارنا پڑا۔۔ اگر میں اسے ناں مارتا تو وہ مجھے مار دیتا۔۔

اسال آغا شاہ نے کہتے ساتھ ہی شعیب کے دوستوں کو جرگے میں پیش کیا۔ جن کے چہرے کافی سوجھے ہوئے تھے۔۔ شایان کو معاملہ اپنے ہاتھوں سے نکلتا ہوا محسوس ہوا۔۔

ان دونوں لڑکوں نے سب سچ بتایا تو جرگے میں گہرہ سکوت چھا گیا۔"

اسال نے ملازم کو اشارے سے ان دونوں کو وہاں سے لے جانے کا حکم دیا۔۔

"اگر میں بروقت وہاں ناں پہنچتا تو ان کا لاڈلا بیٹا جانے اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا کرتا شاید ہی آج وہ زندہ ہوتی"!!

اسال نے نفرت سے شایان شاہ اور الہ دین شاہ کو گھورتے ہوئے کہا۔۔اب ہر کوئی سوچ میں ڈوب چکا تھا۔۔

جبکہ آغا جان کے چہرے کی زرد رنگت میں سرخیاں گھلنے لگی تھیں۔

"میں نے جو بھی کیا وہ ایک سردار ہونے کے تحت کیا اور بلکل درست کیا۔۔ آج کے بعد بھی اگر کوئی میرے گاؤں یا پھر میری سرپرستی میں موجود ان چالیس گاؤں کی کسی بھی عورت پر غلط نگاہ رکھے گا۔۔اسال آغا شاہ" اسے "صرف ایک ہی سزا دے گا اور وہ سزا ہے "سزائے موت"۔۔۔

بنا کسی لگی لپٹی کے وہ ایک ایک لفظ صاف گوئی سے بولا کہ اسکے سامنے بیٹھے سرداران نے حیرت اور تعجب سے اس سردار کو دیکھا۔۔

جس نے نا صرف اپنا گناہ قبول کیا تھا بلکہ آئندہ بھی وہ ایسے گناہ کا مرتکب ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔۔

ہم نے دونوں فریقین کو سنا ہے ! چنانچہ یہ دستور چلا آرہا ہے کہ اگر کوئی " بھی شخص چاہے وہ شخص خاص ہو یا عام ! ! کسی بھی معصوم، اور بے گناہ کا خون بہائے گا۔۔اسکی سزا کے طور پر یا تو اسے سزائے موت دی جائے گی یا پھر قصاص کی صورت میں معاملہ ختم کر دیا جائے گا۔

مگر مقتول کا بے گناہ ہونا شرط ہے ! ! شعیب الہ دین شاہ' نے اپنے مرد ہونے کی طاقت کا غلط استعمال کر کے نا صرف ایک معصوم لڑکی پر زدوکوب کیا۔ بلکہ اس سے بد فعلی کرنے کی کوشش بھی کی۔اور ہمارے اسلام میں ایک زانی کے کیے گناہ کی کوئی معافی نہیں ! !"

سردار معین صدیقی نے بڑے پر سکون سے انداز میں بنا کسی دوسرے سردار سے مشورے کے اپنا فیصلہ سنانا شروع کر دیا۔۔

باقی سب سرداران جہاں حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے وہیں آغا جان مسکرائے!!

اب تو ان کا پوتا بے قصور ثابت ہو چکا تھا اگر ایسا ثابت ناں بھی ہوتا تب بھی پنچایت کا فیصلہ "اسال آغا شاہ" کے حق میں ہی ہونا تھا وہ یہ بات بڑے اچھے سے جانتے تھے۔۔

قصاص میں مقتول کے اہل وخانہ نے اسال آغا شاہ کی بہن کو مانگا ہے۔۔جو " کہ اب کسی کہ نکاح میں ہے۔اور اب ونی کی صورت ختم ہوتی ہے۔ مقتول کا جرم ثابت ہو چکا ہے اس لیے سردار اسال آغا شاہ" کو اس قتل کیلئے سزائے موت نہیں سنائی جا سکتی۔البتہ وہ پچاس لاکھ تک کی رقم مقتول کے اہل وخانہ کو بطور معافی لازم پیش کریں گے۔۔!!اسال آغا شاہ پنچایت کے فیصلے کے

مطابق بے گناہ ہیں۔۔توان پر لگی گئی یہ عدالت آج ہی برخاست ہوتی ہے!!"

سردار معین صدیقی نے ختمی فیصلہ سنایا ساتھ ہی وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے!!

ان کا اٹھنا ہی تھا کہ آغا جان فخر سے سینہ پھیلائے اپنی نشست سے اٹھے۔۔ گاؤں کے چھوٹے موٹے لوگ جو اپنے سردار کا فیصلہ سننے آئے تھے۔سب کے چہروں پر خوشی کی چمک لہرائی تھی۔اور لبوں پر خدا کا شکر تھا۔

شایان شاہ اور الہ دین شاہ کا چہرے دھواں دھواں ہوئے تھے۔۔آنکھوں کے سامنے مکمل طور پر اندھیرا سا چھا گیا۔

وہ س جرگے کا فیصلہ اپنی مُٹھی میں قید لیے گھوم رہے تھے۔اسال آغا شاہ نے بڑی مہارت سے ان کی بند مٹھی میں سے اس فیصلے کو بنا مٹھی کھولے ہی پلٹ ڈالا تھا۔۔

اسال آغا شاہ کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ تھی۔۔آنکھوں میں خدا کا تشکر بھرے اس نے ایک مسکراتی نگاہ آسمان پر ڈالی۔۔

★★★★★★★★★★★★

روپ اٹھیں خدارا!!کمرے میں چلیں!!"پہلوئں میں دھڑکتا دل اپنی ہتھیلی پر سجائے وہ شاہانہ مرد اسکے سامنے جھک کر کھڑا اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔

جو اپنی جگہ سے ہل تک نہیں رہی تھی۔۔پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ فقیروں کی طرح زمین پر بیٹھی اپنی زندگی کے خسارے گن رہی تھی۔۔

ذہنی حالت اس قدر ابتر تھی کہ اسے سامنے جھکا بدر عالم شاہ اور اسکے ہونٹوں کی جنبش کے سوائے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

سرخ سوجھی سیاہ آنکھیں جو درد و کرب کا گھر تھیں۔۔بدر کے دل کو کچھ ہوا تھا جیسے۔۔

روپ شاہ اس وقت سیڑھیوں کے وسط میں عروسی لباس میں بیٹھی ہوئی تھی

۔

نوری اور باقی کی ملازمائیں افسوس اور رشک بھری نگاہوں سے اس معصوم گڑیا کو دیکھ رہی تھیں!!

جس پر ترس اور حسد یکبارگی آتا تھا۔۔

بدر عالم شاہ نے خوف سے بند پڑتی دھڑکنوں سمیت ان خوبصورت آنکھوں کی سرخائی دیکھی تھی۔۔ناک کے نزدیک وہ بڑا سا سیاہ تل بھی اسکے غم میں غمگیں تھا جیسے!!"

وہ بنا تردد کے آگے ہوا۔۔بے حد نرمی اور پورے حق سے ان بھیگی سیاہ آنکھوں پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھتے اس پہلے لمس کو ہونٹوں سے محسوس کرتے عشق میں پاگل ہوئے اپنے دل کو تروات بخشی تھی۔۔

روپ جھٹ سے پیچھے ہونے لگی۔نوری نے مسکراہٹ دبا کر نظریں پھیر لیں۔۔

جاؤ یہاں سے!!"آخری سیڑھی پر کھڑی نوری سے کہتے بدر عالم شاہ نے"
اپنا ضبط کھوتے خود سے فاصلہ بناتی ان نازک سی جان کو ایک جھٹکے سے
بانہوں میں بھرا۔۔
چھوڑو مجھے۔۔۔بدر عالم شاہ!!میں کہہ رہی ہوں نیچے اتارو مجھے!!چھوڑو"
"!!چھوڑو مجھے
روپ شاہ کی چیخیں اسکا احتجاج چھبیس سالوں میں پہلی بار اس حویلی کی در و
دیوار اور ملازماؤں نے سنا تھا۔
بدر عالم اسے نرم حصار میں قید کیے اپنے دولہن کی طرح سجے سنورے
کمرے میں لایا۔۔۔
فرش کا ایک کونہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔سفید گلاب کے پھولوں کی
تہہ سے ڈھکا پورا کمرہ مہک سے مسحور کن ماحول باندھ رہا تھا۔۔

بیڈ کے وسط میں بھی سفید گلاب کے پھولوں سے ہارٹ شیپ میں لکھا گیا تھا۔۔پاس ہی ایک سرخ "welcome to my love" گلاب کا پھول تھا۔۔

سفید گلاب روپ شاہ کا پسندیدہ پھول تھا۔اور سرخ گلاب بدر عالم شاہ کا۔۔۔!!"

بدر نے اسے نرمی سے بیڈ کے وسط میں اتارا۔۔

جس کا سرخ دوپٹہ سر سے اتر کر پیچھے کو گرا تھا۔۔گلے میں موجود نفیس سا گولڈ کا نیکلس صراحی دار گردن پر نچ رہا تھا۔۔

رونے اور غصے کی شدت سے کپکپاتا وجود بدر عالم شاہ پر لمحوں میں خماری طاری کر گیا۔۔

وہ اب اس کی محرم تھی۔۔وہ حق سے اسکی خوشبو اسکے وجود کو نا صرف دیکھ سکتا تھا بلکہ چھو کر اپنے تڑپتے دل کو سکون بھی بخش سکتا تھا۔۔

پیچھے ہٹو بدر!!"ان سبز آنکھوں میں خمار اور جذبات کا معجزن ہوا سمندر"
دیکھ روپ نے غصے اور نفرت سے اسکے سینے پر اپنی چوڑیوں بھری کلائیوں
سے پیچھے کو پش کیا۔
بدر ایک انچ بھی نہیں ہل پایا تھا۔۔نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے وہ
مصروف سا بس یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی
"!!اور کام ناں ہو
یقین جانیں روپ عالم شاہ!!"اب یہ شاہ ایک سیکنڈ تو کیا ایک لمحے کیلئے"
بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔!!"مہندی سے سجی اسکی بائیں ہتھیلی سیدھی
کرتے بدر عالم شاہ نے بڑی محبت سے وہاں لکھا اپنا نام دیکھا۔۔
باقی کی مہندی وہ بگاڑ چکی تھی۔۔مگر اسکا نام وہ چاہ کر بھی بگاڑ نہیں سکی تھی
۔۔
روپ نے کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کو سختی سے بھینچے اسے نفرت سے گھورا"
۔۔

آپ تو بس موقع کی تلاش میں تھے "بدر عالم شاہ" کہ کب مجھے شایان "
"!! طلاق دے اور آپ مجھے اپنے نکاح میں لیں

وہ نفرت سے پھنکاری۔۔اس ساری گفتگو میں شایان شاہ کے نام پر عالم کے لبوں کی مسکان سمٹی۔۔

ہاں میں انتظار میں تھا روپ شاہ!! "دو سالوں سے انتظار میں تھا۔۔آپ "
کی شادی کے بعد بھی آپ کو نہیں بھلا پایا۔ہر لمحے ہر گھڑی یہی دعا کی کہ
آپ کے نقش جو اس دل پر گڑھ چکے ہیں۔۔

بس وہ مدغم ہو جائیں۔۔ان پر دھند چھا جائے۔۔مگر جتنی بھی بار خدا سے یہ دعا کی۔۔اگلی بار میری محبت نے پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر لی۔
آپ کا غصہ آپ کی نفرت بجا ہے۔۔شاید آپ اس گھٹیا شخص کی عدت
پوری کرنا چاہتی تھی۔جس نے آپ کو نکاح میں لے کر بھی اپنے فرائض ادا
نہیں کیے!! "بدر کا آنچ دیتا لہجہ روپ کو چبھا تھا۔۔

ہاں کرنا چاہتی تھی میں اس شخص کی عدت پوری۔۔کیونکہ عدت کے بغیر"
"!!نکاح

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی عالم نے تیزی سے اسکے لبوں پر انگلی"
رکھی۔۔

روپ نے آنکھیں پھیلائے اسکے بدلتے رنگ روپ دیکھے تھے۔۔
وہ اس سے چھوٹا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں جذبات تھے مگر انداز میں احترام اور عزت رہتی تھی۔۔مگر آج وہ جس روپ میں اس کے سامنے تھا۔۔روپ کا شاکڈ ہونا عام سی بات تھی۔

آپ اس شخص کی عدت پوری کرنا چاہتی تھی۔۔جس نے ایک بھی بار"
"آپ کا حق ادا نہیں کیا۔

اسکے بے باک لہجے پر روپ کے گال سرخ پڑے۔۔۔آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہوئی تھی۔۔جن سے وہ اپنے قریب بیٹھے بدر عالم شاہ کو گھور رہی تھی۔

آپ اسکی بیوی تھیں مگر صرف نام کی۔۔۔میں یہ بات اچھے سے جانتا"
ہوں روپ شاہ!!اگر آپ کو یہ نکاح گناہ لگ رہا ہے تو یاد رکھے۔۔نکاح کا
اختیار خدا نے اپنے پاس رکھا ہے۔جو وقت اس رب نے طے کر دیا ہے اس
"!!سے آگے ناں پیچھے ایک سیکنڈ بھی کچھ بھی نہیں ہو سکتا

اس دنیا کو دکھانے کے لیے ہم آپ کو عدت میں بٹھا دیتے۔۔تاکہ وہ گھٹیا
"!!شخص آپ کو ونی میں لے جا کر جانے کیا کیا سلوک کرتا
بدر عالم شاہ نے اسے گہری سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنا مدعا پیش
کیا۔۔روپ نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔
میرا نام آپ کی ہتھیلی پر سج کر اور بھی پیارا ہو گیا بخدا!!"اسنے بات بدلتے"
اب مخمور نگاہوں سے روپ کی ہتھیلی کو دیکھ جذب کے عالم میں کہا اور جھک
کر اپنے پر تپش ہونٹ اسکی ہتھیلی پر جمائے۔

روپ کا دل بند ہو کر دھڑکا تھا۔۔گال سرخ قندھاری ہوئے۔۔غصّے اور شرم سے لال پڑتی وہ جلد ہی اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑاتے اب رخ بدل گئی۔۔

بدر عالم شاہ نے بڑی آس اور محبت سے اس مہ جبین کی پشت کو دیکھا۔۔

"!!چینج کر کے ریسٹ کریں آپ!!میں باہر جارہا ہوں"

گہرے سانس بھرتے اسنے نرم لہجے میں کہا۔روپ نے خاموش رہنے پر اکتفا کیا۔

جبکہ بدر عالم شاہ گہری سانس بھرتے کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔

اسکے دوست مردان خانے میں اسکے منتظر تھے۔۔جنہیں وہ سارا گاؤں دکھانے جانے والا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

یہ اندر شور کیسا ہے اقبال!!" آغا جان رات گئے تک ڈیرے پر رہے تھے۔۔ سردار معین صدیقی کے علاوہ اور بھی کئی سرداران کے پاس رات گئے تک بیٹھے رہے تھے۔۔

گاڑی پورچ میں رکتے ہی وہ زنان خانے کی سمت سے آتی چیخ و پکار پر متفکرانہ انداز میں گویا ہوئے۔۔

سردار سائیں علم نہیں!!" وہ کہہ کر نیچے اترا۔۔ آغا جان کی طرف سے" گاڑی کا دروازہ کھول اسنے انہیں باہر آنے میں مدد کی۔۔

جو چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی جمائے وہ بھاری قدموں سمیت آگے بڑھے

۔۔

دہلیز کے عین وسط میں ان کے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔۔"

ایک دم سے ان کے پاؤں میں یکے بعد دیگرے وہ دونوں ملازمین گرے۔۔ جنہیں اگلے ہی لمحے اسال آغا شاہ دبوچ چکا تھا۔

آغا جان نے حیرت اور تعجب سے اسال آغا شاہ کے بپھرے ہوئے روپ کو ملاحظہ کیا۔۔

ان دونوں ملازمین کو وہ پہچان چکے تھے۔۔اسال آغا کو وہ پتھریلے تاثرات سمیت ڈیرے سے نکلتا دیکھ چکے تھے۔۔

مگر انہیں ہر گز بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ حویلی جا کر یہ سب کرے گا۔۔۔

آغا!!"وہ دھاڑے اسال آغا شاہ نے انہیں اگنور کرتے ان دونوں کے " چہروں پر زوردار پنچ رسید کیے۔۔

دونوں درد سے بری طرح سے کراہ اٹھے تھے۔۔"آغا جان تو خود کو یوں اگنور کرنے پر ہی سخت تلملائے غضب ناک نگاہوں سے اسال آغا شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔

پانی لاؤ فرخندہ!!"اسکی گرج دار دھاڑ پر فرخندہ نے بھاگ کر ابلتے ہوئے " پانی کا برتن اسکے سامنے فرش پر رکھا۔۔

تم دونوں نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے۔۔ سردار اسال آغا شاہ کی بیوی کو"
چھونے کا گناہ!!"!اسکی سرسراتے ہوئے سرد لہجے پر جہاں حویلی کا ہر ملازم
سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہیں آغا جان کی آنکھوں کی سرخی بڑھی۔۔ محمل قریشی کے کھاتے میں ایک
اور گناہ لکھ دیا گیا تھا۔

تم میں سے جو کوئی اپنے ہاتھ اس پانی میں ڈالے گا اسے میں معاف کر دوں"
"!!گا اور جو ایسا نہیں کر سکتا اسکی سزا موت ہے

سرد لہجے میں کہتے اسنے سیاہ پر کشش آنکھوں سمیت اپنے سامنے جھکے ان
ملازموں کو دیکھا۔

جو خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔

اگلے ہی لمحے وہ دونوں ڈر و وحشت سے کانپتے اپنے ہاتھ اس ابلتے پانی میں"
رکھ گئے۔۔

ان دونوں کی چیخوں اور دھاڑوں پر ہر ملازم سہم کر منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

اسال آغا شاہ کا یہ روپ وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے اور سبھی کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

آغا جان کی سبز آنکھیں حد درجہ پھیلی۔۔لب بھینچے وہ ایک قہر برساتی نگاہ اسال آغا شاہ پر ڈالے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہاں سے جا چکے تھے۔۔

اسال آغا شاہ نے بنا کچھ کہے بھی نا صرف ان پر بلکہ حویلی کے ہر ملازم پر یہ واضح کر دیا تھا کہ محمل قریشی اسکے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے۔۔اور آغا جان کو اسکا یہ روپ ہر گز بھی قبول نہیں تھا۔۔

اقبال!!"اسال گرجا۔۔تو اقبال فورا اسکے سامنے ہاتھ باندھے خاضر ہوا۔

"!!جی شاہ سائیں"

ان دونوں کو لے جاؤ علاج کرواؤ ان کا۔۔جب تک یہ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوتے ان دونوں کے گھروں کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے!!"

ایک شوہر ہونے کے تحت وہ اپنا فرض ادا کر چکا تھا اب ایک سردار ہونے کے ناطے اس نے اپنا فرض ادا کرتے اقبال کو پانچ پانچ ہزار کے کچھ نوٹ نکال کر تھمائے۔۔

"!!ششش شاہ سائیں"

نوری کی ہانپتی ہوئی چیخ نما آواز پر اسال نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔ جسے اسنے محمل کو کھانا دینے کیلئے بھیجا تھا۔۔

سر سے ڈھلکتا دوپٹہ، چہرے کی اڑی رنگت دیکھ اسال گھبرایا۔۔

کیا ہوا نوری۔۔؟""" اشارے سے اقبال کو وہاں سے جانے کا کہہ وہ عجلت "

میں اسکی طرف بڑھا۔۔

"!!ووہ ششش شائیں سائیں!! سس سردارنی نے اپنا ہاتھ کک کاٹ لیا"

نوری نے تھوک نگلتے وحشت زدہ سے لہجے میں اسے بتایا۔۔

"!!جس کے حسین چہرے پر ایک ساتھ کئی رنگ آئے

وہ پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا سیڑھیاں عبور کرتے اپنے کمرے کی طرف بھاگا

۔۔

کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتے اسکے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔

سامنے ہی فرش پر کروٹ کے بل بے سدھ پڑی محمل قریشی کی سرخ کلائی سے خون بہتا فرش کو داغدار کر گیا تھا۔۔۔

اسال نے لمحوں میں خود کو سنبھالا۔۔۔

لپک کر اس تک جاتے اسنے پاگلوں کی طرح اسے سیدھا کرتے نیچے گرے اسکے سوٹ کے دوپٹے کو عجلت میں اسکی کلائی پر باندھا۔۔

اپنے وجود سے اپنی شال اتارتے اسنے روئی سے کومل وجود کو اس سے مکمل طور ڈھکے چادر اسکے چاند سے چہرے پر ڈالی جس میں زردیاں سی گھلی ہوئی تھی۔۔

اسے بانہوں میں بھرتے وہ اندھا دھند باہر کی طرف بھاگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

شاور لینے کے بعد اسے اپنا وجود کافی ہلکا سا محسوس ہو رہا تھا۔ تھکاوٹ کچھ حد تک زائل ہوئی تھی۔۔

مگر سردی اس قدر تھی۔۔ کہ کمرے میں آتش دان ہونے کے باوجود بھی روپ کا چہرہ سردی کی حدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔

وہ سلور کلر کے پلین سوٹ پہنے سرخ دوپٹہ گلے میں ڈالے اپنے بھیگے بالوں کو تولیے سے خشک کرتی مرر کے سامنے آن رکی"!

نفرت اور غصے میں اس نے ایک نوالہ بھی حلق سے نہیں اتارا تھا۔۔

اور اب سامنے پڑی تازہ کھانے کی ٹرے دیکھ اسکی بھوک گویا چمک پڑی تھی

۔۔

ایک نگاہ دیوار گیر گھڑی پر ڈالی۔۔ جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔ نوری اسے پھر سے کھانا دے کر گئی تھی۔۔ اور بہت منتوں سے اسے کھانے کا کہا تھا۔۔

ایک چور نگاہ بند دروازے پر ڈالے وہ یونہی بالوں کو کھلا چھوڑ اب محتاط سے انداز میں قدم اٹھاتی صوفے کی طرف گئی۔۔

پورے کمرے میں بکھرے پھولوں کی خوشبو نے اسکے اعصاب کو کچھ حد تک پر سکون کر دیا تھا۔۔عام حالات میں وہ سفید گلاب دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھتی۔۔مگر اب اسنے زیادہ نوٹس نہیں لیا تھا۔۔

لبوں پر زبان پھیرتے اسنے ٹرے کے اوپر سے دوسرا برتن اٹھایا۔۔

گرما گرم لذیذ کھانے کی خوشبو، میٹھے میں گاجر کا حلوہ دیکھ اسکی سیاہ آنکھوں میں بھوک بڑی زوروں سے چمکی۔۔

کل رات سے ہی وہ بھوکی تھی۔۔اگر زیادہ دیر بنا کھائے رہتی تو یقیناً وہ بے ہوش ضرور ہو جاتی!!

"!!بسم اللہ پڑھتے اسنے دوپٹہ سر پر اوڑھا اور بریانی کی پلیٹ اٹھالی"

بھوک کی شدت تھی۔۔یا کچھ اور مگر بریانی کا ہر لقمہ اسے لذیذ لگا۔۔

ابھی چند ہی نوالے لیے تھے۔۔جب دروازہ ایکدم سے کھلا۔منہ میں چمچ بھر کر رکھتی روپ نے ہڑبڑا کر سامنے دیکھا۔۔

جہاں بدر عالم شاہ اسے ہی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔

روپ نے چمچ جھٹ سے پلیٹ میں رکھی اور پلیٹ میز پر رکھتے وہ ایکدم سے سیدھی ہوتے بیٹھی۔۔۔

گالوں کی سرخی بڑھتی جارہی تھی۔۔ایک بھرپور نگاہ اس حسن کی مورت پر ڈالے بدر عالم شاہ نے بڑے آرام سے دروازہ بند کیا۔۔

اسکے چہرے پر سنجیدگی دیکھ روپ کچھ سہمی تھی۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آنے لگا۔۔تو روپ کے دل کی دھڑکن کی سپیڈ بڑھی تھی۔۔

وہ ایکدم سے پورے استحقاق سے اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا۔۔جس کا بھیگا وجود" بدر عالم شاہ کو بہکا رہا تھا۔

وہ میں بس ٹیسٹ کر رہی تھی۔۔!!"وہ جانتی تھی۔۔سب ہی اسکی بھوک" ہڑتال کی بابت جانتے ہیں اور ان جن نظروں سے بدر عالم اسے دیکھ رہا تھا روپ کو لگا جیسے وہ اس کے جھوٹ پر طنزیہ نظروں سے اسے گھور رہا ہو۔۔

بدر عالم شاہ نے بے حد نرمی سے جھکتے اپنے ہونٹ روپ کی پیشانی پر رکھے "

--

جو اسکے اچانک لمس پر پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

ہاتھ بڑھاتے اسنے دوپٹہ اسکے بھیگے بالوں سے جدا کیا۔ تو روپ کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔ وہ خود میں سمٹی۔۔ اب اختیاطا پیچھے ہونے لگی۔

بدر عالم شاہ کے عنابی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ امڈی۔

میرے سامنے آپ کو خود کو ڈھانپنے کی ضرورت نہیں روپ بدر عالم شاہ"

"!!۔۔ ویسے بھی آپ اب مکمل طور پر میری ہیں

کلائی سے جکڑتے اسکے ہاتھ کو نرمی سے تھامے وہ اگلے ہی لمحے میں اسے خود کے قریب کرتے اب ذرا سا جھکتے ان حیسن نین کٹوروں میں دیکھتا بڑے حق سے بولا تھا۔

روپ کا چہرہ گلنار ہوا!!" کٹاؤدار ہونٹ اسکی ذرا سی بات پر لرزے تھے۔۔

گرتی اٹھتی پلکوں کی لرزش بدر عالم شاہ کے وجود میں بے چینی سی بھر رہی

تھی۔۔وہ اسکے نقش نقش کو چھو کر محسوس کرنے کا خواہاں تھا مگر روپ کی حالت کے زیرِ اثر وہ اسے خود سے بد گمان نہیں کر سکتا تھا۔۔

"شش شرم کرو کک کچھ!! میں بڑی ہوں تتم سے!!" لرزتا کانپتا ہوا سا لہجہ بدر عالم شاہ کے چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ پھیلا گیا۔۔

"ابھی بے شرمی دکھائی ہی کہاں ہے جانِ عالم!!" نرم ہونٹوں کا لمس اسکے گلابی گال پر چھوڑتے وہ اسے سینے میں بھینچ گیا۔۔

روپ کی دھڑکنوں بری طرح سے منتشر ہوئی۔

"میں کھلا دوں کھانا!!" بڑے پیار بھرے انداز میں پوچھا گیا تھا۔۔۔روپ کو اس سے عجیب سی جھجھک آ رہی تھی۔۔

شاید یہ اچانک سے بدلے رشتے اور رویے کا اثر تھا۔

"نننہیں میں کھالوں گی!!" بے ترتیب پڑتی سانسوں میں بمشکل سے کہتے وہ اس سے دور ہوئی۔۔

جس کی آنکھیں حد درجہ سرخ ہو رہی تھیں۔۔

میرے شاور لے کر آنے تک کھانا فنش کر لیں۔ورنہ میں خود کھلاؤں"

"!!گا

نرمی سے اسکا گال تھپک کر کہتے وہ جگہ سے اٹھا۔۔روپ نے غصے سے اسکی چوڑی پشت کو گھورا۔۔۔

کبرڈ سے ڈریس لے کر واشروم میں جانے تک وہ اسے گھورتی ہی رہی۔۔ جیسے ہی واشروم کا دروازہ بند ہوا۔۔۔روپ نے بھاگ کر کھانے کی پلیٹ اٹھائی۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

زارون خان!!کیسا ہے اب نور بچہ؟؟؟"حویلی کا ہر فرد بے چینی سے جاگ رہا تھا۔گاڑی پورچ میں رکنے کی آواز پر سبھی سیدھے ہو کر بیٹھے!!رحیم گاڑی لے کر ان کے پیچھے ہی ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔زارون سکندر،رحیم کی لائی گاڑی

میں اس کے ساتھ ہی واپس لوٹا۔۔زرتاج خان اسے اندر داخل ہوتا دیکھ پریشانی سے اسکی طرف بڑھی،

آغا جان کی طبعیت کچھ ناساز تھی تو انہیں دوا دے کر سلا دیا گیا تھا۔

زارون سکندر نے نرمی سے زرتاج خان کو اپنے ساتھ لگایا۔۔انہیں خود سے لپٹائے وہ آگے بڑھا۔سب ہی متفکرانہ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔

جس نے شال درست کرتے رو رو کر بے حال ہوئی حریم کو خود سے لگاتے اس کے سر پر بوسہ دیا۔۔

"نرگھس خان نے گل مینے کو گھور کر دیکھتے!!گل جاؤ خان کیلئے پانی لاؤ!! ہوئے کہا۔۔جو صوفے پر ٹانگے اوپر کیے بیٹھی تھی۔۔

اسنے منہ بسور کر ماں کو دیکھا۔۔پاؤں پٹخ کر وہ جگہ سے اٹھی اب کچن کی جانب بڑھی تھی۔

زارون سکندر نے گہری سانس بھر کر سب کو دیکھا۔۔

فکر مت کریں۔۔نوری ٹھیک ہے اب!!"اسکے جملے نے گویا سب کی رکی سانسوں کو بحال کر دیا تھا۔سردی لگ گئی ہے اسے!!نمونیا کی شکایت بھی ہے۔۔موسم زیادہ سرد ہونے کی وجہ سے وہ معصوم برادشت نہیں کر پائی ۔۔ڈاکٹر نے ڈرپس وغیرہ لگائی ہیں آج رات ہاسپٹل میں ہی رکنا پڑے گا !!"ضرار اور بھابھی کو

اسنے تحمل سے ساری صورتحال سے آگاہ کرتے حریم کے آنسوں صاف کیے ۔۔جس نے رو رو کر آنکھیں سجھالی تھیں۔

بس میری جان!!اتنا رو کیوں رہی ہو؟اموا سے لے جائیں یہ ریسٹ" کرے تاکہ صبح تک بلکل ٹھیک ہو سکے۔۔میں صبح خود اپنی گڑیا کو ہاسپٹل لے کر جاؤں گا!!"اسنے محبت سے کہتے حریم کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔جس نے جگمگاتی آنکھوں سے بھائی کو دیکھ سر اثبات میں ہلا ڈالا۔

چلو نرگھس ہم سب بھی اپنا کمرہ میں چلتا ہے تم دونوں بھی آرام کرو" !!"اب

گل مینے خان کو پانی کے گلاس کے ساتھ آتا دیکھ زرتاج خان نے نرگھس خان کو اشارتاً سمجھایا۔۔

تو وہ بھی فوراً سے سر اثبات میں ہلاتی اپنے کمرے کی سمت بڑھی۔۔

زارون نے لب بھینچ کر دور سے آتی گل مینے خان کو ایک نگاہ دیکھا۔۔

جو سکائے بلو کلر کی سمپل سی شارٹ فراک میں ملبوس تھی، کا مدار دوپٹہ سر پر اچھے سے جمائے وہ سنہری خوبصورت آنکھوں میں ڈھیروں نیند سمیٹے اسی جانب آ رہی تھی۔

ایک ایک کرتے سبھی اسکے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

گل مینے کا دل خوف سے پھڑ پھڑایا۔۔ہاتھوں کی کپکپاہٹ کے سبب پانی کا گلاس اسکے ہاتھ میں ہی لرزا تھا۔۔

زارون سکندر خان "اسے اگنور کرتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کسی طوفان کی طرح سیڑھیوں کی سمت بڑھا تھا۔۔

گل مینے کے حلق میں کانٹے سے اٹکے!!"اسنے لزرتے ہوئے بمشکل سے پانی کا گلاس میز پر رکھ دیا۔۔

جس قدر غصہ وہ دکھا کر گیا تھا۔۔گل کسی بھی صورت اسکے کمرے میں جانے والی نہیں تھی۔۔

انگلیاں مروڑتے وہ بھاگ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔مگر کمرے کا دروازہ باہر سے لاکڈ دیکھ اب سہی معنوں میں اسکے رنگ اڑے تھے۔

حلق میں پھانس کی طرح کچھ اٹکا۔وہ تھوک نگلتے بے بسی سے لب کچلنے لگی۔۔

کچھ ناں سوجھنے پر وہ نرگھس خان کے کمرے کی سمت بڑھی تھی۔۔

جانتی تو وہ تھی کہ وہ اسے کسی بھی طور پاس نہیں سلائیں گی مگر وہ زارون سکندر خان کے پاس جانے سے بہتر ماں کی منتیں کرنا سمجھ رہی تھی۔۔

اسکے قدموں کی رفتار تیزی لئے ہوئے تھی۔۔خوبصورت چہرے پر انتہا کی فکر آن ٹھہری تھی۔۔

اسنے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔کچھ ہی دیر کے بعد نرگھس خان نے تنے اعصاب کے ساتھ دروازہ کھول دیا۔۔

مم مورے!!"ان کے چہرے کے پتھریلے تاثرات دیکھ گل مینے خان کا" نازک سادل ڈوب کرابھرا تھا۔۔

کیابات ہے!!"دوسری طرف انتہا کی سرد مہری سمیٹے وہ اسے کاٹ کھانے" !!کودوڑی

گل مینے کا چہرہ بھاب چھوڑنے لگا۔۔

گھبرائی ہوئی سی سنہری آنکھوں میں مٹامٹا کاجل کافی پر کشش لگ رہا تھا۔

"!!ممجھے اپنے پاس سلالیں"

اسنے ڈرتے ڈرتے اپنامدعاسنایا۔۔جب اگلے ہی لمحے نرگھس خان کے چہرے پر بڑھتی کرختگی دیکھ وہ گھبرائی۔۔

"!!اچھاسلائیں بے شک نہیں۔۔بس اندر آلینے دیں میں بیٹھ جاؤں گی"

اب کی بار سنہری نین کٹوروں میں سمندر کی طرح پانی تیرنے لگا۔۔

نرگس خان نے بے چینی سے اسکی آنکھوں کی نمی کو دیکھ خود پر ضبط کیا۔۔

اتنی چھوٹی سی تو تھی ان کی بچی!! وہ تو خود کو سنبھال نہیں پاتی تھی۔۔ کہاں"

!!ایک بتیس سالہ مرد کو سنبھالتی

مم مورے پلیز!!"اب کی بار آنسوں کا ریلا اسکی دلفریب آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔۔

یہ تم اب تک ادھر کیا کر رہا ہے گل!!"زرتاج خان کی کڑک دار آواز پر"

جہاں نرگس خان نے اپنے پگھلتے ہوئے دل کو بمشکل سے سنبھالا تھا وہی گل

"!! مینے نے تیزی سے آنسوں ہتھیلی سے رگڑتے

وووہ امو میں کپڑے لینے آئی تھی اپنے!!"وہ گھبرا کر جو منہ میں آیا بول گئی۔۔

زرتاج خان کو اندازہ تھا ہی کہ گل مینے خان"اتنی آسانی سے کمرے میں نہیں جانے والی۔۔

اسی لیے حریم کو لٹا کر وہ نرگس خان کے کمرے کی طرف آئی اور توقع کے مطابق وہ باہر ہی کھڑی تھی۔۔

صبح لے لینا اب چلو ہم خود چھوڑ کر آتا ہے اپنا بچہ کو!"زرتاج خان کی بات" پر گل کی رنگت فق پڑی۔۔

وہ تھوک نگل کر بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی۔۔

انگلیوں کو مسلتی وہ سچ میں انہیں پریشان لگی تھی۔۔"چلو ماڑا بچہ!!"زرتاج خان نے اب کی بار قدرے سنجیدگی سے کہا تو چار و ناچار گل مینے خان کو لرزتی ہوئی ٹانگوں سمیت ان کے پیچھے چل کر اپنے کمرے تک جانا پڑا۔

سیڑھیاں عبور کرتے ہی پہلے نمبر پر زارون سکندر خان کا کمرہ تھا۔۔

زرتاج خان نے جان بوجھ کر دروازہ ناک نہیں کیا۔البتہ بنا ناک کیے ہی دروازے کو ہلکا سا دبا کر چیک کیا۔۔جو کھلا ہوا تھا۔۔

ہاتھ سے دروازے کو دھکیلتے وہ اندر داخل ہوئی۔جہاں سامنے ہی صوفے پر تکیہ رکھ کر آنکھیں موندے لیٹا زارون سکندر خان نظر آیا۔۔

جو سگریٹ کے گہرے کش بھر رہا تھا۔۔زارون نے کوئی حرکت نہیں کی کیونکہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکی اموا سکے کمرے تک آئیں گی وہ سمجھا گل ہے!!جواب اس سے ڈر کر باہر ہی رک گئی ہے۔۔

البتہ زرتاج خان دروازے پر کھڑی گھور کر اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔۔جو شرٹ لیس ساٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفے پر لیٹا کسی تگڑے نشئی کی طرح سگریٹ کے گہرے کش بھر رہا تھا۔۔

اوئے ماڑا بد بخت خان۔۔۔!!زرتاج خان کی گرج دار آواز پر وہ ہڑ بڑا کر" صوفے پر سے اٹھا تھا۔۔سگریٹ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا۔جسے اس نے جلدی سے اپنا ننگا پاؤں رکھ کر چھپانے کی پوری کوشش کی۔۔

چہرے کی اڑی اڑی رنگت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ انہیں دیکھ کر گڑ بڑا گیا ہے۔۔

گل مینے خان تو مجرموں کی طرح سر جھکائے ہونٹ کچل رہی تھی۔

جبکہ "زارون سکندر خان "اپنی امو کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں دیکھ بے ساختہ ہی لب بھینچ گیا۔۔۔

کیا عاشق بن گیا ماڑا خان ! ! وللہ سکندر خان ! ! تم نے تو عادی چرسیوں کو" "! بھی پیچھا چھوڑ دیا

ان کے گہرے طنز پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا۔۔

امو بس تھوڑا بے سکون تھا۔۔تو اس لیے ! ! وگرنہ میں زیادہ تر نہیں" "! ! پیتا

وہ شرافت سے جھکے سر سمیت بولا۔۔اسے اچھے سے اندازہ تھا اسکی امو کو یہ سب حرکتیں کتنی زہر لگتی تھی اسی لیے اس نے آج تک ان کے سامنے کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔۔

واہ خانا ! ! بے سکون کس لیے تھا تم ! ! اتنا خوبصورت بیوی کے ہوتے" "! ! ہوئے بھی تم بے سکون تھا اور سکون اس زہر میں ڈھونڈ رہا تھا تم

زرتاج خان نے اسے لتاڑا۔۔زارون سکندر خان نے ان کی بات پر سر اُٹھائے ایک نگاہ ان کے پیچھے چھپی خود میں سمٹی گل مینے خان پر ڈالی!! جس کا چہرہ ان کے جملے پر حیا سے دہک اٹھا تھا۔۔

اموآئندہ ایسا نہیں ہوگا!!" وہ نرمی سے بولا۔۔مقصد بات بدلنا تھا۔۔"
ہم بچہ نہیں ہے "زارون سکندر خان!!" پہلے کا بات اور تھا۔۔اب اس"
حویلی میں ضرار پاشا خان کا بیوی بھی آگیا ہے!! وہ لڑکی یہ سب دیکھے گا تو کیا
!!سوچے گا
کہ حویلی کا بڑا بیٹا دوسری شادی کر رہا ہے اور اسکا بیوی اس سے بھاگ کر اپنا
"!ماں کے کمرے میں چھپ رہا ہے

زرتاج خان نے پہلا جملہ زارون اور دوسرا گل مینے خان کو دیکھ کر مکمل کیا۔۔تو دونوں کو ہی ایک دوسرے پر جی بھر کر غصہ آیا۔۔

سکندر خان!! سولہ سال کا تھا میں!! جب ہمارا شادی ہوا۔دس ماہ کے بعد"
"!!ہمارا گود میں تم تھا

گل مینے خان تو بیس کا ہونے والا ہے!! دوسرا لڑکی سے شادی تو دور ہم تمہیں اس کا بوتک سونگھنے کی اجازت نہیں دے گا!! گل مینے خان تمہارا پہلا اور آخری بیوی ہے!! اپنا رشتہ کو مضبوط بناؤ اور آئندہ تم دونوں کی شکایت ناں ملے مجھے!!"

وہ سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں بولی۔۔تو گل مینے خان کا دل چاہا کہ وہ کہیں گم ہو جائے۔البتہ زارون سکندر خان نے سنجیدگی سے لب بھینچنے پر اکتفاء کیا تھا۔۔۔

"!!اب ہم جا رہا ہے۔کچھ مت کہنا گل کو۔۔۔ماڑا بچہ پہلے بہت ڈرا ہوا ہے!!" وہ رسان سے اسے سمجھاتی خدا حافظ کہہ کر کمرے سے باہر نکل آئی

★★★★★★★★★★★★

سٹاپ اٹ محمل!! بیہیو یور سیلف!!" وہ شاور لے کر نکلا۔۔جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔سامنے ہی کھلے بالوں سمیت کھڑی محمل قریشی پر نگاہ پڑی۔۔

جو بے دردی سے اپنے ہاتھ پر بندھی پٹی نوچ رہی تھی۔۔اسکے ظالمانہ فعل پر کلائی سے خون رسنا شروع ہو چکا تھا۔

اسال سیاہ آنکھوں میں غضب ناک چنگاریاں سمیٹے تولیہ صوفے پر اچھالتا اسکے سمت بڑھا۔۔

اسکے ہاتھوں کو جکڑتے اسنے بمشکل ہی اسے قابو کیا۔۔جو بد حواسی میں خود کو چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"چھوڑو مجھے گھٹیا شخص!! چھوڑو!!" محمل قریشی اسکے چھونے پر پاگلوں کی طرح ہذیانی سی کیفیت میں چلائی تھی۔۔

اسکی نیلی آنکھوں سے کئی آنسوں بہتے گلابی گالوں کو بھگونے لگے۔۔

نازک وجود غصے کی شدّت سے ہولا ہولا کپکپا رہا تھا۔۔

اسال نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔۔جو اسے "گھٹیا شخص" کہہ رہی تھی۔۔

محمل خاموش ہو جاؤ۔۔۔پاگل پن مت کرو!!"اسال نے سخت لہجے میں" اسے سمجھایا۔۔۔جو بار بار اپنے ہاتھ پیر مارتی خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"چھوڑیں مجھے سردار سائیں!!جو چاہتے تھے آپ وہ کر لیا آپ نے!!اب خبردار جو مجھے چھونے کی کوشش بھی کی!!"

وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔نیلی کانچ سی آنکھوں میں نفرت کا ٹھاٹے مارتا سمندر معجزن تھا۔۔

اسال آغا شاہ نے لب بھینچے سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔جو بنا دوپٹے کے بے حال سی کھڑی خود کو زخمی کر رہی تھی۔۔

کل رات وہ اسے قریبی ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔۔بروقت پہنچنے کے سبب اسکی جان بچ پائی تھی۔۔مگر پھر بھی اسکی کمزور حالت کے پیش نظر اسے دو گھنٹے انڈر آبزرویشن رکھا گیا تھا۔۔

رات تین بجے وہ اسے ہاسپٹل سے واپس لایا تھا۔۔اور اب صبح کے دس بجے وہ نیند لے کر فریش ہو کر واشروم سے نکلا تھا۔اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا اسکے اٹھتے ہی محمل جاگ جائے گی۔۔

تم خود کو زخمی کر رہی ہو محمل!!"اسال نے ان نیلی آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھ کر جتایا!!'

تو کیا اس وجود کو زخمی کرنے کا حق صرف شاہ حویلی کے لوگوں کا ہی ہے!!" آپ کے آغا جان مجھے ملازموں کے سامنے ذلیل کر سکتے ہیں۔۔ مجھے گھسیٹ کر مردوں کے سامنے کال کوٹھری میں پھینک سکتے ہیں۔۔ میرے باپ کی موت کی دھمکیاں دے کر مجھے باندھی بنا سکتے ہیں!!اور آپ۔۔"اسال آغا شاہ"دی گریٹ مین!!اسال نے سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں اترتی نفرت دیکھی تھی۔۔

لاسٹ مومنٹ پر ہیرو بن کر اینٹری مار کر مجھے بچانے کیلئے قربانی دے سکتے "
ہیں!!میری عزتِ نفس کو کچل کر اپنی تسکین پوری کر سکتے ہیں۔۔تو میں
"!!کیوں نہیں!!میں کیوں خود کو زخمی نہیں کر سکتی
وہ صاف گوئی سے پھنکاری تھی۔۔
اسال نے اسکے ہاتھوں سے گرفت ڈھیلی کرتے اپنے شانے جھکا کر نظریں
چرائی۔۔
میں نے تمھیں سیو کرنے کیلئے کیا محمل!!"اسال آغا شاہ کو اسکا یوں خود کو "
الزام دینا سخت چبھا تھا۔۔
واہ سردار سائیں!!چالیس گاؤں کے سردار ہو کے بھی آپ ایک لڑکی کو "
ٹھنڈ سے مرتا بچانے کیلئے کسی اور طریقے کی بجائے اپنی قربت بخش کر مجھ پر
"!!احسان کر رہے ہیں
اسنے جھٹکے سے اسے دور دھکیلا۔۔
دانت بھینچ کر اگلے ہی لمحے ہاتھ پر بندھی پٹی کو پھر سے ادھیڑا تھا۔۔

حقیقت یہ ہے "سردار اسال آغا شاہ!!"آپ مجبوری میں نہیں اپنی"
مرضی سے میرے نزدیک آئے تھے۔۔تاکہ آپ اپنے آغا جان کی خواہش
"!!پوری کر سکیں
پٹی کھینچ کر دور پھینکتے اسنے پھولتی سانسوں سمیت اسال آغا شاہ کو نفرت سے
!!گھورا
محمل!"اسال نے سنجیدگی سے اسے گھور کر دیکھا۔۔"
اسلام و علیکم
اگر آپ اپنا ناول پبلش کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کرے۔
اگر آپ کو ناول ڈاؤنلوڈ کرنے میں کوئی بھی پریشانی ہیں تو ہم سے رابطہ
کرے۔۔۔۔
ناول کی اپڈیٹس کیلیے
آپ ہمارا فیسبک پیج، ٹک ٹاک، انسٹا گرام، سب جگہ پر فلو کرے۔۔۔۔
شکریہ

WhatsApp: 0314-9652219

Email: info@novelsmafia.com

Published on: NovelsMafia.com

جانتے ہیں پرابلم کیا ہے ! محمل قریشی کا وجود اپنے آپ میں ایک پرابلم "
ہے ! ! میں اپنے آپ کو خود ختم کرلوں گی مگر اس حویلی کے کسی بھی فرد کو
"! ! مزید خود سے کھیلنے نہیں دوں گی

وہ ہذیانی سی کیفیت میں چلائی۔۔ نظریں دوڑائے اسنے تیزی سے آگے پیچھے
'! ! دیکھنا شروع کر دیا تاکہ کچھ ڈھونڈ سکے

اسال کا ضبط ٹوٹا تھا۔۔ایک ہی جست میں آگے بڑھتے اسنے سختی سے اسے
دبوچا۔۔۔ایک ہاتھ محمل کی کمر کے گرد باندھے وہ اسے کھینچ کر خود کے
نزدیک کر گیا۔۔

جواب بکھری حالت میں پھولتی سانسیں بھرتی خود کو گھورتے اسال آغا شاہ کو دیکھنے لگی

"!!تمہیں مجھ سے مسلہ ہے!!بتاؤ کیا کروں جو تم پر سکون ہو جاؤ"

آغا نے کھینچ کر اسکا ہاتھ سامنے کیا۔۔اسے ساتھ کھینچتے وہ بیڈ پر بٹھاتے اب فرسٹ ایڈ باکس نکال چکا تھا۔۔

اسکی آنکھوں کی سختی دیکھ محمل ناچاہتے ہوئے بھی سہم کر خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔

وہ اسکا ہر روپ دیکھ چکی تھی۔۔جو شخص اپنی غرض پانے کیلئے اسکے جذبات سے کھیل سکتا تھا۔۔اسے بے وقوف بنا کر اپنی طلب پوری کر سکتا تھا۔وہ شخص کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔

محمل سہمی ہوئی ہرنی کی مانند بیٹھی سوچ رہی تھی۔اسال نے احتیاط سے اسکے زخم پر پٹی کی۔ایک نگاہ اس مومی وجود پر ڈالے وہ گہری سانس بھر کر اسکے نزدیک ہوا۔۔

بے حدّ نرمی سے اسے کمر سے جکڑتے اپنی گود میں بھرا۔۔

جواسکے لمس پر بری طرح سے کپکپائی!!

مجھے تمہارے نزدیک آنے کیلئے سی ڈرامے کی ضرورت نہیں تھی محمل"

اسال آغا شاہ" اگر میں اتنا مطلب پرست ہوتا۔۔تو تمہیں پہلی ہی رات اپنے مقصد کے لیے روندھ دیتا۔۔اگر تمہارا وجود صرف اپنے مقصد کے تحت استعمال کرتا۔تو تمہیں کسی نازک آبگینے کی طرح اپنی پناہوں میں سنبھالتا نہیں!!"

اسکے بکھرے سنہری بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کرتے وہ سنجیدگی سے ایک ایک لفظ ٹھہرے ہوئے مگر سرد لہجے میں بولا۔۔

محمل کو اسکی باتیں سوائے زہر اور ڈھونگ کے کچھ نہیں لگی!!"

جو مرضی کہہ لیں آپ۔۔۔۔مگر میں اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا کبھی بھی" نہیں بند کروں گی۔۔جب جب آپ نے اپنی یہ بھدی شکل مجھے دکھائی!!

تب تب میں اپنے آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کروں گی۔۔ایک ناں

"!!ایک بار تو کامیاب ہوں گی ناں

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتی ایک ہی جست میں اس سے دور ہوئی۔۔

"!!اسال نے قہر بھری نظروں سے اس چھوٹی سے لڑکی کو گھورا

'!!محمل

آپ سے اچھے آپ کے آغا جان ہیں سردار سائیں!!کیونکہ وہ اندر اور باہر

"!!سے ایک جیسے ہیں!!آپ کی طرح دوغلے یا منافق نہیں

اسنے آخری بار کہتے پھر سے پٹی کھولی۔۔

اسال آغا شاہ کا لمس اس کی برداشت سے باہر تھا۔۔جس برے طریقے سے

اسنے اپنے وجود کو نوچا تھا اسال اسکی گردن پر بنے نشانات دیکھ کر دھنگ رہ

!!گیا تھا

کیا چاہتی ہو کیسے یقین آئے گا تمھیں مجھ پر!!"اسال نے سنجیدگی سے اسے

دیکھتے ہوئے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔

محمل نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے سر تا پیر گھورا۔۔اس ظالم شخص کی خوشبو اسے ابھی تک اپنے جسم سے اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

!! جسم میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی

آج کے بعد مجھے اپنی شکل بھی مت دکھایئے گا۔۔تب میں مانوں گی کہ "

"!! آپ کو مجھ سے کوئی غرض نہیں

برفیلے لہجے میں کہتی وہ اسے ٹھٹکا گئی۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے کافی دیر تک اسے دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہے "محمل اسال آغا شاہ" جب تک تم خود کو نقصان پہنچانے کی "

کوشش نہیں کرو گی تب تک یہ سردار تم سے دور رہے گا۔۔اپنی شکل تک نہیں دکھائے گا تمہیں۔۔۔؟ اور اگر تم نے پھر سے ایسی کوئی حرکت کی۔۔

"!! خود کو مارنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہو گا

ٹھہرے ہوئے مگر دوٹوک لہجے میں کہتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

محمل نے آنکھوں سے بہتے آنسوں کو بے دردی سے رگڑا۔۔

دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ اوندھے منہ بستر پر گری۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں گئی تھی تم!!"دروازہ بند کرتے ہی وہ ایکدم سے پلٹا سنجیدگی سے"

پوچھتا گل مینے خان کے سامنے آیا۔۔۔

جو بمشکل سے اپنے خوف پر قابو پائے ہوئے تھی۔۔

گل نے کوئی جواب نہیں دیا۔کپکپاتے ہوئے وجود کو قابو کرتے وہ اسکے

قریب سے گزرتے ہوئے جانے لگی جب زارون سکندر خان نے ایک ہی

"!!جست میں اسے کمر سے جکڑتے اپنی طرف کھینچا

گل مینے خان کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں!!پھڑپھڑاتا ہوا نازک وجود

اب زارون سکندر خان کی گرفت میں قید ہو کر رہ گیا۔۔

جو غصیلی نگاہوں سے اسکے چہرے پر جھکا اسے گھور رہا تھا۔۔

چھوڑیں مجھے!!"وہ خفگی سے چلائی۔۔"

ڈریس کس سے پوچھ کر چینج کیا تم نے!!"زارون سکندر خان کا سرسراتا"
ہوا لہجہ غصے سے سرخ لہو ٹپکاتی نظریں اپنے وجود پر محسوس کرتی گل مینے
خان کا سانس بری طرح سے سینے میں الجھا۔۔
زارون سکندر خان بڑی فرصت سے اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اب اسکی
خوشبو کو سانسوں میں انہیل کر رہا تھا۔۔
البتہ اسکی آنکھوں کی سرخائی اور لفظوں کی سختی گل مینے خان کو جتانے کیلئے
کافی تھی کہ اسے اسکی حرکت کتنی ناگوار گزری تھی۔۔
جانتی ہو گل مینے خان تمہاری ساس کیا کہہ کر گئی ہیں!!""وہ اسکے کان"
میں پھنکارا تھا۔۔جوڑے کی صورت میں بندھے اسکے بالوں کو ایک دم سے
کھولتے اب اپنی انگلیاں اسکے بالوں کی جڑوں میں سہلائی۔۔
جو اسکی قربت اسکے لمس پر بری طرح سے کپکپاتی ہوئی خود میں سمٹ رہی تھی

۔۔

مجھے لگا تھا کہ تم ابھی چھوٹی ہو۔۔زارون سکندر خان کی شدتیں تو کیا تم" میری شدتوں کی آنچ تک سہن نہیں کر پاؤ گی۔۔یہی سوچ کر میں تمھیں وقت دیتا رہا!!! وگرنہ یہ سب قصے کہانیوں میں ہوتا ہے گل مینے سکندر خان!!!"کہ ایک مرد اپنی بیوی کو بانہوں میں بھر کر بھی بنا اس پر اپنا حق جتائے اتنے دن گزار دے"!!!

حقیقی زندگی میں عورت کو ہر لمحے ہر گھڑی اپنا حق ادا کرنا ہوتا ہے چاہے وہ بستر پر ہو یا پھر اسکے کاموں میں"!!!

زارون سکندر خان نے سنجیدہ لہجے میں کہتے اسکی گردن پر دانت گاڑھے۔۔ گل تکلیف سے بلبلا کر رہ گئی۔۔جبکہ زارون سکندر خان نے اسکے دونوں ہاتھ پیچھے کو لاکڈ کرتے اسکی مزاحمت کو روک ڈالا۔۔

گل مینے خان کا نازک وجود اس دیو کی قید میں پھڑ پھڑا تک ناں سکا تھا۔۔

تم اپنے شوہر کو غصے میں تھپڑ مار سکتی ہو!!!"دوسری عورت کی آواز سن کر" اپنا غصہ اتار سکتی ہو۔۔تو اپنا حق کیوں نہیں ادا کر سکتی!!! چلو آؤ آج اس رشتے

کو مکمل کر دیتے ہیں "گل مینے خان ! !تاکہ ہم دونوں میں کسی تیسرے کی گنجائش ناں رہے ! !"

سرد برفیلے لہجے میں کہتے اس نے کسی گڑیا کی طرح گل مینے خان کے مخملی وجود کو اپنے مضبوط بازوں میں بھر کر بیڈ پر پھینکا۔۔

مینے کا چہرہ ڈر و خوف کے سبب تاریک پڑا۔۔۔

نن نہیں خخ خان۔۔ایم سس سوری پپ پلیز مجھے معاف کر دیں میں نے " جان بوجھ کر ہہاتھ نہیں اٹھایا ! !"

کمرے میں جلتی واحد روشنی بند ہوتے ہی گل مینے خان کے حواس سلب ہونے لگے۔۔

زارون سکندر خان نے اسے ٹانگ سے جکڑتے کھینچ کر بستر پر لٹایا۔۔ایک ٹانگ اسکی ٹانگوں پر رکھتے وہ سفاکی سے اسے گھورنے لگا۔۔

کھڑکی سے آتی چاند کی ہلکی سی روشنی میں گل مینے خان کا جوان بدن گلاب کے پھول کی طرح جگمگا اٹھا تھا۔۔

زارون سکندر خان نے مدہوش کن نظروں سے اسکے سراپے کو گھورتے اسکا دوپٹہ گردن سے کھینچ کر اتارا!!

نن نہیں پپ پلیز سس سکندر!!"زارون سکندر خان اسکے چہرے پر جھکا" تھا۔۔جبکہ وہ خوف سے روتی اسکی گردن کو دبوچتے بری طرح سے بلبلائی تھی۔۔

اسکے لبوں سے نکلا اپنا آدھا نام زارون سکندر خان کے تنے اعصاب کو پر سکون کر گیا تھا۔۔

اسنے دونوں ہاتھ گل مینے خان کے دائیں بائیں جما کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ جب میں نے تمہیں سب کچھ بتایا تھا گل مینے خان۔۔پھر تم نے کیوں ایسی" بے وقوفانہ حرکت کی؟وہ دانت پیس کر مدہم مگر سخت آواز میں گرجا۔۔

گل مینے بری طرح سے خوف سے لرزی تھی۔

میں نے تمہیں آفتاب خان کے ساتھ بند کمرے میں پایا تھا مینے!! ہاتھ تو مجھے تم پر اٹھانا چاہیے تھا ناں!! وہ گرجا گل کا چہرہ شرمندگی سے جھک گیا۔۔

وہ بے بسی سے ہونٹ کچلنے لگی۔۔

زارون سکندر خان غصے سے سیخ پا ہوا اسے گھور رہا تھا۔

میں نے تم سے کوئی صفائی نہیں مانگی!! کچھ نہیں کہا تمہیں!! مگر تم!!"

صرف ایک فون کال پر سنی بات پر یقین کرتے تم نے مجھے"زارون سکندر

"!خان"اپنے شوہر!! کو تھپڑ مارا۔۔

دانت پیس کر کہتے زارون نے اسکے نزدیک ہاتھ کا مکہ بنائے پوری قوت سے مارا تھا گل مینے خان نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔۔

لیٹس سٹارٹ آور ورک مینے خان!! اب ان فضول باتوں کا وقت"

نہیں!!"سنجیدگی سے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر کہتے زارون سکندر خان نے اگلے ہی لمحے اسکی فراک کے بٹن پر ہاتھ رکھا۔۔

گل مینے مچل کر اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔

!! فف فائدہ ہے۔۔آئی ایم سوری!! مجھے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا"

وہ دہشت زدہ سی آنکھیں پھیلا کر بولی تھی۔۔زارون سکندر خان نے بغور ان سنہری آنکھوں سے گرتے آنسوں کو دیکھ نرمی سے جھکتے اسکے آنسوں کو لبوں سے چنا۔۔

تمہارے پاس صرف دو ہی آپشن ہیں ڈارلنگ!! یا تو اپنے کیے کی طلافی کرو"

"!! یا سزا کیلئے تیار ہو جاؤ

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتے وہ مینے کی سانسیں خشک کر گیا۔اسے فریز ہوا دیکھ زارون نے پھر سے اسکی فراک پر ہاتھ رکھا۔۔

گل نے سہم کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اسے روکا۔۔

جواب ابرو اچکاتے اسے گھور رہا تھا۔

گل نے آنکھیں موندے اپنے دونوں ہاتھ زارون سکندر خان کی گردن کے گرد باندھے تھے۔زارون سکندر خان نے بغور اسکے بند آنکھوں کو دیکھ کر اپنی گردن کا ہار بنے اسکے ہاتھوں کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے وہ ذرا سا اونچا ہوئی تھی۔۔زارون سکندر خان اسکی خوشبو پر پاگل ہونے لگا۔۔دل اسکی قربت کیلئے مچلنے لگا۔۔اپنے جذبات پر بند ھ باندھے وہ بڑے ضبط سے اس مہ جبین کے نازک وجود سے نظریں ہٹا گیا۔ جس نے اپنے نرم کپکپاتے ہونٹ اسکے بائیں گال پر رکھے تھے۔جہاں وہ اسے تھپڑ مار چکی تھی۔۔

بات جو بھی تھی اسے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔عزت مرد کی ہو یا عورت کی دونوں کی برابر ہے۔۔۔

جب زارون سکندر خان بنا کوئی رشتہ ہوتے ہوئے بھی اسکے کہے پر یقین کر کے اسے بحفاظت گھر تک لا سکتا تھا۔اسے آفتاب خان جیسے بھیڑیے سے بچانے کیلئے اس سے نکاح کر سکتا تھا۔۔پھر وہ کیوں اس قدر بدگمان ہو کر اس پر ہاتھ اٹھا گئی۔۔

"!!آئی ایم سوری۔۔اب ساری زندگی ایسا نہیں ہو گا پکا"

بھیگی مدہم سی آواز میں کہتے وہ معصومیت سے چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی ۔۔جبکہ اسکے ساری زندگی جیسے لمبے پلین کو سنتے ہی زارون سکندر خان کے لبوں پر دلفریب سی مسکان امڈی۔۔

اسنے ایک دم سے اپنے وجود کا سارا بوجھ گل مینے خان پر ڈالا۔۔

جو ایکدم سے بستر پر گری تھی۔۔

"کافی تھک چکا ہوں میں مینے۔۔۔ریسٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔ صبح اٹھانے کی کوشش مت کرنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا تمہارے لئے!!"

نیند سے بوجھل آواز میں کہتے وہ دونوں ٹانگیں اس کی ٹانگوں پر پھینک کر چہرہ اسکی گردن میں چھپائے اپنے پسندیدہ انداز میں لیٹ چکا تھا۔۔

گل مینے خان نے اسکی معافی ملنے پر ہی خدا کا شکر ادا کیا تھا مگر انعم سعید ابھی تک اسکے دل و دماغ سے نہیں نکل سکی تھی۔اور شاید ساری عمر ناں نکلتی!!

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے ضرار پاشاخان کسی غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا ۔۔یہاں آئے انہیں دو گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا تھا۔۔ڈاکٹرز مسلسل تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نور آئینہ کا چیک اپ کر رہے تھے۔اس معصوم سی جان کیلئے کشمیر جیسے سخت موسم کی سردی جان لیوا ثابت ہوئی تھی۔۔وہ ابھی محض چھ ماہ کی تھی۔

ڈاکٹرز کے مطابق یہ اچانک نہیں ہوا۔۔بلکہ شاید کچھ دنوں یا ہفتوں سے نور آئینہ کی صحت متاثر تھی۔۔وجہ ماں کی مسلسل لاتعلقی تھی۔۔

ضرار نے بڑے برے طریقے سے روتی ہوئی نعمت سے باز پرس کیا تھا۔۔وہ اپنی چھوٹی سی معصوم بچی کو لے کر کیسے اتنی لاتعلق ہو سکتی تھی۔۔

نعمت خود مجبور تھی۔۔سارا سارا دن گیلے کپڑوں میں رہنے اور ماں کا دودھ وقت پر میسر ناں ہونے کے سبب نور کی طبیعت اس قدر بگڑی تھی۔

نعمت نے روتے ہوئے ہچکیوں میں اسے ساری بات بتائی تھی۔۔

سر آپ کی بے بی اب ٹھیک ہیں۔۔ہم نے مکمل چیک اپ کیا ہے ڈرپس"
"!!اب صبح لگے گی۔۔فل حال وہ آؤٹ آف ڈینجر ہیں

لیڈی ڈاکٹر مس فرخ نے کافی مؤدب سے لہجے میں اسے مخاطب کرتے آگاہ کیا۔۔

جس نے آتے ساتھ ہی سارا ہاسپٹل سر پر اٹھالیا تھا۔۔

ضرار نے ایک نگاہ اپنے کندھے پر سر رکھے سوتی نعمت پر ڈالی۔۔اور پھر سامنے کھڑی ڈاکٹر کو دیکھا۔۔

اوکے!!آپ جاسکتی ہیں مگر خیال رہے کوئی میل ڈاکٹر یا وارڈ بوائے مجھے"
"اس حصے میں دکھنا نہیں چاہیے۔۔

نہایت سرد لب ولہجے میں کہتے اسنے لب بھینچ کر نعمت کے گرد اپنا بھاری ہاتھ لپیٹا۔۔

ڈاکٹر منہ کھولے اس منہ پھٹ وڈیرے کو دیکھتی نخوت سے سر جھٹک کر جا چکی تھی۔۔

ضرار نے نرمی سے نعمت کو بانہوں میں اٹھایا۔۔گھور کر اسکے سرخ چہرے پر مٹے مٹے آنسوں کے نشانات دیکھ وہ جبڑے بھینچ گیا۔۔

کیسے موج سے سو رہی ہے یہ لاپرواہ لڑکی!!"دانت پیستے ہوئے وہ بڑبڑایا" تھا۔۔نعمت پر اسکا غصہ ہر گز بھی کم نہیں ہوا تھا۔جو بھی تھا اسکے نزدیک نور کی کنڈیشن کی ذمہ دار وہی تھی۔۔

پاوں سے پش کرتے اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ہی ٹیبل پر سامان ترتیب سے رکھتی نرس نے چونک کر اس خوبرو لاپرواسے شخص کو دیکھا اسکی بانہوں میں موجود لڑکی کو رشک سے دیکھا۔

ضرار پاشاخان نے بے قرار نگاہوں سے بیڈ پر نیم دراز نور آئینہ کو دیکھا۔۔ جس کی سرخ وسفید رنگت زرد پڑ چکی تھی۔۔ایک ہاتھ میں ابھی تک ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔نچلا ہونٹ ہلکا سا کھولے وہ گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ وہ اس وقت گلابی رنگ کے موٹے سوٹ میں تھی۔اسکی حالت دیکھ ضرار پاشاخان کے دل پر برچھیاں چلی۔۔

وہ صوفے کی طرف مڑا۔۔پٹکھنے کے انداز میں نعمت کے وجود کو صوفے پر پھینک وہ نور کی طرف بڑھا۔۔

نعمت جو ٹینشن کے سبب بھاری اعصاب کے ساتھ نیند میں غرق ہوئی تھی اب ایکدم گرنے پر وہ ہڑ بڑا کر نیند سے بھری سیاہ آنکھیں کھول کر صوفے پر بیٹھی۔۔

سرخ کچی ڈوریوں سے بھری آنکھوں کو رگڑتے اسنے سامنے دیکھا۔۔

جہاں نور کے قریب بیڈ پر اختیاط سے بیٹھتے پاشا نے اسکا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما۔۔

بے حدّ نرمی سے اسکے چھوٹے سے مومی ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھوتے اسنے آنکھوں میں اترتی نمی کو گہری سانس بھر کر خود میں انڈیلا۔۔۔۔

سوری مائے پرنسز!! بابا کو علم ہی نہیں تھا کہ آپ اتنے بیمار ہو۔۔بس" لاسٹ ٹائم اپنے بابا کو معاف کردو سینیوریٹا...آئی پرامس ٹو یو!! زندگی میں آئندہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا!! نیور ایور"!!

نور آئینہ کی پیشانی پر ہونٹ رکھتے وہ بھیگے لہجے میں مگر پورے دل سے گویا ہوا تھا۔۔

نعمت دونوں ٹانگیں اوپر کیے گھور کر اس شخص کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ "ضرار پاشا خان" اسکی بیٹی سے اتنا انوالو ہو چکا ہے۔

کہ وہ اسی کی بیٹی کی طبیعت خرابی پر اسی پر چڑھ دوڑا تھا۔

نرس جا چکی تھی۔۔اب کمرے میں وہ تینوں نفوس ہی تھے۔۔ نعمت نے اونگ روکنے کیلئے منہ پر ہاتھ رکھا۔اسی لمحے ضرار پاشا خان خونخوار تیوروں سے مڑا۔۔۔

"واشروم میں جاؤ اور اپنا منہ اچھے سے دھو کر آؤ!! جب تک نور ٹھیک نہیں ہو جاتی تم ایک سیکنڈ کیلئے بھی آنکھ نہیں جھپکو گی وگرنہ میں تمہارا خشر بگاڑ دوں گا!!"

نور کے ننھے ہاتھ کو سہلاتے وہ گرج دار آواز میں دبے دبے لہجے میں دھاڑا

۔۔

نعمت فوراً سے پیشتر صوفے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔ تھوک نگلتے وہ بھاگ کر کمرے سے اٹیچ واشروم میں گھسی تھی۔۔

اچھے سے منہ ہاتھ دھو کر وہ باہر نکلی۔۔

تب تک نرس نور کے ہاتھ سے ڈرپ اتار کر جا چکی تھی۔۔

ضرار پاشا خان کا سیل فون رنگ ہوا۔۔ تو اسنے لب بھینچ کر موبائل فون نکالا

۔۔

کال کسی آفیسر کی تھی۔ اسے مجبوراً کال اٹینڈ کرنے کیلئے باہر جانا پڑا۔۔ اب نعمت دھیمے قدموں سے چلتی اسکی چھوڑی جگہ پر آئی۔۔

بیڈ پر چڑھتے وہ لیٹنے کے سے انداز میں اسکے قریب جھکی ایک کہنی فولڈ " کرتے تکیے پر رکھتے نعمت نے جھک کر ہونٹ نور کی بند آنکھوں پر رکھے تھے۔

کیسے تڑپی تھی اسکی معصوم بچی!!ایک وہی تورہ گئی تھی اسکے پاس۔۔اس بھری دنیامیں صرف ساحرہارون شاہ کے اس انش کے لیے ہی تووہ جی رہی تھی۔۔

وگرنہ اسکے جانے کے بعد شاید وہ خود بھی اپنی سانسوں کی ڈوری توڑ چکی ہوتی!!ایک بار پھر سے وہ خوبصورت چہرہ آنکھوں کے پردے پر لہرایا تھا

"۔۔

وہ اس دنیامیں ناں ہو کر بھی اتنی مدت کے بعد بھی نعمت دلاور شاہ کے دل و دماغ پر حکمرانی کر رہا تھا!!

اور جو مرد اپنی بیویوں سے مخلص ہو کر رہیں!!بیویاں مرتے دم تک اپنے شوہر کی باوفا بن کر اسکے نام کا دم بھرتی ہیں۔نعمت دلاور شاہ انہی عورتوں میں سے ایک تھی۔

نور کے سر کو سہلاتی وہ خود بھی گھٹلی کی صورت میں اکھٹی ہوئی اسکے قریب لیٹ گئی۔جس کے وجود پر کمفرٹر موجود تھا البتہ کمرے میں سردی نا ہونے

کے برابر تھی مگر پھر بھی نعمت کو بنا کسی چادر یا کپڑے کے لیٹنے سے جھنجھلاہٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔۔اپنی چادر اتار کر اسنے خود پر اوڑھی۔ ضرار پاشا خان کے الفاظ کو وہ سرے سے دماغ سے نکال چکی تھی۔۔جب سے ساحر ہارون شاہ اسے تن تنہا چھوڑ کر گیا تھا۔۔نعمت کی ذہنی حالت کچھ ڈاؤن ہو گئی تھی۔۔

وہ پریشانی یا ٹینشن میں بہت جلد بھاری اعصاب کے ساتھ سو جاتی تھی۔۔یا یوں کہا جائے کہ اسکے اعصاب خود ہی تھکن سے چور ہو کر اسکے وجود کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔۔

اب بھی وہ نور سے لپٹی آنکھیں موند گئی تھی۔

چند ہی منٹوں میں نعمت کی بھاری سانسیں کمرے میں گونجنے لگی۔۔

ضرار کچھ پریشان حال سا کمرے میں لوٹا۔۔تو اسکے قدم دروازے پر ہی ٹھٹھک کر تھمے تھے۔۔نعمت کی پشت کو گھور کر وہ دانت پیستے مڑا۔اپنے پیچھے دروازہ بڑی مشکل سے آرام سے بند کیا تھا۔۔

ایک قہر برساتی نگاہ اس لڑکی پر ڈالی۔۔جس کا آدھا وجود عیاں ہو رہا تھا۔۔ کروٹ کے بل لیٹنے کے سبب اسکی سفید گردن کی پشت کافی واضح ہو رہی تھی۔۔

ضرار نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔۔شال اپنے کندھوں سے اتارتے وہ آگے بڑھا۔۔اور بڑے ضبط سے اپنی شال نعمت کے وجود پر اوڑھائی !! جس کی نیند سے بھاری پڑتی سانسیں اسے واضع سنائی دے رہی تھی۔۔

ایک دل چاہا کے اسے اٹھا دے مگر پھر کچھ سوچ کر وہ پیچھے ہوا۔۔صوفے کی طرف بڑھتے وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا اب ان دونوں ماں بیٹی کو گھور رہا تھا۔۔

اسے واپسی کا بلاوا آیا تھا۔۔پرسوں تک اسے ہر حال میں ڈیوٹی پر خاضر ہونا ہی تھا۔۔اور ایسی حالت میں نور کو چھوڑ کر جانا اسکے لئے ناممکن ہی تھا۔۔

مگر وہ ان دونوں کو ساتھ لے جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔

ایک تو وہ خود سرد علاقے میں ڈیوٹی پر مامور تھا دوسرا۔۔وہاں وہ اکیلی ہوتی ۔۔اسکے جانے کے بعد نعمت اور نور کا خیال رکھنے کیلئے کوئی بھی نہیں ہوتا۔۔ وہ انہی سب سوالوں کی شش وپنج میں مبتلا بے چینی سے اٹھا۔

پشت پر ہاتھ باندھے وہ بستر تک گیا۔۔ایک نگاہ اس معصوم گڑیا پر ڈالے اسنے نعمت کے آدھ کھلے ہونٹوں کو دیکھا۔۔ معصوم چہرے پر نیند کا غلبا تھا۔۔ گھنی خمدار پلکیں اسکی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر سایہ فگن تھیں، محملی لب ہلکے سے نیم وا تھے،رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئی تھی۔

اسکے چہرے کی معصومیت نے ضرار پاشا خان کو بری طرح سے بے چین کر دیا تھا۔وہ پہلوں بدل کر نظریں پھیر گیا۔گویا دل کو باذر کھنے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی۔۔نور پر کمفرٹر درست کرتے اسنے ہاتھ کی پشت سے ٹمپریچر چیک کیا۔

جواب ٹھیک تھا۔گہری سانس بھرتے وہ شش وپنج میں مبتلا اضطرابی کیفیت میں کمرے میں چکر کاٹنے لگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آپ نہیں آئیں گے شاہ!!"گاڑی سے نکلتے ثمینہ شاہ نے ایک نگاہ اپنے شوہر آباد شاہ پر ڈالی۔۔جو انہیں حویلی واپس چھوڑنے آئے تھے۔۔

"!!نہیں آپ جائیں مجھے اسال کے پاس ہونا چاہیے فل حال"

خشک لبوں پر زبان پھیرتے انہوں نے سنجیدگی سے چشمہ درست کرتے کہا۔۔

وہ دونوں میاں بیوی پچھلی سیٹ پر براجمان تھے۔

اسال آغا شاہ تھوڑی دیر پہلے ہی ہاسپٹل پہنچا تھا اور اب تھکن کے سبب ثمینہ شاہ نے واپس حویلی جانے کی ضد باندھی تو آباد شاہ انہیں چھوڑنے آئے تھے

۔۔

مگر فل وقت ان کا موڈ نہیں تھا حویلی جانے کا۔۔

کیونکہ جو قیامت ان کو بیٹا بدر عالم شاہ کھڑی کر چکا تھا۔ایسے حالات میں انہیں اپنا ہاسپٹل رکنا ہی بہتر لگ رہا تھا۔

گاڑی واپس مڑ چکی تھی۔۔شال درست کرتے ثمینہ شاہ کافی برے موڈ میں اندر داخل ہوئی۔۔

فرخندہ انہیں دیکھتے ہی بھاگی بھاگی ان تک آئی۔۔

"!!السلام علیکم چھوٹی بیگم "

وعلیکم السلام!!چائے بنادو ایک کپ فرخندہ۔۔!تھکن سے آنکھیں میچ کر کھولتے وہ کہہ کر اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔جب ایکدم اچانک سے جانے کہاں سے خدیجہ بھاگ کر آتی ان کے سینے سے چپکی تھی۔۔

ثمینہ شاہ کے ماتھے پر ڈھیروں بل پڑے!!بے شک وہ ان کی ہونے والی بہو تھی مگر وہ لڑکی انہیں سخت ناپسند تھی۔۔ان کے مطابق خاندان بھر میں کوئی بھی لڑکی ان کے بدر عالم شاہ کے جوڑ کی نہیں تھی۔

خدیجہ روکیوں رہی ہو۔۔دور ہو کر بات کرو!!"نخوت سے کہتی وہ اسے " دور کر گئی۔۔

ارے اس سے کیا پوچھتی ہو "ثمینہ شاہ!!" یہ معصوم کیا کہے گی جس پر دو" دو بار ظلم ڈھایا گیا ہے!! ارے اس بدنصیب ماں سے پوچھو۔ جس کی بیٹی کے "!! نصیب کا سہاگ اس سے چھن گیا ہو۔۔۔

عافیہ شاہ نے کہرام ہی تو برپا کر دیا تھا۔۔ آغا جان غالباً ڈیرے پر گئے ہوئے تھے وگرنہ جس طرح سے روتی ہوئی عافیہ شاہ حویلی میں داخل ہوئی تھی۔

"!! آغا جان ان کی زبان ہی کھینچ ڈالتے

اللہ ناں کرے آپا!! کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔!! "ان کی بے تکی بات پر ثمینہ شاہ کی بھنویں تنی۔۔ وہ خفگی بھرے انداز میں کہتی انہیں گھورنے لگی۔۔

اپنے اکلوتے بیٹے کے خلاف وہ کسی کا ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اور کیا کہوں میں ثمینہ___!! میری پھولوں جیسی بچی کے نصیبوں پر ڈاکا" ڈال دیا اس منحوس لڑکی نے!! اس بانجھ نے میرے بدر عالم شاہ سے راتو

رات نکاح رچالیا ثمینہ !! تمہارے ہوتے ہوئے میری بچی کے ساتھ اتنا بڑا "!! ستم ڈھے گیا بولو جواب دو۔۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا

عافیہ شاہ تو جانے اور کیا کچھ نہیں کہہ رہی تھی۔۔ جبکہ ثمینہ شاہ کا دماغ تو ان کے انہی لفظوں میں اٹکا تھا۔

آنکھیں حد سے زیادہ پھیلی۔۔ دل کو الگ سا دھڑکا لگا۔۔۔ گرتی پڑتی وہ اسی حالت میں بھاگتی ہوئی سیڑھیوں کی سمت بڑھ گئی تھی۔۔

عافیہ شاہ کے لفظوں پر ان کے چہرے کی رنگت سرخ پڑ گئی تھی اور جسم پر لرزا سا طاری ہو گیا تھا۔

وہ ہانپتی ہوئی بدر کے کمرے تک پہنچی۔۔ پوری شدّت سے دروازے پر دستک دیتی وہ گھبراہٹ سے سینہ مسلنے لگی۔۔

عافیہ بیگم کی آہ و بکا اب تک جاری تھی۔۔ خدیجہ صوفے پر بیٹھ کر سوں سوں کر رہی تھی۔۔

بدر عالم شاہ جو شاور لے کر نکلا ہی تھا اس نے ایک نگاہ پورے بیڈ پر پھیل کر سوئی روپ شاہ پر ڈالی۔۔رات بھی اسکی سٹڈی روم میں گزری تھی۔۔

گہری سانس بھرتے وہ دروازے کی سمت بڑھا۔ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے تھے۔۔ صبح ہی صبح اس طرح سے دروازہ کھٹکھٹانا اسے سخت ناگوار گزرا تھا۔۔

کون ہے!!" جھنجلاہٹ بھرے انداز میں کہتے دروازہ کھولتے ہی سامنے " کھڑی ثمینہ شاہ کو دیکھ اسکے چہرے کے سخت تاثرات لمحوں میں گھبراہٹ !!میں بدلے

چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔۔وہ اتنی صبح آجائیں گی اسے اندازہ نہیں تھا

۔۔

باہر سے آتی شور کی آواز وہ پہچان چکا تھا۔۔

پیچھے ہٹیں بدر!!" دانت بھینچ کر سرد نظروں سے اسے حکم دیتی وہ اسکے ناں ہٹنے پر اسے ہاتھ سے پیچھے دھکیلتی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

سفید پھولوں کی چادر سے ڈھکے فرش پر قدم رکھتے ہی ان کے پورے وجود !!میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں

جوں جوں ان کی جھکی نظریں اٹھتی گئ۔۔ان کا سانس جیسے کسی نے نوچ کر مٹھی میں بند کر ڈالا ہو۔۔۔

بدر عالم شاہ کے بیڈ پر پورے استحقاق سے لیٹی نیند میں غرق روپ دلاور شاہ پر نظریں پڑتے ہی جیسے ان پر ساتوں آسمان ایک ساتھ گرے تھے۔۔

بے یقینی سے وہ لڑکھڑائی۔تو بدر نے بے ساختہ ہی ماں کو تھاما۔

!!جو ایک ہی لمحے میں خود کو کمپوز کرتی اسے خود سے دور جھٹک گئیں

"یی یہ یہاں کیا رہی ہے بدر!!" نفرت کی انتہاؤں پر پہنچتی وہ لرزتے ہوئے ہاتھ کی انگلی اٹھائے روپ کی طرف کرتے وحشت سے پھٹی پھٹی آواز میں غرائی تھی۔۔

"!!مم میں بتاتا ہوں آپ کو اماں سائیں!!آپ چلیں میرے ساتھ" بدر عالم شاہ نے نہایت نرم لہجے میں کہتے ان کے نزدیک ہونا چاہا۔۔۔

جواسے دورد ھکیلتے بیڈ کی طرف بڑھی۔۔

ان کاارادہ بھانپتے بدر بھاگ کران تک گیا۔۔ مگرتب تک وہ کھینچ کر کمبل روپ دلاور شاہ کے کومل وجود سے الگ کر چکی تھی۔۔

کمبل کھینچ کراترنے پر روپ کی نیند ہڑ بڑاکر ٹوٹی۔۔ ثمینہ شاہ نے ایک " نفرت بھری نگاہ اس مومی وجود پر ڈالی۔۔ جس کے وجود کی رعنائیاں دیکھ بدر عالم شاہ ماں کی موجودگی میں لب بھینچ کر رخ موڑ گیا تھا۔۔

ثمینہ شاہ کا پوراوجود جیسے آگ کی بھٹی میں جل اٹھا تھا۔روپ فوراسے حالات سمجھتے ثمینہ شاہ کی قہر برساتی نگاہوں کارخ سمجھتے اٹھ کر بیٹھی۔۔

جلدی سے دوپٹہ اٹھائے اپنے وجود پر اوڑھا۔۔

بکھرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے وہ شرمندگی سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔۔

اسکا یوں بیٹھنا بھی انہیں آگ لگا گیا۔۔

مجھے معلوم نہیں تھا روپ!! تم اس قدر گھٹیا نکلو گی۔۔ بغیرت لڑکی۔۔ "

"!! نکلو میرے بیٹے کے کمرے سے

وہ لمحوں میں اپنا آپا کھوتی اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

روپ سہم کر بستر پر آنکھیں پھیلائے اب خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ تو پہلے ہی ان کی عتاب کا نشانہ بنتی آئی تھی اور آج تو وہ بدر عالم شاہ کی بیوی بن کر ان کے رُوبرو تھی۔

"اماں سائیں پلیز روپ کو کچھ مت کہیں!!" بدر عالم نے بڑے مؤدب سے لہجے میں کہتے انہیں روپ سے دور کرنا چاہا۔۔

جو سنی ان سنی کرتے روپ کے بازو کو شدت سے سخت گرفت میں جکڑتی اسے بے دردی سے کھینچ کر باہر کی طرف گھسیٹنے لگی۔۔

"روپ کی ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔۔اسکا پاؤں بیڈ کے کنارے پر پھنس جانے کے سبب مڑ گیا تھا۔۔

اسکی چیخ پر بدر لپک کر دیوانہ وار اسکی طرف بڑھا۔۔مگر ثمینہ شاہ اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی روپ کو گھسیٹ کر اسکے کمرے سے نکال گئی۔۔

گھٹیا، بدکردار لڑکی، ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری میرے بیٹے میرے بدر" عالم شاہ کے کمرے میں جانے کی۔۔اسکے بستر پر سونے کی!! بانجھ عورت ۔۔۔تمہاری انہی حرکتوں کی وجہ سے تمہارے شوہر نے چھوڑا ہو گا تمہیں "!!۔۔۔رات کے آدھے پہر

ثمینہ شاہ کی نفرت کی کوئی حد نہیں رہی تھی۔۔ محمل قریشی آوازیں سن کر دوپٹہ اوڑھتی باہر نکلی تھی۔۔

سامنے کا منظر کچھ نیا نہیں تھا مگر وہ لڑکی اسال آغا شاہ کی بہن تھی۔۔وہ اسے پہچان چکی تھی۔۔

وہ معصوم سی شہزادی!! محمل نے بے دردی سے لب کاٹے۔۔کاش وہ اسکے لئے کچھ کر پاتی!! نیلی کانچ سی خوبصورت گہری آنکھوں میں بے بسی کا سمندر معجزن ہوا تھا۔۔

نیچے کھڑی عافیہ بیگم اور خدیجہ اب بڑے سکون سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔ملازمین تک سانسیں روک چکے تھے۔

ثمینہ شاہ نے عین اوپر کی طرف سیڑھیوں پر رکتے روپ دلاور شاہ کا ہاتھ چھوڑے اسے دھکا دے دیا۔۔

محمل نے ڈر کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔اسال آغا یہاں نہیں تھا۔وگرنہ شاید وہ اس لڑکی پر یہ ظلم ناں ہونے دیتا۔۔اس پوری حویلی میں اسی شخص سے اسے نفرت ہونے کے باوجود بھی تھوڑی بہت امید باقی تھی۔۔

سفید رنگ کی خوبصورت پوشاک اسکے سفید محملی وجود پر جچ رہی تھی۔۔

عافیہ شاہ نے بڑی باریک بینی سے اس حسن کی مورت کو کاٹ دار نظروں سے گھورا تھا۔۔

جو پہلی بار کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔ان کی تیز نگاہیں محمل قریشی کے وجود کو جانچنے سے قاصر رہ گئی تھی کیونکہ وہ ریلنگ کے پار کھڑی تھی۔۔اگر قریب ہوتی تو وہ یقیناً اسے ایک نگاہ ڈالتے ہی جانچ لیتی۔۔

اہہہ!"روپ شاہ کی دلدوز چیخ پر خدیجہ نے اپنے آنسوں رگڑ ڈالے اب" اسکے ہونٹوں پر زخمی سی مسکان ابھری تھی۔۔

اس سے پہلے کہ روپ شاہ گرتی۔۔۔بدر عالم شاہ آندھی طوفان کی طرح بھاگتا ہوا آگے بڑھا تھا۔۔

ایک ہی جست میں اسے تھامے وہ سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔ جس کا دل اور وجود تھر تھر کسی پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔

بدر عالم شاہ نے اسکے گرد اپنے مضبوط بازوں کا گھیرا بنا ڈالا۔۔

حالانکہ اسکا اپنا دل اب تک خوف سے دھڑک رہا تھا اگر وہ گر جاتی تو۔۔۔

سبز آنکھوں میں خون تیزی سے اترا تھا۔۔

بدر چھوڑو اس لڑکی کو!!"ثمینہ شاہ چلائی تھی۔"

خبر دار!!دور رہیں اماں سائیں۔۔۔!!"آگے بڑھتی ثمینہ شاہ کو دیکھ وہ" پہلی بار اس قدر اونچی آواز میں چلایا تھا کہ ثمینہ شاہ کے ساتھ ساتھ حویلی میں موجود ہر فرد نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

وہ تو بڑا نرم مزاج تھا۔۔

روپ شاہ اب میری بیوی ہیں۔۔بدر عالم شاہ کی بیوی "روپ بدر عالم "
شاہ!!"اگر کسی نے بھی۔۔کسی ایک بھی شخص نے ان کو چھونے یا تکلیف
دینے کی کوشش کی تو یہ بدر عالم شاہ بھول جائے گا۔۔کہ اس شخص سے میرا
"کیا رشتہ ہے؟

اس نے کاٹ دار نگاہ منہ کھولے کھڑی عافیہ بیگم پر ڈالے اپنی ماں کو دیکھ کر
کہا تھا۔۔جو ایک ہی دن میں بیٹے کے بدلے طور اطوار پر اندر تک لرزی تھی
۔۔
آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔جسے دیکھ بدر کچھ نرم پڑا۔۔
لب بھینچے اسنے روتی ہوئی روپ کو خود سے دور کرتے جھک کر اسے بانہوں
میں بھرا تھا۔۔جس کا پاؤں مڑنے کے سبب وہ اب تکلیف میں تھی۔۔
محمل نے تشکر بھری گہری سانس بھری!!بدر عالم شاہ اسے اسال آغا شاہ
سے اچھا لگا۔۔مگر اس حویلی کی عورتوں کا رویہ کافی تذہیک آمیز تھا۔۔۔سر
جھٹکتے وہ کمرے میں گھسی دروازہ اندر سے لاکڈ کر گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیاہواہے میری جان اتناپریشان کیوں ہیں آپ؟"وہ کافی دیر بعد کمرے میں داخل ہواتھا۔۔۔

بالکونی کے کھلے دروازے کو دیکھ وہ سمجھ گیا۔رمیناضرور وہاں ہو گی۔دبے قدموں سے اسی سمت جاتے دراب نے اسے نرمی سے خود میں سمیٹ کر سوال پوچھا۔۔

آ گئے آپ!!"رمینا نے سر جھٹک کر سوال کیا۔۔۔"

جس پر دراب نے گہری سانس بھرتے ہنکارہ بھرا۔۔"

کیا کہہ رہی تھی آپ کی امو؟؟""رمینا نے منہ بسور کر پوچھا۔۔اسکے " تاثرات دیکھ دراب نے لب دبا کر اسکے گال پر ہونٹ رکھے تھے۔

وہ اپنی مورے کے پاس سے ہی آرہا تھا۔جو اسے دوسری شادی اور رمینا کو" طلاق دینے پر بضد تھی۔۔کافی بحث ومباحثے کے بعد دراب غصّے سے اٹھ کر چلا آیا۔۔وہ کسی بھی صورت رمینا سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔

یقیناً حریم اسفندیار خان کو آپ کیلئے منتخب کر چکی ہیں یہی خبر سنائی ہو"
"!!گی

وہ زخمی سا ہنسی۔۔تو اسکی آنکھوں میں جھلکتی نمی دیکھ دراب کے دل کو کچھ ہوا۔۔

اسنے تڑپ کر اسکا رخ موڑے اسے اپنی طرف کیا۔۔
دونوں ہاتھ مضبوطی سے ریلنگ پر جمائے اب رمیناخان کی بھیگی خفا سی نظروں میں دیکھا۔۔
جہان جلن کا تاثر نمایاں تھا۔
آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسا ہونے دوں گا؟" وہ دوبدو سوال پوچھ بیٹھا۔رمینا "
نے گہری سانس بھر کر اسے دیکھا۔
اگلے ہی لمحے وہ اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔۔دراب نے اپنے بازوؤں اسکے گرد پھیلائے۔

دراب وہ آپ کے خاندان کی لڑکی ہے!!اتنی کم عمراور خوبصورت بھی!!"
جانتے ہیں آپ کی مورے اسے شروع سے ہی آپ کے لئے چن چکی تھی وہ
تو میں بیچ میں آگئی۔۔

وہ اب اپنا دل کھول کر اسکے سامنے رکھ رہی تھی۔۔دراب کے ہونٹوں پر
مبہم سی مسکان تھی۔۔

اگر بڑی حویلی والے اس رشتے کیلئے مان گئے تو وہ وقت دور نہیں دراب"
۔۔۔جب مجھے آپ سے دور کر دیا جائے!!وہ ایک دم سے کہتے رو پڑی تھی
۔دراب نے گہری سانس بھرتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اپنے سامنے
کیا۔۔

رمینا میری جان ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔!!کیونکہ اول تو میں نے"
مورے کو شادی سے انکار کر دیا ہے اور دوسرا!!اگر وہ پھر بھی ناں مانی تو
بڑی حویلی والے اس رشتے کیلئے کبھی نہیں مانیں گے۔۔رمینا نے چونک کر
اسے دیکھا۔۔۔

زارون کبھی اس رشتے کیلئے حامی نہیں بھرے گا۔وہ اپنی بہن کو ایک شادی شدہ شخص سے کبھی نہیں بیاہے گا۔ٹرسٹ می!!"

اسکی بات سن رمینا کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ امڈی۔۔

وہ لمحوں میں پر سکون ہوئی اسکے سینے سے آن لگی۔۔۔

تمہارے لئے سرپرائز ہے ایک!!"دراب نے لب دبا کر آسمان کو دیکھتے کہا۔رمیناخان چونکی۔۔۔

کیسا سرپرائز؟؟"اسکی آنکھوں میں چمک امڈی تھی۔

صبح بتاؤں گا ڈارلنگ!!"وہ مبہم سا مسکرائے اسے پھر سے خود سے لپٹا گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں گیا تم تم خان!!"رات کے آدھے پہر وہ دبے قدموں سمیت زنان خانے میں داخل ہوتا اپنے کمرے کی طرف خاموشی سے بڑھ رہا تھا۔۔جب پیچھے سے آتی مورے کی آواز پر اسے لب بھینچ کر رکنا پڑا۔۔

سرخ آنکھوں میں اترتے خون کو اس نے گہری سانسیں بھر کر اپنی آنکھیں میچتے ہوئے کم کرنا چاہا۔۔

ڈارک بلیو کلر کے شلوار قمیض میں مردانہ نیلی شال اسکے چوڑے شانوں پر نفاست سے سیٹ تھی۔۔ بھورے بال پیشانی پر چپکتے اسکی مغروریت میں اضافہ کر رہے تھے۔

"مورے آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں۔۔؟" ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے زرغان خان نے الٹا انہی سے سوال پوچھا۔۔

جس پر بختاور خانم کے چہرے پر کرختگی مزید بڑھی تھی۔

"وہ اب خفگی سے بولی تو زرغان کے لبوں پر نا ہم کیا پوچھ رہا ہے تم سے؟" چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

"گہری سانس بھرتے اسنے نظریں چُرا کر کہا تھا جو ابا وہ اس ڈیرے پر تھا!!" سے دور ہوئی۔۔

کہاں چھپا پڑا ہے تمہارا وہ بھائی!!؟اب یہ مت کہنا تم کو پتہ نہیں۔۔۔کیا"
کیا ہے اس بار اس بد بخت نے۔۔۔جو اس بار اپنا ہی حویلی آنے سے ڈر رہا ہے
"___وہ
بختاور خانم کے کٹیلے لہجے میں پوچھنے پر زرغان خان نے لب بھینچ ڈالے تھے
۔۔وہ خود نہیں جانتا تھا آفتاب خان کہاں ہے۔۔کافی دنوں سے وہ شہر میں
موجود اسکے فارم ہاؤس پر سے غائب تھا۔۔
اور تبھی سے زرغان خان اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔آفتاب خان ملا تو نہیں تھا البتہ
زارون سکندر خان پر اسکا غصہ دوگنا ہو چکا تھا۔۔
اچھا چھوڑو اس بد بخت کا بچہ کو۔۔تم سے ایک کرنا ہے!!وہ اسے جانچتی"
نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔
زرغان خان ان کی بات کرنے کے انداز پر ناچاہتے ہوئے بھی ٹھٹک کر
آنکھیں چھوٹی کیے انہیں بغور دیکھنے لگا۔۔

جی بولیں میں سن رہا ہوں!!"مؤدب سے لہجے میں کہتے اس نے دونوں"
ہاتھ پشت پر باندھ لئے۔۔

ہم تمہارا لئے یاور خان کا رشتہ کرنا چاہتا ہے۔۔اگر تم راضی ہو تو بات پکی"
"کریں تمہارا؟

وہ جانتی تھی اسکی عادات واطوار کو۔۔۔اسی لئے اس سے پوچھنا لازم سمجھا
۔۔۔

ان کی بات پر زرغان خان کے ماتھے پر دو بل سمٹے۔۔
تراشیدہ ہونٹ بھینچ کر اسنے گہری سانس بھری۔۔
آنکھوں کے پردے پر ایک دلفریب سا چہرہ لہرایا۔۔

مورے میں حریم اسفندیار خان سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔آپ لوگ"
"!!کل ہی بڑی حویلی جائیں۔۔اور میرے لئے اسکا ہاتھ مانگیں
وہ سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں کہہ کر واپسی کیلئے مڑا۔۔
جبکہ بختاور خانم کی آنکھیں حیرت کے مارے انتہا سے زیادہ پھیلی۔۔

خان یہ کیا بات کہہ رہا ہے تم؟ بھلا سکندر خان اپنی بہن تمہیں کیوں دے"
"گا؟

کمرے کی طرف بڑھتے اسکے بھاری قدم ان کے اعتراض اور وہ بھی زارون سکندر خان کی جانب سے سن کر یکلخت تھمے تھے۔

وہ ہوتا کون ہے اعتراض کرنے والا!!" بھوری آنکھوں میں نفرتوں کا"
جہاں امڈ آیا تھا۔۔

بختاور خانم نے تاسف سے اپنے جوان بیٹے کو دیکھا۔۔

وہ حریم کا بھائی ہے۔۔اوپر سے تمہارا عمر۔۔۔ماشاءاللہ سے اکتیس کا ہونے
"!!والا ہے تم!!اور حریم چھوٹا بچی ہے تمہارا آگے

وہ جانتی تھی زارون سکندر خان اور زرغان خان کی بچپن سے ایک دوسرے
سے نہیں بنتی تھی۔۔

ایسے میں یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ یہ رشتہ دیتے۔۔

وہ خود بھی گل مینے سے اتنا ہی بڑا ہے مورے!! حریم اسفندیار خان"
صرف زرغان ولی خان کی ہے!! آپ کل ہی جا کر اسے میرے لئے مانگیں
گی۔۔اگر وہ لوگ مانے تو ٹھیک و گرنہ!! یہ خان اسے دوسرے طریقے سے
"..اپنا بنائے گا

سرد اور سخت لفظوں میں اپنی بات کہتے وہ رکا نہیں تھا۔۔بختاور خانم نے اپنے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے بڑی مشکل سے تھامے خود کو گرنے سے سنبھالا۔۔

اُنھوں نے تو کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ زرغان خان کا دل خاندان بھر کی سب سے چھوٹی لڑکی "حریم اسفندیار خان" پر آئے گا۔وہ بھی زارون سکندر خان کی اکلوتی بہن پر۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیا ارادہ ہے تمہارے شاہ سائیں کا۔۔۔آج بھی واپس جانا ہے یا یہیں"
"ڈیرے پر خوار ہو گا؟؟

پشت پر ہاتھ باندھے بھاری رعب دار آواز میں کچھ قدم اختر اماخود سے پیچھے کھڑے اختر پر ایک کٹیلی نگاہ ڈال کر آغا جان نے دھول اڑتے کچے میدان پر نظریں باندھیں۔۔

"!!خطا معاف ہو سردار سائیں!!مجھے اس بات کا علم نہیں ہے"

اختر نے خوف سے کانپتے وجود پر قابو پاتے بمشکل ہی کہا تھا۔۔

اسکے جواب پر وہ سپاٹ چہرے سمیت مڑے۔۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر اُنہوں نے کالے رنگ کے گھوڑے پر سوار اسال آغا شاہ پر ایک نگاہ ڈالی۔۔

تمہیں یہ بھی نہیں معلوم!! تمہیں معلوم کیا ہوتا ہے آخر کار اختر! وہ دبے" دبے لہجے میں گرج پڑے تھے۔۔اختر کیلئے تھوک تک نگلنا محال ہو گیا تھا۔

چہرے پر پسینے کی بوندیں آغا جان صاف دیکھ رہے تھے۔۔

ہم نے کہا تھا کہ آغا اس باغی گھوڑے کے نزدیک نہیں بھٹکے گے!!آپ"

"!!سے وہ کام بھی نہیں ہو سکا۔۔۔بولیں پھر آپ کا فیصلہ کر دیا جائے آج

زہریلے لہجے میں پھنکار کر کہتے وہ سرخ نظروں سمیت اسے گھورنے لگے ۔۔گھوڑے کی مزاحمت اب عروج پر ہوتی جارہی تھی۔۔

وہ سیاہ رنگ کا خوبصورت گھوڑا۔۔۔جسے اسال آغا شاہ نے ایک ریس میں دیکھتے ہی پسند کر لیا تھا۔۔اسکے مالک نے یہ کہہ کر بیچنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ نسلی اور پالتو گھوڑا ہے۔

بچپن سے اپنے مالک سے اٹیچ ہے اور آج تک اس پر کوئی دوسرا شخص سواری نہیں کر سکا۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ ڈیرے پر تھا۔۔گھڑ سواری کا سارا میلہ اسی کے زیر نگرانی طے پایا گیا تھا۔۔۔

اس بار ان کے گاؤں کا گھڑ سوار دوسرے نمبر پر آیا تھا اور اسی لیے اگلی بار اسال آغا شاہ خود مقابلے میں حصہ لینا چاہ رہا تھا۔۔

"!!فکر مت کریں سردار سائیں۔۔۔شاہ سائیں اسے سنبھال لیں گے"

اختر کی آنکھوں میں اس سیاہ آنکھوں والے پر کشش شخص کا عکس تھا۔۔لبوں پر نرم سی مسکان سمیٹے وہ ڈر کے باوجود بھی بولا تھا۔۔

کیونکہ اسے اپنے سردار پر پورا بھروسہ تھا۔اسال آغا شاہ نے دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن پر لپیٹ کر سر اسکے نزدیک کرتے جیسے اسکے کان میں کچھ کہا تھا۔۔

گھوڑا تھوڑی دیر الٹے قدم لیتا بالآخر رک گیا تھا۔۔

اسال آغا شاہ کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ امڈی۔۔وہ اگلے ہی لمحے گھوڑے سے اترا اب اسکے چہرے پر لگی خشک مٹی اپنے ہاتھوں سے جھاڑتے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔۔

آغا جان یک ٹک اپنے پوتے کو دیکھ رہے تھے۔۔جو سیاہ جینز کے اوپر سفید ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔سیاہ بال لاپرواہی سے اسکے ماتھے پر چپکے ہوئے تھے ۔۔چھ فٹ سے نکلتا دراز قد!!خوبصورت بھنویں جو اس کی خوبصورتی کو

نکھار دیتی تھی۔۔ سحر انگیز شخصیت!! وہ ایک نظر بھر کر اسے دیکھتے نظریں پھیر گئے تھے۔۔

آغا اب مسکرا کر اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔ جب اچانک سامنے سے ایک ملازم آگے بڑھا۔۔ گھوڑے کی لگام آغا کے ہاتھ سے لیتے وہ اب وہاں سے گھوڑے کو لے جا چکا تھا۔۔

آغا گہری سانس بھر کر مڑا۔۔ سامنے ہی لکڑی کے بڑے سے تبیلے کے باہر اسکے آغا جان کھڑے تھے وہ جانتا تو تھا ان کے آنے کی وجہ۔۔۔

مگر پھر بھی لب بھینچنے پر اکتفاء کیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

دماغ ٹھکانے پر تو ہے ناں تمہارا۔۔ کیا بکواس کرے جا رہی ہو؟" کرسی" سے کرنٹ کھا کر اٹھتی وہ غرا کر جھپٹ پڑی تھی۔ انعم سعید کا اطمینان ہنوز قائم تھا۔

مجھے جو کہنا تھا وہ میں کہہ چکی ہوں___!!اب میں مزید تمہارے لئے کام"
"نہیں کروں گی۔۔

کندھے اچکا کر کہتی وہ جیسے ہی کرسی سے اٹھنے لگی۔۔مقابل بیٹھی لڑکی نے کسی خونخوار بھیڑیے کی طرح اسے جھپٹا۔۔انعم لال چہرے سمیت اپنے بازو پر دھنستے اس کے ہاتھ کو دیکھتی رہ گئی۔

کیا لگتا ہے تمہیں۔۔انعم!!تم یوں مجھے چیٹ کرو گی اور میں تمہیں چھوڑ" دوں گی۔۔"سرد بپھرتا ہوا سا لہجہ تھا۔۔انعم سعید کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔اس لڑکی کے پاگل پن سے وہ بخوبی واقف تھی۔۔

حورب بیہیو یور سیلف!!تم ہرٹ کر رہی ہو مجھے___"انعم کی پھٹتی ہوئی" آواز پر حورب نے دانت بھینچے اسے لہولہان چہرے سمیت دیکھا اور کھینچ کر الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسکے منہ پر جھڑا تھا۔۔

انعم گال پر ہاتھ رکھتی بے یقینی سے یک ٹک اسے گھورتی رہ گئی۔۔جس کی آنکھوں میں جنون خیزی دیکھ وہ اندر تک لرزی تھی۔۔

میں ہر اس شخص کو ہرٹ کروں گی۔جو میرے زارون سکندر پر نگاہ رکھے"
گا۔انعم سعید!!اگر آئندہ تمہاری آنکھوں میں یہ محبت بھرے رنگ نمایاں
"____ ہوئے تو ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گی میں تمہاری آنکھیں نوچنے میں
دونوں شانوں سے جکڑتے وہ پاگلوں کی طرح انعم پر دھاڑی تھی۔۔انعم لب
بھینچے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

تمہیں جس کام کیلئے رکھا ہے بس وہ کرو!!صرف اور صرف زارون کو"
نکاح کیلئے راضی کروا گر اس کی طرف آئندہ غلط نگاہ ڈالی بھی تو یہ دنیا بھول
"!!جائے گی یہاں انعم سعید نامی کوئی لڑکی بھی تھی

حورب کا سرسراتا ہوا لہجہ اور اسکی آنکھوں میں دہکتی آگ کی چنگاریاں دیکھ
انعم اندر تک لرزی تھی۔۔

اب جاؤ یہاں سے۔۔۔جو بھی کرنا ہوا اب میں خود کروں گی!!"بالوں کو
مٹھیوں میں جکڑتے وہ آنکھیں میچ کر بولی۔تو انعم نے اپنی رکی ہوئی سانس
بمشکل سے بحال کی۔۔اور بھاگ کر کمرے سے نکلی۔۔

"!!دروازہ کھولتے ہی اسکی نظر دروازے پر کھڑے آفتاب خان پر پڑی وہ اسے فوراً سے پہچان گئی تھی۔۔مگر اس وقت اسے یوں چوروں کی طرح چھپتا چھپاتا حورب کے کیبن کے سامنے دیکھ وہ شش وپنج میں مبتلا ہوئی۔

آفتاب خان نے ایک اُچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔۔چادر سے اپنا چہرہ اچھی طرح سے کور کرتا وہ اب دروازہ کھول اندر داخل ہوا۔

"ہوناں ہو یہ دونوں کچھ کرنے والے ہیں مگر کیا؟؟؟"

بیگ پر گرفت مضبوط کرتے انعم خود سے بڑبڑائی۔۔گہری سانس بھرتے اسنے ماتھے پر چمکتے پسینے کی بوندوں کو اچھی طرح سے صاف کیا۔اور اب باہر کی طرف نکلی"___

★★★★★★★★★★★★

آغا!!"آغا جان اسے سوچوں میں گھرا دیکھ کر سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوئے جس نے کچھ چونک کر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

"!!ہم جانتے ہیں محمل قریشی بہت خوبصورت ہے"

ان کی بات کے آغاز پر ہی وہ جبڑے بھینچ کر گاڑی سے باہر کی طرف دیکھنے لگا

۔۔

وہ بنا بحث کیے ان کے ساتھ واپس لوٹ آیا تھا۔وہ کسی بھی صورت انہیں شک دلا کر محمل کیلئے مشکلات بڑھا نہیں سکتا تھا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں یہ مقابلہ بہت اہم تھا اسی لئے آپ چاہ کر بھی حویلی" !! نہیں آسکے

بدر عالم شاہ تو پچھلے ہفتے ہی واپس جا چکا ہے۔۔و گرنہ ہم اسے ہی بھیج دیتے تمہارے پاس۔۔۔۔جو ہونا تھا وہ گیا۔۔۔بہر حال۔۔۔تم اپنے اہم کام پر توجہ دو!! یقیناً تمہارے کمرے میں موجود حسن اس قدر طاقت ور کھتا ہے "!کہ وہ تمہاری بیوی کی یادیں تمہارے دل و دماغ سے نکال سکے۔۔۔

اسال کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔ضبط کا بندھ ٹوٹا تھا۔۔

"!!آغا جان پلیز رخ کا ذکر ناں کریں"

وہ بے بسی سے پہلوئں بدلتے ہوئے بولا۔۔۔ایکدم سے جیسے سب کچھ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا کر گیا ہو۔۔۔

"!!ہر یاد ہر غم تازہ ہو گیا تھا جیسے

آج کے بعد تم جہاں بھی چلے جاؤ رات کو تم واپس اپنے کمرے میں ہی آؤ"

"!!گے!!یہ ہمارا حکم ہے

گاڑی پورچ میں رک چکی تھی۔۔

آغا جان نے بڑے سیدھے اور صاف لفظوں میں اسے اپنا مدعا پھر سے یاد دلایا۔۔

اسال آغا شاہ لب بھینچے درد سے پھٹتے سر سمیت گاڑی سے نکلا۔۔

غصّے سے بھاری قدم اٹھاتے اسال آغا شاہ کے سرخ چہرے کو کئی نظروں نے بغور دیکھا تھا۔۔۔

یخ بستہ ٹھنڈی ہوائیں اسکے وجود کو چھو کر گزر رہی تھیں وہ بے حس بنی یک ٹک کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔۔معا کمرے کا دروازہ اس قدر شدت سے بند ہونے پر اسکا دل ایک پل کو لرزا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے چہرے سے چپکتی سنہری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔اسال آغا شاہ کی واپسی اسی کمرے میں ہونی تھی۔۔ آخر کار اپنا مقصد حاصل کرنے کو وہ بار بار اسکے نزدیک آئے گا ہی۔۔

دل میں موجود بد گمانی بڑھی تھی۔۔گہری سانس بھر کر وہ سر جھٹکتے واپس اندر داخل ہوئی۔۔

وجود میں اب تک اسکا خوف موجود تھا۔۔اسکی قربت کا خوف اسے اپنے سحر سے نکلنے ہی نہیں دے رہا تھا وہ بھلا اور کیا سوچتی۔۔

بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل سے کھولتے وہ جلدی سے اندر داخل ہوئی۔۔"

چادر اور تکیہ اٹھا کر نیچے بچھاتی وہ اس قدر سرد موسم میں بھی نیچے سونے لگی۔

وہ اپنی اوقات اور حیثیت نہیں بھولی تھاناں ہی بھولنا چاہتی تھی۔۔

اسی لئے اسال آغا شاہ کی غیر موجودگی میں بھی وہ اس بستر پر نہیں سوتی تھی

۔۔

ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر وہ شرٹ پہنتا روم میں داخل ہوا۔۔

پہلی نگاہ بیڈ کے نزدیک نیچے سوئی محمل پر پڑی تھی۔ مگر اس وقت اسکے دل و دماغ میں ایسی جنگ چھڑی ہوئی تھی کہ وہ بنا اس پر توجہ دیے سٹڈی روم میں بند ہو گیا۔۔۔

محمل لاشعوری طور پر کچھ چونکی تھی۔۔۔ شاید اسے یقین تھا کہ وہ اسکے نیچے سونے کا نوٹس لے گا۔۔ پھر وہ خود ہی اپنی خوش فہمی پر تلخی سے مسکرائی۔۔ اپنا مقصد تو حاصل کر ہی چکا تھا وہ۔۔ بھلا اسکے لئے محمل قریشی کا وجود کس "اہمیت کا؟؟؟

آنکھوں سے بہتے کئی آنسوں کو بے دردی سے رگڑتے وہ آنکھیں میچ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

★★★★★★★★★★★★

اچانک کچھ گرنے کی زوردار آواز پر محمل ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔ویسے بھی اسال کی موجودگی میں وہ سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔۔

دل ودماغ میں اسکا خوف اس قدر گہرا بیٹھا تھا کہ وہ چاہنے کے باوجود بھی خود کو پر سکون نہیں کر پائی۔۔

دوپٹہ اٹھا کر اپنے شانوں پر اوڑھتے اسنے آنکھیں مسل کر آگے پیچھے دیکھا۔ وہ ابھی اسی شش وپنج میں مبتلا تھی۔۔جب اسال آغا شاہ کی مدہم آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔

محمل لب کاٹتے خاموش بیٹھی سٹڈی روم کے دروازے کو دیکھنے لگی۔کچھ دیر یونہی گزری تھی۔۔

اور پھر گہری سانس بھر کر اٹھی۔۔جس طرح سے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔اسے چاہ کر بھی نیند نہیں آنے والی تھی۔۔

لب کچلتے اسنے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے دروازہ کھولا۔پورا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

آغا یار سپیڈ کم کر لو۔اب ہمیں اتنی بھی جلدی نہیں ہے حویلی پہنچنے کی"

۔۔۔!!"ساحر ہارون شاہ کی گھمبیر آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔ہونٹ ہلکے ہلکے سے لرز رہے تھے۔

اسال پلیز سپیڈ کم کریں ناں___ مجھے ڈر لگ رہا ہے!!"ساتھ بیٹھی ماہ رخ" آفندی نے اسکا شانہ جکڑتے کچھ خوف سے کہا تھا۔۔

گھپ اندھیرے میں سڑک پر صرف گاڑی کی لائٹ سے روشنی پھیل رہی تھی۔

موسم قدرے خراب تھا۔اسال آغا شاہ نے ایک نگاہ اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اپنی بیوی پر ڈال کر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ساحر اور نعمت شاہ کو دیکھا۔۔

تم سب تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے مجھے بڑا شوق ہے ایسے تیز چلانے کا۔۔!!" جانتے تو ہو ناں ٹائم کافی ہو گیا ہے۔۔اوپر سے آغا جان سو سوال کریں گے۔

کہ کہاں رہ گئے۔۔وہ چاروں ایک تقریب میں شامل ہونے گئے تھے۔۔ واپسی پر ماہ رخ اور نعمت کی ضد پر وہ دونوں انہیں کچھ شاپنگ کروانے لے گئے تھے۔۔اور پھر واپسی پر کھانا کھاتے ہی وہ کافی لیٹ ہو گئے تھے۔

" پھر بھی سپیڈ کم کر دے یار_ !! میری بیوی اور بچے کو کچھ ہونا نہیں چاہئے !" ۔۔

نعمت کے گرد بانہیں پھیلائے اسے خود سے لگاتے ساحر نے شریر لہجے میں کہا۔۔

نعمت جھنیپ سی گئی تھی۔اسال آغا شاہ اور ماہ رخ نے مسکرا کر پیچھے گردن موڑے ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے گاڑی کے ٹائر کے نیچے کوئی پتھر آیا۔۔گاڑی کا بیلنس بری طرح سے بگڑا تھا۔۔

اسال نے گھبرا کر سٹیئرنگ پر گرفت مضبوط کر دی۔۔مگر گاڑی اب اس سے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔۔اور پھر اچانک گاڑی سامنے سے آتے ایک بڑے سے ٹرک سے بری طرح سے ٹکرائی۔

مم ماہ رررخ___ """محمل اسکی ہڑبڑاہٹ پر تشویش سے آگے بڑھی تھی۔"

اسکے لبوں سے نکلا ماہ رخ آفندی کا نام اسے واپس مڑنے نہیں دے رہا تھا۔

سامنے ہی صوفے پر سر گرائے وہ پسینے سے شرابور سرخ چہرے سمیت پڑا تھا۔

ہلکی سی روشنی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔ محمل نیند میں اسکی حالت دیکھ گھبرائی تھی۔

سس سائیں!! "لبوں کو تر کرتے محمل نے مدہم سی آواز میں اسے پکارا۔۔"

پاس پڑے میز کے قریب ہی ٹوٹے جگ کی کرچیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔

وہ اب بھی ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔۔۔

سائیں!! "محمل گھبرا کر اس تک پہنچی۔۔ جس کی سانسیں اکھڑنے لگی"

تھیں۔۔

ایک دم سے محمل کی آنکھوں میں خوف اور پریشانی سمٹ آئی تھی۔

مم ماہ رررخ!!" محمل نے تھوک نگل کر اپنا ہاتھ کپکپاتے ہوئے اسکی" پیشانی پر رکھا۔

جو بخار کی حدت سے تپ رہی تھی۔

"!!شاید وہ کسی برے خواب کے زیر اثر تھا۔۔ مگر ماہ رخ؟؟ کیا ہوا تھا اسے محمل کی سوچ کی تنابیں اب ماہ رخ پر جا ٹھہری تھی۔۔ ٹیبل کے قریب سے گزرتے اسنے لبوں پر زبان پھیرتے نرمی سے اسکا شانہ تھپکا۔۔

"!!تاکہ وہ اسے ہوش میں لا سکے___ "سائیں اٹھیں

نیلی کانچ سی خوبصورت آنکھیں سرخ ڈوروں سے لبریز تھی۔ شانے سے ڈھلکتا آنچل اب ایک طرف کو لڑھک چکا تھا۔۔ خوبصورت چہرے پر فکر اور گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات اسکے حسن کو مزید حیراں کن بنا رہے تھے۔۔ سنہری زلفیں گالوں پر اٹکھیلیاں کھا رہی تھیں باریک عنابی ہونٹوں کو دانتے تلے کچلتے وہ عجیب بے بسی کے عالم میں گھری تھی۔۔ نگاہیں اس خوبرو شخص

پر ٹھہر سی گئی تھی۔۔نکاح کے بعد آج پہلی بار اسے پینٹ شرٹ میں ملبوس پایا تھا۔۔

محمل کو اسکے حسن سے عجیب سے خفت ہونے لگی۔۔گلابی گال جانے کس احساس کے سبب دہک پڑے تھے۔۔دل کی دھڑکنیں بڑی بے چینی سے بے ہنگم ہوئی تھی۔۔اسال آغا شاہ کے وجود سے اٹھتی وہ مدہوش کن خوشبو محمل قریشی کو اب تک اپنے وجود سے پھوٹتی محسوس ہوتی آرہی تھی۔۔

دماغ واپس چلے جانے پر اکسا رہا تھا۔۔جبکہ دل۔۔۔دل تو اس ستمگر کی تیمار داری پر اکسا رہا تھا۔۔

نہیں مجھے جانا چاہیے!!دماغ میں آتی مختلف سوچوں کو جھٹکتے وہ واپسی کو مڑی ۔۔جب اچانک اسال آغا شاہ نے اسکا ہاتھ ہاتھ جکڑا تھا۔۔

محمل کا دل مانو منہ کو آیا ہو!!نیلی آنکھیں خوف سے مزید گہری ہوئی۔۔وہ ایکدم سے مڑی۔۔

اسلام و علیکم

اگر آپ اپنا ناول پبلش کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کرے۔

اگر آپ کو ناول ڈاؤنلوڈ کرنے میں کوئی بھی پریشانی ہیں تو ہم سے رابطہ کرے۔۔۔۔

ناول کی اپڈیٹس کیلیے

آپ ہمارا فیسبک پیج، ٹک ٹاک، انسٹا گرام، سب جگہ پر فلو کرے۔۔۔۔

شکریہ

WhatsApp: 0314-9652219

Email: info@novelsmafia.com

Published on: NovelsMafia.com

جب اگلے ہی لمحے اسال آغا شاہ نے اسے جھٹکے سے اپنی سمت کھینچا تھا۔۔

محمل کی دبی دبی سی چیخ فضا میں گونجی۔۔

وہ ایکدم سے دونوں ہاتھ اسکے چوڑے سینے پر جمائے گہری سانسیں بھرتی اسے دیکھنے لگی۔ جس نے ایک دم سے اسکی نازک کمر کے گرد اپنا مضبوط حصار بنائے اسے جھپٹ کر اپنے نیچے گرایا۔۔

سس سائیں!!" محمل کی بے یقینی میں ڈوبی مدہم سرگوشی نما پکار، پر اسال"

آغا شاہ نے لمحے میں اپنی گہری سیاہ آنکھیں کھول کر اسکے چہرے پر پھیلے خوف ودہشت کو بغور دیکھا۔۔

گردن ذرا سی اونچی ہونے کے سبب محمل قریشی کی مدہم سانسیں اسال آغا شاہ کو اپنی تھوڑی پر محسوس ہوئی تھیں۔۔ دونوں ہاتھ اسکی کمر کے گرد ابھی تک حصار کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔۔

چچ چچھوڑیں___ "پہلی بار وہ ہوش میں اپنے وجود پر اسکی گہری نگاہیں" محسوس کر رہی تھی۔۔

بے بسی، غصہ اور خوف بیک وقت عود آیا تھا۔۔ خوبصورت نقوش میں تناؤ بھر رہا تھا۔

اسال آغا شاہ نے کچے ڈوروں سے لبریز اپنی سرخ ہلکی سی نم آنکھیں اس" بے تخاشہ حسین چہرے پر جمائی۔۔

کیا ہوا ڈر کیوں رہی ہو؟" نظریں اسکے حسین چہرے پر جمائے اسال آغا" شاہ نے حیرت سے سوال کیا۔۔اسکا بلاوجہ کا ڈرنا اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ نہیں میں ڈر تو نہیں رہی!!"خوف سے سہمی ہوئی ہرنی کی طرح اپنی" دلنشین آنکھیں ایک پل کو بڑی کرتے وہ مضبوط لہجے میں بولی جیسے خود کو "یقین دلانا چاہا ہو۔۔۔۔

اسال اسکے چھونے پر ہی جاگ گیا تھا۔۔ مگر اچانک اسکا یوں دور جانے پر وہ بے ساختہ ہی اسے بنا کچھ سوچے سمجھے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔یہ سب غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔۔وہ خود اپنی حالت نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

تمہیں اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا محمل!!"بھوجل گھمبیر لہجے میں" کہتے اسال آغا شاہ نے سنجیدگی سے اس لڑکی کو خوف سے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھا۔

آپ آپ بیمار ہیں۔۔ نیند میں بڑبڑا رہے تھے۔۔بب بس اس لئے "
"!!آئی

وہ اسکا حصار توڑنے کی کوشش میں نگاہیں جھکائے بولی تھی۔اسال آغا شاہ نے بغور اس کے شرم وحیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔۔

اسکا حسن کسی بھی مضبوط اعصاب کے مالک کا دل ڈگمگانے کو کافی تھا۔چاند سے مکھڑے پر نگاہیں گاڑھے اسال نے بے ساختہ ہی اپنے ہونٹ محمل قریشی کی خوف سے سرد پڑی پیشانی پر رکھے۔۔

محمل کے گرفت اسکی شرٹ پر مضبوط ہوئی تھی۔آنکھوں میں بے بسی کے سبب نمی سی جھلکنے لگی۔۔

اسکے وجود کی لرزاہٹ محسوس کرتے اسال بے ساختہ ہی اس سے دور ہوا۔۔ جذبات ایکدم سے اس پر حاوی ہوتے جا رہے تھے۔۔ محمل قریشی کوئی عام سی لڑکی تو ہر گز نہیں تھی۔

جسے چھونے کے بعد وہ اپنے احساسات پر قابو رکھ پاتا۔۔ مگر پچھلے ایک ہفتے سے وہ ہر ممکنہ کوشش کر کے اس دور رہا تھا۔۔

حق ملکیت کا احساس اسکے وجود پر عجب سی مدہوشی طاری کر رہا تھا۔

مگر وہ اسال آغا شاہ تھا۔۔اپنے جذبات پر قابو پانا اسے بخوبی آتا تھا۔۔

آنکھیں میچتے اسنے بے ساختہ ہی پیچھے ہٹتے اپنا حصار کھول دیا۔۔ محمل اسکے دور ہٹنے پر بے ساختہ ہی آنکھیں کھول گئی۔۔

جاؤ یہاں سے محمل!" بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔رخ" موڑے سنجیدگی سے کہتے وہ غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگا۔

محمل بے ساختہ ہی گھبرا کر اٹھی۔۔دوپٹہ شانوں پر درست کرتے وہ بھاگ کر کمرے سے نکلی۔۔

★★★★★★★★★★★★

السلام علیکم ! ! کیساہیں آپ آغاجان ؟" مردان خانے میں اچانک ولی خان کی آمد پر سبھی نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔ جن کے چہرے پر ڈھیروں اطمینان اور مبہم سی مسکراہٹ تھی۔۔

زارون سکندر خان کی سیاہ آنکھیں کچھ ناگواری سے سمٹی۔۔ "اچھا آغاجان ! ! میں نکلتا ہوں ! ! شام تک پھپھو کے ساتھ لوٹوں گا"

وہ ولی خان کی آمد پر ہی جلدی سے بات بدلتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ ولی خان نے بغور اسکے بدلتے چہرے کو دیکھا۔ جس نے سلام کا جواب تک سیدھے منہ نہیں دیا تھا۔۔

آو ولی باہر کیوں کھڑا ہے تم ! ! " داجان کی آواز پر وہ سر جھٹک کر آگے بڑھے۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ اٹھ کر باہر لاؤنج کی سمت بڑھ گئے تھے۔۔

" ! داجان مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے"

چند ایک باتوں کے بعد ولی خان مدعے پر آئے تھے۔۔داجان نے ہنکارہ بھرتے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔۔وہ اکیلے نہیں آئے تھے۔۔بختاور خانم ان کے ساتھ آئی تھی جو زنان خانے میں موجود تھیں۔۔

حریم کہاں ہے نظر نہیں آرہا۔۔۔؟'بختاور خانم نے کھوجتی نظروں سے" آگے پیچھے دیکھتے حریم کو ڈھونڈنا چاہا تھا۔۔

گل مینے تو پیپر کی تیاری میں مصروف تھی۔اور حریم تیار ہو رہی تھی۔۔

زارون سکندر خان تو نہیں البتہ ضرار پاشا اسے لینے آرہا تھا۔۔شام تک نور کو ڈسچارج کیا جانا تھا اور وہ نور اور نعمت کے ساتھ ہی ہاسپٹل سے واپس آنے والی تھی۔۔

زرتاج خان ان کے یوں سیدھا حریم کا پوچھنے پر کچھ چونکی۔۔دل میں گھبراہٹ بھی ہوئی تھی۔

آج نہیں تو کل حریم کا رشتہ ہونا ہی تھا۔۔وہ بھی برادری میں ہی!! مگر آفتاب خان کی عادات واطوار انہیں سخت ناپسند تھا مگر وہ یہ بھی جانتی تھی آخری فیصلہ داجان کا ہونا تھا۔۔

امو!! میری چوٹی بنادیں!" سیڑھیوں سے بھاگتی ہوئی نیچے کی طرف آتی" حریم خان کی آواز پر جہاں زرتاج خان اور نرگھس خان نے ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھا تھا وہی بختاور خانم کے ہونٹ مسکرائے تھے۔

سبز رنگ کی پٹھانی پوشاک پہنے، خوبصورت چہرہ کسی بھی بناؤ سنگھار کے بغیر بھی کافی خوبصورت لگ رہا تھا وہ اب اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے خود کو دیکھتی بختاور خانم کو منہ کھولے دیکھنے لگی۔۔

زرتاج خان اسے اشاروں سے دوپٹہ اوڑھنے کا کہتی رہی مگر وہ نا سمجھی سے انہیں اشاروں میں ہی پوچھنے لگی کہ کیا ہوا ہے۔

اٹھارہ سالہ حریم اسفندیار بلاشبہ کافی حسین تھی۔

مگر ایک نگاہ اس پر ڈالتے ہی وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اتنی ہی کم عمر بھی ہے!!

مگر اپنے بیٹے کی ضد کے آگے وہ خود مجبور تھیں۔

ادھر آؤ حریم۔۔۔ماڑا ہم بال بناتا ہے اپنا بچی کا!!"بختاور خان کے مسکرا"

کے کہنے پر حریم بناماں کو دیکھے بھاگ کر انکے نزدیک پلنگ کے قریب بیٹھی

۔۔نرگھس خان نے بمشکل سے مسکراہٹ دبائی کیونکہ ان کے آنے کا مدعا وہ

مٹھائیوں اور پھلوں کی ٹوکریاں دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ اسکے بال خوبصورتی سے باندھ چکی تھی۔۔جس پر"

اسنے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پر وہ ماں کو

خدا حافظ کہہ کر دوپٹہ اوڑھتی باہر کو بھاگی۔۔

بختاور خانم نے نا سمجھی سے زرتاج خان کو دیکھا۔۔جس پر انہوں نے مختصر

لفظوں میں انہیں حریم کے ہاسپٹل جانے کا بتایا۔۔۔

مگر ولی خان"یہ کیسا ہو سکتا ہے!!زارون اور زرغان کا آپس میں بنتا ہی"

"نہیں ہے ایسا حالات میں شادی کرنا۔۔۔

داجان کی آنکھوں کے سامنے ایک پل کو زرغان خان کا خوبصورت عکس لہرایا۔۔

"داجان ہم ہر چیز کو بخوبی سمجھتا ہے۔ مگر یہ زرغان خان کا خواہش تھا ہم اسی لئے بہت خواہش سے آیا ہے۔۔ حریم بچہ ہمارا لئے بلکل بیٹی جیسا ہے!!اور زرغان خان سے تو آپ واقف ہے ہی!!"

ولی خان نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔انہیں تو بیٹے کی عشق کی بابت جب سے علم ہوا تھا وہ گہرے صدمے میں تھے۔۔

یہاں آنے پر بھی زرغان خان نے انہیں اکسایا تھا۔۔بقول اسکے وہ اب مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا۔۔اسے حریم اسفندیار خان ہر صورت میں اپنی زوجیت میں چاہیے تھی۔

"ٹھیک ہے ہم ایک دو دن تک سوچ کر بتائے گا؟!"داجان نے نیم رضا مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا تو ولی خان نے کڑے دل سے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔۔

★★★★★★★★★★★★

فرخندہ۔۔۔"ڈائننگ ٹیبل پر چھائی خاموشی کو اسال آغا شاہ کی آواز نے توڑا

۔۔۔آغا جان نے ایبرو اچکا کر بغور اسکے تنے نقوش کو دیکھا۔

ثمینہ شاہ تو نخوت سے لب بھینچے ناشتہ کر رہی تھی۔آبا د شاہ کسی کام کے

سلسلے میں نکلے ہوئے تھے۔جبکہ نفیسہ شاہ کو طبعیت خرابی کے باعث ان کے

کمرے میں ناشتہ کروایا جاتا تھا۔۔

جی سرکار سائیں!!"فرخندہ لمحوں میں خاضر ہوئی۔۔"

روپ کیوں نہیں آئی ناشتے کیلئے جائیں انہیں بلا کر لائیں اور اپنی بڑی بیگم کو"

بھی___"فرخندہ بڑی بیگم کہنے پر یکدم سے چونکی۔۔حیرت سے گھور کر

اسے دیکھا۔۔

پھر اگلے ہی لمحے جی اچھا کہتی وہاں سے جا چکی تھی۔

اسال تھوڑی کے نیچے ہاتھ جمائے اب ان دونوں کے آنے کا منتظر بیٹھا تھا۔

اپنے چہرے پر آغا جان کی سخت نظریں وہ محسوس کر کے بھی اگنور کر رہا تھا۔

یہ کیا حرکت تھی آغا؟"آغا جان کی دبی دبی غراہٹ اپنے عروج پر تھی۔۔"
سبز آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھی۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے وہ
اپنے آپ پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔
ثمینہ شاہ کو تو وہ دونوں ہی سخت ناپسند تھی مگر وہ جی کڑا کیے بیٹھی رہی۔
آغا جان۔۔ کبھی کبھار اپنا مقصد پانے کیلئے یہ سب کچھ کرنا ہی پڑتا ہے۔وہ"
لڑکی اتنی سیدھی نہیں ہے۔۔اسے زیر کرنے کیلئے ہم سب کو اسے عزت اور
"!مقام دینا پڑے گا۔تاکہ جلد از جلد ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں
سیاہ خوبصورت آنکھیں پھیلائے وہ رازداری سے بولا۔اسکے زہریلے لہجے
میں کہے الفاظ پر آغا جان کافی دیر تک مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے
مگر اسال آغا شاہ کے چہرے پر وہ کسی بھی قسم کی ملاوٹ یا کھوٹ ڈھونڈ ناں
سکے۔۔
دوسرا اسکی سوچ کو اپنے مطابق ڈھلتا دیکھ وہ پر سکون ہوئے تھے۔۔

روپ شاہ تھوڑی ہی دیر میں دوپٹہ سلیقے سے جمائے سب کو سلام کرتے بھائی کے نزدیک آئی۔۔۔

جس نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا۔۔اور اٹھ کر روپ کے سر پر بوسہ دیے

"!!اپنے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بہن کو بیٹھنے میں مدد کی

روپ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھ گئی۔۔

آپ اس کمرے میں کیوں رہ رہی ہیں۔۔آپ کا کمرہ اب بدر عالم کا کمرہ ہے"

"!۔آئندہ سے آپ مجھے اس کمرے میں نظر ناں آئیں

ثمینہ شاہ نے اسال کے الفاظ کو بڑی مشکل سے نگلا تھا۔۔

چہرہ غصے کی انتہا سے سرخ پڑنے لگا تھا۔۔وہ غصّے سے لب بھینچے بظاہر پلیٹ کو گھور رہی تھی۔

روپ شاہ نے بے بسی سے لب کچلے۔۔بدر عالم شاہ کے کمرے میں وہ کس" حیثیت سے جاتی۔جب اسے خود ہی دور بھیج دیا تھا۔۔

آغا جان خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔۔جبکہ روپ تو سر جھکائے کھا کم اور پلیٹ کو گھور زیادہ رہی تھی۔

"سرکار سائیں!! بڑی بیگم صاحبہ کا کہنا ہے انہیں سر میں درد ہے وہ بعد میں کھالیں گی!!"

فرخندہ محمل کا انکار لیے اسکے سامنے خاضر تھی۔۔آغا جان نے کچھ چونک کر پوتے کو دیکھا۔تو کیا وہ اسے اتنی عزت دے رہا تھا کہ وہ لڑکی اسال آغا شاہ کو انکار کر رہی تھی۔۔

ان کے غصے کا گراف بڑھا تھا۔۔

"آپ ایسا کریں۔۔ان کیلئے تازہ ناشتہ بنا کے ٹرے لے جائیں کمرے میں ہی!!!"

اسکے اگلے حکم پر آغا جان پیچ وتاب کھاتے رہ گئے۔

"اب آپ ایک باندھی کو اتنی عزت دیں گے آغا!!" وہ کرخت لہجے میں بولے۔آغا کی آنکھوں میں ایک پل کو سنجیدگی سمٹی تھی۔۔

بڑی مشکل سے اسنے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے باذر کھا ہوا تھا۔

آغا جان___ ہمارا غلط رویہ ہمارے گلے کا طوق بن سکتا ہے!! فل حال کیلئے" ہمیں صبر سے کام لینا ہو گا۔۔ایک بار اس لڑکی کا اعتماد مل جائے پھر ہم اپنا مقصد بآسانی حاصل کر لیں گے"!!

وہ تحمل بھرے انداز میں بولا۔۔روپ تو بس اپنے لالا کے اس روپ پر بے یقین سی لب بھینچے بیٹھی رہ گئی تھی۔

جبکہ آغا جان نے ہنکارہ بھرا۔۔اسال آغا شاہ بڑے الٹے طریقے سے ان سے محمل قریشی کا حق منوا رہا تھا۔۔کیونکہ فل حال وہ محمل کو مزید ٹارچر کرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔

جیسا بھی کرنا ہے کرو۔۔۔دو اسے عزت، مقام مرتبہ سب دو۔۔۔مگر جلد" ہی جلد ہمیں خوشخبری بھی چاہیے"!

کھانے سے ہاتھ کھینچتے وہ سرد لہجے میں بولتے آغا کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گئے۔۔

★★★★★★★★★★★★

السلام علیکم داجان___ !"دروازے پر دستک دیے وہ گلا کھنکھارتے ہوئے" اندر داخل ہوا۔۔سامنے ہی اپنے بستر پر لیٹے داجان کچھ چونک کر گردن موڑے اسے دیکھنے لگے۔

جو چہرے سے کافی پریشان دکھ رہا تھا۔۔۔

کیا بات ہے زارون ؟پریشان کیوں ہو اس قدر ! !"آنکھوں میں گھبراہٹ اور سنجیدگی سمیٹے وہ سیدھے ہونے لگے۔۔زارون نے آگے بڑھ کر انہیں بیٹھنے میں مدد کی۔جواب بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

"! !داجان۔۔میں پھپھو کے گھر گیا تھا وہ وہاں نہیں۔۔۔"

زارون انکے قریب بیٹھا سنجیدگی سے بولا۔۔تو داجان کے چہرے پر ایک ساتھ کئی رنگ سمٹے۔۔

کیا مطلب ہے سکندر ! وہ بھلا کہاں جائینگے۔۔؟"زارون نے لب کچلتے" انہیں دیکھا۔۔

معلوم نہیں داجان آس پاس کے لوگوں سے پوچھا ہے۔سب کا کہنا ہے کہ "

"کچھ دن پہلے سے ان کے گھر پر تالا لگا ہوا ہے۔۔

"!!ہمممم!!حریم کیلئے رشتہ آیا ہے زارون"

داجان کی بات پر زارون کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔

آنکھیں لمحوں میں سرخ پڑی تھیں۔

"دراب خان کا؟؟"

دراب خان کے نام پر زارون سکندر خان نے حیرت سے کنگ ہوتے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھا۔۔

داجان وہ شادی شدہ ہے پہلے سے ہی!"غصہ ضبط کرنے کے چکر میں اسکا"

چہرہ لمحوں میں بے تحاشہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ اپنے آپ پر قابو پانے کی ناکام سی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

ہاں مگر وہ لوگ بضد ہیں کہ دراب کیلئے حریم کو چاہتے ہیں۔۔وہ اپنی پہلی "
"!!بیوی کو طلاق دے دے گا۔۔!! مگر میں نے انہیں انکار کر دیا ہے
داجان نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔جو غصہ کنڑول کیے بیٹھا تھا۔۔
کیونکہ میں زرغان خان کو حریم کیلئے چن چکا ہوں!!"داجان نے اطمینان "
بھرے انداز میں کہتے بیڈ سے ٹیک لگائی۔
داجان زرغان خان کہاں سے آگیا ان سب کے بیچ!!"مٹھیوں ضبط سے "
بھینچتے وہ جلتی آنکھوں سمیت بولا تھا۔۔
وہ اس لیے آیا زارون سکندر خان!!"کیونکہ وہ حریم کو پسند کرتا ہے اور اسکے
"!ماں اور باپ بڑے چاؤ سے آج رشتہ لائے تھے اپنے بیٹے کا۔۔۔
زرغان خان اسکی بہن کو پسند کرتا تھا۔۔یہ جملہ سنتے ہی اسکے ضبط کی تنابیں
ٹوٹی تھیں۔۔وہ ایکدم سے اٹھا۔۔اس شخص کا ذکر ہی اسے سخت ناگوار گزر
رہا تھا۔۔کجا کے اسے اپنی بہن دینا۔۔

مجھے یہ رشتہ کسی بھی طور قبول نہیں ہے داجان۔۔؛!"زارون سکندر خان" نے بناتوقف کے اپنا فیصلہ سنایا جس پر داجان مبہم سا مسکرائے۔۔

آپ سے پوچھا کس نے ہے "سکندر خان" ابھی ہم زندہ ہیں اور ہر فیصلہ " کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔۔اور ہم زرغان خان کے حق میں فیصلہ کر چکے "!!ہیں

داجان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں دوٹوک انداز میں کہا تو زارون سکندر خان بے یقینی سے اُنہیں دیکھتا لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کمرے سے نکلا۔۔۔

غصے سے اس کا برا حال تھا اگر وہاں رکتا تو یقیناً کچھ برا کر دیتا۔۔

سرخ چہرے سمیت لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھا۔۔

سامنے سے آتی گل مینے خان جو ایک ہاتھ میں کتاب تھامے نیچے ہی آ رہی تھی۔

اسے غصے میں اپنی طرف آتا دیکھ گل نے ڈر کے کتاب پشت پر چھپائی۔۔

زارون سکندر خان نے سرد نگاہوں سے اس من موہنے وجود کو دیکھا اسکا ہاتھ تھامے وہ بنا ایک لمحے کی دیری کیے اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لگائے کمرے میں داخل ہوا۔

دروازہ زور سے بند کرتے اسنے گل مینے خان کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اسی تیزی سے اسے دروازے سے پن کیا۔

جس پر گل مینے خان کے لبوں سے سسکاری سی نکلی۔۔

کندھوں پر اوڑھا دوپٹہ ڈھلک کر زمین بوس ہوا تھا۔۔کھلے سنہری بال اس افتاد پر الجھتے اسکے چہرے پر آن گرے!!"

یہ کس حلیے میں تم نیچے جا رہی تھی مینے!!"اپنے پاؤں میں گری کتاب کو جھک کر اٹھاتے زارون نے بیڈ کی طرف اچھالتے اب دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے۔۔

جس کی سنہری آنکھیں خوف سے پھیلی تھی۔۔لرزتا وجود پھیکی پڑتی رنگت سمیت وہ اپنے تمام تر حسن کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔

گل نے لب کچلتے بے بسی سے نم آنکھوں سمیت اسے دیکھا۔"

سانس بری طرح سے سینے میں الجھنے لگا تھا۔

کک کیا ہوا؟" وہ آنکھیں رگڑتی بمشکل سے گھٹی گھٹی آواز میں پوچھنے لگی۔"

بنا کسی غلطی کے زارون سکندر خان کا یہ قہر اس معصوم کی جان ہلکان کر رہا تھا

۔

زارون نے جبڑے بھینچے اسے سرد نظروں سے گھورا اگلے ہی لمحے اسکی گردن کی پشت سے دبوچتے اسے جھٹکے سے کھینچا۔۔جو کسی نازک سی چڑیا کی طرح گرتی پڑتی اسکے سینے کا حصّہ بنی۔

اپنے آپ پر زارون سکندر خان کی گہری استحقاق بھری نظریں محسوس کرتے اسکا پورا وجود شرم وحیا سے دہک کر گلنار ہونے لگا۔۔

زارون سکندر خان جس قدر بے باکی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔گل سے نظریں اٹھانا محال ہونے لگا۔

تمہارے اس وجود کو دیکھنے اور سراہنے کا حق زارون سکندر خان اپنے سوا"
کسی کو نہیں دے سکتا گل مینے خان!! بھولو مت اب تم میری ملکیت میں
ہو!! مکمل طور پر اس خان کی ہو تم!! آئندہ یوں بال کھول کر بنا دوپٹہ
اوڑھے ایک قدم بھی کمرے سے باہر نکالا تو تمہارا خشر بگاڑنے میں مجھے ذرا
"!! بھی افسوس نہیں ہو گا

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں اپنے ہونٹ اسکے کان کے قریب لے جاتے
وہ دبے دبے لہجے میں غرایا تھا۔

گل مینے خان کے نازک وجود کی کپکپاہٹ محسوس کرتے زارون سکندر خان
نے گہری سانس بھرتے اسکے آنسوں سے تر چہرے کو دیکھا۔

اسکا رونا اسے ہر گز پسند نہیں آیا تھا۔۔اگلے ہی لمحے وہ اسے قریب کرتے
سینے میں بھینچتے اسکی سانسیں روک گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے دو نور کو!!"کافی دیر سے وہ صوفے پر بیٹھا نعمت کو گھور رہا تھا۔۔جو نور"
کو گود میں اٹھائے اس پر لاڈ اٹھانے میں مصروف تھی۔
حریم ایک طرف بیٹھی مسلسل مسکرا رہی تھی۔
حریم بیٹا جاؤ ڈاکٹر کا کیبن ساتھ ہی ہے___ان سے ڈسچارج کا پوچھ کے آؤ
"___

ضرار پاشا نے سنجیدگی سے حریم کو دیکھتے کہا۔
جبکہ نعمت جو اسکی موجودگی میں شیر ہوئی بیٹھی تھی۔اب حریم کے اٹھ کے
جانے پر وہ فوراً سے اٹھی۔بھاگنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھے ضرار کی گود
میں نور کو ڈالا۔۔۔

جو سرد نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اب نظریں جھکائے اسنے گود میں
موجود نور کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھا۔
آنکھوں میں ڈھیر سارا سکون اترا تھا ان روشن سیاہ آنکھوں کو دیکھ۔۔ضرار
نے بے ساختہ ہی جھکتے نور آئینہ کی خوبصورت آنکھوں پر بوسہ دیا۔جو اسکے

لمس پر اب کھلکھلاہٹیں بھرتی اسکی بئیر ڈ کو دونوں ہاتھوں سے نوچ رہی تھی

۔۔

ماڑا شیر بیٹا!!"خوبصورت مسکان لبوں پر سجائے وہ خوشگوار لہجے میں"

بولا۔۔تو کمرے میں نور کی کھلکھلاہٹ اور آوازیں گونجنے لگی جیسے وہ اس کی

"!!بات کو بخوبی سمجھ رہی ہو

نعمت سامنے بیڈ پر بیٹھی اب ناخن منہ میں ڈالے کتر رہی تھی۔خونخوار

نظروں کا رخ ضرار پاشا خان ہی تھا۔معانور نے دودھ بھری الٹی کی تھی۔۔

جس سے ضرار پاشا کا ہاتھ بری طرح سے گندہ ہو گیا۔

نعمت کرنٹ کھاتے اٹھی۔۔بھاگ کر اس تک جاتے وہ پھولتی سانسوں

سمیت گھٹنوں کے بل جھکی۔

سوری نور نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔دودھ پیا ہے اس نے ابھی۔۔تو اس"

لیے الٹی ہو گئی!!وہ ہونٹ کچلتے بے بسی سے بولی۔۔اسے لگ رہا تھا کہ ضرار

اب ناگواری سے نور کو صوفے پر رکھ دے گا۔

یااسے کراہت محسوس ہو گی۔اپنادوپٹہ آگے بڑھاتے وہ بنا نظریں اُٹھائے ضرار پاشاخان کے ہاتھ کو دیکھتی اسے صاف کرنے لگی۔۔

پاشا کے ماتھے پر الجھن سے سمٹے بل لمحوں میں سیدھے ہوئے۔۔

رکو!!"گھمبیر مگر سرد آواز پر گھنی پلکوں کی جھالر اٹھی تھی۔پاشانے"

قریب سے یہ دلفریب نظارہ دیکھا۔

میری قمیض کی جیب میں رومال ہے اس نکالواور نور کا چہرہ صاف کرو"

"!!فوراً

وہ سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں بولا۔۔تو نعمت کچھ سیکنڈ اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔۔اور پھر اچانک اسکی وارننگ بھری نظروں کو خود پر دوبارہ سے پاتے وہ ہڑبڑا کر آگے بڑھی۔

جھجھکتے ہوئے اپنا لرزتا ہاتھ اسکی قمیض کی پاکٹ میں ڈالا تھا۔۔ضرار پاشا خان اسکے چہرے پر بکھرتے گلال کو بغور دیکھ رہا تھا بڑی گہری اور استحقاق بھری نگاہوں سے!!"

نعمت پیچھے ہوئی۔

توضرار نے اسے اشارے سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔۔ جس پر وہ چارو ناچار اٹھ کر اسکے قریب بیٹھی۔

اب بڑی نرمی سے نور کے ہونٹ اور تھوڑی صاف کی۔۔ نور اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو پھیلائے کبھی پاشا کو دیکھ رہی تھی تو کبھی ماں کو۔ یہ دونوں ہستیاں اسکے چہرے کی مسکان بڑھا دیتی تھیں۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اسنے بڑی مشکل سے ضرار پاشا خان کے سرخ و سفید ہاتھ کی پشت کو صاف کیا۔

ضرار پاشا خان نے بڑی فرصت سے اسکی مخملی انگلیوں کی لرزاہٹ محسوس کی۔۔

مجھے چھونے پر تمہارا یہ حال ہے خانم!! سوچو جب میں پورے حق سے " تمہیں چھوؤں گا تب کیا حال ہو گا تمہارا!! " وہ اٹھنے لگی۔ جب ضرور پاشا خان نے اپنی ٹانگ سے اسکی دونوں ٹانگیں لاکڈ کیں۔۔

نعمت بے بسی سے اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھے گئی۔۔ جس نے مسکرا کر بڑے بے باک انداز میں اسکے وجود کو بھڑکتے شعلوں پر گھسیٹا تھا۔۔۔

وہ جبڑے بھینچے ضبط سے لال پیلی ہوتی جا رہی تھی۔۔

کیا ہوا شرما کیوں رہی ہو ڈارلنگ؟"ضرار پاشا خان نے اسکے غصّے کو جان"
بوجھ کر اسکی شرم کا نام دیے اس پر ٹونٹ کیا۔۔

جس پر وہ بپھر پڑی۔۔

میں کیوں شرمانے لگی تم سے!! تمہارا تو دل نہیں کرتا میری طرف دیکھنے"
"!! کو۔۔۔ تو اب کس منہ سے دیکھ رہے ہو مجھے

دہکتے گالوں سمیت وہ سرخ انگارہ ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پھنکاری۔۔

ضرار پاشا خان پر اسراریت سے ہنسا گہری مسکراہٹ۔۔

وہ جیسے ہی اسکی طرف جھکا۔ نعمت بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی مگر وہ مکمل طور پر اسکے چہرے پر جھک کر اسکا رستہ مسدود کر گیا۔

منہ سے نہیں ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں مسز پاشا!!اس منہ سے تو"
"!!تمہارے منہ لگوں گا ڈارلنگ!!وہ بھی پورے حق کے ساتھ
سر سراتے ہوئے بے باک سے لہجے میں اسنے جتاتی ہوئی نظریں اسکے
پورے چہرے پر پھیرتے آخر میں آنکھ دبائی تھی۔۔
نعمت نے جبڑے بھینچے اس بے شرم انسان کو گھورتے خود ہی کوفت سے
رخ پھیر ڈالا تھا۔۔
نور کو کندھے سے لگائے وہ اب اسکے ہاتھ سے رومال چھینتا اپنی جیب میں رکھ
چکا تھا۔۔
نعمت نے خونخوار نظروں سے اسکی پشت کو گھورا۔۔جو کھڑکی کی طرف بڑھ
رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کک کون ہیں آپ یہ ہاتھ چھوڑیں میرا؟"وہ کیبن کے قریب پہنچی ہی تھی"
۔۔جب کسی نے بے دردی سے اسکا بازو جکڑا۔۔اسے اپنے ساتھ کھینچتے وہ

واپس مڑا تھا۔جب خوف سے پھولتی سانسوں سمیت اس شخص کی چوڑی پشت کو دیکھتے حریم نے بمشکل سے یہ چند الفاظ ادا کئے۔۔

اپنے ارد گرد پھیلتی مخصوص خوشبو سے اسے لمحوں میں اندازہ ہوا تھا کہ

"سامنے والا کون ہے؟

پپ پلیز ممجھے چھوڑیں۔۔ضرار لالا!!"آنسوں بھری نگاہوں سے وہ پیچھے" کی طرف دیکھتی ضرار کو پکارنے لگی۔

جبکہ اسکے ساتھ چلتے شخص کو اسکا یوں ضرار پاشا خان کو بلانا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔

سرد نگاہوں سمیت اسے گھورتے اسنے پاس موجود دروازے کو دھاڑ سے کھولا۔۔اور کھینچنے کے انداز میں حریم خان کو اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔۔

آؤٹ!!"اندر موجود نرس جو گھبرا کر اس سنکی شخص کو دیکھ رہی تھی۔"

مقابل سرخ نگاہوں سمیت غرایا تھا۔۔ حریم تھر تھر کانپتی اب خوف سے پیلی پڑنے لگی۔۔

نرس کے جانے کی دیر تھی۔جب سامنے موجود شخص نے اسے کھینچتے" ہوئے دروازے سے پن کیا تھا۔۔

حریم اسکی گرفت پر جھٹپٹانے لگی۔۔سانسوں کی روانگی میں بڑی گھٹن سے ہوئی تھی۔۔

کیا کر رہی ہو تم ہاسپٹل ؟" برفیلے لہجے میں پوچھتے اسنے آج کوئی رعایت " نہیں دی تھی۔۔ حریم نے بمشکل سے اسکے سینے پر کانپتے ہوئے ہاتھ جمائے اسے خود سے دور کیا۔

جو اپنے اور اسکے مابین حائل دیوار کے باعث مجبورا پیچھے ہٹا تھا۔

مگر اسکی آنکھوں میں اترتی جنون خیزی حریم پر واضح کر گئی تھی۔۔کہ وہ کس قدر مجبوری میں اسکی حرکت کو ہضم کر سکا تھا۔۔

نن نوری بب بیمار ہے اس کے لیے آئی تھی۔۔!" بھیگی پلکیں ایکدم سے "
جھک گئی تھی۔۔ متورم سرخ آنکھوں سے ہوتے مقابل کی نظریں سرخ
گالوں پر ٹھہری تھی۔۔

وہ بے بسی سے لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔

تم اچھے سے جانتی ہو" حریم خان" مجھے تمہارا بنا بتائے باہر نکلنا سخت ناپسند "
ہے!! نمبر کیوں آف ہے تمہارا؟" اب کی بار پوچھے گئے سوال پر حریم کو
سانس لینے میں دقت ہوئی تھی۔۔ پچھلے دو سالوں سے وہ اس شخص کا جنون
اسکا پاگل پن سہتی آ رہی تھی۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں تھی۔۔ مخالفت
کرتی بھی تب جب سینے میں موجود باغی دل اسے اس خان کے خلاف جانے
"!! دیتا

سس سوری یاد نہیں رہا۔۔!" اب کی بار بڑی معصومیت سے جواب حاضر "
تھا۔۔ سامنے والے کا دل چاہا کہ اس لڑکی کا دماغ ٹھکانے لگا دے۔۔

وہ پورے ایک گھنٹے سے پاگلوں کی طرح اسکے لیے پریشان رہا تھا اور محترمہ "!اتنی دیدہ دلیری سے کہہ رہی تھی کہ یاد نہیں رہا۔۔۔

تمہاری یاداشت بہت کمزور ہوتی جارہی جانیے !! لگتا ہے اب وقت آن پہنچا "!!ہے تمہاری یاداشت کے ساتھ ساتھ تمہارا دماغ ٹھکانے لگانے کا۔۔

اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو نرمی سے پیچھے کرتے وہ جنون خیز لہجے میں بولا تھا۔

حریم نے حیرت اور پریشانی سے اسے دیکھا۔۔"سنا ہے دراب خان اور "!!زرغان خان کا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے

جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ زیر لب مسکرا پڑا تھا جبکہ ان دونوں ناموں کو سنتے ہی حریم نے حیرت و بے یقینی سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔

مم مجھے علم نہیں۔۔۔مجھے جانے دیں لالا آجائیں گے !!"گھبرا کر کہتی وہ" فوراً سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔اسکی یہ دوری مقابل کھڑے شخص سے بڑی مشکل سے برداشت کی تھی۔۔

"!!جہاں اتنا صبر کیا تھا وہاں کچھ اور سہی

بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ سوچتے ہوئے مبہم سا مسکرایا۔۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے امید نہیں تھی آپ سے ایسی بے وقوفانہ بات کی آغا!!"آپ فوراً سے "

"!!پیشتر ساری میٹنگز کینسل کر دیں

اسال آغا شاہ کی بات سنتے ہی وہ بھڑک اٹھے تھے۔۔ابھی کل رات ہی تو وہ حویلی لوٹا تھا اور آج پھر سے دو ہفتوں کیلئے شہر جانے کی بات کر رہا تھا۔

پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے اسال آغا شاہ نے گہری سانس بھرتے اپنے قریب کھڑے آغا جان کو دیکھا۔۔

انہیں مطمئن کرنا ناممکنات میں سے ایک تھا!!شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے اور اسال آغا شاہ آج کی رات کسی بھی صورت میں اپنے کمرے میں نہیں گزار سکتا تھا۔۔

محمل قریشی سے کیا اپنا وعدہ اسے بخوبی یاد تھا۔۔

اوراب وہ بہت پلاننگ سے آغاجان کے سامنے کھڑا تھا۔۔اس طرح سے صبح سے ان کی ذہن کشی کی تھی کہ وہ کچھ حد تک اسال آغاپر ایمان لے آئے تھے

۔۔

کھڑکی کی اوٹ میں چھپی محمل بخوبی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔کوئی بھی" نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔اسکا ذہن کون سے طانے بانے بن رہا تھا مگر پچھلے ایک ہفتے سے اس نے حویلی کے ہر کونے پر اور ہر شخص پر پوری نگاہ رکھی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر کمرے سے باہر پائی جانے لگی تھی۔

جاناضروری ہے آغاجان!!احمدی گروپ نے ہمارا سارا بزنس خود ٹیک" اوور کر لیا ہے پچھلے چھ ماہ سے میں حویلی میں ہی رہ رہا ہوں اور میرے مینیجر "کی کال آئی تھی۔۔شاید وہ لوگ ہماری کمپنی کو ہتھیانا چاہتے ہیں۔۔۔

سفید رنگ کے مردانہ سوٹ میں ملبوس آف وائٹ شال کندھوں پر ڈالے وہ اپنی بھرپور وجاہت سمیت ان کے قریب کھڑا تھا۔۔

آغا جان سوچ میں ڈوبے!! آغا یہ سب پچھلے ہفتے ہی سنبھال چکا تھا مگر آغا جان سے تب ذکر نہیں کیا۔۔۔

مگر اس وقت اسے موقع مناسب لگ رہا تھا۔ کیونکہ یہ بزنس آغا جان کی خواہش پر شروع کیا گیا تھا اور اگر وہ بند پڑ جاتا تو الگ بات تھی۔۔ مگر جہاں تک بات ہتھیانے کی تھی آغا جان کسی کو اپنا اناج کا ایک دانہ ناں ہتھیانے دیں۔ کاروبار تو پھر خیر!!"

دیکھو آغا تم نے ہمیں پریشانی میں ڈال دیا ہے۔۔ میں تمہیں جانے کی اجازت دے دوں گا مگر پورے دو ہفتوں کی نہیں۔۔ تین دن میں سب سمیٹ کر واپس آنا ہو گا تمھیں!!"

محمل اب ان کے حکم کو سنتے ہی گہری سانس بھر کر پیچھے ہٹ گئی۔۔

اسال نے تابعداری سے سر ہاں میں ہلایا۔۔ ایک بار یہاں سے نکل جاتا پھر وہ واپس اپنی مرضی سے ہی آنے والا تھا۔۔

ٹھیک ہے آغا جان۔بدر عالم رات تک لوٹ آئیں گے۔میری غیر"
موجودگی میں وہ حویلی ہی رہیں گے۔۔۔اب میں چلتا ہوں تھوڑی دیر تک
"!!نکلنا ہے مجھے

وہ نرم لہجے میں کہتا واپس مڑ گیا تھا۔جبکہ اسکی پشت کو گھورتے آغا جان سوچ میں تھے۔

"کیا آغا واقعی کاروبار کیلئے جا رہا تھا یا بات کچھ اور تھی۔۔۔مگر کیا!؟

تم اس گلاس میں پانی نہیں پی سکتی لڑکی!! جاؤ اور ملازموں والا برتن"
استعمال کرو___ "کاؤنٹر پر ایک طرف رکھی بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلتی محمل کے ہاتھ سے جھپٹ کر گلاس چھینتے خدیجہ نے تنفر بھری نظروں سے سر تا پیر گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔

گلابی رنگ کے کامدار سوٹ میں ملبوس،دوپٹہ سر پر جمائے کھڑی وہ اچھے خاصے قد کی مالک نیلی آنکھوں والی بے تحاشہ حسن رکھنے والی محمل قریشی کو دیکھ سر تا پیر جل کر کوئلہ ہوئی تھی۔۔

آغا جان کے حکم پر خدیجہ حویلی رہ رہی تھی۔۔کیونکہ اب اسکی شادی کی ذمہ داری آغا جان نے اپنے ذمے لے لی تھی۔۔

محمل نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔

"گلاس واپس کرو!!" سرد لہجے میں کہتی وہ آگے بڑھی۔کچن میں کام کرتی نوری اور فرخندہ کن اکھیوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اوقات مت بھولو غریب لڑکی!! اسال آغا شاہ کی باندھی ہو۔۔بیوی مت بنو!!"

محمل کا دوبدو جواب دینا اور غصے میں اس سے گلاس کیلئے بحث کرنا خدیجہ کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔روپ تو چپ چاپ سن لیتی تھی مگر یہ غریب کسان کی بیٹی اسے زہر سے بھی بری لگ رہی تھی۔۔

"!! محمل نے جلتی آنکھوں سمیت اسے دیکھا

جھپٹ کر گلاس ایک دم سے کھینچا۔۔

خدیجہ ہاتھ مڑنے پر بری طرح سے کراہی تھی۔۔

کیوں بیوی تو تم بننا چاہتی تھی۔۔ تمہیں گھاس نہیں ڈالی سائیں نے اس لئے "

"!!مرچی لگ رہی ہے

ایک بھرپور تیز نگاہ اسے سر تا پیر دیکھتے محمل دلکشی سے مسکرائی تھی۔

خدیجہ کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔غصے سے چہرے لال بھبھو کا ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ محمل وہ ہاتھ روکتی اسال آغا شاہ نے ایک ہی جست میں اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے دوسرے ہی لمحے دور جھٹکا۔

★★★★★★★★★★★★

چچ چھوڑیں مجھے !!"رونے کی شدّت سے لرزتے ہوئے بھیگے لہجے میں "

کہتی وہ بھرپور مذمت کرتے زارون سکندر خان کو خود سے دور کرنے لگی۔

جس نے آنکھیں میچتے ہوئے گہری سانس بھرتے اپنے آپ پر قابو پانے کی ناکام سی کوشش کی۔۔

اششش ری لیکس !!"گل مینے خان کی کمر کے گرد اپنا مضبوط حصار "

باندھے وہ اسے خود میں بھینچتے نرم لہجے میں بولا۔۔

گل مینے خان کا چہرہ آنسوں سے تر تھا۔۔لرزتا کپکپاتا وجود اب زارون سکندر خان کی گرفت میں بے جان سا ہو رہا تھا۔۔

یہاں آؤ!!"گہری سانس بھرتے وہ اس سے دور ہوا۔انگلیوں سے اسکے چہرے پر بکھرتی زلفوں کو سنوارتے وہ اسکا ہاتھ جکڑتے اسے ساتھ لیے بیڈ کی سمت بڑھا۔۔

ایک نظر اسکی جھکی پلکوں پر ڈالے___اسنے نرمی سے اسے شانوں سے جکڑتے بیڈ پر بٹھایا اور ہاتھ بڑھاتے پیچھے پڑی اسکی کتاب اٹھائی۔۔

ہمم تو تم ضرار کے پاس جا رہی تھی۔۔؟"انگلش کی کتاب کو انگلیوں میں" گھماتے وہ سنجیدگی سے پوچھتا اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا۔

!!گل مینے خان اسکے یوں خود کے قریب بیٹھنے پر خود میں ہی سمٹ گئی آنکھوں کو ہاتھ سے رگڑتی وہ بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلا گئی۔۔"

زارون سکندر خان نے کتاب اسکی گود میں رکھی۔

کب ہے پیپر؟؟"نہایت سنجیدگی سے ایکسرے کرتی نظروں سے اسکے" وجود کو گھورتے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"دو دو دن بعد!!"انگلش کے پیپر میں اسے کافی چھٹیاں تھیں۔۔پہلے کچھ دن تو اسکے تقریب کی تیاریوں میں ہی گزر گئے تھے۔۔

حریم نے تقریباً سب کچھ تیار کر لیا تھا مگر گل مینے خان کی تو ویسے ہی انگریزی سے جان جاتی تھی۔

اوپر سے حریم کی تیاری کا سن کر اسے ہول اٹھ رہے تھے۔۔۔

"کچھ آتا بھی ہے یا نہیں۔۔؟"دوپٹہ اسکی گردن سے اتارتے ایک طرف پھینکتے وہ اب فرصت سے اسکی سنہری لٹوں سے کھیل رہا تھا۔۔۔

گل مینے خان کا چہرہ شرم وحیا سے دہک کر انگارہ ہونے لگا۔وہ ہونٹ کچلتی آگے پیچھے دیکھنے لگی۔۔۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے مسز؟"اسے یوں شرماتا دیکھ زارون سکندر خان نے لب دبائے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

جس پر گل مینے خان نے رونی شکل بنائے اسے دیکھا۔۔زارون سکندر خان کا دل اسکی حرکت پر زوروں سے دھڑکا تھا۔بے ساختہ ہی وہ اسکی طرف جھکا تھا۔۔

گل مینے خان گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگی۔جب پشت پر ہاتھ پھیلائے اسکی ساری راہیں وہ مسدود کر گیا۔۔

پاس پڑا دوپٹہ اٹھائے سلیقے سے اسکے سر پر اوڑھایا۔جواب بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

مت کروایسی حرکتیں "گل مینے سکندر خان!!" جس دن اس خان کا ضبط جواب دے گیا اس دن تمہاری یہ ننھی سی جان مشکل میں پڑ جائے گی۔۔

مدہوش کن بھاری آواز میں کہتے اسنے ہونٹ گل مینے خان کی پیشانی پر رکھے تھے۔جو اس کے لمس پر سانس روک گئی۔۔

بُک کھولو میں پڑھاتا ہوں تمہیں!!" اس سے قدرے دور ہوتے وہ بیڈ" کراؤن سے ٹیک لگاتے سنجیدگی سے بولا۔۔

اسکا غصہ گل مینے خان کی موجودگی نے زائل کر دیا تھا۔ مگر دماغ ابھی تک زرغان خان پر اٹکا ہوا تھا۔۔

بظاہر زرغان خان میں ایسی کوئی برائی نہیں تھی مگر پھر بھی جانے کیوں زارون سکندر خان کا دل مطمئن نہیں تھا۔۔ گل مینے خان بُک کھول کر بیٹھ چکی تھی۔۔

معاز ارون کا موبائل فون رِنگ ہوا اسنے چونک کر اسکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھا۔۔ کچھ توقف کے بعد وہ اٹھ کر بالکونی کی سمت بڑھا۔ کال اٹھاتے ہی اسنے موبائل فون کان سے لگایا۔۔۔

دوسری طرف سے ملنے والی خبر پر اسنے بے ساختہ ہی لب بھینچ ڈالے۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

حد میں رہو خدیجہ ! ! ہمت بھی کیسے کی تم نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے "
کی ؟"خود کو یک ٹک بے یقینی سے دیکھتی خدیجہ کی آنکھوں میں سنجیدگی سے
دیکھتے اسال آغا شاہ اسکے اور محمل کے درمیان دیوار کی مانند حائل ہوا تھا۔
محمل بے ساختہ ہی اسکی چوڑی پشت کو گھورے گئی۔اس شخص کے مان
بھرے الفاظ نے اسے گہری پر سکون سانس بھرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔
یہ بیوی نہیں باندھی ہے آپ کی اسال آغا شاہ ! ! "شہادت کی انگلی محمل کی "
طرف اٹھائے وہ نفرت سے پھٹ پڑی تھی۔
اسال نے لب بھینچے اسے تاسف بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔
تمہیں اس حویلی میں اس لئے نہیں لایا گیا خدیجہ کہ تم ہم سب کی زندگیوں "
! ! میں دخل اندازی کرتی پھرو
یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر میں معاف کر رہا ہوں۔۔آئندہ ایسا
"ہوا تو جو تمہارے لئے ہر گز بھی اچھا نہیں ہو گا۔۔

قہر بار نظروں سے خدیجہ کو دیکھتے وہ سرد لہجے میں کہتا وہاں موجود نوکروں کو بھی چونکا گیا۔

اسال آغا شاہ کا محمل قریشی کیلئے اس طرح سے بولنا انہیں واقعی اس لڑکی پر رشک کرنے پر مجبور کر گیا۔۔ جس پر کل تک وہ ترس کھا رہی تھیں۔

"! کمرے میں جاؤ"

دہلیز کے قریب کھڑے آغا جان پر نگاہ پڑتے ہی اسال نے گردن موڑے محمل کو حکم دیا۔۔ جس نے چونک کر ایک نگاہ ان سیاہ آنکھوں پر ڈالی اور پھر گہری سانس بھرتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آغا جان کے قریب سے ہوتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

خدیجہ روتی دھوتی وہاں سے بھاگی تھی۔۔ اسال لب بھینچ کر آغا جان تک آیا ۔۔۔جو غالباً کچھ کہنے والے تھے۔

ہمیں آپ سے ایسی امید ہر گز بھی نہیں تھی آغا۔۔۔ کہ آپ ایک دو ٹکے" "!کی لڑکی کیلئے اپنی پھپھو کی بیٹی سے یوں بد سلکوی کریں گے۔۔۔

ریکنگ کے قریب کھڑی نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے دیوار کو گھورتی محمل نے جبڑے بھینچتے ہوئے ان کی بات سنی تھی۔۔

البتہ چہرے کے تاثرات بلکل نارمل ہی تھے۔۔

آغا جان یہ سب کرنا ضروری ہے!!تاکہ وہ خود میری طرف پیش قدمی" کرے!!"اسال آغا شاہ نے مسکرا کر آنکھ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔

آغا جان تو کچھ دیر اسے حیرت سے جانچتی نظروں سے دیکھتے رہے تھے۔

جبکہ محمل قریشی کا چہرہ دھواں دھواں ہوا۔۔آنکھوں کی ڈوریوں یکدم خون آلود ہوئی تھی۔۔بے اعتباری کا جھٹکہ اس قدر شدید تھا کہ اسکا سانس تک اکھڑنے لگا۔۔

دل پر ہاتھ رکھتے اسنے گہری سانس بھرتے اپنی تکلیف کو سہنے کی کوشش کی۔ جو کہ حد سے سوا تھی۔

پوری حویلی میں جس شخص کو وہ اپنا غمگسار سمجھتی آئی تھی در حقیقت وہی اسکا سب سے بڑا دشمن تھا۔۔

بات تو ٹھیک ہے تمہاری مگر ہمارے خیال سے تمہیں ابھی جانا نہیں چاہیے"
۔۔جب وہ تمہاری موجودگی میں بھاگنے کی کوشش کر سکتی ہے۔۔تو تمہاری غیر موجودگی میں وہ پھر سے بھاگے گی۔

اور اس بار اگر ایسا ہوا تو ہماری عزت مٹی میں مل جائے گی۔کیونکہ وہ لڑکی اب تمہارے نام سے منسوب ہے۔اسکی خود کی عزت تو ہے نہیں۔مگر ہم عزت دار ہیں۔۔اس لیے فل حال تم شہر مت جاؤ!!"

آغا جان کے نفرت بھرے لہجے میں گھلتے زہر کو وہ بڑی آسانی سے ہضم کر گئی تھی۔کیونکہ ان کی اصل فطرت سے وہ بخوبی واقف تھی۔۔

اسال نے سوچنے کے سے انداز میں گردن کو خم دیا۔۔"اس بار وہ کہی بھی نہیں جائے گی۔آغا جان۔۔۔فکر مت کریں۔۔اگر اس نے یہ جرات کی۔تو میں خود اسکے ماں باپ کو موت کی گھاٹ اتار کر اسے تا عمر کیلئے یہاں قید کر دوں گا!!"

پشت پر ہاتھ باندھے اسال آغا شاہ نے کافی عام مگر مضبوط سے لہجے میں کہا تھا

۔۔

""" ہاہاہاہاہا" ہمیں فخر ہے تم پر آغا!! یہ ہوئی ناں ایک سردار والی بات"

آغا جان تو خوشی کے مارے اسکے شانے جکڑ کر قہقہ لگا اٹھے۔۔اسال نے زیر لب مسکراتے انہیں تاسف آمیز نگاہوں سے دیکھا۔۔

وہ جب چاہے جیسے چاہے اپنے رد عمل سے اپنی باتوں سے اُنہیں بہت جلد اپنی مُٹھی میں بند کر کے جا رہا تھا۔اتنا سب کچھ کرنے کے بعد اسے پورا یقین تھا اب محمل اس حویلی میں اس کے بغیر زندہ رہ پائے گی۔

گہری سانس بھرتے وہ ان کے سوالات کے جوابات دینے لگا۔۔

بمشکل سے گرتے پڑتے وہ ناب گھما کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سمیت اسنے صوفے کی پشت پر سہارے کیلئے ہاتھ رکھا تھا۔

اسال آغا شاہ کے الفاظ میں سی زہریلے سیسے کی مانند اسکے کانوں میں گونج کر اسے اذیت دے رہے تھے۔گھٹن کا احساس اس قدر شدت آمیز تھا کہ محمل

نے بھیگی آنکھوں کو پشت سے بے دردی سے رگڑتے اپنا خوبصورت دوپٹہ وجود سے نوچتے ہوئے دور پھینکا تھا۔۔

سنہری بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے وہ کرب کے عالم میں سسکیاں بھرنے لگی۔۔نازک محملی وجود رونے کی شدت سے لرز رہا تھا۔۔

نیلی شفاف آنکھوں میں ٹھہری شبنم نے ان آنکھوں کو غیر معمولی طور پر حسین بنا دیا تھا وہ اپنے آپ سے لاپرواہ!! گرتی پڑتی بیڈ تک پہنچی۔۔

یہ چار دیواری اس کمرے میں بسی اس ستمگر کی جان لیوا مسحور کن مہک محمل کا سانس گھوٹنے لگی۔۔بیڈ کی طرف بڑھتے اسکے قدم ایک پل کو تھمے۔

دائیں جانب بیڈ کے قریب موجود ٹیبل کے اوپر ماہ رخ آفندی کی تصویر تھی اسکے قریب ہی اسال آغا شاہ کا موبائل فون پڑا تھا۔۔

غصّے نے اسکی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں مفقود کر دیں تھیں جیسے۔۔۔

وہ گالوں پر لڑھکتے آنسوں کو بار بار ہتھیلی سے رگڑتی، اپنے گلابی کٹاؤدار ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلتے وہ انہیں زخمی کر چکی تھی۔جانے کیوں "اسال

آغا شاہ" کی بیوفائی اسکے پورے وجود پر کسی زہریلے کوڑے کی مانِند برس رہی تھی۔

کانپتے ہاتھوں سے موبائل فون اٹھائے محمل نے لاک کھولنے کی کوشش کی۔۔ مگر پاسورڈ ان ویلڈ تھا۔۔ بالآخر اس نے "ماہ رخ" کا نام انگلش حروف میں لکھا۔۔اور توقع کے مطابق موبائل فون کھل چکا تھا۔۔

اسکرین پر لگی بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس اسال آغا شاہ کی خوبصورت تصویر کو نفرت سے گھورتے محمل نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سمیت "ضرار پاشا خان" کا نمبر ڈائل کیا۔۔اسے سو فیصد یقین تھا۔۔

ضرار پاشا خان" اسے ضرور بچائے گا۔۔۔

رِنگ جا رہی تھی۔ محمل کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔اسال آغا شاہ کے " اصلی روپ نے اسے ضرار پاشا خان کی بے گناہی کا ثبوت دے دیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ آج بھی اسکے لیے پریشان ہو گا۔۔اسکی ایک پکار پر وہ دوڑا چلا آئے گا۔۔۔

ہیلو"کال اٹھالی گئی تھی۔ضرار پاشاخان کی خوبصورت گھمبیر آواز کو سنتے"
ہی محمل کی آنکھوں سے اشک بہتے چلے گئے۔۔وجود سن ساپڑ گیا۔۔
اسنے کوشش کی کچھ بولنے کی۔۔"کون ہے!!ایسے اٹھاتے ہیں بچی کو۔ادھر
دو میری بیٹی!!"

نرس جو نور کا فائنل چیک اپ کرتی اسے بیڈ پر سے اٹھا رہی تھی۔نور کا بازو بری طرح سے مڑنے کے سبب وہ روئی تھی۔جسے دیکھ ضرار پاشا اپنا آپا کھوتا غرا کر نرس پر برس پڑا۔۔

وہی دوسری جانب کال پر موجود محمل اسکے الفاظ سن کر سناٹوں کی ضد میں آئی تھی۔۔

اسکے ہاتھ سے موبائل فون جھپٹتے اسال آغا شاہ نے اگلے ہی لمحے موبائل فون دیوار پر دے مارا۔۔

محمل فریز سی کھڑی تھی۔۔موبائل فون دیوار پر لگنے سے کمرے میں دھماکے کی سی آواز گونجی۔۔مگر محمل قریشی کسی پتھر کی بت کی مانند کھڑی رہی۔۔

اسکے چہرے پر اب کسی بھی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا۔۔اسے دیکھ اسال آغا شاہ غصے کی انتہاؤں پر ہونے کے باوجود بھی ٹھٹکا تھا۔

پھولتی سانسوں سمیت بمشکل سے نظریں اسکے دہکتے وجود سے ہٹاتے اسنے بغور اسکی پھیلی ساکت ہوئی آنکھوں کو دیکھا۔۔

"دو قدم اٹھائے وہ اس کے قریب ہوا۔۔"محمل

نہایت نرم لہجے میں اسے پکارا۔

جس کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔

محمل "اسال آغا شاہ لمحوں میں تڑپ کر اسکے نزدیک ہوا۔دونوں ہاتھوں" کی انگلیاں اسکی گردن کی پشت پر پھیلائے وہ اب انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں سے اسکے سرد گالوں کو چھونے لگا۔۔

کیاہو گیاہے یار۔۔۔ محمل ! !"اسکا ٹھنڈا پڑتا وجود اسال کی جان پر بن آیا تھا"
۔۔اسے شدت سے کسی غلطی کا احساس ہوا تھا مگر کیا؟ وہ یہ سمجھنے سے قاصر
تھا۔۔

محمم۔۔۔!"اس سے پہلے کہ وہ اب اسکا نام پوری طرح سے لبوں پر لاتا۔۔"
اگلے ہی لمحے وہ اسکی بانہوں میں کسی ٹوٹی شاخ کی طرح گری۔۔

اسال آغا شاہ نے تڑپ کر اسکے چہرے کو تھپکنا چاہا۔۔ مگر اسکے چہرے کی نیلی
پڑتی رنگت دیکھ وہ دہشت زدہ سا ہوا۔۔ماہ رخ کا خون آلود چہرہ اسکی آنکھوں
کے پردے پر لہرایا تھا۔۔

وہ پاگلوں کی طرح اسے سینے میں بھینچ گیا۔اپنی شال اٹھائے محمل کے نازک
وجود کے گرد لپیٹے وہ آندھی طوفان کی طرح اسے بانہوں میں بھرتے
کمرے سے باہر بھاگا تھا۔

حویلی کے ملازمین کے ساتھ ساتھ ایک اور شخصیت بھی تھی۔
جس نے بڑی چبھتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

دروازہ کھولتے ہی اسکی سبز آنکھوں میں ناگواری سمٹ آئی۔۔لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ انہی قدموں سمیت واپس مڑا تھا۔۔بھلے ہی وہ عمر میں اس سے چھوٹا تھا مگر وہ بچپن سے اب تک اس کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا۔۔

اور یہ بھی بخوبی جانتا تھا کہ اگر وہ بیڈ پر نہیں تھی تو وہ پورے کمرے میں اور کہیں بھی نہیں ہو سکتی۔

ڈیپ بلیو کلر کی لائننگ والی شرٹ کے نیچے ٹائٹ بلیک جینز وائٹ جوگرز، "بیلک کوٹ، بالوں کو جیل سے نفاست سے سیٹ کیے ایک ہاتھ میں مہنگی گھڑی اور سبز خوبصورت ترین آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ قدم قدم چلتا اب روپ دلاور شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ سیدھا ہاسٹل سے لوٹا تھا اسی لئے وہ کیجوئل حلیے میں ہی حویلی لوٹ آیا تھا۔

ہے اٹھتے قدم کے ساتھ ساتھ اسے اس سنگدل حسینہ کا کہا ہر لفظ شدت سے اپنے کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔۔

جس نے ایک ہفتہ پہلے ہی اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا تھا وہ بھی اپنی محبت کی قسم دے کر۔۔۔بدر عالم شاہ بنا کچھ کہے ہی واپس لوٹ گیا تھا۔۔ مگر یہ ایک ہفتہ اسنے کانٹوں پر لوٹتے ہوئے گزارا تھا۔۔

ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔۔یقیناً اسے اندازہ نہیں تھا کہ بدر عالم شاہ یوں چوری چھپے لوٹے گا۔

دبے قدموں سمیت اندر داخل ہوتے اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔۔

دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اب فرصت سے سینے تک کمفرٹر لپیٹے ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکائے اپنی سوتی ہوئی بیوی پر ڈالی۔۔

جس کے گلابی چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سمٹی ہوئی تھی۔۔گہری سانس بھرتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔۔

گھڑی اتارتے اسنے سائیڈ میز پر رکھی۔کچھ دن پہلے تک جس کمرے میں آنا اسے عجیب لگتا تھا آج وہ پورے حق سے اس کمرے میں کھڑا تھا۔۔

لبوں کے کونوں پر مبہم سی مسکان سمٹی۔۔بناتاخیر کے وہ بیڈ پر بیٹھا۔۔ کمفرٹر اپنی طرف کھینچتے اسنے نرمی سے سر تکیے پر رکھا۔۔ایک ناگوار نگاہ روپ شاہ کے سر کے نیچے موجود تکیے پر ڈالی۔اور اگلے ہی لمحے اسنے کھینچ کر اسے کمر سے دبوچتے اپنی طرف پلٹا۔۔

نیند پل میں ٹوٹی تھی۔۔وہ سیدھا اسکے سینے سے آ ٹکرائی۔۔گلابی آنکھیں پھیلائے وہ نیم وا کھلے ہونٹوں سمیت اب خود کو والہانہ نگاہوں سے دیکھتے بدر عالم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

کلون کی تیز خوشبو اطراف میں پھیلتے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں حقیقت میں تھا۔۔

اگلے ہی لمحے وہ جھٹپٹا کر اس سے دور ہونے لگی۔مگر بدر عالم شاہ کے سخت ہاتھوں کی گرفت، کمر پر اسکی انگلیوں کے لمس پر وہ آنکھیں خوف سے

پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔۔ مگر سامنے والے کی نظروں میں جذبات کا سمندر دیکھ جانے کیوں، مگر اسکی آنکھیں جھکی تھیں۔۔

گالوں کی لالی بڑھنے لگی تھی۔۔

کیسی ہیں آپ "اس کی جھکی نظروں کو دیکھ بدر عالم شاہ نے نامحسوس سے" انداز میں تھوڑی دیر پہلے اسکے سر کے نیچے موجود تکیے کو ناگواری سے نیچے پھینک دیا۔۔ محبت سے حال احوال پوچھتے اپنے بے قرار ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھے۔۔

روپ اسکے لمس پر جی جان سے لرزی تھی۔۔ کسی مرد کا لمس اسکی خوشبو اسکی آنکھوں میں شدت و محبت اس قدر مسحور کن ہو سکتی ہے وہ پہلی بار یہ احساس محسوس کر رہی تھی۔۔۔

ڈیڑھ سال تک وہ شایان شاہ کی زوجیت میں رہی تھی۔۔اس کے شوہر نے دو بول محبت تو دور اسے نگاہ بھر کر دیکھا تک نہیں تھا۔۔وہ تو شادی کی پہلی

رات ہی جان چکی تھی کہ شایان شاہ شادی شدہ ہے!!اسکی بیوی اسی حویلی میں اپنے بچے کے ساتھ موجود تھی۔۔

جس نے کبھی بھی روپ دلاور شاہ کو اسکا حق تو دور اسے اسکے شوہر کے کمرے تک جانے نہیں دیا۔۔

ولیمے کے بعد ایک ہی ماہ کے بعد اسکے بانجھ ہونے کی خبر ہر طرف پھیلا دی" گئی تھی۔۔وہ بھائی کی عزت کی خاطر اس حویلی کی ملازمہ تک بن گئی تھی۔۔

لڑکیاں اپنی سوتن کو ایک دن برداشت نہیں کرتی روپ دلاور شاہ نے یہ ستم ڈیڑھ سال تک اپنی جان پر جھیلا تھا۔۔

وجہ صرف ایک ہی تھی۔۔برداشت اور صبر صرف عورت کو ہی کرنا پڑتا ہے اگر وہ کسی کو بتا بھی دیتی تو بھی اسکی ماں،اسکا بھائی سب اسے صبر کا ہی درس دیتے۔۔جبھی وہ چپ چاپ صبر کرتی آرہی تھی۔۔

شایان شاہ دوسری بار باپ بن رہا تھا مگر پھر بھی روپ دلاور شاہ کو بانجھ کہا جا رہا تھا۔کیونکہ دنیا صرف وہی دیکھتی ہے جو اسے دکھایا جاتا ہے۔۔

اور دنیا نے روپ دلاور شاہ کے بانجھ پن کو دیکھا تھا۔۔اسکی تکلیفوں اسکی"
"!!اذیتوں کو نہیں

کک کیوں آئے ہو۔۔۔چچی مجھے جان سے مار ڈالیں گی!!"روپ شاہ کی"
زبان لڑکھرائی تھی۔۔آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔۔بدر عالم شاہ کا
معتبر کرتا لمس اپنی آنکھوں،پر وہ بار بار محسوس کر رہی تھی۔۔
وہ بنا کچھ کہے اسکی آنکھوں کی نمی کو چن رہا تھا۔۔اور روپ کا ضبط جواب
دینے لگا تھا۔

""""آپ کو غم کس بات کا ہے میرے دیر سے آنے کا۔۔یا چچی کی مار کا؟"
اب کی بار اسکے ہونٹ اس چمکدار سیاہ تل پر ٹھہرے تھے۔۔روپ شاہ کا
دھڑکتا دل بدر عالم شاہ کو اپنے کانوں میں گونجتا محسوس ہو رہا تھا۔۔
مم میں بب بانجھ نن نہیں ہوں عع عالم!!"کون کون سی تکلیف یاد نہیں"
"!آئی تھی اس معصوم کو۔۔۔

ڈیڑھ سالوں سے وہ یہ جملہ یہ طنز سنتی آرہی تھی مگر اس بار اپنوں کے منہ سے سنا تھا تو اسی لئے اب تک بھول ہی نہیں پائی تھی۔۔بدر عالم شاہ نے نرمی سے اسکی پیٹھ رب کرتے اسے پر سکون کرنا چاہا۔۔جواب پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

نرمی سے اسکا سر اپنے سینے پر جمائے بدر نے کمفرٹر دونوں پر برابر کیا۔۔

"مجھے وضاحت کیوں دے رہی ہیں آپ جانِ عالم!!آپ مجھے ہر حال میں قبول ہیں۔۔کیا یہ کافی نہیں کہ بدر عالم شاہ کی ذات کی تکمیل روپ دلاور شاہ کے ساتھ نے پوری کردی!!اولاد تو اس تکمیل کو نکھارتی ہے۔۔روپ!!"!!اور ہمارے رشتے کی تکمیل تو وہ خدا کرے گا۔۔انسان نہیں

وہ اب نرمی سے اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلاتا اسکی پشت رب کرنے لگا۔۔

روپ کی سسکیاں تھم چکی تھی۔اسکی تیز تیز چلتی سانسیں بدر عالم شاہ کے سینے پر پڑ رہی تھی۔۔

شایان نے جھوٹ بولا تھا۔وہ پہلے سے شادی شدہ تھے۔۔انن کا ایلک بیٹا " بھی تھا عمر"ان لوگوں نے مجھے سرونٹ کوارٹر میں رکھا۔۔مجھے کبھی اپنی بہو """نہیں مانا بدر کیا میں اتنی بری ہوں؟

ایک غم ختم ہوتا تھا تو وہ دوسرے غم کو سوچ کر پھر سے اپنے خسارے پر شدت سے رونے لگتی۔۔بدر عالم شاہ جو اسکے آنسوں پر تڑپ کر رہ گیا تھا اب خود سے ضبط کھوتے اسنے نرمی سے اسکا چہرہ تھوڑی سے تھامے اونچا کیا۔۔ بھیگی بھیگی سیاہ آنکھیں اس پر متضاد لرزتے ہوئے نرم و ملائم ہونٹ بدر عالم شاہ کیلئے اپنے احساسات پر قابو پانا مشکل ہوتا گیا۔۔

آپ بری نہیں وہ لوگ اچھے نہیں تھے روپ۔۔۔جو آپ کی قدر نہیں " کر سکے۔۔آج جتنا رونا ہے رولیں۔بس آج کے بعد مجھے ان خوبصورت آنکھوں میں آنسوں نہیں صرف اور صرف "بدر عالم شاہ" کا عکس دکھنا چاہیے۔۔

اسکی تھوڑی کو انگوٹھے کی مدد سے سہلاتے وہ مخمور گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

روپ نے لمحوں میں چہرہ اسکے سینے میں چھپایا۔۔

اس کے بعد وہ تھا اور روپ دلاور شاہ کے شکوے، اسکے خسارے، جو اتنی سی عمر میں اسکی جان کا روگ بن گئے تھے۔۔

کافی دیر تک وہ اسے خوبصورتی سے سمجھاتا رہا۔۔

اسکا ذہن بھٹکا تا رہا۔ شاید وہ یہی سب کچھ سوچتے ہوئے سوئی تھی۔۔اسی لئے وہ یوں دل کھول کر اس کے سامنے رکھ رہی تھی۔۔

اسے یقین تو تھا ہی وہ جلد ہی روپ کو اپنے قریب کر لے گا مگر اپنی ماں کے اس قدر سخت رد عمل کا اسے اندازہ ہر گز بھی نہیں تھا۔۔

ایک نگاہ اپنی بانہوں میں سوتی ہوئی اس معصوم سی جان پر ڈالے۔۔بدر عالم شاہ نے سرد سانس فضا کے سپرد کرتے اسکی پیشانی کو دوبارہ سے چوما تھا۔

★★★★★★★★★★★★

گاڑی شفاہاسپٹل کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔اس علاقے کے سب سے بہترین ہاسپیٹلز میں سے ایک ہاسپٹل جہاں ایمرجنسی کے تحت پیشتر مریضوں کو لایا جاتا تھا۔

اس وقت بھی اسال آغا شاہ کے چہرے پر ڈھیروں فکر سمٹی ہوئی تھی۔ بار بار گردن موڑے وہ ساتھ والی سیٹ پر ہوش و خرد سے بیگانہ محمل قریشی کو دیکھ رہا تھا۔

اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اس کے موبائل فون پر ضرار پاشا خان سے بات کر رہی تھی۔ مگر وہ خود پر سے ضبط کھوتے اس سے موبائل فون چھین کر توڑ گیا تھا۔

اس قدر غصہ اور اضطراب اسے خود اپنے غصے کی سمجھ نہیں آ پا رہی تھی۔

گاڑی سے نکلتے اسنے احتیاطا اسکا چہرہ اپنی چادر سے ڈھکا۔۔

اب لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ عجلت میں عمارت کی سمت بڑھنے لگا۔

سفید رنگ میں دمکتی اسکی سرخ رنگت، بھرپور مردانہ وجاہت اس پر متضاد چہرے پر پھیلی لاپرواہی کئی نظروں نے پلٹ کر اس شاہ زادے کو دیکھا۔ جس نے بانہوں میں ایک نازک سی لڑکی کو یوں بھرا ہوا تھا جیسے وہ اسکی متاعِ جاں ہو۔۔!!"

کوریڈور سے بھاری قدموں سمیت آگے بڑھتے اسکے قدم اپنی طرف آتی ڈاکٹر سائلہ کو دیکھ کر رکے۔

"ڈاکٹر سائلہ اسے دیکھ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ تو وہ سر آجاؤ اسال!!" اثبات میں ہلاتے ان کے ساتھ ہی ہمقدم ہوا۔۔اچانک سامنے سے آتے "ضرار پاشا خان" کے ساتھ ایک کمرے سے نکلتی نعمت کو دیکھ اسال کے قدم بے ساختگی میں تھمے۔

آنکھیں نعمت شاہ پر ٹک سی گئی تھی۔ جس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔ جبکہ ساتھ موجود وہ خوبرو مرد ضرار پاشا خان ہی ہو سکتا تھا۔۔

"نعمت کی نظریں اپنے لالا پر پڑی تو وہ تکلخت رکی۔"لالا!!

لبوں سے سرگوشی نماسی آواز نکلی تھی۔ضرار پاشاخان کے ماتھے پر اسکے لبوں سے ادا ہوئے الفاظ سن کئی بل سمٹے۔۔چہرہ موڑتے اسنے سامنے کھڑے اس بارو عب شخصیت کو دیکھا۔

جس کی سیاہ آنکھوں میں ابلتا خون دیکھ ضرار پاشاخان کی آنکھوں میں لہو اترا ۔اسال انہیں اگنور کرتے ان کے قریب سے گزرا تھا۔۔۔

ضرار نے بے اختیار تڑپ کر اسکی بانہوں میں موجود اس ڈھکے ہوئے نرم وجود کو دیکھا۔

مم محمل!!"لبوں سے سرگوشی نماسی آواز نکلی تھی۔۔دل میں ایک" ٹھیس سی اٹھی۔۔

ضرار پاشاخان لپک کر اسال آغا شاہ کے پیچھے بھاگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

مم محمل!!"ہاسپٹل کے کوریڈور میں ضرار پاشاخان کی بے قرار آواز" گونجی تھی۔۔اسال آغاشاہ ناجانے کس طرح سے اپنے آپ پر ضبط کیے آگے بڑھا تھا۔وگرنہ اس شخص کا یوں بار بار محمل کو پکارنا۔۔اس پر متضاد اسکی آنکھوں میں وہ تڑپ اور محبت "اسال آغاشاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ "!!اس شخص کی آنکھیں نوچ ڈالتا

نعمت گم سم سی حریم کی گود میں نور کو ڈالے اب اپنے لالا کے پیچھے بھاگی تھی۔ محمل کا یوں بے سودھ وجود اپنے لالا کی گود میں دیکھ نعمت کا دل لہو لہان ہوا تھا۔

کیا سچ میں اسکے لالا اس معصوم لڑکی پر ظلم کرتے تھے۔؟"ڈاکٹر سائلہ" حیرانگی سے ضرار پاشاخان کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ کیا پورا ہاسپٹل ہی اس دیوانے کو دیکھ رہا تھا مگر آج جیسے اس خان کو کسی بھی شے کی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ روم میں داخل ہوتا۔۔اسال آغا شاہ نے اپنا چوڑا ہاتھ اسکے سینے پر جمائے اسے زوردار طریقے سے پش کیا۔۔کمرے سے باہر قدم رکھتے ہی اسنے دروازہ باہر سے لاکڈ کرتے اب قہر برساتی نفرت بھری نگاہوں سے ضرار پاشا خان کو دیکھا۔

ضرار نے جبڑے بھینچتے اسے نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

"پیچھے ہٹو مجھے محمل کو دیکھنا ہے!!" بڑی مشکل سے اپنے آپ پر ضبط کرتے وہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے دبے دبے لہجے میں غرایا تھا۔

اسال آغا شاہ کے لبوں پر تمسخرانہ مسکان ابھری۔

اس سے پہلے کہ ضرار اسکے مسکرانے کی وجہ سمجھ پاتا۔۔اسال آغا شاہ کے ہاتھ کا بھاری مکہ اسکے جبڑے پر پڑا تھا۔۔ضرار کے قدم بے ساختگی میں لڑکھڑائے۔۔اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔۔

وہ دونوں کسی بپھرے ہوئے بھیڑیے کی طرح ایک دوسرے سے گھتم گتھا ہوئے۔ضرار اسکے سینے پر وار کر رہا تھا۔جبکہ اسال اسکے جبڑے پر۔۔"

لوگ خواس باختگی میں بھاگ کران تک آئے کئیوں نے مل کران دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا۔۔ جبکہ نعمت کا وجود تواس قدر کانپ رہا تھا کہ وہ جگہ سے ہل تک نہیں پا رہی تھی۔

بس خوف بھری سیاہ بھیگی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی وہ۔۔۔

تجھ جیسے کم ظرف مرد کے منہ سے اپنی بیوی کا نام "اسال آغا شاہ" ہر گز" برادشت نہیں کر سکتا۔۔اس لیے آئندہ محمل اسال آغا شاہ کا نام اپنی گندی زبان پر لانے سے پہلے سو بار سوچنا۔۔"!

سرسراتے ہوئے لہجے میں دھاڑتے اسنے انگشت شہادت اٹھائے ضرار کو وارن کیا۔۔ جس نے ہونٹوں کے کنارے پر لگا خون انگوٹھے کے پوروں پر صاف کیا۔

مجھے کم ظرف کہنے والا تو خود کیا ہے سالے۔۔؟دو ٹکے کے گھٹیا سردار!!"

جس نے اپنی حوس میں اندھا ہو کر ایک معصوم منگنی شدہ لڑکی کو بھی نہیں چھوڑا!!"

ضرار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسال آغا شاہ کو کسی آگ کے دہکتے کنویں میں جھونک دے۔۔

اس قدر نفرت اس نے آج تک کسی بھی شخص سے نہیں کی تھی جتنی وہ اسال آغا شاہ سے بن دیکھے ہی کرنے لگا تھا۔اور آج اسکا غیر معمولی حسن، بھرپور مردانہ وجاہت نے اسکے وجود میں جلن کی بو بھر دی تھی۔۔

کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنی محبت کو کسی دوسرے کے پہلوں میں دیکھ کر برداشت کر لیتا۔۔

" جو بھی ہوں کم از کم تجھ جیسا کمینہ تو ہر گز بھی نہیں ہوں۔۔ جس نے اپنے بدلے کے لئے ایک بیوہ اور اسکی معصوم بچی تک کو نہیں چھوڑا!!"

اسال آغا شاہ کا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ ایک گولی اسکے بھیجے میں اتار کر اس بار دلی رضا سے اپنی بہن کو بیوہ کر لیتا۔۔

تیرا ظرف اور اوقات تو اس ہاسپٹل میں دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا!!""

ضرار نے اس پر ٹونٹ جھاڑا تھا۔۔ جس حالت میں وہ محمل کو لایا تھا۔اس سے صاف ظاہر تھا کہ محمل پر تشدد کیا گیا ہے۔

بلکل ایسا ہی کچھ ہے تیرا گھٹیا اور نیچ پن بھی میں اس ہاسپٹل میں تجھے دیکھ" کر ہی سمجھ گیا تھا!!"اسال نے سینے پر بازوؤں لپیٹ کر بڑے سکون بھرے انداز میں کہا تھا۔

نعمت تو درد سے پھٹتے سر پر ہاتھ رکھتی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھی۔۔

ضرار پاشا خان کے قریب سے گزرتی وہ کسی آندھی طوفان کی طرح اپنے بھائی کے سینے کا حصّہ بنی تھی۔۔

ضرار نے جھٹکے سے چونک کر نعمت کو شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا۔جبکہ اسال آغا شاہ تو اتنے مہینوں کے بعد اپنی بہن کے سینے سے لگنے پر ہی شرمندگی کی گہرائیوں میں ڈوب گیا۔۔۔

سیاہ آنکھوں کو جھپکتے اسنے نمی اپنے حلق میں اتارتے نعمت کے سر پر عقیدت بھرا بوسہ دیا۔۔

نعمت کا وجود اب ہچکیوں کے سبب لرز رہا تھا۔۔اسکی دبی دبی سسکیاں سن ضرار نے آگے بڑھتے ایک جھٹکے سے اسے اسال آغا شاہ کے سینے سے دور کیا۔۔

جس نے بھیگی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

اسال نے نہایت تاسف اور نفرت سے اسے گھورا۔۔"ایک بات یاد رکھنا "اسال آغا شاہ!"اگر میری محمل کو کچھ ہوا تو تمہیں تمہاری بہن کا مردہ وجود تک دیکھنے کو نہیں ملے گا!!جتنی جلدی ہو سکے اسے آزاد کر دو وگرنہ تمہاری "!بہن اسکا انجام بھگتے گی

ضرار پاشا خان نے اس کی دکھتی ہوئی رگ پر پاؤں رکھتے سنجیدگی سے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا۔۔

تیری بھول ہے یہ ضرار پاشاخان!!"کہ یہ شاہ تیری ان بونگیوں پر کان"
دھرے گا۔میں تو اس ہوا تک کو اپنی بیوی تک ناں پہنچنے دوں جس ہوا میں
تیری گھٹیا خوشبو شامل ہو۔۔اسے آزاد کر کے تجھے سونپنا تو بہت دور کی بات
ہے۔۔وہ میری بیوی ہے اب اسے ساری عمر میرے ساتھ بیتانی ہے۔۔اسکی
"!!فکر مت کر۔۔۔اسے میں سنبھال لوں گا
اسال آغا شاہ نے بڑے تحمل بڑے انداز میں جواب دیتے آخر میں آنکھ دبائی
تھی۔۔۔ضرار اسے کاٹ کھانے کو دوڑا۔۔مگر نور کے رونے کی آواز پر وہ
مجبوراً لب سختی سے بھینچے ایکدم سے مڑا۔۔نعمت کا ہاتھ جکڑتے وہ اسے
ساتھ کھینچتے ہوئے حریم کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔
نعمت نے گردن موڑ کر بہتی آنکھوں سے اپنے لالا کو دیکھا۔جس نے مسکرا
کر اسے دور سے ہی ڈھیروں دعائیں دے ڈالی۔۔
نعمت تکلیف کے باوجود بھی آسودگی سے مسکرائی۔دیکھتے ہی دیکھتے اسکی بہن
اسکی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔اور وہ کچھ بھی نہیں کر پایا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ شاور لے کر کافی نکھری نکھری سی واشروم سے نکلی تھی۔۔ڈارک مارون کلر کی خوبصورت سی پٹھانی پوشاک جس کے گلے اور دامن میں خوبصورت موتی جھڑ اکام ہوا تھا۔۔تنگ پاجامے کے ساتھ گردن پر جھولتی سنہری لٹیں جنہیں وہ تولیے سے رگڑ کر خشک کر رہی تھی۔

سنہری خوبصورت آنکھوں میں نہانے کے باعث ہلکی ہلکی سی نمی کی تہہ جمی تھی۔۔جوان خوبصورت نین کٹوروں کو مزید جان لیوا بنا رہی تھی۔

خوبصورت دمکتا سراپا اس رنگ میں مزید کھل اٹھا تھا۔۔لبوں کے کونوں پر ہلکی سی دلفریب مسکان آباد تھی۔

جس کی ایک بڑی وجہ پیپر کی تیاری تھی۔۔زارون سکندر خان اسے اہم پوائنٹس سمجھا کر سختی سے پڑھنے ک تائید کرتے کسی ضروری کام سے گیا تھا۔۔

قریباً تین سے چار گھنٹے لگاتار جی توڑ کوشش کے بعد بالآخر وہ اچھی خاصی تیاری کر چکی تھی۔

فارغ ہوتے ہی اسنے شاور لیا تھا۔اور اب خود پر سے بوجھ ہٹتے ہی وہ چہکتی پھر رہی تھی۔۔

رات کے نو بج رہے تھے۔۔ کھانا اسنے کمرے میں ہی کھایا تھا۔ہیٹر کے سبب کمرے کا ماحول قدرے گرم تھا مگر پھر بھی سردی کا احساس کشمیر کے موسم میں ناں ہو یہ ناممکن سی بات ہے۔

گلابی پنکھڑیوں پر ہلکی سی گنگناہٹ جاری تھی۔۔معادر وازہ ناک ہوا گل مینے خان ہڑ بڑا کر یکدم سے پلٹی۔۔

چہرے پر سرخی تیزی سے پھیلنے لگی۔وہ جلدی سے تولیہ ایک جانب صوفے پر رکھتے دوپٹہ درست کرتے دروازے کی سمت بڑھی۔

دروازہ کھولتے ہی اسکی نگاہ زارون سکندر خان پر پڑی۔۔وائٹ شرٹ اور وائٹ ہی جینز کے ساتھ فریش بلیو کلر کا کوٹ،سیاہ بال سلیقے سے سیٹ کیے وہ اپنی ساحرانہ پرسنالٹی کے ساتھ ایک ہی لمحے میں گل مینے خان کا دل زوروں سے دھڑکا گیا۔۔

اسکی آنکھوں میں ایکدم سے ڈھیروں جذبات امڈے تھے۔

نظریں اس پر سے ہٹنے سے انکاری ہوئی تھی گویا۔۔وہ گھر سے شلوار قمیض میں نکلا تھا اور اب اس حلیے میں،وہ پہلی بار اسے جینز اور شرٹ میں دیکھ رہی تھی۔اسکے دراز قد،اور چوڑے وجود پر یہ ڈریس غضب ہی توڈھا رہا تھا۔

زارون نے ایک بھرپور نگاہ گل مینے خان کے بھیگے سراپے پر ڈالی۔۔کمر سے تھامے اسے نزدیک کرتے وہ اندر داخل ہوا۔۔

دروازہ بند کرتے ہی گل مینے خان ہڑ بڑا کر اس کے جان لیوا لمس پر اس سے دور بھاگی۔

تمہیں تو میں سیٹ کرتا ہوں!!"دانت پیستے انتہائی ناگواری سے اسکی" حرکت پر گھور کر اسے دیکھتے زارون کبرڈ کی طرف بڑھا۔

گل مینے خان کا چہرہ ہوائیاں اڑانے لگا۔۔سہی معنوں میں وہ گھبرائی تھی۔" آگے پیچھے نظریں دوڑاتے وہ بھاگ کر کاؤچ تک گئی۔۔۔بیڈ سے بک اٹھائے اب اس نے بھرپور سنجیدگی سے نظریں کتاب پر جمادی۔۔

زارون سکندر خان "شاور لے کر نکلا۔۔سیاہ شلوار قمیض اسکے کسرتی وجود" پر خاصی جچ رہی تھی۔۔

بالوں میں انگلیاں چلاتے اسکی نگاہ کاؤچ پر ایک ہاتھ میں کتاب تھامے" بیٹھی اپنی معصوم سی بیوی کو دیکھا۔۔

لبوں پر بے اختیار اسکی معصوم حرکت پر مسکان سی امڈی۔۔

گریبان کے بٹن لگائے وہ اس تک گیا۔ گل مینے خان اسکی خوشبو پر ہی خوف سے دھک دھک کرتے دل سمیت کافی ڈری سہمی سی نظریں جھکائے بیٹھی رہی۔۔

زارون سکندر خان نے قریب ہوتے ذرا سا جھکتے اپنا ایک گھٹنہ فولڈ کرتے کاؤچ پر اسکے قریب ٹکایا۔۔

گل مینے خان کی سانس اسکی حرکت پر اکھڑی۔ نظریں بے ساختہ ہی اٹھی اسکے وجیہہ چہرے سے اسکے لئے نظریں ہٹانا مشکل ترین عمل تھا۔۔

حسین نقوش میں شرم وحیا کی سرخی اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔

زارون خان کی نظریں اسکے خوبصورت نقوش پر ٹھہری تھیں۔ ہاتھ بڑھاتے اسنے کتاب گل مینے خان کے ہاتھ سے چھینی۔

تمہارا سب سے ضروری مضمون "زارون سکندر خان ہے "گل مینے"

"!! سکندر خان "کتاب کو چھوڑو۔ تھوڑا سا مجھے پڑھ لو

بیڈ کی جانب کتاب اچھالتے اسنے دوسرا ہاتھ اسکے قریب جمائے اسے حصار میں قید کرتے مخمور سے لہجے میں فرمائش کی۔

گل مینے خان تو اسکی بے باک سی فرمائش پر کان کی لووں تک سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی تھی اس پر متضاد اسکے جان لیوا خوشبو جواب اسکے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔۔

گل مینے خان بے ساختہ ہی اختیاطا پیچھے ہونے لگی۔۔ایکدم سے اس سے دور ہونے کے چکر میں وہ پیچھے موجود بیڈ پر اور کچھ کاؤچ پر لیٹنے کے انداز میں گری تھی۔

زارون سکندر خان تو اسکے چہرے پر بکھرتے شرم وحیا کے رنگوں پر خاصا محفوظ سا ہوا۔لبوں پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ قائم تھی۔۔

"یی یہ کک کیا کر رہے ہیں آپ؟""وہ ایکدم سے اسکے نزدیک ہو کر لیٹنے پر گھبرا کر آنکھیں پھیلائے بمشکل سے پوچھ بیٹھی۔

گل مینے خان کو تو زارون سکندر خان کے ہر عمل سے خوف اور ڈر رہتا تھا

۔۔

اسکے نزدیک وہ واحد ایسا مرد تھا جو اس قدر بے باک اور بے لگام تھا۔

"تمہیں محسوس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں بیوی۔۔کیا نہیں کر سکتا؟؟"

چہرے پر آتی بھیگی لٹوں کو انگلی کے پوروں سے چنتے وہ مخمور مگر گھمبیر سے لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

"گل مینے خان تو اسکے پل پل بدلتے رنگ روپ پر غش کھانے کے در پر تھی۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی زارون سکندر خان کے پل میں تولا پل میں ماشہ ہوتے روپ کو۔۔۔؟"

"کک کھانا کھایا آپ نے!!"زارون سکندر خان کی بہکتی نگاہوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ خود میں ہی سمٹی تھی۔۔

زارون سکندر خان "اب دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں جمائے ایکدم سے" اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔ گل مینے خان اسکی آنکھوں میں امڈتے جنون خیز رنگ دیکھ آنکھیں لمحوں میں میچ گئی۔

اسکی حرکت پر زارون کا دل چاہا کہ ایک بھرپور قہقہ لگائے مگر مجبوراً خود پر ضبط کرتے وہ اسکے قریب ہوا۔۔۔ جس کی دھڑکنوں کا شور وہ خود بر و مرد دور سے بھی محسوس کر پا رہا تھا۔

تمہارا یوں شرما کر آنکھیں بند کر لینا کیا اسے میں تمہاری ہاں سمجھوں؟؟"""

گرم سانسیں اسکے سرخ گلاب کی مانند دہکتے مکھڑے پر پھونکتے وہ لب دبائے شریر سے لہجے میں گویا ہوا۔

گل مینے خان نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی۔۔

مم میں نے ایسا کب کہا؟؟"سنہری آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔۔"

زارون نے لب دبائے اس کے نوخیز حسن کو نظروں سے سراہا۔

کمر کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسے نرمی سے اپنے نزدیک کرتے وہ اسکی سانسیں روک گیا تھا۔۔

"میں آج سوچ کر آیا تھا مسز خان!! کہ آج میں اس رشتے کی تکمیل مکمل کر دوں گا!!" مگر اب میرا ارادہ کینسل ہو گیا ہے۔۔

گل مینے خان کا چہرہ اسکے سینے میں چھپا پڑا تھا۔۔ زارون سکندر خان نے اسکا سر اپنے چوڑے کندھے پر رکھتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے سنجیدہ سے انداز میں کہا۔۔

گل کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے پائے گی وجود کی کپکپاہٹ زارون سکندر خان بخوبی محسوس کر چکا تھا۔

جبھی اپنے دہکتے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھتے اسے اپنے لمس سے پر سکون کرنا چاہا تھا۔۔ جس کا پورا وجود بھاپ چھوڑنے لگا۔۔

"جتنی تمہارے پیپیرز تک کا ٹائم ہے تمہارے پاس گل مینے سکندر خان!! تمہارے جلدی اپنے آپ کو تیار کرو گی اتنا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔۔ کیونکہ اب

ایک ہی کمرے میں ایک ہی بستر پر ہوتے ہوئے زارون سکندر خان تم سے دوری اختیار کرے یہ میرے بس سے باہر کی بات ہے!!"

زارون سکندر خان نے بنا کسی لگی لپٹی کے دوٹوک لہجے میں اسے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔ گل مینے کا سانس تو ابھی سے گھبراہٹ کے سبب رک گیا تھا۔

زارون اسکی حالت کے پیش نظر اسے نرمی سے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔ گل فورا سے دور ہوتے بیٹھی۔۔

دھڑکنیں بے ہنگم سے انداز میں الجھ رہی تھی۔۔

سر کے نیچے ہاتھ جمائے زارون نے ایک بھرپور نگاہ گل مینے خان کی پشت پر ڈالی۔دوپٹہ اوڑھو سلیقے سے مینے اور میرے لئے ایک کپ چائے بنالاؤ!!" آنکھوں کو انگلیوں کے پوروں سے سہلاتے اس نے نرم لہجے میں حکم دیا۔۔

گل دوپٹہ اٹھائے کسی جن کی طرح کمرے سے بھاگی تھی۔۔جبکہ زارون سکندر خان کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کتنا عرصہ ہوا ہے شادی کو؟"ڈاکٹر سائلہ نے تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے اب بغور اپنے سامنے بیٹھے اسال آغا شاہ کو دیکھتے پوچھا۔۔

آغا نے اپنی حسین آنکھیں ایک پل کو میچی اور سر جھٹک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ سائلہ اسکی ہم جماعت تھی۔۔یونیورسٹی میں وہ دونوں ایک ساتھ پڑھے تھے مگر اسال آغا شاہ نے عین مومنٹ پر اپنا کورس تبدیل کر لیا تھا۔۔

یہی کچھ ڈیڑھ ماہ!!"اسال نے انداز اًبتایا۔"

ہمممم"اتنی پیاری لڑکی کی ڈیڑھ ماہ میں یہ حالت۔۔۔!!وہ بھی تمہاری"

"سرپرستی میں اسال؟میں کیسے یقین کر لوں؟

سائلہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔وہ اسے کافی سالوں سے جانتی تھی۔کالج، یونیورسٹی سب کچھ تو ایک ساتھ گزرا تھا۔

اسال آغا شاہ تو اپنے سے جڑی عورتوں کو لے کر بڑا پوزیسو ز ہوا کرتا تھا۔۔

اسے آج بھی یاد تھا وہ کیسے ماہ رخ آفندی پر جان چھڑکتا تھا۔

اور پوری یونی ماہ رخ آفندی کی قسمت پر رشک کرتی تھی۔جو ایک عام سی نین نقوش کی حامل ایک سادہ سی لڑکی پر ایک سردار کا دل آگیا تھا اور سردار بھی وہ جسے دیکھ کئی لڑکیاں سانس لینا بھول جایا کرتی تھی۔

ہاں یہ میری بد قسمتی ہے سائلہ !!"وہ تلخی سے مسکراتا اپنا قصور تسلیم کر گیا"

۔۔

سچ ہی تو تھا جب سے وہ معصوم اسکی زندگی میں شامل ہوئی تھی۔

اسکا ایک ایک دن عذاب بن کر رہ گیا تھا۔۔

نام کیا ہے بھابھی کا؟"سینے پر ہاتھ لپیٹتے وہ اب بھی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔اسال کی آنکھوں کے سامنے وہ خوبصورت شکوہ کناں آنکھیں لہرائی

۔

محمل۔۔۔محمل اسال آغا شاہ!!"اپنا نام ساتھ لگانا ضروری سمجھا تھا۔"

"کتنی بار خود کی جان لینے کی کوشش کر چکی ہیں؟

اسال اس سوال پر کچھ چونکا تھا۔۔

"حیران مت ہو اسکی کٹی کلائی میں دیکھ چکی ہوں۔۔"

اسال نے پہلوئں بدلا۔۔

ایک بار!!"اب کی بار اپنی ہیئر ڈپر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔"

سائلہ کافی دیر اسے دیکھتی رہی۔۔"

نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے ان کا اسال!!اور یہ عام صورتحال نہیں ہے۔۔"

بہت کریٹیکل کنڈیشن تھی۔اگر تم مزید دیر کرتے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا

"۔۔۔

ڈاکٹر سائلہ کی بات پر اسال نے بے چینی سے ہونٹ دانتوں تلے کچلے۔۔۔

اسے شدید گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

اگر انہیں ٹھیک کرنا چاہتے ہو۔تو کوشش کرو وہ پینک ناں ہوں۔۔کسی چیز کا خوف ہے جو ان کے دل و دماغ میں بیٹھ چکا ہے۔۔اور شاید وہ بہت زیادہ سوچنے لگی ہے۔۔اسی وجہ سے ان کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی ہے!!" سائلہ نے اسال کے دھواں دھواں ہوتے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔

جانے کیسے وہ ضبط سے بیٹھا تھا۔

کیا میں اسے گھر لے جا سکتا ہوں؟" اسال نے اسے ٹوکتے سوال پوچھا۔۔وہ" مزید نہیں سن سکتا تھا اسے اپنا آپ گناہگار لگ رہا تھا۔۔

ہمم لے جاؤ!!" سائلہ نے گہری سانس بھرتے کہا۔تو وہ بنا کچھ سنے اٹھ کر" باہر نکل آیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے زرغان خان مگر ابھی حریم" چھوٹی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر لے اسکے بعد ہم حریم کی "شادی کریں۔۔

داجان اس وقت ڈیرے پر تھے۔جب زرغان خود ان کے پاس آیا۔۔شادی کی تاریخ مانگنے۔۔اس سے مزید انتظار کرنا محال ہو گیا تھا۔مگر اب داجان کی بات پر چہرے پر ایکدم سے ناگواری سمٹ آئی۔۔

تعلیم کی فکر مت کریں آپ داجان۔۔۔حریم شادی کے بعد بھی اپنی تعلیم " "!!جاری رکھے گی۔۔بس آپ جلد از جلد اسے میرے نام کر دیں

صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اسنے سنجیدگی سے کہا۔

داجان لب بھینچے اسے گھورتے رہ گئے۔۔"تم کیا چاہتے ہو؟"ٹانگ پر ٹانگ جمائے داجان نے زیرک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں چاہتا ہوں کہ اس جمعے کو آپ حریم کو میرے نکاح میں دے دیں۔۔" "اور اگلے ہفتے سے شادی کی تقریبات کا آغاز کر دیں۔۔

زرغان خان نے ڈھٹائی سے اپنی خواہش پیش کی۔۔داجان کی آنکھیں پھیلی

۔۔

وہ کچھ دیر تک زرغان خان کو دیکھتے رہے۔"ٹھیک ہے زرغان مجھے کوئی اعتراض نہیں!'مگر ایک بات یاد رکھنا۔۔اپنے پوتوں کے خلاف جا کر میں تمہیں اپنی پوتی سونپ رہا ہوں۔۔اگر اسے ذرا سی بھی تکلیف ہوئی تو انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔"

داجان نے سنجیدگی سے دوٹوک لہجے میں کہا۔تو زرغان نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ان سے اجازت لیتے وہ اب مسرور ساڈیرے سے نکلا۔

★★★★★★★★★★★★

کس کی اجازت سے تم اپنے بھائی سے ملی۔۔۔بولو جواب دو مجھے نعمت ضرار"

"!!پاشا

بالکونی میں کھڑا وہ کافی دیر سے سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے سے اسال آغا شاہ کا چہرہ ہٹ ہی نہیں پا رہا تھا وہ چاہ کر بھی اسکے کہے الفاظ بھلا نہیں پا رہا تھا۔

محمل اسکی محبت اسکا عشق آج کسی دوسرے کی بانہوں میں بے جان سی پڑی تھی۔اور وہ۔۔۔وہ اسے چھونا تو دور اسے دیکھ تک نہیں سکا تھا۔

اسکے دل نے اس پر ڈھیروں لعنت بھیجی۔۔آنکھیں مسلسل جلن سے درد کر رہی تھیں۔۔یخ بستہ ٹھنڈی ہوائیں اس کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی مگر اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

اچانک سگریٹ دور پھینکتے وہ تیز قدموں سمیت مڑا روم میں داخل ہوتے ہی اسنے کاٹ میں لیٹی نور آئینہ پر ایک نگاہ ڈالی۔۔اور پھر واشروم سے منہ دھو کر نکلتی نعمت کو دیکھ وہ جھپٹ کر اسکی کلائی جکڑتے اس پر غرایا۔۔

جو اسکی آنکھوں کی سرخی اور لہجے کا سرد پن دیکھ چونکی نہیں تھی۔۔

سیاہ بھیگی آنکھیں اسکی شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سے گاڑھے وہ غصے سے اسے گھورنے لگی۔

کیوں آپ سے کس خوشی میں پوچھتی۔۔وہ لالا ہیں میرے۔۔جب چاہے"

"!!جیسے چاہے میں مل سکتی ہوں ان سے

نعمت اپنی کلائی اسکے ہاتھ سے آزاد کرواتے تڑخ کر دوبدو جواب دیے واپسی کو پلٹی۔

جب اگلے ہی لمحے اسکی گردن کو پیچھے سے دبوچتے ضرار پاشا خان نے اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھی۔۔

"!!بھولو مت نعمت پاشا خان۔۔تمہارا شوہر ہوں میں اب"

نعمت اسکے بھاپ اڑاتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی زخمی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی اسکے الفاظ اسکا لمس اس قدر تکلیف دہ نہیں تھا جس قدر تکلیف اسکی آنکھوں میں جھلکتی محبت اسے تکلیف دے رہی تھی۔۔

ان شہد رنگ آنکھوں میں تو محمل قریشی کا عکس ٹھاٹے مار رہا تھا۔۔کیا نہیں تھا ان آنکھوں میں، درد، تڑپ، ہجر۔۔۔نعمت کے دل میں ہلکی سی کسک اٹھی تھی۔

وہ بیوی تھی اب اسکی۔اسکے نکاح میں آتے ہی وہ پورے دل سے اسے شوہر تسلیم کر چکی تھی اس خوبرو شخص کا اپنی بیٹی کے ساتھ برتا جانے والا محبت بھرا رویہ "نعمت شاہ" کے دل کو اس شخص کی جانب موڑ چکا تھا۔

اب بس اسے ادراک ہونا باقی تھا۔

آپ اب بھی محبت کرتے ہیں محمل سے؟"نعمت کی آواز گلے میں پھنس " سی گئی وہ بمشکل سے بولی تھی اسکے اچانک پوچھے گئے سوال پر ضرار کچھ لمحوں کیلئے چونکا۔۔

کیا اسکی آنکھوں میں تیرتا محبت کا غم اس قدر شدت اختیار کر چکا تھا کہ نعمت شاہ اسکی آنکھیں پڑھ چکی تھی۔

تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے نعمت!!"اچانک سے اسکی گردن"
کو چھوڑ وہ سپاٹ لہجے میں بولتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔
اچھا تو کس چیز سے مطلب ہونا چاہیے مجھے؟"اپنی پشت پر ابھرتی نعمت کی"
آواز پر پاشا بے ساختہ ہی رکا۔۔
چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری تھا۔
بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں اسکا کسرتی وجود کافی جچ رہا تھا۔۔اس پر قہر
ڈھاتے ماتھے سے چپکے بال، جو سرخ و سفید رنگت پر خاصے جچ رہے تھے۔
تمہیں اپنے شوہر کے دل کو بدلنے پر فوکس کرنا چاہیے نعمت پاشا!!"ایک"
اچھی بیوی کی طرح اپنے شوہر کو اپنی زلفوں کا اثیر بناؤ، تاکہ اسکے دل میں کسی
پرانی محبت کا دکھ باقی ناں رہے!!"وہ قدم قدم چلتا اسکی جانب بڑھ رہا تھا
نعمت بے ساختہ ہی اسکی آنکھوں میں دیکھتی پیچھے ہونے لگی۔وہ لڑکھڑائی
جب پاشا نے اسے کمر سے تھامے ایک جھٹکے سے اپنے نزدیک کیا۔۔

اسکی آنکھوں میں اترتی شرم وحیا کے ساتھ ساتھ پسندیدگی کی رمق ضرار پاشا خان کے رگ وپے میں سرور سا گھول گئی۔۔

وہ تھا ہی اس قابل کہ اسے چاہا جاتا۔۔ نعمت شاہ تو کیا کوئی بھی لڑکی اس کی دیوانی ہو جاتی وہ اس قدر حسن تو رکھتا ہی تھا۔۔

"میں نے سنا ہے جب محبت ہوتی ہے تو اس کا پہلا رنگ پسندیدگی کا ہوتا ہے خانم!! غلط کہتے ہیں لوگ کہ محبت ایک بار ہوتی ہے۔۔ محبت تو انسان کو اپنے ماں باپ، غرض کہ ہر رشتے سے ہوتی ہے۔۔ محمل قریشی میری پہلی محبت ضرور ہے!! مگر آخری محبت نہیں!!"

اسکے عنابی ہونٹ بڑے حق سے نعمت شاہ کی بند آنکھوں کو چوم رہے تھے۔۔ اسکی آنکھوں کو چومتے وہ اپنے وجود میں سکون سا اترتا محسوس کر رہا تھا۔۔

ایسے کہ اسکے تھکن زدہ اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے۔۔نعمت شاہ دم سادھے اسکے حصار میں کھڑی تھی۔جس کی خوشبو نے اسے اپنے سحر میں جکڑ ڈالا تھا

۔

محرم کا لمس ہر غم ہر درد بھلا سکتا ہے یہ ادراک بھی ضرار پاشا خان کیلئے باعث سکون تھا۔۔

پیکنگ کر لو نوری میری اور اپنی،،ہم صبح سفر کیلئے نکل رہے ہیں۔۔!!"وہ فوجی تھا کہاں جانا ہے بتا دیتا یہ کیسے ممکن تھا۔۔موسم ٹھنڈہ ہو گا۔۔گرم کپڑے رکھ لینا۔!!"

ایک بھرپور نگاہ اسکی جھکی پلکوں پر ڈالتے وہ دور ہوا۔۔

"!!مم مگر نن نور"

کھل کر کہو کیا ہوا نور کو!!"ضرار اسکے ہچکچانے پر غصے سے بولا۔۔

نور کے کپڑے کم ہے سردی کے!!"نعمت نے ہونٹ کچلتے بتایا وہ گھر سے چند ایک سوٹ ہی لائی تھی۔زرتاج خان اسکے پہننے کیلئے چند سوٹ دے چکی

تھی مگر شرم اور ہچکچاہٹ کے باعث وہ نور کے کپڑوں کا کسی سے کہہ نہیں پائی۔۔

"!یہ بات تمہیں مجھے پہلے بتانی چاہئے تھی۔۔"

اسکی بے توجہی پر ضرار کے چہرے پر غصے کی سرخی تیزی سے پھیلی۔۔

"!!کچھ لینا ہو احویلی سے تو لے لینا باقی شاپنگ راستے میں کر لینگے"

اسے حکم دیتا وہ خود کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ نعمت شاہ اسے جاتا دیکھ گہری سانس بھرتے رہ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

درد سے پھٹتے سر سمیت اسنے سیٹ کی پشت پر ہی گردن موڑے پچھلی سیٹ پر بے سودھ لیٹی محمل قریشی کو دیکھا۔۔

کچھ سوچتے ہوئے اسنے موبائل فون نکالا۔۔اسکے گارڈز کی گاڑیاں اطراف میں اسے گھیرے کی صورت لئے ہوئے تھی۔

ہیلو عالم!!ہاں ایک ضروری کام تھامیری بات سنو!!"اسال نے اسے" تفصیل سے سب بتایااور خداحافظ کہتے کال کاٹ دی۔۔

موبائل فون ڈیش بورڈ پر رکھتے اسنے اب دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

رات کی تاریکی اب چاروں اطراف پھیل رہی تھی۔۔

اوراسال آغاشاہ زندگی میں پہلی بار سوچنے سمجھنے کی ہر کوشش میں ہار چکا تھا

۔۔

اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔حویلی جانا محمل قریشی کیلئے یقیناً خطرناک تھا مگر وہ اسے اپنے ساتھ کہی لے کر بھی نہیں جاسکتا تھا۔۔

ایک گھنٹے کی طویل مسافت کے بعد اسکی گاڑی اپنی منزل پر رکی تھی۔۔

وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔ گارڈز مستعدی سے اسے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے۔ چوکیدار نے گیٹ اندر سے لاکڈ کیا تھا۔ جبکہ اسال آغا شاہ اب گاڑی کا دروازہ بند کرتے پچھلی سیٹ کی طرف آیا۔۔۔

گاڑی رکنے کی آواز پر اندر سے دو نفوس بھاگ کر باہر آئے تھے۔

اسال آغا شاہ" محمل قریشی کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھر کر جیسے ہی مڑا۔۔۔ نظریں اپنے سامنے کھڑے حفیظ قریشی اور ان کی بیوی کنول خان پر پڑی!!"

وہ دونوں تو بیٹی کو دیکھ جیسے پتھر کے ہو گئے تھے۔۔

اسال ان کے چہروں پر پھیلی تاریکی دیکھ سختی سے لب بھینچ گیا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید وہ ان کی بیٹی کو کسی کوڑے کی طرح ان کے در پر پھینکنے آیا تھا۔۔

ان کے چہروں پر لکھی تحریر پڑھ کر وہ سچ میں شرمندہ ہوا تھا۔

پچھلے کافی عرصے سے وہ دونوں اسال آغا شاہ کے پاس تھے۔۔ ضرار پاشا خان کے ہاسپٹل سے نکلنے کے بعد سے ہی اسال آغا شاہ نے ان دونوں کو اپنے

پاس اپنی زیر نگرانی رکھا تھا کیونکہ وہ آغا جان کی سوچ سے بخوبی واقف تھا کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ محمل کو ٹارچر کرنے کیلئے اسکے ماں باپ کو مزید نقصان پہنچاتے۔۔

وہ ان دونوں کے پاس سے گزر کر فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا۔۔اپنے مخصوص کمرے میں جاتے اسنے عالیشان بیڈ پر محمل کے وجود کو نرمی سے لٹایا ۔۔

وہ دونوں میاں بیوی بھیگی آنکھوں سمیت دہلیز پر کھڑے اپنی پھول سی بچی کا مرجھایا چہرہ دیکھ رہے تھے۔

اسال آغا شاہ اس کے پیروں سے چپل اتارنے لگا جب کنول خان بھاگ کر آگے بڑھی۔

"یہ کیا کر رہا ہے آپ سردار چھوڑیں میں کرتا ہوں!!"ان کے لہجے میں شرمندگی کی رمق واضع تھی۔اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیٹی کو اتنی عزت دیتا دیکھ وہ جتنی حیران تھی دل سے اتنی پر سکون بھی ہوئی تھی۔۔

رہنے دیں اماں ! ! میں یہاں آپ کی بیٹی کو نہیں اپنی بیوی کو لایا ہوں ! ! اگر"
"! بیوی شوہر کی خدمت کر سکتی ہے تو شوہر کا اسکی خدمت کرنا معیوب نہیں

وہ نرم لہجے میں کہتے اب محمل کے اوپر چادر درست کرتے پیچھے ہٹا۔۔

خفیظ قریشی نے اپنی نم آنکھوں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑا۔۔

اسال آغا شاہ کے آغا جان نے جتنے زخم ان کے دل پر لگائے تھے۔۔ان کے پوتے اسال آغا شاہ کے ایک عمل نے ان کے دل کے ہر زخم پر مرہم سا رکھ دیا۔

دل میں سکون سا اترا تھا۔اسال آغا شاہ بہت نرم خو تھا یہ وہ جان چکے تھے مگر وہ اتنے خوبصورت دل کا مالک ہو گا یہ بات وہ آج جان پائے تھے۔۔

کیا میں آپ کی بیوی کو چھو سکتی ہوں ! ! "کنول خان نے روتے ہوئے بھیگے" سے لہجے میں پوچھا تھا۔۔دل کب سے اپنی بیٹی کو چھونے اسے سینے سے لگانے کو بیتاب ہوا پڑا تھا۔۔

جی!!"اسال نے سر کو حم دیے مختصر لہجے میں کہا۔۔اور خود کمرے سے "
باہر نکل آیا۔۔

کنول بیگم اور خفیظ قریشی تو بھاگ کر بیٹی تک گئے تھے۔۔اسکے ہاتھوں
چہرے اور بالوں کو چومتے وہ دونوں بے تحاشہ روئے تھے۔۔

اسال باہر صوفے پر بیٹھا ان دونوں کی سسکیاں سن بے چین ہو کر رہ گیا۔۔
اسے تو لگا تھا یہاں لا کر وہ محمل کو پر سکون کر لے گا مگر وہ تو اب خود مزید بے
چین ہو گیا تھا۔

محمل اپنے چہرے پر ممتا کا محبت بھرا بھیگا لمس محسوس کرتے بے ہوشی میں "
بھی کسمسائی تھی۔۔خفیظ قریشی نے اسکی ہتھیلی کو جانے کتنی ہی بار چوما تھا۔
انہیں رہ رہ کر ملال آ رہا تھا کاش وہ اس دن اپنی بچی کو ساتھ لے کر ناں گئے
"!!ہوتے

بھاری آنکھوں کو چند لمحوں کی تاخیر کے بعد وہ کھول پائی تھی۔۔دھندلائی "
""نیلی آنکھوں میں پہلا عکس اپنی ماں کا تھا اور پھر اپنے بابا کا۔۔

زخمی ہونٹ آسودگی سے مسکرائے!!"اسے لگا وہ خواب دیکھ رہی ہو۔مگر اگلے ہی لمحے وہ ان دونوں کی آواز پر اپنی بھاری ہو رہی آنکھوں کو کھولتے اپنے خواب کو حقیقت بنا دیکھ دم سادھے بے یقین سی اپنی ماں کی گود میں پڑی رہی۔۔

محمل!!"خفیظ صاحب نے اسے پکارا تو وہ پاگلوں کی طرح اٹھتی ان کے " سینے سے جا لگی۔۔

آنسوں تھے جو رکنے کا نام تک نہیں لے رہے تھے۔۔اسکی سسکیاں سن اسال گردن پر ہاتھ پھیرتے خود کو پر سکون کرنے کی ناکام سی کوشش کرتا رہا ۔۔

جب ضبط جواب دے گیا۔تو وہ ایک دم سے صوفے سے اٹھا۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر ایک دوسرے سے لپٹے ان تینوں نے سامنے کھڑے اسال آغا شاہ کو دیکھا۔۔

میں آپ کو یہ بتانے کیلئے محمل کو یہاں لایا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔۔اور محمل "
تمہارے ماں بابا بھی بخیر وعافیت سے ہیں!!اس سے پہلے کہ آغا جان کو شک
"!!ہو چلو اٹھو واپس چلیں

نظریں اسکی نیلی آنکھوں سے چرائے وہ پشت پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔ محمل آنکھیں میچتے ماں کے سینے میں چھپ گئی۔اسال نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

گیٹ اپ محمل!!"اب کی بار قدرے سنجیدگی سے کہا مگر وہ نہیں ہلی۔۔"
اسال جبڑے بھینچے آگے بڑھا۔۔اسے تیزی سے کنول خان سے دور کرتے اسنے بنا اسکے رونے اسکے چلانے کی پرواہ کیے اسے بانہوں میں اٹھایا۔

جواب اسے کوس رہی تھی۔"نہیں جانا مجھے!!ظالم،وحشی انسان،اتارو مجھے ۔۔۔اماں بابا!!مجھے بچالو!!"وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی مگر اس کے ماں باپ روتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

ان دونوں میں سے ایک بھی اٹھ کر اس کے پیچھے نہیں آیا۔۔۔۔ محمل یک ٹک اسال آغا شاہ کی بانہوں سے ہمک ہمک کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ مگر وہ دونوں ہی خاموشی سے سر جھکا گئے تھے۔۔

محمل نے کپکپاتے ہونٹوں کو بھینچتے اپنے آنسوں ہتھیلی پر بے دردی سے رگڑے۔

★★★★★★★★★★★★

چائے کا کپ ہونٹوں تک لے جاتا ثمینہ شاہ کا ہاتھ ایکدم سے رکا، کمرے سے نکل کر صحن کی طرف آتی روپ دلاور شاہ پر ان کی نظریں بری طرح سے گڑھ کر رہ گئی۔۔جو سرخ رنگ کے خوبصورت جوڑے میں کافی نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔۔

لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ آباد تھی۔۔دوپٹہ بار بار سر سے ڈھلک رہا تھا جس کے سبب اسکے ریشمی سیاہ بال گردن سے اٹکھیلیاں کھاتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔

اسکے چہرے پر بکھرے رنگ لبوں پر شرمیلی مسکان، ثمینہ شاہ سے ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

آخر ایسا کیا ہو گیا تھا جو وہ یوں شرمائے جا رہی تھی۔۔

السلام علیکم اماں سائیں!!"معابدر عالم شاہ کی مسرور سی آواز پر وہ سیکنڈوں میں کچن کی طرف جاتی روپ سے نظریں ہٹائے روپ کے کمرے سے نکل کر آتے بدر عالم شاہ کو دیکھنے لگی۔۔

جو اس وقت ٹی پنک کلر کی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے ہوئے تھا۔۔شاور لینے کے سبب بال ماتھے سے چپکے ہوئے تھے جبکہ چہرے پر گہرہ سکون آباد تھا۔۔

یہ سکون جوان دونوں کے چہروں پر آباد تھا یہ بدر عالم شاہ کی نرمی، اسکی محبت کے مرہون منت تھا۔۔

روپ شاہ کل رات کو اس سے اپنا ہر دکھ پر غم بانٹ چکی تھی اور بدر عالم شاہ نے اسکی پہلی صبح کو اپنی پاکیزہ محبت سے مہکا دیا تھا۔

اسکے نقوش کو عقیدت سے چھوتے وہ اسے ہر عمل سے یہ واضح کر چکا تھا کہ "!! وہ لڑکی اسکے دل کی مکین نہیں مالکن ہے

اسکے ساتھ گزارے چند لمحات ہی بدر عالم شاہ کے رگ وپے میں سکون بھر چکے تھے۔

وعلیکم السلام بدر تم کب آئے؟" چہرے پر پھیلتی ناگواری کو کوشش کے " باوجود بھی وہ چھپا نہیں پائی تھی۔

بدر عالم شاہ نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

رات کو ہی آیا تھا مگر وقت کافی ہو چکا تھا۔اماں سائیں اس لئے آپ کو جگانا" مناسب نہیں سمجھا!!"

وہ سرسری سے انداز میں بولا جبکہ نظریں کچن کی سمت تھی۔جہاں پر روپ گئی تھی۔۔

ہاں اب تو ماں ضروری ہی نہیں رہی تمہارے لئے!"سیڑھیوں سے اترتی" خدیجہ نے بغور ان کا جملہ سنا تھا لبوں پر شیطانی مسکراہٹ سمیٹے وہ اسی جانب بڑھی۔

ویسے بڑی بات ہے ناں ممانی جان۔۔دوپہر کے بارہ بجنے والے ہیں اور" بدر عالم شاہ کو اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ بیوی کے پلوں سے نکل کر آپ کو "اپنے آنے کی اطلاع دے دیتے۔۔

ناخن منہ میں ڈال کر کترتے وہ خاصے تیز لہجے میں بولی۔

خدیجہ تم منہ بند رکھو اپنا۔۔خبردار جو میرے اور میری اماں سائیں کے بیچ" بولی تم!!"

بدر عالم شاہ کے سرد لہجے پر خدیجہ پہلوئں بدلتے رہ گئ۔

بیچ میں یہ نہیں وہ گھٹیا لڑکی آرہی ہے بدر عالم شاہ!!"جمعہ جمعہ آٹھ دن"

"!!نہیں ہوئے تمہارے نکاح کواور تم ابھی سے ماں کو بھول بیٹھے ہو۔۔۔

ان کی آواز آخر میں رندھ گئ تھی۔۔ان کا نم لہجہ بدر کو تڑپانے کیلئے کافی تھا

۔۔وہ بے چین ہوا۔

اماں سائیں کیا کہہ رہی ہیں آپ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔میں بھلا کیسے آپ کو"

"بھول سکتا ہوں؟

بدر عالم شاہ نے بے حد نرمی سے اٹھتے ان کے شانوں کو تھامے کہا۔

روپ شاہ جو ناشتے کی ٹرے تھامے اسی سمت آئی تھی اس نے چونک کر

سامنے کے منظر کو دیکھا۔

خدیجہ کی کاٹ دار نگاہیں وہ خود پر محسوس کر کے بھی اگنور کرتی اپنے روم"

کی طرف بڑھی۔

یہاں بیٹھ کر کھانا کھانا اسکے لئے مشکل تھا۔۔وہ جتنا ثمینہ شاہ کی نظروں سے بچنا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اسکے سامنے آ رہی تھی۔۔

روپ!!"بدر عالم شاہ کی آواز پر وہ آنکھیں میچ کر ہونٹ کچلنے لگی۔"

جی"گھبراہٹ کے سبب وہ بمشکل ہی بول پائی تھی۔"

ہمارے کمرے میں چلیں۔۔میں آتا ہوں!!"اسے دوبارہ سے اسی کمرے" میں جاتا دیکھ وہ سنجیدگی سے"ہمارے کمرے"پر زور ڈالتے بولا۔وہ اسے رات کو ہی منع کر چکا تھا کہ آئندہ سے وہ اس کمرے میں نہیں رہے گی۔ مگر اب اسے پھر سے وہیں جاتا دیکھ وہ ٹوکے بنا ناں رہ پایا۔۔

روپ نے ایک چور نگاہ ثمینہ شاہ پر ڈالی جو اسے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے" "!!ایک ہی نوالا بنا کر کھا جائیں گی

گھبراہٹ اور خوف اسکے چہرے پر تیزی سے پھیلا تھا۔۔

جبکہ ثمینہ شاہ تو اسکے لپ اسٹک سے رنگے ہونٹوں، کاجل سے لبریز آنکھوں کو دیکھ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔

"!!اماں سائیں میں ناشتہ کر کے آتا ہوں"

بدر عالم شاہ اسے کمرے میں جاتا دیکھ لبوں پر زبان پھیرتے سنجیدگی سے بولا

--

مگر اس کی آنکھوں میں امڈتے جذبات کسی سے بھی چھپ نہیں پائے تھے

--

بدر عالم شاہ کو تو بھول ہی جائیں ممانی جان!! لگتا ہے بدر عالم شاہ پہلے ہی"
دن اپنی بانجھ بیوی کی زلفوں کے اسیر ہو گئے ہیں۔۔اب تو وہ آپ کے نہیں
"!!رہے ممانی جان۔۔۔افسوس کی بات ہے

تاسف بھری گہری سانس بھرتے خدیجہ نے جلتی پر تیل چھڑکا تھا۔۔۔

ثمینہ شاہ نے ضبط کھوتے پاس پڑی پھلوں کی ٹوکری دھڑ سے دور اچھالی
تھی۔۔

ملازمائیں گھبرا کر ان کے دھواں دھار چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

جو رستے میں آتی ہر شے کو ٹھوکر مارتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

اگر چائے بنانا نہیں آتا تھا تو مجھے پہلے بتا دیتی مینے!!"چولھے پر رکھے ساس پین کو تاسف بھری نگاہوں س دیکھتے وہ سینے پر ہاتھ باندھتے سنجیدگی سے بولا

۔۔

تو گل مینے خان اچھل کر مڑی۔۔سنہری آنکھیں ایک دم سے پھیلائے وہ اپنے بے حد قریب کھڑے زارون سکندر خان کو دیکھنے لگی۔

جس کی سیاہ آنکھیں اب اسکے چہرے پر تھیں۔۔

نن نہیں تو!!"وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔۔"

مگر پھر ساس پین میں جلتے دودھ کو دیکھ وہ شرمندگی سے سر جھکائے انگلیاں چٹخانے لگی۔

سلام چھوٹے خان!!"رحیم کی آواز پر وہ چونک کر مڑا۔۔"

وعلیکم السلام! خیریت رحیم!!"اب کی بار چہرے پر سنجیدگی کا تاثر گہرا" ہوا۔۔۔

"!!آپ کو داجان سرکار نے یاد کیا ہے مردان خانے میں"

وہ سر جھکائے مؤدب سا کہتے باہر نکل گیا۔مطلب صاف تھا کہ اسے فوراً خاضر ہونا تھا۔۔

"مینے زرتاشہ کو بلاؤ اور اس سے سیکھ کر چائے بناؤ۔۔۔میرے آنے تک چائے ریڈی رکھنا۔۔ہمم!!"گل مینے خان کی تھوڑی کو انگوٹھے سے سہلاتے اسنے جھک کر شدت بھرا بوسہ اسکی تھوڑی پر دیا۔

اور تیزی سے مردان خانے کی سمت بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آپ نے بلایا مجھے داجان ! !"ضرار پاشا خان،اور اسفند یار خان کے سنجیدہ"
چہروں پر ایک نگاہ ڈالے وہ نشست پر بیٹھتے سنجیدگی سے مخاطب ہوا۔
داجان نے سر اثبات میں ہلاتے گلا کھنکھارتے ہوئے ایک نگاہ ان سب پر ڈالی
۔۔

ہاں ہم نے ہی بلایا ہے تمہیں سکندر خان کچھ اہم بات کرنا چاہتے ہیں ہم "
"!!تم سے
ان کے لہجے میں سنجیدگی دیکھ وہ کچھ ٹھٹکا تھا۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اسنے
دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں الجھائے انہیں حیرت سے دیکھا۔
"!!جی کہیں داجان میں سن رہا ہوں"
ہمممم۔۔۔زرغان خان اور حریم خان کا نکاح اس جمعے کو طے کر دیا ہے ہم"
نے ! !ان کا اندازہ بہت سخت تھا چہرے پر بھی اتنی ہی سختی چھائی ہوئی تھی۔
جبکہ زارون سکندر خان کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ہر بڑھتے لمحے
کے ساتھ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔۔

میں اپنی بہن کی شادی اس گھٹیا خاندان میں ہر گز نہیں ہونے دوں گا دا"
جان!!"زارون سکندر خان نے ان کی آنکھوں میں جھانکتے بے خوف انداز
میں کہا۔
ضرار پاشا اس کے انکار پر کچھ الجھا بھی تھا۔آفتاب خان کی خصلتوں سے وہ
بخوبی واقفیت رکھتا تھا وہ بلکل بھی اچھا انسان نہیں تھا مگر زرغان خان میں ایسی
کوئی کمی پیشی نہیں تھی کہ اسے یوں ریجیکٹ کیا جاتا۔۔
زبان سنبھال کر بولیں سکندر خان""ہم اپنی زبان دے چکے ہیں زرغان"
"!!خان کو حریم خان اس کی بیوی بن کر رہے گی
داجان کا غصہ کسی بھی طرح سے کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔سرخیاں
چھلکاتے چہرے سمیت وہ سکندر کو دیکھتے دھاڑے تھے۔۔
زارون سکندر خان"مبہم سا مسکرایا اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی"
۔۔

کچھ لمحات یونہی خاموشی کے نظر ہوئے۔۔اسفندیار خان "داجان کے فیصلے سے متفق تھے۔۔ مگر زارون سکندر خان نہیں تھا بلکل بھی نہیں۔

"تو ٹھیک ہے داجان۔۔۔آپ اپنی کوشش کر کے دیکھ لیں۔۔آخر میں ہو گا وہی جو "زارون سکندر خان" چاہے گا!!"

سرسراتے ہوئے سے لہجے میں کہتے وہ بنا ایک بھی لمحے وہاں رکے تن فن کرتے بیٹھک سے باہر نکل گیا۔

"دیکھ لو اسفندیار اپنے خود سر بیٹے کو۔۔۔ایک بھی انسانوں والی حرکت نہیں اس میں۔۔پہلے اپنی دوسری شادی کا بھوت چڑھا تھا محترم کو۔اب بہن کی شادی نہیں ہونے دے گا۔۔۔میں بھی دیکھتا ہوں یہ کیسے روکتا ہے مجھے اگر یہ ضد ہے تو ضد ہی سہی!!'.

داجان کا غم و غصّے سے برا حال تھا انہیں زارون سکندر کے اتنے شدید ردعمل کا اندازہ ہرگز نہیں تھا۔۔

ضرار کافی دیر تک انہیں دیکھتا رہا۔۔۔"داجان آپ فکر مت کریں۔۔جو آپ چاہتے ہیں وہی ہو گا بلکل!! مجھے آپ سے ایک اور ضروری بات کرنا ہے!!"

گہری سانس بھرتے اسنے تمہید باندھی تو اب کی بار داجان نے اسے سرخ نظروں سے گھورا۔۔

کوئی ڈھنگ کی بات کرنا پاشامیرا دماغ ویسے ہی گرم ہوا پڑا ہے!'پہلوئں" بدلتے وہ غصے سے کھولتے ہوئے بولے۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے انہیں دیکھا۔

داجان میں حریم کے نکاح میں شامل نہیں ہو پاؤں گا دراصل مجھے کل ہی" واپس طلب کیا گیا ہے ڈیوٹی پر۔۔۔۔!!"

واہ ماڑا خان شاباش اے!!"اتنا زمین جائیداد چھوڑ کر تم اس لیے فوجی" نوکری کر رہا ہے یوں خود بھی خوار ہونے کے لئے اور ہمیں بھی کرنا کیلئے ۔۔!"

ضرار نے لب بھینچ کر سر جھکایا۔۔ایک بیوی ہے تمہاری ایک چھوٹی معصوم بچی جس کی سرپرستی اب تمہارے ذمے ہے!!'

"!!داجان میں ان دونوں کو ساتھ لے کر جاؤں گا صبح'

ضرار نے ان کی بات کاٹتے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔۔داجان اسے غصے سے گھورتے ہوئے جبڑے بھینچ گئے۔۔

پاشاخان 'تم نے جانا ہے تو جاؤ۔۔خبردار جواب اس بچی کو ساتھ لے جانے" کی بات بھی اپنے منہ سے نکالی۔

شہادت کی انگلی اٹھائے داجان نے سختی سے اسے منع کر دیا۔۔۔

ضرار نے سنجیدگی سے اُنہیں دیکھا۔جو پہلے ہی زارون کی وجہ سے غصے میں تھے۔۔

!!'مگر داجان میں اکیلے نہیں جا سکتا۔۔مجھے فکر رہے گی نوری کی"

وہ تڑپ کر بولا داجان نے بغور اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔

تو ٹھیک ہے ایک ہفتے کی چھٹی بڑھالو۔۔ حریم کے نکاح کے بعد تم دونوں'

"!!ماں بیٹی کو ساتھ لے جانا

داجان نے گہری سانس بھر کر اسے آگے سے گھیرا جس پر وہ پہلوں بدل کر رہ گیا۔

"!! صبح تک سوچ کر مجھے اپنا فیصلہ بتا دینا خان خدا حافظ"

وہ اسے سر جھکائے بیٹھا دیکھ سنجیدگی سے کہتے زنان خانے کی طرف بڑھ گئے

۔۔

★★★★★★★★★★★★

اسال آغا شاہ "کیا تم ہمیں ایک سردار کی طرح ہماری آنکھوں میں آنکھیں"

ڈال کر بتا سکتے ہو کہ آخر ایسی کیا بات ہے جو تم یوں ہمارے ہر حکم کی خلاف

ورزی کرتے پھر رہے ہو!!؟"

دودنوں سے تم یہاں ڈیرے پر ہو!!'آخر وجہ کیا ہے تمہاری اس قدر'

"!خودسری کی

انگلیوں کے گرد بندھی سفید پٹی کو کھولتے وہ اپنی پشت پر کھڑے آغا جان کی باتیں بڑے تحمل سے سن رہا تھا۔۔

ساتھ ساتھ وہ سامنے بندھے گھوڑوں کو چارہ ڈال رہا تھا۔۔

آغا جان تو پیچ وتاب کھاتے رہ گئے۔۔بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکا ذہن بدل کر اپنے مطابق کر لیتے۔۔۔

آپ نے ہی تو شہر جانے سے منع کیا تھا آغا جان۔۔۔میں آپ کے کہنے پر" نہیں گیا پھر بھی آپ مجھے خود سر کہہ رہے ہیں!"ڈھیروں معصومیت چہرے پر سمیٹے وہ ماتھے پر چمکتے پسینے کی بوندوں کو انگلی سے صاف کرتے سنجیدگی سے نرم لہجے میں بولا۔

آغا جان نے دور کھڑے ملازم کو گھور کر اشارے سے قریب بلایا۔۔جو بھاگتا ہوا اسال کی طرف بڑھا۔۔

اسکے ہاتھ سے چارے کا برتن لینے کی کوشش کی۔ جسے اس نے سنجیدگی سے ٹوک کر دور بھیج دیا۔۔

تم اچھے سے جانتے ہو تمہیں ہم نے حویلی میں روکا تھا۔ڈیرے پر نہیں۔۔" اور تم!! تم ہو کیا چیز آخر کار "اسال آغا شاہ" کیوں ہمیں ذلیل وخوار کر رہے ہو!!"

آغا جان نے دبے دبے لہجے میں بڑے ضبط سے اپنی لہو رنگ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔جواب گھوڑوں کو چارہ ڈال کر ان کی طرف آیا۔۔

موسم خاصا سرد تھا۔۔ ٹھنڈی ہوائیں اپنے جوش پر تھیں۔ مگر صبح سے جانوروں کا کام کرتے اب اسال آغا شاہ کے چہرے پر اور جسم پر سے خاصا پسینے بہہ رہا تھا۔۔

سفید شرٹ اور بلیو ٹراؤزر میں وہ عام سے حلیے میں کافی جاذب نظر دکھ رہا تھا۔۔

قسم لے لیں آغا جان۔۔۔میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کرنا چاہا جس سے "
"!!آپ کی توہین ہو۔۔۔ذلیل ورسواء کرنا تو دور کی بات ہے
وہ سنجیدگی سے انہیں دیکھتے دوٹوک لہجے میں بولا۔۔جس پر آغا جان نے جبڑے بھینچ کر سر اثبات میں ہلایا۔

ان کی سرخ رنگت یہ بتانے کو کافی تھی کہ انہیں اسکا جواب ہرگز ہضم نہیں ہوا تھا۔

اچھا تم مجھے اور کیسے ذلیل ورسواء کرنا چاہتے ہو ذرا کھل کر بتادو مجھے!!ایک "
باندھی تک تم سے سنبھالی نہیں جارہی۔۔تمہیں سو مرتبہ ہم حکم دے چکے ہیں کہ اس سے اپنا حق وصولو،اسے اپنے بستر پر لاؤ مگر تم۔۔۔تم ہر بار ہمیں اپنی باتوں کے جال میں پھانس لیتے ہو!!بولو آخر کیا مجبوری ہے تمہاری ایسی
"!!کہ تم اب تک ہمارا حکم پورا نہیں کر پائے
آغا جان نے ایک کٹیلی نگاہ اسکے خوبصورت چہرے پر ڈالے سنجیدگی سے دھاڑ کر پوچھا تھا۔۔

شام کے گہرے پڑتے سائوں میں ان کی گرج دار آواز سے ماحول میں خاموشی یکدم سے ٹوٹی تھی جیسے۔۔

اسال کئی لمحے انہیں دیکھتا رہا۔۔

میری مجبوری یہ ہے آغا جان۔۔۔کہ میں نے سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھی ہے۔۔میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے کہ عورت پاؤں کی جوتی نہیں سر کا تاج ہے!! نکاح میں لی گئی عورت باندھی نہیں،بیوی ہوتی ہے!!"

اسکے سرد مگر دوٹوک لہجے میں کہے گئے الفاظ پر آغا جان جیسے لاجواب سا ہو گئے تھے۔۔

اسال آغا شاہ بنا کچھ مزید بولے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اندر چلا گیا۔وہ جتنی بھی کوشش کر لیتا مگر آغا جان اسے بولنے پر مجبور کر دیتے تھے۔

وہ کسی غیر عورت کی عزت پر حرف برداشت ناں کرنے والا اپنی بیوی کیلئے کیسے غلط الفاظ برداشت کر لیتا۔۔

آغا جان کافی دیر باہر کھڑے رہے۔۔اقبال انہیں کئی بار اندر جانے کا کہہ چکا تھا کیونکہ سردی کافی زیادہ ہوتی جارہی تھی اور ان کا یوں کھلے آسمان تلے کھڑا رہنا یقیناً خطرناک ہو سکتا تھا۔

اسال کہاں ہے اقبال؟'سبز آنکھوں میں سنجیدگی اور سرد پن سمیٹے وہ گہری" سوچ سے باہر نکلے۔۔

سردار سائیں!! شاہ سائیں اپنے کمرے میں گئے ہیں۔۔ملازم کو چائے" "!!بنانے کا حکم دے گئے ہیں۔۔

ہمممم اختر کو بلاؤ ذرا!!"اپنی سفید داڑھی کو برابر کرتے وہ سنجیدگی سے" بولے ان کے لہجے کا سرد پن اقبال کو کسی انہونی کا خدشہ دے رہا تھا۔۔

اختر کے آتے ہی اقبال کو وہاں سے بھیج دیا گیا۔۔

اختر ان کی بات پر فق چہرے سمیت انہیں دیکھتا رہا۔۔مگر ان کی نظروں کی وارننگ پر وہ چار و ناچار گاڑی کی طرف بھاگا۔۔

آغا جان اب بھی باہر ہی کھڑے تھے۔۔چائے بن چکی تھی اسال آغا شاہ"
شاور لے کر لیپ ٹاپ پر کچھ پینڈ نگ کام سمیٹنے لگا۔۔
چائے اسکے حکم پر کمرے میں آجایا کرتی تھی اس لئے وہ اندر ہی انتظار کر رہا تھا
۔

"!!یہ لیں سردار سائیں "
اختر ہانپتا ہوا ان کی طرف آیا۔۔گولیوں کی شیشی ان کی طرف بڑھاتے اسنے
گہرے سانس بھرتے کہا۔۔
اثر کرے گی یا نہیں!!"آغا جان کا لہجہ برفیلا تھا جبکہ چہرہ ہر تاثر سے عاری"
وہ شیشی کو گھور رہے تھے مسلسل۔۔۔
جی سردار سائیں دو سے تین گولیاں ملانا ہونگی۔۔اس کے بعد آدمی اپنے"
حواس میں نہیں رہتا۔اور حالت خراب ہونے کے سبب وہ وہ سب کرنے پر
'!!مجبور ہو جاتا ہے جو آپ چاہتے ہیں
اختر نے نظریں جھکائے آخری بات کہی۔۔

ہمممم بہت اچھے۔۔یہ بات اگر تمہارے اور ہمارے درمیان سے نکلی۔۔تو"
"!!ہم کیا کر سکتے ہیں یہ تم بخوبی جانتے ہو
آغا جان کی قہر برساتی نگاہوں پر وہ فوراً سے سر ہلاتے وہاں سے بھاگا۔۔
"اقبال۔۔۔
آغا جان کی پکار پر وہ بھاگا بھاگا آیا۔۔۔"سب ملازموں کو چھٹی کر دو اور حویلی جاؤ۔۔"محمل قریشی" سے کہو کہ اسال آغا شاہ کی طبیعت بہت زیادہ ناساز "!!ہے۔۔اور اس وقت اس کے پاس کوئی نہیں وہ فوراً ڈیرے پر پہنچے
پشت پر ہاتھ باندھے وہ دوٹوک اور سنجیدہ لہجے میں بولے اقبال فوراً سے باہر کی طرف بڑھا۔۔
ملازم اسال آغا شاہ کی گرما گرم چائے ان تک لایا۔۔۔
شیشی کھولتے آغا جان نے چار گولیاں اس میں اچھے سے ملائی۔۔۔سیڑھیوں سے اترتے اسال آغا شاہ کی پکار پر انہوں نے امجد کو دیکھا۔

چائے باہر میز پر رکھ دو۔۔!"ان کے حکم پر وہ فوراً سے سر ہلاتے بھاگتا ہوا" اندر گیا۔۔

کیا ہوا کب سے آوازیں دے رہا ہوں میں۔۔۔؟کہاں تھے تم؟'اسال نے" ماتھے پر بل سمیٹے پوچھتے ہوئے اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا۔۔

"معذرت بڑے سائیں!!سردار سائیں کا حکم پورا کر رہا تھا۔۔"

امجد نے نظریں جھکا کر کہا۔۔

ہمم سہی تم جاؤ!'چائے پکڑتے وہ صوفے پر بیٹھتے سنجیدگی سے بولا۔۔"

آغا جان نے گردن موڑے کچھ دیر کے بعد اندر کی طرف دیکھا۔۔

اسال آغا شاہ کی پشت ان کی طرف تھی۔۔وہ گہری سانس بھرتے اسے چائے پیتا دیکھ رہے تھے۔۔

چلو فیصل!!"اپنے ڈرائیور کی طرف بڑھتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اب" باہر کی طرف بڑھے۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

چادر اوڑھ کر باہر آجاؤ جلدی!!"دروازہ کھول وہ اندر داخل ہوا۔۔بیڈ پر" لیٹی نور آئینہ کو اٹھائے اسنے بانہوں میں بھر اوہ قریباً تیار تھی۔سفید کمبل میں لپٹا وہ معصوم سا وجود ضرار پاشا خان کے لمس پر کلکاریاں مارنے لگا۔۔

نعمت نے فوراً سے سر کو اثبات میں ہلایا۔۔اور عجلت میں کبرڈ کی طرف بڑھی۔۔

حریم بچے چلو تمہارے لئے جو کچھ لینا ہو اوہ لے لیں گے!!"وہ سیڑھیوں" سے اترتے نیچے آیا۔۔۔سامنے ہی زرتاج خان اور نرگھس خان کے قریب حریم اور گل مینے بیٹھی تھی۔۔

حویلی میں دو دنوں سے حریم اور زرغان خان کے نکاح کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھی۔

زارون سکندر خان دو دن سے حویلی سے غائب تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں پر ہے اور اسکے یوں بنا بتائے جانے پر گل مینے اداس، مرجھائی مرجھائی سی پھر رہی تھی۔۔

لالا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔ حریم بے دلی سے کہتی اٹھ کر کمرے کی طرف " بڑھ گئی۔۔ ہر گزرتا دن اسکے دل میں اداسی اور خوف بھر رہا تھا۔۔

خان کے دھمکی آمیز شدت بھرے میسجز اسے وقتاً فوقتاً موصول ہو رہے تھے۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی اسکی کال اٹینڈ نہیں کر پا رہی تھی۔۔ دل عجیب گھبرا سا رہا تھا وہ خود اپنی کیفیت سے انجان تھی۔۔

زرغان خان اسے کئی بار اپنی پسندیدگی بتا چکا تھا۔۔ ضرار کے ولیمے والے دن بھی وہ اسے باہر دیکھ اس سے اظہارِ محبت کر چکا تھا۔۔

مگر حریم نے خان کو اس بابت کچھ نہیں بتایا۔۔ وہ اپنی وجہ سے کوئی فساد نہیں چاہتی تھی مگر اب خان کے سوالوں کے جواب دینا اسکے بس سے باہر تھا۔۔

حریم نہیں چل رہی گل بچے اٹھو اور بھابھی کے ساتھ شاپنگ میں مدد کروا "
"!!دینا

ضرار پاشا کا نعمت کے ساتھ رویہ سب گھر والوں کے سامنے بہت ہی اچھا تھا ۔۔ نکاح اور شادی کی ساری تیاریاں وہ خود ہی سنبھال رہا تھا۔ دو دن سے وہ اپنے کمرے میں آیا تک نہیں تھا۔

آج بھی کافی مشکل سے وقت نکال کر وہ اسے تیار ہونے کا پیغام بھجوا کر وہ خود بمشکل سے آیا تھا۔

کیونکہ نور کے پہننے کیلئے کوئی خاص کپڑا نہیں تھا۔

لل لالا خان غصہ کریں گے۔ انہوں نے سختی سے باہر نکلنے سے منع کیا ہے"
"!!۔۔۔

گل مینے خان کی سنہری آنکھیں گھبراہٹ سے پھیلی۔۔

وہ پریشانی میں سچ بول تو چکی تھی مگر اب زارون سکندر خان کا سن ضرار پاشا کے ماتھے پر ناگوار بل سمٹے۔

وہ ہوتا کون ہے تمہیں منع کرنے یا روکنے والا۔۔۔اپنے لالا کے ساتھ جا"
"!!رہی تم کسی ایرے غیرے کے ساتھ نہیں۔۔اٹھو جلدی شاباش
ضرار نے ذرا رعب اور پیار سے کہا۔۔گل مینے خان نے پریشانی سے ہونٹ کچلتے زرتاج خان کو دیکھا۔۔

جاؤ بیٹا ایسا کیا دیکھ رہا ہے۔۔۔پاشا اب جا ہی رہا ہے تو دونوں بچیوں کو اچھا"
"!!سا کپڑا دلا دینا۔نکاح کی تقریب میں پہننا کے لیے
زرتاج خان نے لگے ہاتھ اسے مزید حکم بھی دیا۔۔۔
جی۔۔"لب بھینچ کر سنجیدگی سے کہتے وہ نور کو اٹھائے باہر کی طرف بڑھا"

۔۔

نعمت، گل کے ساتھ آجاؤ باہر۔۔۔!"وہ جاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو گل مینے خان کو مجبوراً اٹھنا پڑا۔مگر اسکا دل "زارون سکندر خان" کو سوچ کر گھبرا ضرور رہا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

روپ میری جان کب تک بیٹھی رہو گی یہاں۔۔۔جاواپنے کمرے میں"
"! جاؤ،بدرانتظار کر رہاہو گا۔

نفیسہ شاہ نے بخار سے بھاری ہو رہی آواز میں پاؤں دباتی اپنی بیٹی روپ کو دیکھ نرم لہجے میں کہا۔۔

وہ پچھلے دو دن سے ان کے پاس سو رہی تھی۔۔نفیسہ شاہ کی طبیعت اب پہلے سے کافی بہتر تھی۔

اوپر سے بدر اور روپ کے نکاح کی خبر نے جیسے ان کی ہر بیماری دور بھگادی ہو۔۔

'اماں سائیں اب آپ کو بھی گنوارہ نہیں میرا آپ کے پاس رکنا؟؟"
معصوم چہرے پر ناراضگی سمیٹے وہ پھولے چہرے سمیت بولی۔تو نفیسہ شاہ مبہم سا مسکرائی۔۔

میری گڑیا بھلا میں کیوں چاہوں گی کہ تم میرے پاس سے جاؤ،اب تو میری بیٹی کو میری نظروں کے سامنے ہی رہنا ہے ہمیشہ کیلئے اسی حویلی میں۔۔۔!"

نفیسہ شاہ نے مسکراتے ہوئے سکون سے کہا تھا۔۔

روپ کے چہرے پر ماں کو خوش دیکھ آسودگی بھری مسکان ابھری۔۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں!! بستر پر لیٹے آپ "
" بلکل بھی اچھی نہیں لگتی۔۔

چھوٹی سی ناک چڑھائے وہ شریر سے لہجے میں بولی۔۔کمرے میں دونوں ماں بیٹی کی خوبصورت ہنسی گونجی تھی۔۔معاد ستک دے کر بدر عالم شاہ اندر داخل ہوا۔۔

"السلام علیکم تائی سرکار!! طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟"

پشت پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے نفیسہ شاہ سے مخاطب ہوا۔۔جبکہ نظریں اپنی طرف پشت کیے بیٹھی روپ دلاور شاہ پر تھیں۔

جو پچھلے دو دنوں سے اسے اگنور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

وعلیکم السلام بیٹا شکر ہے اللہ کا۔۔۔اب بہتر ہوں!" وہ آسودگی سے "
مسکرا کر بولی۔۔

بدر عالم شاہ کی نظریں بیٹی پر پاتے وہ دل ہی دل خوش بھی ہوئی تھی۔

جو بھی تھا شایان شاہ سے لاکھ درجے بدر عالم شاہ بہتر اور نیک انسان تھا۔۔

روپ میرے نوٹس تھے کچھ یونی کے۔۔۔اب مل نہیں رہے۔۔آپ اٹھ "
"!!کر ڈھونڈ دیں

نفیسہ شاہ کا لحاظ کرتے وہ سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا۔۔

جس نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔۔"آپ کے سارے ڈاکومنٹس دراز
میں ہی ہیں۔۔!!"روپ نے سنجیدگی سے اسے آگاہ کیا۔وہ ہر گز بھی اسکے
ساتھ کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

ثمینہ شاہ سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اسے جان سے ہی مار ڈالتی۔

دو دن سے آپ روم میں نہیں آئی۔۔مجھے کچھ کام ہے آپ سے۔۔خود "
"!!چلیں گی یا میں زبردستی لے چلوں۔۔

بدر عالم شاہ کو اسکا یوں منہ پر انکار کرنا خاصا چبھا تھا۔۔وہ اس کے جذبات سے واقفیت رکھنے کے باوجود بھی کیسے اسے انکار کر سکتی تھی۔

دو دن سے وہ تڑپ رہا تھا اور روپ شاہ کو کوئی پرواہ تک نہیں تھی۔۔

"روپ بیٹا جاؤ کمرے میں فوراً۔۔۔!!"نفیسہ شاہ نے سخت لہجے میں اس مخاطب کرتے حکیمہ انداز میں کہا۔

روپ نے غصے بھری نگاہ بدر عالم شاہ پر ڈالی۔۔جو ڈھٹائی سے وہی کھڑا تھا

منہ پھلائے وہ پیر پٹکھتے کمرے سے نکلی۔

★★★★★★★★★★★★

"آخر مسلئہ کیا ہے تمہیں بدر؟"کیوں مجھے بلالائے۔۔اچھے سے جانتی ہوں کوئی کام نہیں تمہیں مجھ سے!!"

دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر مڑی۔

بدر عالم شاہ نے بغور اسکے سرخ چہرے کا جائزہ لیا۔۔دو قدم اٹھائے وہ اسکے قریب ہوا۔۔ جس پر روپ اختیاطًا پیچھے ہوئی۔

یہ آپ مجھے بدر کب سے کہنے لگی؟'بدر عالم شاہ نے بڑی تیزی سے اسکی "
"!!کلائی جکڑتے اسے فورا سے اپنی سمت کھینچا

روپ ایک جھٹکے سے اسکے سینے سے آن لگی۔۔دھڑکنیں بے ہنگم ہوئی تھی

۔۔

خوبصورت چہرہ خوامخواہ ہی تپ کر لال قندھاری ہوا۔۔

اسکے دونوں ہاتھ بدر عالم شاہ کے چوڑے سینے پر تھے۔ نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔جبکہ وجود کی کپکپاہٹ بدر بخوبی محسوس کر پا رہا تھا۔

اور یہ تم تم کیا ہوتا ہے گل بہار؟اب میں شوہر ہوں آپ کا۔۔۔سائیں کہا"
کریں مجھے!!"اب کی بار شانے اکڑا کر ذرا رعب دار انداز میں کہا۔۔

اسکے انداز پر روپ نے سر اٹھائے اسے گھورا۔۔ جس کی سبز شرارت سے بھرپور نگاہیں اپنے چہرے پر جمی پاتے وہ فوراً سے نظریں چرا گئی۔۔

بدر نے لب دانتوں تلے دبائے اسے نرمی سے سینے میں بھینچا۔۔

"چھوڑیں مجھے نیند آرہی ہے!!" اسکے اچانک یوں قریب آنے پر وہ ہڑبڑا کر بولی۔۔

سانسیں دھونکنی کی مانند چل رہی تھیں۔۔ بدر عالم شاہ کو وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔

"!!اگر وہ اسے دور ناں کرتی تو کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ کچھ بھی کر گزرے؟ بدر اسکے یوں جھٹکنے پر دور ہوا۔ چہرے پر سنجیدگی سمیٹے اسنے آنکھیں چھوٹی کرتے روپ کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"ہوا کیا ہے روپ؟" کیا کسی نے کچھ کہا ہے آپ سے؟" اسکا یوں خود کو جھٹکنا وہ بمشکل سے برداشت کر پایا تھا۔

وہ مکمل طور پر اب اس کی تھی۔اسکے ماہ وسال کی ریاضت کے عوض خدا نے اسے واپس اسکا مقدر بنایا تھا۔

مگر وہ پھر بھی کیسے اسے خود سے دور جھٹک رہی تھی۔۔

سیاہ رنگ کے خوبصورت سوٹ میں اسکا چاندی سا وجود دمک رہا تھا۔۔اس پر متضاد اسکا یوں روٹھ کر دور جانا بدر عالم شاہ کے جذبات کو بھڑکا گیا تھا۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا۔۔ہاتھ چھوڑیں بس میرا؟" چہرے پر خفگی سمیٹے وہ پھر سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور کرتی سنجیدگی سے بولی۔

اسے جلد از جلد اس کمرے سے نکلنا تھا۔۔وہ مزید کوئی تماشہ نہیں چاہتی تھی ۔۔

ثمینہ شاہ کا ڈر اسکے دل میں سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

وہ چاہ کر بھی بدر عالم شاہ کے پیار کا جواب پیار سے نہیں دے پا رہی تھی۔

"روپ آپ میری توہین کر رہی ہیں۔۔؟" اسکے دو بار خود سے دور جھٹکنے پر بدر عالم شاہ کا چہرہ ضبط سے خون چھلکانے لگا۔۔

وہ چاہے اس سے محبت کرتا تھا مگر تھا تو ایک شاہ زادہ ہی۔۔۔اس کی رگوں میں ایک سردار کا خون دوڑ رہا تھا۔۔

بھلا کیسے اپنی انا کو ایک لڑکی کے اوپر قربان کر دیتا۔۔

تو آپ میری جان چھوڑیں بدر عالم شاہ۔۔۔مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ "
"!!اس کمرے میں

روپ نے تڑخ کر کہتے اسکے سامنے ہاتھ معافی کے انداز میں جوڑ دیے تھے

۔۔۔

بدر عالم شاہ کو بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔جس سے محبت بھی اس نے عبادت کی طرح کی تھی۔۔

کتنا مان کتنی عزت دی تھی اسے۔۔۔پھر بھلا کیوں وہ اسے یوں اپنے رویے سے تڑپا رہی تھی۔

گرے شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں ملبوس بدر عالم شاہ عام سے حلیے میں بھی "
روپ دلاور شاہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔۔

وہ بمشکل سے ان خوبصورت سبز آنکھوں سے نظریں چرا پائی تھی۔

روپ تھوک نگلتے واپسی کیلئے مڑی تھی جب اچانک اسے اپنے بازو پر بدر"
عالم شاہ کی گرفت سخت ہوتی محسوس ہوئی۔۔چہرے پر خوف اور گھبراہٹ
یکدم سے بڑھا تھا۔۔

بدر نے جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچا۔

جو لڑکھڑا کر اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی۔۔

دونوں شانوں سے اسے جکڑتے وہ خوف زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جس کی سبز آنکھوں سے چنگاریاں سے نکل رہی تھی۔۔

میں نے آپ کو اتنے مان اور عزت سے اپنا یا روپ!! آپ سے کہا بھی تھا"
کہ میں اپنے رشتے کی تکمیل چاہتا ہوں۔۔پورے دو دن میں نے انتظار کیا
آپ کا۔۔۔مگر آپ نہیں آئی۔۔آج جب میں آپ کو لایا تو آپ ایسے ظاہر
'!!کر رہی ہیں جیسے کوئی تعلق نہیں ہو آپ کا مجھ

بدر عالم شاہ نے دانت پیستے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا گویا اسے جتانے کی کوشش کی کہ وہ اسے تکلیف دے رہی ہے۔۔

"!!مجھے جانے دیں بدر،، پیچھے ہٹیں"

روپ سنجیدگی سے کہتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔

بدر جو کچھ اور سننا چاہتا تھا اس کی ایک ہی رٹ پر اسکا دماغ گھوما۔۔۔

جبڑے بھینچے اسنے دوبارہ سے اسکی کلائی بے دردی سے جکڑی۔بیڈ کی طرف بڑھتے اسنے تیزی سے اسے بیڈ پر دھکا دیا۔۔

روپ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔۔ ہلکی سے چیخ اسکے منہ سے نکلی وہ ایکدم سے اٹھ کر بیٹھی۔

آنکھوں میں خوف کچھ بڑھا تھا۔جب سامنے کھڑے بدر عالم شاہ کو شرٹ کے بٹن کھولتے پایا۔۔وہ تھوک نگلتے غیر محسوس انداز میں پیچھے ہونے لگی۔۔

جبکہ اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھ بدر سمجھ گیا اصل مسئلہ کیا ہے!!"

شرٹ اتارتے اسنے دور اچھالی۔۔

یی یہ کک کیا کر رہے ہو تم ؟'وہ مسلسل بیڈ پر پیچھے ہوتی گھبراہٹ سے "
نظریں چراتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔چہرے پر گھلتی سرخیاں دیکھ بدر نے آگے
بڑھتے اسے گھورا۔

چھوٹی بچی تو آپ ہر گز نہیں ہے روپ شاہ!!میں وہی کرنے والا ہوں جو "
مجھے بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔اسنے جھپٹ کر اسے ٹانگ سے جکڑتے اپنی
سمت کھینچا۔۔

کمرے کی خاموشی میں روپ شاہ کی دولدوز سی چیخ گونجی۔۔۔

تاکہ آپ دوبارہ مجھ سے دور جانے کی غلطی غلطی سے بھی ناں "
دہرائیں!!"سرد انگلیاں اسکے سرخ گالوں پر ٹریس کرتے بدر نے ایک نگاہ
اسکے لرزتے ہوئے وجود پر ڈالی۔۔

نازک سی جان اسکی باتوں سے مسلسل خوف کھائے اب دم سادھے ہوئے
تھی۔

نن نہیں چچ چھوڑیں مجھے عع عالمم "بدر عالم شاہ نے ہاتھ بڑھاتے لائٹس" آف کیں تو روپ کا سانس سہی معنوں میں بند پڑا تھا۔۔

اششششش ریلیکس ہو جائیں روپ!! کیونکہ اس طرح سے چیخ چلا کر آپ" "!مجھے میرا حق لینے سے ہر گز نہیں روک سکتی

گردن کے گرد لپٹے اسکے دوپٹے کو اتارتے اسنے جھک کر اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی انڈیلی۔۔۔

روپ کا پورا وجود خوف سے سرد پڑنے لگا۔۔ لزرتی ٹانگوں کو اپنی مضبوط ٹانگوں سے الجھائے بدر عالم شاہ نے جھک کر اپنے دہکتے لب اسکی پیشانی پر رکھے۔۔

روپ اسکے شدت بھرے لمس پر آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔" اسکی جان لیوا خوشبو اسے اب اپنی سانسوں میں گھلتی محسوس ہو رہی تھی۔ ہاتھوں پر بدر عالم شاہ کی گرفت مزید سختی اختیار کرنے لگی تو روپ نے اپنا ہر احتجاج روک دیا۔

گہرے سانس بھرتے وہ اپنی بے ہنگم ہو رہی سانسوں کے بیچ اب اپنے نقوش پر بدر عالم شاہ کے دہکتے پر حدت لمس کو محسوس کر رہی تھی۔۔

"اپنی گردن پر اسکی مم میں کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں عع عالم!!

جھلساتی سانسیں محسوس کر وہ تڑپ کر بولی۔۔بدر عالم شاہ کی خمار آلود آنکھیں مسکائی۔

اسنے سر اسکی گردن سے اٹھائے اب تھر تھر کانپتی آنکھیں موندے لیٹی روپ شاہ کو دیکھا۔

جس کا چاند سا مکھڑا سرخیاں جھلکا رہا تھا۔۔

لب دبائے وہ ایک بار پھر سے اسکے چہرے پر جھکا اب کی بار اپنا شدت بھرا لمس اسکے تل پر چھوڑا تھا۔۔

روپ اسکی شدت پر بری طرح سے جھٹپٹائی۔۔مگر آج بدر عالم شاہ اسے کسی بھی طور رہائی نہیں دینے والا تھا۔۔

یقین جانیں جانم میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ روٹھی رہیں۔۔۔تاکہ "
میں روز آپ کو اپنے نئے انداز سے مناؤں اور آپ پھر میرے شدت
"!! بھرے انداز پر روز روٹھ کر مجھے پھر سے منانے کا شرف بخشیں
اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے وہ گہری سانسوں میں اسکی خوشبو کو اپنے وجود
میں اتارتے مخمور لہجے میں بولا۔

روپ بے بسی سے لب سیے اسکی بانہوں میں قید پڑی تھی۔۔بدر عالم شاہ کو
خود سے دور کرنے کی اس کی ہر کوشش ناکام ہو گئی تھی۔۔

گزرتی رات کے ہر پہر بدر عالم شاہ نے اسے مان سے سمیٹا تھا اسے اپنے عمل
"!! سے یہ بتایا تھا کہ وہ اسکے لیے کس قدر اہم ہے

★★★★★★★★★★★★

نعمت ادھر آؤ!!!"گل مینے خان اور نعمت ایک طرف بینچ پر بیٹھی تھیں"

۔۔ساری شاپنگ ضرار پاشاخان ہی کر رہا تھا۔۔جو کہ صرف اور صرف نور کیلئے ہی تھی۔۔

نور آئینہ کا ننھا وجود اسکی گود میں کھلکھلا رہا تھا۔۔ سیلز مین تو اس خوبرو مرد" اور اسکی ننھی پری کو رشک سے دیکھ رہے تھے۔

جو اتنی سی عمر میں اپنے باپ سے خود لاڈ بٹور رہی تھی۔

نعمت اسکے بلانے پر چادر درست کرتی اسکی طرف بڑھی۔چہرے کو دونوں نے ہی ماسک لگا کر کور کر رکھا تھا۔۔۔

سیاہ شال کے حالے میں اسکا پاکیزہ چہرہ بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا

۔۔

جی" مسلسل ایک گھنٹے سے اسے اگنور کرنے کے بعد بالآخر ضرار پاشاخان"

"!!کو یاد آیا تھا کہ اسکی بیوی بھی یہی موجود ہے

ضرار اسکے غصے کا نوٹس نہیں لے پایا۔۔اسے بازو کے گھیرے میں لیتے وہ سینے کے قریب کرتے سامنے کر گیا۔۔نعمت کا دل اسکی حرکت پر بے اختیار بند ہو کر دھڑکا۔۔۔

"لالا میں ساتھ والی دکان سے کپڑے دیکھ لوں!!"گل مینے خان کافی اکتائی ہوئی سی تھی۔۔

لینا تو اسے کچھ بھی نہیں تھا مگر پھر بھی یہاں پر اس کا دم گھٹ رہا تھا اسی لیے وہ بے زارگی سے کہہ کر اٹھی۔۔

"بیٹا دھیان سے زیادہ دور نہیں جانا!!"ضرار نے سنجیدگی سے کہا۔۔گل سر ہاں میں ہلاتے باہر نکل گئی۔

آس پاس نظریں دوڑاتے وہ سامنے موجود دکان میں گھسی۔۔

سامنے ہی کچھ لیڈیز سامان تھا اور لیڈیز ورکر بھی۔جنہیں گل کب سے دیکھ چکی تھی۔۔گل انہیں سلام کرتے اب پوری دکان کا جائزہ لینے لگی۔۔

"!!وہ دیکھو وہ پنک فیری کیسی رہے گی میری بیٹی کیلئے"

انگلی کے اشارے سے ایک خوبصورت پریوں کی فراک کی طرف اشارہ کرتے ضرار مصروف سے انداز میں بولا۔۔۔

نعمت اسکے "میری بیٹی" کہنے پر منہ کے زاویے بگاڑنے لگی۔۔نور آئینہ جس طرح سے اس سے اٹیچ ہو رہی تھی نعمت کو بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ اسکی نہیں ضرار ہی کی بیٹی کو۔۔

"نعمت نے!! ہممم مرضی ہے آپ کی۔۔ویسے وہ دو سال کی بچی کیلئے ہے!!" کاونٹر پر پڑے ڈھیروں شاپنگ بیگز دیکھ منہ پھلائے کہا۔۔۔

"ضرار نے فوراً سے سیل مین کو حکم دیا۔۔! اوکے اسے پیک کر دو۔۔!

"بے اختیاری میں!! کیا کر رہے ہیں آپ ضرار!! وہ نور کے ماپ کی نہیں!!" وہ اسکا بازو اور شرٹ جکڑ چکی تھی۔۔

ضرار نے حیرت سے اسکی نازک انگلیوں کو دیکھا جو اسکے سینے سے مس ہو رہی تھی۔۔

نعمت اسکی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے جھٹ سے ہاتھ کھینچ گئی۔۔

کوئی بات نہیں جب میری نوری دو سال کی ہو گی تو تب پہن لے گی!!""

ضرار نے نور کا گال چومتے محبت بھرے انداز میں کہا تو نعمت گہری سانس بھرتے رہ گئی۔۔۔

وہ کندھے اچکا کر مڑی۔۔"تم کدھر؟"کیا اس لیے لایا تھا میں تمھیں!!

"!یوں منہ پھلائے بیٹھ گئی ہو۔

آپ شاپنگ کر تو رہے ہیں!!"نعمت نے اسے جتایا کہ وہ ایک گھنٹے سے اسکے بغیر ہی خریداری کر رہا تھا۔

ہاں مگر نور کی جیولری، میک اپ اور کاسمیٹکس وغیرہ ابھی نہیں خریدا اور جوتے کا ماپ بھی نہیں پتہ مجھے۔اس ٹائم ہیلپ کر دو۔۔۔اگلی دفعہ ہم باپ بیٹی خود خرید لیں گے۔۔"

نعمت جو حیرت سے اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔ضرار نے اسکے یوں دیکھنے پر اسے جتایا کہ وہ اس کے بغیر بھی شاپنگ کر سکتے ہیں۔۔

جیولری اور میک اپ کی ضرورت نہیں اتنی چھوٹی بچی کو۔۔۔کا سمیٹکس "

"میں کیا لیں گے آپ؟؟

سینے پر ہاتھ باندھے نعمت کافی حیرت اور تعجب سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی

۔جو چھ ماہ کی بچی کا میک اپ خریدنا چاہ رہا تھا۔۔

ضرار کو اسکا طنز کافی چبھا تھا۔۔"بچہ مت سمجھو مجھے خانم۔۔۔سب جانتا ہوں میں۔۔۔نوری کے ڈائپر، پاوڈر، فیڈر، ٹشوز، نیل پینٹ، لپ اسٹک، بلش آن، کاجل، ہیئر پنز، ربن، فیس واش، اور بیگ بھی سب لینا ہے مجھے ۔۔۔تم مجھے اتنا بے وقوف سمجھتی ہو کہ میں اپنی بیٹی کی شاپنگ پر بنا کسی تیاری کے آیا ہونگا۔۔!!"

شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ ایک ایبرو اچکا کر پوچھنے لگا۔۔

جبکہ نعمت اسکی اتنی لمبی لسٹ پر غش کھانے کو تھی۔۔۔

اسکا منہ ہونقوں کی طرح کھلا ہوا تھا۔"ضرار!!"چکراتے سر کو سنبھالتے ہوئے وہ بھاگ کر اس سنکی خان کی طرف بڑھی۔۔جو سیل مین سے اپنی لسٹ شئیر کر رہا تھا۔۔۔

ریمبر دیٹ سب کچھ ہائجینک ہونا چاہئے!!"ضرار نے سرد لہجے میں حکم" دیا۔ سیل مین بیچارہ اتنی چھوٹی سی بچی کیلئے ہائجینک میک اپ کا سوچ بے ہوش ہونے کے در پر تھا۔۔

ہمممم کہو اب کیا ہے؟"ضرار تڑخ کر بولا۔۔۔"

چہرے پر واضح ناگواری تھی۔

جیسے اسکا مدد ناں کرنا اسے پسند ناں آیا ہو۔۔

"!!ضرار نور چھوٹی بچی ہے وہ میک اپ کیوں کرنے لگی۔۔۔"

نعمت نے دبے دبے انداز میں اسکی طرف جھکتے کہا۔۔۔ضرار نے گردن جھکائے اسکی بات سنی۔۔۔جس کے اچانک چہرہ اٹھانے پر دونوں کی آنکھوں کا تلاطم خیز ٹاکرہ ہوا۔۔۔

کیوں نوری کی لاڈلی پھپھو کی شادی ہے۔۔وہ اکلوتی بھتیجی ہے حریم کی اور "
شادی کی سہیلی بھی۔۔۔یہ نہیں تیار ہو گی تو اور کون ہو گا!!میری سینیوریٹا
"!! بلکل تیار ہو گی پتہ لگنا چاہیے ضرار پاشا خان کی بیٹی محفل میں آئی ہے
ضرار پاشا خان نے اپنی بانہوں میں سو رہی نور آئینہ کے گالوں کو شدت سے
چومتے ہوئے کہا تھا۔۔نعمت کئی ثانیے تک اس شخص کو ٹک ٹکی باندھے
دیکھتی رہی۔۔
نور کیلئے اسکی محبت میں کوئی کھوٹ یا ملاوٹ نہیں تھی۔۔بلکہ وہ اسے یوں ہی
چاہتا تھا جیسے ایک باپ اپنی بیٹی کو چاہتا ہے۔۔اگر آج ساحر ہوتا تو وہ بھی
یونہی اپنی گڑیا کو لاڈ کرتا۔۔
یہ سو گئی ہے مجھے دے دیں!!" بمشکل سے آنسوں ضبط کرتے وہ نور کی "
طرف متوجہ ہوئی۔۔جب سے وہ آئے تھے نور ضرار کی گود میں ہی تھی۔۔

نہیں سونے دو۔۔۔میری گود میں ہے اس لئے سکون سے سوئی ہے!!""

ضرار نے ناک چڑھائے کہتے ہنہہ کیا تھا۔۔نعمت دانت پیستے اس سنکی خان کی پشت کو گھورتی رہ گئی۔۔۔جواب دوسرے کاؤنٹر پر جا رہا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

میم یہ بہت یونیک اور نیا پیس ہے۔۔آپ کو ٹرائے کرنا چاہیے!!"بلیک" گھٹنوں تک جاتی ایک خوبصورت نائیٹی جس کا گاؤن سلک کے کپڑے میں ہونے کے سبب بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

گھٹنوں تک جاتی وہ نائیٹی کب سے گل کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی۔۔وہ اسے شادی بیاہ پر پہننے والا کوئی لباس سمجھ رہی تھی اسے ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ وہ روم میں پہننے والی نائیٹی ہے!!"

اوکے !!"گل پہلی بار اکیلے شاپنگ پر آئی تھی۔۔اچانک سے اسکا موڈ خوشگوار ہوا تھا وہ سوچ چکی تھی کہ اگر وہ تقریب میں نہیں پہن سکتی تو کیا ہوا "وہ کمرے میں ایک بار اس ڈریس کو ضرور پہنے گی۔۔۔

اسکی پشت پر نظریں جمائے کھڑے اس شخص نے بغور اسکے چہرے پر پھیلی خوشی دیکھی تھی۔۔جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ ہڈ سے ڈھکے چہرے کو دائیں بائیں گھمائے اب تیزی سے چینجنگ ائیریا کی طرف بڑھا۔۔

میم اس طرف !!"گل کو یونہی آگے پیچھے دیکھتا پاتے سیلز گرل نے اسکی" مدد کی۔۔وہ شکریہ کہتی اب چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔

دروازہ کھلا تھا۔۔مگر کمرے میں ہلکی سے روشنی تھی۔۔گل مینے خان نے ہاتھ بڑھاتے وہ ڈم سا جلتا بلب آف کر دیا۔۔چادر اتارتے اسنے بڑی پھُرتی سے ڈریس چینج کیا۔۔

نائیٹی کے نچلے حصّے کو زیب تن کرتے اسنے ہاتھ آگے پیچھے گھمائے صوفے پر رکھے گاؤن کو ٹٹول کر اٹھایا اور تیزی سے اسے خود پر باندھا۔۔"

اب دیوار کا سہارہ لیتے وہ لائٹ آن کرتے خود کو دیکھنے لگی۔۔

سنہری بال جوڑے میں قید تھے۔۔ سفید چہرے پر بے انتہا خوشی چھائی تھی ۔۔سیاہ نائیٹی اسکی نوخیز وجود پر غضب ڈھا رہی تھی۔۔

ہائے اللہ جی۔۔۔یہ کتنا پیارا لباس ہے!!"وہ خوشی سے گول گول جھومتی" کھلکھلائی تھی۔ جبکہ اسکی بات پر دو آنکھیں مسکائی تھیں۔۔

گل مینے خان جیسے ہی مڑی سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے، گرے ہڈ میں چہرے کو ماسک سے کور کیے کھڑے شخص کو خود کو دیکھتا پاتے گل کے اوسان خطا ہوئے۔

اسے یوں لگا جیسے اسکی سانس بند ہونے لگی ہو۔۔

وہ پاگلوں کی طرح دروازے کی طرف بھاگی مگر اس سے بھی زیادہ تیزی سے سامنے والے نے مستعدی سے اسے جھپٹتے دروازے سے پن کرتے دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں جمائے۔۔

گل مینے خان اس شخص کے لمس پر کسی پتے کی مانند لرز رہی تھی۔۔

اسکا سفید چہرہ خوف و دہشت سے پیلا پڑ چکا تھا۔۔وہ دوپٹے کے بغیر ایک نامحرم کے سامنے کھڑی تھی۔۔

پورا وجود خوف سے سفید پڑنے لگا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو لٹل گرل!!"اسکے لزرتے ہونٹوں کو انگلی کے "

پوروں سے سہلاتے مقابل نے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

گل مینے خان کی آنکھیں شدت سے بہی۔۔اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اسے آنا ہی نہیں چاہیے تھا یہاں!!"پپ۔پلیز مم مجھے مت چھوئیں۔۔مم "!!میں شادی شدہ ہوں

ہچکیوں کے بیچ روتی وہ لرزتے وجود سمیت بمشکل سے بولی تھی۔۔

اسکی معصومیت پر سامنے اسکے بے انتہا قریب کھڑے شخص کا ضبط ٹوٹا تھا۔۔ ہاتھ اسکی نازک کمر تک لے جاتے اسنے جنون خیز انداز میں اسے سینے میں بھینچا۔۔

گل مینے خان کسی مچھلی کی طرح پھڑ پھڑائی۔۔۔ مگر پھر اعصاب سنبھلتے ہی وہ اس خوشبو کو پہنچانتے فوراسے دونوں ہاتھ اسکے گرد مضبوطی سے باندھے رونے لگی۔

"خ خان آپ ہیں۔۔۔ ممم مجھے پتہ چل گیا ہے!" رونے سے کانپتی آواز میں کہتی وہ اسکی گردن میں منہ چھپا گئی۔

زارون سکندر خان نے گہری سانس اسکی خوشبو میں بھرتے لب دبائے تھے

۔

"بہت جلدی اندازہ ہو گیا میری جان۔۔۔!! مخمور سے لہجے میں کہتے زارون سکندر خان نے اسے پیٹ سے تھامے ایک دم سے اسے پش کرتے گھما کر اسکی پشت سینے سے لگائی۔۔

گاؤن کی ڈوری کھولتے ہی اسنے نرمی سے گل مینے خان کو دیوار سے پن کیا۔ جو خوفزدہ سی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔۔ جس نے بے باکی سے آنکھ ونک کرتے گاؤن اسکے وجود سے اتارا۔۔۔

خ خان پلیز!!"شرم وحیا سے خود میں سمٹتی وہ رو دینے کو تھی۔۔جبکہ "
زارون سکندر خان تو اسکے نازک وجود کو دیکھتا مدہوش سا ہوا تھا۔۔بئیر ڈپر
ہاتھ پھیرتے اسنے بمشکل سے اپنے جذبات پر قابو پایا۔
لٹل گرل یہ شادی پر پہنے والا ڈریس نہیں۔۔یہ نائیٹی ہے۔۔!جو بیویاں "
روزرات کو اپنے شوہر کیلئے پہنتی ہیں۔۔!!زارون سکندر خان نے بڑے
حق سے اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے اسکے بال کھولے تھے۔۔۔
لرزتے وجود کے گرد مضبوط حصار بنائے وہ لب اسکے بالوں پر رکھ گیا۔۔
سوری مجھے نہیں معلوم تھا!!"گل مینے خان شرمندگی سے ہونٹ کچلتے "
ہوئے اسکے سینے سے لگے بولی۔۔
ہمممم۔۔۔میرے منع کرنے کے بعد تم حویلی سے نکلی۔۔۔تمہیں یہاں "
دیکھ دل تو چاہا تھا کہ اچھی خاصی سزا دوں مگر اب تمہارے حسن نے مجھے ایسا
کچھ بھی کرنے سے روک دیا ہے۔یہ نائیٹی پیک کروالو۔۔۔آج کے بعد تم
"!!روم میں یہی پہنا کرو گی۔۔۔

اسکے گالوں کواپنے لمس سے مہکاتے وہ اسے کمر سے تھامے اسے صوفے پر بٹھائے مڑا تھا۔۔

گل مینے خان تو اسکے حکم پر مرنے والی ہوئی۔۔۔

کسی سے ذکر مت کرنا میرا۔۔۔ بھول جاؤ تم نے مجھے یہاں دیکھا ہے۔۔"

پیمنٹ کر دی ہے میں نے۔اب جاؤ کاؤنٹر پر دونوں بیگ اٹھاؤ اور اپنے لالا کے پاس خاموشی سے بیٹھ جاؤ"!!

نائیٹی چینج کر کے وہ باہر آئی تو زارون آپ اپنے مخصوص حلیے میں خود کو کور کیے کھڑا تھا۔۔۔

اسنے سنجیدگی سے اسکا گال تھپکتے اسے حکم دیا۔۔ گل مینے خان نہیں جانتی تھی۔اسنے کیا خریداری کی تھی گل کیلئے۔۔۔ مگر وہ کافی دیر تک بھیڑ میں غائب ہوتے زارون سکندر خان کی پشت کو دیکھتی رہی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

بی بی جی سرکار سائیں اندر ہونگے آپ انہیں دیکھ لیجئے گا!!'گیٹ سے اندر داخل ہوتی محمل۔اقبال کی آواز پر فوراً سے چونک کر مڑی،اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ اسے اب اندر اکیلے جانا تھا۔۔

لب کچلتے وہ طویل صحن کو دیکھ رہی تھی۔۔اس حویلی سے بہتر یہی تھا کہ وہ ڈیرے پر آجاتی،، گہری سانس بھرتے اسنے مڑ کر دیکھا۔۔

آس پاس کوئی ملازم کوئی گارڈ نہیں تھا۔۔سیاہ شال کو اچھے سے سر پر لپیٹتے ہوئے محمل نے اب قدم واپسی کو موڑے تھے۔۔

اسال آغا شاہ" بیمار تھا۔۔اور آس پاس کوئی تھا بھی نہیں۔۔یہ اچھا موقع تھا" وہ اس قید سے ہمیشہ کیلئے بھاگ سکتی تھی۔۔

"!!اسکے گیٹ کی طرف بڑھتے قدم اسال آغا شاہ کی چیخ پر تھمے

نیلی آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ جھٹکے سے مڑی۔۔

آواز اندر سے آرہی تھی۔۔

چہرے پر پتھریلے تاثرات سمیٹے وہ لب سختی سے بھینچتے واپس مڑ گئی مگر قدم گیٹ سے باہر نہیں نکل پا رہے تھے۔

آنکھوں کے سامنے وہ رات لہرائی جب اسال آغا شاہ نے پوری رات جاگ کر اسکا خیال رکھا تھا اسکی عیادت کی تھی۔

وہ اتنی سنگدل تو ناں تھی۔۔ نیلی آنکھوں میں بے بسی سے پانی جمع ہونے لگا۔ لبوں کی لرزش کو اسنے سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے روکا تھا۔ گہری سانس بھرتے وہ اپنے آنسوں ضبط کرتے اب مضبوط قدم اٹھائے" اندر کی طرف بڑھی۔۔

دروازہ کھولتے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔۔ سامنے ہی لاؤنج میں موجود صوفے کے نزدیک گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اسال آغا شاہ فرش پر دوزانو ہوا پڑا تھا۔۔

شرٹ اسنے اتار کر پھینک دی تھی۔بکھرے بال، سوجھی شدید سرخ پڑتی آنکھیں، گردن اور سینے پر بے تحاشہ خراشے پڑی تھی جیسے وہ خود کو نوچ رہا ہو!!"

سس سائیں!!"اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ محمل کی حواس سلب ہوئے۔وہ" بھاگ کر اس تک پہنچی۔۔جو گرنے کے انداز میں گھٹنوں پر ہاتھ گاڑھے بیٹھا تھا۔۔

محمل کی آواز پر اسال آغا شاہ نے نشے سے دھندلاتی سرخ آنکھیں کھول غائب دماغی سے اسے دیکھا۔۔

اسکا عکس دھندلا سا دکھ رہا تھا۔۔نیلے رنگ کے جوڑے میں وہ پری وش اپنے تمام تر حسن کے ساتھ اسکے سامنے بے حد قریب بیٹھی تھی۔

تت تم کیا کر رہی ہو تم یہاں اس وقت!!"اسال نے ہاتھ کی مدد سے اسے" خود سے دور دھکیلتے غصے سے غرا کر کہا تھا۔۔

محمل جو اسکے دور کرنے پر گھبرائی سی اسکی حالت دیکھ رہی تھی۔اس کے لفظوں پر وہ دوپٹہ سر پر ٹھیک کرتے پریشانی سے اسے دیکھے گئ۔

آپ آپ کی طبیعت خراب ہے۔میں آپ کو کمرے میں لے چلتی"

ہوں!!"محمل نے متفکرانہ انداز میں کہتے اسے سہارہ دینے کی کوشش کی۔۔

نو۔۔۔خبردار جو مجھے ٹچ بھی کیا تم نے!!"اسال اپنی آنکھیں بند کیے" دھاڑا تھا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا اچانک کیسے اسکی حالت اتنی غیر ہو رہی تھی۔۔

اوپر سے محمل کا اس وقت یہاں پر آنا۔۔۔اسال آغا شاہ کے امتحان کو بڑھا رہا تھا۔۔

وہ ایک دم سے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اٹھا۔

مگر دوا کا اثر اس قدر زیادہ تھا کہ اس سے اپنے پیروں پر کھڑا رہنا محال ہوتا جا رہا تھا۔۔اس سے پہلے کہ وہ گرتا محمل نے لپک کر اسے سہارہ دیا۔

ایک ہاتھ اسکی چوڑی پشت پر پھیلائے اسنے اسال کا ہاتھ اپنی گردن پر رکھا۔
گردن ڈھلکنے کے سبب اسکا چہرہ محمل قریشی کی گردن تک آیا تھا۔
بند آنکھوں کے درمیان اسنے وہ مدہوش کرتے خوشبو اپنی سانسوں کے رستے انہیل کی۔۔

جذبات عجیب بے چین ہونے لگے،، آنکھیں جھٹکے سے کھولے وہ ایک لمحے میں اس سے الگ ہوا۔
محمل اسکے رویے پر کافی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔جو عجلت میں کمرے میں جاتا اب واشروم میں گھس گیا تھا۔۔
محمل اندر آئی۔ ہونٹ کچلتے وہ واشروم کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔
اس قدر خراب حالت میں وہ اسال کو ہرگز اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ مگر اسے اچانک کیا ہوا تھا وہ یہ بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔
آنکھوں کے سامنے اسکا خوبرو چہرہ لہرایا۔۔معا اسال کی آواز پر وہ گھبرا کر دروازے کی طرف بھاگی۔وہ بھیگا ہوا سا بھاگ کر واش بیسن میں جھکا تھا۔۔۔

اسے زوردار قے آئی تھی۔۔شاور کے نیچے کھڑے ہونے کے سبب اسکا پورا وجود بھیگ چکا تھا۔۔

سائیں سائیں آپ کو تو بخار ہو رہا ہے!!' محمل اسے گرتا دیکھ بھاگ کر اس تک آئی تھی۔۔بمشکل سے اسکی ایک طرف ڈھلکتی گردن کے نیچے اپنا نازک ہاتھ رکھتے وہ اسکے وجود سے نکلتی آگ محسوس کرتے گھبرا کر بولی،،

اسال کے بھیگے کپڑے اسکے وجود سے چپک کر انہیں بھگو رہے تھے۔۔

ماتھے سے چپکے سیاہ بھیگے بال اسکے سرخ چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔۔

سائیں!!"اسال نے اب کی بار اسکی پکار پر اپنی بھیگی سیاہ آنکھیں کھولے" اسے سنجیدگی سے گھورا۔۔۔

اسکی نظروں کی تپش پر محمل گھبرائی تھی۔۔وہ اسکی گود میں چت لیٹا تھا۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی مردانہ پرفیوم کی مہک محمل قریشی کے اعصاب کو جھنجھوڑ

رہی تھی۔۔وہ ہوش میں پہلی بار خود سے اسکے نزدیک آئی تھی مگر ان سیاہ آنکھوں میں سرخی کی ڈوریوں کے ساتھ ساتھ بے بسی بھی نمایاں تھی۔۔ محمل ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جس نے اچانک اسکی گردن کے پچھلے حصے پر ہاتھ رکھتے اسے لمحوں میں کھینچ کر اپنے نزدیک کیا۔۔

اس کے اچانک ہوئے اس ردِ عمل پر محمل خوف سے سانس روکے اپنی خوبصورت نیلی آنکھیں پھیلائے اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔ جبکہ اسال آغا شاہ کا ذہن بلکل معاوف ہو چکا تھا۔۔

نظروں کے سامنے جو چہرہ موجود تھا اس کے حسن کے جادو نے اب اسے اپنے سحر میں جکڑنا شروع کر دیا تھا۔۔

محمل قریشی جیسا قیامت خیز حسن کسی بھی عاقل و بالغ کو بہکا سکتا تھا اور اس وقت اسال آغا شاہ بہک رہا تھا۔۔

میری طبعیت ٹھیک نہیں محمل۔۔آغا جان نے تمہیں اور مجھے ٹریپ کیا" ہے۔۔ہو سکتا ہے کچھ منٹوں کے بعد میں اپنے سینز میں ناں رہوں۔اس

لئے تم فوراً سے پیشتر اس کمرے سے نکل جاؤ اور روم کو باہر سے لاکڈ کر دینا

۔۔۔!!" وہ بے حد آہستگی سے اسکے کان میں اپنی سلگتی سانسیں پھونکتے

سنجیدگی سے بمشکل بول پایا تھا۔۔

محمل ہڑبڑا کر پیچھے ہوئی۔۔

گیٹ آؤٹ!!" اسال اسے یونہی بیٹھا دیکھ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں'

سمیت اٹھا تھا۔۔اسے واشروم سے باہر دھکا دیے اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ

کر دیا۔۔

اور خود وہ ایک بار پھر سے واش بیسن میں جھکا تھا۔۔

کیا وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔؟' محمل قریشی نے ان گنت سوچوں کے بیچ بند"

دروازے کو دیکھا تھا۔۔

اگر وہ چاہتا تو اسے استعمال کر سکتا تھا۔۔مگر اس کی حالت دیکھ یہی لگ رہا تھا

"!! جیسے کسی نے اسے کچھ پلایا ہو۔۔

نہیں یہ جھوٹ نہیں بول رہے!!' محمل نے بے چینی کے عالم میں زیر لب بڑبڑاتے ہوئے گویا خود کو تسلی دی تھی۔

اندر سے مسلسل اسال آغا شاہ کی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی۔۔

وہ بار بار وومٹ کر رہا تھا۔ محمل کافی دیر بے چینی سے وہی ٹہلتی رہی۔۔ہر گزرتے منٹ کے ساتھ اسال آغا شاہ کی تکلیف میں اضافہ ہوا تھا۔

محمل گھبرا کر واشروم کی طرف بڑھی۔۔دوپٹہ سر سے ڈھلک چکا تھا۔۔ سنہری آبشار چوٹی سے نکل کر اب گردن کو چوم رہی تھیں۔۔خوبصورت نیلی شفاف کانچ سی آنکھوں میں ایک دنیا آباد تھی۔ سرخ و سفید رنگت پر تیکھے نقوش اس پر متضاد گھبراہٹ کے تاثرات اسکے حسن کو جان لیوا بنا رہے تھے۔۔

کپکپاتی انگلیاں دروازہ پر رکھتے محمل نے تھوک نگلتے دروازہ ناک کیا۔۔ ایک بار دو بار بالآخر دروازہ کھلا تھا۔۔سامنے ہی وہ بند آنکھوں کے ساتھ اسے خود سے دور دھکیلتے اب جھولتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔

سس سائیں!!'اس سے پہلے کہ وہ نیچے کو گرتا محمل نے ہڑ بڑا کے اسے "

سہارہ دیا۔۔

بمشکل سے اس کے بھاری وجود کو بستر پر منتقل کرتے وہ گہری سانس بھرتے پیچھے ہونے لگی۔

جب اگلے ہی لمحے اسال آغا شاہ نے اسکے ہاتھ کو جھٹکے سے کھینچتے اسے اپنے پہلوئں میں گرایا۔

محمل کی دبی دبی سی چیخ نکلی تھی۔آنکھیں خوف سے پھیلائے وہ اب سانس روکے گھبراہٹ سے اپنی گردن میں چہرہ چھپائے لیٹے اسال آغا شاہ کے لمس اسکی نزدیکی کو محسوس کرتے بری طرح سے کانپی تھی۔۔

ماتھے پر پسینے کی بوندیں تیرنے لگی۔۔ محمل نے تھوک نگلتے اسکے شانوں پر " دباوڈالے اسے خود سے دور دھکیلنے کی ناکام سی کوشش۔مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔

سس سائیں پیچھے ہٹیں!! گھٹن تھی جو بڑھتی جا رہی تھی۔وہ بس یہاں"
سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔

اسال آغا شاہ کے دونوں ہاتھ محمل کے پہلوں میں گرے تھے۔اسکی گرم دہکتی سانسیں محمل قریشی کی جان پر بن آئی تھی۔

!! شاید اسے بھاگ جانا چاہیے تھا

اسال آغا شاہ کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر سرکتا ہوا محسوس کرتے"
محمل جھٹپٹاتے ہوئے اس سے دور ہونے لگی مگر اسکی گرفت سخت تھی وہ چاہ کر بھی اس سے دور نہیں ہو پائی۔۔

لیٹی رہو خاموشی سے!!"بھاری مگر سرد سرگوشی اسکے کان میں انڈیلتے"
اسال نے اب سر اٹھائے اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔

جن میں اپنا خوف دیکھ وہ مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ زیر لب مسکرایا۔۔

کیاہواڈر کیوں رہی ہوڈارلنگ!!یوآرمائے وائف۔۔۔آئی کین ٹچ یُو!!""

اپنے دہکتے ہونٹ محمل کے سرخ گال پر رکھتے وہ مدہوشی کے عالم میں بولا

۔۔

محمل اسکے لمس پر بری طرح سے مچلی تھی۔۔

جانتی ہورخ بھی تمہاری طرح تھی بلکل ایسے غصے سے منہ پھولا لیتی تھی"

۔۔!!'سر اٹھائے وہ مدہوش کن نظروں سے محمل کو دیکھتے زیر لب ہنسا۔۔

محمل نے بغور اسے دیکھا وہ نشے میں تھا۔اسکی آنکھوں سے صاف دکھائی"

دے رہا تھا کہ وہ اپنے حواس میں نہیں۔۔

آپ آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی۔سائیں؟"" محمل سنجیدگی سے اسے"

گھورتے ہوئے غم وغصّے سے چلائی۔۔

اپنی بے بسی پر اسے جی بھر کر رونا آرہا تھا۔۔ضرار پاشا خان اپنی زندگی میں

خوش تھا وہ اسے بھول کر اپنی دنیا بسا چکا تھا اور وہ پگلی جانے کب سے اسے

سینے میں چھپائے بیٹھی تھی۔۔

اششش ڈونٹ کرائے سائیں کی جان!!یونو واٹ تمہاری یہ آنکھیں بہت' پیاری ہے۔ان میں آنسوں اچھے نہیں لگتے مجھے!!'اسال آغا شاہ ناک چڑھائے کہتے اب ایک ہاتھ محمل کے بے حدّ قریب تکیے پر جمائے دوسرے سے اسکے آنسوں صاف کر رہا تھا۔۔

محمل نے بھیگی آنکھوں سے اس شخص کو دیکھا۔۔جو نشے کی حالت میں بھی اسکے آنسوں صاف کر رہا تھا۔

بیوٹیفل آئیز آئی ہیو سین ایور!!'نرم گرم ہونٹوں کا لمس اب محمل کی" آنکھوں پر ثبت کرتے وہ مدہوش کن لہجے میں بولتا اسکی سانسیں بے ہنگم کر گیا۔۔

وہ خاموش لیٹی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔جس کے ہونٹوں سے نکلی تعریف محمل قریشی کے زخموں پر مرہم رکھ رہی تھی۔۔

اس کا بولا گیا ہر لفظ محمل کو سکون سا دے رہا تھا۔۔دل میں ابھرتی بے چینی کم ہونے لگی تھی۔۔

میں نے تمہیں کس کی۔ تمہیں برا تو نہیں لگا!! معصومیت سے سیاہ "
آنکھیں پھیلائے وہ اسکے چہرے کے قریب جھکا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔
محمل نے بے اختیار سر نفی میں ہلا ڈالا۔۔
اسال نے بمشکل سے اپنی آنکھیں کھول رکھی تھی۔
آپ سو جائیں سائیں۔ ورنہ بیمار پڑ جائیں گے!!" محمل نے متفکرانہ انداز "
میں کہتے اسکے برہنہ شانے کو تھاما۔
چہرہ بے ساختہ ہی شرم سے لال ہوا تھا۔۔
بیمار کیوں مجھے کیا ہوا ہے بھلا۔!!' وہ سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔۔ محمل "
کے ہونٹ بے ساختہ ہی عرصے کے بعد مسکرائے تھے۔
اسال آغا شاہ کی قربت اسے بری نہیں لگ رہی تھی۔۔ اچھا سوئیں نہیں
سیدھے ہو کر لیٹ جائیں!!" محمل نے اسے الٹا لیٹا دیکھ فکر مندی سے کہا۔۔
اوکے ؟اسال فورا سے اسکا بازو سیدھا کرتے اب سر اسکے بازو پر رکھتے چہرہ
اسکے سینے پر رکھ چکا تھا۔۔

اسکی اچانک ایسی حرکت پر محمل کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔

سائیں!!" محمل نے بے اختیار اسے پکارا۔۔"

وہ بڑی فرصت سے آنکھیں موندے اسکے سینے پر لیٹا تھا۔۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دُور تھی۔۔

یس سائیں کی جان!!' اسال کے دوبدو جواب پر محمل شرم سے لب بھینچ" گئی۔ وہ نشے میں اتنی بے باک گفتگو کر رہا تھا جبکہ ہوش میں تو وہ ایسا ہر گز نہیں تھا۔۔

یہ محمل کی سوچ تھی۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہی تھی۔۔

آپ دور ہو کر لیٹیں پلیز!!" محمل نے آنکھیں جھپکتے اسکے خوبصورت"

چہرے سے نظریں چرا کر کہا تھا۔۔۔ جبکہ اسال سر اٹھائے اسکے سینے پر سائیڈ پوزیشن پر سر رکھے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

تم اگر مجھے پہلے ملتی تو میں تم سے عشق کرتا سائیں کی جان!!'اسکی گردن پر' اٹھکیلیاں کھارہی ایک سنہری لٹ کو اب بڑی فرصت سے اپنی انگلی پر لپیٹے وہ مخمور سے لہجے میں کہتا محمل کو حقیقتاً چونکا گیا۔۔

اچھا تو اب کیا ہے؟اب کیوں نہیں کر سکتے؟'اس کی ساحرانہ آنکھوں میں" دیکھتے وہ بے اختیار بولی تھی۔۔اسال آغا شاہ کے وجود سے اٹھتی مسحور کن مہک محمل کے وجود میں گھل رہی تھی۔۔

وہ آہستہ آہستہ سب بھولتی جارہی تھی۔۔اپنی محبت،اپنا رشتہ،اپنا دکھ،اپنا غم سب کچھ۔۔سانسوں سے بھی قریب لیٹے اس شخص نے اسے سب کچھ بھول جانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

اسال آنکھیں موندے بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔۔۔محمل کا دل بے اختیار دھڑکنا ہوا بھول گیا ہو جیسے۔۔

وہ پہلی بار اسے قریب سے مسکراتا دیکھ رہی تھی۔۔وہ واقعی جتنا پرکشش تھا اتنا ہی خوبصورت بھی تھا۔

اسکے ماتھے سے چپکے بالوں کو بے اختیاری میں وہ پیچھے کرنے لگی۔۔جب اسال نے اسکے ہاتھ کو تھامے اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔

تم دیر سے آئی ناں میری رخ وہ جگہ لے چکی ہے!!"وہ مسکراتے ہوئے" بڑبڑایا۔۔ محمل کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔

پھر تو میں بھی ضرار پاشا خان سے محبت کرتی ہوں۔۔اس حساب سے آپ" "!!کو بھی مجھ سے دور رہنا چاہیے

محمل نے آنکھیں گھمائے اسے جتلایا۔۔حقیقتاً اسے ماہ رخ سے عشق والی بات چبھی تھی۔۔

اس کا نام مت لیا کرو۔۔۔تم بس میرا نام لیا کرو تمہارے ہونٹوں پر میرا" نام بہت دلفریب لگتا ہے!!"اسال نے اسے مکھن لگانا چاہا حالانکہ محمل خود بھی جانتی تھی وہ اسکا نام نہیں لیتی تھی بلکہ سائیں ہی کہتی تھی۔

آپ کو فرق کیوں پڑ رہا ہے اب۔۔۔آپ بھی تو ماہ رخ سے عشق کرتے " !!ہیں"

محمل نے کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح کہا۔۔بند کمرے میں موجود وہ دونوں نفوس جو زندگیوں کی الجھی ڈور میں الجھ کر اس بے جوڑ رشتے میں بندھ کر ایک ساتھ جڑے تھے۔۔جو عام حالات میں ایک دوسرے کا قرب برداشت ناں کرتے۔۔آج کیسے وہ اپنا ماضی،اپنی محبتیں بھلائے ایک دوسرے کے پہلوں میں دیوانے ہوئے پڑے تھے۔۔

حلال میں خدا نے ایسی لذت رکھی ہے۔کہ انسان جتنا چاہے بھاگ لے خدا اسے اس رشتے سے جوڑے رکھتا ہے۔۔بس انسان کا دل پاک اور صاف ہونا چاہیے۔۔

ہاں مگر اسال آغا شاہ تم سے دیوانگی میں ہر حد پار کر دے گا سائیں کی"

جان!!دیکھنا یہ زمانہ رشک کرے گا تم پر!!"اسال نے ذرا قریب ہوتے بڑے فخریہ انداز میں کہہ محمل کی تھوڑی پر ہونٹ رکھے تھے۔۔

محمل گہری سانس بھرتے سر جھکائے اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔جو معصومیت سے مسکرایا۔۔

سو جائیں۔سائیں!" محمل کو اس پر ترس آیا تھا۔۔نشے سے چور بہکی نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ بمشکل سے اپنے آپ پر ضبط کر رہا تھا۔۔

نو!!"اسال آغا نے سر فوراً سے نفی میں جھٹکا۔۔"

کیوں!!" محمل نے سرخ نگاہوں سے اسکے چہرے کو بغور دیکھا جو انتہائی سرخ پڑ چکا تھا۔

آئی وانا سپینڈ دِز نائٹ وِدیُو!!" مخمور سے لہجے میں کہتے اسال آغا شاہ نے" ہونٹ اسکے سینے پر دل کے مقام پر رکھے۔۔

محمل اسکے لمس پر بری طرح سے تڑپی۔۔سانسیں پھر سے بے ترتیب ہوئی تھی۔۔

آپ زبردستی کریں گے میرے ساتھ!!"ضبط سے سرخ آنکھیں" پھیلائے وہ اب خود کے قریب ہوتے اسال کو دیکھ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔۔

اسال نے فوراً سے سر نفی میں جھٹکا۔

"!!تم مان جاؤ۔میں زبردستی نہیں کروں گا"

اسال نے جھک کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیے لاڈ سے کہا۔

ہوش آتے ہی آپ بھول جائیں مجھے۔۔۔!"وہ تڑخ کر کہتی اس کا گریبان"
جکڑ چکی تھی۔۔

اسال کی نشیلی آنکھیں اسکے دو آتشہ مومی وجود پر گڑھ کر رہ گئی۔

تم کوئی بھولنے والی چیز تھوڑی ہو بھلا۔۔۔"وہ اسکے قریب جھک کر"
سرگوشی نما آواز میں بولا۔

محمل بے بسی سے گہرے سانس بھرتے رہ گئی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی وہ نشے میں ہے۔۔کافی وقت سے وہ اپنے احساسات دبا
رہا تھا اگر چاہتا تو وہ اسے روندھ سکتا تھا مگر اس نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔۔
ویسے بھی اب واپسی کی ہر راہ بند تھی۔

"!!ایک ہی رشتہ بچا تھا کیا معلوم وہ اسے بچا لیتی

گلے میں آنسوں کا پھندہ سا اٹکا۔۔اسال نے جھک کر اسکی تیکھی چھوٹی سی
ناک پر ہونٹ رکھے۔۔

اگر مجھے چھوڑنے کی کوشش کی تو جان سے مار دوں گی آپ کو!!"وہ لرزتی ہوئی آواز میں ہچکیاں بھرتے بمشکل سے بولی تھی۔۔

اسال آغا شاہ نے بہت مان سے اسے سینے میں بھینچا۔۔

نرمی سے اسکی پشت سہلاتے وہ آہستہ آہستہ اسکے وجود میں گم ہوتا جا رہا تھا۔

کمرے میں گہری تاریکی کا راج تھا۔۔ محمل قریشی پورے ہوش و حواس میں اپنا آپ "اسال آغا شاہ" کو سونپ چکی تھی۔۔جو شدت اور محبت سے اسکے چہرے کو چھو کر اسے اپنے رنگ میں رنگتا جا رہا تھا۔۔

دونوں ہاتھ اسکے گرد مضبوطی سے باندھے محمل نے آنکھیں موند لیں۔۔

نا جانے قسمت میں آگے کیا لکھا تھا مگر وہ اب اسال آغا شاہ کو چھوڑ ہر گز نہیں سکتی تھی۔۔

ضرار پاشا خان اسکی محبت ضرور تھا مگر آج اسال آغا شاہ اسکے وجود کے ساتھ ساتھ اسکے دل میں بھی بہت اونچا مقام پا چکا تھا۔۔

"!!شاید محبت سے الگ ایک خاص مقام

★★★★★★★★★★★★

آپ کااس طرح سے جاناضروری ہے کیارمینا۔۔؟؟"وہ پاگلوں کی طرح" جھنجھلایاہواساگھوم رہاتھا۔صبح سے ہزار باروہ اسے رکنے کا کہہ چکا تھا۔ مگررمیناکسی بھی طورر کنے والی نہیں تھی۔۔

دراب پلیز آپ تو سمجھیں مجھے!! پچھلے دوماہ سے سب کام پینڈ نگ پر" !ہے۔۔صرف کچھ دنوں کی بات ہے میں واس آجاؤں گی۔۔۔

بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔دراب نے گھور کراسے دیکھا۔۔

"""آپ کے پیچھے سے مورے نے میری شادی کرادی تو؟

کمرپرہاتھ ٹکائے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔رمینا ایک پل کو چونکی پھر سر جھٹک کر ہنسی۔۔

تو اچھا ہے ناں دراب۔۔۔ویسے بھی حریم کا نکاح ہے اس جمعے۔۔۔تو اس حساب سے آپ کو بھی کسی سے شادی کر لینی چاہیے۔۔!!" پاسورڈ نکالتے اسنے بیگ میں رکھا تھا۔ حریم کے سوا وہ کسی سے بھی شادی کرتا اسے منظور تھا

۔۔

دراب جھنجھلا کر رہ گیا۔

جو جی میں آئے وہ کرو!!" غم و غصے سے کہتے وہ کمرے سے ہی نکل گیا۔

رمینا نے گہری سانس بھرتے دروازے کو دیکھا۔

"!!آئے ایم سوری دراب مگر میرا جانا ضروری ہے

لب بھینچ کر کہتے اسنے بیگ اٹھائے کاندھے پر ڈالا۔۔ تھوڑی دیر بعد اسکی دوبئ کیلئے فلائٹ تھی۔

وہ دراب کے ساتھ ائیر پورٹ جانا چاہتی تھی مگر وہ غصے میں اسے چھوڑ کر کہیں جا چکا تھا۔۔

مرجان خان اسے گھر سے نکلتا دیکھ خدا کا شکر کرتے سر جھٹک کر باورچی خانے میں بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کوئی ہے پلیز دروازہ کھولو!! کوئی ہے؟!"دروازے پر دستک دیتے اسکی' آواز مسلسل اُونچی ہوتی جارہی تھی۔۔گلا مسلسل چیخنے کے سبب بیٹھ سا گیا۔ درد کے باوجود بھی وہ مسلسل مدد مانگ رہی تھی۔۔خوبصورت سیاہ آنکھوں میں آنسوں تیر رہے تھے۔۔

بے حال سی کیفیت میں کھڑی وہ آخر کار تھک ہار کر دروازے کے قریب ڈھے سی گئی۔۔

دروازے سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں موندے اب ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔

آج دس دن ہو چلے تھے اسے غائب ہوئے!!"وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ کس کی قید میں ہے مگر اس قدر ستم اور ظلم کی انتہا نے حریم خان کے دل میں خان کے لئے سخت غصہ اور نفرت بھر دی تھی۔۔

قدموں کی آہٹ کہیں بہت قریب سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ حریم خان کا ننھا سا دل زوروں سے دھڑکا۔۔

وہ بمشکل سے ہمت کرتی بھاری کامدار غرارے کو سنبھالتے ہوئے اٹھی۔۔

دوپٹہ زمین پر رُل رہا تھا۔۔

جوڑے کی صورت میں باندھے گئے بال اب کھل کر اسکی پشت اور سفید گردن سے چپک رہے تھے۔

عالیشان کمرے میں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔۔ مگر پھر بھی حریم کا دل اس گھٹن زدہ ماحول میں بند ہونے لگتا تھا۔

وہ یک ٹک سرد نظروں سے دروازے کو گھور رہی تھی۔۔

دروازہ کھلا تھا۔۔خوشبو میں گھرا وہ شاہانہ مرد اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے اب بے تاثر نگاہوں سے اسکے وجود کو دیکھ رہا تھا۔۔

بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکے وجود پر موجود زرغان خان کے نام کے کپڑوں کو آگ لگا دیتا!!

اس نے آخری لمحات تک حریم اسفندیار خان کا انتظار کیا تھا مگر وہ لڑکی۔۔۔۔ وہ اسکے جنون سے واقفیت رکھنے کے باوجود بھی زرغان خان کے نام کا جوڑا پہنے اسکی منکوحہ تک بننے کو تیار تھی۔۔

"میں اچھے سے جانتی تھی یہ گھٹیا حرکت آپ ہی کر سکتے ہیں خانnن!!'

وہ غصّے سے گرجتی اسکے سینے پر نازک ہاتھ جمائے دھاڑی تھی غم و غصّے سے اسکی آواز پھٹ پڑی تھی۔۔

وہ اس قدر بے حس ہو گا حریم کو آج اندازہ ہوا تھا۔۔۔

ایک نگاہ اسکے رونے کی شدّت سے لرزتے وجود پر ڈالے مقابل نے جھٹکے سے اسکے بالوں کو گدی سے جکڑتے اسے کھینچتے اپنے نزدیک کیا۔۔

حریم اسکے بے حدّ قریب ہونے پر سانس روکے بہتی آنکھوں سے اس کے " چہرے پر رقم جنون خیزی دیکھ اندر تک لرزی تھی۔۔

اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا حریم دراب خان ! ! میرے نکاح میں " ہوتے ہوئے بھی تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس بغیرت شخص کے نکاح کا جوڑا "! ! پہننے کی

دراب خان کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔ حریم کو یوں لگا جیسے "! ! اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گے

وہ اب اسکے غصّے اور اپنی حرکت کو سوچ بری طرح سے کانپی تھی۔۔ اسکی ٹانگیں پینک ہونے لگی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گرتی۔ دراب خان نے اسے پشت سے تھامے اپنے نزدیک کیا۔۔

بولو جواب دو!!اب خاموش کیوں ہو تم!!'دراب خان کا اشتعال کسی بھی"
طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔
حریم کمر پر اس کی بڑھتی گرفت پر بری طرح سے سسکی تھی۔اسکے گالوں پر
..ٹپ ٹپ کر کے بہتے آنسوں دیکھ دراب خان نے جبڑے بھینچ ڈالے
میں نے تم سے کہا تھا حریم خان!!تم ازل سے میری ہو اور ابد تک میری"
ہی رہو گی!تمہارے وجود پر صرف اور صرف اس خان کا حق ہے، حریم
'!!خان!!پھر بھی تم نے اس شخص کا بھیجا گیا جوڑا پہنا
وہ اب اسے دونوں بازو سے جکڑتے جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا۔
کتنی خواہش تھی اسے حریم کو اپنی دولہن بنا دیکھنے کی۔۔ایک ایک پل اسنے
آنکھوں میں کاٹا تھا صرف اس وقت کا سوچتے کہ وہ اسکی بیوی بن کر اسکے
پہلوئں میں ہمیشہ کیلئے اسکی ہونے کو آئے گی۔۔
مگر حریم خان کی ایک غلط حرکت نے اس سوئے ہوئے شیر کو جگایا تھا اب
اتنی آسانی سے فرار ممکن نہیں تھا۔

ددد راب مجھے درد ہو رہا ہے!!"حریم درد کے مارے بے بسی سے سسکتے" ہوئے بولی تھی۔۔۔دراب نے گہری سانس بھرتے اسے جھٹکے سے دور کیا "!!۔۔فرش پر پڑے شاپنگ بیگ کو اٹھائے اس نے حریم کی طرف بڑھایا پکڑو اسے اور یہ لباس تبدیل کر کے آؤ فورا!!"سرد لہجے میں اسے حکم" دیتے وہ اب صوفے کی سمت بڑھا۔۔اتنے دنوں سے اسے سزا دینے کے باوجود بھی اسکا اشتعال کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔

حریم نے کانپتے ہاتھوں سے اس شاپنگ بیگ کو مضبوطی سے جکڑا۔۔

وہ بھاگتی ہوئی واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔دراب خان صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اب سنجیدگی سے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔

پچھلے دس دن سے زارون سکندر خان اور شاہ حویلی کا ہر فرد حریم خان کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔نکاح کی تاریخ ملتوی کر دی گئی تھی۔

اور تو اور زرغان خان بھی کسی جلے پیر کی بلی کی طرح حریم کا پتہ لگانے میں مصروف تھا۔۔

جواچانک نکاح والے دن اپنے کمرے سے غائب ہوئی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر دراب خان نے نظریں اٹھائے سامنے دیکھا۔۔"

حریم خان پٹھانی عروسی لباس میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔بنا کسی ہار سنگھار کے بھی سرخ رنگ کی پوشاک میں نازک وجود کسی گلاب کے پھول کی طرح کھل رہا تھا۔

ناک اور گال رونے کی وجہ سے سرخ ہوئے پڑے تھے۔

وہ مسلسل نظریں زمین پر گاڑھے ہوئے تھی۔

دراب نے بے دھیانی میں بجتے موبائل فون کو اٹھائے کان سے لگایا۔۔

حالانکہ خمار آلود نگاہیں حریم خان پر گڑھی تھی۔

دراب!!میں آخری بار پوچھ رہا ہوں اگر حریم تیرے پاس ہے تو بتادے"

"!!شرافت سے ورنہ میں تیرا خشر بگاڑ دوں گا

موبائل فون سے دھاڑتے ہوئے زارون سکندر خان کی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔۔

دراب خان کا موڈ سخت بدمزہ ہوا۔۔

ایسے کئی فون وہ اسے دن رات کرتا آرہا تھا مگر دراب خان نے اسے سرے سے اگنور کر رکھا تھا۔۔

اسی وجہ سے زارون سکندر خان کا غصہ کسی بھی صورت کم نہیں ہو پا رہا تھا شاید اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ حریم کی گمشدگی میں کہی ناں کہی دراب خان کا ہی ہاتھ ہے!!"

دراب نے بنا کوئی جواب دیے موبائل فون کاٹ کر جیب میں ڈالا۔۔"

گہرے سانس بھرتے وہ اٹھا۔۔

چلو!!'دراب خان نے سرد لہجے میں اسے چلنے کا کہا۔۔۔"

کک کہاں؟'حریم اسکے لہجے کے سرد پن پر ادھ مری ہوئی تھی۔۔وہ شاید" یہ سوال ناں پوچھتی مگر وجود پر موجود عروسی لباس نے اسے یہ سوال کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

" !! پوری طرح سے مسز دراب خان بننے"

دراب نے سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہا۔نازک ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

!حریم کی آنکھوں میں پانی سا جمع ہونے لگا

"!!خان پلیز مجھے واپس چھوڑ آئیں۔۔۔مم مجھے نہیں جانا"

حریم نے روتے ہوئے چھوٹے بچوں کی طرح ضد کرتے کہا۔۔وہ جانتی تھی اسکے آنسوں دراب خان کی کمزوری ہیں وہ رو کر اس سے کچھ بھی منوا سکتی تھی۔

اسکی چالاکی پر دراب خان کے ہونٹوں پر گہری پراسرار مسکراہٹ ابھری"

۔۔

تمہاری سوتن گھر پر نہیں جانم!!اس سے بہتر کوئی وقت نہیں ہو سکتا۔۔"

شاہ حویلی تمہیں میں ہر گز نہیں چھوڑوں گا۔۔میرے بیڈ روم میں چلو گی تو

"""بولو۔!!ورنہ یہیں چھوڑ دوں؟

دراب خان نے اسکے سرخ گال کو انگلی سے سہلاتے مخمور لہجے میں پوچھا۔۔

حریم نے غصیلی نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

خبردار اس چڑیل کا نام بھی مت لیں!!'رمیناخان کے ذکر پر وہ جل بھن کر"
کوئلہ ہوئی۔۔

اسکا یہ روپ دراب خان نے مسرور ہوتے آنکھوں کے رستے دل میں
!!اتارا

"!!نام لینے پر اتنا چڑ رہی ہو ابھی تو اسے برداشت بھی کرنا ہے میری جان"
دراب خان نے لب دبائے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔۔۔
حریم خان کے چہرے پر پھیلتی پوزیسونیس اسے اندر تک سرشار کر گئی تھی۔
یہ پہلی مرتبہ تھا جب وہ اسکے سامنے کھڑی ہو کر اس کے لئے اپنی فیلنگز عیاں
کر رہی تھی۔

اپنا وعدہ یاد رکھئے گا دراب خان!!وہ چاہے آپ کی پہلی بیوی بن گئی مگر"
"!!آخری صرف میں ہی رہوں گی

وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے جکڑتے اسے اپنے ساتھ باہر لے جانے لگا جب حریم نے قدم روک مضبوط مگر دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔

دراب خان نے گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلایا۔۔

وہ چاہے میری پہلی بیوی سہی، مگر تم دراب خان کا بچپن کا عشق ہو، "حریم" دراب خان" تمہیں سوچ سوچ کر یہ خان بڑا ہوا ہے۔ تمہاری جگہ ہزاروں "!!رمیناخان بھی نہیں لے سکتی

اسکی تھوڑی کے نیچے ہاتھ جمائے اسنے حریم خان کی آنکھوں میں دیکھتے جنون خیز انداز میں کہا۔۔

حریم نے گہری سانس بھرتے خود کو پر سکون کیا۔

دراب خان کا موبائل پھر سے بجا۔۔ جسے اسنے بلا تاخیر کے اٹھایا۔

"!!دراب میں تیرا منہ توڑ دوں گا اگر حریم تیرے پاس ہوئی تو"

حریم دراب خان اس وقت اپنے شوہر کے ساتھ ہے 'زارون سکندر خان """

تم اپنا وعدہ نبھانے میں دو بار چوکے ہو،، تیسرہ موقع یہ خان تمہیں ہر گز

"نہیں دے گا!! میری بیوی اب میرے ساتھ میری حویلی جائے گی۔۔

سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہتے دراب نے موبائل فون آف

کر دیا۔۔

اس وقت اگر زارون سکندر خان اسکے سامنے ہوتا تو وہ اسکا خشر بگاڑ دیتا۔۔

صد شکر کہ وہ اسکے سامنے نہیں تھا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

بڑی بہو سائیں آپ رہنے دیں پلاؤ میں بنا لیتی ہوں!!' پسینے سے شرابور پلاؤ

کے لئے پیاز چڑھاتی محمل قریشی کو دیکھ نوری نے ترحم بھری نظروں سے

اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

محمل نے نظریں موڑے اسے دیکھا۔۔ صبح سے وہ کچن میں گھسی ہوئی تھی ۔۔کئی ڈشز وہ تیار کر چکی تھی۔۔اب بس پلاؤ رہ چکا تھا۔۔۔آج خدیجہ کو دیکھنے کے کچھ لوگ آرہے تھے۔جس کے لیے کھانے کا اتنا اہتمام کیا جارہا تھا

۔

ثمینہ شاہ کے حکم پر کسی بھی ملازم میں اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ محمل کی مدد کر دیتا۔۔

نیلی خوبصورت آنکھیں بلکل ویران سی تھی۔۔

نوری پیچھے ہٹو تم کرنے دو اسے کام!!ویسے بھی جس کام کیلئے اسے آغا جان" لائے تھے وہ کام تو یہ کر ناں سکی۔۔اسال آغا شاہ ایسے تھوڑی ناں دس دنوں سے حویلی سے کیا گاؤں سے ہی غائب ہے۔ویسے بھی ملازموں والا کام اسکے اوپر خوب نچ رہا ہے۔"

ثمینہ شاہ نے کاٹ دار نظروں سے اسکے بے تحاشہ حسین سراپے کو دیکھا

۔۔۔

ڈھیلے سے سیاہ فراک میں، سنہری بالوں کی چوٹی پشت پر لہرا رہی تھی۔۔

خوبصورت چہرے پر لگاتار کچن میں کام کرنے کے سبب سرخیاں گھل رہی تھی۔۔دلکش سراپا مرد تو کیا عورتوں تک کو جلن کی آگ میں بڑھکا سکتا تھا

۔۔

اور اس وقت ثمینہ شاہ کو اسکا حسن ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔۔

محمل نے لب بھینچے نمی اپنی آنکھوں سے نکلنے سے روکی۔۔"

اسال آغا شاہ "تو اسے اسی صبح ڈیرے پر سوتا چھوڑ جانے کہاں چلا گیا تھا۔۔"

اور اس دن کے بعد سے ہی محمل قریشی کو اپنا آپ کسی ارزاں ردی کے کاغذ کی طرح چبھ رہا تھا۔۔

آغا جان کا غصہ کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔کیونکہ اسال آغا شاہ کہاں تھا یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔

اسال پر آیا سارا غصہ وہ محمل قریشی کو دن بھر کام کروا کر نکال رہے تھے۔۔

"!!کیا ہو رہا ہے یہاں"

نفیسہ شاہ شال درست کرتے اندر آئی۔۔ایک سنجیدہ نگاہ انہوں نے محمل پر ڈالے اب ثمینہ شاہ کو دیکھا۔جو انہیں سرے سے اگنور کر رہی تھی۔۔

اب وہ پہلے والی ثمینہ شاہ نہیں رہی تھی جو ان کی ہر بات پر دب جاتی اب وہ ان کی بیٹی کی ساس بن کر پورا پورا مقابلہ کر رہی تھی۔۔

"!!کیا ہوا ہے محمل تم ٹھیک نہیں لگ رہی"

نفیسہ شاہ نے سر تا پیر اسکا مکمل جائزہ لیا۔۔اسکا خوبصورت سراپا پچھلے چند دنوں سے نکھر کر مزید خوبصورت ہو گیا تھا۔۔

کچھ نہیں بس سر چکرا رہا ہے!!"وہ چمچ ہلاتے بوجھل لہجے میں بولی،،"

کل سے اس کی طبعیت بوجھل سی تھی۔۔

نوری اسے کمرے میں لے جاؤ!!نفیسہ شاہ نے پاس کھڑی نوری کو حکم" دیا۔۔

نہیں میں بنالوں گی۔۔"محمل نے سپاٹ چہرے سے کہا تھا۔"

ویسے بھی اسے اس حویلی کے کسی بھی فرد سے کسی بھی قسم کی ہمدردی کی کوئی امید نہیں تھی۔

ہم نے کچھ کہا ہے نوری!!"نفیسہ شاہ نے پھر سے سرد لہجے میں کہا تو نوری" بھاگ کر اس تک آئی۔گہری سانس بھرتے محمل نے چولھا بند کیا تھا۔۔

نوری اسکے پیچھے پیچھے ہی باورچی خانے سے نکلی۔۔

بڑی بیگم بڑی بیگم!!'نفیسہ شاہ جو ثمینہ شاہ سے مخاطب تھیں وہ فوراً سے" مڑی۔

کیوں چیخ رہی ہو نوری۔۔کیا ہوا ہے؟"'نفیسہ شاہ نے بلند آواز میں پوچھا۔" ثمینہ شاہ تو کڑوے منہ بناتی پیر پٹکھتے باورچی خانے سے نکل گئی۔

وہ بڑی بہو بیگم جی بیہوش ہو گئی ہیں!!"نوری نے جھٹ سے بتایا تو ثمینہ" شاہ کے قدم دہلیز پر رکے۔۔

شروع ہو گئے ناٹک ہنہہ!!"سر جھٹک کر وہ تنفر سے کہتی اپنے کمرے کی" طرف بڑھ گئی۔۔

جبکہ نفیسہ شاہ کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں گہری ہوئی،،

جاؤ روپ اور بدر عالم شاہ کو بلا کر لاؤ،" سنجیدگی سے کہتی وہ اب اسال آغا"

شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★★★★

سکندر خان ماڑا نچی چاہیے ہم کو۔۔۔۔کدھر گیا ہمارا نچی۔۔۔کتنا دن ہو گئے

"تم کیوں نہیں لا رہا ہمارا حریم کو۔

لاونج سے اندر داخل ہوتے زارون سکندر خان کو دیکھ زرتاج خان بھاگتی ہوئی

اس تک گئی،،اسکے گریبان کو جکڑتے وہ بیٹھی آواز اور رونے سے سرخ

ہوئے چہرے سمیت اس سے باز پرست کر رہی تھی۔

پچھلے دس دنوں سے وہ حویلی نہیں لوٹا تھا۔۔زرتاج خان کے پیچھے کھڑی گل

مینے خان نے تاسف آمیز نگاہوں سے زارون سکندر خان کو دیکھا۔۔

وہ جو اپنے لباس پر ایک شکن تک برداشت نہیں کرتا تھا آج کیسے الجھے بکھرے حلیے میں اسکے روبرو کھڑا تھا۔۔

کپڑے اسنے تبدیل کیے تھے مگر ان پر موجود سلوٹیں دیکھ گل مینے خان نے گہری سانس بھری۔

بولو سکندر خان تم اسکا بڑا بھائی ہے۔۔وہ لالا کہتا ہے تم کو۔۔تم تو سردار "

"!!ہو۔بولو کہاں ہے ماڑا بچی

نرگھس خان نے آنکھوں میں تیرتی نمی کو پلوں سے صاف کیا تھا حریم خان کی گمشدگی کے بعد سے تو گویا حویلی میں صف ماتم بچھ گیا تھا۔۔آس پڑوس کے کئی برادری والے لوگ ان سے حریم خان کی بابت پوچھ چکے تھے۔

شاید لوگوں نے نکاح کے رد ہونے والی بات کو حریم کے بھاگنے سے تشبیہہ دے دی تھی۔۔۔

بس کرو زرتاج خان۔۔کب تک روئے گا اس بدبخت کیلئے تم!! وہ اپنا"
مرضی سے گیا ہے۔۔اس حویلی کی ہم سب کی عزت کا جنازہ نکال کر۔۔وہ
"!اب کبھی واپس آیا بھی تو اسکی لاش آئے گا اس حویلی میں
مردان خانے سے آتے اسفندیار خان نے کسی بپھرے ہوئے شیر کی طرح
غرا کر اپنا فیصلہ سنایا۔۔
زارون سکندر خان نے گردن موڑے زخمی نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔۔
جو سر توڑ کوشش کر رہے تھے حریم خان کو ڈھونڈنے کی۔۔
کیونکہ اس کے ملتے ہی وہ اسے جان سے مارنے والے تھے۔
اموپریشان نہیں ہوں۔ حریم بلکل ٹھیک ہے۔میں اسے لینے جا رہا ہوں"
یہی بتانے آیا تھا آپ کو!!"زارون سکندر خان نے ماں کے آنسوں صاف
کرتے نرم لہجے میں کہتے انہیں سینے سے لگایا۔۔
تم اس بدبخت کو واپس لائے گا خان!!تو ہم تمہیں بھی اسکے ساتھ ہی جان"
"!!سے مار ڈالے گا

اسفندیار خان کی سرد وسپاٹ آواز پر گل مینے خان نے سہم کر لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔

" یہ سب تو بعد میں دیکھیں گے بابا سرکار، مگر فل حال میں اپنی بہن کو لینے جارہا ہوں،، حریم اسفندیار خان کی طرف آتی موت کو یہ خان خود پر لینے کی جرات رکھتا ہے!!"

سرد وسپاٹ چہرے سمیت بے تاثر لہجے میں کہتے وہ انہیں ڈھکے چھپے الفاظ میں بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔

اسفندیار خان کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔وہ چہرے پر غیض وغضب سمیٹے مردان خانے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

مینے امو کو کمرے میں لے جاؤ،، پہلی بار اسکی نگاہ ایک منٹ کیلئے اٹھی تھی۔۔ گل مینے خان نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔۔جبکہ زارون سکندر خان اب انہی قدموں سمیت پلٹ کر حویلی سے باہر کی سمت بڑھا۔۔

اسکی گاڑی کا رخ چھوٹی حویلی کی طرف تھا۔۔جہاں دراب خان موجود تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

سائیں "آنکھیں موندے، سر دیوار سے ٹکائے وہ خوبرو مرد دنیا سے بے"
خبر ہر شور شرابے سے غافل کانوں میں رس گھولتی اس نیم سرگوشی کو سن
جھٹ سے اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے آگے پیچھے دیکھنے لگا۔۔
ماتھے پر بکھرتے سیاہ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ لب دانتوں تلے
بے دردی سے کچلنے لگا۔
خوبصورت آنکھیں رت جگے کی سرخی کے سبب مزید دلفریب ہو رہی"
تھیں، اسال آغا شاہ" جیسے وہاں ہو کر بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔
اسے اس رات کا ایک ایک پل ایک لمحہ یاد آتا گیا تھا۔۔ محمل قریشی کے لبوں
سے نکلتا لفظ "سائیں" اسکے دل کی دھڑکن کو سست کر رہا تھا۔۔

ان دس دنوں میں محمل قریشی نے اس سردار کو اس طرح سے دیوانہ کر دیا تھا کہ وہ ہر جگہ اسے پانے کی چاہ کرتا پھر رہا تھا۔

آنکھیں موندتا تو وہ پری وش اپنے حسین چہرے کے ساتھ اسکی نیندیں اڑانے خاضر ہوتی۔

"محمل!!" اسال آغا شاہ نے بے بسی سے لب بھینچتے شدت سے اس نام کو دہرایا!!

اسے اندازہ تو تھا ہی کہ وہ یوں اسکے بنا بتائے جانے پر خفا ہو گی مگر وہ کیا کر گزرے اس کا اندازہ اسے ہر گز نہیں تھا۔

"ایکسکیوزمی سر!!" بھاگ کر باہر نکلتی ڈاکٹر کی آواز پر سیماب آفندی جو سامنے دوسری دیوار کے ساتھ لگے بینچ پر بیٹھے "اسال آغا شاہ" کو بڑی فرصت سے نہار رہی تھی وہ ہڑبڑا کر جگہ سے اٹھی،

اسال ڈاکٹر کے گھبرائے ہوئے سے چہرے کو دیکھ متفکرانہ سے انداز میں اٹھا ایک نگاہ اپنی طرف آتی سیماب آفندی پر ڈالی۔

وی آر سوری۔۔ہم آپ کی پیشنٹ کو نہیں بچا مسز آفندی اب اس دنیا میں "
"!!نہیں رہی

ڈاکٹر کے افسوس بھرے جملے پر جہاں اسال آغا شاہ سن سا ہو کر رہ گیا تھا وہیں بے یقینی کے عالم میں گھری سیماب اس حقیقت کے ادارک پر اپنے حواس کھوتے اسال آغا شاہ کی بانہوں میں جھول گئی۔۔

اسال آغا شاہ نے لب بھینچے اپنی بانہوں میں بیہوش سیماب آفندی کے زرد چہرے کو دیکھا۔

★★★★★★★★★★★★

وہ کمرے میں آیا۔۔حسب معمول نور آئینہ بیڈ پر اسکی سائیڈ پر سو رہی "
تھی۔رات کے نو بج رہے تھے ضرار پاشا خان کو اندازہ تھا ہی کہ وہ اس وقت سو رہی ہو گی مگر آج وہ نعمت دلاور شاہ سے ملاقات کرنے آیا تھا۔۔

ضرار پاشا اسے بیڈ پر ناں پاتے کھوجتی نگاہوں سے اب آگے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ بالکونی کے کھلے دروازے کو دیکھ وہ سرد سانس بھرتے اب اسی سمت بڑھا

۔۔

سینے پر ہاتھ لپیٹے اسنے سامنے ہی چند قدموں کے فاصلے پر جوتے اور شال کے بغیر کھڑی نعمت دلاور شاہ کو دیکھا۔

چند ہی منٹوں میں سردی سے ضرار کی ناک ٹھنڈی پڑی تھی مگر نعمت جانے کب سے وہیں کھڑی تھی۔۔ضرار کو اس بے وقوف لڑکی پر جی بھر کر طیش آئی۔

کیا ہوا مجھ سے جان چھڑانے کا پلین بنا رہی ہو،،!!"ایک دم سے اسکے" قریب جھکتے ضرار نے پراسراریت سے پوچھا۔۔

نعمت دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی گھبرا کر مڑی۔اسکے یوں اچانک بولنے پر وہ بری طرح سے ڈر گئی تھی ڈرا اسکے خوبصورت چہرے پر صاف رقم تھا۔

جی ہاں سوچ رہی ہوں گلا کاٹوں یا بندوق کی گولی بہتر رہے گی۔۔" سینے پر"
ہاتھ باندھے نعمت دانت پیستے ہوئی کسی ہری مرچی کی طرح دوبدو بولی۔۔
ضرار نے اسکے جواب پر داد دینے والے انداز میں ہونٹ سکیڑے۔۔
اتنی زحمت کیوں کرنی جانِ من!! یہ حسن کس دن کام آئے گا۔۔میں تو"
"!!اس حسن پر ہی مرنے کو تیار ہوں
ریلنگ پر نعمت کے دائیں بائیں ہاتھ مضبوطی سے جمائے وہ اسکے قریب
ہوتے بے باکی سے بولا۔۔نعمت بدک کر پیچھے ہوئی۔۔
گال اسکی فضولیات پر دہک اٹھے تھے۔۔جامنی رنگ کی پٹھانی پوشاک میں"
وہ شاہزادی اپنے تمام تر حسن کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی ضرار پاشاخان کو
بہکنے پر مجبور کر گئی۔
آپ اتنے اچھے ہوتے تو کئی دن پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے!!""
وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ سنجیدگی سے بولی۔۔ساتھ ہی اسکی ایکسرے کرتی
نظروں سے جھنجھلا کر چہرے کا رخ موڑا۔۔

دوپٹہ اختیاطا درست کیا تھا۔

ہمممم بات تو تمہاری درست ہے خانم.... مگر کیا کروں اپنی ایک عدد حسین" بیوی کا خیال مجھے سکون سے مرنے بھی نہیں دیتا!!آخر کار میرے بعد تمہارا کیا ہو گا؟؟؟"

ضرار پاشا خان نے اسے مضبوطی سے گھیرہ تنگ کرتے سینے کا حصّہ بنا ڈالا۔۔۔جو لب بھینچے اسکی گرفت میں فریز سی خود میں سمٹے کھڑی تھی۔

آپ کو میری اتنی فکر کب سے ہونے لگی!!" سیاہ آنکھیں چھوٹی کیے نعمت" شاہ ٹونٹ مارنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔

حریم کے نکاح والے دن سے لے کر اب تک محترم صرف اور صرف بیٹی کو لینے کمرے میں آتے تھے۔

اس سے جی بھر کر لاڈ پیار کرتے وہ اسے سلا کر جانے کہاں چلا جاتا تھا اور آج اسے دو ہفتوں بعد بیوی یاد آ رہی تھی۔

ضرار نے لب دبائے اسکے روٹھے روٹھے مزاج بڑی دلچسپی سے نوٹ کیے

مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا جان من کہ میرا فکر ناں کرنا تمہیں ہرٹ کرتا ہے"

"۔۔آج سے پوری پوری فکر کروں گا میں تمہاری۔۔

ضرار پاشا خان نے اسے سینے میں بھینچ کر اسکے کان میں پر اسراریت سے بھرپور سرگوشی کی۔۔

نعمت بری طرح سے مچلی۔۔اس جھوٹے فریبی شخص پر اسے ہرگز بھی یقین نہیں تھا۔۔

اپنی فکر اپنے پاس رکھیں۔۔مجھے ناں آپ چاہیے ناں آپ کی فضول سی فکر"

۔۔۔۔!!اسکے سینے پر دباؤ دیے وہ اسے خود سے دور دھکیلتے سنجیدگی سے بولی

ضرار پاشا خان نے بغور اسکے خوبصورت نقوش کو دیکھا۔۔

"!!اگر ایسی بات ہے تو میری لاپرواہی اتنی کیوں چبھ رہی ہے نعمت شاہ کو"

شہد رنگ آنکھیں چھوٹی کیے وہ مغرور شخص اپنے سحر کا جادو چار سوں پھیلائے مغروریت بھرے انداز میں گویا ہوا۔۔

نعمت اسکے سوالوں پر جھنجھلا کر رہ گئی۔"پیچھے ہٹیں مجھے سونا ہے!!"اسکے سینے پر دباؤ بڑھاتے چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے کہا۔

"!!شوہر آدھی رات کو بھوکا پیاسا ہے اور محترمہ کو نیند کی پڑی ہے"

وہ فوراً سے اس سے دور ہوتا ذرا رعب سے بولا۔۔نعمت نے گھور کر اس بگڑے نواب صاحب کے تاثرات ملاحظہ کیے۔۔

جاؤ پہلے کھانا لاو۔۔تمہیں پورا پورا وقت دیا جائے گا پھر جتنا چاہے مجھے"

"!!نہار تی رہنا آئی ڈونٹ مائنڈ

کندھے اچکاتے شاہانہ انداز میں کہتے اسنے آخر میں آنکھ دبائی تو تھی۔۔نعمت اسکی حرکت پر پیر پٹکھتے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

ضرار پاشا خان نے مسکراتی نگاہ اسکی پشت پر ڈالے سر جھٹک دیا۔

★★★★★★★★★★★★

حریم خان پچھلے دس دنوں سے غائب ہے آفتاب خان!!"الکوحل کا"

گلاس منہ تک لے جاتے آفتاب خان کے ہاتھ اپنے سامنے بیٹھی حورب کے سپاٹ لہجے میں کہی گئی بات پر بے ساختہ ہی تھمے۔۔

آنکھوں کے سامنے اپنے لالا کا چہرہ لہرایا۔۔اسنے گلاس واپس میز پر رکھ دیا ۔۔اور بے یقینی سے اپنے سامنے بیٹھی حورب کو دیکھا۔

"تم شیور ہو؟"

آفتاب نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔جس کے انداز پر حورب نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

"!!تمہیں لگتا ہے کہ میں ایسے ہی کوئی بات کروں گی

سرد نظروں سے اسے گھورتی وہ جھک کر۔میز پر اسکا چھوڑا گیا گلاس اُٹھائے لبوں کو لگا گئی۔

"!!اگر ایسا ہے تو زرغان لالا خاموش نہیں بیٹھے گے"

آفتاب خان نے پر سوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے یہ جملہ ادا کیا۔بوتل میز پر سے اٹھاتے اسنے دوسرے گلاس میں ڈرنک انڈیلی۔

اس سے پہلے کہ وہ گلاس لبوں تک لے جاتا۔۔کسی نے جھٹکے سے کھینچتے" گلاس اسکے ہاتھ سے دور پھینکا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔۔پے در پے کئی تھپڑ اسکے منہ پر جھڑے گئے تھے۔

حورب خواس باختگی میں اپنے سامنے بپھرے ہوئے شیر کی طرح کھڑے زرغان خان کو دیکھ کر سفید پڑتے چہرے سمیت ہڑ بڑا کر اٹھی۔

لال لالا!!"آفتاب خان درد سے کراہتے ہوئے بمشکل سے بولا۔۔"

"آفتاب خان!!کہاں ہے حریم!!بتا مجھے۔۔تو نے ہی اسے کڈنیپ کیا ہے ناں؟"وہ غصے میں پاگل ہوا اپنے ہی سگے بھائی کو مارنے کے درپے تھا۔۔

اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھ آفتاب خان نے فوراً سے سر نفی میں ہلایا۔۔

حورب پر زرغان خان کی نگاہ نہیں پڑی تھی۔۔جو خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی۔

خدا کی قسم لالا میں تو مہینے سے گاؤں گیا تک نہیں۔۔آپ کو یقین نہیں تو"

"!!حورب سے پوچھ لیں

آفتاب خان نے درد کرتے جبڑے پر ہاتھ رکھتے کراہ کر کہا تھا۔۔زرغان خان نے سنجیدگی سے گردن موڑے اس لڑکی کو دیکھا جسے وہ غصے میں اگنور کر چکا تھا۔

سرخ ٹائٹ شرٹ اور سفید جینز کے اوپر سفید لانگ کوٹ پہنے، کھلے بالوں" کے ساتھ کھڑی حورب کو دیکھ زرغان خان ایک دم سے شاکڈ سا رہ گیا۔۔

"!!تت تم!!تم تو دراب خان کی بیوی ہو"

زرغان خان اسے سر تا پیر دیکھتے ہکلا کر بولا۔۔

وہ اس لڑکی کو پچھلی بار خان حویلی میں دیکھ چکا تھا۔اسی لئے اسے پہچاننے میں آسانی ہوئی۔

"!!حورب رمیناخان!!میرا نام ہے یہ!!" سینے پر ہاتھ باندھے حورب نے پراسراریت سے بھرپور انداز میں کہا۔۔

"!!لالا یہ ہمارے ساتھ ہیں"

آفتاب خان اپنے بھائی کی نظریں ابھی تک حورب پر پاتے سنجیدگی سے بولا۔۔

"!!کیا چاہیے اسے"

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا مگر سوال آفتاب خان سے پوچھا۔۔

رمینا ہلکا سا مسکرا کر اسکی طرف بڑھی۔۔"

زرغان خان کی آنکھوں میں کئی سوال کئی الجھنیں تھی۔

ویسے تو یہ ملک میرا نہیں یہاں کسی اور کام کے تحت آئی تھی مگر اس کمبخت "
""!!دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہ گئی ہوں،، تمہارا بھائی کچھ فضول سا ہے
رمینا نے ایک نظر آفتاب خان کے دھواں اڑاتے چہرے پر ڈال کر زرغان
خان سے کہا۔

"!!تم چاہو تو ہم مل کر بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں"
وہ اب سینے پر ہاتھ باندھے اسکے روبرو تھی۔زرغان خان نے اسکی خوبصورتی
کو لمحوں میں آبزرو کرتے گہری سانس بھری۔۔

"!!جیسے کہ "
زرغان خان نے سنجیدگی سے پوچھا مگر وہ ناواقف تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی
اسکی سوچ سے بھی زیادہ شاطر تھی۔

جیسے کہ !!"وہ اس کے نزدیک ہوئی۔۔زرغان خان اسکی مہک اپنے وجود "
کے نزدیک محسوس کر سکتا تھا۔۔
وہ اسکے کان کے قریب جھکی تھی۔

جیسے کہ حریم اسفندیار خان اور زارون سکندر خان کی سرداری!!اور اس"

"!!سے جڑے ان گنت فائدے

زرغان نے حیرت سے سر جھکائے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو یونہی اسکے قریب کھڑی تھی۔

مگر وہ اسے چھونے سے گریز برت رہی تھی۔

"!!اور تم۔۔۔ تمہیں کیا ملے گا یہ سب کچھ کر کے"

وہ زرغان خان تھا۔۔ بات اگلوانا اسے اچھے سے آتا تھا۔

حورب اسکے سوال پر مسکرا کر اسکے نزدیک آئی۔"

" !! میرا سب کچھ جو اس ملک اس شہر میں ہے میرا "

زرغان ناسمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھوں میں ایک ان دیکھی آگ تھی۔جسے وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

زارون سکندر خان "میرا اسکندر خان!!"اور کچھ نہیں چاہیے مجھے یہاں"

"!! سے،سوائے اس کے

وہ اب زرغان خان کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑتے ہوئے جنون بھرے انداز میں بولتی زرغان خان کو شدید جھٹکا دے گئی۔۔

"اگر سودا منظور ہو تو اس ایڈریس پر آجانا!! دھیان رہے رمینا خان نہیں"

"!!صرف حور ب ہوں میں

آخری بات مکمل کرتے وہ زرغان خان کے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ آنکھ ونک کرتی باہر نکلی تھی۔۔

زرغان خان نے لڑکھڑا کر صوفے پر ہاتھ رکھتے گہری سانس بھری۔

★★★★★★★★★★★★

"بھابھی!!"روپ نے اسکے چہرے سے کمبل سے ہٹایا۔۔جو بظاہر آنکھیں موندے سونے کی اداکاری کر رہی تھی۔ مگر روپ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے۔

ایسا کریں گی تو اور کمزوری ہو جائے گی!! پہلے ہی آپ ڈاکٹر کو دکھا نہیں"
"!! رہی۔۔لالا آکر خفا ہونگے!! کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے خود کی

سوپ کا پیالہ ایک طرف رکھتے روپ نے اسے سہارے سے بٹھایا۔۔
جو اسکی محبت دیکھ چار و ناچار اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔اسال آغا شاہ کے ذکر پر منہ
کڑوا ہوا تھا۔

آنکھیں پھر سے بھیگی۔"انہیں کون سا پرواہ ہے میری!! ان کے لیے تو میں
"!! جیوں یا مروں ایک برابر ہے

آنکھیں رگڑتی وہ خفا خفا سی روپ کو بے انتہا پیاری لگی تھی۔اس کا یوں شکوہ
کرنا روپ نے کافی دلچسپی سے نوٹ کیا۔۔

اب ایسا بھی نہیں ہے۔۔روز عالم کو کال آتی ہے ان کی۔باقاعدہ آپ کا"
حال احوال پوچھتے ہیں!! روپ نے یہ بات اسکے نزدیک ہوتے ذرا رازداری
سے کہی تھی۔

محمل کی خوبصورت نیلی آنکھیں ایک دم سے چمکی۔۔دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

جھوٹ مت بولو۔" چہرے پر جھولتی سنہری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے " وہ دہکتے گالوں سمیت بولتی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔

دس دنوں میں اسے ایک یہی بات سکون دے پائی تھی۔جانے کیوں یہ خبر کہ وہ اسکا پوچھتا ہے۔۔اسے اتنی میٹھی سی خوشی دے گئی تھی۔۔

"!!حالانکہ وہ ناراض تو اب بھی تھی اس سے

مجھے کیا ضرورت ہے آپ سے جھوٹ بولنے کی۔۔روپ نے لب دبائے" اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ اطمینان سے کہا۔۔

کچھ ہی منٹوں میں اسکا زرد پڑا چہرہ جیسے گلاب کی طرح کھل کر مہک اٹھا تھا۔

وہ کل آرہے ہیں واپس۔۔آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہیے زیادہ سے زیادہ۔۔"

"!!کپڑے بھی تبدیل کر لیں۔۔کوئی اچھا سا جوڑہ پہن لیں

روپ نے لب دبائے اسے باتوں ہی باتوں میں سمجھایا۔۔

جو ہونٹ کچلتے اب نیلی آنکھیں پھیلائے روپ کو ہی دیکھ رہی تھی۔

اچھا اب میں چلتی ہوں!!"روپ مسکرا کر اسکے پاس سے اٹھی۔۔"

روپ!!"بے اختیاری میں اسکا نام لیتے محمل اب ہونٹ کچلتے آگے پیچھے"

دیکھنے لگی۔۔روپ نے مسکراہٹ دبا کر انجان بنتے اسے دیکھا۔

جی بھابھی!!"محمل قریشی پر چڑھا اسال آغا شاہ کا روپ اسکے وجود میں بسی"

اسال آغا شاہ کی مسحور کن خوشبو روپ دلاور شاہ کو اندر تک پر سکون کر گئی

تھی۔۔

وہ اپنے لالا کو بہت اچھے سے جانتی تھی وہ کبھی بھی محمل قریشی سے دستبردار

نہیں ہونے والے تھے۔۔وہ خود سے جڑی عورتوں کے معاملے میں ایسا ہی

حساس تھا۔

ووہ کب آئیں گے!!"انگلیاں چٹخاتے وہ سرخ لبوں پر زبان پھیرتے"

ہوئے بولی۔

ہمم عالم تو کہہ رہے تھے کہ صبح تک آجائیں گے ویسے حویلی میں یہ بات "
"!!کسی کو معلوم نہیں کہ وہ عالم سے رابطے میں ہیں
"!!آپ خیال رکھیے گا اپنا میں چلتی ہوں"
روپ نے مسکرا کر اسے الوداع کیا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔۔
دروازہ بند ہوتے ہی محمل جھٹ سے بستر سے اٹھی۔ مگر چکراتے سر کی وجہ سے اسے دوبارہ سے بیٹھنا پڑا۔۔
نقاہت اور کمزوری کے سبب آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ ٹیبل پر موجود پیالے کو اٹھائے اسنے جلدی سے سارا سوپ ختم کیا۔ گہری سانس بھرتے وہ ایکدم سے اٹھی۔ کبرڈ تک جاتے اسنے سارے کپڑے نکالتے اب بیڈ پر پھینکے تھے۔ان گزرے دنوں میں ایک تبدیلی ضرور آئی تھی وہ تھی محمل قریشی کی اس کمرے اس بیڈ سے انسیت!! وہ نیچے سونے کی بجائے اب اس نرم گرم بستر پر سوتی تھی۔ کمرے کی سیٹنگ وہ اپنے حساب

سے کر چکی تھی۔۔پردے ہٹا کر نئے لگائے تھے۔۔ قالین بھی نیا بچھایا تھا البتہ ٹیبل اور دیوار پر لگی ماہ رخ آفندی کی تصویر کو اس نے چھیڑا نہیں تھا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکے کسی عمل سے اسال آغا شاہ کو تکلیف پہنچے!! لے دے کر اسکے پاس کوئی پانچ سے چھ سوٹ ہی تھے۔۔ جن میں سے دو وہ گھر میں عام طور پر زیادہ پہن لیا کرتی تھی۔وہ کافی دیر تک سبھی کپڑوں کو دیکھتی رہی۔۔

اسال کے آنے کی خوشی اس قدر حاوی ہو گئی تھی اسکے اعصاب پر وہ اتنے دنوں کی تکلیف، غم اور غصہ، ناراضگی سب بھول چکی تھی۔

جو تھوڑا بہت غبار تھا بھی وہ کچھ حد تک روپ کے بتانے پر دھل چکا تھا۔

اب اسے اندازہ تھا وہ جہاں بھی تھا کم از کم اسکا پوچھتا تو تھا ہی۔۔

معا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

محمل دوپٹہ درست کرتے دروازے تک گئی۔۔۔""روپ آپ!!" محمل نے حیرت سے اسے دیکھا جس نے ہاتھ میں موجود ایک شاپنگ بیگ اسکی طرف بڑھایا۔۔

یہ آپ کیلئے۔۔۔میری طرف سے تحفہ!!" مسکراتے ہوئے اسکا گال تھپکتے روپ وہی سے واپس مڑ گئی۔

جبکہ محمل پریشانی کے عالم میں دروازہ بند کرتی بیڈ تک آئی۔۔شاپنگ بیگ کو ٹٹول کر اسنے شاپر باہر نکالا۔

جس میں ایک خوبصورت نفیس سی پیلے رنگ کی گھیرے دار فراک تھی۔کلر اس قدر کھلا کھلا اور فریش لگ رہا تھا کہ کئی لمحے تک تو محمل آنکھیں پھیلائے اس خوبصورت فراک کو دیکھتی رہ گئی۔۔

اسنے ڈریس کو کھول کر جائزہ لیا وہ اس کے سائز کا ہی تھا۔۔

ساتھ میں سیاہ باریک دوپٹہ تھا اور سیاہ ہی چوڑی دار پاجامہ۔۔۔

فراک اٹھائے وہ اب شاور لینے کی غرض سے واشروم میں گھسی۔۔"

تھوڑی ہی دیر میں وہ باہر نکلی۔۔تو لیے سے بال رگڑتے اسکے ہاتھ آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھ بے ساختہ ہی ٹھٹک کر تھمے۔۔

یہ رنگ اسکی سوچ سے کہی زیادہ اسکے وجود پر نچ رہا تھا۔"

اسال آغا شاہ کو سوچتے ہی وہ شرما کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔جانے کیسا"

احساس تھا جو اسکا دل بچوں کی طرح جھوم اٹھا تھا۔

ضرار پاشا خان تو محمل قریشی میں کہی بھی باقی نہیں رہا تھا۔اسکی آنکھوں میں اب بس ایک ہی عکس لہرا رہا تھا جو اسال آغا شاہ کا تھا۔۔

اکثر و بیشتر محبتیں ناکام رہ جاتی ہیں۔وہ محبتیں جو خدا نے تکمیل تک ناں پہنچائی ہوں۔اس میں خدا کی بہتری شامل ہوتی ہے۔ محمل قریشی اپنے بہتر کو قربان کر کے آج اپنے بہترین تک پہنچ آئی تھی۔بس ادراک ہونا باقی تھا۔۔

وہ ساری رات محمل قریشی نے آنکھوں میں جاگ کر کاٹی تھی۔۔یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ بار بار بالکونی میں جاتی، کبھی وقت دیکھتی تو کبھی آنکھیں موندے ان گزرے حسین لمحات کو یاد کرتے شرما کے مسکرا دیتی۔۔

اسکی آنکھ صبح کے تین بجے لگی تھی۔۔ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب گاڑی کے ہارن پر وہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔

نیلی جھیل سی خوبصورت آنکھیں یکدم سے اٹھنے پر کچی ڈوریوں سے بھر گئی ۔۔وہ بھاگ کر بالکونی کی طرف گئی۔سامنے ہی بڑے گیٹ سے اسکی گاڑی اندر داخل ہوئی تھی۔

محمل کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔گہری سانس بھرتے وہ مسکرا کر کمرے میں آئی۔۔

وقت دیکھا صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔۔جلدی سے بال سنوارتے، اسنے ہلکا سا لپ گلوز ہونٹوں پر لگایا۔۔کاجل لگانے کی زحمت نہیں کی تھی

۔۔

باریک دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ ایک دم سے رکی۔۔مرر کے سامنے پڑی اسال آغا شاہ کی پرفیوم نے اسکا دھیان کھینچا۔وہ جھٹ سے پرفیوم اٹھائے خود پر اسپرے کرتے اب تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔
آنکھیں اسے دیکھنے کو ترس رہی تھی۔۔وہ دم سادھے سہج سہج کر سیڑھیاں اتری۔۔

بدر عالم شاہ باہر ہی کھڑا اسال آغا شاہ سے مل کر اندر داخل ہوا۔۔
اسال بدر کو جواب دیتے اچانک رکا تھا چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی تھی۔آغا جان کے کمرے کا دروازہ بھی کھل گیا تھا۔۔
اسال نے سیڑھیاں اترتی محمل قریشی کو سرد نظروں سے دیکھا اسکا یوں باریک دوپٹے میں باہر آنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔
محمل یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔آغا جان آگے بڑھ کر اس سے ملے۔۔"
وہ رسمی سا سلام دعا کرتے پشت پر ہاتھ باندھے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔
محمل اسکی آنکھوں میں چمک دیکھنا چاہتی تھی مگر وہاں سرد پن دیکھ اسکا چہرہ مرجھایا۔

اگلے ہی لمحے بڑی سی شال میں لپٹی ایک خوبصورت لڑکی اسال آغا شاہ کے پہلوں میں آن رکی۔

یہ سیماب آفندی ہے!!"اسال نے آغا جان کو بتایا۔۔جبکہ محمل کا دل جیسے بند ہونے کا تھا۔اس لڑکی کا اسال کے ساتھ کھڑا ہونا اسے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہا تھا۔۔

گھٹن سے سانس بند ہونے لگا تھا۔۔

وہ مزید اپنے اعصاب پر قابو ناں رکھ پائی اس سے پہلے کہ وہ حواس کھوتی زمین بوس ہوتی اسال آغا شاہ بھاگ کر اس تک پہنچا۔۔

محمل!!'اسے بانہوں میں بھرتے وہ پاگلوں کی طرح اسکا چہرہ تھپک رہا تھا" ۔۔دوپٹہ سر سے ڈھلک کر فرش پر گر رہا تھا۔۔اسال نے جلدی سے اپنی شال اتار کر اسکے گرد لپیٹی۔۔چہرہ چھوا تو گال سردی سے ٹھنڈے پڑے تھے

۔۔

بدر ڈاکٹر کو بلاؤ!!" وہ رات کو ہی اسکی طبیعت خرابی کا سن چکا تھا اسی لئے وہ" صبح کی بجائے رات کا سفر کر کے حویلی لوٹا تھا۔۔

بدر پریشانی میں باہر نکل گیا۔ جبکہ آغا جان کھوجتی نگاہوں سے اسال آغا شاہ کی پشت کو دیکھ رہے تھے۔۔

کچھ کچھ معاملہ ان کی سمجھ میں تھا ہی۔۔ باقی وہ اب جاگ کر ڈاکٹر کے آنے کا انتظار کرنے والے تھے۔۔ محمل قریشی کا دوبار بیہوش ہو جانا کوئی عام بات تھوڑی تھی۔۔

سیماب آفندی تو حیرت اور صدمے سے اپنے پاس سے گزر کر اس" خوبصورت لڑکی کی بانہوں میں جاتے اسال آغا شاہ کو دیکھتی رہ گئی۔۔

اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسال آغا شاہ نے شادی کر لی ہو گی۔ ان دس دنوں میں وہ اس شخص کی ہر ادا ہر پہلوئں سے محبت کر بیٹھی تھی۔ جو دوسری بار کسی اور کا نصیب بن چکا تھا۔

آغا جان اس پر ایک سرد نگاہ ڈالتے اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

نوری اسال آغا شاہ کے حکم پر سیماب آفندی کا سامان ایک کمرے میں رکھ آئی تھی۔۔

سیماب نے گہری سانس بھرتے اپنی جلتی آنکھیں میچ ڈالی۔

★★★★★★★★★★★★

دراب خان تم ہم کو کچھ بتائے گا۔۔۔ حریم خان تمھارا کمرہ میں کیا کر رہا ہے"
"!!اور وہ دولہن کے لباس میں کیوں ھے

باورچی خانے کی طرف بڑھتے دراب خان کے پیچھے آتی مرجان خان نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔۔

مورے۔۔ حریم کو بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو ہے تو دے دیں!!ورنہ"
"!!!اسکی طبعیت خراب ہو جائے گی

مرجان خان تو بیٹے کی فکر مندی پر غش کھانے کو تھیں۔ کہاں وہ رمینا خان کا دم بھرتے نہیں رکتا تھا اور آج کیسے حریم خان کو دولہن بنائے لے آیا تھا۔

"خان ہم نے کچھ پوچھا ہے تم سے اسکا جواب دو پہلے تم؟؟"

وہ غصّے سے اسے کھینچ کر باہر لے آئی۔۔۔

دراب نے گہری سانس بھرتے انہیں شانوں سے تھاما۔

آپ ہی تو چاہتی تھی کہ حریم اسفندیار خان آپ کی بہو بن جائے۔۔۔ سمجھ لیں آپ کی خواہش پوری کر دی آپ کے بیٹے نے!!" وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔۔

مرجان خان نے گھبرا کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔

ایسا تو نہیں کہا تھا اسکا تو نکاح ہونے والا تھا زرغان خان سے پھر وہ تمہارا پاس"

"!! کیسے۔ کس نے کرایا تمہارا نکاح

مرجان خان کی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہاں وہ دوسری شادی کے نام سے بھاگتا تھا اور کہاں وہ حریم خان سے نکاح کر کے اسے لے آیا تھا۔

بس حالات ہی ایسے تھے مورے سکندر خان نے نکاح کروادیا ہمارا!!"وہ"
معصومیت سے کہتا سارا الزام زارون سکندر خان پر ڈال گیا۔۔
اس سے پہلے کہ مرجان خان کوئی رد عمل دیتی۔۔زارون سکندر خان کسی
بپھرے ہوئے شیر کی طرح گرجتا برستا اندر داخل ہوا۔
دراب نے گہری سانس بھر کر اسے گھورا۔
جس کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی۔۔
سکندر بچہ!!"مرجان خان نے ہولا کر دل ہر ہاتھ رکھتے اسے پکارا جس نے"
آتے ہی دراب خان کے منہ پر مکہ جڑھ دیا تھا۔۔
دراب خان اس حملے کے لئے تیار تھا جبھی آرام سے پنچ کھانے کے بعد اسنے
دوگنی تیزی سے اسکے منہ پر بدلے میں مکہ رسید کیا۔۔
اللہ اللہ بختیار خان۔۔۔اوخاناماڑا جلدی آؤ کوئی ہے!!"مرجان خان ان"
دونوں کے گھتم گتھا ہونے پر گھبرا کر اونچی آواز میں شوہر کو پکارنے لگی۔۔
مگر تب تک وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے الگ ہو چکے تھے۔

اب سوجھے چہروں سمیت گھور گھور کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

حریم کہاں ہے۔۔!"سکندر نے مٹھیاں بھینچ کر پوچھا۔۔۔"

اپنے شوہر کے کمرے میں!!"دراب نے جواباً سکون سے کہا۔تو سکندر"

خان کی آنکھوں میں خون سا اترا۔۔

"!!میں نے تجھے منع کیا تھا دراب خان"

وہ غرا کر اسکی طرف بڑھا۔۔

دراب نے ہنس کر اسکی بات ہوا میں اڑائی۔۔"اچھا تجھے کیا لگتا ہے ساری زندگی تیری اس معشوقہ کو برداشت کرتا رہے گا یہ خان!!تجھے دیا وقت دو سال پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔۔اب میں مزید اپنی محبت سے دور نہیں رہ سکتا!!"

دراب خان نے سلگتے ہوئے انداز میں کہتے انگارے چباتے ہوئے لہجے میں کہا۔

زارون سکندر خان نے اسے زبان دی تھی کہ حریم اسفندیار خان اسکی بیوی بنے گی۔ مگر اس کے نکاح میں ہونے کے باوجود بھی وہ اسکا نکاح کیسے اس زرغان خان سے ہونے دے سکتا تھا۔۔

دراب ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں!!" سکندر اسے آپے سے باہر ہوتا دیکھ " ٹھنڈہ پڑا اسے ہر حال میں حریم خان کو واپس لے جانا تھا۔

بلکل کل میرا ولیمہ ہے اچھے سالے کی طرح شریک ہو جانا بیٹھ کر بات کر " "!لیں گے

دراب خان نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

زارون سکندر خان ضبط سے جبڑے بھینچ گیا۔۔

حریم کہاں ہے مجھے اس سے ملنا ہے!!" مرجان خان توان دونوں کو کھسر " پھسر سے جھنجھلا کر چلی گئی تھی کیونکہ انہیں اونچا سنائی دیتا تھا۔۔

وہ سو رہی ہے اپنے کمرے میں!! صبح مل لینا۔۔" دراب نے سکون " بھرے انداز میں کہا۔

یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے دراب۔۔جہاں اتنا صبر کیا ہے تھوڑا اور "
"!!!سہی۔۔ہم بس اپنی منزل کو پہنچنے والے ہیں۔۔

زارون سکندر خان نے بڑے صبر سے اسے شیشے میں اتارنا چاہا۔۔

سکندر خان مانا کہ میں شریف ہوں مگر بے وقوف نہیں۔۔پانچ سالوں "
سے یہی جملہ سنتا آرہا ہوں۔۔اب تم صبر کرو۔۔دراب خان کا صبر جواب
دے چکا ہے۔۔اور گھر جا کر سب کو بتا دو۔۔۔حریم خان آفتاب خان کے
پاس قید تھی دراب خان نے بڑی دیدہ دلیری سے اپنی جان پر کھیل کر اسے
بچایا ہے اور برادری میں عزت رکھنے کو اس سے نکاح کر لیا ہے۔۔کل صبح
'!!ولیمہ ہے۔۔۔آنا ضرور تم سب۔۔۔۔ہمممم

دراب خان اسے ہی شیشی میں اتارتا اسکا کندھا تھپک کر یہ جا وہ جا ہو چکا تھا۔۔

جبکہ زارون سکندر خان ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

★★★★★★★★★★★★

کیا بکواس ہے یہ سکندر خان!؟" داجان کی غضب ناک دھاڑ مردان خانے میں گونجی تھی۔۔زارون سکندر خان مسلسل سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔جبکہ ضرار پاشا خان کے چہرے پر سوچوں کی پرچھائیاں تھیں کچھ ایسا ہی حال اسفند یار خان کا بھی تھا۔

یہی سچ ہے داجان۔۔وہ کتا پہلے بھی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کر چکا ہے!!اس بار اس کا پلین کوئی بہت بڑا تھا۔دراب خان نے بہت مشکلوں سے حریم کو ڈھونڈا ورنہ جانے وہ آفتاب خان کیا کر جاتا!!"

زارون سکندر خان نے سنجیدگی سے کہتے مٹھیاں بھینچ ڈالی۔۔

اس بغیرت کی اتنی جرات اسنے ہماری پوتی کو یرغمال بنایا ہم اسکے خاندان اسکی نسل کو تباہ کر کے رکھ دیں گے!!"

داجان کا غصہ کسی بھی طور کم نہیں ہو پا رہا تھا۔ ضبط سے سرخ پڑتے وہ گرجتے ہوئے دھاڑ پڑے تھے۔

آپ بے فکر رہیں داجان اسے میں ڈھونڈ کر آپکے سامنے لا کر گولی ماروں" گا!!زارون سکندر خان کو تو وہ پہلے ہی ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اب تو اس کے پاس بنا بنایا مدعا تھا۔

جو بھی تھا' سکندر خان" تمہیں حریم کا نکاح دراب خان سے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ پہلے سے شادی شُدہ ہے۔ یہ جوڑ بلکل بے جوڑ ہے ہماری بچی کی ابھی عمر ہی کیا ہے"!!

پہلوئں بدلتے سرخ چہرے سمیت زارون سکندر خان کو گھورتے اسفندیار خان نے جلے دل سے کہا۔

جواباً سکندر خان نے انہیں دیکھ مسکراہٹ دبائی۔۔

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ اسے واپس ناں لاؤں!! ویسے بھی حریم کی گمشدگی کی خبر جس طرح سے پورے گاؤں اور خاندان میں پھیلی ہے۔ کوئی بھی لڑکا

اسے اپنانے کے لیے ہر گز راضی ناں ہوتا۔اور دراب خان نے توسب

"!!جانتے بوجھتے میرے اصرار پر اس سے نکاح کیا ہے

زارون سکندر خان نے انہیں حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا حالانکہ حریم اور

دراب کا نکاح وہ دراب کی ضد پر چھ ماہ پہلے ہی کروا چکا تھا۔

داجان اور اسفندیار خان کو اسکی بات پر چپ سی لگ گئی۔۔ "

کل ولیمہ کی رسم ہے ہم سب چھوٹی حویلی جائیں گے اور خود دراب خان"

سے آمنے سامنے بیٹھ کر ساری بات چیت کریں گے۔۔نکاح کو جھٹلایا نہیں

جاسکتا مگر ہم اس کی من پسند بیوی کے ہوتے ہوئے اپنی پوتی کو کسی ارزاں

"!سامان کی طرح نہیں چھوڑ دیں گے

داجان نے دوٹوک انداز میں سنجیدگی سے اپنا فیصلہ سنایا۔۔

زارون نے گہری سانس بھرتے دل ہی دل خدا کا شکر ادا کیا۔کہ معاملہ سمٹ

گیا تھا۔اسفندیار خان اور داجان زنان خانے میں جا چکے تھے۔جبکہ ضرار پاشا

خان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اپنے سامنے براجمان سکندر خان کو گھورا۔۔

جس نے دل جلاتی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔

"!!کیا چل رہا ہے آخر کار سردار صاحب"

پراسراریت سے بھرپور شہد رنگ آنکھوں سے اسے دیکھتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

تمہارے حساب سے کیا چل رہا ہو گا پاشا خان!!" سکندر خان نے آنکھیں" چھوٹی کیے پوچھا۔

جس پر وہ گہرہ مسکرایا۔۔

فوجی ہوں میں سردار زارون سکندر خان!!اس حویلی اور گاؤں والوں کی" طرح شریف اور بے وقوف نہیں۔۔جسے تمہاری چالاکیاں سمجھ ناں آ سکیں!!"

زارون نے اسکی بات پر اسے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

دس دن تک حریم خان ایک اوباش شخص کے پاس قید رہی مگر اس نے" اسے اتنی آسانی سے جانے دیا۔بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے سکندر خان!!"

زارون سکندر خان کو اسکی آنکھوں کی چمک سخت زہر لگی تھی جس نے ہاتھ کی مٹھی بنائے تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے اب اسے دیکھا۔

"یہ صرف تب ہو سکتا ہے زارون خان جب حریم خان اس اوباش اور گھٹیا شخص کی دسترس میں ہو ہی ناں۔"

زارون سکندر خان کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔ضرار مسکرا کر اٹھا اور مضبوط قدموں سمیت چلتے وہ اس تک آیا۔

"اتنا غصے سے مت دیکھو یار پیار ہو جائے گا!" ضرار پاشا خان نے جھک کر اسکا سرخ گال تھپتھپاتے دائی آنکھ ونک کرتے کہا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ سیٹی بجاتے لاپراہ سی چال چلتے زنان خانے کی سمت بڑھ گیا۔۔زارون نے طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچ کر اپنے آپ پر قابو پایا۔۔

★★★★★★★★★★★★

عالم کیاہوا ہے؟"روپ کافی دیر تک اسکے آنے کا انتظار کرتی رہی تھی۔مگر" جب وہ ناں آیا تو وہ پریشانی سے باہر نکلی۔

سامنے ہی لاؤنج میں ایک طرف بچھے بڑے سے پلنگ پر نفیسہ شاہ اور ثمینہ شاہ متفکر سی بیٹھی تھی۔

آغا جان تو مسلسل ٹہل رہے تھے جبکہ بدر عالم ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

روپ کی پکار پر اسنے مڑ کر اسے دیکھا۔اور گہری سانس بھرتے اسے مختصر محمل کے بے ہوش ہونے کی بابت آگاہ کیا۔۔

لالا کہاں ہیں؟"روپ سچ میں پریشان ہوئی تھی۔۔"

بدر عالم شاہ نے اشارے سے اسے بتایا تو اس نے گردن موڑ کر دائیں طرف سیڑھیوں کے اوپری حصّے کے ساتھ ملحق اسال آغا شاہ کے کمرے کی طرف دیکھا۔دروازہ بند تھا مگر اسال مسلسل باہر بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

ڈاکٹر آگئی؟"روپ نے تفکر سے اپنے لالا کو دیکھ کر پوچھا۔"

ہمممم!!چیک اپ کر رہی ہیں دعا کرو سب ٹھیک ہو۔۔"بدر عالم شاہ کو اس" معصوم لڑکی پر ترس بھی آرہا تھا اسے اندازہ تھا ہی جو سلوک اس حویلی میں اس کے ساتھ برتا جارہا تھا وہ لازماً ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔۔

آمین!!"روپ نے گہری سانس بھرتے کہا۔۔"

بدر نے سنجیدگی سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔سفید دوپٹے کے حالے میں اسکا خوبصورت چہرہ مزید پُر نور دکھ رہا تھا۔۔

کمرے میں آئیں مجھے کچھ بات کرنی ہے!!"بدر نے سنجیدگی سے اسے حکم" دیا اور خود وہی سے پلٹ کر کمرے کی جانب چلا گیا۔

روپ نے الجھ کر اس کی پشت کو دیکھا۔اور پھر الجھن بھری نظریں خود کو کاٹ دار نگاہوں سے گھورتی ثمینہ شاہ پر جم سی گئی۔۔

ان کی بولتی آنکھیں بہت کچھ ناچاہتے ہوئے بھی جتا رہی تھی مگر روپ پریشانی میں گھری اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

عالم کیاہوا ہے آپ پریشان کیوں ہیں؟؟"روپ نے کمرے میں آتے ہی" گھبراہٹ سے اسکی پشت کو دیکھتے سوال کیا۔

وہ اتنے سے دنوں میں اسکی محبت اور پیار کی ایسی عادی ہو چکی تھی کہ اب اسکی ناراضگی کا سوچ کر ہی جان حلق میں اٹکی تھی۔

بدر عالم شاہ نے ایکدم سے رخ موڑا تھا سبز آنکھوں میں سنجیدگی اور بے یقینی تھی۔

آپ نے اماں سائیں سے کیا کہا ہے توپ!!"بدر نے سینے پر ہاتھ باندھے" قدرے تحمل سے پوچھا مگر اسکی آنکھوں کی سرخی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کافی غصے میں ہے۔

مم میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا!!"روپ کا رنگ سفید پڑ چکا تھا۔"

ثمینہ شاہ بدر عالم شاہ کی ماں تھی اگر وہ کوئی جھوٹ بنا کر بول بھی دیتی تو یقیناً بدر ماں پر ہی یقین کرتا۔

کیا آپ نے نہیں کہا ان سے خدیجہ کی شادی کا؟" بدر نے اسے دونوں بازو" سے جکڑتے قریب کھینچا۔ وہ اسکے چوڑے شانوں پر کپکپاتے ہاتھ جمائے اب سہمی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

روپ نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔ "اس نے تو نہیں البتہ ثمینہ شاہ ہی اس سے مشورہ لے رہی تھی کہ اب خدیجہ کی شادی کر دینی چاہیے اس بیچاری نے تو محض حامی بھری تھی۔

بدر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

تو کیا آپ مجھے بانٹ لیں گی دوسری عورت کے ساتھ؟ کیا آپ اپنی" آنکھوں کے سامنے مجھے خدیجہ سے نکاح کرتا دیکھ کر برداشت کر لیں گی

"روپ بدر عالم شاہ؟؟

بدر نے بھیگی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے بے بسی اور کرب سے پوچھا۔

روپ شاہ نے کہاں اپنی محبت عیاں کی تھی۔۔وہ تو بس اس سے بے زار گی ہی دکھاتی رہتی تھی وہ تو بدر عالم شاہ ہی تھا جس کی صبح روپ شاہ سے شروع ہو کر رات اسکی زلفوں کی گھٹا میں گزر جایا کرتی تھی۔۔

وہ مرد تھا حد سے زیادہ پوزیسو۔۔کافی سالوں سے اپنی محبت کی بے رُخی سہہ کر وہ اتنے سالوں کے بعد اسے منتوں مرادوں کے بعد حاصل کر پایا تھا۔

اسکے معاملے میں وہ حد سے بھی زیادہ پوزیسو ہوتا جا رہا تھا۔

عع عالم میں کیوں آپ کو بانٹوں گی!!"روپ کو بے تحاشہ رونا آیا تھا۔۔وہ' کیوں ایسے بول رہا تھا کل رات بھی وہ خفا خفا سا بنا کوئی بات کیے کروٹ پلٹ کر سو گیا تھا۔

روپ کتنی ہی دیر اسکی بانہوں کے حصار کی منتظر رہی تھی۔مگر اسے نہیں آنا تھا وہ نہیں آیا تھا۔

بدر تلخی سے مسکرایا۔اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسنے نرمی سے اسکے بہتے آنسوں کو اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔

روپ سسک کر ہونٹ دانتوں تلے کچلنے لگی۔

مانتا ہوں آپ مجھ سے محبّت نہیں کرتی روپ مگر میں آپ سے بے تحاشا" محبت کرتا ہوں اور میری محبت ہم دونوں کیلئے کافی ہے۔آپ نہیں چاہتی کہ میں آپ کے قریب آؤں تو میں نہیں آؤں گا۔۔

'!!مگر آئندہ آپ کسی تیسرے کو ہمارے بیچ نہیں لائیں گی

سرد و سپاٹ لہجے میں اسے حکم دیتے وہ گہری سانس بھرتے اس سے الگ ہوا۔۔۔

روپ ہونٹ کچلتی اپنے آنسوں روک رہی تھی۔۔بدر عالم شاہ اپنی شال اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ روپ ثمینہ شاہ کے جھوٹ کو سوچ مزید بری طرح سے روئی تھی۔

ثمینہ شاہ کو لگا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو بد گمان ضرور کر لیں گی۔۔مگر انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ سب کچھ روپ سے شئیر کر دے گا۔۔

روپ کمرے میں بیٹھی کافی دیر تک روتی رہی۔۔باہر سے آتے شور پر وہ آنسوں صاف کرتے گھبرا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

★★★★★★★★★★★★

زارون سکندر خان کافی تھکا ہارا سا اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔وہ زرتاج خان کے پاس سے ہو کر آرہا تھا۔۔

وہ کافی دیر تک انہیں سمجھاتے اور تسلیاں دیتا رہا تھا جو حریم کی شادی دراب خان سے ہونے پر سخت متفکر تھی۔۔

ایک ماں کے طور پر ان کی فکر جائز بھی تھی۔مگر اس وقت سب سے بڑی الجھن زارون سکندر خان کے لئے تھی۔

جہاں سے وہ دیکھ رہا تھا اب ان کا بنا بنایا کام بگڑنے کی کا گار پر تھا اتنے ماہ و سال کی محنت صرف اور صرف دراب خان کی بدولت برباد ہونے کے درپے تھی مگر وہ مجبور تھا زارون سکندر خان اسے چاہ کر بھی کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا۔

کیونکہ اس کھیل کا سب سے اہم اور مرکزی کردار دراب خان نے ہی ادا کیا تھا۔

موبائل فون اس نے کمرے میں آتے ہی سوئچڈ آف کر دیا تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ایک راحت بخش سکون سا تھا جو گل مینے خان سے نکاح کے بعد سے ہی وہ اپنے کمرے میں محسوس کرتا آ رہا تھا۔

ہلکی سی بڑھی سیاہ بئیر ڈ اسکے سرخ و سفید چہرے پر کافی جاذب نظر لگ رہی تھی۔ بھرپور مردانہ وجاہت، حسین نین نقوش جن میں ہمہ وقت قائم رہنے والی سنجیدگی اسکے شخصیت کو نکھار کر سحر انگیز بنا دیا کرتی تھی۔

ڈارک بلو کلر کی شلوار قمیض کے اوپر بلو ہی چادر دونوں کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔۔

موبائل فون صوفے کی طرف اچھالتے وہ سیدھا بیڈ کی طرف بڑھا۔

مگر حالی بیڈ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔

مینے!!" سکندر خان نے اسے پکارا۔۔ مگر کوئی آہٹ کوئی کھٹ پٹ نہیں ہوئی واشروم کا دروازہ باہر سے بند تھا ڈریسنگ روم بھی بند تھا۔

پہلا خیال جو زارون سکندر خان کے ذہن میں آیا تھا وہ اسکے بھاگنے کا ہی تھا۔

جبڑے بھینچ کر وہ سیدھا نرگھس خان کے کمرے کی طرف آیا۔۔۔دروازہ کھلا ہوا تھا وہ اپنا بستر سیدھا کر رہی تھی۔

مبہم سا مسکراتے انہوں نے دروازے کی بیچ کھڑے سکندر خان کو دیکھا۔۔

اور بیڈ کی چادر کو دونوں کونوں سے ٹھیک کیا۔

"!!سکندر خان تمہاری بیوی آج یہاں نہیں آئی"

وہ لب دبائے مسکرا کر بولی۔۔

توزارون سکندر نے گہری سانس بھری۔۔ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ماتھے پر پڑے بل ایک دم سے سمٹ گئے۔۔

زیر لب مسکراتے وہ اب گل مینے خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

ناب گھمائی تو دروازہ کھلتا چلا گیا تھا۔

متلاشی نگاہوں سے آگے پیچھے دیکھتے وہ اب کمرے میں داخل ہوا۔۔

سینے پر ہاتھ لپیٹے وہ ایک بھرپور نگاہ کپڑوں کی الماری کے قریب نیچے بیٹھی گل مینے خان پر ڈالے، بنا آہٹ کیے اب الماری کے سامنے موجود بیڈ پر پائنتی کی جانب بیٹھا۔۔اسے دیکھنے لگا۔

جس کے سامنے کپڑوں کا ڈھیر لگا پڑا تھا۔۔

زارون نے گہری نظروں سے اسکے سراپے کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارا۔

نظریں اسکی پشت پر لہراتی چوٹی میں اٹک سی گئی۔۔۔

وہ کپڑوں کی تہہ لگا کر ایک باکس میں رکھ رہی تھی۔۔زارون سکندر خان نے دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب بیڈ پر رکھتے اب بغور اسکے عمل کو نوٹ کیا۔۔ خوبصورت چہرہ کافی اداس لگا تھا زارون سکندر خان کو۔۔۔

کیا ہوا اتنی اداس کیوں ہو؟"" گھٹنوں کے بل جھکتے وہ بیڈ سے اتر کر اسکے " پیچھے آن بیٹھا۔۔

گل مینے خان کی چیخ بے ساختہ ہی بلند ہوئی تھی۔۔

سنہری آنکھیں خوف سے پھیلائے وہ اپنے بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتے اب زرد چہرے سمیت اسے دیکھ رہی تھی۔جو اسکے بے انتہا قریب بیٹھا اسے حصار میں قید کر چکا تھا۔

آپ کب آئے؟؟"سنہری آنکھیں پھیلائے وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی" کیونکہ وہ اس کی آہٹ محسوس نہیں کر پائی تھی۔

زارون سکندر خان کا موڈ لمحوں میں خوشگوار ہوا تھا۔اسنے جھک کر گل مینے خان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔ جس کا چہرہ ایک دم سے گلابی پڑا تھا۔آنکھیں شرم سے جھک گئ۔

"!!جب میری چھوٹی سی بیوی ان کپڑوں میں الجھی ہوئی تھی تبھی"

زارون سکندر خان نے اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے خوشبو خود میں انہیل کرتے مدہوش کن لہجے میں کہا۔

اچھا۔۔کمرے میں چلیں!!" وہ ہونٹ چباتے اپنے پیٹ کے گرد لپٹے" اسکے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتے معصومیت سے بولی۔

زارون نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔"ڈونٹ ٹرائے ٹوڈودِ زمائے بے بی!! مجھے کسی بھی صورت میں تمہارا خود سے دور جانا گنوارہ نہیں۔۔آئندہ ایسی حرکت کرنے کا سوچنا بھی مت!!"

گل مینے اسکے سنجیدہ لہجے اور چہرے پر غصّے کے تاثرات دیکھ سر جھکائے خاموشی سے سر ہاں میں ہلا گئ۔

زارون گہری سانس بھرتے اس سے دور ہوا۔۔ کھڑا ہوتے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★★★★

ضرار کھانا!!"زنان خانے میں داخل ہوتے ضرار پاشا خان کو سیڑھیوں" کی طرف بڑھتا دیکھ ڈائننگ ٹیبل پر اسکے لیے کھانا لگاتی نعمت نے اسے بآواز بلند مخاطب کیا۔۔

پہلی سیڑھی پر رکھے اس کے قدم بے ساختہ ہی تھمے، ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے شہد رنگ آنکھوں میں ناگواری اور سرد پن کے تاثرات لئے وہ ایکدم سے پلٹا۔۔

باورچی خانے میں کام کرتی ملازمائیں اب ضرار پاشا خان کو اسی سمت آتا دیکھ فوراً سے سر جھکا کر اپنے اپنے کام میں مگن ہوئی۔۔

ضرار نے بھاب اڑاتے چہرے سمیت نعمت شاہ کو دیکھا۔جو مصروف سے انداز میں پلیٹیں سیٹ کر کے میز پر سجا رہی تھی۔

وہ کھانا کمرے میں ہی لے جانے والی تھی مگر ضرار پاشا دا جان کے بلانے پر مردان خانے جا چکا تھا تو اس لیے اس نے نیچے ہی کھانا میز پر لگایا۔

"آنکھیں چھوٹی کیے وہ چند قدموں کے کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہے ہو؟"

فاصلے پر کھڑے اس خوبرو خان کو ایک نظر دیکھ کر سنجیدگی سے بولی۔

ضرار پاشا نے جبڑے سختی سے بھینچے وہ کس بات پر غصہ ہوا تھا محترمہ یہ تک نہیں جانتی تھی۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی نعمت شاہ سب کے سامنے مجھے یوں نام سے مخاطب کرنے کی!!"اسے بازو سے جکڑتے ضرار پاشا خان نے ایکدم سے نزدیک کرتے سخت لہجے میں پوچھا۔

نعمت آنکھیں چھوٹی کیے اسے کافی دیر تک گھورتی رہی۔"کیوں تم وزیر اعظم ہو جو تمہارا نام نہیں لے سکتی میں ؟؟"جلتی آنکھیں اس پر گاڑھے وہ دوبدو بولی تو ضرار پاشا کئی لمحوں کیلئے لاجواب رہ گیا۔

"تمہاری زندگی کا وزیر اعظم تو بس یہ پاشا خان ہی ہے ڈارلنگ!!تو اس لیے آئندہ یوں دھڑلے سے نام لینے کی گستاخی کبھی مت کرنا۔۔خان کہا کرو !!"مجھے یا پھر نور کے پاپا

ضرار پاشا خان نے نظریں اسکے نین نقوش پر دوڑاتے بڑی سنجیدگی سے اسے حکم دے ڈالا۔۔

جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی خان سمجھ میں آیا تھا مگر "نور کے پاپا کیوں ؟؟

"مجھے سب سمجھ آرہا ہے پاشا خان!!تم چاہتے ہو کہ تم اپنی محبت کے جال میں پھانس کر میری بیٹی کو مجھ سے دور کر لو گے تو یہ بھول ہے تمہاری،،نور میری بیٹی ہے میں نے اسے جنم دیا ہے!!"

گلابی عارض اسکی اتنی سی بات پر دہک کر انار کی طرح لال پڑ گئے،،

پاشا نے لب دبائے مخمور نظروں سے اسکے شعلہ جوالہ بنے روپ کو دیکھا"

۔۔ گردن موڑے اسنے اسی طرف متوجہ ملازمہ کو آنکھوں سے ہی وہاں

سے جانے کا حکم دیا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں باورچی خانہ حالی ہو چکا تھا۔۔۔ ضرار نے ایک نگاہ اطراف

میں ڈالی اور اگلے ہی لمحے اسے کمر سے تھامے سینے میں بھینچا۔ جو اسکی

اچانک کی حرکت پر بے ساختہ ہی گھبرا سی گئی۔۔

کوئی نہیں تم مجھے نور کے پاپا کہہ لو جب نیکسٹ بے بی آئے گا تو میں تمہیں"

"!!اس کی ماما کہہ کر پکارا کروں گا

اپنے سینے تک آتی نعمت کے نزدیک چہرہ لاتے ضرار پاشا خان نے اسکے کان

میں بے باک سی سرگوشی کرتے اپنی بئیر ڈ والا گال اسکے نرم و ملائم گال سے

سہلایا۔۔

نعمت اسکی جارخانہ حرکت پر بے اختیار ہی سسکی۔۔مگر اس کی گرفت سے نکل پانا نعمت کیلئے آسان ہر گز نہیں تھا۔۔

"یہ سوچ سوچ ہی رہے گی تمہاری!!"گہری سانسیں بھرتے وہ لال بھبھوکا چہرے سمیت دانت پیستے ہوئے غرائی تھی۔

ضرار نے ابرو اچکاتے اس چھوٹی سی لڑکی کی ہمت کو سراہا۔۔وہ کس طرح" سے اسے دوبدو جواب دیتی تھی ضرار پاشا خان کو اس کا جنگلی بلی والا روپ بہت دلکش لگتا تھا۔

"لمحوں میں اسکا شرم سے سرخ پڑ جانا۔۔نظریں جھکا کر نظریں اٹھانا، سختی سے گھورنا، لفظوں میں جلن اور آنکھوں میں اپنا عکس اسے ہر ایک شے مسرور کن لگا کرتی تھی۔۔

وہ مرد تھا خوبصورت بھی تھا، نعمت شاہ حلال رشتے سے اس کی دسترس میں آئی تھی۔۔وہ بھلا کیونکر اپنے آپ کو اس سے دور رکھتا۔۔

ذرا سی بات پر سانسیں رک رہی ہیں تمہاری خانم۔۔اور چیلنج ایک فوجی کو"
کر رہی ہو؟"ضرار پاشا خان نے لب دبائے اسے جتایا۔۔۔کہ وہ اپنی قربت
میں اسکی اکھڑتی سانسیں محسوس کر چکا تھا۔
نعمت نے لب بھینچ کر نظریں اسکے شفاف سینے سے چرائی۔۔۔وہ لمحوں میں
اس سے دور ہوئی۔۔
زرتاج خان جو پانی کا جگ لینے آئی تھی۔۔ان دونوں کو یوں قریب دیکھ وہ
گہری سانس بھرتے ان کے نزدیک آئی۔۔
ماڑا خان پورا کمرہ تمہارا ہی ہے۔۔ایسا کرو کھانا کمرہ میں لے جاؤ،،وہاں بیٹھ"
کر بیوی کو دیکھتے دیکھتے کھا لینا اگر بھوک لگا تو۔۔یوں بے شرموں کی طرح
"!باورچی خانے کے پاس ایسا حرکت زیب نہیں دیتا تمہیں۔۔
نعمت دوپٹہ درست کرتی شرم سے سر جھکائے کھڑی تھی اسکا دل چاہ رہا تھا
کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

مشورے کیلئے شکریہ امو۔۔میں بھی خانم سے یہی کہہ رہا تھا کہ کھانا کمرے میں لے آؤ۔۔!!" وہ بظاہر زرتاج خان کو جواب دے رہا تھا۔

مگر اسکی ساری توجہ نعمت شاہ کی طرف تھی۔۔جو خفت سے زمین میں گھسنے کو تھی۔

اسکی بگڑتی حالت ضرار کو بہت سکون دے رہی تھی۔۔"آجاؤ کمرے میں!!'ضرار پھر سے آنکھ دبائے بولتا اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔ نعمت نے بے بسی سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا اور گہری سانس بھرتے اب کھانا دوبارہ سے ٹرے میں رکھنا شروع کر دیا۔

★★★★★★★★★★★★

دروازہ کھلتا دیکھ آغا جان کے قدم بے چینی سے تھمے۔۔وہ اتنی دور جانے کی ہمت خود میں نہیں پا رہے تھے۔۔شاید گھبراہٹ اور بے چینی کے سبب وہ وہی جم کر رہ گئے تھے۔

مسٹر شاہ۔۔آپ کی بیوی کافی ویک ہیں آپ کو خیال رکھنا چاہیے ان" کا۔۔!!ڈاکٹر نے مبہم سا مسکراتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے اس خوبرو سردار کو دیکھ کر کہا۔

جس نے لب بھینچے فقط سر اثبات میں ہلایا۔۔"اور مبارک ہو آپ کو شی اِز ایکسپیکٹنگ!!وہ ماں بننے والی ہیں!میں کچھ میڈیسن لکھ دیتی ہوں آپ کلینک سے منگوا لیجئے گا اور کچھ دنوں تک ہاسپٹل کا چکر لگائیں تاکہ ان کا پراپر چیک اپ ہو سکے.."ڈاکٹر اسے بت بنا دیکھ مسکرا کر کہتی دوائیوں کا پرچہ اسکے ہاتھ میں تھماتے اپنا بیگ پکڑے نیچے کی طرف بڑھی۔۔

کیاہواہے ڈاکٹرنی صاحبہ!!"آغاجان کاضبط جواب دے گیا تھاوہ ریکنگ پر" ہاتھ رکھتے پھولتی سانسوں سمیت سیڑھیاں عبور کرتے سامنے سے آتی ڈاکٹر کودیکھ کر پوچھنے لگے۔

ڈاکٹر خفیف سا مسکرائی۔"مبارک ہو سرکار سائیں آپ پر دادا بننے والے ہیں!!"ڈاکٹرنے پرجوش سا مسکراتے ہوئے ان کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کودیکھا۔۔

کک کیا۔۔سچ میں!!"سبز آنکھیں بے یقینی سے پھیلی۔ان کے ہونٹ" بمشکل سے پھڑپھڑائے تھے۔۔ڈاکٹرنے سر اثبات میں ہلایاتووہ خوشی سے جھومتے نوٹوں کی گڈی نکالتے انہیں تھماگئے۔۔

یہ تمہارا انعام ہے ڈاکٹرنی ہمیں اتنی بڑی خوشخبری سنانے پر۔۔۔اوبدر عالم ۔۔۔مبارک ہو۔۔حویلی کاوارث آنے والاہے۔۔پیسے ڈاکٹر کو تھماتے وہ خوشی سے سرخ چہرے سمیت مڑتے نیچے کھڑے بدر عالم کودیکھ اونچی آواز میں بولے۔۔بدر،روپ،نفیسہ شاہ ہر کوئی ہی خوشی اور بے یقینی سے نظریں

پھیلائے انہیں دیکھ رہا تھا جبکہ ثمینہ شاہ تو گویا زلزلوں کی ضد میں تھیں۔۔

ایسا ہی کچھ حال کمرے سے نکلتی سیماب آفندی اور خدیجہ کا ہوا تھا۔۔

اختر، اقبال۔۔فائر نگ کھول دو۔۔پورے گاؤں کے کونے کونے میں "

آواز جانی چاہیے۔۔۔ہر کسی کو علم ہونا چاہیے کہ سردار اعروس شاہ کا پوتا اس

دنیا میں آنے والا ہے۔۔صدقے کے بکرے لاؤ بدر۔۔ہم ابھی فوری طور پر

"!!صدقہ اتاریں گے۔۔

خوشی مسرت سے رقص ڈالتے آغا جان نے بلند آواز میں حکم دیا تھا۔۔روپ

اور بدر انکی خوشی پر کھلکھلا اٹھے۔۔

اقبال اور اختر تو آغا جان کے حکم پر صحن میں کھڑے فائر نگ کھول چکے تھے

۔۔ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔۔

اسال اپنے قریب سے گزر کر کمرے میں جاتے آغا جان کو دیکھ ہوش میں

لوٹا۔۔نفیسہ شاہ، روپ بدر سبھی ہی بھاگتے بھاگتے اوپر کی طرف بڑھے تھے

۔

اسال۔۔۔آغا شاہ کے پیچھے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔خوبصورت چہرے پر عجب سے رنگ آباد تھے۔۔نا سمجھی،خوشی،گھبراہٹ،بے یقینی جانے کیا کچھ نہیں تھا اسکے دل ودماغ میں۔۔

بے چین نظریں اس پری وش کے خوبصورت چہرے پر رک سی گئی تھی۔جو اپنی حسین آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔شاید وہ ابھی ہوش میں نہیں لوٹی تھی۔

اسال نے نظریں اس پر سے ہٹائے اپنے آغا جان کو دیکھا جو جانے کتنے ہی نوٹوں کی گڈیاں اس پر سے وار چکے تھے۔۔

ان کے چہرے سے جھلکتی خوشی دیکھ اسال کے ہونٹ بے ساختہ ہی مسکرائے تھے وہ اسکے آغا جان تھے اسکی خوشیاں اسکی اولاد دیکھنے کی خواہش کتنے سالوں سے تھی ان کے دل میں۔۔اور جب آج یہ خواہش پوری ہونے جارہی تھی تو وہ کیونکر خوش نا ہوتے۔

اسال مبارک ہو تمہیں بہت بہت آخر کار تم نے اپنے آغا جان کا مان رکھ ہی لیا۔۔۔!!"

آغا جان اب آنکھیں پونچھتے اسکے گلے سے لگے تھے۔ جس نے انہیں مضبوطی سے خود میں بھینچا تھا۔۔

سیاہ آنکھوں کے گوشے ہلکے سے نم پڑے تھے۔

مبارک ہو آغا!! بدر عالم شاہ مسکراتا ہوا اندر آیا۔ آغا جان کے الگ ہونے پر وہ اسکے سینے کا حصہ بنا۔۔اسال خفیف سا مسکرایا۔۔

نفیسہ شاہ بیٹے کی بلائیں لیتی اب محمل کی طرف بڑھی تھی۔۔

اس لڑکی نے ایک ہی لمحے میں ان کی ہر شکایت ہر گلے کو ختم کر ڈالا تھا۔۔

نوری تھال تھامے اندر آئی۔ نفیسہ شاہ نے محمل کا صدقہ اتارا۔۔ جبکہ اسال آغا شاہ ہر ایک کے ری ایکشن کو خاموش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

کل تک جو لوگ محمل کیلئے خود ایک عذاب تھے آج وہ اسی کا صدقہ اسکی بلائیں لے رہے تھے۔۔

حیران ہونا تو بنتا تھا۔ بھیگی نظریں موڑ کر اسنے ایک نگاہ میز پر پڑی ماہ رخ آفندی کی تصویر کو دیکھا۔۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ خوش ہوا سکی خوشی میں مسکرا رہی ہو۔۔

دل میں ہلکا سا درد جاگا تھا۔۔ کتنی خواہش تھی اسے۔۔اسال آغا شاہ کو باپ کے درجے پر فائز کرنے کیلئے اس نے شادی کے دو ماہ بعد ہی دوائیں کھانا شروع کر دی تھیں۔۔

شاید خدا نے اسکی زندگی تھوڑی لکھی تھی اسی لیے اسے ماں جیسے مقام سے محروم رکھا۔۔کہ اسکے جانے کے بعد اسکی اولاد اپنی ماں کے سائے سے محروم ناں رہ جائے۔۔

ایک ایک کرتے سبھی جا چکے تھے۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے دروازہ بند کیا۔۔سینے پر ہاتھ باندھے وہ اب بغور اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔

جس کے ہونٹوں سے نکلے ایک لفظ نے اسے اتنی راتوں سے جگائے رکھا تھا ۔۔سیاہ آنکھوں میں سرخی کی لالیاں تیری تھی۔۔بھاری قدم اُٹھاتے وہ بستر تک آیا۔۔اسکے قریب بیٹھتے اسال نے بغور اسکے حسین چہرے کو دیکھا۔۔ شانوں سے ڈھلکتے کمبل کو اسکے کندھوں تک اچھے سے اوڑھاتے اسال نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامے ہونٹوں سے لگایا۔۔

جتنی بڑی خوشی وہ دے رہی تھی اسال آغا شاہ تو اسکے سامنے نظریں اٹھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔وہ سب جانتا تھا آغا جان کا فیصلہ،، محمل جب یہ خبر سنے گی تو جانے کیسے ری ایکٹ کرے۔۔اپنی ہی اولاد کو نو ماہ تک پیٹ میں رکھنا اس پر متضاد یہ خوف کہ اسکا بچہ دنیا میں آتے ہی اس سے چھین لیا جائے گا۔۔

یقیناً اسال آغا شاہ کو کڑی محنت کرنا تھی اسے مضبوط بنانے کیلئے۔۔

زرد پڑتے گالوں کو انگوٹھے کے پوروں سے سہلاتے وہ گہری سانس بھر کر اٹھا۔۔

اپنا آرام دہ لباس کبرڈ سے نکالتے وہ واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ بلیک ٹراؤزر اور گرے شرٹ پہنے کمرے میں داخل ہوا۔۔گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسکے ہاتھ ایکدم سے تھمے تھے۔۔

محمل اٹھ چکی تھی۔بھاری سر پر ہاتھ رکھتے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔سنہری آبشار دونوں زبانوں پر لہرا رہی تھی۔۔نیلی خوبصورت آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔۔جو انہیں مزید حسین بنا رہے تھے۔

اسال نے ایک بھرپور نگاہ اسکے حسین سراپے پر دوڑائی۔۔۔جو ایک مہکتا" زرد گلاب لگ رہی تھی۔۔

یہ کیا کر دیا تم نے محمل!!"وہ چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے اب اسکے" سامنے کھڑا ہوتے استفسار کرنے لگا۔۔

اسکی آواز پر محمل نے آنکھیں جھٹ سے کھولے بے یقینی اور گھبراہٹ سے اسے دیکھا۔

کک کیا کر دیا میں نے سائیں؟"وہ ٹیک چھوڑ کر بیٹھتے گھبرا کر بولی۔"

حسین چہرے پر فکر اور ڈر کے تاثرات بلکل واضح تھے۔۔

اسال لب دبائے اسکے نزدیک بیٹھا۔تو محمل غیر محسوس انداز میں پیچھے کھسکی۔۔

اسکا گریز دیکھ اسال نے بمشکل سے مسکراہٹ دبائی۔

"وہی جو نہیں کرنا چاہیے تھے سائیں کی جان!!"اسے بازو سے جکڑتے اسال آغا شاہ نے نے بڑے حق مگر نرمی سے اپنے سینے کا حصّہ بنایا۔۔نرم و گداز محملی وجود اپنی بانہوں میں بھرتے ہی اسال آغا شاہ کی ساری تھکن زائل ہونے لگی تھی۔دل میں ڈھیروں سکون اترا۔۔

"کک کیا نہیں کرنا چاہئے تھا!!"اسال آغا شاہ کے طرز تخاطب پر وہ شرم سے انگارہ ہوئی،، پلکوں کی باڑ گالوں پر سایہ فگن ہوئی تھی۔آج ہوش و حواس میں پہلی بار وہ اسے اس طرح سے مخاطب کر رہا تھا نا صرف مخاطب کر رہا تھا۔

بلکہ جس استحقاق اور محبت سے اسے خود سے لگایا تھا محمل کا گھبرانا شرمانا جائز تھا۔

اس رات میرے نشے میں ہونے کا فائدہ اٹھایا تم نے سائیں کی جان۔۔۔"

"!!اسی وجہ سے آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے

چہرہ اسکے بالوں میں چھپاتے وہ مخمور گھمبیر سے لہجے میں گویا ہوا۔ کمر کے گرد لپٹے اسکے بھاری ہاتھ نے محمل قریشی کی جان لبوں پر لائی تھی۔

استغفر اللہ سائیں۔۔۔میں نے کب ایسا کیا!!"نیلی آنکھیں حد درجہ "

پھیلائے وہ شرم وحیا سے سرخ پڑتے چہرے سمیت بے بسی سے منمنائی تھی

۔

اسال آغا شاہ نے بے خودی میں اسکے سرخ گال کو انگلیوں کے پوروں سے سہلایا۔ نظروں کا رخ اپنے چہرے پر پاتے محمل شرم سے خود میں سمٹی۔

تم نے نہیں تو پھر کس نے کیا یہ سب کچھ۔۔۔تمہاری وجہ سے ہی تو ہوا"

"!! ہے سب کچھ

اسال کے گھمبیر لہجے میں کہی گئی بات پر محمل نا سمجھی سے آنکھیں پھیلائے اسے یک ٹک گھورنے لگی۔

اسنے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسال آغا شاہ ہوش میں آتے ہی سارا الزام اس معصوم پر لگا دے گا۔

سائیں جھوٹ مت بولیں میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔!!وہ سہم کر بھیگی" آنکھیں پھیلائے بولتی بس رو دینے کو تھی،

اسال نے تھوڑی سے جکڑتے اسکا حسین چہرہ روبرو کرتے بھیگی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔

محمل سٹپٹا کر آنکھیں موند گئی مزید بولنے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی اس میں ۔بس چپ چاپ نظریں جھکائے اسکے حصار میں بیٹھی رہی۔

اسال آغا شاہ اس قاتل حسینہ کی ہر ادا پر فدا ہو رہا تھا۔

"!!اچھا تم نے کچھ بھی نہیں کیا تو یہ ڈاکٹر کیا کہہ رہی تھی پھر"

اسال نے سنجیدگی سے پوچھا تو محمل آنکھیں پھیلائے حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

کون سی ڈاکٹر!!" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھتی اپنا دوپٹہ سر پر درست کرنے " لگی۔اسال نے دوپٹہ اسکے ہاتھ سے لیتے نرمی سے اسکے سر پر اوڑھایا۔

"!وہی ڈاکٹر جو تھوڑی دیر پہلے تمہارا چیک اپ کرنے آئی تھی۔۔"

"!!اسال نے کہتے لب دانتوں تلے دبائے۔"کلک کیا کہہ کر گئی ہے وہ

گھبراہٹ سے دھک دھک کرتے دل سے کہتی وہ پریشانی سے اسال آغا شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

یہی کہ میری مسز پریگنینٹ ہیں۔۔اور جلد ہم دونوں ماں باپ بننے والے " ہیں!!"اسال نے جھکتے چہرہ اسکے نزدیک کرتے بغور ان دلنشین نین کٹوروں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

محمل بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔ محمل کو اپنا دل کانوں میں بجتا محسوس ہوا۔۔بے ساختہ ہی اسنے سر نفی میں ہلایا۔۔

ایسا نن نہیں ہو سکتا۔۔!!" محمل کے لبوں سے سرگوشی سے نکلی۔۔"

پورا وجود ڈر اور دہشت سے کانپ پڑا تھا۔"کیا اسکی اصل آزمائش یہ تھی،، اسکا بچہ۔۔کیا خدا نے اسے اتنی جلدی اس نعمت سے نواز ڈالا تھا تاکہ وہ اس اولاد کے ذریعے اسکی آزمائش لے سکے۔۔

اسال نے بغور اسکے چہرے کے حد درجہ خطرناک ہو رہے تاثرات کو دیکھا۔۔اس کا ڈر اور خوف وہ اچھے سے سمجھ سکتا تھا۔۔وہ خود بھی تو گھبرایا تھا

۔

کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں سائیں کی جان۔۔یہ اولاد خدا کی" طرف سے ایک نعمت ہے۔خدا کی نعمت کی ناشکری ہر گز بھی نہیں کرنا۔۔ زندگی کے ہر موڑ پر تم اس سردار کو اپنے ساتھ ہمقدم پاؤ گی!!اس لئے خوشی سے اپنے بچے کو خوش آمدید کہو۔۔"

اسال آغا شاہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرم لہجے میں اسے بے حد محبت سے سمجھایا۔

محمل کی آنکھیں ایک دم سے بھیگی تھی۔۔اسکا ذہن کچھ بھی سمجھنے سے انکاری تھا۔۔ابھی تک تو وہ اسال آغا شاہ کو ٹھیک سے قبول نہیں کر پائی تھی "!!۔۔اب یہ بچہ۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔۔

جو جانے کیا سوچ رہی تھی۔۔ محمل فورا سے کروٹ کے بل لیٹتے منہ کمبل میں چھپا گئی۔اسال نے گہری سانس بھرتے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

جانتا تھا یہ سب قبول کر پانا اتنا آسان نہیں تھا محمل کیلئے۔۔وہ مرد ہو کر بھی قبول نہیں کر پا رہا تھا وہ تو پھر لڑکی تھی۔

اسال اپنی سائیڈ سے بستر پر لیٹا ساری رات تھکن زدہ سی گزری تھی پچھلی کئی راتوں سے وہ بے خوابی کا شکار رہا تھا۔۔

بستر پر لیٹتے اسنے ہاتھ بڑھاتے محمل کی کمر کے گرد لپیٹا۔

جواسکے چھونے پر جھٹپٹا اٹھی۔اسے نرمی سے کھینچتے اسنے سینے کا حصہ بنائے ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھا۔

فل حال کیلئے سو جاؤ محمل۔۔۔تمہارا ڈسٹرب رہنا اب ہمارے بے بی کی صحت کو متاثر کرے گا۔۔۔!!"آنکھیں موندے سنجیدگی سے کہتے اسال نے لیمپ آف کر دیا۔

محمل اسکے سونے کے بعد کافی دیر تک جاگتی رہی۔۔مختلف سوچیں اسکے دماغ کو جکڑے ہوئے تھیں۔جانے کون سا پہر تھا جب اسال آغا شاہ کے حصار میں ہی اس کی سانسیں بھاری پڑنے لگی۔۔تھوڑی ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اتری تھی۔

★★★★★★★★★★★★

ماضی

موبائل فون کی اسکرین پر جگمگاتی تصویر کو دیکھتے وہ سہج سہج کر چلتی لائبریری ائیریا میں داخل ہوئی۔

آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ بغور آگے پیچھے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی ہی دور اسے ساحر ہارون شاہ کھڑا دکھا۔۔

رمینا نے موبائل فون بند کرتے اپنے ہینڈ بیگ میں ڈالا۔۔ وائٹ جینز اور وائٹ ٹی شرٹ میں کھلے بالوں سمیت چلتی وہ خوبصورت لڑکی کئی لوگوں کا دھیان اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

وہ خاموشی سے چلتے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔ اپنے ہاتھ میں تھامی کتاب کھولتے وہ بظاہر کتاب پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔

وہ دوبئ میں ایک بہت بڑے گروہ کا حصہ تھی۔۔

جو نا صرف پاکستان میں بلکہ اور بھی بہت سے ملکوں میں اپنے خفیہ کام سر انجام دے رہے تھے۔

مگر پچھلے کچھ ماہ سے پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک یونیورسٹی میں موجود ان کے ایجنٹ ایک ایک کر کے غائب ہوتے جا رہے تھے۔

حورب رمیناخان کو اس سارے گروہ کا سربراہ بنایا گیا تھا۔

جو بگڑتے حالات کا جائزہ لینے خود پاکستان آئی تھی۔۔

دو ماہ کی چھان بین کے بعد چند ایک مشکوک لوگوں کو ٹارگٹ بنایا گیا تھا۔ جو حورب کے حساب سے آرمی کے سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر اپنا فریضہ انجام دے رہے تھے۔

ان میں سے پہلا شک ساحر ہارون شاہ پر ہی گیا تھا۔۔ جو قریباً ہر جگہ پایا جاتا تھا

۔۔

حورب شور کی آواز پر ایک دم سے مڑی تھی۔

لائبریری کے دیوار کے ساتھ ہی پلے ایریا بنایا گیا تھا۔۔

جہاں سے شور کی آوازیں اب تیز ہو رہی تھی۔ایک تجسس سا تھا جس کے تحت وہ کتاب بند کرتے بیگ اٹھائے لائبریری سے باہر نکل آئی۔۔

دھول اڑاتی کچی زمین پر قریبا چار سے پانچ لڑکے ایک لڑکے کو جکڑے ہوئے تھے۔۔جو شاید ان کی مخالف ٹیم کا حصہ تھا۔

حورب متجسس سی انہیں دیکھ رہی تھی مگر وہ اس کھیل سے متعلق زیادہ آگاہی نہیں رکھتی تھی۔۔

"ہجوم میں بیٹھے لڑکے اور لڑکیاں زور سکندر سکندر سکندر سکندر۔۔!!" شور سے اس لڑکے کو چیئر کر رہے تھے۔۔جس کے چہرے پر ایک طرف مٹی لگی ہوئی تھی۔

خوبصورت سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں عجب سی چمک تھی۔عنابی ہونٹ پراسراریت سے مسکرا رہے تھے۔۔

حورب یک ٹک ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔جس نے پوری قوت لگائے ان سبھی کو اپنے ساتھ گھسیٹا تھا۔حورب بے ساختہ ہی آنکھیں اپنے

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔جواب لائن عبور کرتے اپنے حصّے میں داخل ہو چکا تھا۔۔

تالیوں کی گونج بڑھ رہی تھی۔۔وہ سبھی لڑکے اب منہ بنائے اٹھ کر اس سے دور ہوئے کیونکہ ہر بار کی طرح وہ اس بار بھی جیت چکا تھا۔

ویل ڈن میرے شیر۔۔۔اس بار بھی ہماری ٹیم کا سیلیکشن پکا۔۔۔!!""""

بھاگ کر اس تک آتے دراب خان نے پانی کی بوتل اسے تھماتے اسکا شانہ تھپک کر کہا۔۔

جس نے مسکرا کر بوتل اسکے ہاتھ سے تھامی۔۔چہرہ اونچا کیے وہ پانی اپنے چہرے پر انڈیل رہا تھا۔۔۔حورب گردن ایک طرف ڈھلکائے یک ٹک اسکی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ ایک آزاد ملک کی شہری تھی ہر طرح کا حسن اسنے دیکھ رکھا تھا۔

مگر آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ملا تھا جسے دیکھ کر اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی ہوں، جسے دیکھ کر وہ پہلی نظر میں اپنا دل ہار بیٹھے۔ مگر آج اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ وہ اپنا آپ ہار گئی تھی۔۔

وہ زیر لب مسکرا کر اس حسین شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔جو لاپرواہ سی چال چلتے اسکے نزدیک سے گزرتا چلا گیا یہ جانے بنا کہ کسی کی دھڑکنیں اس کے قریب سے گزرنے پر دھڑکنا بھول گئی تھی۔

اور یہاں سے شروعات ہوئی تھی رمینا خان کی زارون سکندر خان کیلئے ان کہی محبت۔۔!!"

★★★★★★★★★★★★

حریم اٹھو یار۔۔۔نو بج رہے ہیں!!" یہ تیسری بار تھا جب دراب خان اس" پر سے کمبل کھینچتے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا جو نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

دراب خان صبح ہی صبح اپنے بابا اور مورے سے مل کر انہیں مطمئن کر چکا تھا

۔

حویلی میں ولیمے کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں کیونکہ دراب آج ہی ولیمہ کرنا چاہتا تھا۔

صبح سے ساری تیاریاں دیکھتے دیکھتے اسے کافی دیر ہو چکی تھی اب وہ کمرے میں آیا تو حریم اب تک سو رہی تھی حالانکہ وہ اسے اٹھا کر گیا تھا۔۔

حریم میری جان اٹھ جاؤ یار!!" دراب خان کُرتے کے بٹن بند کرتے بیڈ" کی طرف بڑھا۔نہایت لاڈ اور محبت سے اسکے چہرے پر بکھرتی سیاہ زلفوں کو کان کے پیچھے اڑستے اسنے محبت پاش نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو دل میں اتارا۔

سوچئے گا بھی مت دراب خان!!'جائیں پہلے اس چڑیل کی ہر چیز کو اس"
"!!کمرے سے باہر پھینکیں پھر میں اٹھوں گی
آنکھیں بند کیے وہ رخ سیدھا کرتے سنجیدگی سے گویا ہوئی۔اسکے چہرے پر جلن کے تاثرات اس قدر دلفریب لگ رہے تھے کہ دراب کا دل چاہا کہ اسے خود میں سمیٹ لے۔۔

جان ملازمہ سے کہہ کر دن کو کروالوں گا۔۔پلیز میری جان اٹھو مورے"
"!!انتظار کر رہی ہیں کب سے
وہ عاجزانہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔۔حریم خان جتنا اس سے خوف کھاتی تھی اب ایک ہی رات میں وہ اس پر حکم چلا رہی تھی ڈر اور خوف تو کہی دور جا سویا تھا۔شاید اب اسے اچھے سے اندازہ ہو چکا تھا۔

کہ اسکے لالا کے ہوتے دراب خان اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لئے اتنی شیرنی بن رہی تھی۔۔

نہیں ملازمہ اس چڑیل کو اس کمرے میں نہیں لائی تھی خان۔۔آپ لائے" تھے تو اب اسکا سامان بھی آپ ہی نکالیں گے!!"سرخ ڈوروں سے سجی اپنی سیاہ خوبصورت آنکھیں کھول وہ سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولی۔

دراب گہری سانس بھرتے رہ گیا۔۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ محبت اسے اتنا مجبور کر دے گی۔۔

کندھے اچکا کر وہ برے برے منہ بناتے اٹھا اور کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔جہاں رمیناخان کے کپڑے اور باقی کا سامان موجود تھا۔

حریم خان اب بستر پر بیٹھی تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے اس کی ایک ایک حرکت کو سنجیدگی سے آبزرو کر رہی تھی۔

آجائیں!!"دروازہ ناک ہوا۔تو وہ اونگ روکتے اپنے بالوں کا جوڑا بنائے" بستر سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔

واہ میں صدقے جاؤں اوخانا۔۔پہلے تم رمینا خان کا مرید تھا اب تم دوسری" بیوی آنے پر پورا رن مرید بن گیا ہے!! ماشاءاللہ ماڑا بچہ!!" واشروم کی سمت بڑھتی حریم مرجان خان کے جملے پر ہوائیاں اڑاتے چہرے سمیت پلٹی تھی۔۔

شرم وخفت کے مارے اسکا چہرہ ایک دم سے سرخ پڑ گیا۔۔

جبکہ دراب خان تو سر پورے کا پورا الماری میں گھسا چکا تھا۔۔

اب شرما کیوں رہا ہے تم؟" مرجان خان نے برہمی سے پوچھا تو وہ گہری" سانس بھرتے مڑا۔۔

"!! مورے بس رمینا کے کپڑے نکال رہا تھا حریم کے لئے جگہ۔۔۔۔

ماں کے چہرے پر رقم غصہ دیکھ اس سے آگے مزید کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا ۔۔وہ سر جھکا کر نظریں چرانے لگا۔۔

تم سے ہم بعد میں نپٹے گا۔۔!! حریم بچہ۔۔یہ لباس پہن کر تم ناشتہ کمرے میں کر لو۔۔پھر ہم لڑکی کو بھیج دیتا ہے تمہیں تیار کر دے گا وہ!!" ملازمہ کو اشارہ کرتے وہ حریم سے سنجیدگی سے بولی۔۔

ملازمہ تھال بیڈ پر رکھ کر جا چکی تھی۔۔حریم جی اچھا کہہ کر ایک آرام دہ لباس اٹھائے واشروم میں گھس گئی۔۔

جبکہ مرجان خان کاٹ دار نظروں سے بیٹے کو گھورتے ہوئے اب باہر نکل گئی تھی۔

دراب خان نے شکر کا سانس بھرتے جلدی جلدی رمینا کے سارے کپڑوں کو باہر نکالا۔۔مبادا پھر سے مورے ناں آجائیں۔۔

★★★★★★★★★★★★

خداکالاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ دن بھی دکھایا۔۔ورنہ ہمیں تو لگا "!! تھا کہ ہم اس خواہش کے ساتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اللہ ناں کرے آغا جان۔۔۔خدا آپ کی عمر دراز کرے آمین !"بدر عالم" شاہ ان کی بات پر تڑپ کر رہ گیا تھا۔۔وہ سب اس وقت مردان خانے میں موجود تھے ماسوائے اسال آغا شاہ کے۔۔اسکے آرام کی فکر کے سبب اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا گیا تھا۔۔

وگرنہ جو مسائل آج کل آس پاس کے گاؤں میں درپیش آرہے تھے۔۔آغا جان سبھی سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہ رہے تھے۔

"بس اب میرے بدر کو بھی خدا رنگ لگائے !! تو یہ خوشی دوگنی ہو جائے۔" آباد شاہ نے زیر لب مسکرا کر کہا تھا۔۔بدر عالم شاہ کی سبز آنکھیں چمکی، وہ زیر لب آمین کہتے مبہم سا مسکرایا۔آغا جان نے بھی مسکرا کر آمین کہتے اسے سینے سے لگایا۔۔

ہمیں تو پہلے ہی علم تھا کہ وہ لڑکی ماہ رخ اس میں ہی کوئی کمی تھی۔۔ وگرنہ "
شادی کے ایک سال بعد بھی میرے پوتے کو کوئی اچھی خبر نہیں سنا سکی تھی
"!! وہ لڑکی۔۔

پہلوئں بدلتے وہ جلے دل سے ماہ رخ کو یاد کرتے بولے۔۔

بدر عالم شاہ ان کے لہجے کی کڑواہٹ پر لب بھینچ کر رہ گیا۔۔ جبکہ اسی سمت آتے اسال آغا شاہ اپنی مرحوم بیوی کیلئے ایسے الفاظ سن غیض و غضب سے جبڑے بھینچتے ایک دم سے رک گیا۔

آنکھوں میں ایکدم سے لاوا سا ابل آیا تھا۔۔ وہ اسکے آغا جان تھے اس سے زیادہ دنیا دیکھ رکھی تھی انہوں نے۔۔ مگر پھر وہ کیسے کسی بھی انسان کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے۔۔

آغا جان گستاخی معاف۔۔ مگر میں اپنی مرحوم بیوی کے لئے کسی بھی قسم "
" کا کوئی غلط لفظ برداشت نہیں کروں گا۔۔

اسکے اندر اچانک سے داخل ہونے پر سبھی نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا۔۔

جونیوی بلیو کلر کے سوٹ پر براؤن شال کندھوں پر اوڑھے ہوئے تھا۔۔

سفید چہرے پر آغا جان کے تلخ لفظوں کے سبب سرخیاں گھلنے لگی تھی۔

آغا جان نے لب بھینچ کر سرخ نظروں سے اسے گھورا۔

کیوں برخودار ہم نے کون سا کچھ غلط کہہ دیا۔۔مرد کی زندگی ایک عورت" پر ختم نہیں ہو جاتی اسال آغا شاہ!!ہم تمہیں کب سے یہی سمجھاتے آرہے ہیں مگر تم۔۔تمہارے دل ودماغ پر تو اس لڑکی (ماہ رخ) کا بھوت سوار تھا۔۔ اب بھی ہم نے زبردستی تمہاری شادی اس غریب کسان کی بیٹی سے کروائی۔ اسی وجہ سے وہ باندھی آج تمہیں اتنی بڑی خوشخبری سنانے والی ہے اور تم "!!ہمیں غلط کہہ رہے ہو

آغا جان کا لہجہ حد درجہ بلند تھا۔

وہ کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے جو آج بھی ماہ رخ کے حق کے لیے ان سے لڑنے سے باز نہیں آرہا تھا۔

جو مر چکی ہے آغا جان وہ میری بیوی ہے۔ کوئی اسکی روح کو اذیت دے یہ "
سب میں قطعشی نہیں ہونے دے سکتا۔۔اور جس لڑکی کو آپ ایک غریب
کسان کی بیٹی ایک باندھی کہہ رہے ہیں ناں۔۔
وہ اب اسال آغا شاہ کی بیوی کے درجے پر فائز ہے۔۔وہ باندھی نہیں بیوی
ہے میری!! جس طرح سے میں ماہ رخ اسال آغا شاہ کے خلاف ایک غلط لفظ
برادشت نہیں کر سکتا۔۔۔اسی طرح سے میں محمل اسال آغا شاہ کے خلاف
ایک لفظ برادشت نہیں کروں گا۔۔وہ آپ کا انتخاب ضرور تھی۔ مگر اب
"!!تا عمر میری ملکیت رہے گی
آغا!! زبان کو لگام دو اپنی!! "آغا جان کا پورا وجود دہکتے شعلوں کی لپیٹ "
میں آیا تھا جیسے۔۔۔وہ ماہ رخ آفندی کے خلاف ایک لفظ نہیں سنتا تھا ناں ہی
اب سن سکتا تھا وہ کسی طرح سے یہ بات اپنے دل کو سمجھا سکتے تھے۔
مگر وہ محمل قریشی کیلئے کچھ سننے کے حق میں نہیں تھا اور اسے تا عمر اپنے ساتھ
رکھنے کا خواہاں تھا یہ بات وہ قطعی نہیں سن سکتے تھے۔۔

اسال نے سرد نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔

"لگام ہی دے رکھی ہے آغا جان!! وگرنہ جو کچھ آپ نے کیا ہے اس کے

"بعد تو میں آپ سے ہمکلام ہونے کا بھی روادار نہیں تھا۔۔

آغا جان نے سرخ چہرے سے اسے دیکھا۔۔ جس کی سرد نظریں انہی پر تھیں

وہ اچھے سے سمجھ رہے تھے کہ وہ کیا بات کر رہا ہے مگر وہاں بیٹھے بدر عالم اور

"!آباد شاہ سرے سے انجان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے

بدر چلو میرے ساتھ۔۔ گاؤں میں ایک بچی کی لاش ملی ہے پولیس سے پہلے

"!!ہمیں وہاں پہنچنا ہو گا

سنجیدگی سے کہتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر کی سمت بڑھا۔۔

بدر عالم شاہ اسکے پیچھے ہی بھاگا تھا۔۔ جبکہ آغا جان مسلسل کسی گہری سوچ میں

ڈوبے تھے۔۔ جو ہلکی سی چنگاری وہ اسال آغا شاہ کی آنکھوں میں دیکھ چکے

تھے۔۔ انہیں ڈر تھا کہی وہ چنگاری دہک کر جنون کا رنگ ناں اوڑھ لے۔۔

اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ان کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں رقم تھیں زندگی میں پہلی بار انہیں یہ سوچنا پڑ رہا تھا کہ کیا" محمل قریشی "کو اسال "!!آغا شاہ کی زندگی میں لانے کا فیصلہ درست تھا یا پھر بہت زیادہ غلط

وہ اپنے پوتے کو اچھے سے جانتے تھے وہ ماہ رخ سے بے پناہ محبت کرتا تھا اسی لئے تو وہ بے فکر تھے کہ وہ محمل قریشی کو چھوڑ دے گا آسانی سے !! مگر اب ان کی آنکھوں کے سامنے اسال آغا شاہ کا غصّے بھرا روپ تھا۔۔ محمل قریشی کا بے تحاشا حسن !! اسال آغا شاہ تو کیا کوئی بھی مرد اس قدر حسن سے دستبردار ناں ہوتا۔۔

اور یہاں آکر آغا جان کو اپنی سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔۔

وہ گہری سانسیں بھرتے اپنی نشست پر سے اٹھے۔۔اب ان کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

لوشن پکڑاو مجھے ! ! "مصروف سے انداز میں نور آئینہ کی فراک کو درست " کرتے وہ سنجیدگی سے بولا۔آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو برش کرتے نعمت کے ہاتھ بے ساختہ ہی تھمے،اسنے لب بھینچ کر ڈریسنگ پر پڑے لوشن کی ڈبی اٹھائی اور بیڈ تک جاتے ضرار کے نزدیک رکھی۔۔

جس نے جلدی سے لوشن اٹھائے نور کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں پر نرمی سے لگایا۔۔

پاپا کی پری آج سب سے بیوٹیفل لگے گی۔۔ویسے بھی میری بیٹی جیسا کوئی ہے ہی نہیں اس دُنیا میں ! ! ! "نور قلقاریاں مارتے اب مختلف آوازیں نکالتے جیسے اسکی باتوں کا جواب بھی دے رہی تھی۔۔

ضرار نے جھک کر اسکی شفاف پیشانی کو چوما تھا۔۔جو دونوں ہاتھوں سے کھیل رہی تھی۔۔

نعمت سر جھٹک کر درمیان سے مانگ نکالتے اب آدھے بالوں کا آگے سے ہلکا رول بنانے لگی۔۔جب ضرار پاشا خان نے اسے پھر سے پکارا۔۔

خانم نور کا میک اپ کٹ دے دو!"نعمت نے جھنجھلا کر غصے سے آگ بگولا" چہرے سمیت اسے شیشے سے ہی گھورا بس نہیں چل رہا تھا دونوں باپ بیٹی کو کمرے سے باہر کر دیتی۔۔

دراز کھولتے اس نے میک اپ کٹ نکالتے اب کی بار بیڈ کے قریب جاتے ضرار کا ہاتھ پکڑتے زور سے اسکے ہاتھ میں رکھی۔۔

ضرار اب بھی اسے سرے سے اگنور کرتے کٹ بیڈ پر رکھتے اسے کھول چکا تھا

۔

ہلکے گلابی رنگ کو انگلی پر لگاتے اسنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے نور آئینہ کی بڑی بڑی سی آنکھیں ایک ایک کرتے بند کرتے بڑی احتیاط سے اسکی آنکھوں پر وہ لالی لگائی۔۔پھر ہلکی سی گالوں پر،،لپ گلوز نکالتے اسنے نرمی اور احتیاط سے اسکے ہونٹوں پر لگایا۔۔بابا کی سینیوریٹا!!"ضرار پاشا خان تو

بیٹی کو میک اپ میں دیکھ خوشی سے پاگل ہوتا اسکے دونوں گالوں کو باری باری چوم چکا تھا۔۔ پاوڈر اٹھاتے اسنے احتیاط سے اسکی گردن پر لگایا۔۔ رومال سے فراک پر گرے پاؤڈر کو صاف کرتے اسنے رومال ایک طرف رکھا۔

خانم۔ نور کا جوتا دو!!" وہ پھر سے بولا۔۔ غصے کے سبب نعمت کا چہرہ لال پڑ" گیا۔۔

خود لے لو آکر۔۔ پاگل کر رکھا ہے تم دونوں باپ بیٹی نے مجھے!! ایک یہ" ہے جو میرے بغیر رہتی نہیں تھی اب مجھے دیکھتے ہی رونے لگتی ہے! اور ایک "آپ محترم ہیں۔۔ جو صبح سے مجھے نوکروں کی طرح دوڑا رہے ہیں۔۔

وہ غصّے سے ایک دم پھٹ پڑی تھی۔۔ سیاہ آنکھوں کے گوشے یکدم سے بھیگے تھے۔۔ وہ دونوں باپ بیٹی تو اسے ایسے اگنور کرتے تھے جیسے وہ اس "کمرے میں پڑی کوئی بے جان شے ہو۔۔

ضرار نے حیرت سے سر اٹھائے اسے دیکھا۔جو آنسوں سے رو رہی تھی۔۔ بال بھی بکھر چکے تھے۔۔وہ اپنی سرخ آنکھوں کو ہاتھ سے رگڑ رگڑ کر اور سرخ کر چکی تھی۔

ضرار کو اپنی لاپرواہی کا احساس ہوا۔۔وہ لب دانتوں تلے دبائے گہری سانس بھرتے اس تک گیا۔

ہم کہاں اگنور کر رہے ہیں تمہیں خانم۔۔تم خود ہی منہ پھلائے رکھتی"
"!!ہو۔۔۔اچھاناں غصہ تھوک دو۔چلو آؤ نوری پریشان ہو رہی ہے

ضرار اسے بچوں کی طرح پچکارتے اسکا ہاتھ تھامے اسے زبردستی بستر تک لایا۔۔نعمت نے سرخ بھیگی نظروں سے نور کو دیکھا جو بیچ میں ماں کے رونے پر سہمی ہوئی تھی۔۔ہونٹ پھیلائے وہ بس رو دینے کو تھی۔۔

مجھے نہیں جانا کہی بھی۔۔آپ نے تھکا دیا مجھے۔۔!!"وہ نروٹھے پن سے" کہتی نور آئینہ کی تیاری دیکھ ہونٹ پھیلا گئی۔۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے اپنی دائی ابرو مسلی۔۔

دو تو بال ہیں تمہارے۔۔۔ادھر دو میں باندھ دیتا ہوں!!"ضرار اسے "
خوش کرنے کو اپنی تہی پر جوش سا ہو کر بولا۔۔
مگر اپنے لفظوں کی سنگینی کا احساس اسے نعمت کا سرد چہرہ دیکھ کر اچھے سے ہوا تھا۔۔

ساحر کی وفات کے بعد سے اسکے بال واقعی میں جھڑ گئے تھے اسکے بعد نور آئینہ کی ولادت اور اچھی خوراک ناں کھانے کے سبب اسکی صحت بھی متاثر ہوئی تھی مگر اب خان حویلی میں آتے ہی اسکے چہرے کی رونق دوبارہ سے لوٹ رہی تھی۔۔ جسم بھی پہلے کی نسبت تھوڑا صحت مند ہو رہا تھا۔۔

لب دبائے وہ دبے قدموں سے اسکے قریب پہنچا۔۔بے حد نرمی سے اسنے " نعمت کے شانوں سے ذرا نیچے تک جاتے بالوں کو ہاتھوں میں پکڑا۔۔ کنگھی اسکے ہاتھ سے لیتے وہ اب نرمی سے اسکے بالوں کو سلجھانے لگا۔۔

بستر پر لیٹی نور آئینہ آنکھیں پھیلائے باپ ودیکھ رہی تھی جو اسکی موجودگی" میں اسکی ماں کو اہمیت دے رہا تھا۔۔اسکی پھیلی خوبصورت آنکھیں دیکھ نعمت چونکی۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ جیسے گلا پھاڑ کر روئی۔ نعمت اور ضرار دونوں ہی ہکا بکا رہ گئے۔۔ نعمت نے فوراً سے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا۔ مگر وہ چپ ہونے میں نہیں آرہی تھی۔۔

نور۔۔۔پرنسز۔۔۔ سینیوریٹا۔۔ گڑیا۔۔۔نوری میری جان کیا ہو گیا۔۔"""

ضرار پاگلوں کی طرح نعمت کے کندھے سے لگی نور کو پچکار رہا تھا جس نے فوراً سے کھلکھلانا شروع کر دیا۔

خبردار خان۔۔میرے بال خراب مت کریئے گا اب۔۔ورنہ میں سچ مچ میں نہیں جاؤں گی اور داجان سے اور مورے سے آپ کی شکایت بھی لگاؤں گی !!"کہ آپ نے مجھے ڈانٹا

وہ شیشے میں اسے اپنے بالوں کو چھوڑنے کی تیاری پکڑا دیکھ قینچی کی طرح فر فر بولی۔۔نر گھس خان سے اسے دلی انسیت ہو چکی تھی۔۔یوں تو زرتاج خان بھی بہت اچھی تھی مگر ساس کے روپ میں ماں اسے نر گھس خان کے روپ میں ملی تھی۔

جو اسے اپنی حویلی اور اپنی روایات میں آہستہ آہستہ پوری طرح سے ڈھال رہی تھیں۔

نور رور ہی ہے نعمت!!"ضرار نے بے بسی سے بیٹی کو دیکھا۔۔"

تو پھر جلدی سے باندھیں میرے بال مجھے تیار بھی ہونا ہے ابھی!!"وہ کہاں کم تھی فورا اسے نور کو کندھے سے الگ کرتے دونوں بازوؤں پر لٹایا۔

کوئی ضرورت نہیں تیار ہونے کی۔۔بال بنا رہا ہوں۔۔بس شال اوڑھو اور "!!چلو۔۔۔۔

ضرار نے سنجیدگی اور رعب سے اسے حکم دیا۔۔

جی نہیں آپ کی بیٹی میک اپ کر سکتی ہے تو میں بھی کروں گی۔ویسے بھی" مورے نے کہا ہے کہ دوسری حویلی میں پہلی بار جا رہی ہوں تو اس حساب سے مجھے اچھے سے تیار ہونا ہے"!!

نعمت نے اسکے حکم کو ناک پر سے مکھی کی طرح اڑایا۔۔

بہت تیز نہیں ہوتی جا رہی آپ مسز پاشا!!"آنکھیں چھوٹی کیے وہ اسکے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتا دلچسپی سے بولا۔۔

مگر در حقیقت اسے نعمت شاہ کا دن بدن اتنا نڈر اور مضبوط ہونا کافی سکون دے رہا تھا۔۔

جس لڑکی کو وہ یہاں لایا تھا۔وہ تو جانے کہاں گم ہوتی جا رہی تھی اب جو اسکے سامنے تھی وہ ضرار پاشا خان کی ٹکر کی تھی بلکل ویسی ہی لڑکی جیسے وہ اسے بنانا چاہتا تھا۔۔

مضبوط، بااعتماد، اور نڈر!!"اسے بال اچھے سے بنانا نہیں آتے تھے ایک دو بار گل کے بنائے تھے۔۔۔جیسے تیسے اسکی چوٹی بناتے اسنے بمشکل سے سرخ

پٹھانی پوشاک میں کسی نازک گڑیا کی طرح جگمگاتی اس معصوم لڑکی سے نظریں چرائی جس پر وہ مکمل طور پر حق رکھتا تھا۔۔

شال اسکے سر پر اوڑھاتے ضرار نے پٹھانی مخصوص ٹوپی اسکے سر ڈالی۔۔بنا کسی مصنوعی ہار سنگھار کے بھی اس خوبصورت پوشاک اور ٹوپی میں اسکا نازک وجود کسی گلاب کی طرح کھل پڑا تھا۔۔

لکنگ گار جئیس خانم۔۔آج تم نچ کر رہنا!!"اسکے سر پر ہونٹ رکھتے وہ" کان کے قریب جھکتے گھمبیرتا سے بولتا اسکے وجود پر کپکپی سی طاری کر گیا۔۔ نعمت کا چہرہ دہک اٹھا۔۔جو بھی تیاری کرنی ہے جلدی کرو میں نیچے انتظار کرتا ہوں!!"وہ نور کو اٹھائے اسکے سٹل ہوئے وجود پر گہری نظر ڈالے سنجیدگی سے کہتے باہر نکل گیا۔۔

اسکے جانے کے بعد نعمت نے اپنے پاگل ہوتے دل پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھا وہ اپنی ہی کیفیت سے انجان تھی۔

سر جھٹکتے وہ ایکدم سے اٹھتے اب نرگھس خان کا دیا گیا زیور زیب تن کرنے لگی

--

★★★★★★★★★★★★

سارا صحن اچھے سے صاف ہونا چاہیے روپ شاہ۔۔۔ایک بھی تنکا نظر ناں آنے پائے مجھے!!"ثمینہ شاہ کی گرج دار آواز پر ملازمائیں سر جھکائے جھاڑو مضبوطی سے تھامے اب اپنے اپنے کام میں جٹ گئی تھیں۔

کشمیر کے سرد موسم میں کسی بھی وقت موسم کا حال بدل جاتا ہے۔

کل رات تیز ہواؤں کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی بوندا باری بھی ہوئی تھی۔۔

حویلی کا پچھلا صحن خشک پتوں سے بھرا پڑا تھا۔۔

ثمینہ شاہ جو صبح سے اسکے لئے کوئی کام ڈھونڈ رہی تھی اب اسے جان بوجھ کر ملازماؤں کے سر پر کھڑا کر دیا۔

جس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ سر میں شدید درد کے سبب روپ ایک طرف پڑی چارپائی کی طرف بڑھی۔جب ثمینہ شاہ نے اسے بازو سے جکڑ کر روکا وہ بے ساختہ ہی سسکی۔۔

سنا نہیں کھڑا رہنے کا حکم دیا ہے میں نے۔وہ دانت پیستے ہوئے بڑبڑائی۔۔"

ان کے جارخانہ رویے پر روپ کی آنکھیں بھیگی تھی۔

اسے بے ساختہ ہی رونا آیا۔۔خدیجہ ایک کونے میں کھڑی سینے پر بازو لپیٹے بڑے مزے سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

یہاں آنے کا اس کا اصل مقصد ہی روپ شاہ اور محمل قریشی کو تنگ کرنا تھا جو اب آہستہ آہستہ پورا ہوتا جا رہا تھا۔

مجھے درد ہو رہا ہے چچی۔۔۔!!"روپ لب کاٹتے بے بسی سے بولی۔۔بدر" اب تک ناراض تھا۔۔اگر وہ چچی سے سخت لہجے میں بات کرتی تو کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اسے مزید روپ کے خلاف بھڑکا دیتی۔۔

میرا بس چلے تو تمہیں آگ لگادوں میں بانجھ عورت۔۔۔یہ درد اس درد" کے آگے کچھ بھی نہیں۔۔جو تم نے میرے بیٹے سے نکاح کر کے مجھے دیا ہے ۔۔وہ کل کی آئی دو ٹکے کی لڑکی اس حویلی کو وارث دے گی اور میرا اکلوتا بیٹا ۔۔وہ ساری عمر بے اولاد رہے گا ہر گز بھی نہیں۔۔!" وہ اسے زوردار طریقے سے پیچھے کی طرف دھکا دیتی سفاکی سے غرائی تھی۔۔

خدیجہ نے ہونٹ موڑ کر اس منظر کو بڑے سکون سے دیکھا۔۔ملازمائیں بیچاری تو اس پر ہوتے ظلم پر دم سادھے اپنے کام میں مصروف رہی۔

میں اپنے بیٹے کی دوسری شادی کروا کے رہوں گی روپ شاہ۔۔۔چاہے" "!!اسکے لئے مجھے تمہیں مارنا ہی کیوں نا پڑے میں سب کچھ کروں گی

وہ نفرت کی انتہاؤں کو چھوتی دھاڑی تھی۔۔نفیسہ شاہ جو روپ کو ڈھونڈتے ہوئے اس طرف آئی تھی اب بیٹی کو فرش پر گرا دیکھ وہ گھبرا کر آگے بڑھی۔۔

روپ میری جان اٹھو کیسے گری تم!!"ماں کے نرم لہجے پر روپ بے "
"!!ساختہ ہی روتے ہوئے ان سے لپٹ گئی۔۔روپ کیا ہو گیا میری بچی
نفیسہ اسکے یوں رونے پر گھبرا کر رہ گئی۔۔ثمینہ شاہ کے سرد رویے سے وہ
اچھی طرح واقف تھی۔مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ عورت ان کی بیٹی کو
آہستہ آہستہ ذہنی تکلیف دے رہی ہیں۔۔
ذہنی تکلیف جسمانی تکلیف سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔۔
چلو خدیجہ۔۔۔!!"ثمینہ شاہ دونوں ماں بیٹی پر ایک کاٹ دار نگاہ ڈالتے "
اپنی شال درست کرتے واپس مڑ گئی تھی۔۔
جبکہ نفیسہ شاہ نے بمشکل سے روتی ہوئی روپ کو سینے سے لگائے پاس پڑی
چارپائی پر بٹھایا۔۔
روپ کا یوں رونا انہیں تکلیف دے رہا تھا۔شایان شاہ کے اتنے مظالم سہنے
کے باوجود بھی وہ کبھی ماں کے سامنے روئی نہیں تھی۔۔

مگر آج اسے رونا بدر عالم کے دیے گئے مان کے سبب آرہا تھا۔۔اسکی ماں اسے بار بار دھتکار رہی تھیں اور ان کا بیٹا محبت کا دعویدار ہوتے ہوئے بھی اسکی تکلیف نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔

اسال آغا شاہ گاؤں سے ملی گئی لاش کے سلسلے میں پولیس اسٹیشن جا چکا تھا جبکہ بدر عالم شاہ حویلی لوٹ آیا تھا۔۔

پچھلا پہر ہو رہا تھا۔۔ سردی کی شدت اب آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔وہ روپ کو ڈھونڈتا باورچی خانے میں گیا۔

جہاں سے ملازمہ نے اسے بتایا کہ وہ پچھلے صحن میں ہے۔۔

روپ!!"اسے یوں روتا دیکھ بدر عالم شاہ کی جان پر بن آئی تھی۔۔وہ پاگلوں کی طرح گھبرایا ہوا سا اس تک آیا۔۔

نفیسہ شاہ نے متفکرانہ نظروں سے بدر عالم شاہ کو دیکھا۔جو گھبراہٹ اور پریشانی سے روپ کو روتا دیکھ رہا تھا۔۔

روپ کیاہوا ہے مجھے بتائیں۔۔روپ؟؟"وہ اسے شانوں سے جکڑ کر"
روبرو کرتے تڑپ کر بولا تھا اسکا رویا رویا حد رجہ سرخ چہرہ بدر عالم شاہ کی
جان لبوں پر لے آیا تھا۔۔
سبز آنکھوں میں گھبراہٹ اور فکر کا ٹھاٹھے مارتا سمندر معجزن تھا۔۔

روپ۔!"بدر نے اسے نرمی سے پکارا۔"
دور رہیں مجھ سے آپ!!ہاتھ مت لگائیں مجھے!!"وہ ہذیانی سی کیفیت"
میں چیختے ہوئے اسکے ہاتھ خود سے دور جھٹک گئی۔۔
بدر عالم بے یقینی کی سی کیفیت میں گھرا اسے دیکھ رہا تھا۔جس نے ملازماؤں
تک کا احساس نہیں کیا تھا۔۔
"روپ کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔۔"
بدر کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔نفیسہ شاہ کا دل ہولا پڑا۔۔آنکھوں
کے سامنے بیٹی کا بسا بسایا گھر برباد ہوتا دیکھنا کوئی آسان بات تھوڑے ناں
تھی۔

روپ بنا اسکی سنے اپنے آنسوں ہتھیلی سے رگڑتے حویلی کی طرف بھاگی۔

بدر عالم شاہ نے اپنی جلتی ہوئی سرخ آنکھیں میچ ڈالیں۔۔

روپ ایسے کیوں رو رہی تھی۔۔بدر عالم شاہ اسکا خود سے دور جھٹکنا بھول چکا تھا اسے فکر تھی تو محض اسکے رونے کی۔۔بے چینی سے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ اب حویلی کی سمت بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

مینے!!"سینڈل کی سٹرپ بند کرتے گل مینے خان کا ہاتھ اسکی بھاری آواز" پر ایکدم سے تھما۔۔سنہری آنکھیں سوالیہ انداز میں پھیلائے وہ خوشبو میں نہائے اپنے سامنے کھڑے عجلت میں گھڑی پہنتے زارون سکندر خان کو دیکھ رہی تھی۔۔

جج جی"اسکے چہرے پر رقم سنجیدگی دیکھ گل نے تھوک نگلتے کہا۔"

وہ فوراً سے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔جبکہ زارون سکندر خان کے تاثرات حد درجہ سختی لئے ہوئے تھے۔

تم ضرار اور باقی سب کے ساتھ تقریب میں پہنچو۔۔مجھے اچانک کسی "ضروری کام سے جانا پڑ رہا ہے۔۔میں نہیں آسکوں گا!!"

کل رات سے ہی وہ انعم سعید کی بے جا آتی کالز پر کافی ستا پڑا تھا۔۔اب بھی اسکے نمبر سے آتی بار بار کالز پر اسنے جھنجھلا کر کال اٹھائی۔تو دوسری طرف سے کوئی لڑکا بات کر رہا تھا۔۔

جو انعم سعید کے خون سے لت پت وجود کو قریبی ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔

انعم کی حالت بے حد سنگین تھی۔اسکا بچنا انتہائی مشکل تھا اور اس خبر کے بعد سے ہی زارون کافی پریشان ہو چکا تھا۔کیونکہ اب تک جو چل رہا تھا وہ ان کے پلین کے مطابق چل رہا تھا۔

مگر انعم کی موت ان کے سارے پلین پر پانی پھیرنے والی تھی زارون کسی بھی طور اسے بچانا چاہتا تھا ہر حال میں اسکا بچ پانا انتہائی ضروری تھا۔

آپ پریشان ہیں خان!!"گل مینے اس کے چہرے پر خفگی بھرے تاثر دیکھ" اب فکر مندی سے چلتے اس تک آئی۔

موبائل فون پر کسی کو میسج ٹائپ کرتے زارون سکندر خان کے ہاتھ بے ساختہ ہی ایک لمحے کیلئے رکے تھے۔

ایبر واچکاتے اسنے بغور سیاہ پٹھانی پوشاک میں ملبوس اس نازک سی گڑیا کو دیکھا۔۔جس کی جان لیوا خوشبو زارون سکندر خان کے اعصاب بری طرح سے جھنجھوڑ رہی تھی۔

ہمممم تھوڑا بہت!!"جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ شاہانہ مرداب" پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔گل مینے خان اسکی ایکسرے کرتی نظروں کو سمجھے بنا اس کی پریشانی کا سن مزید پریشان ہوئی تھی۔

زارون لب دبائے اسکے چہرے پر اپنے لئے موجود فکر دیکھ رہا تھا۔وہ کم عمر تھی یہی وجہ تھی کہ وہ حد سے زیادہ اپنے شوہر سے اٹیچ ہو رہی تھی۔

زارون سکندر خان ایک عام مرد ہر گز نہیں تھا کہ وہ اس معصوم پر ایکدم سے بوجھ ڈال کر اسکی زندگی میں آئی اس تبدیلی کو عذاب بنا دیتا۔

وہ سب سے پہلے اسے اپنی عادات اپنے رہن سہن کا عادی بنا رہا تھا۔۔اسے خود سے اس طرح سے اٹیچ کر رہا تھا کہ وہ لڑکی برے سے برے حالات میں بھی اسکی کمزوری نہیں اس کی عادت بن کر سامنے آتی۔۔

حق تو وہ اس پر پورے کا پورا رکھتا تھا۔۔۔فل حال وہ اسے اس رشتے کو سمجھنے کا پورا پورا موقع دے رہا تھا۔

"فکر مت کریں آپ خان۔۔دراب لالا اتنے برے بھی نہیں۔۔میں نے انہیں دو تین بار کالج کے باہر دیکھا ہے۔وہ حریم کی بہت فکر کرتے ہیں!!" گل مینے خان آدھی بات چھپا گئی تھی کہ وہ اکثر و پیشتر ان دونوں کو حویلی کے گیٹ تک اپنی گاڑی میں چھوڑنے آتا تھا۔۔بہانے سے دیدار یار کرنے کے موقع سے وہ کبھی چوکتا نہیں تھا۔۔

زارون سکندر خان کے ماتھے پر دو بل سمٹے اسکی اسٹرانگ پرفیوم کی مہک گل مینے خان کی سانسوں میں گھل رہی تھی۔

اسکی نزدیکی پر اسکے گلابی گال کسی انار کی طرح کھل کر گلال ہونے لگے۔۔

"زارون سکندر خان اپنے"۔۔کون کون جانتا ہے یہ بات مینے!!

انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے اسکی چھوٹی سی شفاف تھوڑی کو سہلاتے نرمی سے اپنے نزدیک کرتے محبت پاش لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

دراب خان کا اٹھایا ایک بھی غلط قدم ان کی سالوں کی محنت کو مٹی مٹی کر سکتا تھا۔

"حریم اور میں کسی کو نہیں بتاتے تھے۔۔یہ سیکرٹ ہے۔۔دراب لالا نے کہا تھا سیکرٹ باتیں کسی سے شئیر نہیں کرتے"!!

اپنی بڑی بڑی سنہری آنکھیں پھیلائے وہ جس طرح رازدارانہ انداز میں بولی ۔۔زارون کے لئے اپنے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ ضبط کرنا محال ہونے لگا۔۔

رگوں میں سکون سا اترا تھا کہ اسکی معصوم بیوی نے یہ سب کسی سے شئیر نہیں کیا تھا۔۔

اہممم۔۔۔تو اب یہ سیکرٹ میں بھی جان چکا ہوں جانم!؟اب کیا ہو" گا!؟" وہ اسکے دہکتے گال کو انگلی کے پوروں سے سہلاتے اسے ڈرانے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

گل مینے خان نے اسکی بات پر برے سے منہ بنائے۔

ارے آپ تو میرے شوہر ہوئے۔۔شوہر سے تو کچھ نہیں چھپاتے۔۔!!" اب کی بار اسنے چھوٹی سی ناک چڑھا کر بتایا۔۔تو اسکی عقل پر زارون کو واقعی میں اس پر پیار آیا۔۔

بس آپ یہ سب اس رمینا چڑیل کو مت بتایئے گا۔۔حریم کہتی ہے وہ ڈائن ہے!!"۔۔اور آپ پر اسکی بری نظر ہے

منہ پھلائے وہ سر جھٹک کر بولی۔۔تو اسکی نا سمجھی میں کہی گئی بات پر اسکے چہرے پر گردش کرتے زارون سکندر خان کے ہاتھ کی انگلیوں کی حرکت یکدم سے تھمی۔۔

یہ تو طے تھا کہ وہ دراب خان اور حریم خان کو اپنی بیوی کا دماغ خراب" کرنے پر چھوڑنے والا تو ہر گز نہیں تھا۔۔

مینے تم حریم کی باتوں کو سئیریس مت لیا کرو۔۔وہ بس ایسے ہی کہہ رہی" تھی۔۔ایک اور بات یاد رکھنا۔۔کچھ بھی ہو جائے تم حویلی میں اکیلے نہیں گھومو گی۔۔

واپسی پر بھی پاشا کے ساتھ آؤ گی۔۔

کوئی یہ کہے کہ اسے میں نے بھیجا ہے تمہیں لانے تم کسی بھی قسم کی باتوں پر "!!یقین مت کرنا۔۔۔

وہ اس کا خوبصورت چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بے حد نرمی اور محبت سے اسے سمجھا رہا تھا۔

جو بڑی توجہ اور غور سے اسکی بات کو سن رہی تھی۔۔زارون سکندر خان کبھی بھی اسے اکیلے بھیجنا نہیں چاہتا تھا مگر اب حالات ایسے تھے کہ اسے انعم سعید کے پاس جلد از جلد پہنچنا تھا۔۔

اور دوسرا وہ گل مینے خان کو کبھی اکیلا اس حویلی میں بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا

۔۔

ٹیک کیئر!!"اسکی پیشانی چومتے وہ محبت اور نرمی سے بولا۔۔"

گل مینے خان الجھن زدہ سی نظروں سے اسکے پشت کو دیکھتے ناسمجھی سے کندھے اچکا گئی۔

★★★★★★★★★★★★

ماہ رخ کی بہن ہو ناں تم!!"لان میں کھڑی کسی گہری سوچ میں ڈوبی" سیماب آفندی خدیجہ کی آواز پر یکدم سے چونک کر پلٹی۔۔

اسنے حیرت زدہ سی نگاہوں سے اس لڑکی کو دیکھا۔جب سے وہ اس حویلی آئی تھی۔بہت کم ہی کسی نے اسے سیدھے منہ بلایا تھا ویسے بھی وہ خود بھی کسی سے بات کرنے میں انٹرسٹڈ نہیں تھی۔

ہاں تم کون ہو؟"سیماب نے ایک لفظ میں اسے جواب دیتے ساتھ ہی" دوسرا سوال پوچھا۔"خدیجہ نے لب دبائے بغور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ میں اس حویلی کی نواسی ہوں۔۔یعنی یہ حویلی میرے نانا کی ہے!!"وہ انگلی" سینے پر جمائے گہری سانس بھرتے بولی تھی۔

یہ جانے بنا کہ دو نیلی آنکھیں کافی دیر سے ان دونوں پر گڑھی ہوئی تھیں۔ سینے پر ہاتھ باندھے وہ پردے کی اوٹ سے چھپ کر ان دونوں کو دیکھ اور سن رہی تھی۔

اس حویلی والوں نے اسے کان لگانا بھی سکھا دیا تھا۔۔یہاں اسکا ہر قدم آگ کے لپٹوں کے اوپر تھا۔نوکیلے خاردار کانٹے اسکے راہوں میں بچھے پڑے تھے ۔جن سے دامن بچا کر اسے اسال آغا شاہ کو بنا کسی ضرر کے حاصل کرنا تھا۔

وہ اب اسکا شوہر تھا اسکے بچے کا باپ۔۔اور محمل قریشی بھلے ہی اس سے محبت ناں کرتی ہو۔ مگر اس پر حق جتانا وہ بخوبی جان چکی تھی۔

اسال سے محبت کرنے لگی ہو نا تم!!"خدیجہ نے رازداری سے اسکے" قریب جھکتے کہا تھا۔

سیماب کی آنکھیں حد درجہ پھیلی اپنا راز یوں افشاں ہو جانے کا خوف اس کے چہرے پر صاف ظاہر تھا۔

محمل کا دل چاہا کہ کوئی واز اٹھا کر ان دونوں کا سر پھوڑ دے۔جو ہاتھ دھو کر اس کے شوہر کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔

نن نہیں تو!!"سیماب نے تھوک نگل کر بمشکل سے کہتے رخ پھیر" ڈالا۔۔۔

خدیجہ ہنس پڑی۔۔شرماؤ مت یار۔۔۔ویسے اسال آغا شاہ کو پانا مشکل تو ہے "!!مگر ناممکن نہیں۔۔۔تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں

خدیجہ نے آنکھیں مٹکا کر سرگوشی نما لب و لہجے میں کہا۔

مگر وہ تو شش شادی شدہ!!"سیماب سے جملہ پورا کرنا مشکل ہو گیا۔۔"

خدیجہ گہرہ ہنسی تھی۔۔ارے وہ۔۔۔۔وہ لڑکی اسکی بیوی نہیں۔۔بس کچھ ماہ کیلئے اسکی زندگی میں آئی ہے۔۔تم چاہو تو ہم دونوں مل کر اس حویلی پر راج کر سکتی ہیں۔۔

خدیجہ نے مکاری سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔سیماب سرد نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔یہ ایک رات جس طرح سے اس نے گزاری تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔محبت کا احساس ہو جانے کے بعد اتنی آسانی سے اس محبت "کو کھونا کہاں آسان تھا اس کے لئے۔۔

کیسے؟؟"محمل یک ٹک سرد نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔"

اسے شک نہیں پورا یقین تھا۔۔خدیجہ نا صرف اس کی بلکے روپ شاہ کی بھی زندگی اجاڑنے کی بھرپور کوششوں میں مگن تھی۔۔

یہاں نہیں کمرے میں چلو۔۔!!"سنجیدگی سے کہتے خدیجہ وہاں سے مڑ گئی"

۔۔

جبکہ محمل گہری سانس بھرتے واپس مڑی تھی۔۔

کمرے میں داخل ہوتے وہ مسلسل ان دونوں کے بارے میں سوچ رہی تھی

۔کچھ سوچ کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔۔

شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے۔۔ایسے میں پوری حویلی میں خاموشی کاراج تھا۔۔ سیڑھیوں کی طرف بڑھتے اسکے قدم بدر عالم شاہ کو دیکھ بے ساختہ ہی تھمے۔

وہ بیگ کندھے پر ڈالے کہی جانے والا تھا۔۔۔

چھوٹے سائیں!!" محمل اسکے ارادے بھانپتے ایکدم سے بولی۔۔"

ثمینہ شاہ جو صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھی بدر کو شہر کیلئے جاتا دیکھ پر سکون ہوئی تھی۔۔اب محمل کے روکنے پر وہ دونوں پاؤں چارپائی سے نیچے اتارتے محتاط سی ہوئی۔۔

جی بھابھی۔۔۔"بدر نے احتراماً نظریں جھکا کر کہا۔۔وہ محمل کو وہی عزت" وہی درجہ دیتا تھا جو وہ ماہ رخ آفندی کو دیا کرتا تھا۔۔

مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے!!" محمل نے گہری سانس بھرتے کہا۔۔تو بدر اسکے پیچھے ہی دوبارہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔

اللہ اللہ کر کے وہ روپ کو بدر سے دور کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔اب اس محمل کا اچانک آنا انہیں کسی انہونی کا احساس دلا رہا تھا۔۔

روپ دوپہر سے اپنے کمرے میں بند تھی۔۔بدر عالم شاہ کی ہر کوشش" ناکام گئی تھی۔۔اسی لئے وہ غصے اور ناراضگی میں حویلی چھوڑ کر شہر جا رہا تھا

۔۔

تھوڑی ہی دیر میں بدر نیچے اترا۔۔محمل اوپر ریلنگ کی قریب کھڑی اسکی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔

جو سیدھا باورچی خانے میں گیا۔۔

ثمینہ شاہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھیں۔اختر سامان گاڑی میں رکھو

"۔۔

لاونج میں جاتے وہ سنجیدگی سے بولا تو ایک سمت کھڑے اختر نے اسکا بیگ پکڑا۔۔چابیوں کا گچھا تھامے وہ سیدھا روپ کے کمرے کی طرف گیا۔۔

دروازہ باہر سے کھولتے وہ سرد چہرے سمیت اندر داخل ہوا۔۔

ثمینہ شاہ سفید پڑتے چہرے سمیت یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔"

چھوڑیں مجھے عالم۔۔۔ چھوڑیں۔۔مجھے نہیں جانا!!"وہ اسے زبردستی گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ باہر لایا تھا۔۔

ثمینہ شاہ تو گھبرا کر آگے بڑھی۔۔۔بدر کہاں لے جا رہے ہو اسے۔۔وہ بکھری حالت میں بدر عالم شاہ کی شال میں لپٹی روپ پر ایک نفرت آمیز نگاہ ڈالے تڑپ کر بولی۔۔

بدر نے گہری سانسیں بھرتے ماں کو دیکھا۔۔

اماں سائیں پریشان ناں ہوں۔۔کچھ دنوں تک میں واپس لے آؤں گا"

انہیں۔۔۔!!"لب بھینچ کر کہتے وہ اسے پھر سے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

شور کی آواز سن کر آباد شاہ، نفیسہ شاہ سبھی لاونج میں آئے تھے۔ مگر بدر کو روکنے کی کوشش کسی نے بھی نہیں کی۔ کیونکہ حویلی کے اصولوں کے مطابق میاں بیوی کے معاملات میں کوئی تیسرہ قطعی مداخلت نہیں کر سکتا تھا

۔۔

گاڑی سیاہ روش پر چلتی اب حویلی کے گیٹ سے باہر نکل گئی۔۔

جبکہ ثمینہ شاہ کسی جلتی ہوئی بھٹی کی طرح مڑی دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچے وہ قہر برساتی نگاہوں سے محمل قریشی کو دیکھے گئی۔۔

جس نے داہنی آنکھ ونک کرتے دونوں ہاتھ جھاڑ کر ان کے جلے پر پٹرول چھڑکا۔۔

اڑلو جتنا اڑنا ہے کم ذات لڑکی۔۔ صرف کچھ دن۔۔۔ تمہیں تمہاری "

"!!اوقات یاد ناں دلادی تو میرا نام بھی ثمینہ شاہ نہیں۔۔۔۔

محمل کے چہرے کو نظروں میں بھرے وہ جلے دل سے خود سے عزم کرنے لگی۔۔

★★★★★★★★★★★★

تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟" حورب کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بے سکون سی بیٹھی تھی۔زرغان خون اسکے سرد چہرے کو دیکھ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی حویلی سے لوٹا تھا۔

اور جو خبر وہ لایا تھا۔

حورب کیلئے اس پر یقین کر پانا ناممکن سا تھا۔

دراب خان کبھی مر کر بھی میرے ساتھ دغابازی نہیں کر سکتا۔۔۔اگر" زارون سکندر خان کہہ رہا ہے کہ حریم خان اغواہوئی تھی تو یقیناً وہ اغواہوئی " ہو گی۔

پچھلے آدھے گھنٹے میں وہ پہلی بار بولی تھی۔۔زرغان اسے سرد نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔۔

"مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ سب حریم اور دراب خان کا پلین ہے۔ہو سکتا ہے وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہو اور حریم کو پسند کرتا ہو۔۔!!"

زرغان خان آگ کی جلتی ہوئی بھٹی میں جل رہا تھا۔۔حریم خان پر کسی دوسرے کا حق اسے بری طرح سے بے سکون کر رہا تھا۔۔

"مگر اس بار وہ سوچ چکا تھا کہ وہ عزت سے اسے اپنائے گا ہر گز بھی نہیں۔۔وہ اسے چھین لے گا پھر چاہے مقابل زارون سکندر خان ہو یا پھر دراب خان!!"

"ایسا نہیں ہو سکتا زرغان خان۔۔میں حویلی گئی تھی ضرار پاشا خان کے ولیمے کی رسم پر۔۔۔اور وہاں پر ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا میں نے۔۔۔مگر حریم،دراب خان کو لالا کہہ رہی تھی۔

مطلب بلکل صاف ہے۔کہ وہ لڑکی یادراب خان پہلے سے انوالو نہیں

"!!۔۔

حورب نے سنجیدگی سے کہتے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں موندی۔

دراب خان پانچ سالوں سے اسکا شوہر تھا دلی وابستگی ناں سہی جس قدر پیار اور عزت اس نے دیا تھا حورب کا اس کا نکاح کرنا چونکا گیا۔۔دوسرا وہ حریم اور دراب کے نکاح کے حق میں اس لئے بھی نہیں تھی۔

کیونکہ وہ زارون سکندر خان کو جلد از جلد اپنا بنانے والی تھی اور وہ دراب خان یا حریم کے رشتے کی وجہ سے سکندر کو خود سے بدگمان ہر گز نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مگر اب وہی ہوا تھا جو وہ نہیں چاہتی تھی۔۔حریم خان کا نکاح دراب خان سے ہو چکا تھا۔۔اب اسے واپس حویلی جانا تھا۔۔وہ بھی جلد از جلد !!"

★★★★★★★★★★★★

حالات دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں۔۔آبادشاہ!!ایسا کرو کل سبھی"
"!!سربراہان کو ڈیرے پر بلالو۔۔ہم مل بیٹھ کر کوئی راستہ نکالیں گے۔۔۔
رات کے کھانے پر اسال آغاشاہ بھی حویلی پہنچ چکا تھا۔دن کو جو لاش ملی تھی
وہ ایک لڑکی تھی۔
جسے بری طرح سے بربریت کا نشانہ بناتے موت کی گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔۔
اسی وجہ سے اسال آغاشاہ کا سر بری طرح سے درد کر رہا تھا وہ کھانا کھانا نہیں
چاہتا تھا مگر کھانے کی بے حرمتی کی ہمت بھی نہیں تھی۔۔
آغاجان اور آبادشاہ دن بدن گاؤں کے سنگین ہو رہے حالات پر ایک
دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔بدر عالم شاہ اور روپ شاہ شام سے ہی شہر
کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔۔ثمینہ شاہ تو بڑی مشکل سے کھانے کے لقمے
ذہر مار کر رہی تھی۔

السلام علیکم!!"معاسیماپ اپنے کمرے سے نکل کر آئی۔۔اسکے سلام" کرنے پر سب نے اسے کاٹ دار نظروں سے گھورا۔۔شاہ حویلی میں باہر سے آئے کسی بھی ایرے غیرے کو کوئی خاص عزت دینا اپنے آپ پر لازم نہیں سمجھتا تھا اور ماہ رخ کی بہن کی عزت کرنا تو ویسے بھی کسی کے لیے ضروری ناں تھا۔۔

وعلیکم السلام آؤ آؤ سیماپ بیٹھو کھانا کھالو۔۔۔!"خدیجہ مسکرا کر خوش دلی سے بولی۔۔تو ثمینہ شاہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔۔وہ خدیجہ کے خرافاتی ذہن سے بخوبی واقف تھی۔۔

اگر وہ سیماپ سے پیار سے پیش آرہی تھی تو یقیناً کوئی ناں کوئی بڑی بات ہی تھی۔

سیماپ ذرا سا ہچکچائی۔۔اور پھر اسال آغا شاہ کے ساتھ والی حالی کرسی گھسیٹ کر وہاں بیٹھی۔

نفیسہ شاہ نے کندھوں پر موجود شال درست کرتے بڑے غیر محسوس انداز میں اس لڑکی کو دیکھا۔۔

آغا کے ساتھ اسکا بیٹھنا انہیں بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

اسال لب بھینجے پلیٹ میں چمچ گھما رہا تھا۔ جبکہ خدیجہ ،اور سیماب تو بڑے " مزے سے کھانے میں مشغول تھیں۔

معاسیڑھیوں پر سے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے خدیجہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔

تو اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی۔۔ سکن کلر کی شلوار قمیض پہنے سر پر سکن دوپٹہ اوڑھے، محمل قریشی اعتماد سے چلتی اس طرف آئی تھی۔۔

اسکا سحر انگیز حسن دیکھ خدیجہ کو اپنا آپ جلتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ چمچ مضبوطی سے مٹھی میں دبوچ گئی۔۔

سائیں۔۔مجھے بھوک لگی ہے!!" وہ ڈائننگ میز سے ذرا دور رکتے حسین " چہرے پر ڈھیروں معصومیت سجائے بولی۔۔

توآغا جان سمیت ہر کسی نے کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا۔۔۔
آغا جان کی آنکھوں کی سرخی بڑھی تھی۔۔سیماب کا منہ کی طرف جاتا نوالے والا ہاتھ یکدم سے تھما۔۔

جبکہ اسال آغا شاہ تو فوراً سے اسے دیکھتا جگہ سے اٹھ کر اسکی طرف بڑھا۔۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ محمل کے خوبصورت ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ امڈی۔۔

وہ نیلی آنکھوں میں عجب سے رنگ سمیٹے اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ دور سے ہی اپنا محملی ہاتھ اسکی طرف بڑھا گئی۔۔

اسال نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔کمرے میں کیا کر رہی ہو تم۔۔ چلو آؤ میرے ساتھ!!"ماتھے پر دو بل سمیٹے وہ اسے ساتھ لگائے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔

ٹینشن کے سبب اسے خود بھی محمل کا خیال نہیں رہا تھا اور اب اپنے آپ پر بے حدّ غصہ بھی آیا تھا۔کیسے وہ اسے بھول کر کھانا کھا سکتا تھا۔

میز پر بیٹھے کئی لوگوں کے چہرے پر ناگواری پھیلی تھی۔۔

جبکہ محمل قریشی کا اعتماد کمال کا تھا۔۔مجھے آپ کے ساتھ بیٹھنا ہے سائیں!!"جلتی آنکھوں سے سیماب آفندی کو دیکھ وہ ہونٹ پھیلائے بولی۔۔تو اسال نے سر اثبات میں ہلایا۔

سیماب پلیز تم دوسری کرسی پر چلی جاؤ۔۔۔!!"آغا جان لبوں پر ہاتھ ٹکائے اپنے پوتے کو گھور رہے تھے۔۔جس نے رن مریدی کے ہر ریکارڈ میں اپنا الگ ہی مقام بناڈالا تھا۔

سیماب دھواں دھواں ہوئے چہرے سے محمل کو گھورتے ہوئے کرسی سے اٹھی۔۔احساس توہین سے اسکا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔

آغا جان میز پر سے اٹھے تن فن کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

جبکہ اسال اب اپنی نشست سنبھالتے محمل کیلئے پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔۔

خدیجہ سرخ نظروں سے محمل قریشی کو گھورتے اپنی نشست سے اٹھی ایک ایک کرتے سبھی وہاں سے جا چکے تھے۔۔

اسال آغا شاہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ محمل کیلئے سب کے ایسے سخت رویے نے اسے کافی ہرٹ کیا تھا خصوصاً اسے نفیسہ شاہ سے ایسے رویے کی ہر گز بھی امید نہیں تھی۔۔

محمل کے پکارنے پر وہ اپنی سوچیں جھٹکتے اسکی طرف متوجہ ہوا۔جو بریانی کا ڈونگا مانگ رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

آپ اندر آجائیں شاہ صاحب مولانا صاحب آپ کا انتظار فرما رہے ہیں"

۔۔۔!!"ایک انیس بیس کا نوجوان لڑکا مسجد کے احاطے میں داخل ہوتے

سامنے ایک طرف بیٹھے شایان شاہ سے مخاطب ہوا۔۔

جس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔کپڑوں کی شکنیں درست کرتے وہ ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔اس لڑکے کے پیچھے چلتے وہ اندرونی طرف بڑھا۔۔

مولانا صاحب نماز سے فارغ ہو کر ایک طرف بچھی چٹائی پر بیٹھے تھے۔۔
اسے دیکھ کر مبہم سا مسکرائے۔۔نورانی چہرے پر سفید داڑھی کافی پر کشش لگ رہی تھی۔

شایان نے جھک کر ادب سے انہیں سلام کیا۔اور ایک طرف ان کے قریب بیٹھا۔۔دو چار آدمی اور بھی بیٹھے تھے جو یقینا اپنا اپنا مسئلہ لے کر ہی خاضر ہوئے تھے۔

آیئے شاہ صاحب کافی دنوں سے آپ ملنا چاہ رہے تھے معافی چاہوں گا۔میں کچھ ذاتی مسائل کے سبب اپنے گھر گیا ہوا تھا۔

مولانا صاحب نے شفقت سے بھرپور لب ولہجے میں بات کی تو شایان نے لب کچل ڈالے۔

الہ دین شاہ کے کہنے پر وہ یہاں آ تو گیا تھا مگر اب اپنا مسلئہ بیان کرتے اسے دقت محسوس ہو رہی تھی۔۔

دراصل مجھے آپ سے دین کے مطابق رہنمائی چاہیے مولانا صاحب۔۔۔"

گہری سانس بھرتے وہ کچھ لمحوں کے بعد بولا۔۔تو مولانا صاحب نے سر ہلاتے اسے بات جاری رکھنے کا کہا۔

دراصل میں نے پچھلے ماہ غصے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔۔اور" اسکے اگلے ہی دن میری مطلقہ کا نکاح اسکے بھائی نے اپنے چچازاد بھائی سے کروادیا۔۔جب پنچایت میں اس بات پر اعتراض اٹھایا گیا تو اسکے بھائی نے جھوٹ بول دیا کہ طلاق تین ماہ پہلے ہوئی تھی۔میں جھوٹ بول رہا ہوں !!"۔۔

الہ دین شاہ اور شایان شاہ نے اب کی بار اسال آغا شاہ کو ذلیل ورسواء کرنے کا پورا پلین بنا رکھا تھا بس ایک بار وہ مولانا صاحب کی طرف سے روپ دلاور شاہ کے نکاح کے غلط ہونے کی تصدیق کر لیتے اسکے بعد وہ بآسانی اسال کو شکست دے سکتے تھے۔۔

کیونکہ اسال آغا شاہ نے اپنے منہ سے قبولا تھا کہ روپ کی طلاق تین ماہ پہلے ہوئی ہے حالانکہ روپ اسی حویلی میں رہتی آرہی تھی۔

یہ بات حویلی کے ملازمین تک گواہی میں بتا سکتے تھے۔۔

مولانا صاحب نے بغور اسے دیکھا اور گہری سانس بھرتے دونوں گھٹنوں پر " ہاتھ جمائے۔

اول تو شوہر ایک ساتھ تین طلاقیں دے دے تو بیوی اس شوہر پر حرام ہو جاتی ہے شاہ صاحب۔۔اور ایسی عورت پر تین ماہ کی عدت پوری کرنا لازم ہے۔۔۔

جو کچھ آپ بتا رہے ہیں۔۔ایسی صورتحال میں یا تو یہ دوسرا نکاح غلط ہے یا پھر ہو سکتا ہے وہ شرعی لحاظ سے حلال ہو۔۔۔ "!!

وہ کیسے مولانا صاحب۔۔۔! "شایان شاہ نے چونک کر انہیں دیکھتے بیچ میں ٹوکا۔۔

وہ سر ہلاتے مبہم سا ہنسے۔۔

"!! رخصتی کے فورا بعد کیا آپ کی بیوی آپ کے کمرے میں گئی تھی۔۔"

مولانا صاحب کے سوال پر شایان شاہ کی زبان پر قفل سا پڑ گیا۔

کتنے سال نکاح رہا آپ کا۔۔۔؟؟"اسکا فق چہرہ دیکھ مولانا صاحب نے

دوبارہ سے سوال کیا۔۔

ڈیڑھ سال!!"اب کی بار رومال سے پسینہ صاف کرتے شایان شاہ نے"

تھوک نگلتے ہوئے بتایا۔

کیا آپ اور آپ کی بیوی کے درمیان کوئی تعلق استوار ہوا۔۔اس عرصے"

"میں۔۔۔؟

مولانا صاحب کے سوال پر شایان نے بے ساختہ سر نفی میں ہلا ڈالا۔۔

دیکھیں شاہ صاحب۔۔اگر ایک لڑکی نکاح کے بعد رخصت ہو کر اپنے شوہر

کے گھر چلی جائے۔۔اور اسکا شوہر چاہے اس سے حق زوجیت ناں لے۔۔

مگر پھر بھی اگر ان پر حالت صحیحہ عائد ہو جائے تو اس لڑکی یا عورت پر عدت

لازم ہے۔۔(حالت صحیحہ سے مراد بنا کسی مانع (تیسرے فرد) کی موجودگی میں ایک کمرے میں ملاقات ہونا)۔۔

کیا آپ اور آپ کی بیوی کی کبھی بھی اکیلے کمرے میں سب کی غیر موجودگی میں کوئی ملاقات ہوئی۔۔۔؟"

مولانا صاحب کے سوال پر شایان شاہ کی آنکھوں کے پردے پر پورے ڈیڑھ سال لہرائے۔

وہ تو اسے سرونٹ کوارٹر میں رکھتا تھا۔۔اس سے ملاقات تو دور وہ اسے دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا کیونکہ حویلی میں اسکی پہلی بیوی اسکے بیٹے کی ماں موجود تھی۔۔

جو چاہ ہونے کے باوجود بھی شایان شاہ کے پیروں کی بیڑیاں بنی رہتی تھی۔

شایان شاہ نے سر بے اختیار نفی میں ہلا ڈالا۔۔

اسکا مطلب صاف ہے شاہ صاحب۔۔جس کسی نے بھی اس لڑکی سے نکاح کیا ہے وہ آپ کے اور اسکے درمیان کے رشتے کو کافی باریک بینی سے جانتا تھا

۔۔

وہ جانتا تھا۔عدت واجب نہیں ہوئی۔۔۔اسی لئے اس نے اس لڑکی کو نکاح "!!میں لے لیا۔۔

شایان شاہ درد سے پھٹتے سر سمیت جبڑے بھینچ کر ان کی ساری گفتگو سن رہا تھا۔۔

ایک بار پھر سے اسے اسال آغا شاہ کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی۔۔

وہ جتنا مرضی اس مدعے کو اچھالتا۔۔اس میں اسکا سارا کردار پاش پاش ہو جاتا۔اسکا ایک ایک جھوٹ کھل کر سامنے آجاتا۔۔اور شاید اسال آغا شاہ اپنی ہڑپ کی زمینوں کا مطالبہ کر کے اسے ساری دنیا میں ذلیل و خوار کر دیتا۔۔۔

آپ کا بہت بہت شکریہ مولانا صاحب۔۔۔!!"شایان نے بمشکل سے مسکرا کر کہا۔۔انہیں خدا حافظ کہتے وہ بے دلی سے مسجد کے احاطے سے باہر نکل گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

گل مینے خان اور نعمت شاہ دونوں ہی ضرار پاشا خان کی ہمراہی میں چھوٹی حویلی میں داخل ہوئی۔۔

ضرار پاشا کی نگاہیں بار بار بھٹک کر نعمت شاہ پر اٹک رہی تھیں۔جو ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائے،دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو دو کنگن ڈالے، ایک انگوٹھی اور گلے میں خوبصورت مالا سیٹ پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی

۔۔

نور کو اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی اس نے۔۔

کیونکہ وہ اب تک دونوں باپ بیٹی سے ناراض ہی تھی۔۔گل بیٹا آپ حریم کے پاس جاؤ مجھے کچھ کام ہے آپ کی بھابھی سے!!" وہ لاؤنج میں قدم رکھتے سنجیدگی سے بولا۔۔

تو گل مینے خان سر اثبات میں ہلاتے دراب خان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔جاتے جاتے وہ نور کو بھی ساتھ لے گئی تھی کیونکہ حریم اسے بہت مس کر رہی تھی۔ضرار پاشا گہری سانس بھرتے ایکدم سے پلٹا۔۔

نروٹھے پن سے کھڑی اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ وہ لب دبائے اسے بازوں سے پکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے ایک دیوار کی طرف بڑھا۔

پاشا خان مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔چھوڑو مجھے!!نعمت اسکی جارخانہ" گرفت پر بری طرح سے مچلی۔

اسکے احتجاج کو وہ بنا خاطر میں لائے آگے بڑھ رہا تھا جب اچانک سامنے سے آتی دو خواتین کو دیکھ نعمت کی بڑی بڑی آنکھیں ایکدم سے پھیلی۔

ضرار پاشا خان کو ناچاہتے ہوئے بھی نعمت کے بازو پر گرفت نرم کرنا پڑی کیونکہ وہ دونوں ہی خاندان کی عورتیں تھی۔۔ان کے سامنے نعمت کے ساتھ سختی کرنے کا مطلب پورے خاندان میں ڈھنڈورا پیٹنا۔۔

پاشا خان۔۔۔ماڑا دولہن تو تم بلکل اپنا جیسا خوبصورت لایا ہے۔۔ مگر محمل" جیسا بات تو نہیں ہے اس میں۔۔وہ تو اتنا خوبصورت تھا کہ جو دیکھے وہ ہوش گنوادے!!"

ان میں سے ایک عورت نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ضرار پاشا نے جبڑے بھینچے جبکہ نعمت کے دل میں جلن کی آگ بھڑکی آنکھیں بے ساختہ ہی مزید بھیگی تھیں۔

ہاں اور ہم نے تو سنا ہے اس کا بیٹی بھی ہے۔خان تم نے ایک بیوہ سے شادی کیا ہے۔۔!!"

اب کی بار دوسری عورت نے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا۔

ہمارے معاشرے کا یہی المیہ ہے کہ جہاں کوئی کنوارہ لڑکا کسی بیوہ کا ہاتھ تھامے۔۔وہیں اسے مختلف طریقوں سے اسکی غلطی کا ادراک کرایا جاتا ہے

۔

حالانکہ ہونا تو ایسا چاہیے کہ ایسے لڑکوں کی ہمت کی داد دی جائے۔۔ان کا حوصلہ بڑھایا جائے کہ جو انہوں نے کیا وہ کوئی نہیں کر سکتا۔

آپ سے کس نے کہہ دیا کہ نعمت پاشا خان بیوہ ہے؟؟اسکے سوال پر جہاں نعمت سوں سوں کرتی بھیگی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھے گئی وہی وہ عورتیں تعجب زدہ سی ہوئی۔

یہ پہاڑوں میں رہنے والی ایک قاتل حسینہ ہے۔جہاں میں نوکری کرتا ہوں" وہاں اس پر نظر پڑی تو میں اس کے حسن کا دیوانہ ہو گیا۔۔اور ہم نے وہی چوری چُھپے شادی کر لی۔۔ویسے بھی ٹھنڈے علاقے میں شادی کا اپنا ہی مزہ ہے کیوں خانم!؟"

اسکے بے باک جملے پر نعمت کا سر شرم سے جھک گیا چہرہ آگ کی بھٹی کی طرح سرخ پڑ گیا۔

وہ دونوں عورتیں حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھی۔ان کے چہرے پر تناؤ سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں پاشا خان کا جواب بلکل پسند نہیں آیا۔۔

"اتنے سالوں تک ہم وہاں رہ رہے تھے اب نور آئینہ۔۔میری بیٹی تھوڑی چھوٹی ہے وہاں کا موسم میری شہزادی کیلئے نقصان دہ ہے۔۔

بس اسی لیے ہم یہاں واپس آئے۔۔

'چلوز قند خان!!"ان میں سے ایک عورت سرخ چہرے سے دوسری کو مخاطب کرتے وہاں سے جانے لگی۔۔

"وہ یہ بات سارے گاؤں میں پہنچا دیجئے گا محترمہ آپ کی مہربانی ہو گی!!" پیچھے سے ہانک لگاتے بولا۔۔

تو وہ دونوں عورتیں جلتی کڑھتی ایک کمرے میں گھس گئی۔۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے نعمت کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہی تھی۔اسے دوبارہ سے اپنے نزدیک کرتے وہ ایک کونے میں لے گیا۔

ہمممم۔۔ تمہیں ذرا خیال نہیں خانم۔۔ بھری محفل میں یوں ہونٹ رنگ " کر کون آتا ہے بھلا،،!!"اسے دیوار سے لگاتے وہ سنجیدگی سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔

نعمت آنکھیں پھیلائے اسے غصے سے گھورنے لگی۔

آپ کو اس مطلب نہیں ہونا چاہیے!!" وہ اسے رومال نکالتے دیکھ بھڑک " اٹھی،اسکی آنکھوں میں وارننگ دیکھ ضرار پاشا نے ایبرو اچکاتے اسے گھورا

۔۔

سارا مطلب تو مجھے ہی ہے ناں خانم۔۔اب یوں سرعام کوئی ایسی ویسی " حرکت کر دی تو تم خواہ مخواہ میں شرمندہ ہوتی پھرو گی۔۔!!"دایاں ہاتھ دیوار پر اسکے قریب ٹکائے وہ بائیں ہاتھ میں رومال پکڑے اب نرمی سے اسکے ہونٹوں لگی سرخ لپ اسٹک کو رگڑنے لگا۔۔

نعمت جھنجھلا کر اسے دور کرنے لگی۔۔جس نے تنبیہی نگاہوں سے اسے گھورا ۔۔جس کے سبب نعمت بھیگی آنکھوں میں ڈھیروں شکوہ اور غصہ لئے اسے گھورتی رہ گئی۔۔

کتنے شوق سے اسنے لپ اسٹک لگائی تھی ایک مدت کے بعد اپنے ہونٹوں پر یہ رنگ لگایا تھا جسے اس ظالم شخص نے بے دردی سے صاف کر دیا۔۔

ضرار اسکی آنکھوں میں غصہ، نفرت دیکھ لب دبائے رومال جیب میں رکھ گیا۔۔

آپ نے اچھا نہیں کیا پاشا خان میں نے اتنی خوشی سے لگائی تھی لپ اسٹک!!"

وہ بچوں کی طرح ہونٹ پھیلائے کہتی اب ہچکیوں سے رونے لگی۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ ضرار فورا سے نرم پڑا۔۔ہڑبڑا کر اسے کھینچتے اسنے نرمی سے سینے سے لگایا۔

تمہاری خوشی سر آنکھوں پر خانم۔۔۔مگر تم اس معصوم بندہ بشر کا دل"
" جلانے کی کوشش کرو گی تو بدلے میں یہ سب کچھ تو ہو گا۔۔
کندھے اچکا کر کہتے اسنے داہنی آنکھ ونک کی۔۔تو نعمت اسے غصے سے گھورتے رخ پھیر گئی۔

نور کا خیال رکھنا میں اِدھر ہی ہوں کوئی بھی پریشانی ہو مجھے بلا لینا۔۔۔!""
ہاتھ کی پشت سے اسکے سرخ گال کو چھوتے وہ نرمی سے پیشانی پر بوسہ دیے اس سے دور ہٹا۔۔نعمت اپنی بے ہنگم ہوئی دھڑکنوں سے پٹ سے آنکھیں کھولتے اسے دیکھنے لگی۔۔

مگر ضرار پاشا خان وہاں تھا ہی نہیں۔۔۔!!گہری سانس بھرتے وہ اپنے آپ کو کمپوز کرتے حریم خان کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ مسلسل اسے کھاتا دیکھ رہا تھا۔جو اطمینان سے کھانا کھا رہی تھی۔چہرے سے یہ پڑھ پانا مشکل تھا کہ وہ پریشان ہے یا نہیں۔۔۔

اسال جاننا چاہتا تھا کہ اب وہ کیسا محسوس کر رہی ہے۔اپنی اولاد کو لے کر اسکے خیالات اسکی سوچ وہ سب کچھ جاننا چاہتا تھا مگر اس کے لئے اسے یہاں نہیں کمرے میں بات کرنا تھی۔۔

بس۔۔۔!!آخری نوالہ لیتے وہ ہاتھ جھاڑتے بولی تو اسال آغا شاہ کے ہونٹوں پر بے ساختہ ہی مبہم سی مسکراہٹ ابھری۔۔

محمل ناسمجھی سے اپنے نیلے نین کٹورے پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

جس نے ہاتھ بڑھاتے نرمی سے اسکے ہونٹ کے کنارے کو صاف کیا۔۔

اسکی حرکت پر وہ سٹپٹا کر نظریں پھیر گئی،،شرم وحیا سے دہکتے عارض بے ساختہ ہی جھکے تھے۔

اسال نے گہری سانس بھری۔۔کرسی سے اٹھتے اپنے کندھوں سے شال اتارتے محمل کے نازک کندھوں پر برابر کی۔۔

جس نے قدرے چونک کر خود کے قریب جھکے اس خوبصورت مرد کو دیکھا ۔۔وہ اتنا قریب تھا کہ اسکی دہکتی سانسیں محمل کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

موسم کتنا سرد ہے محمل۔اور تم بنا شال کے گھوم رہی ہو۔۔تمہارے ساتھ " ساتھ اب ایک اور ننھی جان جوڑ دی ہے خدا نے۔۔اسکا خیال رکھنا بھی اب تمہاری ذمہ داری ہے۔۔آئندہ کمرے میں بھی اور باہر نکلتے ہوئے بھی تم "!! شال اور جرسی پہنا کرو گی۔

وہ نرمی سے اسے مدہم لہجے میں سمجھاتے پیچھے ہٹا۔۔

"!! نوری۔۔ محمل کیلئے دودھ گرم کر کے کمرے میں لے آؤ۔"

گردن موڑے اسنے پیچھے کھڑی نوری سے کہا۔۔جس نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

اسال آغا شاہ نے اختیاط سے جھکتے محمل قریشی کو بانہوں میں اٹھایا۔۔ جو آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

فل حال سیڑھیاں اترنے اور چڑھنے سے پرہیز کرو۔۔سائیں کی جان۔۔ "

"!!تم بیمار پڑی تو میرا کیا ہو گا۔۔

وہ اسکی پھیلی سمندر سے پر نم دلکش نگاہوں میں دیکھتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔ محمل کا شرمایا ہوا سا روپ اسال آغا شاہ کو مزید بے خود کر رہا تھا۔

سیڑھیاں عبور کرتے وہ کمرے میں پہنچا اسے نرمی سے بستر پر منتقل کرتے وہ کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔

کبرڈ کھولتے ہی اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہاں زیادہ تر کپڑے ماہ رخ آفندی کے تھے۔۔شال جرسی کچھ بھی تو نہیں تھا محمل کیلئے۔۔وہ شاید ماہ رخ کی ہی شال اوڑھا کرتی تھی۔۔

اپنی بے دھیانی پر اسال کو خود پر شدید غصہ آیا۔۔اپنی جیکٹ نکالتے وہ واپس بستر تک گیا۔فل حال کیلئے یہ پہن لو محمل۔۔ صبح ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو

"!!واپسی پر شاپنگ کر لیں گے

وہ نظریں چرا کر سنجیدگی سے بولا۔۔

محمل نے چونک کر اسکے ہاتھ میں موجود سیاہ جیکٹ کو دیکھا جو اسال آغا شاہ کی تھی۔۔

نہیں میں بڑی بیگم کی اوڑھ لوں گی۔۔۔!!"انگلیاں چٹخاتے وہ بمشکل سے" بولی۔۔ماہ رخ کو مخاطب کرتے دوران گلے میں پھندا سا اٹکا تھا۔۔

اسال نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔"بڑی بیگم نہیں تم ماہ رخ کہہ سکتی ہو۔۔رخ کو ویسے بھی اچھا نہیں لگتا تھا کوئی اسے بڑی بیگم یا کچھ اور کہہ کر مخاطب کرے۔ماہ رخ آفندی کے ذکر پر اسکے ہونٹوں پر آسودگی بھری مسکان ابھری تھی۔

محمل نے کن اکھیوں سے اسکے چہرے پر اترتے غم کو دیکھا۔۔جانے کیوں اسکا دل بوجھل پڑ گیا۔

بنا کسی بحث کے اسنے جیکٹ اسال کے ہاتھ سے لیتے پہنی۔۔

اسال آغا شاہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔جواب خاموش تھی۔گہری سانس بھرتے وہ کبرڈ بند کرتے دروازے پر دستک سن وہ دروازے کی سمت مڑا۔۔

نوری دودھ کا گلاس پکڑے کھڑی تھی۔۔اسال نے گلاس اسکے ہاتھ سے لیتے دروازہ بند کر دیا۔دودھ کا گلاس محمل کی طرف بڑھاتے وہ خود اسکے قریب بیٹھا۔۔ محمل خاموشی سے گلاس پکڑتے لبوں سے لگا گئی۔۔

حالی گلاس میز پر رکھتے اسال آغا شاہ اپنی سائیڈ سے بستر پر لیٹا۔۔

محمل جلدی سے بستر میں دبکی رخ دوسری طرف موڑے لیٹ گئی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں کمرہ مکمل تاریکی میں ڈوب گیا۔اسال آغا شاہ نے نرمی سے اسے کمر سے جکڑتے اپنی سمت کھینچا۔۔

جو سیدھا اسکے سینے کا حصہ بنی۔چہرے سے بال ہٹاتے اسال نے نرمی سے اسکے گال پر بوسہ دیا۔۔تو محمل منہ اسکے سینے میں چھپائے آنکھیں موند گئی۔ گھبراہٹ کے سبب وہ ہلکا ہلکا سا لرز رہی تھی۔

آئی ایم سوری محمل اس دن میں تمہیں ڈیرے پر چھوڑ کر چلا گیا۔اچانک سیماب کی کال آئی تھی آنٹی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔ان کے گھر میں کوئی مرد

بھی نہیں۔۔میں چاہتا تھا کہ تمہیں گھر چھوڑ کر پھر جاؤں مگر تم سو رہی تھی

۔۔

اس لئے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔۔پھر میری دوسری غلطی تمہارے لیے سیل فون نہیں لیا تھا۔

یہ دس دن پاگلوں کی طرح تم سے دور گزارے ہیں۔۔تم میرے پاس ناں ہو کر بھی ہر گھڑی ہر لمحہ اس ذہن پر حاوی رہی ہو۔۔!!"

اسکی مدہم سرگوشیاں محمل کے دل میں سکون سا اتار رہی تھی۔

سر اٹھائے وہ اسکے چوڑے شانے پر رکھتے اب اسکی قمیض کے بٹنوں سے چھیڑ خانی کرنے لگی۔۔

سیماپ کون ہے؟؟"وہ جان تو چکی تھی مگر اسال کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔۔

اسال نے نرمی سے مسکراتے اسکی پیشانی چومتے اسے خود میں بھینچا۔۔

ماہ رخ کی چھوٹی بہن ہے۔۔اب اسکا دنیا میں کوئی نہیں۔۔ایک بھائی ہے جو" ملک سے باہر ہے۔اس سے میری بات ہوئی ہے کچھ دنوں تک وہ سارے "کاغذات مکمل کروا کے سیماب کو اپنے پاس بلا لے گا۔

اسال نے گہری سانس بھرتے اسے آگاہ کیا۔۔ویسے بھی وہ اسکی بیوی تھی اس سے کیسی پردہ داری۔۔

محمل نے گہری سانس اسکی خوشبو میں بھری۔۔

سیماب جانتی ہے یہ سب۔۔۔!! محمل نے آنکھیں اٹھائے سنجیدگی سے" پوچھا۔۔

نہیں ابھی تک تو نہیں۔اسکے بھائی نے منع کیا ہے۔۔جس دن اسکی ٹکٹ" "کنفرم ہو گی اسی دن بتا دوں گا۔۔

اسال نے جھک کر اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے کہا۔ محمل سر ہلاتے نظریں جھکا گئی۔۔

سائیں!!" محمل کی مدہم سرگوشی نما آواز پر اسال نے جھک کر اسکی تھوڑی پر بوسہ دیتے چہرہ اسکے بالوں کی جان لیوا خوشبو میں چھپایا۔۔۔

سائیں کی جان ایسے نام لے کر پاگل مت کیا کرو۔۔کیوں ہوش بھلانا چاہتی ہو!!"

محمل اسکے جان لیوا قربت پر اپنی بکھرتی سانسیں بمشکل سے سمیٹ رہی تھی

۔۔

کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟" محمل نے تھوک نگلتے سوال کیا۔۔ "

تو اسال نے آنکھیں پٹ سے کھولی۔۔اسکی آنکھوں میں سنجیدگی سے دیکھتے وہ لب بھینچ گیا۔۔

سوال ہی نہیں اٹھتا۔۔میری شریکِ حیات ہو تم۔۔اسال آغا شاہ مر جائے گا مگر تم سے دستبردار ہر گز بھی نہیں ہو گا۔۔!!"

آغا کے مخمور لہجے میں کہنے پر محمل نے سکون کی گہری سانس بھرتے سر دوبارہ سے اسکے سینے میں چھپا دیا۔۔

کافی دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔۔ کبھی وہ اسکی بات پر کھلکھلا دیتا تو کبھی محمل اسکی شرارت پر سرخ چہرے سمیت کھلکھلا پڑتی۔۔

اسال آغا شاہ کا ہاتھ اسکے سنہری بالوں میں حرکت کر رہا تھا۔۔ تو وہی محمل قریشی اسکے شانے پر سر رکھے بڑے حق سے اس پر حق جتا رہی تھی۔۔

آسمان پر چمکتا چاند ان دونوں کو ایک سنگ خوش دیکھ مسکرا پڑا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★★

"روپ کیا چاہتی ہیں آپ۔۔۔ کیسے راضی ہونگی آپ۔۔۔؟"

دروازہ کھولتے بدر عالم شاہ رات کے تین بجے اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ تڑپ کر اس تک آیا۔۔

وہ جب سے شہر لوٹا تھا روپ اس سے ناراض تھی کھانا تک نہیں کھایا تھا اس نے۔۔عالم تین چار گھنٹے باہر گزار کر آیا تو وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔۔ سیاہ آنکھوں میں رت جگے کی گہری سرخیاں دیکھ بدر عالم تڑپ کر رہ گیا۔۔ باری باری اسکی آنکھوں پر بوسہ دیے اسنے نرمی سے اسے قریب کرنا چاہا۔۔ جو بے حسی سے اس سے دور ہوتے اپنی نم آنکھیں رگڑنے لگی۔

روپ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری محبت مجھ سے ایسے خفا ہو جائے" "!!گی

وہ کرب سے اپنی سبز سرخ آنکھوں سمیت اسے دیکھتا لب کاٹتے ہوئے بولا

۔۔

روپ نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔

میں آپ سے نہیں خود سے خفا ہو بدر عالم شاہ۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ " ایسا کون سا گناہ کر دیا ہے میں نے کہ آپ کی امی مجھے دن رات اذیت دے

رہی ہیں۔۔ماں بننا میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں کب کی یہ خوشی اپنی گود میں بھر چکی ہوتی۔۔

اور اب وہ چاہتی ہیں کہ آپ دوسری شادی کر لیں۔۔میں آپ کو بانٹ نہیں سکتی عالم۔۔۔ایک آپ ہی تو ہیں میرے پاس۔۔اگر آپ نے بھی شادی کر لی تو میرا کیا ہو گا۔!"

وہ آنسوں ہتھیلی سے رگڑتے بیٹھی ہوئی آواز میں بمشکل سے بول رہی تھی

۔۔

بدر نے اسے کھینچتے نرمی سے اپنے سینے کا حصہ بنایا۔۔

محمل ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔روپ اس سے خفا نہیں بس سٹریسڈ ہے۔روپ کو اپنے ساتھ شہر لانے کے فیصلے پر وہ اس وقت محمل کا دل سے شکر گزار ہو رہا تھا۔۔

بدر نے نرمی سے اسکے آنسوں صاف کرتے ان بھیگے نین کٹوروں پر باری باری بوسہ دیا۔۔"

میری محبت اتنی کم ظرف نہیں ہے میری زندگی۔۔بدر عالم شاہ کے لیے "
روپ شاہ کسی نعمت سے کم نہیں۔اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری نہیں کی جاتی
۔۔اولاد ہونا یا ناں ہونا خدا کے اختیار میں ہے۔۔ مگر آپ کو پا کر یہ عالم مکمل
ہو گیا ہے۔۔ کوئی چاہے کچھ بھی کہے آپ کسی کی باتوں سے خود کو اذیت
نہیں پہنچائے گی۔۔
"!! کیونکہ میری زندگی صرف آپ سے شروع ہو کر آپ پر ختم ہو جاتی ہے
روپ شاہ تو اسکے دیے گئے مان پر اس سے لپٹ کر سینے میں منہ چھپائے بے
تحاشہ رو دی تھی۔۔
ثمینہ شاہ نے اسے جس طرح سے ذلیل کیا تھا وہ بھلائے نہیں بھول پا رہی
تھی ان کا سلوک مگر بدر عالم شاہ کی ذرا سی نرمی نے ساری تکلیف کا اثر زائل
کر دیا۔۔
آج کے بعد کوئی آپ سے کچھ بھی کہے آپ مجھ سے شئیر کریں گی اوکے
!"۔۔۔

بدر اسکے بال سہلاتے نرمی سے بولا۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکی اماں سائیں روپ کو پسند نہیں کرتی۔۔شاید روپ کے اس رویے کے پیچھے کہی ناں کہی انہی کا ہاتھ تھا۔

مگر وہ کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا تھا کہ کوئی بھی اسکی بیوی کو ہرٹ کرے ۔۔

دوپہر سے بھوکا ہوں میں کچھ رحم کریں جانم۔۔۔!!"لب دبائے وہ شریر" لہجے میں بولا۔۔

تو روپ فورا اسے اس سے دور ہوئی۔۔۔

کہاں!!"اسے جاتا دیکھ بدر نے اسکا ہاتھ تھام کر پوچھا۔۔"

آپ کے لئے کھانے کو کچھ لاؤں!!"سیاہ آنکھیں پھیلائے وہ جلدی" جلدی میں بولی تو بدر ہنسا۔۔

ایک ساتھ چلتے ہیں۔۔۔وہ اسکا ہاتھ یونہی تھامے اٹھ کھڑا ہوا۔۔"

گہری سانس بھرتے وہ روپ کے ساتھ ہی کمرے سے نکلتے کچن کی طرف بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ لوگ کافی دیر سے باتوں میں مصروف تھی۔۔اس تقریب میں جو چیز سب سے اچھی ہوئی تھی وہ تھا حریم خان کا کمرے تک محدود رہنا۔

دراب خان کے بہت اصرار کے باوجود بھی منہ دکھائی کی رسم نہیں رکھی گئی تھی۔کیونکہ مرجان خاتون پہلے خود بڑی حویلی والوں سے بات چیت کرنا چاہتی تھی۔۔اس کے بعد ہی وہ طے کرنے والی تھی کہ حریم اور دراب کا رشتہ آگے بڑھے گا یا نہیں۔۔۔

چاہے انہیں بے حد خواہش ہی سہی مگر بڑی حویلی والوں کے ساتھ ان کے تعلقات برسوں پرانے تھے۔۔۔

وہ دراب خان کی وجہ سے ان سب لوگوں سے اپنے تعلقات ہر گز بھی بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔۔

مردان خانے میں دراب خان۔۔اسفندیار خان، پاشا خان اور داجان کے سامنے بیٹھا ان کے سوالوں کے جواب بڑے شریف بچوں کی طرح دے رہا تھا۔

حریم تم تھک جاؤ گی مجھے دے دو نوری کو!!"نعمت کب سے حریم کو دیکھ رہی تھی۔۔جو آس پاس کی پرواہ کیے بنا نور کے لاڈ اٹھانے میں مگن تھی۔۔ نور بھی اتنے دنوں کے بعد اسے سامنے دیکھ خوش ہو رہی تھی۔۔حالانکہ مرجان خان بڑی باریک بینی سے اپنی نئی نویلی بہو کو دیکھ رہی تھی۔۔

رہنے دیں بھابھی۔۔اتنے دنوں کے بعد تو اٹھایا ہے میں نے۔۔ویسے بھی آپ تھوڑی دیر میں واپس چلی جائیں گی۔۔!!"

گل مینے خان میٹھے چاول بڑے مزے سے چمچ بھر بھر کر کھا رہی تھی۔۔

مرجان خان نے مسکرا کر حریم اور پھر نور کو دیکھا۔۔

ماڑا بچہ رہنے دو بیٹی کو۔۔۔ ہمارا بہو کو بچے بہت پسند ہے۔ ہمارا خیال ہے اب

"!! جلد ہی ہمارا بھی کوئی پوتا پوتی رونق لگانے آنے والا ہے

فل حال وہ خفگی، غصہ ناراضگی سب بھلا چکی تھی۔۔

ویسے بھی حریم ان کی پسند تھی۔۔ دل سے وہ اسے اپنی بہو کے روپ میں لانا چاہتی تھی۔

اب اگر خدا نے یہ دن دکھا دیا تھا تو کیا مضائقہ تھا کہ وہ دعا ہی مانگ لیتی یا پھر خواہش ہی کر لیتی۔۔۔

گل مینے خان کے حلق میں نوالہ اٹکنے پر پیھندا سا لگا۔۔ چاول حلق میں اٹکے۔ وہ بری طرح سے کھانستے سب کا دھیان اپنی طرف کھینچ چکی تھی۔۔

حریم غصّے سے دانت پیستے اسے گھورے گئی۔ جس نے لب دبائے آنکھ ماری ۔۔ حریم فوراً سے پہلوئں بدل کر رہ گئی۔۔ ویسے بھی وہ جب سے آئی تھی۔ حریم خان کی جان مٹھی میں آئی تھی۔

جس گل مینے خان کو وہ اور دراب خان معصوم سمجھ کر چونا لگاتے آئے تھے آج وہی اسے بلیک میل کر رہی تھی۔۔

اسے بار بار جتا رہی تھی کہ وہ اچھے سے جان چکی ہے یہ سب حادثاتی نہیں بلکہ سوچی سمجھی سازش تھی۔۔

"!!حریم نے اسے آنکھیں نکالی۔ مقصد اسے گل جاؤ پانی پی آؤ۔۔ خاموش رکھنا تھا۔۔

گل سینے کو مسلتے گہری سانس بھرتے مرجان خانم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"!!آنٹی آپ دعا کریں مجھے تو لگتا ہے خوشخبری بس آنے ہی والی ہے"

دانت نکالتے وہ چہک کر بولی۔۔

تو حریم کا چہرہ شرم سے لال پڑ گیا۔۔دل چاہ رہا تھا کہ کوئی گلدان اٹھا کر وہ گل مینے خان کا سر پھوڑ دے۔۔

"!!اللہ تمہارا زبان مبارک کرے گل بیٹا آمین ثم آمین"

مرجان خانم کی تو گویا دلی مراد بھر آئی تھی۔۔

ویسے اب آپ کو احتیاط کرنا ہو گی۔۔رمینا خان واپس آئیں تو اُنہیں نیچے " والے پورشن میں شفٹ کر دیں۔۔۔اب نئی نویلی جوڑی کا اکیلے رہنا تو بنتا ہے!!"

سنہری آنکھیں مٹکا کر وہ بڑی سنجیدگی سے بولی۔۔ حریم کا چہرہ بھاب چھوڑنے لگا۔بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اسکا گلا دبا دیتی۔۔

تم فکر ہی مت کرو گل بچہ۔۔۔اس بدبخت کو تو ہم اپنا بچہ کے آس پاس بھی" ناں بھٹکنے دے گا اب!!"

مرجان خانم پرجوش سی ہو کر بولی۔۔آنے والا پوتا پوتی انہیں دور سے ہی نظر آ رہا تھا بھلا وہ رمینا کو کیونکر اپنی خواہش کے آڑے آنے دیتی۔

گل جاؤ پانی پی لو۔۔۔کب سے بول رہی ہو گلا خشک پڑ گیا ہو ناں تمہارا"
!!"

حریم اسے دوبارہ سے منہ کھولتے دیکھ دانت پیستے ہوئے بولی ساتھ ہی ساتھ اسے گھور کر نظروں سے کمرے سے نکل جانے کا اشارہ بھی کیا۔۔

گل مینے خان اس کے اشارے پر منہ پھلا کر رہ گئی۔

"!!اچھا آنٹی آپ بیٹھئے گا میں بس پانی پی کر آتی ہوں"

وہ اٹھی پلیٹیں اکٹھی کرتے میز پر رکھتے حالی جگ اٹھائے باہر نکلی۔

اسکے جاتے ہی حریم نے شکر کا سانس بھرا تھا۔مرجان خانم اب نعمت سے بات چیت کرنے لگی۔۔۔جو انہیں مختصر جواب دے رہی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

بی بی جی آپ کو خان صاحب بلا رہے ہیں باہر!!" پانی پی کر وہ کمرے میں "
جانے کیلئے مڑی۔۔تو ایک ملازمہ بھاگ کر اس تک آئی۔۔۔
گل مینے خان چونکی۔۔
کون خان!"ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔"
زارون سکندر خان نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ کسی کے بھی بلانے پر وہ باہر نہیں جائے گی باہر جانا تو دور وہ حویلی میں بھی اکیلی نہیں گھومے گی۔
معلوم نہیں بی بی جی۔۔۔!"ملازمہ نے گھور کر اسے دیکھا۔۔گل مینے "
خان کے چہرے سے وہ صاف اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ کسی بھی صورت باہر نہیں جانے والی۔۔
جو بھی ہے ان سے کہہ دیں کہ میرے لالا سے بات کر لے!!"سپاٹ لہجے میں کہتی وہ وہیں سے مڑنے لگی۔۔
جب آگے سے آتی ایک ہٹی کٹی عورت نے اسے بازو سے جکڑتے اسکا رخ موڑ دیا۔۔

اس سے پہلے کہ رخ چیختی اس عورت کا ہاتھ اسکے لبوں پر جم گیا۔

اندر سے باہر نکلنا بے حدّ مشکل تھا اسی لیے وہ لوگ تین گھنٹوں سے انتظار میں تھے۔۔اب جب سب مہمان عورتیں رخصت ہو کر جا چکی تھی تو تب ان لوگوں نے گل مینے کو ٹریپ کرنے کا سوچا۔۔

مگر کام بنتا ناں دیکھ ان دونوں عورتوں نے اسے زبردستی قابو کیا۔۔

بڑی رازداری سے اسے گھسیٹتے ہوئے وہ جلدی سے ایک بند کمرے تک لے گئی۔۔

وہاں پہلے سے موجود آفتاب خان نے جھپٹ کر گل مینے خان کو جکڑا۔۔

دروازہ دھاڑ سے بند کرتے اسنے کھینچ کر بے دردی سے گل مینے خان کو بستر پر اچھالا۔۔

جو تڑپ کر اوندھے منہ بستر پر گری۔۔ہلکی سی چیخ اسکے لبوں سے نکلتی کمرے کی در و دیوار میں گم ہوتے رہ گئی۔

چکراتے سر پر ہاتھ رکھتے وہ آنکھیں خوف سے پھیلائے اٹھی۔۔آفتاب خان اسکی حالت پر زخمی نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنے منہ پر موجود کپڑا نوچ کر دور پھینک گیا۔

گل مینے خان اس وحشی انسان کو اپنے سامنے دیکھ بری طرح سے نیلی پڑ گئی ۔۔پورا جسم بری طرح سے کانپ کر رہ گیا۔۔۔

خان۔۔۔لالا۔۔کوئی ہے بچاؤ!!"وہ حلق کے بل چیخی تھی۔۔"

للچائی نظروں سے اس کے حسین چہرے کو دیکھتے آفتاب خان قہقہ لگاتے ہنس پڑا۔۔

غلط کہہ رہے تھے لالا کہ زارون سکندر خان تمہیں چھوڑ کر کہی نہیں جائے" گا۔۔دیکھو میری جل پری۔۔۔آخر کار تم پھر سے میری بانہوں میں آ ہی گئی!!"

وہ خباثت سے ہنستا اب عجلت بھرے انداز میں بیڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ گل مینے خان ہذیانی سی کیفیت میں چلاتی بستر سے اترنے لگی۔

پوشاک میں پاؤں اٹکنے کے سبب وہ اوندھے منہ فرش پر گری تھی۔۔

گل مینے خان کی درد سے بھری چیخ فضا میں گونجتی دم توڑ گئی۔

ایکدم سے فرش پر گرنے کے سبب اسکے ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا۔وہ خواس باختگی کی کیفیت میں اٹھنے لگی جب آفتاب خان کسی چیل کی طرح اس پر جھپٹا

اس سے پہلے کہ وہ گل مینے خان کو چھوتا۔۔دروازہ دھڑ کی زوردار آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔۔

آفتاب خان اچھل کر اس سے دور ہوا تھا۔۔سفید پڑتے چہرے سمیت وہ دروازے کے بیچ کھڑے زارون سکندر خان کو دیکھ ہڑ بڑا کر بے ساختہ ہی قدم پیچھے لینے لگا۔

گل مینے خان تو سکندر خان کو اپنے روبرو دیکھ اندھا دھند بھاگتے اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔

پشت پر ہاتھ پھیلائے "زارون سکندر خان" نے اسے نرمی سے سینے میں بھینچا۔۔

تیرے بھائی نے ٹھیک کہا تھا آفتاب خان۔۔۔زارون سکندر خان اپنی" "بیوی کو تجھ جیسے گھٹیا شخص کے لئے ہر گز نہیں چھوڑ کر جا سکتا۔۔

سرد نفرت بھری نگاہوں سمیت آفتاب خان کو دیکھتے وہ پھنکارتے ہوئے" سے لہجے میں غرایا تھا۔۔

آفتاب خان کے چہرے پر گھبراہٹ مزید بڑھی وہ نظریں دائیں بائیں گھمائے وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں جُٹ گیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کھڑکی کی طرف بڑھتا زارون سکندر خان نے اسے گریبان سے دبوچتے جھٹکے سے فرش پر پٹخا۔

انگلی کے اشارے سے وہ گل مینے خان کو وہاں سے جانے کا کہہ کسی چیل کی طرح آفتاب خان پر جھپٹا۔۔دراب خان تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے دروازہ اندر سے لاکڈ کر گیا۔۔

گل مینے خان خوف سے تھر تھر کانپتی بھاگ کر حریم خان کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔

دروازہ دھڑ سے کھولتے وہ خواس باختگی کی کیفیت میں پسینے سے شرابور کمرے کے وسط میں پہنچی۔

حریم اور نعمت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔جو نیلی پڑ رہی تھی۔۔

گل کیا ہوا؟اتنی خوفزدہ کیوں ہو؟"حریم اسکے چہرے پر خوف دیکھ گھبرا کر" جگہ سے اٹھی۔

دھندلاتی نگاہوں سے اپنی طرف پر آتی حریم خان کو دیکھ وہ اگلے ہی لمحے ہوش وحواس کھوتی زمین بوس ہوئی۔

نعمت بے ساختہ ہی چیخ اٹھی۔۔ حریم بھاگ کر اس تک آئی تھی۔۔ جو سرد پڑتے چہرے سمیت ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہوا کیا ہے اسے ؟؟ بلکل ٹھیک تو تھی ! ! " پاشا خان متفکر سا اسکے ہاتھوں کی مالش کر رہا تھا۔ حریم اور نعمت پھولی سانسوں سمیت بیڈ کے قریب متفکر سی کھڑی گل کو دیکھ رہی تھی۔

جو اچانک ہی بے ہوش ہوئی تھی۔۔ "معلوم نہیں لالا پانی پینے گئی تھی۔۔

" ! ! پھر اچانک بھاگ کر آئی اور بے ہوش ہو گئی

حریم ہاتھ مسلتے ہوئے گھبراہٹ سے بولی۔ مرجان خانم الگ سے متفکر تھی

۔۔

نعمت۔۔نور کو اٹھالو گھر چلتے ہیں۔۔ڈاکٹر کو بلانا ہو گا۔"ضرار پاشا خان" سنجیدگی سے اسے حکم دیتے بیڈ پر سے اٹھا۔۔اس سے پہلے کہ وہ گل کو بانہوں میں اٹھاتا۔۔

دراب خان کے ساتھ زارون سکندر خان کمرے میں داخل ہوا۔گل کے بیہوش وجود کو دیکھ اسکے ماتھے پر سلوٹیں ابھری۔

حسین چہرے پر بے چینی تیزی سے پھیلی۔۔

کیا ہوا ہے مینے کو۔۔۔؟؟"وہ پاگلوں کی طرح جھنجھلا کر پوچھتے ضرار پاشا کو" ہاتھ کی مدد سے اس سے دور کرتے خود اپنا ہاتھ اسکے سر کے نیچے رکھتے اب متفکرانہ نگاہوں سے اسکے چہرے کو بے تابی سے دیکھے گیا۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔کیا ہوا ہے اسے!!"زارون سکندر غصّے سے" سرخ پڑتے چہرے سمیت دھاڑا تھا۔۔

اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ وہ آفتاب خان کی وجہ سے اس قدر سٹریس ہو جائے گی۔۔اسی لئے وہ بار بار سب سے اس کی بیہوشی کی بابت پوچھ رہا تھا۔۔

لالا ہمیں نہیں معلوم!! باہر سے آئی تھی گل اور اچانک بے ہوش ہو گئی!!"

حریم نے بھیگی آنکھیں رگڑ کر کہا۔۔۔تو زارون لب بھینچ کر اسکے من موہنے وجود کو دیکھتا رہ گیا۔۔

ضرار سنجیدگی سے سینے پر ہاتھ باندھے ایک کونے میں کھڑا تھا۔۔

زارون سکندر خان گل کا شوہر تھا وہ اسے اس سے دور ہر گز نہیں کر سکتا تھا۔

زارون عجلت میں اسے بانہوں میں بھرتے باہر کی طرف بھاگا۔"

حویلی کے بڑے دروازے سے نکلتے چوکھٹ پر اسکا ٹکراؤ رمینا خان سے ہوا ۔۔جو بمشکل سے اس کے سینے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔

دھڑکتے دل سمیت وہ یک ٹک زارون سکندر خان کو دیکھے گئی۔۔جس کی آنکھوں میں اپنی بانہوں میں بیہوش گل مینے خان کیلئے محبت،اور فکر کے رنگ آباد تھے۔۔

رمیناخان کسی بچھڑے ہوئے عاشق کی طرح اپنی پیاسی نگاہوں سے اسے ازبر کررہی تھی۔۔

جس نے بنا ایک غلط نگاہ اس پر ڈالے قدم باہر کی طرف بڑھادیے تھے۔۔

زخمی سانس بھرتے وہ لب کچلتے اندر داخل ہوئی۔۔

سامنے سے ضرار پاشاخان اور نعمت شاہ باہر کی طرف آرہے تھے۔۔

رمینا نے ایک سرسری سی نگاہ ان دونوں پر ڈالی۔

وہ دونوں اسکے پاس سے گزر کر باہر نکل گئے۔۔تو رمینا کے قدم بے اختیار تھمے۔۔آنکھوں کے پردے پر ضرار پاشاخان کی گود میں موجود وہ بچی لہرائی

۔۔

اسکے گلے میں جو لاکٹ تھا۔۔وہ اسے جانا پہچانا سا لگا۔۔۔مگر کافی سوچنے کے باوجود بھی اسے ہر گز یاد نہیں آپایا تھا کہ آخر کار اس نے وہ لاکٹ کہاں دیکھا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے وہ اب اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

جہاں پر حریم خان کی موجودگی نے اسے بہت بڑا جھٹکا دیا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

جلتی نگاہیں اسکے سنہری مائل دو آتشہ مومی وجود پر گاڑھے وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ٹکٹکی باندھے اسے گھور رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی ڈاکٹر گل مینے خان کا چیک اپ کر کے گئی تھی۔۔ان کے مطابق وہ اچانک سٹریس لینے کے سبب بیہوش ہوئی تھی۔۔

یہ بات الگ تھی کہ زرتاج خان۔ گل مینے خان کی بیہوشی کو اس کی پریگنینسی سے جوڑ رہی تھی۔۔

اب بھی دروازہ بجنے پر وہ گہری سانس بھرتے نظریں بمشکل سے بیڈ پر لیٹی گل مینے خان سے ہٹا پایا تھا۔

شرٹ کے بٹن درست کرتے وہ پاس پڑی شال کندھوں پر اوڑھتے دروازے کی طرف بڑھا۔۔

بڑے سرکار آپ کو بڑی خان بیگم یاد کر رہی ہیں۔۔۔!!"سامنے ہی"
ملازمہ زرتاج خان کا پیغام لیے خاضر تھی۔۔

زارون اچھے سے جانتا تھا کہ آج وہ خوشخبری ناں ہونے پر کتنی اداس ہوئی تھی۔

یقیناً وہ اب اس سے اسی سلسلے میں بات چیت کرنے والی تھیں۔۔کمرے سے باہر نکلتے اس نے دروازہ باہر سے لاکڈ کیا۔۔اور اب زرتاج خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

السلام علیکم امو۔۔!!"آنسوں دوپٹے کے کونے سے رگڑتے زرتاج خان"
بیڈ شیٹ کو زور زور سے جھٹک رہی تھی۔۔

سلام کا جواب ملنے میں ہوتی تاخیر سے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ اداس بھی ہیں اور غصہ بھی۔۔

وعلیکم السلام سکندر خان۔۔۔عمر کیا ہوا ہے تمہارا؟""سرخ نظروں سے"
اسے دیکھتی وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔

صبح سے ہی انہیں شدید بخار ہو رہا تھا اسی لئے وہ حریم کے ولیمے پر بھی نہیں جا سکی تھی۔۔اب اوپر سے اداس ہونے پر ان کا چہرہ مزید اتر گیا تھا۔

امو ہوا کیا ہے آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟"ان کو یوں روتا دیکھ زارون" جھنجھلاتے ہوئے جگہ سے اٹھ کر ان تک گیا۔۔وہ خفگی سے اس کے ہاتھ جھٹک گئی۔

بتیس سال کا ہونے والا ہے تم سکندر خان۔۔۔اپنا مرضی سے اتنے سال تم" نے شادی نہیں کیا ہم نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ہر ماں کی طرح ہمارا دل میں لاکھ چاؤ تھا۔۔تمہارا شادی کو لے کر۔۔۔وہ بھی پورا ناں ہو سکا۔۔ہم کو صاف صاف دکھ رہا ہے۔۔جیسا ہم بیمار ہوا ہے ہم جلدی مر جائے گا۔۔اور تم ہمیں پوتا پوتی کا خوشی نہیں دے گا۔۔ہم ایسا ہی قبر میں اتر جائے گا۔۔!!" بھیگے لہجے میں کہتی وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی۔۔ان کی حالت اور شکوے دیکھ زارون سکندر پریشانی سے ہونٹ کچلنے لگا۔۔

گل مینے خان خود چھوٹی تھی وہ ابھی اس پر اتنی بڑی زمہ داری ڈالنے کے حق میں نہیں تھا۔۔

مگر اب اپنی امو کو دیکھ وہ مزید پریشان ہو گیا۔ "امو اللہ ناں کرے آپ کو کچھ ہو۔۔۔آپ کے سوا میرا ہے ہی کون۔۔وہ ان کے قریب بیٹھا ان کے ہاتھ جکڑتے سنجیدگی اور محبت سے بولا وہ اسے شکوے بھری نظروں سے گھور رہی تھی۔۔

جہاں تک اولاد کا سوال ہے امو آپ بھی جانتی ہیں۔۔ مینے ابھی خود چھوٹی ہے بیس کی بھی نہیں ہوئی وہ۔۔۔وہ کیسے بچوں کو سنبھالے گی۔۔" وہ عاجزانہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔۔۔وہ اسکی ماں تھی۔ایک عام عورت کی طرح ان کی زندگی بھی اپنی اولاد کی خوشیوں سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جایا کرتی تھی۔

ہمیں ناں سمجھاؤ تم سکندر خان۔۔۔ہم چھوٹا سا تھا جب تم پیدا ہوا۔۔گل تو" پھر بھی کافی بڑا ہے۔۔نرگھس خان بھی چھوٹا سا تھا جب پاشا پیدا ہوا۔۔بچہ پالنا کوئی مشکل کام تھوڑا ہے۔۔۔"!

وہ اسکے اعتراض کو ناک سے مکھی کی طرح اڑا گئی۔۔زارون کافی دیر تک تانے بانے بنتا رہا مگر کوئی بھی جواز نہیں بن پایا تھا۔۔۔بالآخر وہ انہیں بہت سی امیدیں دلاتے بے دلی سے کمرے سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آفتاب خان کا خباثت سے بھرپور قہقہ اس کے کانوں میں گونجا۔۔۔گل مینے خان بری طرح سے چیختے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔۔

سنہری آنکھیں خوف سے پھیلائے وہ دہشت زدہ سی کیفیت میں چاروں اطراف میں دیکھ رہی تھی۔۔

آہستہ آہستہ خواس بیدار ہوتے گئے وہ جھٹکے سے کمبل خود سے اتارتے دھڑ سے واشروم کا دروازہ کھولتے شاور آن کرتے شاور کے ٹھنڈے پانی کے نیچے جا کھڑی ہوئی۔۔

شاور کا سرد پانی اسکے وجود پر برف کی مانند برس رہا تھا۔۔گل مینے خان دونوں ہاتھوں سے اپنے جسم کو بری طرح سے رگڑتے ہذیانی سی کیفیت میں سسک رہی تھی۔۔

آفتاب خان کی غلاظت سے بھرپور نظریں اسے بھلائے نہیں بھول رہی تھیں۔۔

سب سے بڑھ کر جس چیز نے اسے زخمی کیا تھا وہ زارون سکندر خان کا جھوٹ تھا۔۔

وہ سب جانتا تھا کہ آفتاب خان وہاں آئے گا۔۔پھر بھی وہ ضروری کام کا جھوٹ بول کر حویلی سے نکل گیا۔۔

اس بند کمرے میں وہ ایک غلیظ مرد کے قبضے میں تھی اس کا شوہر یہ سب جانتے ہوئے بھی باہر کھڑا اسے پکڑنے کے پلین بناتا پھر رہا تھا۔۔

زارون سکندر خان انگلی کی مدد سے ماتھے پر لکیریں کھینچتے کمرے میں داخل ہوا۔۔سیاہ آنکھوں میں سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔۔ نظریں بلاارادہ ہی بستر کی طرف اٹھی مگر گل مینے خان کو وہاں ناں پاتے اس کے حسین چہرے پر حیرانگی سمٹی۔

شاور کی آواز پر وہ تیز تیز قدم اُٹھاتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔"

مینے کیا پاگل پن ہے یہ۔۔کیا کر رہی ہو یہ سب ؟"واشروم کے کھلے دروازے سے اسے خود کو نوچتا پاتے وہ غصے سے گرجتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔

اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچتے وہ شاور آف کر گیا۔۔

گل مینے خان نے سپاٹ چہرے سمیت اسے دیکھتے خود کو جھٹکے سے اس سے دور کرتے شاور پھر سے آن کر دیا۔۔

اس کاری ایکشن زارون کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر گیا۔ مگر وہ گہری سانس بھرتے خود کو پر سکون کرتے اسکے نزدیک ہوا۔۔

سیاہ پوشاک بھیگی ہونے کے سبب اسکے مخملی وجود سے چپک رہی تھی۔۔۔

گل مینے خان کا خوش ربا سراپا لمحوں میں اسکے ہوش ٹھکانے لگا گیا۔۔وہ بمشکل سے اس کے بھیگے وجود سے نظریں چراتے اسے سختی سے خود میں بھینچ گیا۔

اب کی بار شاور آف نہیں کیا۔۔شاور کا یخ بستہ برف کی مانند ٹھنڈا پانی زارون سکندر خان کے چوڑے شانوں سے ہوتے گل مینے کے کپکپاتے وجود پر گرتے اسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔۔

زارون سکندر خان کی گرفت اسکے وجود پر ناچاہتے ہوئے بھی سخت پڑی تھی ۔۔گل مینے کے وجود کی پاگل کرتی خوشبو اسکے حواس کو بری طرح سے جھنجھوڑ رہی تھی۔۔

"آپ جانتے تھے آفتاب خان حویلی میں ہے؟"

گل مینے خان کی بھیگے نم لہجے پر زارون نے لبوں کو تر کرتے گہری سانس بھری۔۔

کس طرح سے پانچ منٹ تک اسنے آفتاب خان کو اپنی بیوی کے ساتھ بند کمرے میں برادشت کیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ عورت اپنی عزت کے معاملے میں کتنی حساس ہوتی ہے۔۔اسکی چھوٹی سی غلطی ان کے اتنے پیارے رشتے کو بگاڑ سکتی تھی۔۔

یہ سب کرنا مجبوری تھی مینے۔۔اگر میں یہ سب ناں کرتا تو آج وہ گھٹیا" شخص میری قید میں ناں ہوتا۔۔"!!

وہ انا پرست تھا مرد جو ٹھہرا۔۔ بالآخر ایک مرد کو زیر کرتے وہ پر سکون ہو گیا تھا۔۔ غم سے پھٹتے دل و دماغ سمیت وہ سسکتے ہوئے اسکے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ دیے اسے جھٹکے سے خود سے دور کر گئی۔

زارون سکندر خان اس حملے کے لیے ہر گز تیار نہیں تھا وہ بری طرح سے اسکے پش کرنے پر لڑکھڑایا۔۔

چہرہ اہانت کے سبب سرخ پڑ گیا۔۔بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی ٹراؤزر میں اسکا بھیگا وجود کافی سحر انگیز دکھ رہا تھا۔۔ بھیگے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ لب بھینچے دوبارہ سے گل مینے خان کی طرف بڑھا۔۔

جس نے ہچکیاں بھرتے اسے پہلے سے بھی زیادہ قوت سے خود سے دور دھکیلا۔

مینے!!"ضبط کے مارے مٹھیاں بھینچتے وہ چلاپڑا۔۔چہرہ الگ سرخ پڑا تھا"

۔۔

کیسے برادشت کر لیا آپ نے خخ خان۔۔۔ایلک گھٹیا شخص کا اپنی ہی بیوی"

"کے ساتھ ایک کمرے میں بند ہونا۔۔؟

آپ کو ذرا بھی خیال نہیں آیا اگر وہ مجھے کچھ کر دیتا۔۔۔؟؟وہ بہتی سنہری"

آنکھوں سمیت اس سے بازپرست کر رہی تھی یہ دوسری مرتبہ تھا جب وہ اس کے روبرو کھڑی سوال جواب کر رہی تھی۔۔

اس لمحے زارون سکندر خان کو احساس ہوا۔ کہ وہ معصوم اور فرمانبردار ضرور تھی مگر اپنے حق کے لیے آواز اٹھانا وہ بخوبی جانتی تھی۔

"مینے میری جان پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔!! زارون نے گہری سانس بھرتے بمشکل سے عاجز آتے کہا تھا۔۔

وہ اپنی بتیس سالہ زندگی میں کبھی کسی کیلئے نہیں جھکا تھا اور آج ایک انیس سال کی لڑکی اسے اپنے آگے بری طرح سے جھکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"خ خبردار جو مجھے ٹچ بھی کیا آپ نے تو۔۔۔ددور!!"

وہ غصّے سے چیخی تھی۔۔اسکے لہجے میں نفرت محسوس کرتے زارون کی آنکھوں میں خون سا اترا۔

"وہ۔۔ جانتے ہیں اس کی نظریں میرے پورے چہرے پورے بدن پر تھی۔۔ وہ غلاظت سے بھرپور گندی نظریں مجھے بھلائے نہیں بھول پا رہی۔۔خان آپ نے کیسے میرا مان توڑ دیا۔۔!!"

وہ ہچکیوں سمیت کہتی سسک پڑی۔۔زارون اسکے آنسوں پر بری طرح سے تڑپ کر رہ گیا۔

"مینے میری جان پلیز میرے پاس آؤ مجھے ایک موقع دو میں سمجھاتا ہوں"

"سب؟

ماتھے سے چپکتے سیاہ بالوں کو پیچھے کرتے وہ پاگلوں کی طرح اسکی طرف بڑھا جس نے شہادت کی انگلی اٹھائے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتے خود سے دور رکھا۔۔

"آپ نے آج دوسری بار میرا اعتبار توڑا ہے خان۔۔میں سب کچھ معاف کر سکتی ہوں آپ کا بولا گیا جھوٹ نہیں۔۔۔!!وہ سپاٹ لہجے میں کہتی ہتھیلی پر آنسوں رگڑتے واشروم سے باہر نکلنے لگی۔۔

جب زارون سکندر خان نے اسے بازو سے جکڑتے ایک ہی جست میں اپنی طرف کھینچا۔گل مینے خان بری طرح سے اسکے مضبوط سینے سے ٹکرائی۔۔

"چھوڑیں مجھے خان!!" مینے جھٹپٹاتے ہوئے دھاڑی تھی۔۔"

جبکہ زارون سکندر خان نے دونوں ہاتھوں سے اسکے ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لاکڈ کر دیا۔۔۔

کیا چاہتی ہو۔۔؟" وہ بے قرار نگاہوں سے اسکے حسین چہرے کو دیکھ بڑی" نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

یہ بھی معاشرے کا ایک المیہ ہے اگر مرد کو احساس ہو جائے کہ وہ غلط ہے تو وہ زور زبردستی سے ہی سہی مگر ہر حال میں بیوی کو راضی کر ہی لیتا ہے۔ مگر اگر بیوی غلط ہو جائے تو اسے کسی بھی حال میں معاف نہیں کرتا جب تک "اپنی ضد پوری ناں کر لے۔۔

مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔۔۔ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔ میں لالا کو سب" بتاؤں گی!!" چیخ کر کہتی وہ سرخ چہرے سمیت بولی۔۔

زارون سکندر خان اسکا بپھرا ہوا روپ اور ضرار پاشا خان کے ذکر پر سرد نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتے اسے مزید سختی سے اپنی طرف کھینچ گیا۔

درد کی شدّت سے گل مینے خان کے لبوں سے سسکی سی نمایاں ہوئی۔وہ اسکے چوڑے سینے میں دھنس سی گئی تھی۔۔آنسوں بے ساختہ ہی لڑیوں کی صورت اسکے سفید گالوں پر بہہ رہے تھے۔جبکہ وجود کی لرزش سردی کے سبب پہلے سے زیادہ بڑھی تھی۔

"کیا بتاؤ گی تم اپنے لالا کو ہمممم؟"دانت پر دانت جمائے وہ اسکے چہرے پر غرایا تھا۔

گل مینے خان اسکی آنکھوں میں دیکھ جبڑے بھینچ گئی۔

"یہی بتاؤں گی کہ آپ ایک اچھے شوہر نہیں۔۔آپ نے مجھے آفتاب خان کو پکڑنے کیلئے استعمال کیا۔مجھے آپ سے طلاق چاہیے!!"

وہ کم عمر تھی۔۔غصے اور جذباتی پن میں وہ بنا سوچے سمجھے سب بول گئی تھی مگر اسکے کہے لفظ طلاق نے زارون سکندر خان کی آنکھوں میں خون سا اتار دیا

۔۔

وہ اسکی ملکیت تھی اسکی بیوی اسکا جنون، وہ تو اپنے نام سے جڑی کسی بے جان چیز کو چھوڑنے کا روادار نہیں ہوتا تھا کجا کے گل مینے خان کو چھوڑ دیتا۔۔

کیا کہا تم نے ہاں!!" بازو پر دباؤ دیے وہ اسکا چہرہ نزدیک کرتے اپنی گرم سانسیں اسکے چہرے پر پھونکتے غصے سے گرجا تھا۔۔

اسکی دھاڑ پر ایک پل کو گل مینے خان سہمی ضرور تھی مگر اسکے اعتماد میں کوئی خاص کمی نہیں آئی۔۔

مجھے آپ سے طلاق!" دانت پیستے ہوئے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی" مگر اسکا جملہ آدھا ہی رہ گیا۔۔

اسکے بھیگے وجود کو کسی بوری کی طرح کندھے پر لادھے زارون سکندر خان نے اسے بے دردی سے بیڈ پر پٹکھا۔۔

گل مینے خان چکراتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھتے ایک دم سے اٹھ کر بیٹھی۔۔

یی یہ کک کیا کر رہے ہیں آپ !"زارون سکندر خان کو شرٹ کے بٹن"
کھولتا دیکھ گل مینے خان کی زبان بے ساختہ ہی لڑکھڑائی۔۔چہرہ خوف کے
سبب تاریک پڑ گیا۔
تمہیں لگام لگانے کا کام۔۔۔جو شاید بہت پہلے ہی کر لینا چاہیے تھا مجھے !!""
کاٹ دار نظروں سمیت اسکے دو آتشہ حسین وجود کو دیکھتے وہ بے تاثر لہجے میں
بولا۔۔
اسکی آنکھوں میں کوئی رنگ نہیں تھا۔چہرہ ہر قسم کے تاثر سے عاری تھا۔۔
اسکا یہ روپ گل مینے خان کو خوفزدہ کر رہا تھا۔۔وہ آنکھ بچاتے لپک کر بستر
سے اترتے دروازے کی طرف بھاگی۔۔
زارون سکندر خان اسے رستے میں ہی بری طرح سے سے دبوچتے اسکے کان
کے نزدیک جھکا تھا۔۔جو غصّے سے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

اس کمرے سے تواب تم صبح ہی باہر نکلو گی ڈیئر وائفی۔۔۔پھر صبح ڈیسائیڈ"
کرنا کہ تمہیں مجھ سے کب اور کیسے طلاق چاہیے!!"وہ اسکے کان کی لو کو
دانتوں تلے دبائے سرگوشیانہ انداز میں کہتے اسکی روح تک کھینچ گیا۔۔
گل مینے خان خوف سے زرد پڑتے سانس روک چکی تھی۔جس کی پرواہ کیے
بغیر ہی زارون سکندر خان نے اسے پھر سے بستر پر پھینکا۔۔
خ خان پلیز چچھوڑیں مجھے!!"اپنی گردن پر اسکی جھلساتی سانسوں کی"
تپش محسوس کرتے گل مینے خان کے رونے میں روانی آئی تھی۔
اسے نفرت سی محسوس ہوئی تھی زارون سکندر خان سے۔۔جو اتنی سی بات
کو اپنی انا کا مسلہ بنا کر اس سے کئے ہر وعدے کو توڑ رہا تھا۔۔
اسکے ہاتھوں پر زارون سکندر خان کی گرفت مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی۔۔وہ
بری طرح سے سسکتی ہوئے آنکھیں میچ گئی۔۔
زارون سکندر خان کے ہونٹوں کا لمس اپنی آنکھوں پر محسوس کرتے اس کے
آنسوں میں روانی آئی۔۔

تم صرف میری ہو گل مینے خان!! کوئی دوسرا تو کیا تم خود بھی مجھ سے "
"!!میری اجازت کے بغیر الگ نہیں ہو سکتی

وہ اسکے کان میں جھکا اپنی جان لیوا سرگوشیوں سے اسکی جان لینے کے درپر تھا

۔

تھوڑی دیر پہلے والا سارا غصہ اب اسے چھوتے اسے محسوس کرتے ہی ختم ہو گیا تھا مگر وہ اب چاہ کر بھی گل مینے خان کو خود سے دور نہیں کر پا رہا تھا۔

اسکا نازک وجود اسکی کمزوری بنتا جا رہا تھا۔۔اور آج جو خوف وہ محسوس کر چکا تھا اسکے بعد وہ اسے ہر لمحے کیلئے اپنی بانہوں میں قید کر لینا چاہتا تھا۔۔

گل مینے خان کی ہر مزاحمت دم توڑتی جا رہی تھی۔۔ مگر زارون سکندر خان کیلئے اسکے دل میں آج ایک الگ جذبہ پیدا ہوا تھا وہ تھا نفرت کا جذبہ۔۔۔

وہ پہلے ہی اس کے عمل سے تکلیف میں تھی رہی سہی کسر زارون سکندر خان نے اچھے سے پوری کر دی تھی۔

وہ اسے کبھی ناں معاف کرنے کا عزم خود سے کرتے اپنی جلتی آنکھیں موند گئی۔

★★★★★★★★★★★★

"گاؤں کے حالات دن بدن ابتر ہوتے جا رہے ہیں آغا!! اور جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ سب کچھ شایان شاہ کی وجہ سے ہو رہا ہے ہوناں ہو ان سب کے پیچھے اس خبیث اور اسکے باپ کا ہاتھ ہے۔۔۔"

مجھے بھی یہی لگتا ہے آغا جان۔۔ جس طرح سے اچانک صرف انہی علاقوں میں حادثات در پیش آ رہے ہیں جو ہماری سپردگی میں ہیں۔۔ اسکے پیچھے اس منحوس لڑکے کا ہی ہاتھ ہے!"

آباد شاہ اپنے باپ سے متفق نظر آرہے تھے۔جبکہ اسال آغا شاہ کافی سنجیدہ سا کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔

تم کیا کہتے ہو اسال۔۔؟"آغا جان نے اسے دیکھتے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔"

آپ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آغا جان۔فل حال فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔میری کل ہی سب گاؤں کے نائب سے بات ہوئی ہے۔۔ ہر علاقے میں لڑکوں کا ایک مخصوص گروپ تعینات کر دیا گیا ہے۔۔ یہی وجہ ہے کہ دو تین دنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی خادثہ در پیش نہیں آ رہا۔"

گہری سانس بھرتے اسنے ہاتھ کی مٹھی بنائے تھوڑی کے نیچے رکھتے سرد لہجے میں کہا۔

ہمم۔۔۔ہم چاہتے ہیں کہ اب تم نعمت اور اسکی بیٹی کو واپس حویلی لے"

او۔۔۔روپ شاہ تو خیر سے اپنے شوہر کے ساتھ محفوظ ہے۔۔یہ ناں ہو کہ

وہ کتا نعمت پر کوئی حملہ کر دے۔۔کیونکہ بدلے کے لئے وہ گھٹیا شخص کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔"

سر سراتے ہوئے سے لہجے میں کہتے انہوں نے اسال کو دیکھا۔۔

آباد شاہ کو آغا جان کا فیصلہ بلکل درست لگ رہا تھا۔۔۔

نعمت شاہ۔۔ بلکل محفوظ ہے آغا جان۔۔اس کیلئے فکر مند ناں ہوں آپ "۔۔"سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے اسال آغا شاہ نے گویا بات ہی ختم کر ڈالی تھی

۔

وہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں اسال آغا شاہ کہ آخر کار اس حویلی کے سوا اور "کون سی ایسی جگہ ہے جہاں ہماری پوتی زیادہ محفوظ ہے۔۔"

سبز آنکھوں میں سرخیاں سمیٹے وہ لب بھینچ کر گویا ہوئے۔۔۔اسال کی پر کشش آنکھیں ایک ہی لمحے میں سمٹی۔۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

تو آپ یہ جاننا چاہ رہے ہیں کہ اصل میں نعمت شاہ کہاں موجود ہے۔اس"
کے لیے آپ کو یوں گھما کر پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں آغا جان۔۔آپ
"!سیدھے سے پوچھ لیتے تو بھی میں آپ کو بتا دیتا۔۔۔
اس کے پر سکون سے انداز میں یوں کہنے پر آغا جان پیچ و تاب کھاتے رہ گئے
۔۔۔

تو اب بتا دو کہاں ہے ہماری پوتی؟"ان کے لہجے کی عجلت اسال نے بغور"
نوٹ کی تھی۔۔لفظ پوتی اسنے دوسری بار ان کے منہ سے سنا تھا ایک بار جب
زبردستی اس کی بہنوں کی شادی کی تھی۔۔اور ایک آج۔۔وہ تاسف آمیز
انداز میں جبڑے بھینچ گیا۔

" وہ اپنے گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ محفوظ ہے۔۔"

اسال آغا شاہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے بے حد ڈھٹائی اور سفاکی سے بولا۔۔
آغا جان کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی۔۔

"آغا۔۔۔کیا بکواس ہے یہ۔۔۔تم اچھے سے جانتے ہو وہ بیوہ ہے؟"

آغا جان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسال آغا شاہ کو اس گستاخی پر جان سے مار دیتے۔۔

بیوہ تھی اب نہیں رہی۔۔اسکا نکاح ہو چکا ہے اور اب وہ اپنے گھر میں خوش" اور آباد ہے!!"اسال آغا شاہ باقاعدہ طور پر خان حویلی پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔

اسکی بہن اور بھانجی کو جتنا مان اور عزت وہاں دی جا رہی تھی وہ اسکے لیے کسی نعمت سے کم ہر گز بھی نہیں تھی۔۔ضرار پاشا خان بظاہر تو اسے ہر گز پسند نہیں تھا مگر جس طرح سے وہ اسکی بھانجی کو اپنی اولاد کی طرح پال رہا تھا۔۔ اسال اسکا مشکور بن گیا تھا۔

کس کی اجازت سے تم نے یہ گستاخانہ حرکت کی اسال آغا شاہ.....؟غصے" اور قہر سے لال بھبھو کا چہرے سمیت وہ کاٹ دار نظروں سے اسال آغا شاہ کو دیکھتے بے تاثر لہجے میں گرج پڑے۔

آپ کو یاد ہو تو محمل سے نکاح کیلئے میں نے یہی شرط رکھی تھی۔۔کہ "
نعمت اور اسکی بیٹی کی سپردگی میرے ذمے ہو گی۔اور اب میں نے اپنی
سپردگی میں موجود اپنی بہن اور بھانجی کو ایک مضبوط تحفظ فراہم کر دیا
ہے!!"

زبان کو لگام دو اپنی۔۔آغا۔۔۔تم ہماری روایات سے بخوبی واقف ہو۔۔
روپ کی دفعہ ہم کچھ نہیں بولے تھے کیونکہ وہ بدر عالم شاہ کی سپردگی میں
اب اسی حویلی کا حصہ بن چکی ہے۔۔۔مگر نعمت۔۔۔نعمت کی طلاق نہیں
ہوئی بلکہ اسکا شوہر مر گیا ہے۔۔اور اب اسے تاعمر اپنے شوہر کے نام پر بیوگی
میں رہنا تھا مگر تم۔۔۔۔تمہاری ناقص عقل جانے کہاں گھاس چرنے چلی
جاتی ہے۔۔۔

"!جو ہر بار تم اتنا غلط فیصلہ لے لیتے ہو۔۔
آغا جان کا سانس بری طرح سے پھول چکا تھا۔

اسال آغا شاہ ہر باران کی روایات کی خلاف ورزی کرتا تھا اور اس بار کی گئی اسکی حرکت آغا جان کسی بھی صورت معاف نہیں کرنے والے تھے۔

کون سی کتاب میں لکھا ہے آغا جان۔۔کہ شوہر کے مر جانے کے بعد "عورت کو تا عمر اسکے نام پر زندہ لاش بن کر جینا ہے۔۔؟ ہمارا دین ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے۔کہ اگر کسی لڑکی کا شوہر مر جائے تو اسکی مرضی کے مطابق اسکا دوسرا نکاح کر دیا جائے۔جب ہمارے مذہب میں اسکی گنجائش موجود ہے تو ہم لوگ کیوں دوسرے نکاح کو اپنی نام نہاد انا کا مسلئہ بنا لیتے ہیں۔۔؟ کیا یہ جائز ہے کہ ایک انسان جو مر گیا ہے۔۔

"!!اسکے لئے ہم دوسرے زندہ انسان کو جیتے جی مار دیں۔۔

نعمت اور روپ میری بہنیں ہیں،اور مجھے خوشی ہے اس بات کی کہ اگر میری بہنوں کو پہلی بار شادی شدہ زندگی کا سکھ نہیں ملا تو خدا نے دوسری بار حلال طریقے سے ان کی زندگی کو بہترین سے نواز دیا۔۔

بدر عالم شاہ اور ضرار پاشا خان دونوں کسی نعمت سے کم ہر گز بھی نہیں۔۔وہ میری بہنوں کے نصیب ہیں اور مجھے رشک ہے اپنی بہنوں کے نصیب پر!!"

سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے وہ تنے تاثرات سمیت لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر نکلا۔۔۔

آغا جان کی گرج دار آواز اسے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔۔

سرخ نگاہوں میں غصّے کی چنگاریاں سمیٹے وہ زنان خانے میں داخل ہوا۔۔ نگاہ سامنے ہی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے نیچے آتی مخمل پر ٹھہری۔۔ گہری سانس بھرتے وہ مضبوط قدم اٹھاتے اسکی طرف بڑھا۔۔

آپ پریشان ہیں سائیں کیا ہوا ہے؟" وہ کچھ حد تک اپنے آپ پر قابو پا چکا" تھا مگر پھر بھی اسکے چہرے پر بے چینی مخمل جھٹ سے نوٹ کر گئی۔۔

اسال نے نرم نگاہوں سے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ان نیلی آنکھوں میں اپنی کالی آنکھیں گاڑھتے سر نفی میں ہلا ڈالا۔۔

گلابی رنگ کے ہلکے پھلکے سے سوٹ میں اس کی چاندی سی رنگت دمک رہی تھی۔۔

نوری۔۔۔ماہ رخ آفندی کی شال اسکے شانوں سے اتارتے اسنے نوری کو آواز دی۔۔جو تھوڑی ہی دیر میں اسکے سامنے تھی۔۔

محمل ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جس نے وہ شال نوری کو تھماتے اپنی سیاہ شال کندھوں سے اتارتے اچھی طرح سے محمل کے وجود کو اس شال سے کور کر دیا۔۔

ہمارے آنے تک میری وارڈوب سمیٹ دینا۔۔رخ کے سارے کپڑے، سارا سامان پیک کر کے نیچے والے کمرے میں سیٹ کر دو!!" گردن موڑتے اسنے گھمبیر لہجے میں اپنے سامنے کھڑی نوری کو مستحکم سے انداز میں حکم دیا۔۔

کمرے سے باہر آتی نفیسہ شاہ بے اختیار اسکے اتنے بڑے فیصلے پر چونک کر رکی۔۔گہری بے یقین نگاہیں بیٹے سے ہو کر محمل قریشی پر جا ٹھہری۔

جو دن بدن ان کے بیٹے کی قربت میں مہکتا گلاب بنتی جا رہی تھی۔۔نیلی دلکش نگاہوں میں اسال آغا شاہ کا عکس ٹھاٹے مار رہا تھا۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی اپنے بیٹے کی عادات اسکی شخصیت تو کسی بھی ذی روح کا دل موہ لیتی وہ تو پھر ایک عام سی لڑکی تھی۔

مگر سوچنے والی بات اسال آغا شاہ کا اتنا بڑا فیصلہ تھا۔۔

ایک سال سے ماہ رخ کی ایک چیز تک اسکے کمرے سے باہر نہیں نکل سکی تھی ۔۔اور ایک معمولی سی لڑکی کے آنے پر صرف چند ماہ میں وہ ماہ رخ آفندی کی ہر یاد کو اپنے کمرے سے ہی نہیں اپنے دل سے بھی نکال رہا تھا۔۔یہ نفیسہ شاہ کی سوچ تھی۔جو یقیناً کسی حد تک ٹھیک ہی تھی۔

سائیں!!" محمل کے اعتراض بھری مدہم سرگوشی پر وہ اسکا ہاتھ اپنی" مضبوط مگر نرم گرفت میں بڑے حق سے تھامے باہر کی سمت قدم بڑھا گیا

۔۔

محمل قریشی اسکے سپید پاؤں کے نشانات پر قدم در قدم چل رہی تھی۔۔اپنا آپ اس شخص کے سنگت میں کسی بیش قیمت ہیرے جیسا لگنے لگا تھا۔ایک ایسا ہیرہ جس کی قدر و قیمت لگانا اس دنیا کے بس میں نہیں تھا۔۔اسال آغا شاہ کے اتنے بڑے فیصلے نے آج محمل کے دل میں پنپتے ایک اور خدشے کو جڑ سے کاٹ ڈالا تھا۔۔

وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتی اسکے دروازہ کھولنے پر بڑے مان سے گاڑی میں بیٹھی۔

وہ یک ٹک اس شاہانہ مرد کو دیکھ رہی تھی۔۔شاید زندگی میں پہلی بار وہ کوئی ایسا مرد دیکھ رہی تھی۔ جس میں حسن، مقام، مرتبہ ہونے کے باوجود بھی کوئی زعم کوئی طنطنہ نہیں تھا۔وہ مغرور ہر گز نہیں تھا مگر ساحر ضرور تھا۔۔ جس کا سحر ایک عام سے کسان کی ایک بے تخاشہ حسین اور باکردار لڑکی پر اب رفتہ رفتہ کسی تعویز کی طرح اثر کرنے لگا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ماضی

میرے خیال میں تم دونوں کو انڈر کور رہ کر سب دیکھنا چاہیے۔۔جو حالات پچھلے چند ماہ میں میرے کنٹرول میں آچکے تھے اب وہی حالات رفتہ رفتہ کر کے میرے ہاتھوں سے پھسل رہے ہیں۔

سمجھ نہیں آپا رہی کہ کون ہے وہ ماسٹر مائنڈ جو ہمارے ہی ملک میں بیٹھ کر ہماری ہی نوجوان نسل کو تباہ کر رہا ہے۔۔

زارون سکندر خان اور دراب خان یک ٹک ساحر ہارون شاہ کو دیکھ اور سن رہے تھے۔۔وہ ایسا ہی تھا بارعب، پرسنالٹی اور حسن کے اعتبار سے سب سے آگے۔۔جس کے کردار نے زارون سکندر خان اور دراب خان تک کو اپنا گرویدہ بنا ڈالا تھا۔۔

مگر ایسا کرنے سے آپ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے سر۔۔بے شک ہم آرمی" آفیسر نہیں۔۔ مگر آپ بھول رہے ہیں کہ یونی میں ہو رہی گڑ بڑ سب سے پہلے ہم دونوں نے ہی محسوس کی تھی۔۔

زارون نے بڑے سنجیدہ سے لب و لہجے میں بات کا آغاز کیا۔ساحر کے سامنے بولتے ہوئے اسے ایسے ہی ناپ تول کر الفاظ استعمال کرنا پڑتے تھے

۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوا سکندر خان۔۔ کہ یہ آغاز تم دونوں نے ہی کیا تھا مگر" میں ایک آرمی کا نوجوان ہوں۔۔اپنے وطن پر آنے والی ہر آنچ کو اپنے جوانوں سے پہلے خود پر لینے کی قسم کھائی ہے میں نے۔۔اور ویسے بھی یہ کوئی ایک لیڈر یا ایک گروہ نہیں ہوتا۔۔ جسے ہم سر عام پکڑ کر اس دھندے کو بند کر ڈالیں گے۔۔۔

یہ کئی گروہوں کا کام ہے۔کئی لوگ بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ کئی ممالک اس میں انوالو ہو سکتے ہیں۔۔

تو ہم کیا کریں اب۔۔۔؟ کیا ایسے ہی چپ چاپ بیٹھ کر تماشہ دیکھتے رہے"
؟"دراب نے جھنجھلا کر پوچھا۔۔

وہ اپنے ملک اپنی یونی کیلئے کچھ کرنا چاہتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ پرنسپل سر کی ایک کال پر وہ دونوں اپنے اپنے بزنس اپنی اپنی حویلیاں چھوڑ کر دوبارہ سے ایک سٹوڈنٹ کی طرح یونی کو جوائن کر چکے تھے۔

ساحر ہارون شاہ نے پرنسپل سے دو اعتماد والے سٹوڈنٹس کا مطالبہ کیا تھا اور اس معاملے میں پرنسپل سر آنکھیں بند کر کے بھی زارون اور دراب پر اعتبار کرتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ وہ دونوں خفیہ طور پر اپنے اپنے حصے کا کام سرانجام دے رہے تھے۔

زارون تم یونی میں اس ماہ آنے والے تمام لڑکے اور لڑکیوں کا ڈیٹا نکالو۔۔" چیک کرو وہ کب کہاں اور کس جگہ سے آئے ہیں۔۔اسپیشلی آؤٹ آف کنٹری سے آنے والے تمام سٹوڈنٹس کا نام الگ سے رکھنا۔۔

اوکے سمجھیں کام ہو گیا؟؟"زارون نے سنجیدگی سے کہتے آنکھیں جھپکی"

۔۔ساحر مسکرا کر تائیدی انداز میں سر ہلا گیا۔۔

دراب خان تم یونی کے ہر ایک کونے میں آج رات کو کیمرے فکس کرو"

""""!گے کوئی ایک بھی کونہ نہیں بچنا چاہیے۔۔

اوکے سر"دراب نے فوراً سے حامی بھری تو ساحر نے گہری سانس بھرتے"

سر اثبات میں ہلا ڈالا۔

معا اس کا موبائل فون رِنگ ہوا۔۔"تم دونوں جا سکتے ہو!!"اسنے نرم لہجے

میں حکم دیا۔۔

تو زارون اور دراب دونوں ہی کمرے سے باہر نکل آئے۔۔

وہ ایک ہوٹل روم میں تھے۔۔یونی میں ملنا اور بات چیت کرنا انہیں مشکوک

بنا سکتا تھا اس لئے وہ لوگ ہوٹل میں مل رہے تھے۔۔

زارون وہ دیکھ یہ جیک ہے ناں؟"وہ دونوں گاڑی میں بیٹھنے لگے جب"

دراب کی نگاہ سامنے تھوڑے فاصلے پر کھڑی ایک گاڑی پر پڑی۔۔

زارون اسکے اشارے پر گردن موڑ کر گاڑی کو دیکھنے لگا۔

ہاں یہ کچھ دن پہلے ہی یونی آیا ہے!!"زارون کی سرد نگاہیں اسی پر ٹک "
گئی۔۔اور اسکے ساتھ وہ رمیناخان ہے!! یہ بہت بار مجھ سے بہانے بہانے
سے بات چیت کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے مگر میں نے توجہ نہیں
!دی۔۔

دراب آنکھیں چھوٹی کیے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔۔

جس طریقے سے یہ دونوں بات چیت کر رہے ہیں لگتا ہے کہ یہ لڑکی اسکی"
باس ہے۔۔دراب کل یہ لڑکی نہیں کل تم اسکے پیچھے پیچھے بھاگو گے۔۔
"!!لسٹ میں پہلا نام ان دونوں کا ہی ہونے والا ہے۔۔تم نظر رکھو اس پر
سرد نظروں سے رمیناخان کے حسین چہرے کو دیکھتے وہ چشمہ لگاتے لاپرواہی
سے کہتا گاڑی میں بیٹھا۔

★★★★★★★★★★★★

حال

میں بار بار کہہ رہا ہوں خانم۔۔۔نور کا خیال رکھنا۔بس کچھ دنوں کی بات ہے اس بار میرا ٹرانسفر لاہور یا اسلام آباد میں ہو ہی جائے گا۔پھر میں تم دونوں کو "!! بھی ساتھ ہی لے جاؤں گا۔۔

بیگ میں کپڑے ٹھونستے وہ عجلت بھرے انداز میں بول رہا تھا۔۔

کاٹ میں لیٹی نور سو رہی تھی جبکہ نعمت اسکے یوں اچانک جانے پر منہ پھلا کر کھڑی اسکے ہاتھ سے کپڑے لے کر بیگ میں ٹھونسنے لگی۔۔

گرے شرٹ،بلیو جینز کے ساتھ گرے ہی کوٹ میں اسکی شخصیت کافی " پرکشش دکھ رہی تھی۔۔شہد رنگ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔

آنکھوں میں سنجیدگی اور تفکر دونوں قائم تھے۔۔

موسم کافی سرد ہے۔۔نور کے کھانے پینے کا خیال رکھنا۔۔گرم کپڑے " پہنانا اور صبح صبح کے ٹائم اسے کمرے سے باہر ہرگز بھی مت نکالنا۔۔۔ہفتے

میں ایک بار شاور دلانا۔۔۔ذرا سا فیور ہو تو ڈاکٹر کو فون کر دینا۔۔ گل کے پاس نمبر ہے۔۔!!"

وہ بنار کے مسلسل بولے جا رہا تھا۔۔ نعمت اپنی بھیگی آنکھوں میں جلن، اور خفگی سمیٹے اسکی چوڑی پشت کو غصے سے گھورتی جیسے ہی وہ پلٹ کر اسکی طرف مڑتا وہ نظریں پھیر دیتی۔

"آپ کے آنے سے پہلے بھی میں ہی خیال رکھتی تھی اپنی بیٹی کا اور اپنا بھی آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔!"اب کی بار دھڑام سے بیگ اٹھا کر بیڈ پر پٹختے ساتھ ہی زپ کو زور سے کھینچ ڈالا۔۔

ضرار کمر پر ہاتھ ٹکائے بیگ کے خشر کو پھیلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ گلابی لبوں پر زبان پھیرتے اس نے تھوک نگلا۔۔

"مگر تمہارا تو میں نے ذکر ہی نہیں کیا۔۔!"اب کی بار حسین آنکھوں میں شرارت کی رمق تیزی سے پھیلی تھی۔۔ ہونٹوں کا کونہ دبائے وہ اسکے تاثرات کو جانچنے کا منتظر رہا۔۔

مگر نعمت شاہ اسکی طرف پشت کیے کھڑی رہی۔۔

ضرار تشویش سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورتے اگلے ہی لمحے اسکا رخ پلٹ گیا۔۔

کیا سوچ رہے تھے۔۔کہ میں رو رہی ہوں گی۔۔نعمت شاہ کوئی پاگل نہیں"
"!!جو آپ جیسے سنکی خان کیلئے روؤں

سیاہ بڑی بڑی جھیل سی آنکھیں گھمائے وہ ناک چڑھا کر بولتی ضرار پاشا کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔

دونوں بانہوں کا ہار اسکے گرد باندھے پاشا نے شدت سے اسے خود سے لگایا

۔۔

قسم لے لو بیوی میں سوچ رہا تھا کہ ابھی تم رو گی۔پھر میں ایک اچھے"
پیارے سے شوہر کی طرح تمہیں سینے سے لگا کر تمہارے مگرمچھ جیسے آنسو کو
"!صاف کروں گا مگر تم نے سارے سین کا ستیاناس کر دیا

ضرار نے پرجوش سے انداز میں کہتے آخر میں ہونٹ ڈھیلے چھوڑ دیے۔۔۔

نعمت کڑوے منہ بنا کر رہ گئی۔۔اتنے مہینوں سے ان باپ بیٹی کو وہ اچھے سے جان چکی تھی۔اب رو دھو کر ان دونوں کو خوش کرنے کا کام اس نے چھوڑ دیا تھا۔۔ویسے بھی اسکے آنسوں اتنے بے مول نہیں تھے جو وہ اس سنکی خان کے لئے بہاتی۔۔

اپنی فکر کیلئے میں خود ہی کافی ہوں پاشا خان۔۔یہ تو اچھا ہوا خدا نے جان" چھڑوا دی میری۔۔تمہارے آنے تک میں اپنی بیٹی کو اپنے شکنجے میں کر لوں "!!گی۔۔پھر تم رہنا بین بجاتے

وہ آنکھیں پھیلائے زبان چڑھاتے کسی چھوٹے بچے کی طرح بول رہی تھی ۔۔اسکا یہ بچپنہ پاشا خان کو بے خود کر دیتا تھا۔۔

اسنے بے اختیار نعمت کی پیشانی پر لب رکھتے اسے خود سے لگایا۔۔

اسکے اتنے سے عمل پر نعمت شاہ کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو بریک سا لگ گیا۔۔

"بیٹیاں ہمیشہ باپ کی لاڈلی رہتی ہیں خانم۔۔انہیں دنیا کی کوئی بھی طاقت اپنے باپ سے دور نہیں کر سکتی۔۔!!"

اسکے الفاظ میں سچائی کے ساتھ ساتھ شدت بھی تھی۔۔اور یہ شدت نعمت شاہ کی بیٹی کیلئے تھی وہ کیونکر ناں خوش ہوتی کیونکر ناں فخر کرتی خود پر اپنی بیٹی پر۔۔۔

وہ اسکے سینے سے لگی اسکی مسحور کن خوشبو کو سانسوں میں انڈیلتے آنکھیں موند گئی۔۔

وہ شخص واپس جا رہا تھا تو جیسے سانس سینے سے نکل کر حلق میں اٹک گئی تھی ۔۔وہ ایک ایسے شجر کی طرح تھا۔۔جس کی چھاؤں تاعمر ختم ناں ہونے والی تھی۔۔بھلا نعمت شاہ کیونکر غمگیں ناں ہوتی۔۔

"اور جہاں تک میری خانم کا سوال ہے تو میرے خیال سے۔۔تمہارے لیے اتنا ٹائم کافی تھا اپنے سنکی خان کو سمجھنے کیلئے!! نیکسٹ ٹائم خود کو ریڈی

رکھنا۔۔کیونکہ اب کی بار تمہیں یہ خان کسی بھی صورت نہیں چھوڑنے

"والا۔۔۔

وہ کیچر اتار کر دوراچھالتا چہرہ اسکے بالوں میں چھپاتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

تو نعمت کا سانس رک سا گیا۔۔

اسے ہر گز امید نہیں تھی کہ پاشا خان ایسا کچھ کہے گا۔۔

میری نور کا اور اپنا خیال رکھنا۔۔!!"وہ اسکی آنکھوں پر محبت بھرا بوسہ دیتے نور کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

اسکے یوں آنکھیں چومنے پر نعمت کو ساحر شاہ شدت سے یاد آیا تھا وہ بھی تو ڈیوٹی پر جاتے ہوئے یونہی اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتا تھا۔۔

بہتی آنکھوں کے گوشے وہ دوپٹے کے کونے سے رگڑ گئی۔۔آنکھوں کے آگے چھائی دھند اب ہٹ چکی تھی۔۔ساحر شاہ کہی نہیں تھا۔مگر اسکی بیٹی کے پاس ایک باپ ضرور تھا۔۔جو اسے گود میں اٹھائے ایک باپ کی طرح چوم رہا تھا۔۔

نعمت نے بھیگی آنکھوں سمیت اس منظر کو اپنے دل پر نقش کیا۔۔ کبھی ناں بھولنے کیلئے۔۔۔!!"

★★★★★★★★★★★★

میرے علاؤہ یہاں کوئی موجود نہیں میری جان۔۔آپ چاہیں تو اپنی ان حسین زلفوں کی گھٹا کا ایک دیدار کرواسکتی ہیں اس ناچیز کو!!" وہ سڑک پر پیدل چل رہے تھے۔۔۔

بدر عالم شاہ دیوانوں کی طرح روپ شاہ کے مہکتے وجود کو دیکھتے کسی عاشق کی طرح بولا۔۔

روپ کی سیاہ آنکھیں ایک ہی لمحے میں ضرورت سے زیادہ سے پھیلی۔۔بدر عالم شاہ کی توقع کے مطابق اسنے نظریں دوڑا کر آس پاس دیکھا تھا۔۔

رات کے اس پہر اکا دکا لوگ ہی سڑک پر چل رہے تھے۔۔وہ اپنے فلیٹ کے قریبی سڑک پر واک کر رہے تھے اس لیے رش ناں ہونے کے برابر تھا

۔۔

عالم یہ گھر نہیں ہے۔۔آغا جان کو یا لالا کو علم ہوا تو سب غصہ ہوں گے۔۔!"

وہ سنجیدگی بھری حیرت سے اسے بتا رہی تھی کہ وہ حویلی کے فرد ہیں اس دنیا سے کوسوں دوران کے اپنے رسم ورواج تھے۔

بدر گہرا مسکرایا۔۔ایسے کہ اس کی قاتلانہ مسکراہٹ کو روپ شاہ دیوانوں کی طرح بنا پلکیں جھپکائے دیکھتی رہ گئی۔

اور اسکا یوں دیکھنا بدر کے دل کی دھڑکنیں بڑھا رہا تھا۔۔

اسنے نرمی سے روپ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔"یوں ناں دیکھا کریں قسم سے اٹیک آجائے گا کسی دن مجھے!!"

وہ جھینپ کر مدہم سے نرم لہجے میں بولا تو روپ کا پر سوز سا قہقہہ خاموش فضا میں گھل سا گیا۔۔

روپ کا چہرہ سُرخ پڑ گیا تھا۔بدر عالم شاہ شائے تو ہر گز نہیں تھا۔۔ مگر جب بھی روپ اسے غور سے دیکھتی تھی وہ کچھ ناں کچھ کہتا ضرور تھا شاید اسے اپنی قسمت پر یقین نہیں ہو پایا تھا یا پھر روپ شاہ کی محبت اسے کسی سراب کی مانند لگتی تھی۔۔

جو آنکھ کھولنے پر غائب ہو جانے والی ہو۔۔۔

میں نے تو آپ کو نہیں دیکھا۔۔۔!" وہ اسکی چوڑی پشت پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ پھیلائے اکڑ کر بولی۔۔بدر نے لب دبائے اسے بغور دیکھا۔جو اسکی گرم سکن شرٹ اور جینز میں اوپر حجاب کیے ہوئے تھی۔۔

وہ جب سے یہاں آئے تھے۔۔روپ شاہ بدر عالم شاہ کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھی۔۔پہلے ایک دو دن تو اس نے کافی واویلا مچایا تھا مگر اب اسے

عادت ہو گئی تھی وہ اسکی الماری میں سے سب سے اچھے کپڑے نکال کر بنا اجازت کے ہی پہن لیتی تھی۔۔

تو کس کو دیکھ رہی تھی آپ!!"اسکی اٹھی تھوڑی کو بدر عالم شاہ نے بڑے" حق سے چوما تھا۔۔اسکے دہکتے عارض بدر عالم شاہ کا جنون بڑھا دیتے تھے۔۔ وہ چاہے جانے کے قابل تھی۔۔اسی لئے خدا نے اسے اتنے کامل شخص سے نوازا تھا۔۔

میں تو اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی!!"آنکھیں جھپک کر وہ کھلکھلا کر بولی تو" بدر اسکی بات پر ہلکا سا ہنسا!!"یہ ہنسی تو پچھلے کچھ دنوں سے ان کی زندگی کا محور بن گئی تھی۔وہ دونوں ان دنوں کو ان لمحات کو کسی قیمتی خزانے کی طرح جی رہے تھے۔

ساسوں ماں کے سامنے بھی یوں ہی دیکھا کریں!!"لب دبائے وہ شریر" سے انداز میں بولا۔تو روپ نے کسی نروٹھے بچے کی طرح منہ پھلایا۔۔

وہ تو ویسے ہی مجھے جان سے مار دیں آپ کو دیکھ لیا تو میری لاش بھی ناں ملے"
آپ کو!" وہ جلے دل سے بولی تو بدر کے قدم ایک دم سے رک گئے۔۔جسے
محسوس کرتے روپ حیرت سے قدم روکتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے
لگی۔۔

اس کا حل بھی سوچ رکھا ہے میں نے میری جان!! اب ہم تب ہی جائیں"
"!!گے جب وہ آپ کو ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھنے پر مجبور ہو جائیں گی
آپ مجھے مکھن مت لگائیں۔۔؟" روپ اسکا اشارہ سمجھتے ناک چڑھا کر بولی"

جس پر بدر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔" یار مکھن نہیں لگا رہا۔۔محنت کریں گے
تو ہی انعام ملے گا۔۔اب آپ یوں ناراض ناراض ہو کر مجھ سے دور مت جایا
کریں۔۔اتنے سالوں کا ہجر سہہ کر اب میں آپ کو ہر گز اس بات کی اجازت
"!نہیں دوں گا

وہ اسے گیٹ کی طرف بھاگتا دیکھ پھرتی سے اسے پیچھے سے جکڑتے اپنے نزدیک کھینچتے لب دبائے سنجیدگی سے بولا۔۔

روپ اسے گھور کر رہ گئی۔۔ جس نے جھک کر اسے بانہوں میں اٹھاتے گیٹ بند کیا تھا۔۔ روپ شاہ کی مزاحمتوں کو نظر انداز کیے وہ اسے یونہی اٹھائے گھر میں داخل ہو گیا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

سورج کی تیز روشنی چہرے پر ٹکرانے کے سبب اسکی نیند میں خلل سا پڑا۔۔ ہاتھ بستر سے اٹھاتے اسنے آنکھوں کے اوپر بازوں رکھتے کروٹ بدلی۔۔

معا کچھ حالی پن سا محسوس کرتے وہ جھٹ سے آنکھیں کھولتے اٹھ کر بیٹھا ۔۔سیاہ آنکھوں میں نیند کچی ڈوریاں تیر رہی تھیں۔۔

سیاہ بال ماتھے سے چپک رہے تھے۔۔ایک ہی لمحے میں آنکھیں گھمائے اسنے پورے بیڈ روم کا جائزہ لے ڈالا۔۔گل مینے خان کہی بھی نہیں تھی۔

اسکایوں صبح ہی صبح کمرے میں ناں ہونازارون سکندر خان کے پاگل کر رہا تھا ۔۔ساری رات وہ روتی رہی تھی۔۔اس کا غصہ اور نفرت زارون سکندر خان نے ہر لمحے محسوس کی تھی۔

مگر وہ بھی تو ایک عام انسان ایک عام مرد ہی تھا۔اتنے دنوں سے وہ اس سے صرف اسی لئے دور تھا کیونکہ وہ اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اب جو کچھ بھی ہوا تھا۔۔وہ گل مینے خان کے غصے میں بولے گئے الفاظ کے سبب ہوا تھا

۔۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے زارون نے گہری سانس بھرتے فرش پر گری شرٹ اٹھائے عجلت میں پہنی۔۔

بٹن لگاتے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔اس کے انگ انگ سے بے چینی بے قراری صاف عیاں تھی۔۔

السلام علیکم چچی۔۔۔ مینے کہاں ہے ؟" سیڑھیاں اتر کر نیچے آتے اس کی نگاہ بڑے سے پلنگ پر بیٹھی نرگھس خان پر گئی۔

نرگھس خان نے گہری سانس بھرتے اسے سرتاپیر غور سے دیکھا۔

انداز خاصا برہمی سمیٹے ہوئے تھا۔" باورچی خانے میں ہے۔۔" سپاٹ لہجے میں کہتی وہ سر جھکائے شال بُننے لگی۔

زارون لب بھینچ کر باورچی خانے کی طرف قدم بڑھا گیا۔۔سامنے ہی سلیب کی طرف رخ موڑے۔ سرخ رنگ کی پٹھانی پوشاک میں ملبوس گل مینے خان پلیٹ میں سیب کاٹنے پر مصروف تھی۔۔

اسکی بے توجہی تھی کہ اچانک بے دھیانی کے سبب چھری اسکی شہادت کی انگلی پر گہرہ کٹ دے گئی۔۔

گل سسکتے ہوئے اپنی خون آلود انگلی کو دوپٹے سے لپیٹنے لگی۔

مینے یہ کیا کر دیا تم نے!! پاگل لڑکی۔۔کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔دھیان"
"کہاں ہے تمہارا۔۔۔

زارون سکندر خان آندھی طوفان کی طرح اسکے قریب پہنچا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑتے خون آلود انگلی کو سہمی نگاہوں سے دیکھتے گھبرا کر گویا ہوا۔۔۔

حسین چہرے پر ایک دم سے گھبراہٹ اور بے چینی نمودار ہونے لگی۔گل مینے خان کی بھیگی سنہری آنکھیں بے یقینی سے اٹھی تھی۔۔وہ اسکے باورچی خانے میں یوں اچانک آجانے پر حیران تھی۔۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔چھوٹا سا کٹ ہے۔۔میں دیکھ لوں گی!"نازک ہتھیلی" کا دباؤ اسکے کشادہ سینے پر بڑھاتے وہ دوسرا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑاتے سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

زارون سکندر خان کی شفاف پیشانی پر ڈھیروں بل سمٹے۔

آنکھیں چھوٹی کیے اس نے بغور پشت پر بکھرے اسکے بھیگے سنہری بالوں کو دیکھا۔۔اور پھر اسے دوبارہ سے سیب کاٹتا دیکھ وہ جبڑے بھینچتے آگے بڑھا

۔۔

اب کی بار بڑی مضبوطی سے اسکا بازو جکڑا تھا۔

تمہارے لئے یہ چوٹ چھوٹی سی ہو سکتی ہے میرے لئے نہیں!! چلو"

میرے ساتھ!!" وہ گہری نرم گرم نگاہوں سے اس اپسرا کے بت تخاشہ حسین چہرے کو دیکھتے گھمبیر لہجے میں دوٹوک انداز میں بولا۔۔

گل مینے خان کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی سی مہک زارون سکندر خان کو مدہوش کر رہی تھی۔۔وہ اس کی خوشبو کا اڈیکٹ تھا۔۔

یہ بات گل مینے خان بھی بخوبی جانتی تھی۔

رہنے دیں خان۔۔یہ جھوٹا دکھاوا کر کے آپ کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔"

"!! میری توجہ تو ہر گز بھی نہیں۔۔

گل مینے خان اسکے لہجے کی سرد مہری محسوس کر کے بھی جگہ سے ہلی نہیں تھی۔۔انگلی سے بہتا خون اب سفید فرش پر نشان بناتا جا رہا تھا۔۔کئی بوندیں لکیر کی صورت بہہ کر بازو تک جا رہی تھی۔

مگر گل مینے خان کسی بے حس گڑیا کی طرح کھڑی تھی۔۔

سکندر خان نے سنجیدگی سے اسکے سرد چہرے کو دیکھا۔"

آؤٹ "اندر آتی ملازمہ کو دانت پیستے ہوئے دیکھتے وہ دبے دبے لہجے میں "

پھنکارا تھا۔۔

ملازمہ فوراً سے پیشتر وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔

زارون نے اگلے ہی لمحے اسے کمر سے جکڑتے اپنے نزدیک کھینچا۔جو لب بھینچ کر سرد نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔۔

اچھا تو اب میری توجہ میری فکر سب کچھ تمہیں جھوٹا لگنے لگا ہے؟""

زارون نے برہمی بھرے انداز میں پوچھا۔۔

یہ بات الگ تھی کہ گل مینے خان کی نزدیکی اسے بری طرح سے مشتعل کر رہی تھی۔۔جذبات منہ زور ہوتے جارہے تھے۔وہ موم کی طرح اس لڑکی کے سامنے پگھل جایا کرتا تھا۔۔شاید محبت نے شدت اختیار کرلی تھی مگر جنون نہیں۔۔۔

آپ تو سر تا پیر جھوٹے ہیں۔۔ بھلا لگنے والی کیا بات ہے۔۔!!"رت جگے" کی سرخیوں بھری اپنی سنہری کانچ سی روشن آنکھیں اس ظالم شخص کی آنکھوں میں گاڑھے وہ بے لچک لہجے میں کہتی اس کی گرفت سے نکلتے باورچی خانے سے باہر کی طرف بڑھی۔۔

زارون بری طرح سے ہونٹ کچلتے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسکے پیچھے ہی باورچی خانے سے باہر نکلا تھا۔

اسے اندازہ تھا کہ وہ اس سے خفا ہو گی مگر اس قدر خفا یہ اس نے ہر گز نہیں سوچا تھا۔۔۔

عجلت میں سیڑھیاں عبور کرتے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ گل مینے خان وہاں نہیں تھی۔

اب کی بار زارون نے طیش کے عالم میں سامنے موجود ٹیبل کو زوردار ٹھوکر رسید کی۔۔

سرخ چہرے سمیت جبڑے بھینچتے ہوئے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کمرے سے باہر نکلا۔۔ صرف کچھ ہی منٹوں میں وہ لڑکی اسے پاگل کر گئی تھی۔۔ گل مینے خان کی ناراضگی سے زیادہ اسکا خود کو اگنور کرنا اسے چبھ رہا تھا۔۔ بچپن سے لے کر جوانی تک ہر ایک جگہ ہر مقام پر اسے دیکھنے والی ہزاروں نظریں تھی۔

کوئی اسے نظر انداز ہر گز نہیں کر پاتا تھا یہ خاصیت اسے خدا کی طرف اسکی شخصیت کے وقار میں ملی تھی۔۔

مگر آج ایک چھوٹی سی لڑکی جو اسکے نکاح میں تھی اس کی بیوی ہوتے ہوئے بھی وہ اسے یوں اگنور کر رہی تھی۔۔ زارون خان کا تڑپنا تو جائز تھا۔۔۔

دھاڑ سے دروازہ کھولتے وہ ضرار پاشا خان کے کمرے میں داخل ہوا۔۔"

توقع کے عین مطابق وہ بیڈ پر اپنے بھائی کے سامنے بیٹھی آنسوں سے رو رہی تھی۔۔ضرار پاشا متفکر سا بیٹھا اسکی کٹی انگلی پر پٹی باندھ رہا تھا چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ بہن کو ملی تکلیف اسے زیادہ ہرٹ کر رہی تھی۔۔

بس میری گڑیا۔۔۔ہو گیا بس۔۔۔یوں مت رو میری جان!!"ضرار پاشا" خان کے محبت بھرے انداز اور لب و لہجے نے زارون سکندر خان کے اندر آگ کا لاوا سا انڈیل دیا تھا۔۔

وہ پہلے بھی یونہی اپنی بہن سے لاڈ کرتا تھا اسکے ناز نخرے اٹھاتا تھا مگر پہلے تو کبھی زارون سکندر خان کو اس شخص سے حسد محسوس نہیں ہوا۔۔مگر آج ۔۔۔اج اسکے ہاتھ میں موجود اپنی مینے کا ہاتھ اسکے لبوں سے نکلا ایک ایک فکر بھرا الفاظ زارون سکندر خان کو جلتی ہوئی بھٹی پر گھسیٹ رہا تھا۔۔

وہ سرد نگاہوں سے گل مینے خان کی پشت کو دیکھتے انہی قدموں سمیت واپس پلٹ گیا۔۔ جبکہ ضرار پاشا خان اسکی انگلی کی پٹی کرنے کے بعد اب اسے سینے سے لگائے لاڈ کر رہا تھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکی روانگی تھی۔۔اسی وجہ سے گل زیادہ اداس تھی۔۔

ضرار پاشا خان اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے کسی حد تک اس کا دھیان زارون خان سے بھٹکانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

ضرار کے جانے تک وہ اس کے کمرے میں اسکے پاس ہی رہی تھی۔۔دوپہر کے پچھلے پہر وہ ایک ساتھ باہر نکلے تھے۔۔نور آج سو نہیں رہی تھی حالانکہ یہ ٹائم اسکے سونے کا تھا۔۔ نعمت اور پاشا کئی بار اسے سلانے کی کوشش کر چکے تھے مگر وہ آنکھیں بند نہیں کر رہی تھی۔۔

فیڈر بھی ضرار کے ہاتھوں سے پیا تھا۔۔اور اب بھی وہ ضرار کی گود میں تھی۔۔

نور میری سینیوریٹا میری خانم کو زیادہ تنگ مت کرنا۔۔۔اپنا اور اپنی ماما کا" بہت سارا خیال رکھنا۔۔ڈیڈا جلد واپس لوٹیں گے پھر ہمیشہ اپنی پرنسز کے پاس رہیں گے!!"

سفری بیگ ملازم کو تھمائے وہ ایک ایک کرتے سب سے مل کر اب بیٹی سے مخو گفتگو تھا۔۔۔

جس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں حد سے زیادہ پھیلی تھی۔۔گلابی گال مرجھائے مرجھائے سے لگ رہے تھے۔۔ضرار نے جھک کر اسکی خوبصورت آنکھوں کو چوما تو نور قلقاریاں مارنے لگی۔۔

اسکی انگلی نور کے چھوٹے سے ہاتھ میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔۔وہ سرخ چہرے سے نور آئینہ کو دیکھتے اب بڑے ضبط سے اپنی انگلی اس چھوٹی سی جان سے آزاد کروانے لگا۔۔

جس نے جانے کس احساس کے تحت اسے اتنی مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا۔۔
نعمت کب سے اپنی آنکھیں دوپٹے سے رگڑ رہی تھی یہ الگ بات تھی۔ کہ وہ رو نہیں رہی تھی۔

ضرار کا اب دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ محمل قریشی اسکی محبت تھی اسکا پہلا عشق۔۔۔اسکی دوری کو خدا نے نعمت کے صدقے پورا کر دیا تھا۔۔ مگر نور آئینہ سے دور جانا۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ شوہر ہونے سے زیادہ مشکل ہے ایک باپ ہونا۔۔۔بیٹا ہونے سے زیادہ مشکل ہے ایک بیٹی کا باپ بننا۔۔

اپنی دھندلائی شہد رنگ آنکھیں میچتے اسنے نرمی سے نور آئینہ کو سینے سے لگاتے عجلت بھرے انداز میں نعمت کی گود میں ڈالا۔۔

سن گلاسز نکالتے اپنی آنکھوں پر لگاتے وہ مسکرا کر پلٹا۔۔

سب ہوا لوداع کہتے وہ گاڑی کی سمت بڑھا تھا۔۔

گاڑی حویلی کی حدود سے باہر نکلی تو اسنے چشمہ آنکھوں سے اتارتے اپنی بھیگی آنکھیں بازو سے رگڑی۔۔

اس وقت کوئی بھی اسے دیکھتا تو یقین ناں کر پاتا کہ وہ ایک فوجی ایک خان ہوتے ہوئے بھی اپنی سوتیلی بیٹی کے لئے رو رہا تھا۔۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے اسنے کپکپاتی انگلیوں سے موبائل فون کی اسکرین آن کی۔نور آئینہ کی خوبصورت تصویر اسکرین پر جگمگ کر رہی تھی

۔۔۔

میں جلد واپس لوٹوں گا میری جان!!"موبائل فون کی اسکرین کو ہونٹوں" سے لگاتے وہ زیر لب بڑبڑاتے موبائل فون آف کرتے ڈیش بورڈ پر پٹخ گیا۔۔

آگے کا سفر یقیناً کافی مشکل تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آغا جان کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"ثمینہ شاہ کی پکار کر آباد شاہ اور آغا جان" نے گردنیں موڑ کر انہیں دیکھا۔

ہمم آجاؤ بہو!!" تنے تاثرات سمیت وہ سنجیدگی سے گویا ہوئے وہ تو چادر" درست کرتے ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

کوئی ضروری بات تھی؟"آباد شاہ نے بڑے غیر محسوس انداز میں اپنی" بیوی کو دیکھا۔۔ ثمینہ شاہ کا یہاں ہونا یقیناً دال میں کچھ کالا تھا۔۔

مجھے آپ سے کچھ اہم بات کرنا ہے آغا جان اگر آپ میری بات سمجھیں" "گے تو آپ کو میری بات درست لگے گی۔۔

وہ مؤدب سے لہجے میں بولتی ان کے ہنکارہ بھرنے پر صوفے پر براجمان ہوئی

۔۔۔

مجھے شاہ سائیں سے بتایا نعمت کے نکاح کا!!"انہوں نے بات کا آغاز کرتے" پہلا تیر آباد شاہ پر چھوڑا جو گڑبڑا کر نظریں پھیر گئے۔۔۔

آغا جان نے غصّے بھری نگاہوں سے بیٹے کو تاسف سے گھورا۔۔

!ثمینہ شاہ اپنی پہلی فتح پر مبہم سا ہنسی۔۔

آپ شاید واقف نہیں مگر اس حویلی کی بہو ہونے کے تحت یہ میرا فرض"

""""!ہے کہ میں آپ کو آگاہ کروں کہ حویلی میں کیا ہو رہا ہے

وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بڑے پر اسرار سے انداز میں بولی۔۔

آغا جان نے کٹیلی نگاہیں بیٹے سے ہٹا کر ان پر جما دیں۔۔ویسے تو انہیں کچھ خاص پسند نہیں تھی ثمینہ شاہ۔۔مگر آج شاید وہ ان کے کسی کام آجاتی۔۔

کیا ہو رہا ہے حویلی میں ایسا جس کی ہمیں خبر نہیں!!"جبڑے بھینچتے وہ"

ستے چہرے سمیت بولے،،

ثمینہ شاہ نے سکون بھری سانس بھری۔"اسال آغا شاہ نے اپنا کمرہ اس"

باندھی کیلئے تیار کروا دیا ہے آغا جان۔۔۔اپنی پہلی بیوی کا سامان اپنے کمرے سے نکال رہے ہیں وہ۔۔۔اور اب وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک کم ذات کو

"ہماری سروں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

ان کی زبان کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں بھی مرچیاں سی گھل رہی تھی۔۔
محمل کا کیا وار وہ بھولی نہیں تھی اور اب وہ ایسا وار کرنے والی تھی کہ محمل
قریشی اسال آغا شاہ کے کمرے سے ہی نہیں بلکہ اس حویلی سے بھی غائب ہو
جانے والی تھی۔۔۔

نو ماہ تک کا وقت ہے بہو۔۔۔اس کے بعد ہمارا وارث جیسے ہی ہماری گود "
"!! میں آیا۔۔۔ہم اس لڑکی کو مکھی کی طرح نکال باہر کریں گے۔۔۔
آغا جان دل سے مطمئن نہیں تھے مگر پھر بھی وہ اپنے فیصلے پر اٹل تھے۔۔
"!! مجھے نہیں لگتا آغا جان کہ اسال آغا شاہ ایسا ہونے دیں گے "
ثمینہ شاہ ان کی سبز آنکھوں میں خوف پڑھ چکی تھیں۔ جبھی انہیں مزید
خوفزدہ کیا۔

جواب آنکھیں پھیلائے پہلوئں بدلتے رہ گئے۔۔

ہمیں اس لڑکی سے وارث چاہیے تھا آغا جان۔۔وہ تو ہمیں ملنے والا ہے۔۔"
نو ماہ تک اگر وہ اسال آغا شاہ کے نزدیک رہی تو اپنے جادو سے ہمارے آغا کو

جکڑ لے گی۔۔آپ اسے کسی محفوظ مقام پر منتقل کروادیں۔۔نوماہ کے بعد ہم اپنا وارث اس سے لے کر اسے آزاد کر دیں گے۔اسال آغا شاہ کچھ دنوں تک ضد کریں گے غصہ بھی ہونگے مگر آہستہ آہستہ وہ خود ہی اس لڑکی کو بھول جائیں گے!!"

ثمینہ شاہ نے اپنے اندر کا ذہر اب ان کے سامنے انڈیلنا شروع کر دیا تھا۔

آغا جان بغور ان کی بات سن اور سمجھ رہے تھے۔۔

ثمینہ شاہ بلکل ٹھیک کہہ رہی تھی یہ سوچ انہیں کیوں نہیں آسکی تھی پہلے

۔۔

ہمممم درست کہہ رہی ہو تم بہو۔۔۔مگر سب کچھ بہت سمجھداری سے کرنا"

" ہو گا ہمیں۔۔۔ایسے کہ اسال کو شک ناں ہونے پائے۔۔

آغا جان ثمینہ شاہ کو دیکھتے پر سوچ سے انداز میں بولے۔۔

جبکہ آباد شاہ توان کے منصوبے پر گھبرا کر بے یقینی سے لب بھینچ کر رہ گئے

۔۔

ایک گے ضرر سی لڑکی سے نفرت کے چکر میں وہ عورت اتنی گر جائے گی انہیں ہر گز اندازہ نہیں تھا۔

سخت نظروں سے ثمینہ شاہ کو دیکھتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے کمرے سے نکل گئے۔۔

"اس کی فکر مت کرو ہماری اجازت کے بغیر یہ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔تم بس کچھ دنوں تک اسال آغا شاہ اور اس لڑکی پر نظر رکھو۔۔موقع ملتے ہی ہم اس لڑکی کو اٹھوالیں گے!!"

مونچھوں کو تاؤ دیتے وہ سفاکیت سے مسکرائے۔

"جی ضرور!!"ثمینہ شاہ مسکرا کر کہتی گہری سانس بھرتے کمرے سے باہر نکل آئی۔

★★★★★★★★★★★★

سائیں بس کر دیں۔۔۔اتنا کچھ تو خرید لیا ہے!!"اپنے ہاتھ میں موجود"
اسال آغا شاہ کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے محمل نے بے چینی سے اپنا دوسرا ہاتھ
اسکے بازو پر رکھتے منمنا کر کہا۔

تیز تیز قدم اٹھاتے اسال آغا شاہ نے گردن جھکا کر مسکراتی نگاہوں سے اسے
دیکھا۔

وہ جب سے شاپنگ مال میں داخل ہوئے تھے۔۔ محمل اسے بار بار یونہی
ٹوک رہی تھی۔۔
ابھی نہیں سائیں کی جان۔۔۔کچھ ڈریسز لیتے ہیں اسکے بعد کاسمیٹکس کا"
"!!سامان پھر چلیں گے

اسال نے مُسکراتی نگاہوں سے اسکے دلنشین روپ کو نظروں سے دل میں
قید کرتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

اور ڈریسز۔۔۔اتنے سارے تو لے لیے ہیں ناں!!"گہری نیلی آنکھیں" پھیلائے وہ حیرت سے اسال کو دیکھتے بڑبڑائی تھی۔

کہاں اتنے زیادہ۔۔۔یہ تو عام سے ڈریسز ہیں گھر پہننے کیلئے۔۔۔تم ایک" سردار کی بیوی ہو۔۔تمہیں یہ معمولی کپڑے زیب نہیں دیتے "!! مدہم مگر سنجیدہ لہجے میں کہتے وہ سامنے ایک مورت پر موجود ڈریس کو بغور دیکھنے لگا۔۔۔

محمل اب تک حیرت سے اس خوبرو شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔ہاسپٹل سے آنے کے بعد سے ہی وہ اسکے لئے ڈھیروں شاپنگ کر چکا تھا۔ محمل یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

"!!ایسے مت دیکھا کرو سائیں کی جان۔۔۔یہ دل دھڑکنا بھول جاتا ہے" وہ نہیں جانتی تھی اسکے دیکھنے کو کب کیسے اسال آغا شاہ نے نوٹ کیا تھا مگر اب اسکے الفاظ اسکی پرکشش آنکھوں میں امڈتے نرم گرم جذبات پر وہ سرخ چہرے سمیت سر جھکا گئی۔

اسال کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی۔ محمل قریشی کا چند دنوں کا ساتھ اسے زندگی کی طرف لوٹا رہا تھا۔

اسال اسکا ہاتھ تھامے چینجنگ روم تک لے گیا۔ فریش بلیو کلر کی خوبصورت میکسی اسے تھماتے وہ زبردستی اسے چینجنگ روم میں بھیج گیا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں محمل قریشی اسکے سامنے تھی۔۔ وہ نیلی آنکھوں والی پرستان کی پریوں سا حسن رکھنے والی شہزادی، جس کی نیلی آنکھیں اپنے آپ میں حسن کہ ایک الگ داستان تھیں، اس خوبصورت رنگ میں محمل قریشی کا کندن سراپا کسی گلاب کے پھول کی طرح مہک رہا تھا۔۔

اسال نے بمشکل سے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائی۔ جو خود شرمائی لجھائی سی سمٹی ہوئی سی کھڑی تھی۔۔

چینج کر آو محمل۔۔۔ اس سے پہلے کہ تمہیں میری ہی نظر لگ جائے۔۔!""

اپنی گھنی بئیرڈ میں ہاتھ پھیرتے وہ اپنی خمار آلود سرخ نظریں جھکا کر بولا۔۔

محمل فورا سے بھاگ کر دھڑکتے دل سے چینجنگ روم میں بند ہوئی تھی۔۔

چلیں!!"دوپٹہ سلیقے سے سر پر سیٹ کیے وہ اسکے نزدیک آئی تھی۔۔"

اس کا ہاتھ اسال آغا شاہ کے ہاتھ میں تھا۔۔کئی نگاہیں بڑے رشک سے ان دونوں کو سراہ رہی تھی۔

کاؤنٹر پر رکتے اسال آغا شاہ نے سارے شاپنگ بیگز سامنے رکھے۔۔

جو جو کچھ لینا ہے جلدی سے لے لو۔۔۔تھوڑی دیر میں تم دونوں کی فلائٹ ہے!!"موبائل فون پر ٹائپنگ کرتے شایان شاہ نے اپنے ساتھ آئے معیز اور جبار کو حکم دیا۔

اور خود موبائل فون پر آتی کال کو اٹینٹ کرتے وہ ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔۔

وہاں اس طرف چلتے ہیں!"جبار،معیز کو ساتھ گھسیٹتے ہوئے سنجیدگی سے" بولا۔۔

اسال آغا شاہ کسی بھی وقت ہم تک پہنچ جائے گا اس سے پہلے کہ اسے ہماری خبر ملے ہمیں جلد از جلد یہاں سے بھاگنا ہو گا"!!

معیز سپاٹ نگاہوں سے جبار کو دیکھتے مدہم مگر سرگوشی نما آواز میں سنجیدگی سے بولا۔

ہاں وہ سب تو ٹھیک ہے مگر کچھ خریداری تو کر لو یار!!" جبار نے الجھن زدہ" نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔

جس پر وہ لب بھینچ کر مڑا۔ ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اسنے چونک کر کاؤنٹر کے قریب کھڑی لڑکی کو دیکھا۔۔

جبار وہ دیکھ یہ وہی لڑکی ہے۔۔ناں۔۔۔جو اس رات ہمیں سڑک پر ملی " "! تھی۔۔ جس کے لئے اس اسال آغا شاہ نے آفتاب کو قتل کر دیا۔

معیز بے چینی بھرے انداز میں محمل قریشی کو دیکھتے پھنکارا تھا۔

آفتاب خان کی موت ان دونوں کو بھلائے نہیں بھول رہی تھی۔

ہہ ہاں مگر یہ یہاں کیسے!!" فق رنگت لئے جبار نے گھبرا کر محمل کو دیکھا"

۔۔

اسی لمحے اسال آغا شاہ پیسے دے کر مڑا تھا۔۔۔

معیز یہ تو اسال آغا شاہ ہے!" یہ لڑکی اس کے ساتھ.." جبار زیر لب "

بڑبڑایا۔۔اسی لمحے شایان شاہ چلتا ہوا ان تک آیا۔۔

کیا ہوا ہے تم دونوں کو؟ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔۔؟" ماتھے پر بل "

سمیٹے وہ ان دونوں کو دیکھتے حیرت سے استفسار کرنے لگا۔

لالا۔۔۔یہ وہی لڑکی ہے۔۔جو اس رات آفتاب خان کو سڑک پر ملی تھی۔"

"!!اسی لڑکی کیلئے اسال آغا شاہ نے ہمارے آفتاب خان کو قتل کیا۔۔

معیز سرد نظروں سے ان دونوں کو گھورتے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا۔

شایان شاہ نے قہر بار نظروں سمیت مٹھیاں بھینچ کر اسال آغا شاہ اور اسکے ساتھ ہمقدم محمل قریشی کو دیکھا۔۔

نفرت آمیز نگاہیں ان دونوں پر ڈالے وہ پھنکارتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔۔۔مگر جبار اور معیز نے ہڑبڑا کر اسے تھاما۔۔

لالا صبر کریں۔۔ہمیں پہلے یہ پتہ کرنا چاہیے کہ یہ لڑکی کیا لگتی ہے اسال "

"!!آغا شاہ کی

نفرت سے لب بھینچ کر کہتے ان دونوں نے ہی بڑی مشکل سے اسے قابو کیا تھا۔

اسال آغا شاہ اس بار تمہیں میں ہر گز نہیں چھوڑنے والا۔۔۔اس لڑکی کی " وجہ سے تو نے میرے بھائی کو مارا۔۔۔اب دیکھ میں کیسے اس لڑکی کو تجھ سے "چھینتا ہوں۔۔بس تو دیکھتا جا میں کرتا کیا ہوں؟

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر وہ نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتے ہوئے انہی قدموں سمیت مال سے باہر کی طرف بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

سارا دن شکار پر گزارتے وہ دیر رات کو حویلی لوٹا۔۔داجان مردان خانے میں بیٹھے اس کے منتظر تھے۔۔اب زارون سکندر خان کی گاڑی کے رکنے کی آواز پر رحیم بھاگا بھاگا اس تک آیا۔۔۔

داجان کا پیغام اسے دیتے رحیم ایک طرف ہاتھ باندھے کھڑا ہوا گیا۔۔سیاہ شال کندھوں پر اوڑھتے وہ سپاٹ چہرے سمیت اپنے بھاری قدم اٹھاتے مردان خانے کی سمت بڑھا۔

جنوری کے اوائل دنوں میں سردی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔

سفید دھند کی چادر تیزی سے حویلی کے ہر کونے کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی۔۔ایسے میں وہ کوئلوں پر جلتا بظاہر سنجیدہ سا مردان خانے میں داخل ہوا۔۔

باآواز بلند سلام کرتے وہ اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا۔۔

"بہت جلدی نہیں واپسی ہوئی آپ کی سردار صاحب!!"داجان نے کڑے تیوروں سمیت اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

"داجان شکار پر نکل گیا تھا اس لئے دیری ہو گئی آئندہ خیال رکھوں گا۔۔!!"نظریں جھکا کر وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

حویلی کے رسم ورواج سے وہ اچھے سے واقفیت رکھتا تھا کسی بھی شادی شدہ مرد کا رات گئے تک حویلی سے باہر رہنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔۔

خیال ہی تو نہیں ہے تمہیں برخوردار!! صرف ایک کل وقت پر تم حویلی" تھے وگرنہ کوئی ایک دن بتادو جو تم حویلی پر وقت سے موجود ہو۔۔راتیں تمہاری حویلی سے باہر گزر رہی ہیں۔۔گاؤں کے معاملات میں دلچسپی لینا تم نے بلکل کم کر دیا ہے۔۔

"اب بتاؤ کیا سمجھوں میں تمہاری اس عدم توجہی کو۔۔؟

داجان کا انداز خاصا سنجیدگی سمیٹے ہوئے تھا۔وہ کم گو ضرور تھے مگر وہ حویلی اور گاؤں کو لے کر خاصے سنجیدہ تھے۔۔

زارون لب بھینچ کر گہری سانس بھرتے رہ گیا۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کچھ دنوں سے وہ واقعی اپنی کسی بھی ذمہ داری پر توجہ نہیں دے پا رہا تھا۔ مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے فکر نہیں تھی۔

آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا داجان!!"اس نے چند لفظوں میں نہائت" ادب سے کہا۔

ایک بات بتاؤ،، کہی اس دراب خان کے قتل کے پیچھے تمہارا ہاتھ تو نہیں" "زارون خان؟؟

داجان اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے جانچتے ہوئے لہجے میں استفسار کرنے لگے۔

داجان میرا اس شخص سے کوئی تعلق نہیں۔۔مجھے بھی تھوڑی دیر پہلے ہی" "!!اطلاع ملی ہے کہ آفتاب خان کو کسی نے بے دردی سے قتل کر دیا ہے

سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی اور تعجب سمیٹے وہ جس قدر ڈھٹائی سے بولا۔۔داجان زیرک نگاہ رکھنے کے باوجود بھی جھوٹ کی رمق اسکے چہرے سے محسوس ناں کر پائے تھے۔

اپنا قول یاد رکھنا" سکندر خان "تم جو کہہ رہے ہو اگر حقیقت اس کے" "!!برعکس نکلی تو تمہارا خشر بگاڑ کر رکھ دوں گا میں

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ دانت پیس کر بولے۔۔

اب جاؤ اپنے کمرے میں!! تمہاری ایک عدد بیوی بھی ہے اب جو یقیناً"

"!!تمہاری منتظر ہو گی

پہلوئں بدلتے وہ اسے جتانے والے انداز میں بولے۔زارون اچھے سے سمجھ رہا تھا ان کے لب و لہجے کو۔۔وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید وہ اب تک گل مینے خان کو دل سے قبول نہیں کر پایا۔۔۔اس لئے حویلی سے باہر رہتا ہے۔

اور شاید اسی لئے وہ اسے اسی کی بیوی کے بابت یاد دلا رہے تھے۔

شب بخیر دا جان!" وہ گہری سانس بھرتے انہیں الواع کرتے اب زنان"

خانے کی طرف بڑھ گیا۔

شفاف پیشانی کو ہاتھ کی مدد سے کھرچتے وہ جلتی آنکھوں سمیت سیڑھیاں عبور کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔گل مینے خان کی نفرت آمیز نگاہیں صبح سے کسی تیز آرے کی طرح اسکے دل کو چیر رہی تھی۔۔

وہ مضبوط اعصاب کا لاپرواہ سا شخص جس نے ایک عمر تک خود کو لاحاصل بنائے رکھا تھا۔۔ کوئی عورت کوئی حسن اسے اس قابل نہیں لگا تھا کہ وہ اپنا آپ اس پر ہار دیتا۔۔ مگر آج نکاح کے چند بولوں نے اسکی دنیا تہ و بالا کر کے رکھ دی تھی۔۔

گل مینے خان بڑی رازداری سے اسکے دل میں داخل ہو کر اسکے دل پر نقب لگا چکی تھی اور اب ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اسے یہ ادراک ہو رہا تھا۔ تو اسکے رگ و جاں میں سکون کی بجائے بے چینی سی دوڑا اٹھی تھی۔۔

کیونکہ وہ لڑکی جو اسکے دل و دماغ پر بری طرح سے حاوی ہو کر رہ گئی تھی۔ اب اس سے نفرت کرنے لگی تھی۔۔

شٹ! "سفید دانتوں کو پیستے وہ بے چینی سے مٹھیاں بھینچتے اپنی ہی بے" قرار حالت پر بے قابو ہوتا اپنے کمرے کے سامنے رکا۔

سرخ ڈوروں سے لبریز آنکھیں بند دروازے پر ٹکی تھی۔۔عنابی ہونٹوں کو بھینچتے وہ ایک پل کو آنکھیں موند کر گہری سانس بھرتے ہاتھ سے دروازے کے ہینڈل کو گھماتے بنا آہٹ کے کمرے میں داخل ہوا۔۔

توقع کے عین مطابق کمرہ بلکل حالی تھا۔۔سر اٹھائے وہ گہری تھکن آمیز سانس بھرتے انہی قدموں سمیت کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ گل مینے خان کبھی بھی نرگس خان کے کمرے میں نہیں جائے گی کیونکہ وہ خود ہی اسے وہاں سے زبردستی کمرے میں بھیج دیتی۔۔

اسی لیے اس کا رخ گل مینے خان کے کمرے کی طرف تھا۔۔

دروازہ ناک کیے بغیر ہی اسنے دو سے تین بار مخصوص انداز میں دروازے کے ہینڈل کو گھمایا۔

دروازہ چرر کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔۔

کون ہے؟؟"گل مینے خان کی خوفزدہ سی آواز پر زارون نے سختی سے لب " بھینچے۔بھاری قدم اٹھاتے وہ اندر داخل ہوا۔

کون ہے؟"گل مینے خان رونے سے بھیگی آواز میں پوچھتے بیڈ سے نیچے اتر " آئی تھی۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی اندر آنے والا کون ہے مگر پھر بھی لاتعلقی ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔۔۔

"کون ہو سکتا ہے تمہارے خان کے علاوہ میری جان۔۔"

بھاری قدم اسکی طرف بڑھاتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا،اسکے انداز پر گل مینے خان نے دانت بھینچ ڈالے۔۔۔

چلو کمرے میں مینے!میں تمھیں لینے آیا ہوں!!"وہ اسکے روبرو ہوا۔۔"

لیمپ کی مدہم روشنی میں گل مینے خان کا چاندی سا وجود دمک رہا تھا۔ بھیگی بھیگی سنہری آنکھیں،سرخ ہو رہی چھوٹی سی تیکھی ناک،سرخ گال،وہ سراپا حُسن بنی اپنی معصومیت سے اسکا دل بری طرح سے دھڑکا گئی تھی۔

میں اپنے کمرے میں ہی ہوں خان۔۔اس کمرے میں میں ہر گز نہیں"

"!جاؤں گی۔۔جہاں میری نہیں صرف میرے وجود کی ضرورت ہے

اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولی۔۔اسکے الفاظ کسی زہریلے بچھو کی مانِند چبھے تھے زارون سکندر خان کو۔۔وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا دونوں کندھوں سے جکڑتے وہ اسے قریب کھینچتے غصے سے دھاڑا۔۔

ہاؤڈئیر یو گل مینے خان!!کیا بکواس کیے جا رہی ہو تم۔۔۔مطلب بھی"

"جانتی ہو اپنی اس بکواس کا۔۔۔؟

وہ طیش کے عالم میں بپھر کر بولا۔غم و غصّے سے اس کا برا حال تھا۔۔پورا وجود آگ کی بھٹی میں جھلسنے لگا۔

اسکی ظالمانہ گرفت پر گل مینے خان کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھی۔۔

اچھے سے جانتی ہوں سب کچھ۔۔میں جو بھی کہہ رہی ہوں بلکل درست"

کہہ رہی ہوں۔۔اب مجھے آپ پر کوئی اعتبار نہیں رہا۔۔جو انسان اپنے مفاد کیلئے مجھے کسی بھیڑیئے کے آگے پھینک سکتا ہے وہ کبھی میری عزت کا مخافظ

نہیں ہو سکتا۔۔۔سنا آپ نے۔۔ چلیں جائیں میرے کمرے سے آپ ۔۔!"گل مینے خان اپنی قہر برساتی نگاہیں اس پر گاڑھے غیض و غضب بھرے انداز میں گویا ہوئی تھی۔۔

زارون سکندر بے یقینی سے اس ظالم لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس نے ایک لمحے میں اس کی اوقات دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی۔۔

آنکھوں میں مرچیاں سی گھلنے لگ گئی تھی۔۔

خبر دار جواب کوئی بھی بکواس کی تم نے۔۔۔نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں" ہو گا گل مینے خان۔۔تم نے صرف میرا پیار دیکھا ہے میرا غصہ میرا پاگل پن نہیں"!!

زارون سکندر خان اسکے بالوں کو گدی سے جکڑتے اسے ایکدم سے اپنے قریب کھینچتے اسکے چہرے پر غرایا تھا۔

زارون سکندر خان کی دہکتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ لرزتے وجود سمیت آنکھیں موندے اسکے حصار میں کھڑی تھی۔۔

میری مجبوری تھی گل مینے و گرنہ میں تمہیں ایسے کبھی اس گھٹیا شخص" کے سامنے ناں لاتا۔۔وہ شخص چاہے تمہیں دیکھ کر اپنی آنکھوں کو تسکین پہنچا چکا ہو۔۔۔ مگر اس خان نے اسے تمہارے ایک بال تک کو چھونے نہیں دیا۔۔ناں ہی پہلے اور ناں ہی اب!! اور جہاں تک جسم کی بات ہے تو تم پوری کی پوری میری ملکیت ہو مسز زارون سکندر خان!! میں جیسے چاہوں ویسے چھوؤں گا تمھیں۔۔مجھے کسی کا باپ تک نہیں روک سکتا۔۔۔تم کیسے روکے گی!!"

سرد و سپاٹ لہجے میں اپنی دہکتی سانسیں اسکے چہرے پر پھونکتے وہ سرد بے تاثر نگاہوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔۔

گل مینے خان نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جما گئی۔۔

زارون نے دھڑکتے دل کے ساتھ نظریں جھکائے اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔ دل میں سکون سا اترا تھا شاید وہ اسے سمجھ گئی تھی۔۔

مگر اگلے ہی لمحے گل مینے خان نے اسے پوری قوت سے اسے خود سے دور پش کیا۔۔وہ لڑکھڑا کر آنکھیں چھوٹی کیے اب حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آئی ہیٹ یو سکندر خان!!آپ جو مرضی کہہ لیں مگر اب میں آپ کی کسی بات میں نہیں آنے والی!!"

سرخ بھیگی نفرت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ دوٹوک لہجے میں بولتے اس سے دور ہوئی تھی۔۔زارون بے یقین سا اسکی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھتے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔۔

سیاہ آنکھوں میں محبت کی ٹوٹی کرچیاں تھیں وہ ریزہ ریزہ ہوئے دل سمیت اسی لمحے اسکے کمرے سے نکلا۔۔وہ چاہتا تو زبردستی کر سکتا تھا مگر کرتا کس کے ساتھ۔۔۔

آج جو لڑکی تن کر اس کے سامنے کھڑی تھی وہ اسکی معصوم گل نہیں تھی۔

یہ تو کوئی اور ہی لڑکی تھی جسے زارون خان جانتا ہی نہیں تھا۔۔

طیش واشتعال سے مٹھیاں بھینچتے وہ انہی قدموں سمیت اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔حویلی میں رکنا اب سوہان روح تھا اس کے لئے"!!

★★★★★★★★★★★★

تم فریش ہو جاؤ۔۔۔پھر کھانا کھاتے ہیں!" بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگ میں" سے ایک ڈریس نکالتے اسال نے محمل کو تھماتے سنجیدگی سے کہا۔۔

وہ سر ہلاتے واشروم میں گھس گئی،، گہری سانس فضا کے سپرد کرتے اسال نے گردن موڑے دیوار پر لگی ماہ رخ آفندی کی تصویر کو دیکھا۔۔

سیاہ رنگ کے ڈریس پر کاندھوں پر سلور رنگ کی شال اوڑھے وہ لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے سادگی میں بھی اسال آغا شاہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر گئی تھی،

سرمئی آنکھوں میں آج بھی اسال کو اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ جتنا مرضی خوش رہ لیتا۔۔۔ مگر وہ کبھی چاہ کر بھی ماہ رخ آفندی کو اپنے "
اندر سے نہیں مٹا سکتا تھا۔۔

کبھی سوچا نہیں تھا رخ کہ ایسا بھی دن آئے گا جب مجھے یوں تمہاری ہر یاد کو "
"خود سے الگ کرنا پڑے گا،،

اپنی پر کشش آنکھیں ان سرمئی پر رونق آنکھوں میں گاڑھے وہ ایک تصویر سے محو گفتگو تھا۔۔۔

وہ کہتے ہیں ناں کہ انسان جیسا سوچتا ہے ہوتا اس کے بر عکس ہی ہے !! "
محمل میری بیوی ہے اب۔۔ میں تمہیں اس کمرے میں اس دل میں بسا کر
"!! کبھی اسے خوش نہیں رکھ سکوں گا۔۔

اب کی بار نظریں جھکا کر اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔ بے چینی حد سے سوا ہوئی تھی۔

تم اس دل میں ہمیشہ رہو گی رخ۔۔۔ مگر اس کمرے پر اب محمل کا حق ہے"
۔میں کبھی نہیں چاہتا کہ میری رخ کسی کے لئے تکلیف کا باعث بنے
"!!۔۔۔

ضبط سے سرخ چہرہ لیے وہ بمشکل سے بول پایا تھا۔۔

ایک کونے میں پڑی کرسی اٹھائے وہ دیوار تک آیا۔۔ کرسی پر کھڑے ہوتے اس نے بڑی مشکل سے وہ تصویر وہاں سے اتاری۔

کرسی سے نیچے اترتے وہ میز کی طرف بڑھا ماہ رخ کی تصویر ٹیبل پر سے اٹھاتے وہ عجلت بھرے انداز میں کمرے سے باہر نکل گیا۔

محمل شاور لے کر باہر نکلی تو اسال آغا شاہ کہیں بھی نہیں تھا۔۔ نیلی خوبصورت آنکھوں میں پانی کی تہہ سی جمع تھی۔۔ سنہری کمر سے نیچے تک جاتے بالوں کو اسنے ہاتھ کی مدد سے آگے کی طرف پھینکا اب ٹاول سے وہ بال خشک کرنے لگی۔۔

اس وقت اس کی ساری توجہ ثمینہ شاہ، خدیجہ اور سیماب آفندی پر تھی۔۔

نفیسہ شاہ جتنا مرضی اس سے نفرت کرتی مگر وہ اتنا جان چکی تھی کہ وہ اسے ضرر نہیں پہنچائیں گی۔۔

گہری سانس بھرتے وہ آگے کا لائحہ عمل سوچنے لگی۔جب اچانک سے دروازہ کھولتے اسال کمرے میں داخل ہوا۔ محمل نے شیشے سے ہی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا۔۔

دوپٹہ اچھے سے کندھوں پر اوڑھتے وہ اب جلدی جلدی ہاتھ چلاتے اپنے بالوں کو خشک کرنے لگی۔۔

اسال نے سر تا پیر اسے بغور دیکھا، سکن کلر کے شلوار قمیض میں اسکا دراز قد کافی واضح ہو رہا تھا۔

سرخ و سفید رنگت پر یہ رنگ نچ رہا تھا۔ماتھے پر بل سمیٹے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔۔ محمل شیشے سے ہی اسے اپنی طرف آتا دیکھ گھبرائی تھی۔

نظریں خود بخود ہی جھکی تھی۔"پاؤں دیکھو اپنے سویکنگ ہو رہی ہے۔۔تم کھڑی کیوں ہو بیٹھو!!"

اسے شانوں سے جکڑتے وہ متفکرانہ انداز میں بولا تو محمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔اسکی پرکشش آنکھیں خمدار گھنی بھنویں جو بری طرح سے محمل کا دھیان کھینچتی تھی۔۔ محمل اسے دیکھتے رہ گئی۔

وہ تو سمجھی تھی شاید وہ اسے چھونے کیلئے قریب آرہا ہے۔۔مگر اب اپنی ہی سوچ پر اسے شرمندگی اور ہنسی دونوں ہی بیک وقت آئی۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟"اسے ہنستا دیکھ اسال نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھا،"

محمل بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلا گئی۔۔

اچھا ادھر دو ٹاول میں خشک کر دیتا ہوں بال۔۔۔"آستینیں فولڈ کرتے وہ عام سے لہجے میں بولتا اسے شدید چونکا گیا۔

محمل حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی وہ شخص اسے ہر بار اپنے عمل سے متاثر کر دیتا تھا۔۔اسال اسکے کھلے منہ کو دیکھتے ہلکا سا مسکرایا۔۔ٹاول اسکے ہاتھ سے لیتے وہ اب نرمی سے اسکے بال خشک کرنے لگا۔۔

سائیں رہنے دیں آپ۔۔ مم میں کرلوں گی!!"وہ گھبرائی ہوئی سی خود میں سمٹ کر بولی۔۔

سائیں کی جان۔۔۔ تھوڑا ثواب مجھے بھی کما لینے دو۔۔ کیا پتہ جنت میں ایک دو حور ایکسٹرا مل جائے!!"

اس کے کندن سراپے کو نرم نگاہوں سے دل میں اتارتے اسال نے شریر لہجے میں لب دبائے کہا۔اسکی توقع کے عین مطابق محمل سر اٹھائے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اسے حیرت سے گھورنے لگی۔۔

آپ کو حوریں کیوں چاہیے؟؟"وہ اپنی جلن چاہ کر بھی چھپا نہیں حوریں پائی تھی۔خوبصورت چہرے کے بدلتے رنگ اسال کو مزہ دے گئے۔۔

مرد کو۔۔۔ ظاہر سی بات ہے خدمت حوریں کیوں چاہئے ہوتی ہیں ایک کروانے کیلئے۔۔ سکون حاصل کرنے کیلئے۔۔!!"

وہ بظاہر سنجیدگی سے بول رہا تھا مگر محمل کے چہرے کی پھیکی رنگت دیکھ وہ لب دانتوں تلے دبا گیا۔۔

تو میں کروں گی ناں آپ کی خدمت۔۔۔جو جو کہیں گے سب کروں گی"

"!!۔۔پھر تو آپ کو حوروں کی ضرورت نہیں پڑے گی

وہ بے اختیاری میں اس کا ہاتھ اپنے سر دہاتھوں میں تھامے بولی۔۔

اسال یک ٹک اس حسن کی مورت کو دیکھ رہا تھا۔اپنی زندگی میں اتنا مکمل حسن اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔وہ ہر حال میں ہر حلیے میں حسین ہی لگتی تھی

۔۔

بے اختیار اسنے جھکتے اپنے دہکتے ہونٹ محمل کی شفاف پیشانی پر رکھے، جو گہری سانسیں بھرتے اسکی خوشبو کو خود میں سمیٹ رہی تھی۔۔

وہ اپنے اچھے رویے سے محمل قریشی کا دل جیت رہا تھا۔۔عورت محبت تو بانٹ سکتی ہے مگر اپنے شوہر کو وہ کسی بھی صورت نہیں بانٹ سکتی۔اس بات کا اندازہ محمل کو اب ہو رہا تھا۔

اتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے کون کمبخت حوروں کے چکر میں" پڑے گا۔۔"داہنی آنکھ ونک کرتے وہ محمل کی اٹھی تھوڑی کو چومتے مخمور سے لہجے میں بولا۔۔

اسکے شدت بھرے لمس پر محمل بری طرح سے لرزی تھی۔دھڑکنوں کا شور اسال آغا شاہ کو اپنے کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ یہ بندہ بشر کوئی اور گستاخی کر بیٹھے پہلے بال خشک کر لیتے" "!!ہیں

گلا کھنکھارتے ہوئے وہ اپنے آپ پر ضبط کرتے شرارت آمیز لہجے میں بولا۔تو محمل فورا سے اس سے دور ہوئی۔۔

تم کنگھی کر لو میں آتا ہوں!!" بال خشک کرتے وہ اس کے سر پر بوسہ " دیے محبت پاش لہجے میں بولتا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

محمل کافی دیر تک اسکی آنکھوں سے اوجھل ہوتی پشت کو دیکھتی رہی۔۔

لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہٹ آباد تھی۔۔جو اسال آغا شاہ کی وجہ سے ہی قائم تھی۔

★★★★★★★★★★★★

کیا ہوا اسکندر اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا تُو نے!!" پچھلے دس منٹ سے وہ" بے چینی سے ڈیرے پر تھا۔

زارون سکندر خان کی کال پر وہ فوراً سے ڈیرے کیلئے روانہ ہوا تھا۔

چٹاخ!!"سرخ چہرے سمیت اس تک پہنچتے زارون نے بنا اس کے کسی" بھی سوال کا جواب دیے کھینچ کر تھپڑ اسکے گال پر جھڑا۔۔

دراب لڑکھڑا سا گیا۔۔جبڑے بھینچے وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھتے سیدھا ہوا۔۔

تجھے منع کیا تھا میں نے دراب خان۔۔کیوں کیا تو نے ایسا۔۔۔کمینے "

"!!انسان

زارون کسی چیل کی طرح اس پر جھپٹا تھا۔۔جو اپنے دفاع کے لئے چہرہ دونوں ہاتھوں کے بیچ چھپائے جھک کر کھڑا تھا۔۔

زارون اسے بالوں سے جکڑتے اسکے پیٹ پر زوردار مکہ جھڑ گیا۔۔

جس پر وہ کراہتے ہوئے زمین پر گرا تھا۔۔

آس پاس کھڑے ملازم گھبرا کر اپنے بپھرے ہوئے سردار کو دیکھ رہے تھے۔

جو بنا رکے اب مسلسل دراب خان کے چہرے پر گھونسے جھڑ رہا تھا۔۔

اہہہ۔۔۔بس کر دے بغیرت انسان میں تیری بہن کا شوہر ہوں کچھ تو حیا" کر۔۔!!"دراب درد سے کراہتے اسے پاؤں کی مدد سے دور کرتے کراہ اٹھا تھا۔

جو تو نے کیا ہے اس کے بعد حیا نہیں قتل کرنا چاہیے تیرا۔۔خبیث "

انسان!!"زارون پھر سے اس پر جھپٹا۔۔اس سے پہلے کہ وہ اسے مارتا دراب جھٹ سے اٹھا اب بھاگ کر اسکی پہنچ سے دور ہوا تھا۔

ایسا کیا کر دیا ہے میں نے ظالم انسان۔۔کتوں کی طرح پیٹ رہا ہے تو مجھے "

۔۔ابھی تو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے میری شادی کو، میرا خشر بگاڑ کر رکھ دیا ہے تو نے!!"

دراب اپنے پھٹے ہونٹ پر بازو رکھتے مظلومانہ انداز میں بولا تھا۔۔

کمر الگ درد سے اکڑ چکی تھی۔۔اس کا یہ شریف روپ زارون سکندر کیلئے ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

مٹھیاں بھینچے وہ پھر سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔دراب نے اب کی بار پہلے حملہ کیا تھا مگر اس کا ہاتھ زارون بیچ میں ہی روکتے اب اسے گھما کر اسکی پشت اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔

ایک ہاتھ اسکی گردن کے گرد لپیٹے وہ اب دباؤ بڑھاتے اسے چیخنے پر مجبور کر گیا۔۔

"تیری وجہ سے میری مینے مجھ سے نفرت کرنے لگی دراب خان۔۔تجھے منع کیا تھا میں نے کہ اس گھٹیا شخص کے سامنے میری بیوی ہر گز نہیں آنی چاہیے۔۔تو نے پھر بھی مینے کو استعمال کیا۔۔اور اب وہ مجھے غلط سمجھ رہی ہے۔اسے لگتا ہے کہ میں نے اسے یوز کیا ہے آفتاب خان کو پکڑنے کے لیے"!۔۔

زارون کی غراہٹ پر دراب اپنے حلق میں دبتی سانس بڑی مشکل سے بھر رہا تھا۔۔۔

آنکھوں کی پتلیاں باہر کو ابل آئی تھی۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے زارون سکندر خان کے ہاتھ کو اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"اٹک اٹک کر کہتے دراب بری طرح سس سوررری۔۔چچ چچھوڑڑڑ!!سے بلبلایا۔۔۔

اسکی بند پڑتی سانسیں محسوس کرتے زارون نے اسے دور جھٹکا۔۔سیاہ آنکھوں میں خون تیر رہا تھا۔گل مینے خان کی نفرت بھری آوازیں اسے اب تک اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

آنکھوں کے سامنے سے وہ سنہری آنکھیں ہٹ نہیں پا رہی تھیں۔جن میں سوائے نفرت کے اور کچھ جذبہ باقی نہیں رہا تھا۔

سکندر یہ سب میری مجبوری تھی یار۔۔۔تو اچھے سے جانتا ہے۔۔اگر ہم" اس گھٹیا شخص کو بروقت ناں پکڑتے تو اس وقت تک وہ جانے کتنی ہی "معصوم بچیوں کو بیچ چکا ہوتا۔۔

دراب گردن پر ہاتھ رکھے زمین سے اٹھتے سنجیدگی سے بولا۔۔

وہ جانتا تھا اس نے گل مینے خان کو یوں آفتاب خان کے سامنے کر کے غلطی کی تھی۔۔مگر اس وقت اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں تھا۔۔

اس رات آفتاب خان لڑکیوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو بیرون ملک بیچنے والا تھا۔۔اسے ہر حال میں پکڑنا ضروری تھا۔۔

گارڈز کے بتانے پر اسے جیسے ہی آفتاب خان کے حویلی میں ہونے کی خبر ملی دراب نے فوراً سے زارون کو اطلاع دی۔۔۔جو انعم کے پاس جانے کی بجائے حویلی واپس لوٹ چکا تھا۔۔

مگر اس کے پہنچنے تک دراب گل مینے خان کو آفتاب خان کے سامنے کسی شکار کی طرح پھینک چکا تھا۔۔

وہ ان لڑکیوں کو تو بچا چکے تھے مگر اس سارے حادثے نے گل مینے خان کو زارون سکندر خان نے دور کر دیا تھا۔۔

دفع ہو جا میرے سامنے سے آئندہ اپنی یہ گھٹیا شکل مت دکھانا مجھے !""""

زراون پیشانی مسلتے بے چینی سے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

دراب خان اسکے غصّے سے اچھی طرح واقف تھا۔۔وہ جانتا تھا گل مینے خان کے راضی ہونے پر وہ اسے معاف کر دے گا مگر تب تک یہ ناراضگی اسے سہنا ہی تھی۔۔

دکھتی کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ وہی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

یخ بستہ ٹھنڈ میں وہ کافی دیر تک وہی لان میں بیٹھا گل مینے خان کو سوچتا رہا۔۔
وہ چھوٹی سی لڑکی زارون سکندر خان کے دل ودماغ پر بری طرح سے حاوی ہو گئی تھی۔ سر جھٹکتے وہ بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ ملازم اسے کئی بار اندر جانے کا کہہ چکے تھے مگر وہ کسی کی بھی بات پر کان دھرے بغیر وہی بیٹھا رہا۔۔ جب تکلیف حد سے سوا ہوئی تو وہ گہری سانس بھرتے کرسی سے اٹھا۔ چاروں اطراف پھیلی دھند کو سیاہ سرد نگاہوں سے دیکھتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

"باہر نکلو میں خود ڈرائیو کروں گا۔۔" گاڑی میں بیٹھتے ملازم کو سرد نظروں سے دیکھتے وہ غرا کر بولا۔ ملازم گھبرا کر گاڑی سے نکلا۔۔۔

شال کندھوں سے اتارتے اسنے ساتھ والی سیٹ پر پھینکی۔۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے سپیڈ سے گاڑی بھگائی۔۔

اونچے نیچے راستوں سے ہوتے گاڑی ایک تاریک سڑک پر اتری تھی۔۔

دھند کے سبب کچھ بھی دکھائی نہیں دے پا رہا تھا۔زارون جبڑے بھینچے فل سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا جب اچانک ایک آگے سے آتے ٹرک نے پوری قوت سے گاڑی کو پش کیا۔۔

گاڑی کا بیلنس بری طرح سے بگڑا۔

زارون اس اچانک ہوئی افتاد پر ہڑبڑا کر سٹرئنگ پر کنٹرول پانے لگا۔۔مگر دوسری جانب سے آتے ٹرک نے گاڑی کو دوسری طرف سے پش کیا۔۔ گاڑی ایکدم سے الٹی تھی۔۔جھٹکے کھاتے گاڑی سڑک پر رگڑ کھاتی ایک درخت سے بری طرح سے ٹکرائی۔۔

گہری دھند کے بیچ سڑک پر ان دو ٹرکوں کی سنہری روشنیاں جل رہی تھی۔۔

"کام ہو گیا ہے سردار!!"ان میں سے ایک نے موبائل فون پر آتی کال اٹھائے فون کان سے لگا کر کہا۔۔

دھیان رہے وہ کتا زندہ نہیں بچ پائے!!"زرغان خان کی نفرت بھری پھنکار پر دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی تھی۔۔

ٹرک والے نے سامنے موجود دوسرے ٹرک والے کو اشارے کیا۔۔اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ سے اس گاڑی پر حملہ آور ہوتے دوسری طرف سے تیز فائرنگ کھول دی گئی تھی۔۔۔

زارون سکندر خان کے پیچھے سیکیورٹی کیلئے بھیجی گئی گاڑی جو کچھ فاصلے سے اسکے پیچھے ہی آرہی تھی۔اب ان گارڈز نے بری طرح ان ٹرکوں پر فائر کھول دیے۔۔وہ دونوں ٹرک ڈرائیور ہڑبڑا کر ٹرک پیچھے کو موڑ گئے۔۔

"رحیم خان بھاگا بھاگا گاڑی سے نکلا۔۔اسکے پیچھے ہی سارے گارڈز اسلحے سے لیس زارون کی گاڑی تک آئے تھے۔۔۔بہت تگ ودو کے بعد خون میں لت پت زارون سکندر خان کے زخمی وجود کو گاڑی سی نکالتے دوسری گاڑی میں منتقل کیا گیا۔جس کی سانسیں مدھم سی چل رہی تھیں۔

گاڑی ہاسپٹل کے رستے پر موڑتے رحیم خان نے جلدی سے اسفندیار خان کا نمبر ڈائل کیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ماضی

"تجھے خیال کرنا چاہیے ساحر۔۔۔یہ کام بہت خطرناک ہے۔۔اگر تجھے کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا؟"

داہنے ہاتھ پر گلوز پہنتے ساحر شاہ موبائل فون سے ابھرتی فکر مند آواز پر گہرہ مسکرایا۔

"کچھ نہیں بنے گا یار۔۔اب اتنا جگرا نکال کر میرے کہنے پر آرمی جوائن کر لی ہے تو اپنا دل بھی بڑا کر لے۔۔!!"

ساحر شاہ کی کھنکھتی آواز پر ضرار پاشا خان نے منہ کے زاویے بگاڑتے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو گھمایا۔۔

دل تو بڑا ہے میرا مگر تُو اچھے سے جانتا ہے تیرے سوا میرا کوئی یار نہیں"

۔۔۔کئی سالوں کی یاری ہے۔۔ہر وقت مجھے تیرا ڈر ستائے رکھتا ہے

"!!۔۔۔اب تو یہ خان سانس بھی لے تو تیری یاد ستاتی ہے

سینے پر ہاتھ رکھتے وہ لب دبائے شریر لہجے میں بولتے ساحر کو قہقہ لگانے پر"

مجبور کر گیا۔۔

اتنا عشق مت کر میری جان۔۔۔کل کلاں کو میں نے شادی بھی کرنی"

"!!ہے۔۔یہ ناں ہو کہ محترم میری ہی بیوی سے جلنے لگے۔۔

کافی دنوں کے بعد ضرار پاشا سے اسکی بات چیت ہو رہی تھی۔۔

اور اس کی کال آنے کا مطلب ساحر شاہ کی ساری تھکان ذائل ہو جانا۔۔۔

میں تو کروں گا شاہ صاحب۔۔بس یاد رکھنا میرا نمبر لسٹ میں سب سے پہلا"

ہو گا تیری بیوی آجائے یا بیٹا یا بیٹی۔۔ضرار پاشا خان کی جگہ کوئی نہیں لے

"!!سکتا۔۔

ضرار نے چیلنجنگ انداز میں کہتے اپنی ٹوپی اتارتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

باقی سب تو ٹھیک ہے مگر بیٹی نہیں پاشاخان۔۔۔بیٹی کا نمبر تو سب سے پہلا" ہو گا !!"

ساحر نے لب دبائے گہری سانس بھرتے کہا تھا۔دوسری طرف اسکی بات ضرار پاشا کو کچھ خاص پسند نہیں آئی۔۔

محمل ٹھیک کہتی ہے تمہارے بارے میں بے وفا انسان۔۔۔تم ہو ہی دو" نمبر انسان "ضرار پاشا نے پہلوئں بدلتے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔۔ ساحر ہارون شاہ زندگی بھر میں اسکا وائف دوست بنا تھا۔۔جس کی عادتیں، اخلاق رویہ، سب بہت اعلیٰ تھا۔۔مگر اس سے دوستی ہونا ایک قدرتی عمل تھا ۔۔جس طرح سے محبت بتا کر نہیں ہوتی اسی طرح سے دوستی بھی بتا کر نہیں ہوتی۔یہ تو وہ جذبہ ہے جو خدا نے ہر رشتے سے افضل رکھا ہے۔۔

یار بھابھی کو بیچ میں مت لا۔۔وہ تو ویسے ہی میرے نام سے ہی جل جاتی" ہیں!!"ساحر نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا محمل اور ضرار پاشا خان کی باتوں میں زیادہ تر ذکر ساحر شاہ کا ہی ہوا کرتا تھا۔۔

وہ اور محمل ایک دوسرے سے واقفیت ناں ہونے کے باوجود بھی ایک دوسرے کو کافی اچھے سے جانتے تھے۔

اچھا دعا کرنا یار۔۔۔اس بار ارضی ڈال آیا ہوں۔۔شاید کوئی کام بن" جائے!!"اب کی بار ساحر نے بے چین دل کا حال سنایا تھا۔۔

یونیورسٹی والے کیس کو تین سال ہونے کو آئے تھے۔۔

جتنا ان لوگوں نے سوچا تھا معاملہ اتنا بھی سیدھا نہیں تھا۔۔دراب خان تو پہلے ہی سال رمینا خان سے شادی کر چکا تھا۔۔جو کہ ساحر کے پلین کا پہلا حصہ تھا۔۔

رمینا کی دراب سے شادی کے بعد سے یونی ورسٹی کے معاملات ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔۔مگر دیگر علاقوں میں ایسے کیسز اب وافر مقدار میں درج ہونے لگے تھے۔۔

زارون اور دراب مسلسل ساحر شاہ کے ساتھ رابطے میں تھے۔۔جو اپنے دوسرے کیسز بھی ساتھ ساتھ دیکھ رہا تھا۔۔

"بہت مشکل ہے تمہاری ارضی قبول ہونا شاہ صاحب!!"ضرار نے اونگھتے ہوئے کہا۔۔

ساحر اسکے صاف جواب پر بے چین ہوا وہ اسکا دوست تھا۔۔اگر وہی اسے نا امید کر رہا تھا تو وہ کیسے حوصلہ کرتا۔۔

"دیکھ پاشا خان۔۔۔تُو اچھے سے جانتا ہے یہ شاہ ایک تیرے معاملے میں بے بس ہے اور ایک نعمت شاہ کے معاملے میں۔۔۔تجھے ذرا ترس نہیں آتا اپنے یار پر۔۔۔بندہ دل ہی رکھ لیتا ہے!!"

وہ جس قدر مسکینیت بھرے انداز میں بولا تھا۔۔پاشا کو بے ساختہ ہی اسکی بے چین حالت پر ہنسی آئی۔۔

میں نے اب کچھ غلط بھی نہیں کہا یارا۔۔تو نے ہی تو بتایا ہے۔۔بھابھی کا دادا"
بڑا تیز ٹائپ بڈھا ہے۔اوپر سے اسکا بھائی بھی بڑا سخت مزاج ہے۔ایسے میں
"!!تیری لو میرج تو کبھی نہیں ہو سکتی
اپنی گھنی بئیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ضرار پاشا نے اسے اچھا خاصا بے چین کر
دیا۔۔
جس کے چہرے کی رونق بجھ سی گئی تھی۔
یار لو میرج کہاں۔۔اس بیچاری کو تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ کوئی ساحر شاہ"
"!!اسے ایک شادی میں دیکھ کر اس پر دل ہارے بیٹھا ہے
ساحر کی ٹھنڈی آہ پر ضرار نے آنکھیں گھمائی۔۔
تو پھر ایک ہی طریقہ بچا ہے ساحر!!"ضرار نے سنجیدگی سے کہا تو ساحر نے"
توجہ سے اسکی بات سنی۔۔
"!!کون سا طریقہ"

تم اپنے گھر کسی کو اپنی پسندیدگی کا مت بتاؤ۔۔بس کسی طرح سے اپنی اماں"
" سائیں کی نظر میں بھابھی کو لے آؤ۔۔باقی کا کام وہ خود کر لیں گی۔۔
اگر وہ بڈھا پھر بھی ناں مانا تو؟"ساحر کو الگ دھڑکا لگا ہوا تھا۔۔محبت کرنا"
اور محبت حاصل کرنا ان دونوں میں کتنا فرق ہے یہ اسے اب معلوم ہو رہا تھا
۔

اگر پسند کا سنا تو ہر گز نہیں مانے گا۔۔۔اگر ایسے ہی رشتہ لے گئے تو ضرور"
مانے گا۔۔کیونکہ تم کون سا کوئی چھوٹے موٹے گھر سے تعلق رکھتے ہو۔۔
" سید زادے ہو ان کی ٹکر کے بھی۔۔۔
ضرار کی باتوں میں دم تھا۔۔ساحر اب پر سکون ہوا تھا۔۔
اسی لئے تو تو میرا یار ہے۔۔۔جانی اتنی بڑی مشکل آسان کر دی تو نے!!""""
ساحر نے خوشگوار لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے پاشا خان کا قہقہ گونجا تھا

۔۔

تم واحد سید زادے ہو ساحر شاہ۔۔۔جس کا یہ پاشا خان دیوانہ "
"!!ہے۔۔۔وگرنہ میری کم ہی کسی سے بنتی ہے
ضرار پاشا نے مسکرا کر اسے اعزاز سے نوازا جسے وہ سینے پر ہاتھ رکھتے سر تسلیم خم کرتے قبول کر چکا تھا۔۔

اچھا چل رکھتا ہوں۔۔ایک ضروری کام سے نکلنا ہے مجھے !"ساحر نے "
مسکرا کر کہتے اسے خدا حافظ کہتے کال کاٹ دی۔

★★★★★★★★★★★★★

حال

السلام علیکم !!"دروازے پر دستک دیتے اسال آغا نے بآواز بلند سلام کیا"
۔۔تو نفیسہ شاہ نے سر اُٹھائے بیٹے کو دیکھا۔
تسبیح ادب سے ایک سمت رکھتے وہ سہارے سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

وعلیکم السلام آغا آجاؤ میرے بچے!!" وہ ہاتھ بڑھاتے محبت بھرے لہجے "
میں بولی۔ تو اسال مسکرا کر آگے بڑھا۔

کیسی ہیں آپ اماں سائیں؟" وہ انکے قریب بستر پر ہی بیٹھا نہایت نرم لہجے "
میں استفسار کرنے لگا۔

الحمداللہ بہتر ہوں میری جان۔۔ تم بتاؤ ہو آئے ڈاکٹر کے پاس سے۔۔۔ کیا"
"کہا ڈاکٹر نے؟

وہ صبح سے اسکی واپسی کی منتظر تھی۔

ہر ماں کی طرح وہ بھی بہت بے صبری سے اپنے ہونے والے پوتا پوتی کی
منتظر تھی، دو سالوں سے یہ خواب اپنی آنکھوں میں سجایا تھا۔

اب جب خدا نے یہ دن دکھایا تھا تو وہ بے قرار کیوں ناں ہوتی۔۔

اسال نے مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ تھاما۔۔ "ڈاکٹر نے ریسٹ کا بتایا ہے۔۔
"!!ذہنی طور پر پر سکون رہنے کا کہا ہے محمل کو۔۔

گہری سانس بھرتے وہ ماں کے چہرے کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا۔

ہمممم بچہ کیسا ہے۔۔"نفیسہ شاہ نے بے زاریت سے پہلوں بدلتے ہوئے"
پوچھا انہیں محمل سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔
اسال ان کے لہجے میں اکھڑ پن اور بے زاریت محسوس کرتے لب بھینچ
گیا۔۔
ابھی تو کچھ ہی دن ہوئے ہیں۔۔کچھ دنوں کے بعد دوبارہ چیک اپ کیلئے"
"جائیں گے پھر علم ہو گا۔
سر جھکائے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔"اللہ خیر کرے اللہ میرے پوتے کو اپنے
"خفظ وامان میں رکھے آمین
آمین..."کچھ کہنے کی چاہ ہوتے ہوئے بھی اسال محتظ آمین ہی بول سکا تھا۔"
کھانا کھالیا تم نے؟"نفیسہ شاہ اسکی عادت سے بخوبی واقف تھی اچھے سے"
جانتی تھی کہ وہ ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے۔۔
مگر وہ محمل کے حوالے سے کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔

نہیں محمل کے ساتھ کھاؤں گا۔۔!!" گھنی پلکیں اٹھائے وہ سرد لہجے میں" بولا۔۔

اماں آپ سے ایک درخواست ہے۔۔!!"انگلی کی مدد سے ماتھے پر لکیریں" کھینچتے وہ گلا کھنکھارتے ہوئے گویا ہوا۔۔

نفیسہ شاہ سخت تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی۔"آپ پلیز محمل کے لیے اپنا دل نرم کر دیں۔۔اس وقت اسے توجہ اور پیار کی ضرورت ہے۔۔ مگر پوری حویلی میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں، جسے اس کی پرواہ ہو۔۔میں سکون سے کسی بھی کام پر توجہ تک نہیں دے پا رہا۔۔ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے کہ میرے پیچھے سے کوئی اسے نقصان ناں پہنچا اور دے۔۔!!"

گہری سانس بھرتے وہ بھاری آواز میں بولا۔۔نفیسہ شاہ بغور بیٹے کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر صدیوں کی تھکان امڈ آئی تھی۔۔

تکلیف کے تاثرات اسکے انگ انگ سے واضح جھلک رہے تھے۔۔

اسال میرے بچے کیوں اتنے متفکر ہو اس لڑکی کیلئے۔۔۔!!"نفیسہ شاہ" تڑپ کر رہ گئی تھی۔پہلے ماہ رخ اور اب محمل۔۔ایک ماں ہو کر وہ اپنے بیٹے کی یہ حالت ہر گز نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

یہی تو بات ہے اماں سائیں۔۔وہ لڑکی صرف ایک لڑکی نہیں۔۔۔میری" بیوی ہے، میرے بچے کی ماں۔۔۔اسے ملنے والی ہر تکلیف مجھے تکلیف دے "گی۔۔۔

نفیسہ شاہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔۔جہاں تفکر، محبت جیسے نرم گرم جذبات ہلکورے لے رہے تھے۔۔

سرد سانس بھرتے انہوں نے اپنا ہاتھ نرمی سے اسکے گال پر رکھا۔۔

ہمارے خاندان بھر میں اتنا نرم دل، اتنا اچھا کوئی نہیں آغا۔۔۔میرے بچے" "!!تم کس پر چلے گئے ہو۔۔

اسال ماں کی بات پر بے ساختہ ہی ہنس پڑا۔۔"اب ایسا بھی نہیں ہے اماں سائیں۔۔بابا بھی تو ایسے ہی نرم دل ہوا کرتے تھے۔۔اور آپ بھی تو ہیں!!"وہ ان کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے لاڈ سے بولا۔۔

تو بے ساختہ ہی وہ مسکرا دی۔۔"مکھن مت لگاؤ مجھے۔۔میں خیال رکھا کروں گی اپنے پوتے کا!!"۔۔۔

صرف پوتے کا۔۔"داہنی ابرو اٹھائے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔"

تمہاری بیوی کو بھی دیکھ لوں گی اب خوش!!"ناک چڑھاتے وہ ذرا خفگی سے بولی تو اسال کا قہقہ گونجا تھا۔۔وہ جھٹ سے انکے ساتھ جا لگا۔نفیسہ شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے سینے سے لگاتے اسکے سر پر بوسہ دیا تھا۔

اتنے عرصے کے بعد بیٹے کو یوں ہنستا مسکراتا دیکھ وہ کتنی خوش ہوئی تھی یہ شاید وہ لفظوں میں بھی بیان نہیں کر سکتی تھی۔۔

اللہ تمہیں خوش اور آباد رکھے میری جان!!آمین!"اسال کی پیشانی پر" بوسہ دیتے وہ دل سے مسکرا کر گویا ہوئی۔۔

اسال نے مبہم سے انداز میں مسکراتے ہوئے آمین کہتے آنکھیں سکون سے موندلیں۔۔

★★★★★★★★★★★★

خان حویلی میں آہ وبکا کا عالم چھایا ہوا تھا۔۔زرتاج خان کے رونے کی آوازیں پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔

ایسے میں نرگس خان سب سے پہلے اپنے کمرے سے باہر نکلی۔

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے وہ گھبرا کر فرش پر بیٹھی زرتاج خان تک پہنچی۔۔

"بھابھی کیا ہو گیا ہے آپ ایسے کیوں بیٹھی ہیں۔۔۔؟"انہیں روتا دیکھ وہ فکر مندی سے مستفسر ہوئی۔

اسفندیار خان داجان کے کمرے سے ان کے ساتھ ہی باہر نکلے تھے۔۔نعمت گھبرا کر کمرے سے نکلی۔۔سر پر دوپٹہ جمائے اسنے گہری سیاہ آنکھیں پھیلائے فکر مندی سے سیڑھیاں اترتے روتی ہوئی زرتاج خان کو دیکھا۔۔ دل کسی انجانے خدشے کے تحت دھڑکا۔۔گل مینے خان ننگے پاؤں ہی بھاگتی ہوئی سیڑھیاں عبور کرتی نیچے پہنچی۔۔

زرتاج خان کو یوں روتا دیکھ اسکا پورا وجود ایک بار کو بے چین ہوا تھا۔

"لالا کیا ہوا ہے بھابھی ایسے کیوں رو رہی ہیں؟"نرگھس خان زرتاج خان کو خود سے لگائے متفکرانہ نظروں سے اسفندیار خان کو دیکھتے بولی۔

جن کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی داجان الگ پریشان تھے۔

"بھابھی آپ سب کا خیال رکھئے گا میں دراب کو فون کر دیا ہے وہ حریم کے ساتھ یہی آرہا ہے۔۔!!"

نرگھس خان کو دیکھتے اسفندیار خان نے سنجیدگی سے انہیں آگاہ کیا تھا۔۔

چچا سائیں۔۔۔خان کہاں ہیں؟وہ ٹھیک تو ہیں؟"گل مینے خان فق رنگت"
سمیت انہیں دیکھتے انکی طرف بڑھتے پوچھنے لگی۔۔

اسکا دل جس قدر بے چینی سے دھڑک رہا تھا۔۔جانے کیوں اسکے ذہن سے
زارون سکندر خان نکل نہیں پا رہا تھا۔۔

اسکے جانے کے بعد بھی وہ روتی رہی تھی۔۔اب زرتاج خان کا رونا۔۔اسکے
دل کا یوں بے چین ہونا کوئی عام بات ہر گز نہیں تھی۔۔

اسفندیار خان نے اسکے لٹھے کی مانند سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے لب بھینچے
۔۔

بیٹا زارون کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ ہسپتال میں ہے تم فکر مت کرو۔۔۔وہ"
"!!ٹھیک۔۔۔

گل بیٹا۔۔۔!گل۔۔۔!!"گل مینے خان ان کی بات پوری ہونے سے"
پہلے ہی لڑکھڑا کر گری۔۔نرگھس خان تو ہڑ بڑا کر رہ گئی۔۔

ایک طرف زرتاج خان تودوسری طرف گل مینے خان اوراد ھر زارون سکندر خان۔۔

گل۔۔۔"نعمت گھبراکر بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔جواپنے آپ میں" نہیں لگ رہی تھی۔۔وہ چپ سادھے کسی بت کی طرح بیٹھی تھی۔۔

نعمت نے پریشانی سے اسے خود سے لگایا۔۔شوہر پر آئی مصیبت کیسے ایک عورت کو تکلیف پہنچاتی ہے یہ بات نعمت شاہ سے بہتر اور کوئی نہیں جانتا تھا

۔۔

اسفندیار خان اور داجان فوری طور پر ہسپتال کیلئے نکل گئے تھے۔

جبکہ نعمت شاہ کے سینے سے لگی گل مینے خان بری طرح سے رودی تھی۔۔

اسکے آنسوں اسکی سسکیاں گزرتے وقت کے ساتھ بڑھتی جارہی تھی۔

تھوڑی دیر میں حریم اور دراب حویلی پہنچے تھے۔۔۔حریم روتے ہوئے گل مینے خان کے گلے لگی تھی۔جواسکے گلے لگتی پاگلوں کی طرح روئی تھی۔۔

اسے چپ کروانے کی ہر کوشش ناکام ہوتی گئی تھی۔۔دراب خان شرمندہ سا سر جھکائے ایک کونے میں کھڑا تھا۔

زارون سکندر خان کی اس حالت کا ذمے دار وہ خود کو سمجھ رہا تھا۔۔گہری سانس بھرتے اسنے بے چینی سے آنکھیں میچ ڈالی۔

★★★★★★★★★★★★

عالم اٹھ جائیں پلیز۔۔۔دروازے پر کوئی ہے!"روپ اسے زور سے آواز" دیتے روم سیٹ کرنے لگی۔۔جبکہ بدر عالم شاہ بنا اسکی بات پر کان دھرے اپنا منہ اب تکیے میں چھپا چکا تھا۔۔

عالم۔۔۔"اسے یونہی ڈھیٹوں کی طرح سوتا دیکھ روپ نروٹھے پن سے" دروازہ زوردار طریقے سے بند کرتی کمرے سے باہر نکل آئی۔

مین ڈور کھولتے ہی اسکے ماتھے پر ناگوار سے بل سمٹے۔۔

جی کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔؟"روپ چادر درست کرتے سنجیدگی سے "
پوچھتے سامنے کھڑی لڑکی کو گھورنے لگی۔جوٹاپ اور جینز پہنے ہوئے تھی۔
تم کون ہے۔۔اور یہاں عالم کے گھر کر کیا کر رہی ہو؟؟"وہ لڑکی خاصی "
ناگواری سے روپ شاہ کو دیکھتے اب کی بار سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے
بولی۔۔
تو روپ نے حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھ گہری سانس بھری۔
روپ کون ہے؟"بدر عالم شاہ بالوں میں ہاتھ چلاتے اب کمرے سے نکلا"
تھا۔۔
آپ سے کوئی ملنے آیا ہے شاید۔۔۔!"سامنے کھڑی لڑکی کو سرد نظروں "
سے دیکھتی وہ وہ وہی سے مڑ گئی۔۔
روپ کے لہجے میں ناگواری محسوس کرتے بدر چونکا تھا۔۔حیرت سے اسکے
تنے چہرے کو دیکھتے وہ کندھے اچکاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔۔

علینہ تم۔۔۔!!"سامنے دروازے کے بیچ کھڑی علینہ رائے کو دیکھ بدر"
عالم شاہ کو اچھا خاصا جھٹکا لگا تھا۔۔

وہ شہر کے نامور سیاسی لیڈر کی بیٹی تھی۔۔بدر عالم شاہ کے ساتھ ایک ہی کلاس میں ہونے کے سبب بدر کی اس سے ہائے ہیلو ضرور تھی مگر وہ اسے دوستی تک بڑھاوا کبھی نہیں دیتا تھا۔۔

اندر نہیں بلاؤ گے۔!"علینہ ایک ہی لمحے میں چہرے پر خوشگواری سجائے"
ان سبز خوبصورت آنکھوں میں دیکھتی بے قراری سے بولی۔

بدر عجیب سی صورتحال کا شکار ہوا تھا۔۔اس سے پہلے کسی بھی یونی کی فیلو کو اسنے اپنے گھر آنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔

علینہ اچانک آئی تھی اور وہ بھی بنا بتائے۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی وجہ سے اسکے اور روپ کے بیچ ان بن بنے۔۔

آجاؤ پلیز۔۔!!"وہ مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بمشکل سے مسکرا کر"
بولا۔۔تو علینہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔۔۔

اتنے دنوں سے تم یونی نہیں آئے تو میں بے چین ہو گئی تھی۔۔مجھے پریشانی تھی کہ کہی تمہاری طبعیت خراب ناں ہو بس اسی لئے بنا اطلاع دیے ہی آ گئی!!"

وہ صوفے پر بیٹھتے میٹھے لہجے میں بولی۔۔تو بدر عالم نے تھوک نگلتے کچھ فاصلے پر بنے کچن میں جوس گلاس میں انڈیلتی اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

جس کا چہرہ غصے کے سبب سرخ پڑ رہا تھا۔

ہمم دراصل میری شادی ہو گئی ہے تو میں اپنی بیوی کے ساتھ ویکیشنز پر ہوں۔۔۔کچھ دنوں تک یونی جوائن کر لوں گا۔پرنسپل سر کو میں نے اطلاع دے دی ہے ان کی طرف سے گل ریلیف مل گیا ہے!!"

ٹرے میز پر رکھتی روپ شاہ کے چہرے کو اپنی نرم نگاہوں کے حصار میں قید کرتے وہ خوشگوار لہجے میں بولا۔۔

توجوس کے گلاس کے طرف بڑھتا علینہ کا ہاتھ ایک پل میں تھم گیا۔۔

آنکھوں میں بے یقینی کے رنگ تیزی سے بڑھے۔۔

گردن موڑے اسنے روپ شاہ کو دیکھا۔۔جو اسکے چہرے پر آتے جاتے رنگ بڑے مزے سے دیکھ رہی تھی۔

"!!اوہ اچھا مم مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔مبارک ہو تمہیں بہت بہت" علینہ کے لیے اپنے لہجے پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔۔

کیا ہوا تم پریشان لگ رہی ہو۔۔۔؟"بدر نے حیرت سے اسکے اترے چہرے کو دیکھا۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔دراصل مجھے ایک ضروری کام سے نکلنا ہے۔۔" "!میں چلتی ہوں۔۔۔سوری تمہیں تنگ کیا۔۔

وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔کچن میں جاتی روپ نے مڑتے گھور کر اس لڑکی کو دیکھا۔بدر عالم شاہ اسے دروازے تک چھوڑتے دروازہ بند کرتے واپس آیا۔۔

لالا کی کال آئی تھی بدر۔۔۔انہیں کسی ضروری کام سے جانا ہے۔۔اور وہ" "!! چاہتے ہیں ہم واپس حویلی چلیں آئیں۔

آملیٹ کیلئے انڈے پھینٹتے ہوئے وہ سنجیدگی سے بولی،،بدر یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"!روپ یار وہ میری یونی فیلو ہے بس اور کچھ نہیں۔۔"

روپ کی خاموشی اسے چبھ رہی تھی۔

عالم مجھے آپ پر پورا یقین ہے۔۔آپ یوں صفائیاں دے کر مجھے شرمندہ"
"!!کر رہی ہیں بس اور کچھ نہیں

روپ نے گھور کر اپنی سیاہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

عالم لب دبائے اسکے حسین چہرے کو دیکھتے لمحوں میں اس تک پہنچا۔نرمی سے اسے سینے سے لگائے وہ آنکھیں سکون سے موند گیا۔

آپ کا یہ اعتبار میری محبت کا انعام ہے روپ شاہ۔۔اور یہ بدر عالم شاہ کبھی"
"!!ایسا کچھ نہیں کرے گا جس سے آپ کا اعتبار ٹوٹے۔۔۔

وہ اسے خود میں بھینچے جنون خیز انداز میں بولتا جا رہا تھا۔

اور روپ شاہ اسکی بانہوں کے حصار میں کھڑی بس خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

پاگلوں کی طرح پورے کمرے میں چکر کاٹتے وہ بے چینی سے اپنے بالوں کو نوچ رہی تھی۔ گھبراہٹ کے سبب اسکا سانس سینے میں اٹک رہا تھا۔۔

"دراب خان اور حریم خان کو گئے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا مگر رمینا خان کو اس وقت سے چین نہیں مل پایا تھا۔۔

زارون سکندر کا چہرہ اسکی آنکھوں سے چپک کر رہ گیا۔۔

بے اختیاری میں اپنی آنکھیں رگڑتے وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔۔ مگر تبھی اسکا موبائل فون بجا۔۔ رمینا نے ہاتھ بڑھاتے موبائل فون اٹھایا۔۔

دراب خان کا نمبر دیکھ وہ کچھ چونکی۔۔

ہیلو دراب کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے ؟"دراب اسکے لہجے کا بھیگا پن"
محسوس کر چکا تھا۔۔
جبھی گہری سانس بھرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔۔
رمینا بہت بڑا مسلئہ بن گیا ہے۔۔ سکندر کی بازو بری طرح سے زخمی ہو چکا"
"!!ہے۔ہاسپٹل کا کوئی بھی ڈاکٹر علاج کرنے کو تیار نہیں۔۔
تم کہاں ہو جلدی پہنچو مجھے لے چلو میں خود کرو گی سکندر کا علاج !"وہ"
پاگلوں کی طرح بیڈ سے اٹھتے بے قراری کے عالم میں بولی۔۔۔
دراب جانتا تھا وہ انکار ہر گز نہیں کرے گی۔۔۔"تم ریڈی رہو رمینا میں بس
"!!آرہا ہوں
دراب نے کہتے ہی کال کاٹی۔۔۔رمینا عجلت میں بستر سے اٹھی۔۔بالوں کا
رف جوڑا بنائے اسنے آنکھیں زور سے رگڑی۔۔
شیشے کے سامنے جاتے وہ اپنے آپ کا جائزہ لینے لگی کہی دراب خان کو اس پر
شک ناں ہو جائے کہ وہ روتی رہی ہے۔

کچھ قدرے اپنی حالت درست کرتے وہ لانگ کورٹ پہنتے اب تیار کھڑی تھی۔۔ایکدم سے ذہن میں زرغان خان کا خیال آیا۔۔۔

موبائل فون اٹھائے اسنے جبڑے بھینچتے ہوئے اس کا نمبر ڈائل کیا۔جو دو بیل کے بعد اٹھا لیا گیا تھا۔۔

رقص کے ساتھ ساتھ موسیقی کی تیز آواز موبائل فون کے باہر سے سنائی دے رہی تھی۔۔

"کیا ہوا ہے زرغان۔۔کس بات کا جشن منا رہے ہو۔۔۔!"رمینا خان کا لہجہ خاصا خشک تھا وہ اچھے سے جانتی تھی آفتاب خان کے قتل کے بعد سے وہ کیسے زخمی بھیڑئے کی مانند گھوم رہا تھا۔پ

"ارے رمینا۔۔۔جشن منا رہا ہوں اپنے بھائی کے قاتل کی موت کا۔۔۔اس سکندر خان کی موت کا۔۔۔ہاہاہاہاہاہا۔۔۔مار دیا میں نے اس کتے کو۔۔۔!"

زبان سنبھال کر بولو زرغان خان۔۔اگر ایک بار اور یہ الفاظ اپنے منہ سے نکالے تو بخدا کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گی میں تمہیں!!"

رمیناخان کی دھاڑپر زرغان کے رقص کرتے ہاتھ تھمے۔آنکھوں میں حیرت اور غصہ بیک وقت امڈا۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھے دھمکانے والی۔۔"زرغان خان نے جبڑے سختی سے" بھینچتے پھنکارتے ہوئے کہا۔۔

جس شخص کے قتل کی بات تم کر رہے ہو میں اس کی عاشق ہو زرغان خان" ۔۔۔اگر اسے کچھ ہوا تو تمہاری بوٹی بوٹی نوچ کر میں دوبئ کے کتوں کو کھلاؤں گی۔یہ وعدہ رہا میرا!!"

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے وہ اگلے ہی لمحے فون کاٹ چکی تھی۔۔

گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو کمپوز کرتے وہ موبائل فون بیگ میں رکھتے اب باہر نکل آئی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں دراب خان کی گاڑی اندر آئی تھی۔۔رمینا عجلت میں گاڑی کی طرف بڑھی۔۔

اسکی بے قراری دیکھ دراب چونکا ضرور تھا۔۔

کیاہواتم روئی ہو کیا!!"وہ اسکا ہاتھ تھامے گاڑی واپسی کی طرف موڑتے" متفکر سے لہجے میں پوچھنے لگا۔

زارون سکندر خان کو وہ پسند کرتی ہے اس کا اندازہ اسے تھا مگر کس حد تک یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

رمینا نے حیرت سے اسے دیکھا چاہنے کے باوجود بھی مسکرا نہیں سکی تھی۔"

" روئی تو نہیں میں۔۔بس آپ کے دوست کا سن کر پریشانی ہوئی۔۔ "

لبوں کو تر کرتے وہ بمشکل سے اپنے آپ پر ضبط کر رہی تھی۔۔۔

دراب گہری سانس بھرتے رہ گیا۔"دراب پلیز سپیڈ بڑھائیں ایسے تو ہم "!!لیٹ ہو جائیں گے

ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ متفکر سی بولی۔۔

اسکی اتنی فکر دراب نے حیرت سے اسے دیکھا۔وگرنہ وہ پہلے سے ہی اسکی محبت کی بابت جانتا تھا۔

ری لیکس رینا۔۔دھند بڑھ رہی ہے۔۔اگر سپیڈ بڑھائی تو کچھ بھی ہو سکتا"

ہے"

دراب نے سکون سے کہا۔ مگر وہ پہلوں بدلتے رہ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ گاؤں کے چھوٹے سے ہسپتال کے سامنے تھے۔۔گاڑی پارک کرنے سے پہلے ہی رینا عجلت میں گاڑی سے اتر کر اندر بھاگی تھی۔۔

دراب کاندھے اچکاتے رہ گیا۔۔وہ اندر داخل ہوئی سامنے ہی ایک بینچ پر اسفندیار خان اور داجان بیٹھے ہوئے تھے۔۔

رینا کو دیکھ وہ کچھ چونکے وہ بنا انہیں مخاطب کیے کمرے میں داخل ہو گئی۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی اسکی نگاہ زخموں سے لت پت بے ہوش پڑے زارون سکندر خان پر پڑی، تو جیسے اسے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ جلدی سے بیگ ایک طرف رکھتے بیڈ کے قریب گئی۔۔ڈاکٹر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

بلیڈ نگ ہو رہی ہے ایڈیٹ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔۔ پیچھے ہٹو۔۔!"وہ" غصّے سے سرخ چہرے سمیت گرجی۔

ڈاکٹر ہڑ بڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔۔"کاٹن دو مجھے!!"سرد لہجے میں حکم دیتی وہ اب سکندر کے زخمی بازو کا مشاہدہ کرنے لگی۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

لالا۔۔۔"اسال آغا شاہ جو صبح ہی صبح عجلت میں باہر نکل رہا تھا خدیجہ " کے مخاطب کرنے پر چونک کر رکا۔۔وہ اسے کم ہی مخاطب کرتی تھی۔۔ یہ بھی اسال کے حکم پر اسے لالا کہنا شروع کیا تھا و گرنہ وہ اسے نام سے مخاطب کرتی تھی۔

کیا ہوا خدیجہ اتنی پریشان کیوں ہو۔۔؟"اسال گھڑی پر وقت دیکھتے پریشانی" سے استفسار کرنے لگا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں اس کی بیٹھک تھی۔۔اسے گاؤں کے معززین سے ملنا تھا اور صورتحال پر قابو پانے کیلئے کوئی بہتر حل نکالنا تھا۔

"لالا سیماپ کو بہت تیز بخار ہے کل رات سے۔۔ڈاکٹر کو کال کی تھی مگر وہ شہر گئی ہوئی ہیں آپ پلیز اسے ہسپتال لے جائیں!!"

چہرے پر ڈھیروں معصومیت سجائے وہ پریشانی سے بولی تو اسال چونکا۔۔۔

کل رات تک تو وہ ٹھیک تھی۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا اسے کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔

"مجھے ایک ضروری بیٹھک کے لئے نکلنا ہے۔۔میں اقبال سے کہہ دیتا ہوں وہ تمہیں اور سیماپ کو ہسپتال لے جائے گا!!"۔۔

اسال نے سرد مگر دوٹوک لہجے میں کہا تو خدیجہ گڑبڑا سی گئی۔

"آغا" آغا اب تم حویلی کی جوان بچیوں کو نوکروں کے ساتھ بھیجو گے!!

جان جو کمرے سے نکلتے ان کی باتیں سن چکے تھے ان کی سرد آواز پر اسال چونک کر رہ گیا۔۔

آغا جان اقبال حویلی کا ہی فرد ہے۔۔کتنے سالوں سے وہ ہمارے ساتھ "
"رہتے آرہا ہے۔اگر مجھے ضروری کام ناں ہوتا تو میں ضرور لے جاتا۔۔
آغا نے مستحکم لہجے میں انہیں سمجھانا چاہا تھا مگر آغا جان اسے ہر حال میں
ہسپتال بھیجنا چاہتے تھے۔۔

تم نے خود اس لڑکی کی ذمہ داری لی ہے آغا اب اس کا خیال رکھنا بھی"
"!!تمہاری ذمہ داری ہے جاؤ ہسپتال لے جاؤ اسے۔۔۔
اسال چونک کر انہیں کافی حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا محمل ہی
کی طرح انہیں سیماب آفندی ذرا بھی پسند نہیں تھی۔
مگر آج وہ جس طرح سے اس کے لئے اسال سے بحث کر رہے تھے اس کا
الجھنا بنتا تھا۔۔

"خدیجہ جاؤ اسے لے آؤ میں گاڑی میں انتظار کرتا ہوں۔۔"
اسال نے گہری سانس بھرتے ایک نگاہ آغا جان پر ڈالتے ہوئے کہا۔اور"
خود باہر نکل گیا۔۔

خدیجہ سیماب کے ساتھ وہاں سے جا چکی تھی اب آغا جان گہری سانس بھرتے میز کی طرف بڑھے۔۔

اقبال۔۔۔!!"ان کی بلند آواز پر اقبال فورا سے بھاگتا ہوا ان تک آیا۔۔"

نفیسہ شاہ بظاھر کچن میں مصروف تھی مگر ان کی ساری توجہ باہر کی طرف تھی۔۔

"!!کیا خبر لائے ہو کچھ پتہ لگا کہاں رہتا ہے وہ ضرار پاشا خان"

لہو ہو رہی آنکھوں سمیت اقبال کو دیکھتے وہ مٹھیاں بھینچ کر بولے۔۔۔

اسال آغا شاہ کے منہ سے نعمت کے شوہر کا نام وہ سن چکے تھے اب نعمت تک پہنچنا ان کے لیے مشکل نہیں تھا۔

سرکار سائیں وہ بڑی حویلی کا چھوٹا بیٹا ہے۔۔خفیظ قریشی کے سالے کا"

بیٹا!!"اب کی بار اس نے نظریں جھکا ڈالی تھیں۔۔آغا جان کی آنکھیں ایک لمحے میں حیرت سے پھیلی۔۔۔

آنکھوں کے پردے پر خفیظ قریشی کا چہرہ لہرایا۔۔"اچھا تو یہ وہی خان ہے۔"

" جو اس لڑکی (محمل) کا منگیتر تھا۔۔

آغا جان کا لہجہ حد درجہ زہریلا ہوا تھا۔۔چہرے کا رنگ بے حد سرخ پڑ گیا۔۔ محمل سینے پر ہاتھ باندھے ان کو دیکھ رہی تھی۔۔اسے ان سے کسی اچھے کی کوئی امید ہر گز نہیں تھی۔۔اب بھی وہ سینے پر ہاتھ باندھے پر سکون سے انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

جی سر کار سائیں وہی ہے!!"اقبال نے سر جھکائے تصدیق کی تو آغا جان" غصّے سے پاگل ہوتے رہ گئے۔۔

تو اب وہ لوگ ہمارا مقابلہ کریں گے ہم سے بدلا لینے کیلئے وہ ہماری پوتی کو استعمال کریں گے۔

"!!خفیظ گاڑی نکالو ہم ابھی اور اسی وقت خان حویلی جائیں گے

نفیسہ شاہ' نے گھبرا کر دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔نعمت چاہے ان سے دور تھی مگر بیٹی کا گھر دوبارہ سے بس گیا تھا بھلا اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو سکتی تھی۔۔مگر اب آغا جان کے فیصلے پر وہ گھبرا کر رہ گئی۔۔

اقبال بھاگ کر باہر نکلا تھا۔۔"

آغا جان تیزی سے مٹھیاں بھینچے غصے کے عالم میں باہر نکل گئے۔۔

محمل تاسف سے سر جھٹکتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔"

اتنے دنوں سے وہ یہ بات اچھے سے جان چکی تھی کہ آغا جان، اپنا ہر الٹا کام اسال آغا شاہ کی غیر موجودگی میں ہی کرتے ہیں۔۔اسال نے اسے سیل فون لے کر دے دیا تھا جس میں اسکی اماں بابا اور اسال کا نمبر سیو تھا۔۔

دروازہ اندر سے بند کرتے محمل نے جلدی سے اسال کا نمبر ڈائل کیا۔

ہیلو کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے؟"کال پک کرتے ہی وہ پریشانی سے"

استفسار کرنے لگا۔خدیجہ اور سیماب پچھلی سیٹ پر بیٹھی بڑی توجہ سے اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔۔

اسال ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ موبائل فون کی حقیقت ان دونوں میں سے کسی پر بھی کھلے اسی لیے اختیاطاوہ محمل کا نام نہیں لے رہا تھا۔

سائیں میں بلکل ٹھیک ہوں مگر یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں۔۔۔!" محمل کی" گھبراہٹ بھری آواز پر اسال کے ماتھے پر بل سمٹے۔۔آغا جان جس طرح زبردستی اسے بھیج رہے تھے اسے تبھی اندازہ تھا کہ ہوناں ہو وہ کچھ کرنے والے ہیں۔۔

مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" وہ لہجے کو حتیٰ الامکان طور پر نارمل رکھنے کی کوشش" کر رہا تھا۔۔

سائیں آغا جان کو علم ہو گیا ہے کہ نعمت کہاں پر ہے۔وہ خان حویلی کیلئے" "روانہ ہو گئے ہیں نعمت کو واپس لانے کیلئے۔۔۔

محمل نے ایک ہی سانس میں اسے ساری بات بتائی تو اسال کی آنکھیں اپنی آخری حد تک پھیلی۔۔

واٹ!" وہ شاکڈ کی سی کیفیت میں بڑبڑایا۔۔"

اچھااوکے تم فکرمت کرو۔۔۔میرے ساتھ فیملی ہے انہیں ہاسپٹل ڈراپ "
"!کرکے میں نکلتا ہوں۔۔تم فکرمت کرو میں سب سنبھال لوں گا۔۔
آغانے آئینے پر نظریں جمائے ان دونوں کو دیکھا جو اسال کے اچانک دیکھنے پر
ہڑبڑاکر نظریں پھیر گئی تھیں۔۔

اوکے سائیں اپنا خیال رکھئے گا۔۔!!"محمل کی فکر میں گھلی میٹھی سی آواز پر "
بے اختیار ہی اسال آغاشاہ کے لب مسکرائے تھے۔۔
"تاسو ھم دساین پہ ژوند پوھیږی"(تم بھی سائیں کی جان)"
اسال نے زیر لب مسکراتے ہوئے پشتو زبان میں کہا تو محمل کے گال ایک دم
سے سرخ پڑ گئے۔۔نیلی کانچ سی خوبصورت آنکھوں میں گلابی پن آسمایا۔۔
آپ کو یہ سب کیسے آتا ہے؟"نیلی آنکھوں میں خوبصورت حیرت سمیٹے وہ "
دلکشی سے بولی۔

بس کل رات نیٹ سے سیکھا تھا۔۔!!"اسکی آنکھوں کے سامنے بے اختیار" محمل کا چہرہ لہرایا، کل رات ہی تو وہ اسے تنگ کرتی رہی تھی۔۔پشتو زبان میں جانے کیا کیا کہتی رہی تھی۔۔

اسی لئے اسال نے غصے اور ناراضگی میں خود ہی کئی الفاظ سیکھ لیے تھے جن میں سب سے پہلی لائن یہی تھی۔

خدیجہ اور سیماب دونوں ہی منہ کھولے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھی۔۔

کتنا اگنور کر رہا تھا وہ ان دونوں کو ہی۔۔اب جانے کس سے فون پر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔۔

وہ دونوں ہی جلے دل سمیت پہلوئں بدلنے لگی۔

آپ واپس آجائیں پھر بات ہو گی!!"محمل مسکرا کر کہتے سر نفی میں جھٹک" گئی۔۔

"!!اللہ خافظ"

اسال نے گہری سانس بھرتے خدا خافظ کہتے کال کاٹ دی۔۔۔

اب اسکی ساری توجہ نعمت کی طرف تھی اسے جلد از جلد خان حویلی پہنچنا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

گل ہوش کرو یار۔۔۔لالا ٹھیک ہوں گے تم کیوں رو رو کر اپنا خشر بگاڑ رہی ہو۔۔۔!"حریم اسے چپ کروانے کی ہر کوشش میں ناکام ہو چکی تھی

۔۔کل رات سے رو رو کر اس نے اپنا خشر بگاڑ لیا تھا۔

بکھرے بال گردن اور بھیگے گالوں سے چپک رہے تھے۔۔دوپٹہ ایک کونے میں پڑا ہوا تھا۔۔آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھی مگر گل مینے خان کو اپنی حالت کا ذرا برابر ہوش نہیں تھا۔

تمہیں نن نہیں پتہ حح حریم!!سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔۔میں"

"!!اچھی بیوی نہیں ہوں۔۔۔میری وجہ سے خخ خان کو چوٹیں آئی

بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے وہ بے بسی سے سسک پڑی۔۔

"گل تمہاری وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا میری جان۔۔کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو۔۔۔دراب سے بات ہوئی ہے میری لالا اب پہلے سے بہتر ہیں!!"حریم اسکے آنسوں صاف کرتے نرمی سے بولی۔

گل مینے خان نے دھندلائی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔وہ چاہ کر بھی اسے نہیں بتا سکتی تھی کہ کیسے اس نے زارون سکندر کو دھتکار کر بھیجا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں کرب دیکھ کر بھی وہ انجان بے حس بنی رہی تھی۔

اور اسکی اسی لاپرواہی کی وجہ سے اسکا شوہر آج زندگی اور موت کے بیچ کھڑا تھا

۔۔

"مجھے خان کے پاس لے چلو حریم پلیز!!"وہ اسکا ہاتھ تھامے بے قراری سے بولی۔۔

حریم نے گہری سانس بھرتے اسے خود سے لگایا۔

گل میری جان ہسپتال کس کے ساتھ جائینگے ہم۔۔۔دراب، بابا، سب "
ہسپتال میں ہیں۔۔ویسے بھی بابا نے سختی سے منع کیا ہے کہ ہسپتال کوئی
"!!نہیں آئے گا

حریم اسکی ذہنی حالت سے اچھے سے واقف تھی۔۔کل رات سے رو رو کر
اس نے اپنی حالت بگاڑ لی تھی۔۔اگر وہ مزید کچھ دیر یونہی رہتی تو شاید بے
ہوش ضرور ہو جاتی۔۔

اچھا اٹھو کھانا کھالو تھوڑا سا۔۔لالا گھر آئیں گے تو ان کو بھی سنبھالنا ہے تم "
"!!نے

حریم اسکے بال سمیٹتے نرمی سے بولی۔۔

جس پر گل نے بے بسی سے ہونٹ کچل ڈالے۔۔

"!خان آئیں گے تو کھالوں گی۔۔مجھ سے کھایا نہیں جائے گا۔۔۔"

وہ آنکھیں ہتھیلی سے رگڑتے ہوئے بولی۔۔معا نیچے سے آتے شور کی
آوازوں پر وہ دونوں ہی گھبرا کر رہ گئی۔۔

حریم تیزی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھی۔۔ تبھی نعمت نور کو اٹھائے اپنے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

کل رات سے نور کو وقفے وقفے سے بخار ہو رہا تھا۔۔وہ نعمت کو دیکھتے ہی رونے لگ پڑتی تھی۔۔ نعمت اچھے سے جانتی تھی وہ ضرار کو ڈھونڈ رہی ہے

۔۔

مگر وہ اسکے لیے اس سنکی خان کو کہاں سے لاتی جو اس کی بیٹی کو اپنی عادت ڈال کر اپنی نوکری پر روانہ ہو گیا تھا۔۔۔

اب بھی وہ نور کو اٹھائے ایک ہاتھ میں ضرار پاشا کی تصویر اسے پکڑائے کمرے سے نکلی تھی۔۔

یہ پہلی بار تھا جب نور کو چپ کروانے کیلئے اسنے ساحر شاہ کی بجائے ضرار پاشا کی تصویر اٹھائی تھی۔۔

نور تصویر کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔اپنی زبان میں وہ جانے کون کون سی باتیں کر رہی تھی۔ جن کی سمجھ فل حال نعمت کو بھی نہیں تھی۔

نعمت نیچے آؤ!"آغا جان کی گرج دار آواز سنتے نعمت بھاگ کر ریکنگ کی" طرف گئی۔۔

نیچے جھانکتے ہی اسکی نظر نیچے کھڑے آغا جان پر پڑی۔۔

تو چہرے کی رنگت ایکدم سے نیلی پڑ گئی۔۔

اسے ہر گز امید نہیں تھی کہ آغا جان یہاں اس حویلی میں اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے آجائیں گے!!

آآغغانج جان..."حریم نا سمجھی سے نعمت کو دیکھے گئی۔۔"

جس کا چہرہ ایک لمحے میں تاریک پڑ گیا تھا۔۔

جاؤ اقبال۔۔۔نیچے لاؤ نعمت کو۔۔"آغا جان اسے دیکھ چکے تھے جبھی سپاٹ لہجے میں اقبال کو حکم دیا۔

بھابھی یہ کون ہیں؟"حریم کو کسی انہونی کا خدشہ ہوا۔۔وہ گھبرا کر رہ گئی"

۔۔

اقبال بھاگتے ہوئے سیڑھیاں عبور کر رہا تھا۔۔وہی دوسری طرف نرگھس خان، شور کی آوازوں پر بھاگ کر باہر نکلی تھی۔۔

بھابھی چلیں میرے ساتھ آپ؟"حریم اسے پکڑتے زبردستی کھینچنے لگی"

۔۔وہی اندر سے باہر آتی گل مینے نے تیزی سے نور آئینہ کو اس سے لیا۔

حریم نعمت کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لئے کمرے میں بند ہوئی۔

نور آئینہ ماں کی گود سے نکلتے ہی رودی تھی۔۔گل اسے اٹھائے بستر کی طرف بڑھ گئی۔ حریم اور گل اچھے سے حالات سے واقف تھی۔اس وقت سب مردوں کی غیر موجودگی میں انہیں نعمت اور نور کو محفوظ رکھنا تھا۔۔

آپ کون ہیں۔۔اور ہماری حویلی میں کس لئے آئیں ہیں!!"آغا جان کو" دیکھتے نرگھس خان نے سنجیدگی سے سوال داغا۔۔۔جو سرد نظروں سے اُنہیں دیکھ رہے تھے۔۔

میں اعروس شاہ ہوں۔۔۔اور یہاں اپنی پوتی نعمت شاہ کو لینے آیا ہوں"
۔۔!"انتہائی اکھڑے ہوئے سے لہجے میں کہتے وہ نظریں پھیر کر اوپر کی طرف دیکھنے لگے۔۔

جہاں اقبال دروازے کے قریب کھڑے تھے۔۔

دروازہ توڑ دو اقبال۔"آغا جان گرجے۔۔نرگھس خان تو انہیں دیکھتی رہ" گئی۔۔

ان کے داجان بھی اصولوں کے سخت تھے مگر اتنی بارعب اور سخت ترین شخصیت وہ پہلی بار دیکھ رہی تھیں۔

نعمت ہماری بہو ہے شاہ صاحب۔۔۔اس وقت ہمارے بڑے ہسپتال میں" ہیں آپ مہربانی کر کے ہمیں تنگ مت کریں۔۔وہ بڑی مشکلوں سے زرتاج خان کو نیند کی گولی کھلا کر آئی تھیں۔۔

اب ایک نئے بکھیڑے کیلئے وہ ہرگز تیار نہیں تھی۔۔

بہو۔۔آپ کے بیٹے نے زبردستی ہماری پوتی کو یرغمال بنا کر اس سے نکاح"
"کیا آپ اسے شادی کہتی ہیں؟
آغا جان نے تنفر بھرے انداز میں کہا تو نرگھس خان نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

ہم مانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے نے نفرت اور بدلے میں آکر آپ کی پوتی سے"
زبردستی نکاح کیا مگر ہم آپ کی پوتی کو اپنی عزت مانتے ہیں۔ہم اسے اتنا ہی
عزت اتنا ہی مان دیتے ہیں جو ایک خان حویلی کی بہو کو ملتا ہے۔۔
وگرنہ جو سلوک آپ کی حویلی میں ہماری محمل کے ساتھ برتا جا رہا ہے۔۔
اگر ہم بھی آپ کی طرح سفاک ہوتے تو ہم بھی ایسی بربریت برتتے آپ
"!!کی پوتی کے ساتھ

نرگھس خان نے کھرے لہجے میں انہیں اچھی خاصی سنائی تھی۔۔جو سیخ پا
ہوئے انہیں غضب ناک تیوروں سے گھورنے لگے۔۔

اقبال سنا نہیں تم نے دروازہ توڑ دو!!"آغا جان نے سرد لہجے میں دھاڑتے ہوئے کہا۔۔وہی اقبال پوری قوت سے دروازے کو پش کرنے لگا۔۔

نعمت، حریم اور گل مینے خان تینوں ہی سانس روکے گھبرائی، سہمی ہوئی سی بیٹھی تھی۔۔حریم، روتی ہوئی نور کو سینے سے لگائے خاموش کروانے لگی جو بری طرح سے رو رہی تھی۔۔

سرکار سائیں حویلی سے فون آیا ہے!"اختر جو آغا جان کے پیچھے ہی کچھ " فاصلے پر کھڑا تھا وہ گھبرا کر آگے بڑھا۔آغا جان چونک کر گردن موڑ گئے۔

کیا ہوا ہے۔۔؟"ان کے لہجے میں انتہائی ناگواری تھی۔۔"

"وووہ آغا سائیں کو گولی لگ گئی ہے۔۔گارڈز انہیں حویلی لے گئے ہیں" اقبال کے بتانے پر ان کا سر بری طرح سے چکرایا۔ایک پل کو آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی۔۔۔

کک کیا ہو گیا میرے آغا کو۔"وہ بے ترتیب ہو رہی سانسوں سمیت" بولے۔۔اختر گھبرا کر ان کی اڑی رنگت دیکھ رہا تھا۔۔

حویلی چلواختر،،واپس چلومیرے آغاکے پاس لے چلومجھے!!"وہ بے"
چینی سے سینہ مسلتے ہانپتے ہوئے بولے۔
اقبال نیچے آجاؤ۔۔ہمیں واپس نکلناہے!"اختر آغاجان کو سہارے سے
تھامے بلند آواز میں بولا۔۔۔
نرگھس خان سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔جواپنے پوتے کے زخمی
ہونے پر پھڑ پھڑا کر رہ گئے تھے۔۔
تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ وہاں سے جاچکے تھے۔نرگھس خان شکر کی سانس
بھرتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

پاس پڑی کرسی پر بیٹھے وہ یک ٹک بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی،،
ماتھے پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔بالائی ہونٹ پر گہری خراش آئی تھی
۔۔دونوں کہنیاں بری طرح سے چھِل چکی تھی۔۔

بایاں کندھا بری طرح سے زخمی ہوا تھا اور پاؤں کی دو انگلیوں پر گہرہ زخم آیا تھا۔۔ گویا جسم کے ہر حصے پر کوئی ناں کوئی چوٹ آئی تھی۔۔

رمینا خان کی رات بھر کی محنت اور کوشش کے سبب ہی وہ اب خطرے سے باہر تھا۔۔ کسی بھی وقت اسے ہوش آسکتا تھا۔ مگر رمینا یہ لمحات کھونا نہیں چاہتے تھی۔

اسے چھونے کے بعد تو اسے حاصل کرنے کی چاہ مزید بڑھ گئی تھی۔۔اب تو وہ اپنا مشن اپنا ہر کام چھوڑے بس زارون سکندر خان کو حاصل کر لینا چاہتی تھی۔

بے اختیاری میں وہ اپنا نازک ہاتھ اسکے زخمی سفید ہاتھ پر ٹریس کرتے اوپر کی طرف حرکت دینے لگی۔۔

میں جانتی ہوں سکندر خان۔۔سیدھے سے کہنے پر تم کبھی مجھے اپناؤ گے"
نہیں۔۔۔وہ اٹھ کر اسکے قریب جھکی رازداری سے بولی تھی۔یہ اسکی سکندر
خان سے پہلی روبرو ہو رہی گفتگو تھی۔۔

جو صرف ان دونوں پر محیط تھی۔"تمہیں پانے کی چاہ میں مجھے کس کس کو
نہیں مارنا پڑا۔پہلے جیک، پھر وہ ساحر شاہ،اور اب!!"وہ ہاتھ اسکے دائیں گال
پر جمائے اپنا چہرہ اسکے نزدیک کر گئی تھی۔۔اتنا کہ زارون سکندر کی مہکتی
سانسیں اسے بے خود کرنے لگی۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی خوشبو رمینا کے اوسان خطا کرنے لگی۔۔

وہ کئی راتیں دراب خان کے ساتھ گزار چکی تھی ایسا دراب خان کو لگتا تھا۔۔
کیونکہ جو پرفیوم وہ لگاتی تھی۔اسکی مہک سے کچھ ہی منٹوں کے بعد دراب
خان نیند کی آغوش میں چلا جاتا تھا۔۔اور ان پانچ سالوں سے دراب خان کو
یہی لگتا آیا تھا کہ وہ ماں نہیں بن سکتی۔۔حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ ان کے
درمیان کبھی کوئی تعلق بنا ہی نہیں تھا۔۔۔

یہ الگ بات تھی کہ دراب خان اسکی ہر حرکت سے واقفیت رکھتے ہوئے بھی اسکی ہر حرکت پر انجان بنتے اس کا بھرپور ساتھ دے رہا تھا۔۔

اور اب اس زرغان خان کی باری ہے سکندر!!"جو کوئی میرے اور میرے" سکندر کے راستے میں آئے گا میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جان سے مار دوں گی!!"وہ بے قراری سے اسکے چہرے کو انگلیوں سے چھوتی پاگل پن سے بول رہی تھی۔۔

یہ جانے بنا کے اسکی کہی ہر ایک بات مانیٹر کی جا رہی ہے۔۔

تم صرف اور صرف حورب کے ہو۔۔ سکندر خان۔۔ حورب کے"

سکندر!! تمہیں پانے کیلئے میں نے اپنے فیانسے جیک کو مار ڈالا۔۔

دراب خان اسکرین پر چلتے منظر کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا وہ آج تک نہیں جان پایا تھا کہ جیک رمینا کا منگیتر تھا۔۔

وہ ساحر شاہ مجھے دھمکی دے کر نکلا تھا کہ وہ مجھے تم سے دور کر دے گا۔۔۔"

میں نے اسے ہی اس دنیا سے دور کر دیا۔۔" وہ اب اسکے ماتھے پر بندھی سفید پٹی پر ہونٹ رکھتے مدہوشی میں بولی تھی۔۔

زارون سکندر کی قربت اسے بے خود کر رہی تھی۔وہ اسے پانے کی چاہ میں اس قدر پاگل ہو گئی تھی کہ اب اس سے دوری وبال جان بن رہی تھی۔۔

تم پر صرف میرا حق ہے سکندر۔۔۔تم صرف اور صرف میرے ہو۔۔""

وہ بے قراری میں اسکی آنکھوں کو چومتے اسکے ہونٹوں پر جھکنے لگی۔۔

جب دروازہ اچانک سے بجا۔۔رمینا گہری سانسیں بھرتے ہڑبڑا کر زارون سے دور ہوئی۔۔

آنکھیں ایک دم سے سرخ پڑ گئی۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ جمائے گہری سانسیں بھرنے لگی۔

رمینا۔۔۔"دراب بے چینی سے بڑبڑایا۔۔اسے اس عورت پر ہر گز یقین نہیں تھا اسکے دوست کی عزت اسکے لڑکی کے ہاتھوں محفوظ نہیں تھی۔

رمینا اپنا حلیہ درست کرتے خود کو کمپوز کرتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔"

کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے زارون ٹھیک ہے ناں؟" وہ بے چینی سے"

سکندر کو گھور رہا تھا۔۔اس عورت کو دیکھنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا اسکا۔۔

ہاں بس چیک اپ ہی کر رہی تھی میں۔۔ بلکل ٹھیک ہیں یہ۔۔ تھوڑی دیر"

"!!تک ہوش آجائے گا ان کو۔۔

رمینا جبرا مسکرائی۔۔وہی دراب نے لب بھینچے سر اثبات میں ہلایا۔۔

رمینا اب کمرے سے باہر جا چکی تھی۔۔دراب نے ڈور لاک کرتے موبائل

فون جیب سے نکالتے کان سے لگایا۔۔۔

دیکھا میرا آئیڈیا کام کر گیا ناں۔۔مجھے اچھے سے معلوم تھا یہ عورت زارون"

"کو بے ہوش دیکھ کر ٹھرک ضرور جھاڑے گی۔۔

پاشا خان کی مسکراتی ہوئی آواز پر دراب نے جھنجھلا کر پہلے دروازے کو اور'

پھر سکندر کو دیکھا۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے پاشا خان۔۔ مگر زارون مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔"

جب وہ یہ ویڈیو دیکھے گا اور جو جو کچھ وہ لڑکی اس کے ساتھ بے ہوشی میں کر رہی تھی۔۔ وہ پہلے ہی میری جان کا دشمن بنا ہوا ہے۔۔ ایسا ناں ہو وہ مجھے

"جان سے ہی مار دے۔۔۔

دراب خان کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا ضرار پاشا خان یہ ویڈیو زارون سکندر کو لازماً دکھائے گا

اور اسے دیکھنے کے بعد زارون اسے پکا جان سے مارنے والا تھا۔۔

تو ٹھیک ہے تیرا یہی علاج ہے ایک بیوی تک تو تجھ سے سنبھالی نہیں جا رہی"

میرے بہنوئی پر بری نظر رکھے ہوئے ہے تیری بیوی۔۔ لعنت ہے تجھ پر بیٹا

۔۔۔ میں تو ویڈیو لازمی دکھاؤں گا سکندر' کو اسے بھی تو پتہ چلے کہ اسکی بے

"ہوشی کا تُو نے اور تیری بیوی نے کیسے کیسے فائدہ اٹھایا ہے۔۔

ضرار پاشا کا کمینہ پن اپنے عروج پر تھا۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں شرارت

سمیٹے وہ لب دبائے اسے چھیڑ رہا تھا ساتھ ہی ساتھ وہ رمینا خان کے اعتراف

جرم والی کلپ کو لیپ ٹاپ پر ایڈٹ کر کے ایک الگ فائل میں سیو کر رہا تھا ۔۔جہاں ایسے ان گنت بیان محفوظ پڑے تھے۔۔ مگر ویڈیو کے طور پر یہ پہلا بیان تھا جو اس کیس میں انہیں بہت بڑی مدد دینے والا تھا۔۔

اچھا خیال رکھنا۔۔۔زارون ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اور اس کے ہوش میں "
" آنے تک تمہیں ہی سب سنبھالنا ہے۔۔

ضرار پاشا نے سنجیدگی سے کہتے لیپ ٹاپ آف کر دیا۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے پاشا۔۔ مگر وہ گروہ جس پر آج رات اٹیک کرنا تھا ہم "
نے !"دراب خاصا پریشان تھا۔۔

زارون کے خادثے کے سبب ان کا کام مزید مشکل ہو گیا تھا کیونکہ یہ سب کام زارون سکندر ہی کرتا آرہا تھا۔۔

اس کی فکر مت کرو تم میں سنبھال لوں سب کچھ۔۔۔بس تم انعم سعید کی "
لاش کا پوسٹ مارٹم کرواؤ کسی بھی طریقے سے۔۔۔مجھے پورا یقین ہے وہ
"ایکسیڈنٹ میں نہیں مری۔۔بلکہ اسے مار کر گاڑی میں ڈالا گیا تھا۔۔

ضرار پاشا نے پر سوچ سے انداز میں کہا تھا۔۔

ہو جائے گا۔۔ فکر مت کرو۔۔اور ہاں پریشان مت ہونا میں ہوں یہاں"

سب سنبھال لوں گا۔۔ تم بس جلد از جلد اس کیس کو سمیٹنے کی کوشش

"کرو۔۔ میں اس عورت کو مزید برداشت نہیں کر سکتا۔۔

دراب نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے گہری سانس بھری۔۔

ہمممم فکر مت کرو ہماری منزل بہت قریب ہے!"ضرار نے مسکرا کر کہا"

۔۔

"پاشا۔۔۔"

دراب نے کچھ سوچ کر اسے مخاطب کیا۔۔

"ہمممم کہو کیا ہوا؟"

اس حادثے میں ساحر شاہ کے ساتھ جو دوسری لڑکی مری تھی۔وہ کون"

تھی۔؟"وہ سب کچھ جانتے تھے ایک ایک واقعے ایک ایک چیز پر ان کی نظر

تھی۔۔

ضرار کی انگلیاں ایک پل کو رکی۔۔سب کچھ ان کی مرضی کے مطابق ہوا تھا بس جو نہیں ہوا تھا وہی سب سے جان لیوا تھا۔۔

آنکھوں میں رقابت کی جلن تیزی سے بڑھی تھی، حسد، جلن کے بیچ جو دو چہرے لہرائے تھے وہ دونوں ہی بھلائے جانے کے قابل ناں تھے۔۔

اسال آغا شاہ کو وہ صرف ساحر کی وجہ سے اس کے نام سے جانتا تھا اسے بس سرسری سا علم تھا کہ اسکے ساحر کے ساتھ حادثے میں اسال آغا شاہ کی بیوی بھی مر گئی تھی۔۔

مگر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ جس نام کو وہ عام سمجھ کر آگے بڑھ گیا تھا۔۔ اسکی زندگی اسی نام پر ٹھہر جائے گی۔۔آرمی میں سب اسے انیٹبل کہتے تھے ۔مگر وہ اپنی محبت، اپنی زندگی کی جنگ میں اسال آغا شاہ سے ہار گیا تھا۔۔یہ جلن تو اب تا عمر رہنے والی تھی۔

کیونکہ جو اس نے کھویا تھا وہ بھلائے جانے کے قابل تو ہر گز نہیں تھا۔۔

وہ میرے رقیب کی بیوی تھی دراب خان!"وہ میری محمل کی سوتن تھی"

دراب خان!"اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں۔۔دراب خان کچھ لمحوں کیلئے کچھ بول ناں سکا۔۔

اس سے بہتر کون جانتا تھا ضرار پاشا خان کے عشق کو۔۔۔اسکی لامحدود محبتوں کی ہر کہانی اسی لڑکی سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی تھی۔۔جو آج اسکے نصیب میں نہیں رہی تھی۔

تو پھر ایک ملاقات تو بنتی ہے اس شخص سے پاشا۔۔۔اسے بھی پتہ چلے جسے" وہ اپنی غلطی مانتا آرہا ہے وہ درحقیقت ایک حادثہ نہیں ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔۔

دراب خان نے سنجیدگی سے کہا تو دوسری طرف وہ بنا کوئی جواب دیے غصے سے کال کاٹ گیا۔۔

دراب بے بسی سے ہونٹ کچلتے موبائل کی اسکرین کو دیکھتا رہ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ماضی

وہ تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔۔شارپ نظریں کمرے کے چاروں اطراف کا معائنہ کر رہی تھیں۔۔چہرے کے آدھے حصے کو ماسک سے کور کیے وہ بس سارا ڈیٹا چپ میں ٹرانسفر ہونے کا منتظر تھا۔۔

لونڈنگ شروع ہو چکی تھی۔۔فائل کو وہی سے بیک کرتے ساحر نے ایک ڈینجرس فائل پر کلک کیا۔۔

وہ ایک ویڈیو اور جانے کتنی ہی لڑکیوں کی تصاویروں پر مشتمل فائل تھی۔ ویڈیو پریس کرتے ہی ساحر کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔۔

ہر طرح کا غیر قانونی کام اس ویڈیو میں دکھایا جا رہا تھا۔۔پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے حصّے کا ایک شارٹ اس فائل میں نام کے ساتھ سیو کیا گیا تھا

۔۔یہ وہ علاقے وہ شہر تھے جہاں رینا اور اسکا سارا گروہ اپنے غیر قانونی کام چلا رہے تھے۔۔

یہ سب ان کی سوچ سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر تھا۔۔قدموں کی آہٹ پر ساحر نے گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا۔

لوڈنگ ابھی تک جاری تھی۔۔معادروازہ کھلنے کی آواز پر وہ بھاگ کر دروازے تک پہنچا۔

دروازہ کھولتے ایک ہٹا کٹا آدمی اندر داخل ہوا۔سامنے ہی لیپ ٹاپ کی اسکرین آن دیکھ وہ فوراً سے ہڑبڑا کر آگے پیچھے دیکھتے جیسے ہی مڑا۔۔ساحر نے زوردار پنچ اسکے جبڑے پر رسید کیا۔وہ آدمی لڑکھڑایا۔

اسکے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اسکی گردن کے گرد بازو لپیٹتے ساحر نے ایک جھٹکے سے گردن موڑی۔۔

بنا آہٹ کیے اس مردہ وجود کو آہستگی سے فرش پر پھینکتے ساحر نے بھاگ کر لیپ ٹاپ کو دیکھا۔۔

لوڈنگ مکمل ہوتے ہی وہ چپ نکالتے اپنی گھڑی کی بیک پر فٹ کرتے تیزی سے کھڑکی کی سمت بھاگا۔۔

سارا کام سمیٹتے اسے حویلی پہنچنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔رات کے ایک بجے کے قریب وہ ہڈکی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

خوشبو کا تیز جھونکا اسکے نتھنوں سے ٹکرایا تھا،، نظریں بے چینی سے پورے کمرے میں گھومی۔سامنے ہی صوفے پر ٹیک لگائے وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سوئی تھی۔۔

دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر سرخ چوڑیاں پہنے وہ سرخ ساڑھی میں ملبوس ہلکے سے میک اپ میں قہر ڈھا رہی تھی۔۔

ساحر لب دبائے ایک بھرپور نگاہ اس قاتل حسینہ پر ڈالے اپنی ہڈ اتارتے واشروم کی سمت بڑھ گیا۔۔

نیم گرم پانی سے شاور لینے کے بعد وہ کافی ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ بلیک ٹراوزر میں شرٹ لیس سا کمرے میں داخل ہوا۔ نعمت اٹھ کر بیٹھی اب آنکھیں مسل رہی تھی۔۔

چہرہ غصے سے پھولا رکھا تھا۔۔ایک پل کو ساحر کے بالوں میں چلتے ہاتھ تھمے ۔۔وہ لب دبائے گہری سانس بھرتے صوفے تک پہنچا۔اور ایکدم سے جھکتے نعمت کو بانہوں میں بھرا۔

جو اسکی اچانک کی جانے والی حرکت پر بوکھلائی تھی۔۔دونوں شانوں کو کپکپاتے ہاتھوں سے جکڑتے وہ پھیلی آنکھوں سمیت اسے دیکھنے لگی۔

"نیچے اتاریں مجھے "غصّے سے اسے گھورتے وہ سنجیدگی سے بولی۔تو ساحر نے لب دانتوں تلے دبائے شرارت سے سر نفی میں ہلایا۔۔اس کی حرکت پر نعمت مزید سیخ پا ہوئی۔۔

میرا دل چاہ رہا ہے جانم اس پورے بیڈ کو گلاب کے پھولوں سے بھر "
دوں۔۔ تمہارا یہ نازک وجود اس بستر پر یوں لیٹنے کا حقدار تو نہیں ہے!!" وہ
مخمور نگاہیں اسکے نقوش پر پھیرتے آنچ دیتے بہکے ہوئے سے لہجے میں بولا۔
نعمت اسے گھور تک ناں سکی۔البتہ اسکی بانہوں میں سرخ چہرے سمیت رخ
موڑ گئی۔

اسکی خاموشی پر ساحر نے نرمی سے اسکی پیشانی چومتے اسے بیڈ پر منتقل کیا۔۔
جو گھبرائی ہوئی سی خود میں سمٹی تھی۔۔" یار اب اتنا بھی مت شرمایا کرو
میری جان۔۔ تمہارا یوں شرمانا میری جان لے گا کبھی!!" وہ ایکدم سے اسکی
گود میں سر رکھتے نعمت کے ہاتھ کو لبوں سے لگاتے گھمبیر لہجے میں بولا۔
آپ کو ان مرنے مرانے کی باتوں کے سوا کچھ نہیں آتا۔۔ جائیں مجھے بات "
نہیں کرنی آپ سے!!" وہ خفگی سے اپنا ہاتھ کھینچتے اب نروٹھے پن سے
کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔

ساحر نے گہری سانس بھری۔۔وہ اٹھ کر اسکے قریب لیٹا ہاتھ بڑھاتے اسے نرمی سے اپنی سمت کھینچا۔۔۔جواب بھی اپنی بڑی بڑی نم آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔۔

اچھا ناں آئندہ نہیں کہوں گا۔" وہ اسکے کان میں پہنے جھمکے کو چومتے مخمور" لہجے میں بولا۔۔

نعمت کچھ ڈھیلی پڑی،، وہ مسلسل اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کر رہا تھا۔۔"آپ آج بھی لیٹ آئے۔۔کچھ دنوں تک آپ نوکری پر چلیں جائیں گے۔مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا ساحر!!" بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی ایک دم سے اسکے سینے سے آ لگی تھی۔۔

ساحر نے گہری سانس بھرتے اسے نرمی سے خود میں بھینچا۔

کچھ کام تھا اس لئے لیٹ ہو گیا۔۔اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میری فرمائش پر میری" بیوی یوں ریڈی ہو کر میری منتظر ہو گی میں تو کب کا آ چکا ہوتا۔۔نعمت کے گلابی گال کو چومتے وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔

نعمت نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔

جس نے جھکتے اسکی آنکھوں کو باری باری چوما تھا۔" یار رو یا تو مت کرو۔۔ان آنکھوں میں آنسوں اچھے نہیں لگتے مجھے۔۔" وہ بے قراری سے بول رہا تھا ۔۔اور نعمت خدا کی شکر گزار ہو رہی تھی۔جو اس نے اتنا چاہنے والا اتنا قدر کرنے والا شوہر اسکے نصیب میں لکھا تھا۔

آپ چلیں جائیں گے مجھے یہاں کچھ بھی اچھا نہیں لگے گا۔آنٹی کو میں اچھی نہیں لگتی باقی سب بھی اچھے سے بات نہیں کرتے۔غصّے سے گھورتے ہیں سب مجھے!!"

وہ اسکے بازو پر سر رکھے بول رہی تھی اور ساحر بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ بیچاری نہیں جانتی تھی۔۔کہ یہ سب ساحر کی ضد کی وجہ سے ہوا تھا۔۔ اسکی مورے اسکی شادی کہی اور کرنا چاہتی تھی۔مگر اسنے ضد لگا کر نعمت شاہ کو حاصل کیا تھا۔۔

نعمت بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ ساحر شاہ کی محبت ہونے کے سبب سب کی نظروں میں کھٹکتی ہے۔

" !! فکر مت کرو میری جان۔۔۔اس بار تم اکیلی نہیں رہو گی"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے شریر لہجے میں بولا نعمت نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی جس نے نرمی سے اسکی تھوڑی چومتے آنکھ دبائی۔۔

نعمت اسکی بات کا مفہوم سمجھتے شرم سے لال پیلی ہوئی تھی۔۔اپنا چہرہ اسی کے سینے میں چھپائے وہ اسے قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔ساحر شاہ کے قہقہے پورے کمرے میں گونج رہے تھے۔۔جبکہ نعمت شاہ شرمائی لجھائی سی اسی کی پناہوں میں سمٹی ہوئی پڑی تھی۔۔

جو اسکا مخافظ اسکا کل سرمایہ تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

حال

کیاہواہے میرے آغاکو۔۔۔کہاں ہے وہ؟"آغاجان ہانپتے ہوئے حویلی" میں داخل ہوئے تھے۔۔پوری حویلی میں موت ساسناٹا چھایاہواتھا۔۔ثمینہ شاہ ایک طرف بیٹھی ہوئی تھی۔۔

جبکہ نفیسہ شاہ کہیں دکھائی نہیں دی تھی آغاجان کا چہرہ خوف اور گھبراہٹ کے سبب لال پڑتاجارہاتھا۔

سرکارسائیں سب اوپر ہیں بڑے سرکارسائیں کے کمرے کے باہر!!""" اسال آغاشاہ کو حویلی واپس لانے والے ایک ملازم نے عجلت بھرے انداز میں آگے بڑھتے انہیں آگاہ کیا۔

کس کی اجازت سے تم نے زنان خانے میں قدم رکھا۔۔دفع ہو جاؤ یہاں" سے!!"شعلہ بار نظروں سے اس ملازم کو گھورتے وہ دھاڑے تھے۔۔

ملازم بھاگتے ہوئے زنان خانے کی حدود سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

وہی نوری بھاگ کر آغا جان تک آئی۔۔"سرکار سائیں!!ملازم کو حکم سائیں (آبادشاہ) نے یہاں معمور کیا تھا، وہ بڑے سرکار سائیں پر حملہ ہوا ہے "۔۔اس لیے حکم سائیں نے ان سب ملازمین کو یہاں تعینات کیا ہے نوری کپکپاتے ہوئے لہجے میں ڈرو وخشت سے نیلی پڑتے بولی تھی۔۔

جبکہ آغا پر حملے کی خبر سنتے آغا جان کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات" گہرے ہوتے چلے گئے، انتہائی حد تک جبڑے بھینچے وہ اب سیڑھیوں کی سمت بڑھ گئے۔۔

کیا ہوا ہے آغا کو۔۔۔کہاں ہے وہ؟"ہانپتے ہوئے گہرے سانس بھرتے وہ" اسال کے کمرے تک پہنچے۔۔نفیسہ شاہ آنسوں شال کے کونے سے رگڑتے انہیں دیکھنے لگی،

آبادشاہ بھی سنجیدہ چہرے سمیت ایک کونے میں کھڑے تھے۔

آغا جان ان دونوں کو دیکھ محمل کو گھورنے لگے۔جو بری طرح سے رو رہی تھی۔وہ پہلوں بدلتے آبادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

آغا جان۔۔کسی نے اسال کی گاڑی پر حملہ کیا ہے۔۔گولی اسکے بازو کو چھو"
کر گزری ہے۔۔گاڑی کا بیلنس بگڑنے کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔
"جس وجہ سے آغا کو سر پر گہری چوٹیں بھی آئی ہیں۔۔
آباد شاہ نے ہونٹ کچلتے ہوئے کہا۔۔تو آغا جان پہلوئں بدلتے رہ گئے۔
دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ بند دروازے کو دیکھنے لگے۔۔
کیا کہا ڈاکٹر نے!!"اقبال اور اختر ایک صوفہ وہاں رکھ چکے تھے۔۔آغا"
جان بے جان ہو رہے قدموں سمیت وہی ڈھے سے گئے۔۔
اسال آغا شاہ کو ملنے والی ذرا سی تکلیف ان کی روح کھینچنے کی صلاحیت رکھتی
تھی۔
ابھی علاج جاری ہے۔دعا کریں سب ٹھیک ہو!!"آباد شاہ گہری سانس"
بھرتے بولے تھے۔۔
آغا جان لب بھینچ کر رہ گئے۔۔

محمل کی سسکیاں انہیں بے چین کر رہی تھی۔۔اس لڑکی کو تکلیف دینے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ حتی کہ وہ اسے توانسان تک نہیں سمجھتے تھے۔۔

آج وہ ان کے غم میں برابر کی شریک ان کے آغا کے لئے بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔

وہ خاصے بے چین ہوئے تھے۔۔"اس لڑکی کو لے جاؤ یہاں سے نفیسہ!! ایسے ہی روتی رہی تو ہمارے پوتے کی صحت متاثر ہو گی!" وہ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے محمل پر ایک نگاہ ڈالے رخ پھیر گئے،

محمل نے بھیگی آنکھیں رگڑتے خفا نظروں سے انہیں دیکھا۔۔ کتنی فکر تھی انہیں اسکی اولاد کی۔۔۔ مگر اس فکر میں اس اولاد کی ماں کہی بھی شامل نہیں تھی۔

محمل اٹھو یہاں سے "نفیسہ شاہ آگے بڑھی تھی۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔۔

بیٹا اٹھ جاو۔۔ طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔ جاؤ کمرے میں جا کر ریسٹ کر"
لو تھوڑی سی۔۔؟" آباد شاہ گہری سانس بھرتے اس تک گئے۔۔ نرمی سے
اپنا ہاتھ اسکے سر پر رکھتے وہ شفقت بھرے لہجے میں بولے۔
محمل نے سر اٹھائے بھیگی آنکھوں سمیت انہیں دیکھا۔
جب سے وہ اس حویلی آئی تھی۔۔ پہلی بار اسال آغا شاہ کے سوا کسی دوسرے
نے اسکے لئے فکر دکھائی تھی۔ سب سے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔
حکم سائیں۔۔ آپ مجھے مجبور مت کریں۔۔ جب تک سائیں ٹھیک نہیں ہو"
"!! جاتے میں کہی بھی نہیں جانے والی
وہ ہچکیاں بھرتے آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی تھی۔ نفیسہ شاہ اور آغا جان نے
حیرت اور تعجب سے اسے دیکھا۔۔
وہ دونوں اپنے تئیں اسال آغا شاہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے کا دعویدار
تھے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچ رہے تھے کہ سامنے بیٹھی لڑکی اس کی بیوی تھی
اگر وہ تکلیف میں تھے تو ان سے کئی زیادہ تکلیف اسے تھی۔

اقبال جاؤدوسرا صوفہ لگاؤ یہاں پر!!" محمل کا یوں اتنی دیر تک کھڑا رہنا"
آغا جان سے ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔
کیونکہ اگر وہ بیمار پڑتی تو اسکا ڈائریکٹ اثر ان کے وارث پر پڑتا جو کہ وہ قطعی نہیں چاہتے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہاں ریکنگ کے ساتھ موجود حالی جگہ پر دوسرا صوفہ لگا دیا گیا۔۔ محمل آبادشاہ کے اصرار پر خاموشی سے اس صوفے پر جا بیٹھی۔۔اب بس اسے اسال آغا کے ٹھیک ہونے کا انتظار تھا۔

★★★★★★★★★★★★

امو!! بلکل ٹھیک ہوں میں آپ روئیں تو ناں!!" شام پانچ بجے کے"
قریب اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا وہ بھی داجان کی ضد پر کیونکہ وہ خود حویلی پر زارون کی دیکھ بھال کرنا چاہتے تھے۔

فل حال کیلئے وہ اوپر اپنے کمرے تک نہیں جا سکتا تھا اس لیے اسے نیچے "

زرتاج خان کے کمرے میں اسے لٹایا گیا تھا۔۔زرتاج خان زخموں میں چور اپنے بیٹے کو دیکھ روئے جا رہی تھی۔۔

حریم اور گل قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھی تھی۔۔جبکہ داجان اور باقی سب مرد مردان خانے میں ہی تھے۔۔

زارون کی حالت کے پیشِ نظر دراب خان اور حریم خان آج یہیں رکنے والے تھے۔

نرگھس خان اس وقت نعمت اور نور کے پاس اپنے کمرے میں تھیں۔۔آغا جان کے جانے کے بعد سے ہی وہ بہت ڈر چکی تھی۔۔نرگھس خان، حریم اور گل کی کوششوں سے وہ قدرے نارمل ہو گئی تھی۔مگر پھر بھی وہ کمرے میں بھی اکیلی نہیں سو رہی تھی۔۔اسی وجہ سے نرگھس خان اسے اپنے پاس اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔۔

ماڑا جان مٹھی میں آگیا تھا سکندر خان۔۔تم نہیں جانتا تمہارا ایکسیڈینٹ کا خبر "

"سن کر ہم کو لگا ہم پر قیامت ٹوٹ گیا ہے۔

زرتاج خان اپنے آنسوں رگڑتے زارون کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے محبت سے بولی۔۔تو زارون آسودگی سے مسکرایا۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیٹنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔۔دو سے تین کشنز اسکے کندھے کے نیچے سیٹ کیے گئے تھے۔۔اس کے علاوہ پاؤں کے نیچے بھی دراب خان نے کشن رکھا تھا۔۔

گل مینے خان تو بھیگی آنکھوں سمیت اسکے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔ جسم کا ہوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں اسے چوٹ ناں آئی ہو۔۔

رمینا خان کو دراب خان دوپہر کو ہی حویلی واپس چھوڑ آیا تھا کیونکہ زارون کے نزدیک اس کا زیادہ دیر رہنا خطرے سے حالی نہیں تھا۔

اچھااب آتو گیاہوں۔۔آپ کے سامنے ہوں۔۔بس اب تومت"

روئیں!!"زارون کی بھاری آواز پر گل مینے نے پلکوں کی اوٹ اٹھائے اسے دیکھا۔۔جواسے کب سے اگنور کر رہا تھا۔

وہ بارہااسے دیکھ رہی تھی۔مگر زارون سکندر خان نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

لالااب آپ گارڈز کے بغیر حویلی سے باہر نہیں جائیں گے۔۔آپ کوذرا"

"!بھی فکر نہیں ہے ہماری

حریم اسے گھورتے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔۔توزارون گہری سانس بھرتے مسکراپڑا۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں میری جان۔۔۔یہاں آؤلالا کے پاس!!"حریم کو یوں روتادیکھ وہ تڑپ ہی تو گیا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں آنسوں اسے گنوارہ نہیں تھے۔

پھر چاہے ان آنسوں کی وجہ وہ خود ہی کیوں ناں ہو۔۔ حریم صوفے سے اٹھتے اسکے قریب گئی بیڈ پر بیٹھتے وہ فوراً سے سر اسکے سینے پر رکھتے آنکھیں موند گئی۔۔ زارون درد برداشت کرتے لب بھینچتے اسکے سر پر ہاتھ رکھ گیا۔

اب ایسا کچھ نہیں کروں گا۔۔ ٹھیک ہے اب رونا بند کرو۔۔!"اسے "

پچکارتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولا تو حریم نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔

لالا گل بھی بہت روئی ہے آپ اسے بھی چپ کروادیں!!"حریم نے "

آنکھیں پٹپٹاتے ایک نظر روتی ہوئی گل مینے خان پر ڈالے اب کی بار اپنے لالا کو دیکھتے کہا۔ گل مینے اس کی بات پر بری طرح سے خجل ہوتی سرخ چہرہ جھکا گئی تھی۔

وہی زارون سکندر نے پہلی بار اپنی نظریں اٹھائے سر موڑ کر سنہری پوشاک میں ملبوس اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

رونے کی وجہ سے اسکا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا چھوٹی سی ناک لال ہو رہی تھی۔ آنکھیں سوجھ چکی تھی۔۔ حالانکہ لباس اس نے تبدیل کر لیا تھا وہ بھی شاید

کسی کے کہنے پر کیا تھا۔اسکی ہلکی سی تیاری بھی زارون سکندر خان کو پاگل کرنے کیلئے کافی تھی۔۔

اسے اکیلے میں چپ کروالوں گی۔۔وہ آسانی سے چپ نہیں ہو گی!!""

زارون نے لب دانتوں تلے دبائے مخمور نگاہوں سے اس اپسرا کو دیکھتے گھمبیر آنچ دیتے لہجے میں کہا۔

پچھلی بار کی اسکی دھتکار اس کا غصہ وہ ہر گز نہیں بھولا تھا۔۔گل مینے خان کی ہتھیلیاں پسینے سے نم پڑ گئی۔۔وہ بمشکل سے سب کے بیچ بیٹھی تھی وگرنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر کہی غائب ہو جائے۔۔

اچھا میں نوری کو دیکھ لوں وہ سوئی ہے یا نہیں!!"حریم کا دھیان نور آئینہ " میں اٹکا ہوا تھا۔۔وہ جیسے سارا دن روتی رہی تھی۔۔اسے پریشانی تھی کہی اس کا بخار بڑھ ناں گیا ہو۔۔۔

زرتاج خان شکرانے کے نوافل ادا کرنے کیلئے چلی گئی تھی وہی حریم بھی اب اٹھ کر کمرے سے نکلی تو گل مینے خان کا سانس بری طرح سے پھولا۔

وہ انگلیاں چٹخاتے بری طرح سے گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔۔

کافی دیر تک وہ یونہی سر جھکائے بیٹھی رہی اسے امید تھی کہ زارون سکندر اسے خود سے مخاطب کرے گا مگر سامنے سے کسی بھی قسم کی بات چیت ناں ہونے پر اس نے بمشکل سے اپنی گھنیری پلکوں کی اوٹ اٹھائے اسے دیکھا۔۔

سنہری آنکھوں میں نمی ایکدم سے بڑھی۔۔سامنے ہی وہ ظالم گرے" ٹراؤزر میں شرٹ لیس پٹیوں کے بیچ جکڑا اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا تھا۔۔ گل مینے خان کو سرے سے اگنور کیا گیا تھا۔اور یہی بات گل مینے خان کو تکلیف دے رہی تھی۔۔

کافی دیر تک ہونٹ چبانے کے بعد بالآخر وہ خود ہی اٹھی۔۔۔دھیمے قدموں سمیت وہ چلتے ہوئے بیڈ تک اسکے قریب پہنچی۔

خ خان!!" بھیگے لہجے میں بمشکل سے اپنی آنکھیں رگڑتے وہ سوں سوں" کرتی بولی۔

اسکے پکارنے پر بھی زارون نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

گل مینے خان کا دل بری طرح سے گھبرایا۔۔"خان۔۔۔"اب کی بار اسنے نرمی سے اسکے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے لرزتی ہوئی آواز میں پکارا۔۔

زارون نے آنکھوں سے ہاتھ اٹھاتے اسے سنجیدگی سے گھورا۔۔

ہمم کیا ہوا؟"داہنی ابرو اچکاتے وہ سرد لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔"

مینے کے چہرے پر زردیاں سی گھلی۔

زارون سکندر نے بڑے سکون سے اسکے چہرے کے ہر رنگ کو اپنی ایکسرے کرتی نگاہوں میں محفوظ کیا۔۔

اتنا تڑپایا تھا اس لڑکی نے۔اب اس کی باری تھی۔۔زارون سکندر لوگوں پر ادھار رکھنے کا عادی نہیں تھا اور گل مینے خان تو اس کی بیوی تھی۔۔مکمل طور پر اسکی ملکیت۔۔

"!!آپ کو درد ہو رہا ہو گا میں اب کو دوا کھلا دوں"

گل مینے ہچکیاں روکتے بڑی مشکل سے بولی تھی۔۔اسے دیکھنے سے گریز کیا تھا اگر دیکھ لیتی تو یقیناً اسکے رونے میں روانی آتی۔

رہنے دو گل مینے سکندر خان۔۔ تمہیں صرف درد دینا آتا ہے میرے درد"
"کی دوا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔۔۔

تیکھی مغرور ناک چڑھائے وہ اتنے زخموں کے بیچ بھی خاصا مغرور اور دلفریب لگا تھا۔۔ایک چھوٹی سی نگاہ ڈالتے ہی گل مینے اپنے دھڑکتے دل سمیت نظریں جھکا گئی۔۔

ایسا نہیں ہے میں کروں گی آپ کے زخموں کی دوا۔۔بتائیں دوائی کہاں"
ہے!!"گل مینے خان کو اسکی بات نے خاصی تکلیف پہنچائی تھی۔

زارون سکندر خان کو تکلیف میں دیکھنا اسکے بس سے باہر کی بات تھی وہ بھلا کیوں اسکے زخموں کی دواناں کرتی۔۔

زارون سکندر خان نے بڑی مشکلوں سے اپنے لبوں پر امڈتی کمینگی بھری مسکراہٹ ضبط کی۔۔

اچھا سوچ لو ایسا ناں ہو کہ امتحان کے وقت تم مکر جاو۔۔۔!"سر جھٹکتے وہ"
طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔اسکا ہنسنا بھی گل مینے خان کو چبھا تھا۔۔

اسے اب سہی معنوں میں محسوس ہو رہا تھا کہ کسی چاہنے والے کے طنز کتنی تکلیف دیتے ہیں۔۔

میں کروں گی آپ بتائیں بس!!"وہ آنسوں رگڑتے مضبوط لہجے میں"

بولتے اب آگے پیچھے نظریں دوڑانے لگی۔۔۔زارون نے افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔جو دواڈھونڈ رہی تھی۔۔

میری دوا یہاں پر نہیں تمہارے پاس ہے!!گل مینے خان!"زارون"

سکندر خان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اسے سر تا پیر گھور کر جتایا۔۔

گل مینے کچھ چونکی سنہری آنکھیں بڑی تیزی سے پھیلی تھی۔۔زارون نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ پر ضبط کیا تھا۔۔کچھ اسکی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اس لڑکی کو خود اپنے قریب کرتا۔

میرے پاس۔۔؟"وہ چونکی زیر لب بڑبڑاتے وہ زارون کو دیکھے گئی۔۔"

ہمممم اپنے ان خوبصورت ہونٹوں سے میرے ہر زخم پر مرہم لگاؤ گل مینے"

"!!خان تبھی میرے زخموں کی دوا ہو گی

زارون سکندر خان نے بڑے بے باک انداز میں اپنی فرمائش ظاہر کی۔ گل مینے خان کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ کبھی اسکے خواہش پوری نہیں کرے گی۔۔

جاؤ گل مینے خان۔۔میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔۔۔"زارون نے نروٹھے پن سے کہتے اب کی بار بازو پھر سے آنکھوں پر رکھا۔۔

گل مینے خان بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔لب کچلتے وہ آنکھیں رگڑتے بے بسی سے وہی کھڑی تھی۔وہ اس سے دور نہیں۔رہ سکتی تھی۔۔اس ایک حادثے نے اسے اچھی طرح سے باور کروادیا تھا کہ سامنے لیٹا شخص اسکی زندگی اسکی سانسوں کیلئے کتنا ضروری ہے!!"

زارون سکندر آنکھوں پر ہاتھ جمائے دل ہی دل میں بری طرح سے مچل رہا تھا۔اچانک اپنی گردن پر کسی کے نرم گرم ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے ایک لمحے میں جیسے اسکی سانسیں رکی تھی۔۔

وہ یونہی ٹرانس کی کیفیت میں لیٹا اپنی سانسیں روکے اس میٹھے سے لمس کو محسوس کر رہا تھا۔۔ گل مینے خان اسکی گردن اسکے ہاتھوں پر آئے ہر ایک زخم کو اپنے ہونٹوں سے چھو رہی تھی۔۔

اسکا ہر لمس پہلے سے زیادہ روح پرور تھا۔۔ زارون سکندر کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔ آنکھوں سے بازو ہٹائے وہ سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی سمیٹے اب یک ٹک اس پری وش کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کے سر سے دوپٹہ سرک چکا تھا۔ سنہری زلفوں پر سنہری پوشاک کسی تپتی سنہری دھوپ کا سا سماں باندھ رہی تھی۔۔

اس پر متضاد اسکا نظریں اٹھانا۔۔ ان سنہری جھیل سی آنکھوں میں نمی دیکھتے وہ بڑے ضبط سے گہرے سانس بھرتے اسے خود پر جھکتا دیکھ رہا تھا۔۔

گل مینے خان کپکپاتے لبوں پر قابو پائے اب بڑی ہمت سے آنکھیں مضبوطی سے میچے اسکے ماتھے پر بندھی سفید پٹی پر جھکی تھی۔۔

پیشانی پر اسکے ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے زارون سکندر آنکھیں موندے اس کے لمس کو خود میں جذب کرنے لگا۔ گل مینے خان کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو زارون سکندر خان کا ضبط آخری حد تک آزما گئی تھی۔۔

وہ اسی خوشبو کا تو دیوانہ تھا۔۔

"کہاں!" وہ بیڈ سے اٹھی اگلے ہی لمحے اسے بازو سے جکڑتے وہ جھٹکے سے اپنے قریب بٹھا گیا۔

جو پھولی سانسوں سمیت نظریں جھکائے شرم سے لال پیلی پڑتی اب اسے دیکھنے سے مکمل گریز کر رہی تھی۔۔

زارون نے بڑے حق سے اسکے کندھے پر بکھرے بالوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔

"!!آپ کک کیلئے کک کچھ کھانے ککو للاتی ہوں۔۔۔"

وہ بمشکل سے اٹکتے ہوئے لہجے میں اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش میں بولی۔

زارون اچھے سے جانتا تھا یہ بھی اس سے دور جانے کا ایک بہانہ تھا۔۔

"ڈارلنگ میرا سب سے بڑا اور شدید زخم رہ گیا وہاں مرہم کون لگائے گا۔؟" آنکھیں چھوٹی کیے وہ اسکے جھکے چہرے کو تھوڑی سے جکڑتے اپنے روبرو کرتے ذرا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

اسکی فرمائش پر گل مینے خان نے الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔۔وہ اسکی فرمائش پوری تو کر چکی تھی۔

زارون اسکی آنکھوں میں الجھن دیکھ زیر لب ہنسا۔۔

"یہ زخم تو رہ گیا۔۔یہاں بھی دوا کی ضرورت پڑتی ہے! جانم" وہ انگلی اپنے ہونٹ پر آئے زخم پر رکھتے گھمبیر لہجے میں بولا تو گل مینے خان کا چہرہ ہوائیاں اڑانے لگا۔۔

سانسیں ایک دم سے رکی۔۔وہ سہمی الجھی بے یقین نظروں سے اسے دیکھتے سر بے ساختہ ہی نفی میں جھٹکتے اختیاطاًاس سے دور ہوئی۔اسکی اختیاط پر زارون گہرے سانس بھرتے رہ گیا۔۔

میں آپ کک کیلئے کچھ لاتی ہوں!!"وہ کرنٹ کھا کر اسکی پہنچ سے دور" ہوتے منمنائی۔۔

زارون اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورتے دانت پیستے رہ گیا۔

کوئی بات نہیں ڈارلنگ بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے آناتو اس خان کے پاس ہی" ہے تمہیں!!"وہ اسکے آنکھوں سے اوجھل ہوتی پشت کو گھورتے زیر لب بڑبڑاتا مُسکراتے ہوئے آنکھیں موند گیا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیاہوا کھانا کیوں نہیں کھارہی آپ؟"وہ کب سے اسے دیکھ رہا تھا جو" مسلسل پلیٹ کو گھور رہی تھی۔ مگر کھانے کی طرف اسکا دھیان کم ہی تھا۔۔

ووہ بس مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ععالم۔۔۔واپس چلیں پلیز!"سیاہ" سہمی نگاہوں سمیت اسے دیکھتے وہ گھبرائی ہوئی سی بولی۔۔بدر عالم کچھ چونکا۔۔

کیاہو گیاہے روپ آپ کو۔۔؟آنے سے پہلے اتنی ایکسائٹڈ تھیں اب کیاہو" گیا!!"بدر متفکرانہ نگاہوں سمیت اسے دیکھتے کچھ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔

روپ نے سر نفی میں ہلاڈالا۔۔جبکہ چہرے پر ابھی تک خوف کے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔

طبعیت تو ٹھیک ہے ناں آپ کی؟"وہ اسے قریب کرتے نرمی سے پیشانی" پر ہاتھ رکھتے پوچھنے لگا۔۔

بب بس کچھ اچھا نہیں لگ رہا واپس چلتے ہیں پلیز۔۔!"روپ کے ہوائیاں"
اڑے چہرے کو دیکھ بدر عالم کچھ چونکا بے اختیار اسنے نظریں گھمائے آگے
پیچھے دیکھا وہ ایک فیملی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے آئے تھے۔
مگر اب روپ کے اچانک سے بدلے برتاؤ نے اسے خاصا پریشان کر دیا تھا۔
بدر پلیز کچھ بھی نہیں ہے۔۔"روپ کی پکار پر بدر گہری سانس بھرتے رہ"
گیا۔ویٹر کو بل ادا کرتے وہ اب تیزی سے اسکی سمت بڑھا۔۔اسکا ہاتھ تھامے
وہ اسے ساتھ لیے اب عجلت میں باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔
روپ اسکے بازو کو مضبوطی سے جکڑے تقریبا اسکے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔
پارکنگ ایریا میں داخل ہوتے ان دونوں کو اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی
آہٹ بخوبی سنائی دی۔۔
بدر مٹھیاں بھینچے ایک دم سے مڑا۔۔مگر پیچھے کوئی بھی نہیں تھا۔۔
گاڑی میں بیٹھیں آپ۔۔۔!"جبڑے انتہائی حد تک بھینچتے وہ سختی سے"
کہتے اسے گاڑی میں بٹھائے واپس مڑ گیا۔۔

روپ کو گھبراتے دیکھ کر ہی وہ سمجھ چکا تھا کہ کوئی ناں کوئی مسلئہ ضرور ہے مگر اب اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔

چند قدم آگے جانے کے بعد اسکی سبز آنکھیں تیزی سے چمکی وہ جھٹکے سے مڑا اب بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف آیا۔۔

سامنے ہی تین سے چار لڑکے اسکی گاڑی کے ڈور کو توڑنے کی کوشش میں مگن تھے۔

سبز آنکھوں میں ایک دم سے خون سا اترا۔۔سپاٹ چہرے سمیت آگے بڑھتے اسنے ایک ایک کرتے ان سبھی کو گاڑی سے دور جھٹکا۔۔

وہ لوگ روپ کو ڈرانے کیلئے آئے تھے مگر اب بدر عالم شاہ کو یہاں دیکھ وہ چاروں ہی گھبرائے۔ان کے چہرے رومال سے کور تھے

۔اسی لیے بدر انہیں پہچان ناں سکا۔۔

"!! کیا گھٹیا حرکت ہے یہ۔۔۔ہاں کیوں پیچھا کر رہے ہو ہمارا"

وہ غضب ناک انداز میں دھاڑا۔۔ان چاروں نے اب کی بار سرد نظروں سے بدر کو گھورا۔۔وہ کوئی عام لڑکے نہیں تھے جو اسکے چلانے پر شرافت سے بھاگ جاتے۔۔

کون سی گھٹیا حرکت بے۔۔۔ابھی تو کچھ گھٹیا کیا ہی نہیں اپن"

"!!نے۔۔۔ویسے کیا مست پیس لیے گھوم رہا رے تُو

چٹاخ!!"ان چاروں میں سے ایک لڑکا جو کب سے روپ شاہ کو گھور رہا تھا"

اسنے آگے بڑھتے زہریلے لہجے میں پھنکارتے ہوئے بدر عالم سے کہتے

نظریں روپ کی طرف گھمائی۔۔

اسکی بات اور حرکت پر بدر کا ضبط جواب دے گیا۔۔

اسنے ایکدم سے اس آدمی کو جکڑتے اسکے منہ پر تھپڑ جھڑا اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔۔پے در پے کئی تھپڑ اسکے منہ پر جھڑنے کے بعد بھی بدر عالم شاہ اسے گردن سے دبوچ چکا تھا۔۔

باقی کے تینوں لڑکے بدر عالم شاہ پر ٹوٹ پڑے تھے۔۔

روپ خوفزدہ سی نظروں سے یہ منظر دیکھتے سہمتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ گئی

۔۔

بدر اب ان چاروں سے لڑ رہا تھا مگر وہ چار ایک اکیلے پر بھاری تھے۔۔

ان میں سے ایک نے غصے سے دانت پیستے نظریں آس پاس دوڑائی۔۔۔بدر عالم شاہ بپھرا ہوا ان کے قابو سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔جبھی ان میں سے ایک نے پیچھے سے آتے اسکے سر پر اینٹ سے وار کیا۔۔

بدر ایک دم سے لڑکھڑایا۔۔خون تیزی سے اسکے سر سے بہہ نکلا۔۔آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی تھی۔۔

ابے سالے یہ کیا کر دیا تو نے۔۔پولیس کیس بن جائے گا سالے بھاگ"

"یہاں سے۔۔۔

وہ چاروں بدر عالم کے تیزی سے بہتے خون اور حواس گنواتے پیچھے کی طرف گرتے وجود کو دیکھ فوراً سے وہاں سے بھاگے تھے۔روپ جو پتھرائی سی نگاہوں سے بدر عالم شاہ کو دیکھ رہی تھی اسکے بہتے خون کو دیکھ وہ پاگلوں کی

طرح گاڑی سے نکلی۔۔"عع عالم عالم۔۔۔اٹھ اٹھیں عع عالمم۔۔۔۔"اسکا خون سے لت پت سر اپنی گود میں رکھتے وہ ہذیانی سے کیفیت میں چیخی۔۔

آنسوں روانی سے اسکی سیاہ آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔۔

اس سے پہلے اس قدر خوف اسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا جسم سے روح نکلنا کیسا ہوتا ہے یہ کوئی روپ شاہ سے پوچھتا وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے دھاڑیں مارتے رو رہی تھی۔۔

جبکہ بدر عالم شاہ کا وجود اب زرد پڑتا جا رہا تھا۔۔روپ اپنا دوپٹہ خود سے اتارے اسکے سر پر باندھنے لگی۔۔مگر اسکے ہاتھوں کی لرزش کے سبب وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

عع عالم دیکھو میں مر جاؤں گی پلیز ععالم اٹھ جاؤ عع عالم پلیز آنکھیں کھولو" بدر...."وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی چلا رہی تھی مگر بدر عالم شاہ کی سانسیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مدہم ہوتی جا رہی تھی۔۔

روپ اسکا سر گود سے اٹھائے نیچے رکھتی اب گیٹ کی سمت بھاگی۔۔اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی کیفیت میں ہر گز نہیں تھی۔۔وہ پاگلوں کی طرح گیٹ کی طرف دوڑی۔۔ننگے سر خون سے بھرے ہاتھوں سے اپنے آنسوں رگڑتے وہ بس کسی بھی طرح اپنے بدر عالم شاہ کو بچا لینا چاہتی تھی۔۔

معا گیٹ سے اندر داخل ہو رہی گاڑی بمشکل سے اس کے قریب بریک لگنے پر رکی۔۔وگرنہ جس طرح وہ اچانک سامنے آئی تھی شاید وہ بری طرح سے ٹکرا جاتی۔۔

پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ایک شخص تیزی سے باہر نکلا۔

پپ پلیز ممیری ممد کریں مم میرا عالم ووہ مر جائے گا۔۔۔"جینز کی" پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے سفید چشمے سے ڈھکی سرمئی آنکھیں روپ شاہ پر گاڑھے اسکے ہلتے لبوں اسکی سیاہ بھیگی آنکھوں کو ٹرانس کی کیفیت میں دیکھ رہا تھا۔۔بائیں گال پر بنے سیاہ گھنگھور تل کو دیکھتے اسنے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو پر سکون کرنا چاہا۔۔

پپ پلیز۔۔۔!!"روپ شاہ بھاری پڑتے اعصابوں کے بیچ بمشکل سے یہ "
لفظ ادا کرتے اپنے ہوا س کھوتے زمین بوس ہونے لگی۔۔
مگر اس سے پہلے ہی کسی نے مضبوطی سے اسے جکڑتے اپنی پناہوں میں بھرا

۔۔

جاؤ دیکھو پارکنگ ائیریا میں کون ہے۔۔۔مؤو۔۔!!"دوسری گاڑی سے "
نکلتے اپنے گارڈز کو حکم دیتے دانیال جعفر نے اس نازک وجود کو بڑی نرمی سے
اپنی گاڑی کی بیک سیٹ پر منتقل کیا۔۔
روپ شاہ کا سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ گھٹنوں پر ہاتھ ٹکائے یک ٹک
اسکے چہرے کی معصومیت کو گہری نگاہوں سے خفظ کر رہا تھا جب اچانک
کھڑکی کا شیشہ ناک ہوا۔۔
دانیال جعفر نے شیشہ نیچے کیا۔۔اسکے گارڈز ایک خوبرو شخص کو سہارہ دیے
اسکے سامنے کھڑے تھے۔۔جس کے سر سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

سر یہ لڑکا بے ہوش پڑا تھا وہاں۔۔۔!!"دانیال نے ایک نگاہ بدر عالم شاہ" کے خون آلود وجود پر ڈالتے روپ شاہ کے خون سے بھرے گالوں کو دیکھا

۔۔۔

ہمم گاڑی میں ڈالوا سے۔۔۔"سرد لہجے میں گارڈز کو حکم دیے وہ اب" جیب سے رومال نکالتے روپ کے گالوں پر لگے خون کو اپنے رومال سے صاف کرنے لگا۔۔

اتنی خوبصورت لڑکی میرے شہر میں رہتی ہے اور دانیال جعفر اس بات" سے انجان ہے۔۔لعنت ہے مجھ پر۔۔۔!!"انگلی کی پشت سے روپ شاہ کے گُلابی گال کو چھوتے وہ گھمبیر لہجے میں زیر لب بڑبڑاتے گہرہ ہنسا۔۔

"ڈرائیور گاڑی واپس موڑو۔۔۔"

بنا نظریں روپ شاہ سے ہٹائے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔اگلے ہی لمحے ڈرائیور نے گاڑی واپسی کیلئے موڑی۔۔دھنداڑاتی سڑک پر دانیال جعفر کی گاڑی اب واپسی کی راہ پر گامزن تھی۔

★★★★★★★★★★★★

آغا جان آپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کر لیں جیسے ہی ڈاکٹر باہر آتا ہے"
"! میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔۔۔

آبادشاہ ان کی کیفیت دیکھ متفکرانہ انداز میں ان کے قریب جاتے بولے۔۔

جو گہری سانسیں بھر رہے تھے۔

نہیں ہم یہی انتظار کریں گے جب تک ہمارا آغا ٹھیک نہیں ہو جاتا ہم یہاں"
سے ہلیں گے بھی نہیں۔۔۔"آغا جان دوٹوک مگر سرد لہجے بولے۔۔

تو آبادشاہ لب بھینچ کر رہ گئے وہ کئی دفعہ انہیں کمرے میں جانے کا کہہ چکے
تھے مگر آغا جان کسی بھی طور وہاں سے ہلنے کو تیار نہیں تھے۔

معادر وازہ کھلا تھا۔ہر کسی نے فوراً سے نظریں اٹھائے کھلے دروازے سے
باہر آتے ڈاکٹر کو دیکھا۔۔آغا جان نے سرد نظریں محمل کی طرف موڑی۔۔

چہرہ ڈھانپو اپنا لڑکی۔۔۔!!" وہ سرد مگر مستحکم لہجے میں بولے تو محمل نے "
فوراً سے دوپٹہ درست کرتے دوپٹے کے کونے سے اپنا چہرہ ڈھانپا۔۔
آغا جان سپاٹ نگاہیں اس پر ٹکائے صوفے سے اٹھے جب ڈاکٹر ان کے
قریب آیا۔۔

کیسا ہے میرا آغا اب؟" پشت پر ہاتھ باندھے وہ مضبوط لہجے میں اپنی سبز "
آنکھوں میں سرخیاں سمیٹے ڈاکٹر سے محو گفتگو ہوئے۔
اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔ بازو کو گولی چھو کر گزر گئی تھی باقی سر پر اور "
جسم پر چھوٹی موٹی چوٹیں آئی ہیں۔۔ انجیکشن لگا دیا ہے میں نے اب وہ پہلے
سے بہتر ہیں۔۔

تھوڑی دیر تک انہیں ہوش آجائے گا بس ان کے کھانے پینے کا خاص خیال
رکھیں اور دوا وقت پر دیں۔۔ ان شاءاللہ وہ جلد صحت یاب ہو جائیں
گے!!"

ڈاکٹر نے مدہم لہجے میں انہیں آغا کی ساری کنڈیشن سے آگاہ کیا۔

ٹھیک ہے فل حال آپ چلیں جائیں مگر صبح آپ کو پھر سے آنا ہو گا جب" تک میرا آغا مکمل صحت یاب نہیں ہو جاتا آپ بلا ناغہ اس کا چیک اپ کریں گے!!"

آغا جان نے گھمبیر لہجے میں کہا تو ڈاکٹر عاطف مسکرائے۔۔"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے آغا جان۔۔۔ بچپن سے میں ہی تو آغا کا چیک اپ کرتا آ رہا ہوں۔۔۔!"

ڈاکٹر عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا مگر آغا جان کو ان کا اسال کا نام لینا ہر گز پسند نہیں آیا۔۔"سردار ہے اب میرا آغا آپ بھی اسے سردار کہا کریں!!" وہ ڈاکٹر کو گھورتے دو ٹوک انداز میں بولے تو ڈاکٹر سر ہلاتے رہ گیا۔۔

"! اقبال ڈاکٹر صاحب کو ان کے گھر تک چھوڑ آؤ"

آغا جان نے اقبال کو حکم دیا اور ساتھ ہی قدم بڑھاتے وہ اسال کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

محمل وہی بیٹھی اب انگلیاں چٹخاتے اپنے کمرے کے دروازے کو گھور رہی تھی۔۔۔آغا جان، آباد شاہ، اور نفیسہ شاہ سبھی اسال کے پاس کمرے میں تھے۔۔

ایسے میں وہ بے چینی سے انگلیاں چٹخاتے اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

خدیجہ اور سیماب جنہیں اختر ہاسپٹل سے واپس لایا تھا۔۔وہ دونوں اسال کے ایکسیڈنٹ کا سنتے بھاگ کر سیڑھیاں عبور کرتے اوپر آئیں۔۔۔

صوفے پر بیٹھی محمل کو دیکھ ان دونوں نے ہی نفرت سے رخ موڑا تھا۔۔اس لڑکی کا غیر معمولی حسن ان دونوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔

محمل اپنی نیلی سرخ آنکھوں سمیت انہیں غصے سے گھورتے رہ گئی۔۔وہ دونوں ہی اسال آغا شاہ کے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھیں۔۔جیسے منتظر ہوں کہ کب دروازہ کھلے اور وہ اندر جائیں۔۔۔

بیڈ تک اسکے قریب جاتے آغا جان نے گہری سانس بھرتے اسال آغا شاہ کی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔اس کی پر کشش آنکھوں سے ہوتی ان کی نگاہیں اس کی گھنی مڑی بھنوؤں میں اٹکی تھی۔۔

دل عجیب بوجھل سا ہو رہا تھا۔۔وہ آہستگی سے جھکے نم آنکھیں میچتے انہوں نے جھک کر اسال آغا شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

وہ چاہے جتنا مرضی خفا ہو جاتے جتنا مرضی اس سے لڑ جھگڑ لیتے مگر یہ سچ ہی تھا۔

کہ اسال آغا شاہ ان کیلئے سانسوں کی ڈور تھا۔۔اسکا ضدی روپ یاد کرتے بے ساختہ ہی ان کے لبوں پر مدہم سی مسکان ابھری۔۔اپنی جیب سے کئی ہزاروں کے نوٹ نکالتے انہوں نے جلدی سے اسکے سر کا صدقہ اتارا۔۔

بہو!!"وہ یک ٹک اس کے ماتھے پر بندھی بینڈج کو دیکھتے نفیسہ شاہ سے" مخاطب ہوئے۔

جو بیڈ پر اسال کے قریب بیٹھی تھی۔"جی آغا جان!"نفیسہ شاہ بھیگی آنکھیں اٹھائے اب انہیں دیکھنے لگی۔

اس لڑکی کا صدقہ اتار دینا۔۔۔یقیناً میرے آغا کی خوشیوں کو کسی کی نظر" لگ گئی ہے!"وہ بے چینی سے کہتے پہلوئں بدلنے لگے۔۔ایک سیکنڈ لگا تھا انہیں محمل قریشی کو غائب کرنے والا منصوبہ بدلنے میں۔۔

جس طرح سے آج اسال کو چوٹیں آئی تھیں۔وہ اس لڑکی کو اس حویلی سے دور نہیں بھیجنے والے تھے۔

کیونکہ اب وہ پورے نو ماہ تک محمل قریشی کا خیال رکھنے کا عزم خود سے کر چکے تھے۔

جی بہتر آغا جان"نفیسہ شاہ نے مدہم سے لہجے میں حامی بھری۔۔۔"

آباد شاہ اسے دیکھتے تھوڑی ہی دیر میں آغا جان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے۔۔نفیسہ شاہ جبڑے بھینچے اسے دیکھ رہی تھی۔۔در حقیقت ان کے اندر آگ کے بھانبڑ جل رہے تھے۔۔

ان کا بیٹا زخموں سے چور لوٹا تھا اور ثمینہ شاہ نے ایک دفعہ اسے دیکھنا تو دور آگے بڑھ کر اسے سہارہ تک نہیں دیا تھا۔۔اور اب جب سے وہ اپنے کمرے میں تھا تب سے انہوں نے ایک بھی بار اوپر جھانک کر نہیں دیکھا۔۔

وہ ماں تھی ثمینہ شاہ کی دن بدن بڑھتی نفرت انہیں خاصی تکلیف دے رہی تھی۔۔

وہ نرمی سے اسکے سیاہ بالوں کو ماتھے سے پیچھے کی طرف سنوارنے لگی۔۔

جب ہلکا سا کسمسانے کے بعد اسال نے اپنی سیاہ سرخ خون کی ڈوریوں سے لبریز آنکھیں ہلکی سی کھولی۔

امماں۔۔"آنکھیں جھپکتے وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔نفیسہ شاہ نے نرمی سے" اسکے دائیں گال پر ہاتھ رکھا۔

آغا میری جان میں یہی ہوں۔۔بتاؤ کیا ہوا۔۔؟کیا کہی درد ہے؟"نفیسہ شاہ" بے چینی سے اٹھی اسکے مزید قریب ہوتے وہ اب متفکرانہ انداز میں بولی۔

اس سے پہلے کہ اسال کوئی جواب دیتا دروازہ کھولتے سیماب اور خدیجہ اندر داخل ہوئی۔

نفیسہ شاہ نے گردن موڑے ان دونوں کو دیکھا۔۔وہ محمل کو تصور کر رہی تھی مگر ان دونوں کو دیکھ وہ جبڑے بھینچ کر رخ موڑ گئی۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ پریشان مت ہوں!!"اسال ان دونوں کو نظر انداز" کرتے اب بے تابی سے پورے کمرے میں نظریں گھمانے لگا مگر محمل اسے کہی نہیں دکھی۔

کیا ہوا اٹھ کیوں رہے ہو بیٹا لیٹے رہو۔۔"نفیسہ شاہ اسے اٹھتا دیکھ بے چینی" سے بولی۔"اماں محمل کو بلا دیں۔۔۔"وہ نڈھال سی کیفیت میں بولا تو نفیسہ شاہ گہری سانس بھرتے اٹھنے لگی جبھی محمل قریشی دروازے سے اندر داخل ہوئی۔۔

سائیں۔۔"اسال کو اٹھتا دیکھ وہ گھبرا کر اسے پکارتے بھاگ کر اس تک گئی" ۔۔سیماب نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

جو بڑے حق سے اسال آغا شاہ کے کندھوں پر اپنے بازو پھیلائے اسے سہارے سے بٹھا رہی تھی۔۔

محمل شرٹ پہنا دو مجھے ! ! "اپنی بند ہو رہی آنکھیں بمشکل سے اس پر" ٹکائے وہ مدہم لہجے میں بولا۔اسکی سانسوں کی ہلکی سی زیر و بم محمل کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسے اس حالت میں دیکھ محمل کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ شدت سے بھیگی ۔۔نفیسہ شاہ اب بیڈ سے اٹھتے کرسی پر بیٹھی۔وہ جانچتی نگاہیں محمل کے چہرے پر گاڑھے اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔

جس کے حسین چہرے پر اسال آغا شاہ سے زیادہ تکلیف جھلک رہی تھی۔۔ بھیگی نیلی آنکھیں دیکھ وہ لب سختی سے بھینچ گئی۔۔

محمل الماری سے اسال کی سیاہ شرٹ نکالتے اب دوبارہ سے اس تک گئی۔۔ خدیجہ اور سیماب مٹھیاں بھینچے نفرت بھری نگاہوں سے محمل قریشی کو گھور رہی تھی۔

اگر آج وہ لڑکی ناں ہوتی تو یقیناً ان دونوں میں سے کوئی ایک اس عالیشان مرد کی بیوی ہوتی۔۔اسکے دل و جان کی مالک۔۔

نفیسہ شاہ بغور محمل قریشی کو دیکھ رہی تھی۔۔آغا شاہ کا سر اسکے کندھے پر ٹکا تھا۔وہ بڑی اختیاط سے اسے شرٹ پہنائے اب اسکی شرٹ کے بٹن بند کر رہی تھی۔۔

نفیسہ شاہ مطمئن سی ہوتے گہری سانس بھرتے اٹھی جب نگاہیں ان دونوں پر پڑی۔۔

جو آنکھوں میں جلن اور حسد کی چنگاریاں سمیٹے محمل کو دیکھ رہی تھی۔

تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو۔چلو نیچے!!"نفیسہ شاہ کا لہجہ ناچاہتے ہوئے" بھی سرد پڑا تھا۔۔وہ محمل کے ساتھ جیسا مرضی رویہ اختیار کرتی مگر وہ اب ان کے بیٹے کی بیوی تھی۔۔کسی دوسرے کی نظر میں محمل کیلئے جلن، نفرت یا حسد انہیں قطعی برداشت نہیں تھا۔

خدیجہ اور سیماب ہڑ بڑا کر خجل سی ہوتی ان کے کمرے سے نکلی۔۔وہی نفیسہ شاہ دروازہ باہر سے بند کرتی اب نیچے کی طرف بڑھی۔

سائیں!!" محمل اسکی شرٹ کے بٹن لگاتے بڑی مدہم مگر نم آواز میں اسے " پکارنے لگی۔ جس نے بمشکل سے اپنی بند ہو رہی آنکھیں کھولی!! سر اسکے شانے سے اٹھائے اب نرم گرم نگاہوں سے اپنی روتی ہوئی بیوی کو دیکھا

انجیکشن کی وجہ سے وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھیں مکمل طور پر نہیں کھول پا رہا تھا

--

محمل نے بھیگی آنکھوں سمیت اسکے ماتھے پر لگی بینڈج کو دیکھا۔۔
درد کی لہر سی اپنے پورے وجود میں اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔۔

کیا خشر بنالیا ہے تم نے اپنا سائیں کی جان۔۔۔بے ہوش ہی ہوا تھا مرا تو" نہیں ہوں!!" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسے نرمی سے اپنے سینے میں بھینچتے گھمبیر لہجے میں بولا۔

اسکے الفاظ پر محمل جھٹ سے اس سے دور ہوئی اب خفگی بھری نگاہوں سے اسے گھورنے لگی۔

آپ اچھے سے جانتے ہیں آپ کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں۔۔" آپ پھر بھی ایسی باتیں کرتے ہیں!!" نیلی آنکھوں میں ڈھیروں شکوے سمیٹے وہ سیدھا اس کے دل پر جا لگی تھی۔

اسال نے جھک کر اسکی تھوڑی پر بوسہ دیے اسے سینے میں بھینچا۔

میرے ہوتے ہوئے کسی اور کی کمی باقی ہے کیا۔۔؟" اسال آغا شاہ بڑے" مان سے اسکی نیلی جھیل سی گہری شفاف آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہا تھا۔۔

بلکل بھی نہیں!!" وہ زیر لب مسکرا کر کہتے آنکھیں موندے اپنا سر" آسودگی سے اسکے سینے پر رکھ گئی۔۔ جس نے بے اختیار اسکے سر پر بوسہ دیے اسے خود میں سمیٹا۔۔

آپ کو درد ہو گا سائیں!!" وہ اسے بازو پر منتقل کر رہا تھا جب محمل نے گھبرا" کر اسے دیکھا۔۔۔گ

چہرے پر گھبراہٹ تیزی سے بڑھی تھی۔۔"سائیں کی جان یہ چوٹیں بلکل معمولی ہیں کل صبح تک ان کا درد بلکل مندمل ہو جائے گا۔۔فل حال کیلئے تم میرے قریب رہو کیونکہ میری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔۔اور میں نہیں چاہتا کہ میں جب پوری طرح سے ہوش میں آؤں تو تم رو رو کر اپنی آنکھوں "کا خشر بگاڑ لو۔۔

کمفرٹر دونوں پر برابر کرتے وہ اب سر تکیے پر رکھتے اسے خود میں بھینچتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔ محمل قریشی کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی سی جان لیوا مہک اسکے دل و دماغ میں سکون سا بھر گئی تھی۔۔ محمل اسکی بانہوں کے مضبوط حصار میں اسکے دوسرے بازو کو احتیاط سے تکیے پر رکھتے اب پھر سے اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔

جس قدر سٹریس وہ لے چکی تھی۔۔ نیند خود بخود ہی اس پر حاوی ہوتی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسال آغا شاہ کی بانہوں میں نیند کی وادیوں میں اتر گئی

۔

★★★★★★★★★★★★

نعمت بیٹا تم بھی سو جاؤ۔۔۔ سارا دن نوری کی وجہ سے تم پریشان رہی ہو۔۔"
اب تھوڑی دیر آرام کر لو!!"نرگھس خان عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اس تک آئی۔۔

جو نور کے سینے کو ہلکے سے تھپک رہی تھی۔ نعمت نے سر اٹھائے انہیں دیکھا ۔"مورے میں ٹھیک ہوں بس نور کو بخار چڑھ رہا ہے بہت تیز۔۔بتائیں اب کیا کروں میں؟"وہ متفکرانہ نظروں سمیت نور اور پھر نرگھس خان کو دیکھتے بولی۔

تو نرگھس خان مدہم سا مسکراتے ہوئے اس تک آئی۔۔"بیٹا بچوں کو بخار ہو جاتا ہے اس میں زیادہ فکر کی کوئی بات نہیں۔۔۔دیکھنا صبح ڈاکٹر کے دکھا دیں گے تو خود ہی کل شام تک ٹھیک ہو جائے گی نوری"!!

نرگس خان!!نور آئینہ کے نرم گالوں کو سہلاتے محبت بھرے لہجے میں بولی۔۔

نہیں آپ نہیں جانتی مورے۔۔۔اسے بخار آپ کے بیٹے کی وجہ سے ہوا" ہے۔۔پاشا خان نوری کو خود سے اتنا اٹیچ ناں کرتے۔۔تو آج یہ سب کچھ ناں ہوتا۔۔خود تو وہ چلے گئے ہمیں چھوڑ کر۔۔اب میری بیٹی بیمار پڑ گئی۔۔آپ دیکھ لیجیے گا میں بلکل بھی معاف نہیں کرنے والی آپ کے بیٹے کو۔۔" نعمت شاہ خفگی، شکوے بھرے لب و لہجے میں منہ پھلائے نرگس خان سے انہی کے بیٹے کی شکایات کر رہی تھی۔۔جو لب دبائے اب اپنی بہو کو دیکھے گئی ۔۔

صرف نوری ہی میرے بچے کے قریب ہو گئی تھی یا پھر میری بہو بھی!!""" مشکوک نگاہیں نعمت پر ٹکائے وہ اسے گھورتے مسکراہٹ دبا کر بولی۔

نعمت ان کی بات پر اپنی سیاہ آنکھیں پوری طرح سے پھیلائے گھبرا کر سر" فوراً سے نفی میں ہلا گئی۔۔۔

نن نہیں تو میں کیوں گھلنے ملنے لگی ان سے!!"اب کی بار نظریں چرائے کہا" تھا۔۔اس سے پہلے کہ نرگھس خان کوئی جواب دیتی حریم خان کمرے میں داخل ہوئی۔۔

لالا یہ لیں آپ مورے سے بات کر لیں پھر اپنی بیٹی اور بیوی سے جی بھر کر" "!!بات کر لیجیے گا

موبائل فون نرگھس خان کی طرف بڑھاتے حریم نے آنکھیں پٹپٹاتے نعمت کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

السلام علیکم پاشا کیسے ہو میرے بچے؟"نرگھس خان بیڈ پر نعمت کے قریب" بیٹھی۔۔پاشا نے مسکرا کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔

وعلیکم السلام مورے۔۔۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسی ہیں؟"تکیہ" درست کرتے وہ دیوار سے ٹیک لگاتا اب اسکرین پر نظر آتی نرگھس خان سے محو گفتگو ہوا۔

"!!میں بھی بلکل ٹھیک ہوں میرے بچے۔۔"

مجھے خبر ملی ہے کہ میری ڈرپوک بیوی میری پرنسز کے ساتھ آج آپ کے خیمے میں پناہ گزین ہوئی ہے۔۔۔کہاں ہے وہ ڈرپوک لڑکی؟"شہدرنگ آنکھوں میں شرارت سمیٹے وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔

نعمت جس کا پورا وجود حسیات بنا اسے سن رہا تھا اب اپنے لیے لفظ ڈرپوک سنتے اسکا چہرہ ایک دم سے غصّے سے تپ کر سرخ انار ہوا۔۔

لب بھینچے وہ غصے سے دانت پیسنے لگی۔"ڈرپوک تو نہیں ہے میری بہو۔۔ضرار۔۔۔بس معصوم ہے تھوڑی سی۔۔۔۔!!"نرگھس خان نے لب دبائے غصّے سے سرخ پڑتی نعمت کو دیکھتے کہا۔۔

وہ بیٹے کی آنکھوں میں شرارت بھانپ چکی تھی۔جبھی بے ساختہ ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

اچھا یہ لو بات کرو اپنی بیگم سے۔۔میں ذرا زارون کو دیکھ لوں۔"نرگھس" خان مبہم سا مسکراتے ہوئے موبائل فون نعمت کے حوالے کرتی بستر سے اٹھی۔

محترمہ ویڈیو کال شکل دیکھنے کیلئے کی جاتی ہے۔۔تم چھت کیوں دکھا رہی ہو؟"موبائل اسکرین پر نظر آتی چھت کو دیکھتے ضرار لب دبائے بولا۔۔

نعمت گہری سانس بھرتے موبائل فون سامنے کر گئی۔

آپ کو میں ڈرپوک لگتی ہوں؟؟"ضرار پاشا کی توقع کے عین مطابق وہ" موبائل فون پر پھنکاری تھی، تیکھے نین نقوش جن میں غصے کی سرخیاں تیزی سے گھل رہی تھی۔۔

ضرار پاشا اس کے دلفریب مکھڑے کو اپنی نگاہوں سے دل میں اتارتے دلکشی سے مسکرایا۔

ڈرپوک کو ڈرپوک ہی کہا جاتا ہے میری جان۔۔۔"داہنی آنکھ ونک کرتے" وہ بے باکی سے مسکرایا تو نعمت مزید سیخ پا ہوئی۔۔

مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔!"نعمت تڑخ کر بولی۔۔تو ضرار نے" لب دانتوں تلے دبائے۔

میں بھی کون سا تم سے بات کرنے کیلئے تڑپ رہا ہوں۔۔میری بیٹی سے " بات کرواؤ میری۔۔۔!"ناک چڑھائے وہ لبوں پر انگلیاں جمائے سنجیدگی سے بولا۔۔

تو اس کی بات پر نعمت کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔۔

نور سو رہی ہیں۔۔۔!"نعمت غصّے سے سرخ رنگت سمیت بولی۔"تو بیک " کیمرہ آن کرو میں اپنی بیٹی کو سوتے ہوئے دیکھوں گا۔۔!"ضرار پاشا خان ابھی تک اپنی بات پر قائم تھا۔۔

اسکے مسکرا کر کہنے پر نعمت نے خفگی سے اس کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا

۔

بیک کیمرہ آن کرتے نعمت نے موبائل فون نور کی طرف کر دیا۔

سینیوریٹا۔۔۔پاپا کی جان۔۔۔"ضرار پاشا سوتی ہوئی نور آئینہ کو دیکھتے بے " قرار لہجے میں بولا۔

دو دن بھی نہیں ہوئے تھے اسے واپس آئے اور وہ ابھی سے اپنی بیٹی کو مس کرنے لگا تھا۔۔

آپ کی وجہ سے میری بیٹی کو بخار چڑھ گیا ہے پاشا خان۔۔۔اب آپ یوں کال نہیں کیا کریں۔۔۔!!"

نعمت نے سنجیدہ لہجے میں کہتے موبائل اپنے سامنے کیا۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلایا۔"کیوں کال نہیں کروں میں ؟۔۔۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا اسکی نظروں کی تپش پر نعمت بری طرح سے کنفیوژ ہو رہی تھی۔

کیونکہ آپ تو کال کر کے اپنے کام میں مگن ہو جائیں گے۔پھر میری بیٹی روتی رہے گی آپ کو ڈھونڈے گی۔۔اور میں آپ کو کہاں سے لاؤں گی۔۔"

نعمت نروٹھے پن سے بول رہی تھی۔۔دودنوں سے جتنا اسے نور نے تنگ کیا تھا۔یہ وہی جانتی تھی۔۔اس سب کے بعد اس کا ضرار پاشا پر غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

نعمت ضرار پاشا خان۔۔۔۔یہ میری بیٹی میری بیٹی کیا لگا رکھا ہے؟"نعمت" اسکے انداز اور سنجیدہ لہجے پر کچھ چونکی۔۔

نور آئینہ میری بھی بیٹی ہے۔اور تم سے زیادہ میرا میری بیٹی پر حق ہے۔۔" آئندہ میرے سامنے میری بیٹی میری بیٹی مت کہنا۔۔ہماری بیٹی کہا کرو۔۔" اسے گھورتے وہ سرد لہجے میں بولا تو نعمت ناک چڑھائے پہلوئں بدل گئی۔

اگر وہ روتی رہی ہے تو تم کیا کر رہی تھی۔۔ایک بچی تک تم سے سنبھالنے" نہیں ہوتی۔۔میری وجہ سے نہیں۔۔میری بیٹی کو تمہاری وجہ سے بخار ہوا ہے نعمت پاشا۔۔۔" "

نعمت اسکے الٹے الزامات پر حیرت سے دھنگ بے یقینی سے منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔جو سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کل میں اسی وقت دوبارہ کال کروں گا۔۔اگر کل تک میری پرنسز کا بخار "
ناں اترا تو تمہاری خیر نہیں.... "نعمت شاہ حیرت سے منہ کھولے بے یقینی
سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جو اس کی سننے کی بجائے الٹا اسی سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔۔

رکھتا ہوں خیال رکھنا نوری کا۔۔"گھمبیر لہجے میں کہتے وہ کھٹاک سے کال "
کاٹ گیا۔نعمت ہونقوں کی طرح منہ کھولے موبائل فون کی اسکرین کو دیکھ
رہی تھی۔۔

ضرار پاشا آج پھر سے اسے چکما دے کر اسے اسی کی باتوں میں الجھا چکا تھا۔۔
سنکی انسان۔۔"نعمت غصّے سے اپنی کیفیت پر بری طرح سے سرخ چہرے "
سمیت بڑبڑاتے موبائل فون ہاتھوں میں دبوچ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

نوری کھانا نہیں بنایا تم نے ؟" باورچی خانے میں داخل ہوتی ثمینہ شاہ کی" آواز پر نوری بری طرح سے گھبرائی۔ نظریں موڑے اس نے پاس کھڑی نفیسہ شاہ کو دیکھا۔ جو دوسری ملازماؤں کو کام بتا رہی تھی۔

ووچ چھوٹی بی بی سائیں۔۔ بس بڑے سرکار سائیں کے لئے سوپ بنانا رہ گیا" "ہے۔ پھر بناتی ہوں کھانا۔۔۔

نوری گھبراہٹ پر قابو پاتے بمشکل سے بولی تھی۔ باورچی خانے میں دیگر کاموں کیلئے ملازمائیں موجود تھیں مگر حویلی والوں کا کھانا نوری ہی بناتی تھی

۔۔

کیا مطلب ہے کہ سوپ رہ گئی۔ پچھلے تین گھنٹوں سے کیا کر رہی ہو تم۔۔ "بھوک سے میری جان نکل رہی ہے۔ مگر کسی کو پرواہ ہی نہیں۔۔

کاٹ دار نظریں نفیسہ شاہ کی پشت پر ڈالے وہ پھنکار کر بولی۔۔ نفیسہ شاہ ان کے لہجے کی کڑواہٹ بخوبی محسوس کر چکی تھی جبھی لب بھینچے وہ ایکدم سے مڑی۔

بی بی سائیں بس تھوڑی دیر تک کھانا بنا کر لاتی ہوں میں۔۔۔!!"نوری خوف زدہ سے لہجے میں بولی۔۔وہ ملازم تھی سب کام کرنا اسی کی ذمہ داری تھی۔

نوری آرام سے سوپ بناؤ۔۔میرے آغا کے لئے جانا ہے یہ سوپ۔۔۔کسی بھی صورت اس میں کوئی کمی پیشی نہیں ہونی چاہئے۔۔!!"

نفیسہ شاہ نوری کو دیکھتے حکمیہ لب ولہجے میں بولی۔۔

ان کی بات پر ثمینہ شاہ بری طرح سے مشتعل ہوئی۔۔

بھابھی اب آپ کے ایک آغا کیلئے ہم سب بھوکے مر جائیں؟"ثمینہ شاہ" تیز لہجے میں چلائی۔۔تو نفیسہ شاہ نے سرد نگاہوں سے انہیں گھورا۔

میرا ایک آغا پوری حویلی پر بھاری ہے ثمینہ شاہ۔۔۔پھر چاہے کوئی بھوک سے مرے یا جلن سے۔۔۔مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا"!!

نفیسہ شاہ نے سینے پر ہاتھ باندھے سکون بھرے انداز میں کہا تو ثمینہ شاہ پیچ و تاب کھاتے رہ گئی۔۔غصے اور اہانت سے ان کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

اتنے ملازماؤں کے بیچ اپنی توہین پر وہ لب بھینچے قہر برساتی نگاہوں سے نفیسہ شاہ کو دیکھتی پیر پٹکھتے باورچی خانے سے نکلی۔۔

نفیسہ شاہ گہری سانس بھرتے انہیں کچن سے نکلتا دیکھ سر جھٹک گئی۔

★★★★★★★★★★★★

سورج کی تیز روشنی کھڑکی کے شیشوں سے ٹکراتے ہلکی سی کرنوں کی صورت پورے کمرے میں بکھر رہی تھی۔۔ایک ہاتھ داہنے گال پر ٹکائے وہ بائیں ہاتھ میں موجود سگار کے گہرے کش لگاتے سامنے موجود بیڈ پر لیٹی روپ شاہ کو یک ٹک گھور رہا تھا۔۔

گردن تک کمفرٹر میں لپٹا وہ نازک وجود واقعی چاہے جانے کے قابل تھا۔۔ عالیشان کمرے میں ہلکی ہلکی سی سنہری روشنیاں جل رہی تھی جس کے سبب وہ بڑے پر سکون سے انداز میں سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

معاروپ شاہ کے وجود میں ہوتی ہلچل کو محسوس کرتے دانیال جعفر ایکدم سے سیدھے ہو کر بیٹھا۔

بڑی باریک بینی سے اسکی چھوٹی سی پیشانی پر سمٹتے بل اسنے بغور دیکھے تھے۔

تیز تیز قدم اٹھائے وہ فوراً سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

سر میں ہو رہی ہلکی سی درد پر وہ بے چینی سے سر پر ہاتھ رکھتے اٹھی۔۔کچھ سیکنڈوں میں اسکے حواس بحال ہوئے تھے۔

روپ نے گھبرا کر خود کو اور پھر پورے کمرے کو دیکھا۔۔

عع عالمم۔۔۔"گزری شب کا ایک ایک لمحہ یاد کرتے وہ تڑپ کر بستر سے" اتری۔۔

مگر خود پر اپنی چادر ناں پاتے وہ سہی معنوں میں خوفزدہ ہوئی۔۔

الٹے قدموں سمیت بھاگتے وہ بیڈ کی طرف اپنی چادر تلاش کرنے لگی۔۔

کون ہو تم لوگ؟"اپنا ہاتھ ڈاکٹر کی گرفت سے چھڑاتے بدر عالم شاہ اکھڑ" لہجے میں بولا۔۔

پاس کھڑے دانیال جعفر نے بغور اس ساحرانہ نقوش کے مالک کو دیکھا۔۔
جس کے چہرے رے بے زاری اور تڑپ واضح تھی۔
جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ یک ٹک بدر عالم شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔یہ بات اسے خاصی عجیب لگی تھی۔۔کہ بدر عالم اور روپ شاہ ایک ہی وقت میں ہوش میں لوٹے تھے۔۔

دیکھیں مسٹر۔۔آپ ہمیں کل رات کو ایک ریسٹورنٹ کے باہر بیہوش" ملے تھے۔۔آپ کے ساتھ شاید آپ کی بہن بھی تھی۔میں ہی آپ دونوں "کو اپنے ساتھ یہاں لایا ہوں۔۔ڈونٹ وری آپ دونوں سیو ہیں۔۔
دانیال نے مسکراتے ہوئے بدر عالم شاہ کو آگاہ کیا۔۔
ظاہر تھا اس نے اسے اور اسکی بہن کو بچایا تھا۔"بدر سفید پٹی میں لپٹے اپنے درد کرتے سر پر ہاتھ رکھتے اپنی سبز سرخ ڈوروں سے بھری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے جھٹ سے کمفرٹر خود سے ہٹائے اٹھا۔

آپ نے ہماری جان بچائی آپ کا بے حد شکریہ۔۔۔وہ لڑکی میری بیوی" ہے بہن نہیں۔۔۔آپ بتانا پسند کریں گے کہاں ہے میری بیوی اس وقت!!"اپنی گہری سبز آنکھیں سامنے کھڑے دانیال جعفر کی سرمئی آنکھوں میں گاڑھے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

وہ بہت نرم مزاج کا مالک تھا۔۔ مگر روپ شاہ کے معاملے میں وہ اب انتہا کا ضدی اور جنونی ہوتا جا رہا تھا۔۔وہ لاحاصل تھی تو ایک ان دیکھا عشق تھا۔۔ اب وہ ایک مہکتا ہوا گلاب تھی۔جس کے ہونے سے بدر عالم شاہ کا پور پور کھل اٹھتا تھا۔اسکی دوری بدر کیلئے وبال جان تھی۔

دانیال جعفر تو اسکے شوہر ہونے کے صدمے سے سٹل ہو کر رہ گیا۔وہ بے یقینی سے بدر کو دیکھ رہا تھا۔۔جس نے گہری نظروں سے اس اچھے خاصے خوش شکل آدمی کو سر تا پیر گھورا۔۔

سامنے ہی رائٹ سائیڈ والے روم میں ہیں وہ۔۔۔!!"دانیال گہری سانس" بھرتے اپنی اکھڑتی سانسوں کو ہموار کرتے بمشکل سے بولا۔۔

اسکے چہرے کی بدلتی رنگت بدر عالم شاہ سے مخفی ناں رہ سکی۔۔

شکریہ "سپاٹ لہجے میں کہتے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔۔ تیز تیز قدم"

اٹھاتے وہ تھوڑی ہی دور بنے کمرے تک پہنچا۔

ہینڈل گھماتے ہی اسکی نگاہ پورے کمرے پر گئی۔یہ عالیشان کمرہ دوسرے کمرے سے زیادہ نفیس اور وسیع تھا۔۔سامنے لگی دانیال جعفر کی تصویر کو دیکھتے وہ لب بھینچ گیا۔

عالم۔۔۔آپپ آپ ٹھیک تو ہیں!!"روپ شاہ دروازہ کھلنے پر جیسے ہی"

مڑی سامنے کھڑے بدر عالم شاہ کو دیکھ وہ تڑپ کر اسکی طرف بھاگی!!اسکے قریب جاتے وہ فوراً سے اسکے سینے کا حصہ بنی۔۔

بدر نے گہری سانس بھرتے اپنا دوسرا بازو اسکے گرد پھیلایا۔۔باہر سے آتی قدموں کی چاپ پر اسنے دوسرا ہاتھ بڑھاتے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

چادر کہاں ہیں آپ کی روپ!"وہ اب اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے"

میں بھرتے نرمی سے اسکے آنسوں صاف کرتے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

روپ نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔بدر کو اسکا چادر کے بغیر باہر نکلنا ہر گز پسند نہیں تھا۔۔"عع عالم وہ آپ کو چوٹ آئی تھی تو میں نے آپ کے سر پر رر کھ دی تھی۔۔اب میرے پاس نہیں ہے!!"

وہ اسکے سرد لہجے،اور چہرے پر سختی دیکھ فوراً سے رو دی تھی۔۔بدر نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو پر سکون کیا۔یہ سوچ کر ہی اسے ابال اٹھ رہے تھے کہ اس کی وجہ سے اسکی بیوی یوں بے سر و سامان ایک ریسٹورنٹ میں اکیلی اسکے لئے روتی رہی تھی۔۔

بس کر دیں میری جان۔۔۔کیوں جان لینا چاہتی ہیں اپنے بدر عالم"

کی۔۔۔یوں رو رو کر!"بدر اسکے سر پر بوسہ دیے پہلے سے بھی زیادہ شدت خیز لب و لہجے میں بولا تھا۔۔

روپ اسکے گرد مضبوطی سے اپنی بانہوں کا حصار باندھے اور بھی شدت سے رو دی۔۔

تم مجھے غصّے سے گھور رہے تھے۔۔اتنے غصے سے بولے تم!"اسکے نرم" لہجے پر وہ فوراً سے نروٹھے پن سے اسے اسکے لہجے کی بابت یاد دلانے لگی۔۔ بدر بے ساختہ ہی اسکی ادا پر مسکرا اٹھا جو ایک لمحے میں اسے آپ سے تم کر گئی تھی۔۔

میری جان مجھے غصہ اس لیے آیا کیونکہ آپ کا دوپٹہ آپ کے سر پر تو کیا" آپ کے وجود پر بھی نہیں۔۔۔ہم اس وقت ایک غیر مرد کے گھر پر ہیں ۔۔۔سوچیں اگر اس نے آپ کو دیکھا ہوتا تو آپ کا بدر عالم کیسے برداشت "کرے گا۔۔۔؟

بدر اسکی پیشانی پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھتے جنون خیز انداز میں بولا۔۔تو روپ نے گہری سانس بھرتے اسکی خوشبو کو اپنے آپ میں جذب کیا۔

چلیں گھر چلتے ہیں اب!!"وہ بیڈ کی چادر اتارتے روپ شاہ کے گرد اچھے "سے لپیٹتے اسے خود سے لگائے بولا۔۔

روپ نے سر ہاں میں ہلا ڈالا۔۔دروازہ کھولتے ہی بدر عالم شاہ اور اسکے پہلوئں میں کھڑی وہ نازک معصوم سی لڑکی باہر نکلے۔دانیال جعفر ایک دم سے مڑا تھا۔۔

چہرے کی رنگت اس لڑکی کو دیکھتے ہی متغیر پڑی۔۔۔وہ رات کا ایک ایک منظر اپنی آنکھوں میں جذب کر چکا تھا اب پھر سے اسکے بولنے کا منتظر اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"آپ نے میرا اور میری بیوی کا اتنا خیال رکھا اس کے لیے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔۔کبھی ضرورت پڑی تو یاد ضرور کیجئے گا۔۔" بدر سنجیدگی سے کہتے آخر میں جبرا مسکرایا۔۔

"یاد تو تب کروں گا میں آپ کو۔۔جب آپ اپنا نام بتائیں گے مجھے؟؟؟؟" دانیال نے بمشکل سے مسکراتے ہوئے بدر کو دیکھتے کہا۔۔اس وقت سامنے کھڑا لڑکا دانیال جعفر کو اپنا سب سے بڑا دشمن لگ رہا تھا۔۔

وہ جس قدر اسٹحقاق سے روپ شاہ کو اپنی گھیرے میں لیے کھڑا تھا دانیال جعفر کا تن من سلگ کر رہ گیا۔۔

بدر عالم شاہ نام ہے میرا۔۔۔یہاں یونیورسٹی سٹوڈنٹ ہوں میں۔۔آپ" جب چاہے ملاقات کر سکتے ہیں!!" یہ سب کچھ بدر نے مروتا کہا تھا وہ اس شخص کو اپنے گھر کا ایڈریس ہر گز نہیں دینا چاہتا تھا۔

ضرور۔۔۔خوشی ہوئی آپ سے مل کر بدر عالم شاہ!!" دانیال نے اس کے" نام پر خاصا زور ڈالا تھا۔۔

بدر سر اثبات میں ہلاتے روپ شاہ کو اپنی پناہوں میں سمیٹے اب سیڑھیوں کی سمت بڑھ گیا تھا۔۔

دانیال جعفر ریکنگ کے قریب کھڑا ان دونوں کو آنکھوں سے اوجھل ہونے تک دیکھتا رہا۔

★★★★★★★★★★★★

کھانا کھلایا تھا تم نے ؟"گلوز دونوں ہاتھوں پر چڑھاتے وہ سردی سے "
ٹھٹھرتے خاصے مدہم لہجے میں پوچھنے لگا۔۔
سامنے کھڑی حریم شاہ نے سر پوری طرح سے اثبات میں ہلا ڈالا۔۔
دروازے پر کھڑا داراب خان بری طرح سے اونگ رہا تھا۔۔
پاشا خان نے ایک سرد نگاہ دور سے اس پر ڈالی۔۔
لالا فکر مت کریں میں نے کھانا کھلا دیا تھا بھابھی کو اور دوا بھی مکس کی تھی"
"۔۔وہ صبح تک نہیں اٹھیں گی۔۔
حریم خان نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے رازداری سے کہا۔۔تو پاشا کی
شہد رنگ آنکھیں چمکی۔۔
ویلڈن میری گڑیا!!"حریم کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ کئی ہزاروں کے نوٹ
اسکے ہاتھ میں رکھ گیا۔۔

جسے وہ خوشی خوشی نذرانہ سمجھ کر قبول کر چکی تھی۔۔اس بے وقوف نے تمہاری کوئی مدد کی یا نہیں!!"اپر کی زپ بند کرتے وہ دور سے ہی دراب خان کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

جس طرح سے وہ اونگنے کے ناٹک کر رہا تھا۔۔پاشا کا بس نہیں چلا کہ وہ اسکا منہ توڑ دیتا۔۔

انہوں نے کہا تھا کہ آپ نہیں آنے والے تو میں کھانے میں کچھ ناں ملاؤں" ۔۔اور ناں ہی آپ کا ویٹ کروں۔۔!حالی میرا دماغ کھایا ہے انہوں نے۔۔ کیا تو کچھ بھی نہیں!!"حریم ذرا آگے کو جھکتی رازداری سے بولی۔۔۔تو پاشا کی چہرے پر پتھریلے تاثرات امڈے۔۔

تم فکر مت کرو بیٹا۔۔اسکا علاج صبح تک ہو جائے گا۔۔۔"وہ زیر لب" بڑبڑاتے اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔کیونکہ نعمت اور نور اپنے کمرے میں واپس جا چکی تھی۔۔

حریم میری جان چلو آؤ کمرے میں چلتے ہیں!!" باورچی خانے کی طرف"
بڑھتی حریم کو دیکھتے دراب خان بے قراری سے اس تک پہنچا۔۔
اسے نرمی سے خود سے لگاتے وہ محبت پاش لہجے میں بولا۔۔
آپ کو تو نیند آرہی تھی دراب خان۔۔۔آپ جا کر سو جائیں میں تو چائے"
پیوں گی!" سینے پر بازو لپیٹے وہ تنک کر بولی۔۔تو دراب بلبلا کر رہ گیا۔۔
کون سی نیند۔۔ڈارلنگ۔۔کہاں کی نیند۔۔وہ تو تمہارے اس لالچی بھائی کو"
دکھانے کیلئے ڈرامہ کر رہا تھا۔۔اب تم چپ چاپ کمرے میں چلو گی ورنہ
"!! میں سیدھا حویلی جاؤں گا تمہاری سوتن کے پاس
وہ اسکے بالوں کی لٹ کھینچتے اسے قریب کرتے اسکے گال پر بوسہ دیے برقرار
لہجے میں بولتے آخر میں وارننگ دے گیا۔۔
جائیں چلیں جائیں وہ کون سا آپ کو منہ لگاتی ہے۔۔وہ تو آپ کی نہیں"
میرے لالا کی دیوانی ہے۔۔آپ کو دیکھ کر کوئی بھی پاگل نہیں ہونے والی

دراب خان اور جو کوئی ہوئی تو اسے درست یہ حریم خان کر دے گی!" وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔۔

ایک پل کو اسکے انداز پر دراب جھر جھری لے کر رہ گیا۔۔رمینا والی بات پر اسے خاصی بے عزتی محسوس ہوئی تھی جسے وہ آرام سے پی گیا۔۔

بلکل اپنے بھائیوں پر گئی ہو۔۔ظالم سفاک!!" وہ تاسف آمیز نگاہوں سے اسے گھورتے ایک جھٹکے سے اپنے کاندھوں پر لاد گیا۔۔

حریم خان ہڑ بڑا کر گئی۔۔اسکے کندھوں کو بری طرح سے نوچتے وہ اسے زخمی کر گئی۔۔ مگر دراب خان بھاگ کر اسے یونہی اٹھائے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔دروازہ کھٹاک سے اندر سے لاکڈ کیا تھا۔۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے اسکی پہلی نگاہ میز پر پڑی ساحر شاہ کی تصویر پر پڑی۔۔نعمت شاہ کی طرف بڑھتے اسکے قدم بے اختیار ہی تھمے تھے۔۔

پاشا میرے جانے کے بعد میری نعمت کا میری نور آئینہ کا خیال رکھنا۔۔اگر" بیٹا ہوا تو اسکا نام جو مرضی رکھ دینا۔۔نعمت کو پتہ ہے وہ بیٹی کا نام خود رکھ

دے گی۔۔میرے بعد اس دنیا میں اس کا کوئی بھی نہیں۔۔اس کا ساتھ کبھی

"مت چھوڑنا پاشا۔۔میری نور کو اپنے پاس لے آنا۔۔۔

ہاسپٹل روم میں مشینوں کے بیچ جکڑے ساحر شاہ کے ہاتھ کی گرفت اسکے ہاتھ پر کافی سخت تھی۔۔"میری نعمت کو اپنا لینا میرے دوست وہ بہت معصوم ہے""اکھڑتی سانسوں کے بیچ یہ آخری الفاظ تھے جو ضرار پاشا خان نے اپنے سب سے خاص دوست اپنے عزیز از جان دوست کے لبوں سے سنے تھے ایک آنسو ساحر شاہ کی آنکھ سے بہہ کر تکیے میں جذب ہوا تھا۔ ضرار پاشا ایک لمحے میں جانے کتنی صدیاں جی آیا تھا۔۔وہ کتنا بے مروت بے وفا نکلا تھا۔۔

بھیگی آنکھوں کے گوشے صاف کرتے وہ ساحر کی تصویر کی طرف بڑھا۔

مجھے معاف کر دینا میرے یار۔۔میں تیری آخری خواہش پوری نہیں کر" سکا۔" پاشا نے بے دردی سے اپنے ہونٹ کچلتے کپکپاتے ہاتھوں میں اسکی تصویر تھامی۔

ان مسکراتی انھوں پر اسے آج بھی رشک آیا تھا۔"میں خود غرض ہو گیا تھا میرے دوست۔۔۔اگر تیری بیوی اور بچی کو اپنا لیتا تو میں محمل کو کھو دیتا۔۔ میں نے اپنی محبت کو چنا۔۔ مگر آج دیکھ۔۔۔میری محبت میری خود غرضی کے سبب میرے پاس نہیں رہی۔۔"

میں سالوں سے خود کو دھوکہ دیتا رہا۔۔ مگر تم میرے دل و دماغ سے کبھی ہٹ ہی نہیں سکے ساحر۔۔میں کیسے محمل تک جاتا۔۔جب خدا نے میری منزل تمہاری نور آئینہ اور نعمت کو لکھ دیا تھا۔"

وہ کرب سے مسکرا اٹھا۔۔وہ تو اس حویلی اسال آغا شاہ کی بہن کو اٹھانے گیا تھا ۔مگر ساحر شاہ کی حویلی سے نکل کر آتی ایک معصوم سی لڑکی اسکی بیٹی کو دیکھ وہ چونکا۔نعمت شاہ کو اپنے ساتھ لانے کے بعد وہ اپنے ملازم سے کنفرم کروا چکا تھا کہ وہ اسال کی بہن ہے یا کسی کی بیوہ۔۔۔اور وہ کسی دوسرے کی نہیں اسکے دوست کی بیوہ تھی۔۔ساحر شاہ کی محبت۔۔"

میں نے جس منزل سے ہٹنے کیلئے ہزاروں راستے بنائے آج خدا نے میرا ہر" راستہ اسی منزل پر ختم کر دیا۔۔" وہ اپنا دا ہنا ہاتھ ساحر شاہ کی تصویر پر رکھتے زخمی انداز میں مسکرایا۔ایک نگاہ بستر پر لیٹی نعمت شاہ پر ڈالی۔جو دنیا جہاں سے بیگانہ گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔

آج سے یہ سفر صرف اور صرف ضرار پاشا اور نعمت شاہ کا ہو گا۔۔جہاں" کوئی محمل، کوئی ساحر شاہ نہیں ہو گا۔۔اس کا آغاز آج سے اور ابھی سے ہو "!!گا

مستحکم لہجے میں کہتے وہ الماری کی سمت بڑھا۔۔ساحر شاہ کی تصویر کو اس الماری میں رکھتے اسنے گہری سانس بھرتے اپنی جیب سے بٹوا نکالا۔۔اس میں لگی محمل قریشی کی چھوٹی سی تصویر کو بنا دیکھے وہ کئی ٹکروں میں تقسیم کرتے اسے الماری میں رکھ چکا تھا۔۔

الماری بند کرتے وہ نعمت تک گیا۔"تو مسز پاشا ناراض ہیں مجھ سے!"گہری نگاہیں اسکے تنے نقوش پر دوڑاتے وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

نیند میں بھی وہ اس طرح سے ری ایکشن دے رہی تھی جیسے کسی کو مارنے کی تیاری کر رہی ہو۔۔ضرار بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلا گیا۔"جنگلی چڑیل!" اپنی بانہوں میں بھرتے اسنے جھکتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیے اسے نئے نام سے مخاطب کیا۔۔۔گہری سانس بھرتے وہ اسے بانہوں میں بھرتے باہر کی طرف بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

"تم سے کچھ نہیں ہو سکتا خدیجہ۔۔۔وہ لڑکی اب کبھی بھی اسال کو چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔دیکھا نہیں کتنا پیار کرتا ہے اسال اس سے۔۔" وہ جب سے اسال آغا کے کمرے سے آئی تھی۔۔جلن ان دونوں کا برا حال تھا۔

ایسے کیسے کچھ نہیں ہو سکتا سیماب۔۔دیکھا نہیں تم نے کیسے اس دو ٹکے کی "
لڑکی کے سامنے ممانی سے ہم دونوں کو بے عزت کیا۔۔
اس بات کا بدلا تو میں لے کر رہوں گی!!"خدیجہ وہ منظر چاہ کر بھی نہیں بھلا
پا رہی تھی۔۔کس طرح سے پورے حق سے وہ اسال کے سینے سے لگی تھی
۔۔
تو تم کیا کرو گی۔۔تم کچھ نہیں کر سکتی خدیجہ۔۔۔۔"
سیماب نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھ کر کہا۔جس نے سرد نگاہوں سے
اسے دیکھا تھا۔
تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے۔کہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔مسکراتی نگاہوں
"سے سیماب کو دیکھتے وہ زیر لب مسکرائی۔۔
سیماب چونکی۔۔
کیا مطلب؟"کیا کرنے والی ہو تم "وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر "
کار وہ کیا کرنے والی تھی۔۔

اسال کواس لڑکی سے اتنی دلگی صرف اس لئے ہے کیونکہ وہ اسکے بچے کو" جنم دینے والی۔۔اس حویلی کے وارث کواس دنیا میں لانے والی ہے اسلیے تو کل تک جو حویلی والے اس لڑکی کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔۔ آج وہ اسے سر آنکھوں پر بٹھا رہے ہیں۔۔اسکا صدقہ دے رہے ہیں۔۔۔ سوچو۔!!اگر وہ بچہ ہی ناں رہے تو محمل قریشی کو کون اہمیت دے گا۔۔اسال آغا تو اسے خود اپنا بچے کے قتل میں جان سے مار دے گا۔اگر جان سے ناں "بھی مارا تو بھی اسے طلاق دے کر اس حویلی سے ضرور باہر کرے گا۔۔ سیماپ حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو نفرت کی انتہاؤں پر تھی۔۔"کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"سیماپ نے مدہم سی سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔

ہو سکتا ہے۔۔سب کچھ ہو سکتا ہے سیماپ ڈیئر۔۔۔بس ارادے مضبوط" "!!ہونے چاہیے

خدیجہ کی گہری آنکھیں کسی غیر مری نقطے پر ٹکی تھی۔۔اب وہ اپنا منصوبہ بن رہی تھی۔۔کسی بھی طرح اسے محمل قریشی کو اس حویلی سے نکال باہر کرنا تھا وہ بھی جلد از جلد۔۔۔

★★★★★★★★★★★★★

امو۔۔۔گل کو بلا دیں پلیز۔۔۔!!کل رات سے گل مینے خان اسکے کمرے سے جو نکلی تھی اب تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔۔"

رات بھی اسفندیار خان اسکے پاس کمرے میں ٹہرے تھے کہ کہی اسے اٹھنے میں تکلیف ناں ہو۔۔۔اس کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی گل مینے خان کو نرگھس خان کے پاس ہی بھیجا گیا تھا۔

کیونکہ بقول اسکے ماں باپ کے وہ ابھی اس قدر سمجھدار نہیں ہوئی تھی کہ ایسی صورتحال میں اسے سنبھال پاتی۔۔

دلیے کے پیالے میں چمچ گھماتی زرتاج خان نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

کیوں کیا کرنا ہے تم نے اس کو اتنا صبح صبح یہاں بلا کے۔۔۔"وہ صبح کے پانچ" بجے ہی اٹھ گیا تھا۔جان بوجھ کر بھوک کا بہانہ بنائے وہ اسفندیار خان کو اچھا خاصا تنگ کر چکا تھا اتنی صبح صبح ملازمہ کو تنگ کرنے کی بجائے وہ سیدھا بیوی کے پاس گئے تھے۔۔

زرتاج خان تو سنتے ہی کسی قدر حیران ہوئی مگر پھر اسکی خراب حالت کے پیش نظر وہ جلدی سے دلیہ بنا کر اسکے لئے لائی تھی۔۔

جو انتہائی برے منہ بناتے کبھی دلیے کو گھور رہا تھا تو کبھی زرتاج خان کو۔۔

صبح صبح کہاں اموچھ نج رہے ہیں۔۔ویسے بھی وہ میری بیوی ہے۔۔اسے" میرا خیال رکھنا چاہیے ناں کہ آپ کو۔۔

زارون سکندر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تھا حالانکہ یہ الگ بات تھی کہ کل رات گل مینے خان کی دوا کے بعد اسکے دل کا درد مزید بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ من موہنی صورت اسکے ذہن سے ایک منٹ کیلئے بھی نکلی نہیں تھی۔۔

تم ہمارا فکر مت کرو ماڑا بچہ۔۔ہم خود رکھ رہا ہے تمہارا خیال۔۔گل کا اس"

"میں کوئی قصور نہیں ہے۔

زرتاج خان نے اسکا دل صاف کرنا چاہا تھا یہ جانے بنا کہ ان کے بیٹے کا دل

گل مینے خان کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی صاف ہو رکھا تھا۔

امو۔۔۔اچھا آپ اسے بھیجیں تو میں اسی کے ہاتھوں سے کھاؤں گا۔۔اور"

"!!کپڑے میں چینج کرنے ہیں مجھے

تو وہ کیا کرے گا یہاں آکر۔۔۔ہم تمہارا باپ کو کہتا ہے۔وہ مدد کرے گا"

"!تمہارا۔۔۔

زرتاج خان نے چمچ پیالے میں رکھتے اسے گھورا۔

جو خاصا اکتایا ہوا سا لگ رہا تھا۔۔

خدا کا واسطہ ہے امو۔۔آپ اپنے شوہر کو اپنے ساتھ لے جائیں کل رات" سے ان کے خراٹوں نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔۔میری بیوی کو بھیج دیں آپ "!!ورنہ میں کچھ نہیں کھاؤں گا

ضبط سے سرخ پڑتے چہرے سمیت اپنی ماں کو دیکھتے وہ ضدی انداز میں بولا۔۔

وہی بیڈ کی دوسری طرف لیٹے اسفندیار خان نے تکیے سے منہ اٹھائے اسے گھورا تھا۔۔

ساری رات تو میں تیرے لئے جاگتا رہا خبیث انسان۔۔اب جب صبح کہی" "جا کر آنکھ لگی تو تجھے باپ کے خراٹے بھی چبھ رہے ہیں۔۔

اسفندیار خان نے اپنی نیند سے بھری سرخ آنکھیں ہاتھ سے رگڑتے شکوہ کناں انداز میں کہا۔۔زارون انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ جائیں اوپر میرے کمرے میں جا کر آرام کر لیں"
اور میری مینے کو بھیج دیں میرے پاس پلیز!!" وہ دانت پیستے اب کی بار باپ
کی طرف رخ موڑتے سرد لہجے میں بولا۔۔

تو اسفندیار خان اسکی سرخ آنکھوں میں ٹھہرے جذبات کو دیکھ تاسف سے
سر نفی میں جھٹک گئے۔۔

تمہیں چوٹیں آئی پڑی ہیں زارون سکندر خان۔۔اور یہاں تمہیں عشق"
جھاڑنے کی سوجھ رہی ہے۔۔۔خاصے بے شرم انسان ہو تم۔۔اللہ جانے
کس پر چلا گیا ہے یہ لڑکا۔۔اٹھو بیگم۔۔۔رات سے خوار کر دیا ہے اس لڑکے
" نے۔اب اسکی بیوی ہی سنبھالے گی اسے۔۔۔

اسفندیار خان اسے گھورتے دانت پیستے ہوئے شرم دلانے والے انداز میں
بولے جس نے گہری شکر کی سانس بھری تھی۔۔

اسفندیار خان زرتاج خان کا ہاتھ پکڑے کمرے سے نکلنے لگے جب زارون
نے انہیں پھر سے پکارا۔۔

گل کو بھیج دیجیے گا۔۔"اسکی ہانک پر وہ پھر سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے" ہی نکل گئے۔۔زارون سکندر زیر لب مسکراتے اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گل مینے خان کے آنے کا منتظر نگاہیں دروازے پر ٹکا گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کہاں جا رہی ہو؟یوں چھپ چھپ کر۔۔۔!!"بنا آہٹ کیے وہ بڑی" اختیاط سے اسکے قریب سے اٹھی تھی،، گھڑی پر وقت دیکھا تورات کے نو بج رہے تھے۔وہ اتنی دیر تک سوتی رہی تھی۔۔اب پیٹ میں چوہے ڈور رہے تھے۔۔ایک نگاہ اپنے ساتھ چپکے اسال آغا شاہ پر ڈالے وہ بڑی اختیاط سے اسکے حصار سے بڑے جتنوں کے بعد نکلی تھی۔۔

کہ اسکے اٹھتے ہی وہ اسکا ہاتھ تھامے ایک دم سے اپنے سینے پر گرا گیا۔

سائیں!" دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے محمل اپنی نیلی گہری آنکھیں"
پھیلائے حیرت سے اسے دیکھے گئی، وہ جاگ رہا تھا اور اسے خبر تک ناں ہو
سکی تھی۔
ہمم سائیں کی جان۔۔۔ کیا سوچ رہی ہو۔۔؟" دونوں بانہوں کا گھیرا تنگ"
کرتے وہ اسے خود پر جھکا گیا۔۔ محمل متفکرانہ نظروں سے اسکے زخمی بازو کو
دیکھ رہی تھی۔
جسکی پرواہ کئے بنا وہ اسے اپنے آپ میں بھینچ رہا تھا۔
یہی سوچ رہی ہوں کہ آپ کو ہر بار کیسے علم ہو جاتا ہے کہ میں اٹھ کر دور"
"!جانے لگی ہوں
محمل قریشی کی دلفریب آنکھوں میں حیرت اور تعجب جیسے کئی رنگ نمایاں
ہو رہے تھے۔۔
وہ اتنی دلکش اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اسال آغا شاہ نے نظریں پھیر کر دل
ہی دل ماشاءاللہ کہا۔۔

جن سے روح کا رشتہ جڑا ہوان کی تکلیف اپنے آپ میں محسوس ہوتی ہے"
محمل اور تم میری شریکِ حیات ہو میری زندگی کے ہر اچھے برے سفر کی
ساتھی۔۔تم مجھ سے دور ہوتی ہو تو دل عجیب طرح سے بے چین ہو جاتا ہے
اور دھڑکنیں خود میرے کان میں سرگوشی کرتی ہیں کہ اے بے وقوف
سردار تم نیند کے مزے لوٹ رہے ہو اور تمہاری دل و جان کی مالک لڑکی تم
سے دور جا رہی ہے۔۔اور پھر بس میری آنکھیں یہ سنتے ہی جھٹ سے کھل
" جاتی ہیں

انگلی اور انگوٹھے کے پوروں سے اسکے شفاف گالوں کو سہلاتے وہ مخمور لہجے میں گھمبیرتا سے بول رہا تھا۔۔ محمل کی کمر کے گرد اسکا گھیرا یونہی مضبوطی سے قائم تھا۔۔

وہ یک ٹک اسکی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتی دلکشی سے مسکرائی۔۔اسکی مسکراہٹ میں کوئی ملال کوئی رنج والم نہیں تھا۔وہ یوں مسکرائی تھی۔۔

جیسے ایک باوفا مرد کی سنگت میں ایک عورت مسکراتی ہے۔۔شرم سے سرخ پڑتے عارض سمیت وہ اسی کے سینے سے جا لگی۔۔

دونوں ہاتھوں میں اسکی شرٹ کو شدت سے دبوچتے وہ اسکی مسحور کن خوشبو کو سانسوں کے رستے خود میں اتار رہی تھی۔۔

"!!آپ دن بدن بہت بے شرم ہوتے جا رہے ہیں سائیں"

اسی کے سینے سے لگتے ایک نئی شکایت کی گئی تھی۔۔اسال نے تکیہ سر کے نیچے رکھتے سر ذرا سا اونچا کیا۔۔بایاں ہاتھ اسکی کمر سے اوپر کی طرف حرکت دیے اب نرمی سے کیچر کی قید میں جکڑے اس کے بالوں کو آزاد کیا۔

نہیں سائیں کی جان۔۔۔میں بے شرم نہیں آپ دن بدن خوبصورت" ہوتی جا رہی ہیں۔۔اور اتنی خوبصورت بیوی کی تعریف ناں کرنے والوں کا بھی اللہ کے ہاں ایک الگ مقام ہو گا!اور یقیناً میں ان لوگوں میں اپنا نام درج "کرنا ہو یہ ہر گز پسند نہیں کروں گا۔۔

تیکھی ناک چڑھائے وہ لب دانتوں تلے دبائے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

اسکی چالاکی پر محمل نے اسکے سینے سے سر اٹھائے اسے گھورا۔۔

جس نے لب دانتوں تلے دبائے آنکھ دبائی تھی۔۔جس پر محمل کی ہنسی چھوٹی

۔

وہ یک ٹک اسکی پر کشش آنکھوں اور مڑی خمدار بھنوؤں کو دیکھتی رہ گئی۔"

سائیں۔۔یہ کتنی پیاری ہے آپ کی!!"اسکے سینے پر کہنی فولڈ کیے وہ ذرا" سی اونچی ہوئی،اب حیرت اور اشتیاق سے اسکی بھنوؤں کو چھوتے کہہ رہی تھی۔

بلاشبہ وہ بے حدّ حسین تھا مگر اسکی آنکھیں اور اس پر متضاد وہ گھنی بھنویں محمل کو بری طرح سے اٹریکٹ کرتی تھی۔

اسال اسکی حرکت پر بے ساختہ ہی دم سادھ گیا۔گہری سیاہ آنکھیں اس خوبصورت لڑکی پر ہی ٹکی تھی۔۔جو لمحوں میں بچی بن جاتی تھی۔

اسال آغا شاہ اسکے ساتھ گزرتے ہر لمحے میں اس کا اسیر ہوتا جا رہا تھا وہ جتنی خوبصورت تھی اس سے کہی زیادہ وہ معصوم تھی صاف دل کی مالک۔۔اور اسکی یہی پاکیزگی اسال آغا شاہ کی نظروں میں اسکا مقام اونچا کر چکی تھی۔۔

تمہیں یہ پیاری لگتی ہیں؟"آغا نے مسکراہٹ ضبط کرتے بمشکل سے اپنے" دہکتے جذبات کو دبایا۔۔

نیلے رنگ کے خوبصورت گرم سوٹ میں اسکی گلابی رنگت دہک رہی تھی ۔۔کٹاؤدار ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ جسے دیکھ کوئی بھی پاگل ہو جائے، گہری نیلی آنکھیں جن میں ہلکی ہلکی سی سرخ ڈوریاں کسی سمندر کے ٹھہرے پانی کا سا ں گماں دیتی تھی۔۔سنہری بال جو اسکے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔

اسال نے لمحوں میں اسکا بھرپور جائزہ لیا۔۔جس سے انجان وہ بس مصروف سے انداز میں اسکی آنکھوں اور بھنوؤں کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی۔۔

ہاں ناں۔۔۔آپ ویسے بھی پیارے ہیں مگر آپ کو نہیں پتہ جب آپ کی "
"بڑی بڑی آنکھیں اور بھنوؤں پھیلتی ہیں تو کتنی خوبصورت لگتی ہیں۔۔۔
دائیں ہاتھ کی بڑی انگلی وہ بڑی ترتیب سے اسکی دونوں بھنوؤں پر گھماتے پر
جوش سے انداز میں بول رہی تھی۔۔اسکے انداز میں بچکانہ پن شامل تھا۔
جیسے وہ اپنے کسی دوست سے اپنی خوشی بانٹ رہی ہو۔۔اسال نے شکر بھری
گہری سانس بھری۔۔اسکی بیوی اس کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ رہی
تھی۔۔اسے اپنا دوست سمجھ رہی تھی۔
اس سے بڑھ کر اعزاز ایک شوہر کے لئے اور کیا ہو سکتا تھا۔۔
اسال نے نرمی سے اسکے گرد بازو باندھے ایک دم سے کروٹ بدلی۔۔
محمل کا سر تکیے پر گرائے وہ اب اسکے اوپر جھکا شریر نظروں سے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔جبکہ دوسری طرف محمل حیران سی اسے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی
تھی۔

مجھے تواندازہ ہی نہیں تھا کہ میری بیوی مجھے اتنی غور سے دیکھتی ہے۔""

لب دانتوں تلے دبائے وہ گھمبیر لہجے میں کہتے محمل کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

سائیں یہ کک کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔آپ کو چوٹ آئی ہے!!" محمل"

اسے شرٹ کے بٹن کھولتا دیکھ فق رنگت سمیت بمشکل سے بڑبڑائی تھی۔۔

اسال نے ابرو اچکاتے اسے گھورا۔۔"چوٹ ہاتھ پر آئی ہے ڈارلنگ

ہونٹوں پر تو نہیں!!" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بے باکیت کی انتہا کر چکا

تھا۔

محمل شرم سے لال پیلی ہوتے آنکھیں ایک دم سے میچ گئی۔۔پورا وجود کپکپا

اٹھا تھا۔۔جبکہ اسال نے مسکرا کر اپنی شرم وحیا سے لال پڑتی بیوی کو دیکھا۔۔

بے انتہا نرمی سے جھکتے اسکے دونوں گالوں پر بوسہ دیتے وہ پیشانی چومتے اسے

دیکھنے لگا۔۔جو اسکی قربت سے گھبرا کر آنکھیں کبوتر کی طرح بند کر چکی تھی

۔۔

سائیں کی جان میں شاور لینے جارہاہوں تاکہ انجیکشن کااثر ختم ہو سکے۔۔تم" جاؤاور نوری سے اپنے اور میرے کھانے کا کہہ کر اگلے پانچ منٹ میں مجھے "کمرے میں ملو۔۔

انگوٹھے کے پوروں سے اسکی تھوڑی سہلاتے وہ گھمبیر مگر نرم لہجے میں بولا تو محمل نے جھٹ سے آنکھیں کھولی۔۔

اسال اسکے یوں دیکھنے پر لب دبائے اس سے دور ہوا۔۔۔شرٹ کے بٹن کھولتے وہ اب واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔جبکہ محمل اپنی حرکت پر شرم سے زمین میں گھسنے کو تھی۔۔

دوپٹہ درست کرتے وہ لبوں پر شرمیلی سی مسکان سمیٹے اب کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

آجاؤ۔۔۔"دروازہ ناک ہوا تھا۔۔زارون سکندر خان نے بنا لمحے کی تاخیر"
کیے جھٹ سے اندر آنے کی اجازت دی۔۔
بے قرار نگاہیں دروازے سے چپکی ہوئی تھی۔۔
دروازہ کھولتے گل مینے خان دھلے دھلے چہرے سمیت اندر داخل ہوئی۔۔
سفید رنگ کی پوشاک پر سفید ہی ہم رنگ دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ لمحوں میں
زارون سکندر خان کا دل دھڑکا گئی۔۔زارون سکندر کی نظریں اسکی جھکی
آنکھوں سے ہوتے بھیگے لبوں پر آن ٹھہری۔وہاں سے ہوتی اسکی نگاہیں گل
مینے خان کی خوبصورت مہ جبین پر تھم سی گئی۔۔
معا گل مینے خان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔جو اسے ایکسرے کرتی
نظروں سے گھور رہا تھا۔۔
وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آؤ میرے پاس!!"اسکی نظروں میں غصہ،اور"
تنبیہ پر وہ ڈھیٹوں کی طرح سرے سے نظر انداز کرتے تحکم بھرے انداز
میں بولا۔۔

گل مینے خان تھوک نگلتے اپنے آپ پر قابو پاتے اب مرے مرے قدموں سمیت بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔کل رات کی اپنی حرکت کے بعد وہ زارون سکندر خان کے سامنے آنے سے بھی کترا رہی تھی کجا کے اسکے قریب اسکے سامنے بیٹھنا۔

مینے خود آجاؤ اگر میں اٹھا کر لایا تو تمہیں یقینا بہت ایشوز ہونگے!!"اب کی" بار زارون کا لہجہ سپاٹ اور سرد پڑ گیا تھا۔۔

وہ اس سے دور کھڑی تھی۔۔اور یہی چیز اس سے ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔۔ گل مینے خان اسکے لہجے کے سرد پن پر بری طرح سے سہمی۔سنہری آنکھیں اٹھائے اسنے بے ساختہ ہی اسے دیکھا۔جس نے آنکھوں سے اشارتاً اسے قریب آنے کا کہا۔۔

چار و ناچار وہ اسکے قریب جاتے پاس پڑی کرسی پر بیٹھی۔۔

اسکا خود میں سمٹ کر نظریں چرانا زارون کو خاصا عجیب لگ رہا تھا۔۔

پاس کا مطلب سمجھ نہیں آتا تمہیں گل مینے سکندر خان یا پھر میں خود" سمجھاؤں کہ پاس کا مطلب میرے پاس۔۔یہاں آؤ میرے قریب بیٹھو "۔۔

اب کی بار دو انگلیوں کے اشارے سے اسے قریب بیٹھنے کا حکم بڑی ڈھٹائی سے دیا تھا۔۔

گل مینے خان بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی جس کے چہرے پر سوائے سختی کے اور کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

گل مینے خان گہری سانس بھرتے کرسی سے اٹھ کر اسکے قریب بستر پر بیٹھی ۔۔

اور پاس۔۔!!"زارون اسے خود سے فاصلے پر دیکھ کر دوبارہ سے بولا" ۔۔گل مینے گہری سانس بھرتے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے تھوڑی سی قریب کھسکی۔۔

باقی کا فاصلہ زارون سکندر نے خود ختم کر دیا تھا۔۔اسے بازو سے جکڑتے وہ اپنے سینے میں بھینچتے اب بے قرار نگاہوں سے اسکے نقش نقش کو بڑے حق سے دیکھ رہا تھا۔

اتنا بے مروت تو کوئی طبیب بھی نہیں ہوتا گل مینے خان۔۔۔جتنی تم"

ہو۔۔۔!!"سنہری بالوں میں اپنا ہاتھ پھنسائے اسنے جھٹکے سے اسکے بالوں پر گرفت مضبوط کرتے اسے قریب تر کھینچا۔۔

گل مینے خان آنکھیں میچے اپنے چہرے پر اسکی جھلساتی سانسوں کی تپش محسوس کرتے بری طرح سے مچلی۔

کک کیا کیا ہے میں نے خخان؟"کپکپاتے لبوں سے سرگوشی نما سی آواز"

میں یہ جملہ ادا ہوا تھا۔۔

ہمم ساری رات تمہارا شوہر بستر مرگ پر تڑپتا رہا اور تم خواب خرگوش"

کے مزے لوٹتی رہی۔۔ایک بار بھی جھانک کر نہیں دیکھا کہ میں مر گیا

"ہوں یا زندہ ہوں؟

زارون سکندر خان اپنے حساب بے باک کرنے میں بڑا ماہر تھا۔وہ دور تھی تو اسکی دوری وبال جان بن گئی تھی۔۔

اوراب جب وہ سانسوں سے بھی زیادہ قریب تھی۔۔تو وہ اسکے رویے کی باز پرست کر رہا تھا۔

در حقیقت وہ اسے باتوں میں الجھا رہا تھا۔اور گل مینے خان ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکی باتوں میں پھنس رہی تھی۔

"اللہ ناں کرے آپ کو کچھ ہو خان۔۔۔ایسی باتیں مت کریں!!" وہ تڑپ کر اپنی ہتھیلی اسکے ہونٹوں پر رکھتے نم آنکھوں سمیت بولی۔۔

زارون سکندر کئی لمحوں تک اسکے خوبصورت مکھڑے کو نہارتا رہا۔۔بالوں کی جڑوں کو نرمی سے سہلاتے اس نے اگلے ہی لمحے اسے سینے میں بھینچا۔۔

"مجھے کچھ ہو یاناں ہو مینے۔۔تمہاری یہ بے سبب کی دوری ضرور کچھ کر دے گی مجھے۔۔میرے پاس رہا کرو تم بس۔۔۔ہر لمحہ میری آنکھوں کے سامنے رہا کرو۔۔"

اپنے سینے سے لگی ان نازک سی جان کے سر پر بوسہ دیے زارون نے اسکی خوشبو انہیل کرتے پر سکون سے انداز میں آنکھیں موند لیں۔۔

ساری رات وہ سکون سے سو نہیں پایا تھا۔۔اب جب وہ بانہوں میں تھی تو"

اعصاب خود بخود پر سکون ہو رہے تھے۔۔

اموں نے بتایا آپ کو بھوک لگی ہے!!"اسکی تیز تیز دھڑکتی دھڑکنوں کا زیرو"

بم سنتے گل مینے خان اسکے سینے پر سر جمائے مدہم لہجے میں بولی۔

زارون اسے خود پر کھینچتے کمفرٹر دونوں پر برابر کر چکا تھا۔۔

آنکھیں موندے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سکون سے گہری سانسیں بھر رہا تھا۔

ہمممم۔۔۔کوئی بھوک نہیں لگی مجھے۔۔بس تم پاس رہو۔۔تاکہ مجھے سکون"

آسکے!!"جسم پر موجود چوٹوں کی پرواہ کیے بغیر وہ اسے بازو پر منتقل کر رہا تھا

۔۔گل مینے تڑپ کر اس کی پہنچ سے دور ہوئی۔۔

سنہری بھیگی آنکھیں بے یقینی سے پھیلائے وہ اسے گھور رہا تھا۔۔

کیاہوا۔۔۔!"اسکے یوں دور ہونے پر زارون سکندر خان کی سیاہ آنکھوں" میں ہلکی ہلکی سی سرخی تیزی اختیار کر چکی تھی۔

جبڑے شدت سے بھینچے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔

گل مینے نے نظریں گھمائے اسکے بازو کو دیکھا۔۔"

جہاں پٹی سے خون رس رہا تھا۔۔ سر نفی میں جھٹکتے وہ ایکدم سے بستر سے اٹھتے اس سے دور ہوئی۔۔

زارون سکندر خان کا پاگل پن اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔وہ اتنی چوٹوں میں بھی اسے اپنے بازوؤں پر منتقل کر کے اپنے سینے میں بھینچ رہا تھا۔

ایکدم سے اسکی آنکھوں میں سرخی بڑھی۔۔آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتے وہ خفگی سے اسے گھورنے لگی۔۔

"میں آپ کو پاگل لگتی ہوں خان۔۔"

وہ بھیگے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔یہ جانے بنا کہ اسکی دوری مقابل کی جان لے رہی تھی۔۔

ہاں تھوڑی تھوڑی!!"زارون اپنی ٹون میں بولا۔۔وجود پر چوٹیں تھی مگر" اسکی نظریں بلکل پہلے ہی کی طرح گل مینے خان کا اوپر سے نیچے تک جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

توآپ کیا ہیں؟"اسکا جواب گل مینے خان کو غصہ دلا گیا۔۔جبھی تڑخ کر" پوچھا۔

تمہارے عشق میں پورے کا پورا پاگل!!"ڈھٹائی سے بھرپور لہجے میں" کہتے اسنے داہنی آنکھ دلکشی سے ونک کی تھی۔۔

اسکے انتہائی دلفریب اظہار پر گل مینے خان کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اسکے دل کی دنیا بھی تہ و بالا ہوئی۔۔

گلابی چہرے پر سرخائی ایکدم سے گہری پڑ گئی۔۔سر پر لپٹی سفید پٹی میں سامنے لیٹا شخص یقیناً ایک ان دیکھا خواب ہی تو تھا۔۔

اسے ایک نگاہ دیکھتے گل مینے خان کا دل دھڑکنا بھول جاتا تھا۔۔کجا کہ اس کا اظہارِ عشق وہ بھی اس قدر اچانک اور دلفریب۔۔۔

وہاں کیا کر رہی ہو گل مینے خان۔۔پاس آجاؤ ورنہ کچھ کر دوں گا میں ؟""

اب کی بار ضبط کی تنابیں ٹوٹی تھی۔۔

اسکا اشتعال اور بے قراری دیکھ وہ لمحوں میں سرخ پڑی تھی۔۔

یہ سرخی شرم وحیا کی سرخی تھی۔۔جس سے سج کر اسکا وجود مزید کھل اٹھا تھا

۔

آپ مجھے بازو پر لٹائیں گے تو آپ کے زخم دُکھیں گے۔مجھے پاس نہیں آنا"

"۔۔۔"

وہ دو قدم دور ہوتی بھیگی آنکھیں رگڑ کر بولی تھی۔۔

زارون بری طرح سے مشتعل ہوا۔۔اس لڑکی کے قرب کیلئے وہ اپنی ماں اور باپ کو صبح ہی صبح کمرے سے باہر کر چکا تھا اور اب وہ سامنے کھڑی اب بھی فاصلہ بنائے ہوئے تھی۔۔

تمہیں بانہوں میں بھروں گا تو ہی نیند آئے گی مجھے۔۔۔!!"جواباً وہ بڑے" خوبصورت انداز میں بولتے گل مینے خان کو پوری طرح سے لاجواب کر گیا۔

گل مینے اسکی عادت سے بخوبی واقف تھی۔۔وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس" سے دور گزاری ایک بھی شب وہ سویا نہیں تھا اور ناں ہی وہ خود سو پائی تھی۔ بس سامنے بیٹھے بے باک شخص کی بر عکس اسے اعتراف کرنے میں جھجک محسوس ہوتی تھی۔۔

اسکی بولتی آنکھیں گل مینے کے سارے لفظ چرا لیتی تھی۔

آپ نے یہ عادت کیوں لگائی خود کو۔۔؟" وہ بے بسی سے اسے دیکھتے بولی"

۔۔۔اسکی نیند کی فکر تھی مگر اسے تکلیف ہو یہ بھی کہاں گنوارہ تھا۔

عادت سمجھ کر لگائی تھی معلوم نہیں تھا کہ تم نشہ بن جاؤں گی۔۔"اب کی" بار زارون بڑبڑا کر رہ گیا۔۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا گل مینے خان خود ہی بھاگ کر اس تک گئی۔۔

رکیں۔۔۔"زارون اسکا بازو پکڑ چکا تھا۔۔"

جب اس نے اسے ٹوکا۔۔زارون کی سوالیہ نگاہوں کو دیکھ وہ گہرے سانس بھرتے ذرا سا ہچکچا کر لیٹی تھی۔۔زارون اپنے بستر پر اسے دیکھ داہنی ابرو اچکا کر رہ گیا۔۔

"یہاں آئیں۔۔!!" بازو پھیلائے وہ نظریں جھکائے ہی سرخ چہرے سمیت بولی تھی۔۔مطلب وہ اسے آج اپنے حصار میں بھر کر سلانے والی تھی۔۔

زارون سکندر خان کو بے ہوش ہوتے ہوتے رہا تھا۔۔خوشی اور حیرت کی انتہا ناں رہی تھی۔۔

"مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بیمار پڑنے پر میری معصوم مینے یوں مجھے خود سے نوازے گی۔میں تو کب کا یہ نیک کام کر چکا ہوتا۔۔" وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے بے باکی سے بولا تھا۔۔

جبکہ اسکے ہونٹوں کے بے باک لمس پر گل مینے خان آنکھیں میچے گہرے سانسیں بھرتی رہ گئی۔۔وہ اسکے بالوں میں نرمی سے اپنی مخروطی انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کر رہی تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں زارون خان کی بھاری پڑتی سانسیں محسوس کر گل مینے خان کے لبوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ امڈی تھی۔۔بے ساختہ ہی اسنے جھکتے اپنے ہونٹ زارون کے سر پر رکھتے آنکھیں موندلیں۔۔

★★★★★★★★★★★★★

دوپٹہ سنبھالتے وہ سہج سہج کر بڑی احتیاط سے سیڑھیاں عبور کرتے نیچے اتر رہی تھی۔۔ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔جو محمل قریشی کے بے جا حسن پر دمک رہی تھی۔

نوری دور سے ہی اسے آتا دیکھ زیر لب مسکرائی۔۔اسے یوں خوش دیکھ وہ دل سے محمل کی خوشیوں کے لیے دعا گو ہوئی تھی۔۔سیڑھیاں عبور کرتے وہ جیسے ہی نیچے آئی۔سامنے سے آتی رضیہ اسے دیکھ کر بھاگ کر محمل تک آئی۔۔

محمل۔۔۔"رضیہ کی پکار پر محمل کے باورچی خانے کی طرف بڑھتے قدم" ایکدم سے تھمے۔

رضیہ تم۔۔۔"محمل اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔۔وہ جب پہلی بار حویلی" اپنے بابا کے ساتھ آئی تھی تب اسکی ملاقات رضیہ سے ہوئی تھی۔۔جو گاؤں میں اسکی جان پہچان کی تھی۔۔

ہاں محمل میری اماں بیمار تھی تو میں اس لیے اتنے عرصے سے حویلی نہیں آ" سکی۔۔۔تمہارا بڑا سنا ہے۔۔میں تو کب سے تم سے ملنے کو بے تاب تھی "۔۔

رضیہ کی خوشی بھری چہک پر محمل کے چہرے پر پھیکی سی مسکان امڈی۔۔

دور کھڑی یہ منظر دیکھتی خدیجہ زیر لب مسکرائی۔۔سیماب کو مخصوص اشارہ دیتے وہ اب اسی سمت چلی آئی۔

کیا سنا ہے تم نے ہماری غلام کے بارے میں۔۔اوہ سوری میرا مطلب" ہماری نوماہ کی بہو کے بارے میں!!" سینے پر بازو باندھے خدیجہ نے ایبر واچکا کر پوچھا۔

محمل کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔۔وہیں رضیہ اپنے سامنے خدیجہ کو دیکھ کچھ گھبرائی۔

"!بی بی جی آپ۔۔۔"

ارے رضیہ گھبراؤ تو نہیں۔۔۔ہم نے کون سا محمل کو باندھ کر رکھا ہے۔۔ یہاں تو فل عیش ہے اس کی۔۔ہمارے اسال آغا شاہ کے کمرے میں رہ رہی ہے۔۔یہ بات اور ہے کہ صرف اسکی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر اس لڑکی کو ہم نے اسال آغا شاہ کے کمرے میں پھینک رکھا ہے!"

خدیجہ کی نفرت آمیز پھنکار پر محمل کی آنکھیں احساس توہین سے بھیگی۔۔وہ بمشکل سے اپنے پیروں پر کھڑی تھی۔۔وگرنہ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ خدیجہ یا کسی بھی دوسرے شخص کے کڑوے نفرت بھرے الفاظ سن پاتی۔۔

چھوٹی بی بی بس کر دیں!!" محمل نے سرخ نیلی آنکھوں میں التجا سموئے کہا" تھا۔۔وہ باوقار لڑکی جو اپنے کردار پر ایک حرف تک برداشت نہیں کرتی تھی۔

اس حویلی والوں نے اسکی عزت نفس اسکی انا کو بری طرح سے اپنے پیروں کی دھول بنا کر روندھ ڈالا تھا۔

کیا بس کر دوں میں محمل۔۔۔؟کیا کچھ غلط کہا میں نے۔؟تم ہی بتاؤ۔۔" تمہاری شادی تو اسی لئے کروائی تھی ناں آغا جان نے۔۔تاکہ تم اسال آغا شاہ کا بچہ پیدا کر سکو۔۔۔وگرنہ تمہاری اوقات تو اس حویلی کی کنیز بننے کی بھی "نہیں۔۔مالکن بننا تو دور کی بات ہے۔۔۔

خدیجہ نے ہاتھ جھاڑتے نفرت بھری نگاہوں سے محمل قریشی کو گھورتے سفاکیت کی ہر انتہا پار کر دی۔۔ محمل کا پورا وجود بری طرح سے کانپ کر رہ گیا تھا۔

توہین کا احساس اسکے روم روم کو دہکتے صحرا میں گھسیٹ گیا۔۔

خدیجہ !" اسال آغا شاہ کی دھاڑ پر خدیجہ اچھل کر محمل سے دور ہوئی۔۔" چہرے پر ایک دم سے تاریکی چھا گئی۔۔ وہی سیڑھیوں کے وسط میں کھڑی روتی ہوئی سیماب پر ایک نگاہ ڈالتے خدیجہ نے خوفزدہ سی نظروں سے اسال آغا کو دیکھا۔۔

جو دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے بڑے ضبط سے وہاں کھڑا تھا۔۔

رضیہ اور نوری گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔ اسال آغا شاہ کو اتنے غصے میں " انہوں نے کم ہی دیکھا تھا۔۔ اسال نیچے اترا تو محمل اسکے قریب سے ہوتی کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔۔

جب اسال نے ایک ہی جست میں اسے بازو سے جکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔

محمل نے التجا آمیز سرخ بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔ جبکہ ان خوبصورت آنکھوں میں آنسوں وہ بھی کسی دوسرے کی وجہ سے دیکھ اسال اپنے جبڑے انتہائی حد تک بھینچ کر محمل کا ہاتھ تھامے اب نیچے کی طرف بڑھا۔

اچھا تو خدیجہ مستور شاہ طے کرے گی کہ سردار اسال آغا شاہ کی بیوی کی "حیثیت کیا ہے؟؟"

اسال آغا شاہ کی سرد آواز پوری حویلی میں گونجی۔۔ آغا جان اسکی دھاڑ پر اپنے کمرے سے نکلے اب پشت پر ہاتھ باندھے سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے ۔۔

نفیسہ شاہ اور ثمینہ شاہ باورچی خانے سے ایک ساتھ ہی باہر نکلی تھی۔۔ سائیں۔۔ "محمل آغا جان کو دیکھتے بری طرح سے خوفزدہ ہوئی تھی مگر" اسال اسکی پکار کو نظر انداز کر گیا۔۔

نن نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا لالا۔۔!!"خدیجہ اسکے وحشی روپ کو دیکھ "
بری طرح سے خوفزدہ ہوئی بے حدّ نرم آواز میں منمنائی۔۔
ایک بیوی کی عزت اسکا مرتبہ اس کے شوہر کے نام سے جانا جاتا ہے اور "
محمل کیلئے اتنا تعارف کافی ہے کہ وہ سردار اسال آغا شاہ کی بیوی ہے اسکے
ہونے والے بچے کی ماں۔۔کوئی کنیز یا عام سی لڑکی نہیں بلکہ میری بیوی اس
"!!حویلی اور چالیس گاؤں کی سردارنی۔۔۔سنا تم نے
شدت طیش کے عالم میں وہ دھاڑا تھا خدیجہ بری طرح سے کانپتی اپنے منہ پر
ہاتھ رکھ گئی۔
ثمینہ شاہ تو منہ کھولے یہ منظر بے یقینی سے دیکھ رہی تھی ایسا ہی کچھ حال آغا
جان کا بھی تھا۔۔
جبکہ نفیسہ شاہ قدرے مطمئن تھیں۔
اسال نے ایک سرد نگاہ خدیجہ کی پشت پر ڈالی۔اور پھر سے محمل کا سر دپڑتا
ہاتھ تھاما۔۔

جو رشتہ کل آیا تھا۔۔وہ بلکل مناسب ہے آپ کی نواسی کیلئے آغا جان۔۔ "

اس سے پہلے کہ میں اسے بے عزت کر کے اس حویلی سے نکالوں آپ اسے

" عزت سے یہاں سے رخصت کر دیں۔۔۔

آغا جان کی سبز آنکھوں میں اپنی گہری سیاہ آنکھیں گاڑھے وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اب محمل کا ہاتھ تھامے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

آغا جان سرد نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھتے رہ گئے۔۔کیا تھے وہ رنگ جو وہ ایک لمحے میں اپنے پوتے کی آنکھوں میں دیکھ چکے تھے۔۔

پسند، دل لگی، چاہت، محبت، نہیں وہ سب اس سے بڑھ کر تھا۔۔بھاپ "

اڑاتے چہرے پر ہاتھ پھیرتے آغا جان اپنی بھاری پڑتی سانسوں سمیت مردان خانے کی سمت بڑھ گئے۔۔

وہی ثمینہ شاہ اپنے منصوبے کے طرف بڑھتے ایک نئے قدم پر گہری مسکرائی تھی۔وہ اچھے سے جان چکی تھی آغا جان چاہے جتنی بھی ٹال مٹول

کریں آخر میں انہیں محمل قریشی کو اس حویلی سے غائب کرنے والا منصوبہ ہی چننا تھا۔۔

اسال آغا شاہ۔۔۔تمہاری اولاد تو اس دنیا میں آنے سے رہی۔۔جلد از جلد" تمہاری اس دو ٹکے کی بیوی اور تمہارے اس منحوس بچے کا نام اس صحفہ ہستی سے مٹا دوں گی میں"!!

سرد نفرت آمیز نگاہیں سے اسال آغا شاہ کے کمرے کے بند دروازے کو گھورتے وہ ذہن میں گہری سازشیں پروان چڑھا رہی تھی۔۔یہ جانے بغیر کہ ہوتا وہی ہے۔جو اس رب کی رضا ہو۔۔اب جانے وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہونے والی تھی یا بری طرح سے فیل۔۔

یہ تو آنے والا وقت ہی طے کرنے والا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے وہ گہری سانس بھرتے اندر داخل ہوا۔"

داہنی طرف موجود ایک خوبصورت درمیانے سائز کے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ بنا آواز کیے آہستگی سے اندر داخل ہوا۔۔

تھوڑے ہی فاصلے پر موجود بیڈ تک جاتے اس نے نرمی سے اپنی بانہوں میں موجود نعمت شاہ کو نرمی سے بیڈ پر منتقل کیا۔۔

کمبل کھول کر اسکی گردن تک اچھے سے اوڑھاتے وہ ماتھے پر بل سمیٹے اب گھور کر اسے دیکھ رہا تھا جو بڑے مزے سے سو رہی تھی۔۔

میری نیندیں حرام کر کے کتنے مزے سے سو رہی ہو خانم.....!!"شہد" رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ ناک چڑھائے بولا۔۔

کھردری انگلیاں نعمت کے نرم گالوں کو بڑے حق سے سہلا رہی تھی۔۔"

بھرپور انداز میں اسکے نقش نقش کو اچھی طرح سے ازبر کرتے وہ گہری سانس بھرتے اس کے قریب سے اٹھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتا نور آئینہ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔اسکی آواز پر پاشا بے قراری سے مڑا تھا۔۔

بیڈ کے دوسرے کونے میں وہ کاٹ میں پڑی اب اٹھ چکی تھی۔۔

بابا کی جان اٹھ گئے آپ!"ضرار پاشا کو سامنے پاتے وہ ایک دم سے کھلکھلا" پڑی۔۔بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں چمک نمایاں دکھ رہی تھی۔

ضرار نے جھک کر نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے اسکے گالوں اور ماتھے پر بوسہ دیا۔بخار کی شدت سے نور آئینہ کا چہرہ بھاپ چھوڑ رہا تھا۔۔

اسے یوں بخار میں پھنکتا دیکھ ضرار کے اوسان خطا ہوئے۔۔نور کو بخار تھا اسے کل ہی نعمت سے معلوم ہو چکا تھا مگر اس قدر تیز یہ علم نہیں تھا۔

اتنا مس کیا اپنے بابا کو میری گڑیا نے۔۔!!"ضرار اسے سینے میں بھینچتے" بے حدّ محبت سے بولا تھا۔نور اسکے سینے سے لگتی ہی پر سکون سے انداز میں آنکھیں موند گئی۔

وہی اسکا ڈائپر لیک تھا شاید۔۔۔ضرار نے جلدی سے اسے بیڈ پر لٹایا۔جواب اپنی آنکھیں پھیلائے اسکے دور ہونے پر بس رو دینے کو تھی۔

الماری کی طرف جاتے اسنے نور کا بیگ باہر نکالا جس میں وہ نور کی ضرورت کی سب چیزیں خرید کر رکھ چکا تھا۔

ڈائپر نکالتے اسنے عجلت میں نور کا ڈائپر چینج کیا تھا۔۔اسکے بعد اسکے کپڑے" چینج کرتے وہ ہاتھ دھو کر واشروم سے نکلا۔۔

بھوک لگی ہے میری سینیوریٹا کو۔۔۔چلو تمہارے لئے فیڈر تیار کرتے" ہیں۔تمہاری ماما کو نہیں اٹھنے والی آج۔۔۔"وہ گہری سانس بھرتے ایک نگاہ سوئی ہوئی نعمت پر ڈالے نوری کو گود میں بھر چکا تھا۔۔فیڈر اٹھاتے وہ اب کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

نیند میں ہی کروٹ بدلتے نعمت نے ہاتھ کی مدد سے بستر ٹٹولا۔۔نور کی طبعیت خراب تھی اس لئے وہ رات اپنے پاس بستر پر سلا چکی تھی۔۔

اب اسے اپنے پاس ناں پاتے نعمت کی نیند بھک سے اڑی۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔۔"نور۔۔۔"ہونٹوں سے سرگوشی نما آواز میں نور کا نام نکلا وہ بھاگ کر بستر سے اتری۔

خوف کے سبب وہ کمرے پر توجہ ہی ناں دے سکی تھی۔۔اب بھی وہ دوسری سائیڈ پر نور کو ناں پاتے گھوم کر کاٹ کی طرف مڑی۔ مگر اچانک اسکا ذہن بیدار ہوا تھا۔

پورے کمرے پر نظریں دوڑانے پر اسے احساس ہوا کہ یہ اسکا کمرہ نہیں تھا۔ سیاہ آنکھوں میں خوف یکدم سے لہرایا پہلا خیال ہی آغا جان کا آیا تھا۔۔ وہ گھبراہٹ زدہ سی کیفیت میں بنا چپل پہنے یونہی ننگے سر کمرے سے باہر نکل گئی۔

کمرے سے باہر نکلتے اسکی نگاہ اس ہٹ نما چھوٹے سے گھر پر مرکوز ہوئی۔۔ کھٹ پٹ کی آواز پر وہ چھوٹی سی پیشانی پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ عجلت میں اسی طرف بڑھ گئی۔۔سامنے ہی وہ نیوی بلیو کلر کی شرٹ اور بلیو جینز کے اوپر

ڈارک مارون رنگ کی جیکٹ پہنے اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا تھا نور آئینہ اسکی گود میں موجود اسکی داڑھی کے بالوں سے چھیڑ خانی کر رہی تھی۔۔

جبکہ ضرار اس سے کوئی بات کرتے مسکرا پڑا تھا۔اچانک اسکی نظر دور کھڑی نعمت پر پڑی۔۔

جو نیلے رنگ کی پٹھانی پوشاک میں سرخ و سفید رنگت میں سرخیاں سمیٹے، تیکھے نین نقوش میں حیرت اور بے یقینی کے رنگ بھرے اسے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

اسکا یوں فریز ہونا پاشا کو بھایا تھا۔۔ فیڈر کا ڈھکن بند کرتے وہ اسے ایک ہاتھ " میں ہلاتے اب نور کو اٹھائے ہی کچن سے باہر نکل آیا تھا۔

نعمت سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی جسکے خوبصورت چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

کیاہواخانم ایسے کیوں کھڑی ہو۔۔؟ جیسے کوئی جن دیکھ لیاہوا۔۔"ضرار"
اسکے نزدیک جھکااپنی سانسیں اسکے چہرے پر پھونکتے وہ آنکھیں شرارت
سے نچاتے پوچھ رہاتھا۔
نعمت یک ٹک اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
پہلی باروہ اس قدر دیدہ دلیری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔شاید وہ ابھی تک اسے
اپناخواب سمجھ رہی تھی۔
نعمت نے ہاتھ بڑھاتے نرمی سے ضرار پاشاخان کی بھوری بئیرڈ پر رکھا۔۔
اسکی حرکت پر ضرار کے چلتے ہاتھ سٹل پڑ گئے۔۔آنکھوں میں ایکدم سے
جذبات دہک اٹھے۔۔نعمت شاہ کے وجود کی بھینی بھینی سی مہک پہلے ہی
اسکی جان کاوبال بن رہی تھی اس پر متضاداسکی یہ حرکتیں۔۔۔
"میں بھی پاگل ہوں بھلایہ سنکی خان کہاں سے آسکتاہے۔اوپر سے یہ گھر یہ
جگہ۔۔۔لگتاہے میں خواب میں ہوں۔۔!"

نعمت ہاتھ بڑھاتے اسکے ماتھے پر بکھرے شہد رنگ بالوں میں گھماتے خود سے بڑبڑائی تھی۔۔

جبکہ ضرار ایک ابرو اچکاتے اپنی بیوی کو حیرت اور تعجب سے دیکھ رہا تھا جو اسکی موجودگی کو ایک خواب سمجھ رہی تھی۔

نعمت سر جھٹک کر مڑی تھی مگر اگلے ہی لمحے اسے بازو سے جکڑتے ضرار" نے ایک دم سے اسے اپنی سمت کھینچا۔۔

بالوں کی جڑوں میں ہاتھ پھنسائے وہ اسکا چہرہ اپنے بے انتہا قریب کر چکا تھا۔ جو آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ سیاہ آنکھوں میں اب تک بے یقینی کے تاثرات تھے۔۔

جبکہ ضرار پاشا خان کی نگاہیں بڑی باریک بینی سے اسکے وجود اور چہرے کو جانچ رہی تھی۔

جی تو چاہ رہا ہے کہ ایک زبردست سی گستاخی کر کے تمہارے ہوش ٹھکانے" لگا دوں خانم۔۔۔ مگر وہ کیا ہے ناں جب تک تم منہ دھو کر بریش نہیں کرو

گی میں کبھی بھی تمہیں منہ نہیں لگاؤں گا اب تمہارے جرمز اپنے اندر

"تھوڑی ناں انہیل کروں گا۔۔

اپنا بئیر ڈبھرا گال اسکے نازک گال سے سہلاتے وہ شدت آمیز لہجے میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔اسکے لمس اور اس پر متضاد اسکی الٹی باتوں پر نعمت ایک دم سے اس سے دور ہوئی۔پاشا نے اسکے بال چھوڑ دیے تھے۔۔۔ وہ دور کھڑی اب پہلے سے بھی زیادہ حیرت سے ضرار کو دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہوا یقین نہیں آرہا۔۔۔"وہ کہتے ساتھ دلکشی سے مسکراتے قدم آگے" کی طرف بڑھا گیا۔نعمت اختیاطا پیچھے ہوئی۔

ڈونٹ وری میری جان۔۔۔یہ شب و روز تمہارے لیے ہی تو وقف کر رہا" ہوں۔اچھے سے یقین دلاؤں گا تمہیں!!"بے باکی سے آنکھ ونک کرتے وہ لبوں پر گہری مسکان سمیٹ کر آگے بڑھا تھا۔۔۔نعمت اسکی بے باک گفتگو پر سرخ پڑتی دھڑکتے دل کے ساتھ بھاگ کر کمرے تک آئی۔۔

دروازہ اچھے سے بند کرتے وہ کافی دیر تک دروازے کے ساتھ چپکی گہری سانسیں بھرتی رہی۔۔

بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ گہری سانسیں بھرتے واشروم کی طرف بڑھ گئی ۔مگر اچانک کچھ یاد آنے پر وہ رکی تھی۔۔ نظریں موڑے اسنے بیڈ کی طرف دیکھا مگر دوپٹہ کہی بھی نہیں تھا۔۔

اسے ضرار پاشاخان سے ایسی حرکت کی ہر گز توقع نہیں تھی۔وہ اسے ایسے اٹھالائے گا وہ ابھی تک یقین نہیں کر پائی تھی۔۔

ڈھیروں سوچوں کے بیچ الجھے اسنے سر جھٹکتے الماری کا دروازہ کھولا۔۔

تواب کی بار اسکی آنکھیں پہلے سے بھی کئی زیادہ حد تک پھیلی۔۔

پورے وجود کا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آن ٹھہرا ہو جیسے۔۔وہ غصے اور شرم سے مٹھیاں بھینچے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

دروازہ کھولا تو وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔۔نوری کے منہ میں فیڈر ڈالے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا رکھا تھا۔۔

یہ کیا حرکت ہے پاشاخان؟" پاشااسکے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو"
دیکھ اسکے قریب سے گزرتے بیڈ کی سمت بڑھ گیا تھا۔
کون سی حرکت ڈارلنگ؟"نور کو بیڈ پر لٹاتے وہ ڈھیروں معصومیت سے"
بولا۔
نعمت غصّے سے دانت پیستے رہ گئی۔۔
میرے کپڑے کہاں ہیں پاشاخان؟" نظریں جھکا کر اسنے خاصے تیز لہجے"
میں پوچھا۔۔ضرار نے ایک نظر کھلی الماری کو دیکھتے پھر سے نعمت کو دیکھا۔
الماری میں ہیں۔۔!!"ضرار سرسری سا کہتے اب نور کی طرف متوجہ ہوا"
. تھا۔۔جبکہ نعمت نے سر اٹھائے بے یقینی سے اسے گھورا
یہاں کوئی بھی لباس میرے پہننے والا نہیں ہے پاشاخان۔۔۔۔مجھے ڈھنگ"
"کے کپڑے چاہیے۔۔
نعمت نے اب کی بار دانت پیستے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا جس پر ضرار نے
گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔۔

ڈارلنگ غور سے دیکھو گی تو یہ سب کچھ تمہیں تمہارے کام کا لگے گا۔۔"

یہاں پر وہ لباس موجود ہے جس میں تمہارا شوہر تمہیں دیکھنا چاہتا ہے۔۔تو

"!!اب جاؤ اچھے بچوں کی طرح وہ ریڈ نائیٹی پہن کر باہر آؤ۔۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے خان' اسکی بے باکیت پر نعمت چیخی تھی۔"

کہاں وہ اسے حویلی میں برداشت نہیں کر پاتی تھی اور اب وہ اسے جانے کہاں لا چکا تھا۔۔وہ اب اسے کسی کی دھمکی دے کر ڈرا دھمکا بھی نہیں سکتی تھی۔

دماغ میرا نہیں تمہارا خراب ہو گیا ہے نعمت پاشا خان۔۔اسی لئے یوں چیخ" رہی ہو۔۔کیا چھوٹی بچی ہو تم جو شوہر کے تقاضے نہیں جانتی تم۔۔؟

اسکے بیہودہ لہجے پر نعمت کے چہرے پر خون سمٹ آیا۔۔

ہم جب تک یہاں ہیں تم میری پسند کا لباس ہی پہنو گی ڈارلنگ۔۔اس لئے"

"!!اب بنا بحث کیے جاؤ اور شاور لے کر ڈریس چینج کرو

ضرار نے اسے سر تا پیر گھورتے سنجیدگی سے کہا۔۔

تو نعمت پیر پٹکھتے ہوئے واشروم میں بند ہوئی۔۔ضرار نے گہری سانس بھرتے سر نفی میں ہلا ڈالا۔

★★★★★★★★★★★★

نوری دودھ پیتے ہی سو گئی تھی۔۔اسی لیے اسے نرمی سے اٹھا کر پاشا اسے کاٹ میں لٹا چکا تھا۔

اس پر چادر اچھے سے برابر کرتے وہ اب کھڑکی کی طرف بڑھا۔

چاروں اطراف برف کی گہری چادر بچھ رہی تھی مگر ہٹ کے اندر کا ماحول یکسر مختلف تھا۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب واشروم کا دروازہ کھولتے نعمت باہر نکلی۔۔ ضرار نے نظریں موڑے اسے گھورا۔۔جو وہی نیلی پوشاک پہن آئی تھی۔۔

دانت پیستے وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔نعمت اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ گھبرائی۔۔

"کک کیا ککر رہے ہیں آپپ... خان چچھوڑیں۔۔"

ضرار اسے بازو سے جکڑتے الماری کی طرف بڑھا تھا۔سرخ رنگ کی سلیو لیس نائٹی نکالتے وہ نعمت کو بازو سے جکڑتے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

یہ ککیا کر رہے ہیں آپپ۔۔۔؟"نعمت تاریک پڑتے چہرے سمیت بمشکل" سے بول پائی تھی۔۔

تمہارا ڈریس چینج کرنے کی تیاری!!"ڈھٹائی سے جواب دیتے وہ اسے" گھسیٹتے واشروم کی طرف بڑھا۔۔

مم میں کروں گی۔۔پلیز ممجھے دددیں!"لرزتے ہاتھوں سے نائیٹی" جکڑتے وہ جھٹ سے اس سے دور ہوئی تھی۔

صرف دو منٹ ہیں تمہارے پاس نعمت۔۔۔اگر زیادہ دیر لگائی تو میں اندر آ" "جاؤں گا پھر مجھ سے شکایت مت کرنا۔۔۔

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ اسے سرد لہجے میں وارن کرتا پیچھے ہٹا تھا۔۔

نعمت بھاگتے ہوئے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔ضرار پاشا کافی دیر تک بے چینی سے ٹہلتے اسکا انتظار کرتا رہا۔۔ مگر دروازہ نہیں کھلا تھا۔۔

خانم۔۔۔اوپن دی ڈور ڈیم اٹ!!"جبڑے بھینچے وہ دھیمے لہجے میں " پھنکارا۔نور سو رہی تھی اور وہ اس وقت نعمت کو چھوڑنے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔۔

نعمت انگلیاں چٹخاتے سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں آنسوں سمیٹے واشروم کے بند دروازے کو گھور رہی تھی۔۔نائیٹی کا گاؤن پاؤں تک تھا مگر بازوں سرے سے موجود نہیں تھے۔یہی وجہ تھی کہ نعمت شاہ باہر جانے سے ڈر رہی تھی

۔۔

عجیب سی کیفیت تھی وہ خود اپنی حالت سمجھنے سے قاصر تھی،

انہی سوچوں میں گم وہ سر جھکائے کھڑی تھی جب کلک کی آواز سے دروازہ کھلا تھا۔۔

نعمت ہڑ بڑا کر مڑی، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں پھیلائے اسنے گردن موڑے پیچھے کو دیکھا سامنے ہی دروازے کے وسط میں وہ پاتھ باندھے کھڑا عجیب لو دیتی نگاہوں سے اسکے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

"یی یہ کک کیا کر رہے ہیں؟" بے ساختہ ہی اپنے گرد ہاتھ لپیٹتے وہ رخ دوسری سمت موڑتے غصے بھرے انداز میں دھیمے لہجے میں چلائی۔

"اپنی بیوی کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر لگتا ہے تمہیں میرا سکون پسند نہیں آتا مسز پاشا!"

اپنی گردن پر ضرار پاشا کی سلگتی سانسوں کی تپش پر نعمت ہڑ بڑا کر اس سے دور جانے لگی مگر پاشا نے اسکے پیٹ کے گرد ہاتھ لپیٹتے اسے مضبوطی سے سینے میں بھینچتے اسکی ہر کوشش ناکام کر دی۔۔

"باتیں تو بہت بڑی بڑی کرتی ہو تم خانم۔۔۔اتنا بھی علم نہیں کہ شوہر کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے!!" پیٹ کے گرد لپٹے پاشا کے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش میں مگن نعمت کے ہاتھ اسکی بات پر بے ساختہ ہی تھمے تھے۔

مم میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔۔!!" وہ چاہنے کے باوجود بھی اپنا لہجہ مضبوط نہیں کر پائی تھی۔

اسکے لہجے میں لرزش محسوس کرتے ضرار بے ساختہ ہی مسکرایا۔۔

بازو سے جکڑتے ایکدم سے اسکا رخ اپنی سمت کیے وہ بغور اسکے جھکے چہرے سرخ گالوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

شرم وحیا کے ساتھ ساتھ اسکے چہرے پر گھبراہٹ کے واضع تاثرات تھے۔

اتنی گھبرا کیوں رہی ہو ڈارلنگ۔۔۔ کیا ہوا ڈر لگ رہا ہے مجھ سے؟"لب" دبائے وہ انگوٹھے سے اسکی جھکی تھوڑی کو سہلاتے نرم مگر گھمبیر لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔

جبکہ اسکے پرفیوم کی تیز مہک نعمت کی سانسوں میں گھلتی جا رہی تھی۔۔

وہ جتنا فاصلہ بڑھا رہی تھی ضرار پاشا اس سے کئی زیادہ نزدیکی اختیار کر رہا تھا۔

نہیں تتو میں کیوں ڈرنے لگی؟"جھکے چہرے سمیت وہ گھبراہٹ کے بیچ" بمشکل سے اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش میں بولی۔۔

توضرار کا قہقہ بے ساختہ ہی گونجا تھا۔۔نعمت شرم وخفت سے سرخ پڑتی اسکے قریب سے گزرتے باہر جانے لگی۔۔جب ضرار نے اسے بازو سے جکڑتے اپنی سمت کھینچا۔

"ڈرنا چاہیے بھی نہیں تمہیں خانم۔۔اس دنیا کا مقابلہ کرنے سے پہلے اس خان کا سامنا کرنا سیکھو۔!!"

اسے سینے میں بھینچے پاشا اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے مخمور سے لہجے میں بولا۔۔

نعمت گہری سانسیں بھرتی اپنے کانپتے وجود سمیت اسکے حصار میں کھڑی تھی ۔وہ جانتی تھی آج یا کل یہ دن آنا ہی تھا۔اسے کبھی ناں کبھی ضرار پاشا خان کے حقوق ادا کرنے ہی تھے۔

مگر اچانک۔۔اس طرح سے اسے ہر گز توقع نہیں تھی۔۔

ضرار نے جھکتے اسے نرمی سے بانہوں میں بھرا تھا۔۔جبکہ نعمت گہری" سانسیں بھرتے اپنی پاگل ہورہی دھڑکنوں پر بندھ باندھے اپنا چہرہ اسی کے سینے میں چھپا گئی۔۔جو اس کا شوہر اسکا محافظ اسکا سب کچھ تھا۔

★★★★★★★★★★★★

روپ میری جان ٹھیک ہوں میں۔۔۔پلیز خاموش ہو جائیں آپ۔۔!!""" پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ گھر لوٹے تھے اور تب سے لے کر اب تک ایک لمحے کیلئے بھی روپ اس سے الگ نہیں ہوئی تھی۔۔

بدر کو خود سے زیادہ اب اپنی بیوی کی پریشانی لاحق ہورہی تھی۔جس نے رو رو کر اپنا خشر بگاڑ ڈالا تھا۔۔

نہیں عالم۔۔آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔آپ کو اتنی گہری چوٹ آئی" ہے۔۔!"آنسوں بہاتی وہ ہچکیوں کے بیچ بمشکل سے بولی تھی۔۔

اس کے یوں رونے پر وہ جھنجھلا کر رہ گیا تھا۔ کہاں برداشت تھے اس کے آنسوں۔۔

روپ اس چوٹ سے زیادہ آپ کے آنسوں مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔۔"

"اگر آپ ایسے ہی روتی رہیں گی تو میرا درد مزید بڑھے گا۔۔

وہ اسے سینے میں بھینچتے مسلسل اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے اسے پر سکون کر رہا تھا۔۔

اسکی تکلیف کا سن وہ رونا بند کر چکی تھی مگر آنسوں اب بھی جاری تھی۔

ہم واپس چلتے ہیں عالم اپنی حویلی میں۔۔ یہاں سب بہت برے ہیں۔۔اگر" وہ آدمی ہماری مدد ناں کرتا تو کیا ہوتا۔۔!! ہمیں نہیں رہنا یہاں پر۔۔۔ پلیز "!!حویلی واپس چلیں

وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے شدت بھرے انداز میں بول رہی تھی

۔۔

رونے کے سبب آواز بھیگی ہوئی تھی۔بدر نے انتہائی نرمی سے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنے سامنے کیا۔

انتہائی نرمی سے اسکے آنسوں صاف کرتے وہ دہکتے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھ گیا تھا۔۔

میری زندگی میرا جانا ممکن نہیں ہے۔۔یہ آخری سمیسٹر ہے اور مجھے ہر حال میں یہاں رہنا ہے۔۔میں آپ کو واپس حویلی بھجوا دیتا ہوں۔۔"

"!!اوکے

اب کی باری اسکے تل کو لبوں سے چھوتے وہ گال پر ہونٹ رکھتے محبت پاش لہجے میں بولا۔۔روپ نے جھٹ سے سر اٹھائے اسے دیکھ بے اختیار سر نفی میں ہلا ڈالا۔۔

نہیں میں آپ کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جاؤں گی۔۔یہاں کوئی ہے ہی نہیں"

" آپ کی دیکھ بھال کیلئے۔۔میں یہی رہوں گی۔۔!آپ کے پاس۔۔

بدر نے گردن جھکا کر اسے دیکھا۔جو یہاں رہنے کو تیار تک ناں تھی اب اسکے لئے وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

سوچ لیں جانِ عالم۔۔۔آپ کو سارا سارا دن اکیلے رہنا پڑے گا۔۔مجھے "

"!!یونی سے واپسی پر دیر بھی ہو سکتی ہے

بدر نے چہرہ اسکے نزدیک کرتے مخمور سے لہجے میں پوچھا۔۔

سوچ لیا ہے میں نے۔۔اب اور نہیں سوچنا مجھے !!"وہ آنکھیں بند کرتے "

اسکے سینے سے جا لگی تھی۔۔بانہوں کا حصار اسکے گرد باندھے وہ چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔

آہا مجھے بھی بتا دیں کیا سوچ رہی ہیں۔۔؟"بدر نے لب دبائے شریر لہجے "

میں پوچھا۔۔

وہ نہیں بتاؤں گی میں آپ کو۔۔۔!"روپ کھلکھلاتے ہوئے بولی تھی۔"

بدر نے مسکراتے ہوئے اسے خود میں سمیٹتے آنکھیں سکون سے موند لیں۔

روپ شاہ اس کی زندگی اسکا سکون سب کچھ تھی۔اگر وہ اسکے ساتھ اسکے پاس تھی تو اسے اور کیا چاہیئے تھا۔

★★★★★★★★★★★★

واپس لے جاؤ یہ کھانا نوری۔۔۔!!"کف لنکس لگاتے وہ دروازے کھٹکھا" کر اندر داخل ہوتی نوری کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا۔

محمل نے بھیگی نیلی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا وہ جب سے کمرے میں لوٹا تھا محمل کو مخاطب تک نہیں کیا تھا۔

محمل خاموش ایک کونے میں بیٹھی اسے غصّے میں دیکھ آنسوں بہاتی رہی تھی

۔

جج جی ببڑے سرکار سائیں!!"نوری سر جھکائے ادب سے کہتے کھانے کی" ٹرے واپس لے گئی۔۔

اسال ایک نگاہ روتی ہوئی محمل پر ڈالے اب دوبارہ سے رخ آئینے کی طرف موڑے اپنا کام کرنے لگا۔۔

خدیجہ جس طرح سے اسکی بے عزتی کر رہی تھی وہ منظر اسال چاہ کر بھی بھلا نہیں پا رہا تھا۔اسے خدیجہ سے زیادہ غصہ محمل پر تھا۔۔جو سب کچھ خاموشی سے سن رہی تھی وہ بھی اتنے ملازمین کے سامنے۔۔

پرفیوم کی بوتل اٹھانے کیلئے اسنے ہاتھ نیچے کیا تو ایکدم سے بازو میں ٹھیس سی اٹھی۔خوبصورت چہرے پر تیزی سے سرخی چھائی۔ محمل آئینے میں نظر آتے اسکے عکس میں اسکے چہرے پر تکلیف کے تاثرات دیکھ بھاگتی ہوئی اسکے نزدیک ہوئی تھی۔۔

پرفیوم کی بوتل تیزی سے اٹھائے وہ اب اسکے روبرو کھڑی،رخ اسکی طرف موڑ گئی۔

اسال کے ہاتھ ایکدم سے فریز ہوئے۔سیاہ آنکھوں میں سرخیاں سمیٹے وہ اپنے کندھوں تک آتی اس حسین لڑکی کو بڑی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

جس نے بنا نظریں اٹھائے بڑے حق سے اسکے سینے پر پرفیوم چھڑکی۔۔اسکے بعد وہ مڑی تھی پرفیوم واپس رکھتے ڈریسنگ پر پڑی اسکی گھڑی اٹھائے وہ اسکی طرف پلٹی، پچھلے کچھ دنوں سے وہ اسکا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرتی آرہی تھی۔

مگر آج اسال اسے اگنور کرتے خود ہی تیار ہو رہا تھا مگر محمل نے بڑے حق سے اسے روک ڈالا تھا۔۔

شفاف پیشانی پر چھوٹے چھوٹے بل سمیٹے وہ اب عجلت میں اسکے دائیں بازو پر گھڑی باندھنے لگی۔جب اچانک اسال نے اسکے سر پر لپٹے دوپٹے کو اپنے ہاتھ میں قید کرتے اسکے وجود سے الگ کیا۔

اسکی اچانک کی جانے والی بے باک حرکت پر محمل کے ہاتھوں میں لرزش سی ہوئی۔۔گلابی گال لمحوں میں دہک کر قندھاری ہوئے تھے۔

سائیں!!" وہ اسکے جوڑے کو کھولتے دونوں ہاتھ ڈریسنگ پر جمائے محمل کو" ایکدم سے اپنے حصار میں جکڑ گیا۔۔

محمل بے یقینی سے اپنی سمندر سی گہری کانچ سی آنکھیں پھیلائے اپنے بے حد نزدیک جھکے اسال آغا شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

جس کے چہرے پر اسکے لئے غصہ اور ناراضگی تھی۔

مگر محمل اسکے غصے سے حائف ہر گز نہیں تھی وہ جانتی تھی وہ خدیجہ کے سامنے اسکے خاموش رہنے پر اس سے خفا ہے۔

محمل اسال آغا شاہ تم صرف اس کمرے کی حد تک میری بیوی نہیں۔۔۔" بلکہ اس کمرے سے باہر بھی تمہارا وہی مقام و مرتبہ ہے جو اس بند کمرے "میں ہے۔۔

پہلی بار وہ اس پر غصہ ہو رہا تھا ناراضگی دکھا رہا تھا۔ محمل سہمی ہوئی سی اسے دیکھ رہی تھی۔اسکا غصہ محمل قریشی کیلئے وبال جان بن رہا تھا۔۔

آپ ناراض ہیں مجھ سے ؟"چھوٹی سی سرخ ناک کو ہاتھ سے رگڑتے وہ"
اپنی سرخ ڈوروں سے لبریز نشیلی آنکھیں اسال آغا شاہ کی طرف اٹھائے
دھڑکتے بے چین دل سے پوچھ رہی تھی۔
تو کیا میں تم سے ناراض نہیں ہو سکتا؟"اب کی بار مقابل نے ابرو اچکاتے"
سنجیدگی سے پوچھا۔
نظریں استحقاق سے اس پری وش کے نقش نقش کو سراہ رہی تھی۔ حق
ملکیت کا احساس اسال آغا شاہ کے روم روم کو ٹھنڈک بخش رہا تھا۔
بلکل بھی نہیں۔۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ اپنی سردارنی سے"
ناراض ہوں!!"گردن اکڑائے وہ رونے کے سبب سرخ چہرے سمیت
بڑے حق سے بولی تھی۔۔
!!اسال آغا شاہ کئی لمحوں تک فریز سا بس اسے دیکھتا رہ گیا۔۔
!!کیا مان تھا اسکے لہجے میں کیا غرور تھا اسکی خوبصورت آنکھوں میں۔۔

یہ مان تو اسال آغا شاہ کو ہر صورت میں قائم رکھنا تھا۔ سارا غصہ ساری ناراضگی محمل قریشی کے ایک چھوٹے سے عمل پر کہی دور جا سوئی تھی۔

بلکل بھی نہیں۔۔!!" اسکی پیشانی پر اپنے دہکتے ہونٹ شدت بھرے "

انداز میں رکھتے وہ بند آنکھوں سے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

مجھے کچھ کام ہے محمل شاید واپسی پر کافی دیر ہو جائے۔۔ میرے آنے تک "

تم کھانا کھا کر میڈیسن وقت پر لے لینا۔۔ میں خود تمہارے ساتھ کھانا کھاتا

مگر ایک تو میرا جانا ضروری ہے اور دوسرا تمہارا وقت پر میڈیسن لینا۔۔ میں

نہیں چاہتا کہ میری بیوی کے ساتھ ساتھ میرے بچے کو بھی کوئی تکلیف

"!! پہنچے

وہ بارہا اسکی آنکھوں کو چومتے محبت بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔۔ محمل کے

دونوں ہاتھ حصار کی صورت میں اسکے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے۔

آنکھیں بند کیے وہ اسال آغا شاہ کے مہکتے لمس کو محسوس کر رہی تھی۔

آپ نوری سے کہہ دیناوہ مجھے کمرے میں کھانادے جائے!!"محمل کی"
بات پراسال نے آنکھیں کھولتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔جوایکدم سے
نظریں چُراگئی تھی۔

بلکل بھی نہیں میری جان۔۔آپ نیچے کھانا کھائیں گی۔وہ بھی میری جگہ پر"
بیٹھ کر۔۔!""سائیں مگر۔۔۔!"اسال نے ایک دم سے اسکے اعتراض پر
اسکے لبوں پرانگلی رکھتے اسے خاموش کروادیا۔

تمہاری خاموشی بجاہے محمل مگراس حویلی میں تمہیں اپنے حق کیلئے لڑناہی"
"پڑے گا۔۔۔

اسال نے سنجیدگی سے کہتے اسکے بالوں کوکان کے پیچھے اڑسا تھا۔۔

سائیں آپ نہیں جانتے مجھے ڈرلگتاہے۔۔سب لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں"
اوراگر کبھی میری کسی بات کابدلہ لینے کیلئے کسی نے ہمارے بچے کونقصان
"!پہنچادیاتو۔۔پھر کیاہوگا۔۔میں اپنے بچے کوکھونانہیں چاہتی سائیں

محمل نے بھیگے لہجے میں کہتے چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا۔۔اسکے خدشات محسوس کرتے اسال بری طرح سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔۔

تو کیا جو خدشات وہ محسوس کر رہا تھا وہی خدشات محمل کو بھی تھے۔۔

"میں ہوں ناں سائیں کی جان۔۔میرے ہوتے ہوئے کوئی میری بیوی اور بچے کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔۔۔"

اسال نے نرمی سے اسے خود سے لپٹائے اسکے سر پر بوسہ دیتے مضبوط لہجے میں کہا۔۔

محمل خاموشی سے اسکے سینے سے لگی رہی۔۔

"یہ گھر جتنا میرا ہے اتنا ہی تمہارا بھی ہے محمل۔۔۔کئی بار اپنا حق مانگنے سے نہیں ملتا بلکہ چھیننا پڑتا ہے۔۔یونہی ڈرتی رہو گی تو وہ دن بھی دور نہیں جب "یہ ساری دنیا تمہارے بچے کو تم سے چھین لینے کو جٹ جائے۔۔

اسال کے مضبوط لہجے میں کہنے پر محمل نے بے ساختہ ہی خوفزدہ سی کیفیت میں اسکی قمیض کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔

اس کا خوف اسال آغا شاہ بخوبی محسوس کر رہا تھا مگر اس وقت اسکے پاس سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہیں تھا۔

کہ وہ محمل کو ہر قسم کے حالات کیلئے مضبوط بنائے۔

میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی سائیں!!" محمل نے خوف سے کانپتی"

آواز میں کہا تھا۔۔اسال نے نرمی سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسکے آنسوں صاف کیے۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے۔۔آج کھانا تم باہر ہی کھاؤ گی۔۔میرے آنے تک اپنا"

"!!خیال رکھنا۔۔اوکے

سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں کہتے وہ نرمی سے اسکی پیشانی چومتے اسے خدا حافظ کہتے اپنی شال اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

محمل نے گہری سانس بھرتے اس کی پشت کو دیکھا۔

★★★★★★★★★★★★

موبائل فون کی تیز چنگھاڑتی ہوئی آواز پر گل مینے خان کی نیند میں خلل سا پڑا ۔۔کچھ وہ بھاری بوجھ کے سبب ڈھنگ سے سو بھی نہیں پائی تھی۔۔

سنہری آنکھیں کھولتے اسنے ایک نگاہ بے ترتیبی سے خود سے لپٹے زارون سکندر خان کو دیکھا۔۔

چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا تھا۔۔بے حدّ نرمی سے اسنے زارون سکندر خان کے نیچے دبے اپنے نازک وجود کو نکالا۔۔

موبائل فون پر دوبارہ سے میسج ٹون رنگ ہوئی تو گل مینے خان نے جلدی سے موبائل فون اٹھایا۔تاکہ زارون کی نیند خراب ناں ہو سکے۔

واٹس ایپ پر ویڈیو کانو ٹیفیکیشن تھا۔۔گل مینے خان نے تجسّس کے سبب آنکھیں پھیلائے بیڈ پر لیٹے زارون کو دیکھا اور پھر اسکے موبائل فون پر جگمگاتے اپنے لالا ضرار پاشا خان کے نمبر کو۔۔

کچھ سوچ کر اسنے واٹس ایپ کھولی۔۔تو ضرار پاشا خان کے وائس نوٹ کے ساتھ ساتھ ایک ویڈیو بھی تھی۔۔ویڈیو میں زارون سکندر خان کا بے ہوش وجود ہسپتال کے بیڈ پر پڑا تھا۔۔

گل مینے خان نے گھبراہٹ کے مارے جلدی سے ویڈیو کو کلک کیا۔اسکے بعد موبائل فون کی اسکرین پر نظر آتا ایک ایک منظر اسکی حیرت اور غصے کو بڑھا گیا۔۔

پورا چہرہ غضّے کے تحت لال بھبھوکا پڑ گیا۔

رمینا خان۔۔دراب خان کی بیوی۔۔اس ویڈیو میں نا صرف اپنی زارون خان سے محبت کا اعتراف کر رہی تھی بلکہ وہ ڈھٹائی اور بے باکی کی ہر حد پار کرتے اسکے شوہر کو چھور رہی تھی۔۔

نفرت اور طیش کے سبب گل مینے خان نے مٹھیاں بھینچے جبڑے بری طرح سے بھینچ ڈالے تھے۔۔آنکھوں سے خون ابل پڑا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ موبائل فون سے نکل کر اس چڑیل کو جان سے مار ڈالتی۔۔

خان۔۔۔!!"جلن کے احساس سے اسکا روم روم جل اٹھا تھا تھوڑی دیر"
پہلے ہی وہ شخص اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر اپنی خوبصورت سرگوشیوں
سے اسے خود پر ناز کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔
مگر اب۔۔اب صورتحال یکسر مختلف تھی۔۔وہ تو ایک انعم سعید کو بھلا نہیں
پا رہی تھی کجا کہ رمینا خان کو جھیلتی۔۔۔
خان اٹھیں میں کہہ رہی ہوں!!"اب کی بار وہ اسکے زخموں کی پرواہ کیے"
بغیر ہی اسکے کالر کو جکڑتے شدت بھرے انداز میں بولی تھی۔۔
آنکھوں میں مرچیاں سی بھر گئی تھیں۔۔عجیب سی کیفیت تھی۔وہ زارون
سکندر خان کو کسی دوسری عورت کے ساتھ دیکھ کر پاگل ہو رہی تھی۔
مینے۔۔۔کیا ہوا۔۔؟"مندی مندی سی آنکھیں کھولتے وہ سر اٹھائے"
پوچھنے لگا۔۔
جب کہ گل مینے خان کے چہرے کے تاثرات بے حد سخت تھے۔۔

گل مینے خان نے موبائل فون پر چلتی ویڈواس کے سامنے کی۔۔۔توزارون سکندر خان کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔

پورا چہرہ شرم وغصے کے سبب لال پڑ گیا۔۔

مم مینے میری بات سنو۔۔۔!"وہ فوری طور پر اٹھ کر بیٹھا لبوں کو تر کرتے" وہ بے حدّ نرمی سے بولا تھا۔۔

مجھے یہ بتائیں خان کہ آپ نے اس عورت کو اتنا حق کیوں دیا کہ وہ یوں" آپ سے لپٹ رہی ہے آپ کو چھو رہی ہے۔۔!! کیسے بانٹ سکتے ہیں آپ "!!میرا حق کسی سے

وہ شدت بھرے انداز میں اسکے کالر کو مٹھیوں میں جکڑتے دھاڑ پڑی تھی۔ اسکی آنکھوں میں امڈتے شدت پسندی بھرے جذبات دیکھ زارون سکندر خان نے لب بری طرح سے بھینچ ڈالے تھے۔۔

اسے اس لمحے یہ احساس شدت سے ہوا تھا کہ بیوی کا شدت پسند ہونا وبال جان ہونے سے کم ہر گز نہیں تھا۔۔

اسکی معصوم بیوی اسکے معاملے میں لمحوں میں شیرنی بن جایا کرتی تھی۔۔اور اسکا یہ روپ زارون سکندر خان اب آہستہ آہستہ ہضم کرنے لگا تھا۔۔

"میری جان ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو۔زارون درد" بھلائے اسکا معصوم چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے محبت اور نرمی سے بولا تھا۔

گل مینے خان اسکے ہاتھ جھٹکتے سر نفی میں ہلا گئی۔

"آپ جانتے تھے کہ یہ رمیناخان آپ کو پسند کرتی ہے؟"گل مینے خان اسکے لہجے میں کمزوری محسوس کرتے سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔۔

زارون نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا تھا۔۔

جس کے چہرے پر سرد مہری اور جنون خیزی عروج پر تھی۔

"ہاں مگر میری پوری بات تو سن لو مینے۔۔۔!!"زارون بے بسی سے بولا تھا ۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا وہ کچھ بھی نہیں سنے گی اب تو بلکل بھی نہیں۔۔

آپ سب کچھ جانتے تھے۔۔پھر بھی خاموش رہے۔۔!!وہ گھٹیا لڑکی"
آپ کو گندے طریقے سے چھو رہی تھی اور آپ کو خبر تک ناں ہو سکی۔۔!!
"!!جان سے کیوں نہیں مار ڈالا آپ نے اسے
وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے پر جمائے ہذیانی سی کیفیت میں چلائی تھی۔۔
رمیناخان کی بے باکیاں وہ بھلا نہیں پا رہی تھی وہ بیوی ہو کر اتنی بے باک نہیں تھی جتنی وہ غیر لڑکی اسکے شوہر سے بے باک ہو رہی تھی۔۔
"!!یہ اتنی بڑی بات نہیں مینے۔۔میں سب ہینڈل کر لوں گا۔۔۔"
زارون نے نرمی سے اسکے تپتے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا تھا۔۔گل مینے خان اسکے ہاتھ فورا سے جھٹکتے بستر سے اتری تھی۔
آپ کیلئے یہ بڑی بات نہیں ہو گی زارون خان مگر میرے لئے یہ بہت بڑی" بات ہے۔۔میں ہر گز اجازت نہیں دیتی کسی بھی گھٹیا قسم کی عورت کو کہ "وہ میرے شوہر سے یوں فری ہو۔۔۔
گل مینے خان نے سرد لہجے میں انتہائی شدت بھرے انداز میں کہا تھا۔۔

تو تم خود فری ہو جاؤ میری جان۔۔باہر کہاں جا رہی ہو۔۔ مینے میرے پاس"
"آؤ۔۔

اسے یوں خود سے دور جاتا دیکھ وہ تڑپ کر رہ گیا تھا۔۔۔

اسکی پہلی بات پر گل مینے خان کا پورا وجود سرخ پڑا تھا۔۔"تو مطلب آپ
"نے خود اس لڑکی کو اتنا فری کیا خود سے۔۔

میں نے ایسا کب کہا۔۔!"زارون ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے
دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

میں سب سمجھتی ہوں آپ کی چالاکیاں خان۔۔اب میں آپ کے قریب تو"
کیا آپ کے کمرے میں تب تک نہیں آؤں گی جب تک آپ اس گھٹیا لڑکی
"!!کو جان سے نہیں مار دیتے

وہ انتہائی سپاٹ لہجے میں بولتے زارون کو شاکڈ کر گئی وہ اسکی معصومیت کا
دیوانہ تھا یہ کون سا روپ تھا اسکا جس سے وہ ناواقف تھا۔۔

مینے۔۔۔"زارون زیر لب بڑبڑاتے رہ گیا جب کہ وہ پیر پٹختے ہوئے" انتہائی غصے سے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔زارون نے گہری سانس بھرتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے موبائل فون اٹھایا۔۔

پاشاخان کے میسجز دیکھ اسکے غصے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔اسے پہلے ہی شک تھا کہ اسکا چین سکون برباد کرنے والا اس کا سالا ہی ہو سکتا ہے۔۔

اسنے وائس نوٹ اوپن کیا۔۔۔جس میں پاشاخان اسے دراب خان کی بنائی گئی ویڈیو کی بابت آگاہ کر رہا تھا اور آخر میں سارا الزام دراب پر لگائے وہ اللہ خافظ کہہ چکا تھا۔۔

موبائل فون مٹھیوں میں جکڑتے زارون نے جبڑے مضبوطی سے بھینچے

۔۔

دراب۔۔۔"حلق کے بل چیختے ہوئے وہ دراب خان کو پکارتے بیڈ کراؤن" سے ٹیک لگا گیا۔۔

جی خان سرکار۔۔۔!!"اسکی دھاڑ پر ملازمہ بھاگ کر اندر آئی۔۔سامنے" ہی سرخ چہرے سمیت بیڈ کراؤن سے لگے زارون سکندر خان کو دیکھ وہ تھوک نگلتے رہ گئی۔

جاؤاور دراب خان سے کہو کہ میں نے بلایا ہے اسے!"وہ سرد و سپاٹ لہجے" میں کہتے جبڑے بھینچ گیا تھا۔۔ملازمہ سر ہلاتے کمرے سے جا چکی تھی۔۔ جبکہ زارون سکندر خان ٹیک لگائے اب دراب خان کی آمد کا منتظر تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★★

ماضی

کوریڈور میں بیٹھا وہ کافی ضروری کام کر رہا تھا۔۔چاروں اطراف لوگوں کا ہجوم تھا۔مگر ساحر شاہ کا مکمل دھیان اپنے کام کی طرف تھا۔

معا پیچھے سے آتے شور کی آواز پر اسنے آنکھوں پر لگائے سفید چشمے کو ایکدم سے اتارتے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

جہاں تین سے چار ہٹے کٹے آدمی اسی کی سمت بڑھے تھے۔

گہری سانس بھرتے اسنے عجلت میں لیپ ٹاپ آف کرتے ٹیبل کے نیچے چھپایا۔۔

وہ چاروں لڑکے اب اسکے سامنے کھڑے تھے۔۔

چلو تمہیں ہمارے باس نے بلایا ہے۔۔۔"ان میں سے ایک نے گن اسکے سر پر تانے سرخ چہرے سمیت کہا تھا۔۔

اپنی باس سے کہہ دو کہ میں کسی سے ملنے نہیں جاتا۔۔اگر اسے مجھ سے ملنا ہے تو خود آئے مجھ سے ملنے!!"لبوں پر انگلیاں جمائے وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔

ان چاروں نے باری باری ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ایک نے اپنے باس کو کال ملائی۔۔

باس گاڑی میں ہیں تمہیں وہاں تک جانا ہو گا مسٹر شاہ ورنہ تمہاری بیوی اپنی"
"جان سے جائے گی۔

اب کی باران میں سے ایک نے اسے بازو سے جکڑتے سنجیدگی سے کہا۔

بیوی لفظ پر ساحر ٹھٹکا اپنی پہچان وہ مکمل طور پر چھپائے ہوئے تھا اگر وہ لوگ یہ جانتے تھے کہ اسکی بیوی ہے۔۔تو کوئی بعید نہیں تھا۔

کہ وہ اسکی نعمت کو نقصان پہنچاتے۔۔"چلو!!"لیپ ٹاپ میں لگی چپ نکالتے وہ اپنی جینز میں رکھتے اب ان چاروں کے ہمراہ باہر کی طرف بڑھا۔۔

تھوڑے ہی فاصلے پر ایک سیاہ کرولا کار کھڑی تھی۔۔

ساحر نے آگے بڑھتے کھڑکی کا دروازہ ناک کیا۔گاڑی کا دروازہ کھلا تھا۔۔"
"اندر آجاؤ ساحر شاہ۔۔۔

سرد بھاری آواز پر ساحر چونکا اسے تو لگا تھا کہ حورب رمیناخان ہو گی مگر یہ آواز کسی آدمی کی تھی۔۔

سپاٹ چہرے سمیت وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔۔سامنے ہی ایک اٹھائیس انیتس سالہ خوبرو نوجوان بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس آنکھوں میں سن گلاسز لگائے بیٹھا تھا۔۔

ہائے ساحر۔۔۔"گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی رمینا نے ہاتھ ہلاتے اسے" وش کیا۔۔

ایک لمحہ لگا تھا ساحر شاہ کو یہ سمجھنے میں کہ یہ شخص رمینا خان کا ساتھی تھا۔۔ یا یوں کہا جائے کہ پاکستان میں ہونے والے کالے دھندوں کا سربراہ۔۔

"اوہ تو یہ تمہارا ساتھی ہے۔۔"

ساحر زیر لب مسکرایا تھا۔جس پر حورب نے ہنستے ہوئے سر نفی میں جھٹکا۔

پوچھو گے نہیں کہ تمہیں کیسے پکڑا ہم نے آرمی آفیسر ساحر ہارون" "شاہ!!؟

رمینا نے دل جلاتی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتے کہا تھا۔جب کہ ساحر مسلسل مسکرا رہا تھا۔

تم بھی اپنا تعارف دے دو۔۔۔آخر پتہ تو چلے کہ ہمارے ملک کو لگا یہ زنگ "
"!!کس احاطے سے تعلق رکھتا ہے

ساحر کی سرد پھنکار پر اسکے سامنے بیٹھے شخص کا قہقہہ بے ساختہ ہی بلند ہوا تھا

۔۔

کیا کرو گے تم میرا تعارف لے کر آفیسر۔چلو تمہاری خوشی کے لیے تمہیں "
بتاتا چلوں میرا نام دانیال جعفر ہے۔

اس ملک کے بڑے بڑے مشہور سیاستدانوں میں میرا نام اور مقام ہے۔۔
میرے لوگ اس طرح سے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں جیسے زہر آنتوں
"میں پھیلتا ہے۔اب بتاؤ کیا کر لو گے تم؟

دانیال نے سن گلاسز اتارتے سفاک نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔

ساحر ضبط سے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

چہرہ ایکدم سے لال پڑ گیا تھا۔

یونیورسٹی کے طلباء کو کیوں برباد کر رہے ہو تم لوگ؟؟"ساحر نے جبڑے" بھینچ کر پوچھا۔۔

ان سب سے تمہارا کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے ڈئیر ساحر۔۔ہم نے" تمہیں یہاں اس لئے بلایا کہ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔۔ہم تمہیں اپنے ساتھ پارٹنر بنانا چاہتے ہیں۔۔ہمارے ساتھ تیسرا حصے دار بن جاؤ۔بدلے میں تمہیں اپنی یونٹ کے کچھ راز ہم سے شئیر کرنا ہونگے!!"

سینے پر ہاتھ باندھے رمینا خان نے سنجیدگی سے اپنا مدعا پیش کیا۔۔

ساحر پتھریلے تاثرات سے اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا گھٹیا عورت۔۔تم زارون سکندر خان سے جو" عشق و محبت کا کھیل رچانا چاہتی ہو میں اس سے بخوبی واقف ہو گھٹیا عورت ۔۔وہ تمہاری طرف دیکھ کر تھوکے گا بھی نہیں۔۔تمہیں منہ لگانے تو دور کی بات ہے۔۔"

ساحر شاہ کا طنزیہ لہجہ رمینا خان کے ہر ہچے اڑا گیا تھا وہ غصے و نفرت سے لال بھبھو کا چہرہ لیے کاٹ دار زہریلی نگاہوں سے اسے دیکھے گئ۔۔

"آئندہ مجھے خریدنے سے پہلے اپنی اوقات اونچی کر کے آنا۔۔۔"

سر جھٹکتے وہ نفرت بھری تند و تیز نگاہ ان پر ڈالے گاڑی سے باہر نکل گیا۔

دانیال جعفر نے شرربار نظروں سے اس فوجی کی پشت کو کافی دور تک گھورا

۔۔۔

"کیا کرنا ہے اسکا رمینا۔۔؟ یہ کبھی ہمارے ساتھ نہیں ملے گا۔۔"

دانیال نے کالر درست کرتے سنجیدگی سے پوچھا۔۔جو کاٹ دار نگاہوں سے ساحر شاہ کو گھور رہی تھی۔۔

کرنا کیا ہے۔۔جان سے مار دو اسے۔۔یہ زارون سکندر خان کو یا کسی" دوسرے کو بتائے گا تو تب جب یہ اس چھٹی کے بعد زندہ واپس نوکری پر جائے گا۔۔اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سلا دو۔۔!!"

رمیناخان نے چشمہ لگاتے سرد وسپاٹ لہجے میں کہتے بات ہی ختم کر ڈالی وہ سب کچھ برادشت کر سکتی تھی مگر زارون سکندر خان کی نفرت ہر گز بھی نہیں۔۔۔"

چاہے ہی وہ لڑکا اسے کچھ ناں مانتا ہو مگر حورب خان کیلئے وہ اس ساری دُنیا سے بڑھ کر اہمیت کا حامل تھا۔اسکی محبتوں کا اکلوتا حقدار اسکا زارون خان!!'

★★★★★★★★★★★★

حال

"جن گاؤں کے سردار اتنے لاپرواہ ہوں وہاں پر بہنوں،اور بیٹیوں کی عزتیں کیسے محفوظ ہو سکتی ہیں۔کب تک تم سب لوگ چپ رہو گے۔دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔

""اس بار سردار اسال آغا شاہ کا فیصلہ کر ہی ڈالو۔۔۔

معین صدیقی نے نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔۔پورے جرگے میں چہم گوئیاں عروج پر تھیں۔۔ہر کوئی اپنی جگہ الجھن میں تھا۔ اسال آغاشاہ کی موجودگی میں پہلی بار ایسے پیچیدہ حالات درپیش آئے تھے ۔۔اور وگرنہ بہت کم ہی بھی گاؤں یا علاقے میں کوئی تنگی یا برے حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔

اب بھی سوچ رہے ہو تو تم لوگوں سے بڑا بے وقوف اور کوئی نہیں ہو" گا۔۔۔"معین صدیقی کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارا۔۔ہر کوئی اپنی نشست پر بیٹھا خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جو اسال آغاشاہ کا سب سے بڑا رقیب تھا۔"تم ٹھیک کہہ رہے ہو معین صدیقی۔۔واقعی ان سب لوگوں سے بڑا بے وقوف اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔۔"

جرگے میں ہو رہی چہم گوئیوں کو سردار اسال آغاشاہ کی بھاری آواز نے روکا ۔۔معین صدیقی نے جھٹکے سے مڑتے اپنے پیچھے کھڑے اسال آغاشاہ کو

دیکھا۔۔جواپنی بھرپور مردانہ وجاہت کے ساتھ کئیوں پراپنا سحر طاری کرتا اب اپنی مخصوص نشست کی طرف بڑھا۔۔

مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہوگئ جس کے لئے میں معافی چاہتاہوں آپ"
سب سے!!"گلا کھنکھارتے ہوئے اس نے مضبوط لہجے میں قریباً ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کا آغاز کیا۔

سردار سائیں۔۔قریباً ہر گاؤں کے حالات بدتر ہوتے جارہے ہیں۔۔"
اگر ایسا ہی چلتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب یہ سارے گاؤں ویران پڑ جائیں
"!!گے

مرزا فرحت غفار نے ایک نگاہ اس وجیہہ مرد پر ڈالے سب سے پہلے بات کا آغاز کیا۔۔

اسال خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی افراد اسی مسلئے کو اپنے اپنے الفاظ میں بیان کرتے رہے۔

اسال کی سیاہ آنکھیں سنجیدگی سے پورے جرگے پر گھوم رہی تھی۔۔

میں نے آپ سب کا مدعا بغور سنا ہے۔۔آپ سب اچھے سے جانتے ہیں۔۔"
میرے لیے جس طرح سے اپنا خاندان عزیز ہے اسی طرح سے اپنی زیر
"سرپرستی میں موجود ہر ایک فرد پر ایک خاندان عزیز ہے۔۔
ہر ایک گاؤں کے نائب سربراہان بڑی سنجیدگی سے اسے دیکھ اور سن رہے
تھے۔۔

میں مانتا ہوں کہ ہر طرف حالات سنگین ہو گئے ہیں مگر پچھلے ایک ہفتے سے"
کسی بھی قسم کا کوئی بھی حادثہ درپیش نہیں آیا۔۔کیا آپ سب بتا سکتے ہیں ایسا
"کیسے ممکن ہوا۔۔۔؟
اسال کی بھاری سحر انگیز آواز ہر طرف گونج رہی تھی کر کوئی سنجیدگی اور
پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔

ہم سب کیسے جان سکتے ہیں سردار سائیں۔۔۔؟"ایک نائب سربراہ نے"
سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

اسال مدہم سا مسکرایا۔۔اسکے ایک اشارے پر ایک طرف قطار میں کھڑے دس بارہ لڑکوں کا ایک گروہ سامنے آیا تھا۔۔۔

"یہ وہ لڑکے ہیں۔۔جو ناں تو میرے ملازم ہیں یا ہی کسی ادارے کیلئے کام کرتے ہیں۔بلکہ یہ وہ لڑکے ہیں۔ جنہوں نے اپنے علاقے اپنے گاؤں کی عزت کو اپنی عزت سمجھا ہے۔اور یہ بنا کسی معاوضے کے ہر روز اپنے اپنے علاقے پر مخصوص وقت تک نگرانی کرتے ہیں۔۔

کسی بھی قسم کی گڑبڑ کا احساس ہونے پر یہ لوگ مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ جس کے بعد ان لوگوں کو ہم باآسانی سے پکڑ لیتے ہیں۔۔

اسال نے ایک نگاہ جرگے میں بیٹھے سب افراد پر ڈالی۔

"یہ بات کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں آپ سب لوگوں کو یہ بتا سکوں کہ اگر گاؤں کے کسی ایک گھر کی بچی محفوظ نہیں تو یہ یاد رکھیں وہ بیٹی کل کو آپ کی بھی ہو سکتی ہے۔

یہاں میرے ہر گاؤں میں موجود بہنیں،اس بیٹیاں آپ سب کی عزتیں ہیں۔۔آپ سب کا فرض ہے کہ اگر کوئی مشکوک شخص آپ کی نظروں میں ہو تو آپ سب سے پہلے اپنے علاقے کے نائب سربراہ یا سردار کو اس سے متعلق آگاہ کریں۔آپ کی ایک چھوٹی سی کوشش سے کئی معصوم بچیاں بچ "سکتی ہیں۔۔

اسال آغا شاہ کے لہجے میں تحمل اور سنجیدگی تھی وہ سب اپنی ہی جگہ خاموش رہ گئے۔

اب آپ بتائیں گے ہمیں عورتوں کی عزت، عورتوں کا تحفظ کرنا۔۔جب" "آپ کی نظر میں خود عورت کا کوئی وجود نہیں۔۔

معین صدیقی کے نفرت آمیز لہجے پر ہر کسی نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا تھا

۔۔

جو اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔سرخ چہرہ اور نظریں اسال آغا شاہ پر تھیں۔

"کیا کہنے چاہتے ہو تم معین کھل کر کہو۔۔۔"

اسال نے جبڑے بھینچ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔

"جو مرد اولاد کیلئے ایک غریب ماں باپ کی بیٹی کو دھمکا کر اپنے نکاح میں محض اپنی حوس پوری کرنے کے لیے رکھے اس جیسے گھٹیا شخص کے منہ سے یہ باتیں اچھی نہیں لگتی سردار صاحب۔۔۔۔'

معین صدیقی کی نفرت بھری پھنکار پر اسال آغا شاہ نے ضبط کے مارے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں شدت سے بھینچ ڈالی تھیں۔۔

سیاہ آنکھوں میں لہو تیر رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے کھڑے شخص کی زبان کھینچ ڈالتا۔۔

"اپنی زبان سوچ سمجھ کر کھولو معین صدیقی۔۔۔یہ مت بھولو تم کس سے بات کر رہے ہو۔۔؟ سارا زمانہ جانتا ہے سردار اسال آغا شاہ کے کردار کو۔۔۔جس عورت کا ذکر تم دھڑلے سے یوں سر عام کر رہے ہو وہ غریب کسان کی بیٹی ضرور ہے۔ مگر یہ مت بھولو وہ بیوی کس کی ہے؟"

جبڑے بھینچے وہ سرد و سپاٹ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے قہر برساتے لہجے میں پھنکارا۔

جرگے میں موجود ہر شخص خاموش تماشائی بنا اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتا اختر عجلت میں بھاگتے ہوئے اس تک آیا۔۔اسکے کان کے قریب جھکتے اس نے سرگوشی نما آواز میں کچھ کہا تھا جسے سننے کے بعد اسکے چہرے پر حیرت اور گھبراہٹ تیزی سے پھیلی۔۔

ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر وہ ایکدم سے اٹھ کر باہر کی سمت بھاگا۔۔

جبکہ پیچھے جرگے میں موجود لوگوں کو اختر اور جاوید اسال کی کسی ضروری کام سے جانے کا آگاہ کرتے جرگہ برخاست کر گئے۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

پشت کے بل لیٹے ہونے کے سبب اسکا چہرہ بیڈ میں دھنسا ہوا تھا۔دونوں ہاتھ پورے بیڈ پر پھیلائے وہ گہری سانسیں بھرتے گہری نیند میں مبتلا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے ہی اسکی آنکھ لگی تھی۔۔کروٹ بدلتے بے اختیاری میں اسنے ہاتھ کی مدد سے بستر ٹٹولا۔۔

مگر آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔۔ناک بیڈ پر رگڑتے اسنے ایک گال یونہی ٹکائے اپنی نیند سے بھری سرخ شہد رنگ آنکھیں کھولتے سامنے دیکھا۔

نعمت شاہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔تھوڑی دیر پہلے ہی تو وہ اسکے قریب سوئی تھی اب کہاں جاسکتی تھی۔۔

ساری نیند بھک سے اڑی تھی۔اسکا یوں اٹھ کر دور جانا ضرار پاشا خان کو ہرگز پسند نہیں آیا تھا۔

ماتھے پر بکھرتے شہد رنگ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ عجلت بھرے انداز میں بستر سے اترا۔۔

ایک نظر کاٹ میں سوئی ہوئی نور آئینہ پر ڈالی جواب بھی گہری نیند میں تھی

۔۔

ضراریونہی کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔دروازہ بند کرتے کچن کی جانب بڑھا مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

اپنی ہلکی بڑھی بئیرڈ کو کھجاتے وہ اب ایک طرف بنی گلاس ونڈو کی سمت بڑھا ۔۔ساتھ ہی ایک چھوٹا سا دروازہ تھا بالکونی میں سخت سردی میں کھڑی نعمت شاہ کو دیکھ ضرار کا ماتھا ٹھنکا۔۔

مٹھیاں بھینچے وہ اب کھڑکی سے اسے گھورتے دروازے کی طرف بڑھا۔

کھلی ہوا میں قدم رکھتے ہی تیز ہواؤں نے اسکے پورے وجود کو جھنجوڑ ڈالا تھا۔

ایسی کون سی آفت آگئی تھی خانم۔۔جو یوں گرم بستر چھوڑ کر تم اس "ٹھٹھراتی ہوئی سردی میں کھڑی ہو۔۔؟

دونوں بازو اسکے پیٹ کے گرد باندھے ضرار نے ایک جھٹکے سے اسے سینے میں بھینچتے مدہم مگر سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔

نعمت اچانک اسکے یوں آجانے پر گھبرائی تھی، چہرہ ایکدم سے گلابی پڑ گیا وہ اس وقت سیاہ رنگ کی خوبصورت پاؤں تک جھولتی نائیٹی میں تھی۔

خوبصورت بدن سیاہ نائیٹی میں پہلے سے بھی زیادہ قہر ڈھا رہا تھا۔

آپ۔۔آپ کب اٹھے ؟"نعمت نے کپکپاتے ہوئے لہجے پر بمشکل سے " قابو پاتے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

ضرار پاشا کے سوتے ہی وہ بنا آواز کیے اسکے حصار سے نکل آئی تھی۔شاور لینے کے بعد وہ یونہی بے مقصد پورے گھر کا جائزہ لینے لگی جب اچانک اسکی نظر گلاس ڈور پر پڑی۔۔تو بے اختیاری میں وہ اسی سمت چلی آئی۔۔۔

اس سرد موسم میں کھڑی وہ اپنی زندگی کے سود وزیاں کا حساب لگا رہی تھی کہ اچانک ضرار پاشا خان اسکے سر پر کسی بھوت کی طرح نازل ہوا۔

اسی وقت جب تم اپنے خان کو سوتا چھوڑ کر ان سرد ہواؤں سے محو گفتگو ہو" "رہی تھی۔۔

بھیگے بالوں میں اپنا چہرہ چھپائے وہ مخمور لہجے میں بولتے نعمت کو چپ کروا گیا

۔۔

اسکی خاموشی محسوس کرتے ضرار کی گرفت میں شدت آئی۔۔

ایکدم سے اسکا رخ اپنی سمت موڑے وہ بڑی بے باکی سے نعمت شاہ کے چہرے پر اپنی قربت کے رنگوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔۔

بے حد نرمی سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس نے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔

نعمت سرد سانس بھرتے آنکھیں مزید سختی سے میچ گئی تھی۔۔

ضرار پاشا خان کا جھلساتا لمس اسکی جان پر بن آیا تھا۔۔پورا وجود بری طرح سے کانپ رہا تھا۔۔

شاور کیوں لے لیا اتنی جلدی؟"جھک کر اسکی صراحی دار گردن پر بوسہ " دیے وہ بہکتے ہوئے سے لہجے میں بولا۔۔

نعمت گھبراہٹ زدہ سی آنکھیں جھٹ سے کھول گئی۔۔

مم مطلب!!"ہونٹوں سے بے اختیار ہی یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔"

مطلب یہ کہ ہم ایک ساتھ لیتے شاور سویٹ ہارٹ!!تم نے اچھا خاصا "
موڈ خراب کر دیا!"ضرار کے لمس میں عقیدت،اور محبت شامل تھی وہ
محبت جو اسنے اپنی محرم کیلئے سنبھال رکھی تھی۔

پپ پاشا!!"وہ اسے خود سے دور کرتے لرزتے ہوئے لہجے سمیت بمشکل "
سے بولی تھی۔۔

اسکے انداز میں بے چینی تھی جبھی پاشا نے حیرت اور سنجیدگی سے اسے دیکھا
۔۔جو کچھ پریشان سی تھی۔۔

آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے؟"سیاہ آنکھوں میں گہرہ خوف چھایا ہوا تھا"
۔وہ اسکے حقوق سے نہیں بس اس بات سے ڈرتی تھی کہ کہیں وہ اسے چھوڑ
ناں دے۔۔

ضرار نے آنکھیں چھوٹی کرتے بغور ان سیاہ نین کٹوروں میں دیکھا۔نعمت
جلدی سے نظریں چُرا گئی تھی۔

ضرار نے ایک جھٹکے سے اسے کمر سے تھامے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

یہ فضول سوچیں پالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں نعمت پاشا خان"

۔۔تم کسی عام آدمی کی بیوی نہیں ہو بلکہ ایک خان کی بیوی ہو۔اور ہم خان

مرتے دم تک اپنی عورت سے دستبردار نہیں ہوتے چھوڑنے کا تو سوال ہی

"!!نہیں اٹھتا

اسکی تھوڑی کو اپنے کھردرے انگوٹھے سے سہلاتے وہ ایک ایک لفظ پر زور

ڈالتے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

نعمت گہری سانس بھرتے اسے ایک نگاہ دیکھتے سر جھکا گئی۔۔

ضرار نے افسوس سے سر جھٹکا۔۔"تمہاری ان بے وقوفانہ باتوں اور"

سوچوں کی وجہ سے میں اپنا یہ ٹرپ ہر گز بھی خراب نہیں ہونے دے سکتا

مائے لیڈی۔۔تو بہتر یہی ہے کہ جتنا وقت ہم یہاں ہیں۔۔اچھی بیویوں کی

"طرح اپنا ہر فرض نبھاؤ۔۔۔ ہمممم۔۔۔اب چلو روم میں میں آتا ہوں۔۔۔

نعمت شاہ کے گالوں کو تھپکتے وہ سنجیدہ اور دوٹوک انداز میں بولا تو نعمت جھٹ سے سر ہلاتی وہاں سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ ضرار پاشا خان جینز کی پاکٹس میں ہاتھ پھنسائے کسی غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے آنے میں شاید دیری ہو جائے میری جان اپنا خیال رکھئے گا۔۔اور " دروازہ کسی کی لئے بھی مت کھولیے گا۔۔میں آؤں گا تو خود ہی دروازہ "کھولوں گا۔۔

وہ اسکا گال تھپکتے اسے سنجیدگی سے سمجھا رہا تھا روپ بغور اسے سن رہی تھی

۔۔

تھوڑی دیر پہلے ہی دونوں نے ایک ساتھ ناشتہ کیا تھا۔

اوراب بدر عالم اپنی یونیورسٹی جانے کیلئے تیار تھا۔روپ نے اسے بہت بار روکا تھا کہ طبعیت ٹھیک نہیں مت جاؤ مگر بدر کا جانا ضروری تھا اسی لئے وہ ڈاکومنٹس سبمنت کروا کے جلدی واپس آنا چاہتا تھا۔۔

آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا عالم!!"روپ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے " ساتھ کہا تھا۔بدر اسکے سر پر بوسہ دیے دروازے سے باہر نکل گیا۔۔

روپ نے سرد سانس بھرتے اس حالی در و دیوار کو ایک نظر گھورا۔

کام تو اتنا تھا نہیں مگر پھر بھی دل بہلانے کو وہ کام میں جٹ گئی۔گندی ڈشز دھو کر اسنے سب سے پہلے کچن سمیٹا تھا۔۔اسکے بعد اپنے بیڈ روم کو ایک بار پھر سے سیٹ کرنے کے بعد وہ باہر نکل آئی۔ڈائننگ ٹیبل، صوفے پر ایک چیز کو وہ دو دو بار جھاڑتے اب اداسی سے صوفے پر گر گئی۔۔

اسے بیٹھے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک سے دروازے پر بیل ہوئی۔۔

روپ گھبراہٹ اور حیرت سے دروازے کو گھورنے لگی۔۔

دروازے پر بار بار ہو رہی دستک پر وہ چار و ناچار صوفے سے اٹھی تھی۔

کون ہے؟"دروازے کے قریب جاتے وہ اونچی آواز میں پوچھنے لگی۔"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔

کون ہے؟"روپ نے پھر سے پوچھا۔۔"

کوریئر والا میم!!"اب کی بار دوسری طرف سے جواب آیا تو روپ چونکی"

اور پھر بدر کا خیال آتے ہی وہ شرما کر سر جھٹکتے دروازہ کھول گئی۔۔

سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔دور دور تک سڑک پر گاڑیاں ہی کھڑی تھی۔۔

روپ نے آگے پیچھے نظریں دوڑائیں۔تو تھوڑی ہی دور فرش پر ایک بڑا سا ڈبہ پڑا تھا۔

آسمانی رنگ کی خوبصورت پاؤں سے ذرا اوپر تک آتی فراک میں چوڑی دار" پاجامے اور ہم رنگ دوپٹے سے پورے سر کو اچھے سے کور کیے وہ اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں پھیلائے آگے پیچھے دیکھ رہی تھی۔۔

دور کھڑی ایک گاڑی میں بیٹھے دانیال جعفر کے لبوں پر اس کی معصومانہ حرکت پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

نظریں گھوم پھر کر اس حسین تل پر جا ٹھہری جو آج بھی پوری طرح سے " چمک رہا تھا۔

میرا نام! "ڈبے پر موجود روپ شاہ کے نام کے قریب ہی ہارٹ شیپ میں " ایموجی اور ساتھ ہی لو لکھا گیا تھا۔۔

روپ کے ہونٹوں پر شرمیلی سے مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔۔ایک لمحے میں اسنے آگے بڑھتے وہ ڈبہ اُٹھاتے اپنی گود میں بھرا۔۔

اسکی آنکھوں میں خوشی کی چمک دیکھ دانیال جعفر نے اپنے سینے میں مچلتے دل کو بری طرح سے مسلا۔۔

دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اسی لمحے اسے قید کر لے۔۔۔ مگر نہیں وہ اسے خود سے ڈرانا یا خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اس خوبصورت چہرے پر صرف معصومیت بچتی تھی۔اور دانیال جعفر یہ معصومیت تاعمر دیکھنے کا خواہش مند تھا بھلا وہ کیونکر اسے تکلیف پہنچاتا۔

کافی دیر تک وہ سیٹ سے ٹیک لگائے اس بند دروازے کو دیکھتا رہا۔ جہاں سے روپ شاہ اندر داخل ہوئی تھی۔ سر جھٹکتے وہ زیر لب مسکراتے سن گلاسز آنکھوں پر چڑھائے اب رخ آگے کی سمت موڑ گیا۔

فارم ہاؤس لے چلو ڈرائیور۔۔۔اپنی بے چین کیفیت کے زیر اثر اسنے " شرٹ کے بٹن کھولتے ڈرائیور کو حکم دیا۔۔ سر سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ روپ شاہ کے سراپے کو یاد کر رہا تھا۔۔ہاتھ میں سلگتا سگار اسکی انگلیوں کو زخمی کر گیا تھا۔

مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔روپ۔۔۔میری روپ!! بہت جلد تم میرے پاس ہو گی۔۔ صرف میری۔۔!!"اس کے ہونٹوں سے ہلکی مدہم سے سرگوشیوں میں یہ الفاظ ادا ہوتے خاموش ہواؤں میں گم ہوتے چلے گئے۔۔

★★★★★★★★★★★★

سبز آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے آغا جان نے جبڑے بھینچ کر اسال آغا شاہ کی نشست پر براجمان ہوتی محمل قریشی کو دیکھا۔

ان کے ساتھ ساتھ باقی سب کی حالت بھی ایسی ہی حیرت انگیز تھی۔۔

نفیسہ شاہ گہری سانس بھرتے سر جھکائے خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔۔

اپنے بیٹے کیلئے وہ اس لڑکی کو قبول کر چکی تھی۔۔

اب بھلا وہ جیسے بھی رہتی انہیں کوئی پرواہ نہیں تھی۔

سیماب سرخ چہرے سمیت دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اسے کاٹ دار نظروں سے گھور رہی تھی۔خدیجہ تو اتنی بے عزتی کے بعد کمرے سے باہر تک نہیں آئی تھی۔

اے لڑکی اٹھو یہاں سے۔۔۔یہ نشست سردار کی نشست ہے تم جیسی دو"
"کوڑی کی لڑکی اس نشست پر ہر گز نہیں بیٹھ سکتی۔۔

ثمینہ شاہ کا تو پورا وجود مانو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کہ مترادف جل بھن رہا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ محمل کو جان سے مار دیتی۔۔

نیلی آنکھیں اٹھائے اسنے دوسری طرف بیٹھی ثمینہ شاہ کو اور پھر ایک نگاہ اپنی ساس کو دیکھا۔۔نفیسہ شاہ کے چہرے پر پھیلا تناؤ وہ بخوبی دیکھ پا رہی تھی

۔۔

آغا جان بنا کھانا کھائے ہی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔ان کے جانے کی دیر تھی۔۔ ثمینہ شاہ سارا لحاظ بالائے طاق رکھتی محمل کو خونخوار نگاہوں سے گھورتے پھنکاری۔۔

محمل خاموش سے سر جھکائے پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔

سنا نہیں تم نے بہری ہو گئی ہو کیا۔۔دو ٹکے کی غریب لڑکی اٹھو فوراً سے "

یہاں سے!!"ثمینہ شاہ کا لہجہ نفرت کی انتہاؤں پر تھا۔۔

سیماب کے چہرے پر خوشی کے پھول سے کھل اٹھے۔۔

تھوڑی دیر پہلے وہ اسال آغا شاہ کے کمرے میں گئی تھی جس پر اسال نے اسے بہت کھری کھری سنائی تھی۔۔

ان سب میں بھی اسے محمل کا قصور نظر آرہا تھا وہ یہ نہیں سوچ پا رہی تھی کہ قصور اس کا اپنا تھا وہ ایک شادی شدہ مرد سے مراسم بڑھانا چاہ رہی تھی۔۔

بھلا اس میں قصور کسی دوسرے کا کیسے کو سکتا تھا۔

محمل گہری سانس بھرتے چہرے پر ڈھیروں لاچارگی سمیٹ کر اٹھی۔۔

پلیٹ جان بوجھ کر پیچھے کی طرف کھسکائی۔۔

اسے خاموشی سے اٹھتا دیکھ ثمینہ شاہ تنفر آمیز نگاہ اس پر ڈالتے مسکرائی تھی

۔۔

رکو محمل۔۔واپس بیٹھو!!" محمل جیسے ہی مڑی۔۔نفیسہ شاہ نے دونوں"

ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کرتے اسے سنجیدگی سے روکا۔۔

محمل کے ہونٹوں پر گہری مسکان امڈی۔۔وہ چاہتی تو ثمینہ شاہ کو خود بھی جواب دے سکتی تھی مگر نفیسہ شاہ کا اسے روکنا اسکی عزت کو اس خاندان کے ہر فرد میں دوگنی کر گیا تھا۔۔

مگر چھوٹی بی بی سائیں نے تو مجھے منع کیا ہے۔۔"آنکھیں پٹپٹا کر وہ"
معصومیت سے بولی۔
بی بی سائیں نہیں۔۔چچی ہیں یہ تمہاری بلکل ویسے ہی جیسے اسال کی چچی"
"!!ہیں۔بیٹھ جاؤ واپس۔۔اور کھانا کھاؤ
نفیسہ شاہ کے دوٹوک لہجے میں کہنے پر ثمینہ شاہ اور سیماب آفندی حیرت و بے یقینی سے منہ کھولے اسے دیکھے گئ۔
جبکہ محمل معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے پورے روعب سے بیٹھی۔ پورے وجود میں سکون کی لہر سی دوڑی دوڑی تھی۔نیلی آنکھیں اٹھائے اسنے ایک نگاہ سیماب آفندی اور ثمینہ شاہ کے دھواں اڑاتے چہروں کو دیکھا۔
ثمینہ شاہ۔۔محمل میری بہو ہے اسکی پہچان کیلئے شاہ حویلی اور میرے آغا کا"
نام ہی کافی ہے۔مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ میری بہو سے تمیز کے دائرے
"میں رہ کر بات کریں گی۔۔

نفیسہ شاہ کے سرد و سپاٹ لہجے پر ثمینہ شاہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"آپ اس لڑکی کی وجہ سے مجھ سے ایسے بات کر رہی ہیں۔۔

ثمینہ شاہ کا غصّے اور بے بسی سے برا حال تھا۔دانت پیستے وہ چلائی تھی۔۔جبکہ نفیسہ شاہ کا اطمینان یونہی قائم تھا۔۔

یہ لڑکی میری بہو ہے۔اس لیے بہتر ہو گا کہ آپ ان سب معاملات سے"
"!!دور رہیں

نفیسہ شاہ نے گہری سانس بھرتے دو ٹوک انداز میں کہتے گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔

"!! نوری۔۔"

جی بی بی سائیں!!"نفیسہ شاہ کی پکار پر نوری بھاگ کر آگے بڑھی۔"

"میں نے مٹن بنانے کا کہا تھا اگر بن گیا ہے تو اپنی بی بی کیلئے لاؤ۔۔"

نفیسہ شاہ کے سنجیدہ گھمبیر لہجے میں کہنے پر نوری فوراً سے سر ہلاتے باورچی خانے کی سمت بڑھ گئی۔

باورچی خانے میں کھڑی ملازمہ جلدی سے سالن پر ڈھکن چڑھائے ایک سمت ہوئی۔۔نوری نے گھور کر اس ملازمہ کو دیکھا اور پھر ڈونگہ لاتے اس میں سالن ڈالے وہ باھر نکلی۔۔

ثمینہ شاہ تو زہر کے گھونٹ بھرتے یہ مناظر دیکھ رہی تھیں۔۔ محمل قریشی کی اتنی عزت اتنی تکریم ان سے ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔

نوری نے ڈونگہ نفیسہ شاہ کے قریب رکھا تھا۔جو ڈش پکڑتے اب عجلت میں ڈش میں سالن نکال رہی تھی۔

"بڑی بی بی سائیں مجھے یہ نہیں کھانا۔۔جانے کیوں مگر مٹن دیکھ کر اسے ابکائی سی آ رہی تھی۔

سیماب تو قہر برساتی نگاہوں سے محمل کو دیکھ رہی تھی۔۔جس کے نازو نخرے اٹھائے جا رہے تھے۔

"بی بی سائیں نہیں اماں سائیں!!خاموشی سے یہ کھاؤ اپنی خوراک بہتر کرو لڑکی۔۔جتنا کھاو پیو گی اتنا ہی میرا پوتا تندرست رہے گا!!"

نفیسہ شاہ سخت لہجے میں کہتی اب ڈش محمل کے سامنے رکھ گئی۔۔

گہری سانس بھرتے وہ برے برے سے منہ بناتے ڈش کو گھور رہی تھی۔۔

جبکہ نفیسہ شاہ کی تنبیہی نگاہیں خود پر پاتے وہ گہری سانس بھرتے رہ گئی۔

اس سے پہلے کہ وہ روٹی کا نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالتی کسی نے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے وہ نوالا چھین ڈالا۔۔

سالن کی ڈش اٹھائے ایک جھٹکے سے فرش پر دے ماری۔۔نفیسہ شاہ ہڑ بڑا کر منہ پر ہاتھ رکھتے اٹھی تھی۔۔جبکہ محمل کا سانس بری طرح سے سینے میں اٹکا

،

چہرہ ایک دم سے نیلا پڑ گیا۔ثمینہ شاہ نے حیرت سے ماتھے پر بل سمیٹے اپنے سامنے کھڑے اسال آغا شاہ کو گھورا جس کے چہرے پر بلا کی سرد مہری تھی۔

اسال یہ سب کیا ہے؟"نفیسہ شاہ اسکی حرکت پر کافی برہم دکھ رہی تھی۔"

ملازمین بھی حیرت سے سانس روکے اپنے سردار کو دیکھ رہے تھے۔جس کے چہرے پر خطرناک حد تک سرد تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔

اختر دروازہ بند کرو۔۔ایک بھی شخص حویلی سے باہر نہیں جانے پائے۔۔"

"اسال آغا شاہ کی گرج دار آواز پر ہر کوئی چونکا تھا۔۔

محمل ہکا بکا سی اسے دیکھ رہی تھی جس نے آگے بڑھتے اسے نرمی سے تھامے اپنی طرف کھینچا۔۔

کھانا تو نہیں کھایا تم نے!!؟"چہرے پر ڈھیروں سرخی سمیٹے وہ بمشکل سے" اپنے تنے اعصاب کو کنڑول کرتے نرمی سے استفسار کرنے لگا۔۔

بے ساختہ ہی محمل نے سر نفی میں ہلایا۔۔آنکھوں میں ڈھیروں خوف و گھبراہٹ چھایا تھا۔

ننن نہیں۔۔"محمل کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا وہ بے ساختہ ہی گردن" نفی میں ہلا گئی۔۔

ہوا کیا ہے آغا۔۔۔اتنے پریشان کیوں ہو۔۔؟"نفیسہ شاہ نے کسی قدر" متعجب ہوتے اس سے پوچھا۔

جس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

کمرے میں جاؤ محمل میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔۔۔"اسکے گال کو تھپکتے"
وہ بمشکل سے اپنے اشتعال پر قابو پاتے سنجیدگی سے بولا۔
محمل سر ہلاتے اسکی آنکھوں میں سرد مہری دیکھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ جبکہ اسال آغا شاہ نے ایک نگاہ اسکی پشت پر ڈالے گہری سانس بھرتے فرش پر گرے کھانے کو دیکھا۔

★★★★★★★★★★★★

"سکندر تُو نے بلایا مجھے ؟ کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تیری۔۔؟"
گریبان کے بٹن لگاتے دراب خان عجلت میں اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ایک نگاہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھے زارون سکندر خان پر ڈالے وہ آگے بڑھتے استفسار کرنے لگا۔

ہمم میرا بازو ٹھیک کر دے دراب پٹی ہل گئی ہے جگہ سے !"زارون نے" سپاٹ لہجے میں کہتے اپنے بازو سے نکلتی پٹی کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ جسے وہ خود نکال چکا تھا۔۔

دراب پریشانی سے اسکی طرف لپکا۔۔ گھٹنہ فولڈ کیے اسکے قریب بیٹھتے وہ متفکرانہ نظروں سے اسے دیکھے گیا۔۔

کیا ہو گیا ہے تجھے یار۔۔ حالت دیکھ اپنی کہا بھی تھا احتیاط کرنا۔۔"دراب" خان اسکی پٹی درست کرتے خاصے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

زارون نے سپاٹ نگاہوں سے اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے اسے گردن سے دبوچتے وہ دونوں ٹانگیں اسکے پیٹ پر رکھتے اس پر چڑھ بیٹھا۔

دراب اس اچانک ہوئے حملے پر بلبلاتے ہوئے چیخا تھا۔۔ جبکہ گردن پر زارون سکندر خان کی گرفت پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوئی تھی۔۔

زززارررونن۔۔۔ چچچ چھوڑڑڑ!!"سانس بند پڑنے پر اسکے حلق سے گھٹی" گھٹی سی آواز نکلی۔۔

جبکہ زارون سکندر کی وخشیانہ گرفت کسی بھی طور پر ڈھیلی نہیں پڑی۔۔

تیری بیوی میری بیہوشی میں میرے ساتھ کیا کرتی رہی ہے دراب"

"خان۔۔؟؟

زارون سکندر خان کی پھنکار پر دراب کا رنگ نیلا پڑا۔۔آنکھیں حد درجہ پھیلی تھی۔۔

دراب خان نے پوری قوت لگا کر اپنی گردن اس وخشی انسان کی گرفت سے آزاد کی۔

مم میں نے نن نہیں!! ووہ خود۔۔۔"کمینے انسان تُو نے ویڈیو کیوں بنائی" ۔۔؟بیوی تیری ہے اور تو نے اسے اتنی ڈھیل دے رکھی ہے کہ وہ کسی کے "ساتھ بھی منہ مارتی پھرے۔۔۔

بائیں ہاتھ کا پنچ بنائے اس نے پوری قوت سے اسکے قریب تکیے پر مارتے ہوئے کہا۔

دراب کا سانس ایک بار رک کر آیا۔۔

ددد یکھ زززارون۔۔ ممم میری بیوی ہہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ تتیری"
معشوقہ بھی ہے۔۔ مم نے تت تیری عزت بچائی ہے اس عورت سے۔۔۔
"

تیری توسالے تیری وجہ سے میری مینے مجھ سے دود فعہ خفا ہوئی ہے۔۔اور
"!!تو آگے سے زبان لڑا رہا ہے مجھ سے
اسکا گریبان اب زارون کے ہاتھوں میں تھا۔۔زارون جبڑے بھینچے اسے
خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے جان سے مار دیتا
۔

دیکھ زززارون مم میں تیرا بہنوئی ہوں۔۔ تیری بب بہن کا اکلوتا شوہر۔۔۔"
پہلی بار تیرے گھر پر آیا ہوں۔۔کچھ تو حیا کر۔۔"دراب ناراضگی بھرے
انداز میں کہتے اپنا کالر اسکی گرفت سے آزاد کروانے لگا۔
کچھ بعید نہیں تھا کہ آج وہ اسے جان سے ہی مار ڈالتا اسی لیے اس نے پہلے ہی
اسے اپنے اور اسکے رشتے کی یاد دہانی کروائی۔۔

اسی بات کا افسوس ہے مجھے دراب خان کہ تو میری حریم کا شوہر ہے و گرنہ "
جو اوچھی حرکتیں تو کرتا پھر رہا ہے میرا بس چلتا تو میں تجھے کب کا اس دنیا سے
"رخصت کروا چکا ہوتا۔۔

زارون نے ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔دراب
خان اس معصومیت سے دیکھتا رہ گیا۔۔

بس آخری دفعہ معاف کر دے میرے یار آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا "
!!"

دراب نے عاجزانہ انداز میں درخواست کی تھی۔۔زارون معافی کیلئے اگر
اسے اس کے ہاتھ پیر بھی جوڑنے پڑتے تو وہ اس سے بھی گریز ناں کرتا۔۔

ٹھیک ہے تجھے معافی ملے گی مگر ایک شرط پر۔۔۔"اسکا کالر چھوڑتے "
زارون سکندر خان نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔۔جبکہ دراب خان اب
سہمی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا آخر وہ زخمی شیر اس سے کیا کروانے والا تھا

۔۔

★★★★★★★★★★★★

کافی دیر تک چت لیٹی وہ خاموشی سے چھت کو گھورتی رہی تھی۔دل ودماغ" میں الگ سی جنگ چل رہی تھی۔۔اپنے پیٹ پر موجود ضرار پاشاخان کے ہاتھ کو نظریں جھکا کر دیکھتے نعمت نے گردن موڑے اسے دیکھا۔۔جو اسکے بلکل برابر سو رہا تھا۔

نعمت سے کوئی بھی بات کرنا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔۔

کافی دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد جب نیند نہیں آئی تو اسنے بڑے استحقاق سے اسے اپنے حصار میں لیتے چہرہ اسکے سینے پر رکھا تھا۔۔

نعمت کا پورا وجود دہکتے کوئلوں کی بھٹی میں جل رہا تھا۔۔ضرار پاشاخان کو وہ اب تک سمجھ نہیں پائی تھی۔۔وہ شخص اچانک اسکی زندگی میں آیا تھا۔

اس کی زندگی کا مالک بنا اسکی بیٹی کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد اب اسکی سانسوں پر تسلط جمائے اس پر مکمل قابض ہو رہا تھا مگر جانے کیوں نعمت اسکی آنکھوں میں وہ محبت وہ چاہت نہیں ڈھونڈ پا رہی تھی۔

جو شاید اسکا حق تھی۔۔ عجیب سی بے چینی بے کلی سی تھی۔بے اختیار اسنے ضرار کے ہاتھ کو خود سے دور جھٹکا۔

کروٹ کے بل بوتے وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے بری طرح سے رو دی۔

نازک وجود بری طرح سے ہچکولے کھا رہا تھا۔۔احساس کمتری بری طرح سے اسکے وجود کو نوچے جا رہا تھا۔۔

وہ جانتی تھی محمل قریشی اسکی محبت تھی۔۔اسکی بچپن کی چاہت۔۔۔ مگر اب اب تو وہ تھی اس کی بیوی۔۔ پھر بھی وہ ادھورا کیوں تھا۔کیوں اسکے لمس میں "کوئی شدت کوئی محبت نہیں تھی نعمت کیلئے۔۔

اکیلے اکیلے کیوں رو رہی ہو خانم۔۔۔یہاں آؤ میری بانہیں موجود ہیں"

"یہاں رو لو میرے سینے سے لگ کر۔۔۔

وہ جو اسے سوتا ہوا سمجھ رہی تھی۔اب اسکی گھمبیر آواز پر نعمت کے وجود پر سکتہ سا طاری ہوا۔۔

ضرار اسکے وجود میں کوئی حرکت ناں پاتے اسے نرمی سے کمر سے تھامے" اپنے نزدیک کھینچ گیا۔

ایک ہاتھ اسکے کمر نے گرد لپٹائے وہ بغور اسکی بند لرزتی آنکھوں کو دیکھے گیا

۔۔

کس بات پر اتنا رویا جا رہا ہے۔؟"اسکے آنسوں کو انگلی سے چنتے وہ بے حد" نرم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

نعمت کا سر اسکے بازو پر تھا۔۔بس اسکے پوچھنے کی دیر تھی نعمت شاہ کے رونے میں اور بھی روانی آئی۔۔۔ضرار نیند سے چور آنکھیں اس پر ٹکائے بس خاموشی سے اسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔

بس کردو خانم کیا چاہتی ہو۔۔رو رو کر دریا بہانا چاہ رہی ہو۔۔!!"ضرار"
نے گہری سانس بھرتے اسکے چہرے کو نرمی سے چھوا۔۔نعمت جھٹپٹا کر اسکا
ہاتھ دور جھٹک گئی۔۔

اسکی حرکت پر ضرار پاشا خان کے چہرے پر کئی بل سمٹے۔ابرو اچکاتے اسنے
شہد رنگ آنکھوں میں سرد مہری سمیٹے پھر سے اسکے گال پر ہاتھ جمایا۔۔
جس پر وہ تڑپ کر اس کی پہنچ سے دور ہوتی اسے خود سے دور دھکیل گئی۔۔
ضرار جبڑے انتہائی حد تک بھینچے بس اسے خاموشی سے دیکھتا رہ گیا۔
غالباً یہ مزاحمت تمہیں صبح کرنی چاہیے تھی اب ان سب کو میں سمجھوں"
؟"وہ انتہائی بے باکی سے کہتے اسکے چہرے کو گھور کر دیکھتے ایکدم سے اسکے
قریب ہوتے اسکے چہرے پر جھکا تھا۔

نعمت نے بے ساختہ ہی بھیگی آنکھیں جھپکتے اسے غصے سے گھورا۔۔لرزتا ہاتھ
اسکے سینے پر رکھتے اسے خود سے دور کیا۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ صرف مجھ پر احسان کرنے کیلئے میرے حقوق"
"!!دے رہے ہیں تو میں آپ کو یہ احسان کبھی بھی ناں کرنے دیتی پاشا خان
واٹ۔۔؟؟احسان؟؟"ضرار ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھتا رہ"
گیا۔۔

"یہ کیا بکواس بھر رہی ہو اپنے ذہن میں تم۔۔۔؟ہمم۔۔"

ضرار کا لہجہ اچانک سخت پڑا تھا وہ اسکی فیلنگز کو احسان کا نام دے کر اسے کیا ثابت کرنا چاہتی تھی۔وہ مانتا تھا کہ وہ محمل قریشی کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا تھا اور ناں ہی اس نے کبھی نعمت اور محمل میں مقابلہ کیا تھا۔۔

اسکی بیوی اسکے لئے سب سے بڑھ کر تھی مگر آج اسے پہلی بار یہ احساس ہوا تھا کہ وہ اسکی دوست کی محبت بھی تھی۔ساحر شاہ کا عشق تھی وہ لڑکی جو قسمت کی ستم ظریفی سے آج اسکی بیوی بن چکی تھی۔۔

بس ایک یہی دکھ،یہی درد ہی تو تھا جو وہ اپنے آپ میں نہیں رہا تھا مگر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ وہ نعمت پر کسی قسم کا احسان کر رہا تھا۔اسے پہلے

سے ہی علم تھا اس رشتے کو استوار کرنے میں اسے دونوں طرف سے دشواریاں آئیں گی۔

اور ہوا بھی وہی تھا۔ وہ اپنے دل سے محمل کا عکس تو دھو چکا تھا مگر ساحر شاہ کی یادوں کو کبھی چاہ کر بھی نہیں نکال سکتا تھا۔ اور ناں ہی وہ نعمت شاہ پر یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اسکے ساحر کی بیوی تھی۔

"بکواس نہیں کر رہی میں۔۔۔ میں جو بھی کہہ رہی ہوں سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ بتائیں جب آپ محمل کو بھول نہیں پا رہے تو کیوں آئے میرے قریب!!"

وہ لمحوں میں اسکا گریبان جکڑتے شدت بھرے انداز میں چیخی تھی۔۔ ضرار نے بے اختیار گردن موڑ کر نور کو دیکھا جو سو رہی تھی۔

"سیاہ آنکھوں میں شدید جلن اور محبت کی ہلکی سی آگ دہک رہی تھی۔۔ اس آگ میں جھلستے نعمت شاہ کا تن بدن خاکستر ہوتا جا رہا تھا۔۔

معاضرار پاشاخان کی شہد رنگ آنکھوں میں شریر سی چمک اٹھی۔۔لبوں کے کونوں پر دلفریب مسکراہٹ سمیٹے اسنے لب دانتوں تلے دبائے دوسرے ہی لمحے نعمت شاہ کی نائیٹی کو گریبان سے جکڑتے اسے کھینچتے خود سے نزدیک کیا۔

اسکی بے باک حرکت پر نعمت کے چہرے پر پورے وجود کا خون سمٹ آیا۔۔ نظریں شرم وحیا سے بے ساختہ ہی جھکائے وہ ایک دم سے اسکا گریبان چھوڑ گئی۔اسکی اختیاط پر ضرار کافی محفوظ ہوا۔۔

سچ سچ بتاؤ کیا میرے نزدیک آنے پر تمہیں ساحر شاہ یاد نہیں آیا۔۔"اپنی" سلگتی سانسیں اسکے چہرے پر چھوڑتے وہ ایک ابرو اچکاتے تفتیشی انداز میں اسکے خوبصورت چہرے کو جانچ رہا تھا۔۔

نعمت نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔

ہاں یہ سچ تھا کچھ لمحات کیلئے ساحر شاہ اسکے حواسوں پر طاری رہا تھا مگر پھر" ضرار پاشاخان نے اسے کچھ یاد نہیں رکھنے دیا۔

نن نہیں تو بلکل بھی نہیں!!"نعمت نے جھٹ سے بے ہنگم سانسوں کے "

بیچ جواب دیا تھا۔

اسکا عجلت بھرا انداز ضرار کے لبوں پر دلفریب سی مسکراہٹ بکھیر گیا۔

بے ساختہ ہی اسنے جھک کر اپنے دہکتے ہونٹ نعمت شاہ کی پیشانی پر رکھے۔۔

نعمت اسکے شدت بھرے انداز میں آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

بلکل اسی طرح محمل قریشی بھی مجھے یاد نہیں آئی۔ نعمت پاشاخان ضروری"

نہیں کہ میری اداسی کے پیچھے صرف وہی وجہ ہو۔۔اس سے جلنے کی کوئی

ضرورت نہیں تمہیں۔۔وہ اب تمہارے بھائی کی زندگی میں پوری طرح

سے شامل ہو چکی ہے۔۔اسکی اولاد کو جنم دینے والی ہے۔۔اس لئے اب اسے

یاد کر کے اپنا خون مت جلایا کرو۔ یہ خان صرف تمہارا ہے اب تاعمر

"!!کیلئے

ہونٹوں کا لمس اسکی پیشانی سے رینگتے اسکی کنپٹی اور پھر گالوں تک آیا تھا۔۔

نعمت بری طرح سے لرزتے گہرے سانس بھرتی آنکھیں سختی سے میچ گئی۔

"پپ پاشا کیا سچ میں مم میرے لالا بب بابا بننے والے ہیں؟"

ضرار کو اسکی آواز میں سوال اور عجیب سی خوشی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ آنکھیں موندے اسکی گردن چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔۔

ہمم۔۔"اس سے زیادہ بولنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔۔اگر وہ پوچھ لیتی کہ وہ کیوں اس کے لالا اسکی حویلی پر نظر جمائے ہوئے ہے تو وہ کیا جواب دیتا۔۔

جواب تو صاف تھا وہاں موجود وہ لڑکی۔۔اگلی ساری زندگی کیلئے ضرار پاشا خان کی نظریں اس حویلی پر رہنے والی تھی۔۔ محمل قریشی کو ملنے والی ذرا سی تکلیف وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

معاملہ حق یا عزت کا نہیں یہ معاملہ محبت اور عشق کا تھا۔۔کئی کہانیاں ادھوری ہو کر بھی مکمل لکھی جاتی ہیں اور ضرار پاشا خان اور محمل قریشی کی محبت کی کہانی بھی انہی کہانیوں میں سے ایک تھی۔

★★★★★★★★★★★★

آغا کیا ہوا ہے ؟اس قدر غصے میں کیوں ہو تم ؟"نفیسہ شاہ اسکے سرد تاثرات" کو دیکھتے متفکرانہ انداز میں اسکے قریب ہوئی۔۔کندھے پر ہاتھ رکھتے انہوں نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا جو اب تک فرش پر گرے سالن کو گھور رہا تھا

۔۔

ایک منٹ اماں سائیں۔آپ ایک طرف ہو جائیں!!" نظریں جھکائے وہ" کمال ضبط سے بولا۔

وہ غصے میں بھی اپنی ماں کی عزت نہیں بھول سکتا تھا۔۔نفیسہ شاہ بے ساختہ ہی ایک طرف ہوئیں۔۔سیماب اور ثمینہ شاہ دونوں ہی پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جس کے چہرے پر وحشت سی چھائی ہوئی تھی۔

"!!سرکار سائیں یہ ہے وہ ملازم جو سبزیاں اور گوشت خرید کر لایا تھا"

جاوید عجلت میں اندر داخل ہوا۔اسکے پیچھے ہی اختر ایک ملازم کو بری طرح سے پیٹتے ہوئے بالوں سے گھسیٹتا اندر لایا۔۔ایک جھٹکے سے اس ملازم کو اسال آغا شاہ کے قدموں میں برائے جاوید ایک طرف ہو کر ہاتھ پشت پر باندھ گیا۔۔

حویلی میں ہو رہے ہنگامے کی خبر اغا جان کو بھی ہوئی تھی۔۔وہ لمبے لمبے ڈھک بھرتے زنان خانے میں آئے جہاں اسال آغا شاہ کافی بپھرا ہوا سا کھڑا تھا۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟"آغا جان کی سرد آواز پر اسال نے گردن موڑ کر" انہیں دیکھا۔اور پھر زمین پر گرے ملازم پر ٹوٹ پڑا۔۔چند ہی منٹوں میں وہ اس ملازم کے منہ کا نقشہ بری طرح سے بگاڑ گیا تھا۔۔اسکا پورا چہرہ لہولہان ہو کر رہ گیا تھا۔

اسال نے اسی پر بس نہیں کی تھی۔۔وہ اسکے پیٹ پر ٹھڈوں اور لاتوں کی برسات کرتا چلا گیا۔۔آغا جان اسے مشتعل روپ کو دیکھ لب بھینچ کر رہ گئے ۔۔

وہیں اس ملازم کی چیخ و پکار پر محمل بھاگ کر باہر آئی۔۔ریکنگ کی اوٹ کے پیچھے چھپتے وہ گہری نیلی آنکھیں خوف سے پھیلائے اس ملازم کی ابتر حالت دیکھ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

اسال آغا شاہ کو اس نے ہر وقت نرم ہی پایا تھا مگر آج اس کا یہ وحشی روپ اسکے رونگھٹے کھڑے کر گیا۔۔نیلی آنکھوں میں اسکا خوف سا تیر پڑا تھا۔۔

اسال نے اس ملازم کی بازو کو بری طرح سے موڑتے اس کی پشت پر لگایا تھا۔ اسکی چیخی پوری حویلی کی در و دیوار کو ہلا کر رکھ گئی۔۔بے ساختہ ہی محمل نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخوں کو دبایا۔۔

خوف و دہشت سے بھری نیلی آنکھوں سے وہ اسال آغا شاہ کو دیکھتے اب بھاگتے ہوئے کمرے میں بند ہوئی۔

حویلی میں گونجتی آوازوں کو سن خدیجہ دوپٹہ اوڑھتے باہر آئی تھی ماتھے پر بل ڈالے وہ اب حیرت سے سامنے کا منظر دیکھ سانس روک گئی۔۔چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔

مم مجھے معاف کر دیں سسس سائیں۔۔۔ ممجھ سے غغلطی ہہو گگئی۔۔۔"""

وہ ملازم اسال آغا شاہ کے پاؤں کو جکڑتے بری طرح سے گڑگڑایا تھا۔۔

"معافی کس چیز کی معافی اسلم۔۔۔تمہاری تنخواہ سے زیادہ خرچ ہر ماہ تمہاری بیوی اور بچوں تک جاتا ہے صرف اور صرف اس سردار کے حکم پر۔۔مگر تم ۔۔۔تم نے اسی سردار کی اولاد کو جان سے مارنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔"

اسال آغا شاہ کی دھاڑ پر کسی کا سانس خشک کر گئی۔۔آج وہ ایک باپ کے روپ میں اپنی اولاد کے لیے لڑ رہا تھا۔خدیجہ اسکے وحشی روپ۔۔اسلم کی حالت دیکھ تھر تھر کانپتی خوف سے نیلی پڑ گئی۔۔ٹانگیں ایک دم سے بے جان ہوئی۔۔

ٹھہرو آغا۔۔۔"آغا جان کی گرج دار آواز پر اسال ایکدم سے رخ موڑ کر" انہیں دیکھتے اس سے دور ہوا۔

آغا جان قدم قدم چلتے اب اس ملازم کے سر پر پہنچے تھے جس کی خوفزدہ سی نظریں آغا جان کو دیکھ بند ہونے کو تھیں۔۔پورے جسم پر کپکپی سی طاری تھی۔۔

جاوید آغا جان کے مخصوص اشارے پر آگے بڑھا۔۔اسلم کو بالوں سے" جکڑتے وہ اسے گھٹنوں کے بل آغا جان کے سامنے بٹھا گیا۔۔

"سسس سائیں مممعاففف۔۔۔"

"کس کے کہنے پر تم نے ہمارے وارث کو ضرر پہنچانے کا سوچا!!؟

برف سے بھی زیادہ سرد اور برفیلے لہجے میں پوچھتے آغا جان اسکی طرف جھکے جو دہشت سے نیلا پڑ گیا تھا۔۔

اسلم نے نظریں پھیر کر ایک طرف کھڑی خدیجہ کو دیکھا۔۔ جس کے " چہرے پر خوف کے سائے منڈلائے وہ بے جان پڑتی ٹانگوں سے پیچھے کو کھسکی۔

" چچ چھوٹی ببب بی سس سائیں نے کہا تھا!!" وہ لزرتے ہاتھ کی انگلی خدیجہ کی طرف کرتے بمشکل سے بولا۔۔

سیماب نے منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔ جو اپنا کہا سچ کرنے والی تھی۔۔

ثمینہ شاہ تو اسکی دیدہ دلیری پر کافی متاثر لگ رہی تھی مگر انہیں افسوس تھا کہ آخر کار کیسے اسکا پلین فیل پڑ گیا۔۔ نفیسہ شاہ کا پورا وجود غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔

ان کے بیٹے کی خوشیوں کے پہلے ہی کم دشمن تھے جو اب خدیجہ بھی آگئی تھی

۔۔

جاوید اسے لے جاؤ یہاں سے۔۔آج کی ساری رات اسے ایسی سزا دو کہ "
اگر یہ کل تک زندہ بچ گیا تو یہ یاد کرے کہ آخر اس نے کس خاندان کے
ساتھ غداری کرنے کا سوچا!!'
آغا جان کے سرد لہجے میں دیے گئے حکم پر جاوید اور اختر اس ادھ مری حالت
میں پڑے ملازم کو گھسیٹتے ہوئے باہر کی طرف نکلے۔۔

خدیجہ ماتھے پر چمکتے پسینے کی بوندوں کو دوپٹے سے رگڑتے اب سانس خوف
سے روکے اپنی طرف بڑھتے آغا جان کو دیکھتے خوف و دہشت سے سفید پڑ
گئی۔

ہم نے تمہاری ہر بچکانہ حرکت کو اس لئے نظر انداز کیا کیونکہ تم ہماری"
نواسی ہو۔۔ مگر ہمارے پوتے کو جو کوئی بھی ضرر پہنچانے کا سوچے گا اسکا خشر
"کتنا تباہ کن ہو گا یہ ہوئی اسلم سے پوچھے۔۔۔چٹاخ
آغا جان کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔

خدیجہ کے گال پر ایک زوردار تھپڑ رسید کرتے وہ لہو ہو رہی نگاہوں سے اسے گھورتے مٹھیاں ضبط سے بھیج گئے۔

ثمینہ شاہ اور نفیسہ شاہ تو آغا جان کی حرکت پر منہ پر ہاتھ رکھتے رہ گئی۔۔ جبکہ اسال سپاٹ چہرے سمیت وہاں کھڑا تھا۔۔

تمہاری جگہ اگر کوئی اور عورت یہ کرتی تو اس وقت تک یہ اعروس ازمیر شاہ "اسکی چمڑی ادھیڑ دیتا۔۔ مگر افسوس کہ تم ہماری نواسی ہو۔۔۔

کل کا سورج تم اس حویلی میں نہیں دیکھو گی۔۔۔ کوئی بھی تمہاری مدد نہیں کرے گا اس حویلی سے۔۔ اپنا سامان باندھو اور ابھی کے ابھی فورا سے اس "! حویلی سے دفع ہو جاؤ

انتہائی سرد لہجے میں اسے حکم دیتے وہ ایکدم سے مڑے تھے۔۔ شرمندگی اور اہانت سے اپنے گالوں پر بہتے آنسوں کو ہتھیلی سے رگڑتے خدیجہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔

آج کے بعد اس حویلی میں سے کسی بھی فرد نے اس لڑکی کو یا ہمارے پوتے " کو ضرر پہنچانے کی کوشش کی تو اسکا انجام سزائے موت ہو گا۔۔ پھر چاہے وہ کوئی بھی کیوں ناں ہو !!"

ایک قہر برساتی نگاہ ان سبھی پر ڈالے آغا جان سپاٹ لہجے میں سبھی کو باور کرواتے اب لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر نکلے۔

آغا ان سبھی پر ایک نگاہ ڈالے عجلت بھرے انداز میں باہر کی سمت بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

دروازے پر مسلسل دستک دینے کے باوجود بھی دوسری طرف سے دروازہ نہیں کھولا گیا۔ بدر عالم شاہ ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اب متفکرانہ نظروں سے دروازے کو گھور رہا تھا۔

ایک نگاہ آگے پیچھے دوڑائے اسنے جیب سے ڈوبلیکیٹ چابی نکالتے دروازہ باہر سے کھولا۔۔

اندر داخل ہوتے اسنے دروازہ اندر سے لاکڈ کیا۔۔

ہاتھ میں پکڑی جیکٹ دور سے ہی صوفے کی طرف اچھالتے وہ اپنی گہری سبز آنکھیں گھمائے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔۔

رات کے ساڑھے بارہ کا ٹائم تھا۔اب تک شاید روپ سو چکی ہو۔۔وہ سر جھٹکتے خود ہی اپنے آپ پر غصہ ہوا تھا۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا روپ اکیلے نہیں رہ سکتی مگر پھر بھی وہ اسکے لیے راضی ہوئی تھی۔ مگر وہ چاہ کر بھی وقت پر نہیں لوٹ پایا تھا۔۔

یونی میں پارٹیز کا ماحول بن گیا تھا۔۔ہر دوسرا اسٹوڈنٹ آئے روز پارٹی دے رہا تھا مگر اتنے دنوں سے وہ نہیں جا پایا تھا اسی لئے آج سب کے اصرار پر اسے جانا پڑا تھا۔۔

شرٹ کے بٹن کھولتے اسنے کہنیوں تک بازو چڑھائے۔۔ بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ بھاری قدموں سمیت اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ دروازہ کھولتے ہی تاریکی نے اس کا استقبال کیا۔۔

لب دانتوں تلے دبائے وہ دبے قدموں بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ کمفرٹر میں سر تک لپٹی اپنی بیوی پر ایک نگاہ ڈالتے اس نے سائیڈ لیمپ جلایا۔۔ کمرہ ہلکی سی روشنی سے نہا گیا۔۔ بدر نے ایک نگاہ روپ کے ڈھکے سر پر ڈالی ۔۔ گھڑی اتارتے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ شاور لینے کی غرض سے مڑا۔ مگر اچانک پاؤں کے نیچے کچھ آیا۔۔ وہ چونک کر رکا۔۔ غور کی تو روپ کا دوپٹہ اسکے پاؤں سے لپٹا پڑا تھا۔

بدر ایک دم سے جھکا۔ عجلت بھرے انداز میں اسکا دوپٹہ اٹھائے اچانک اس کی نگاہ پورے کمرے پر گئی۔۔ کشنز فرش پر پڑے ہوئے تھے۔۔ پورا کمرہ عجیب بکھرہ ہوا تھا۔۔

روپ۔۔۔ "بے ساختہ ہی اسکے لبوں سے سرگوشی سے نمایاں ہوئی۔۔"

اسکا دوپٹہ شدت سے مٹھیوں میں بھینچتے وہ بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔

روپ!!"چادر اتارنے کی کوشش کرتے وہ بے قراری سے بولا مگر"

دوسری طرف سے روپ نے چادر کے کونے مضبوطی سے جکڑ ڈالے تھے جس کے سبب بدر کو اندازہ ہوا کہ وہ جاگ رہی ہے۔

شاید اس سے ناراض ہے اسی لئے وہ سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔

بدر نے ایک جھٹکے سے چادر اسکے وجود سے اتارتے دور اچھالی۔۔روپ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے رخ موڑ گئی۔۔

روپ بتائیں تو ہوا کیا ہے۔۔؟روپ۔۔۔میری جان!!"بدر پاگلوں کی"

طرح اسکی منتوں پر اتر آیا تھا۔اسکے ہاتھ کھولنا چاہے مگر وہ کسی ضدی بچے کی طرح پہلے سے بھی زیادہ زور لگا رہی تھی۔

بے اختیار اسکی ناراضگی پر بدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔ہاتھ بڑھاتے وہ اسے کسی نازک آبگینے کی طرح کھینچتے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

جس کی ہر مزاحمت کو رد کرتے وہ آہستگی سے اسکے چہرے سے دونوں ہاتھ ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

روپ آپ رو رہی ہیں!!" بدر عالم شاہ کے لہجے میں بے قراری ہی بے قراری تھی۔۔ان سیاہ جھیل سی آنکھوں میں آنسوں وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔

پاگلوں کی طرح اسکے آنسوں کو صاف کرتے وہ اسے شدت سے سینے میں بھینچ گیا۔۔

جبکہ روپ غم و غصّے سے کھولتی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتے مزاحمت ترک کر گئی۔۔

مم مجھے نہیں رہنا یہاں مجھے حویلی چھوڑ کر آؤ۔۔۔" کسی روٹھے ہوئے بچے" کی طرح اسکے سینے سے لگی وہ رونے سے بھیگے لرزتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

بدر نا سمجھی سے اسکے بالوں کو سنوارتے اس کے سر پر بوسے دے رہا تھا۔۔

صبح تک تو وہ ٹھیک تھی اب اسے اچانک کیا ہوا تھا۔۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

ہوا کیا ہے میری جان کچھ تو بتائیں؟"اسکی پیٹھ تھپکتے وہ دونوں پاؤں بیڈ کے " اوپر کرتے اب نرمی سے پوچھنے لگا۔۔

کچھ نہیں ہوا بس مجھے میری حویلی میرے لالا کے پاس چھوڑ دیں آپ!!""" روپ نے بضد ہوتے کہا تھا پورا دن وہ پاگلوں کی طرح اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔۔دن کے دو بجے کے دوران اسکی بوجھل طبعیت اچانک سے بگڑی تھی۔۔

دل الگ سے متلانے لگا تھا وہ کئی بار اسے کال کر چکی تھی مگر بدر عالم شاہ نے اسکی کال تک نہیں اٹھائی تھی۔وہ دن سے رات تک الٹیاں کر کے نیم بے ہوش ہو چکی تھی مگر اسکی ہر امید کو بدر عالم شاہ نے توڑ دیا تھا۔۔

وہ اسکا انتظار کرتی رہی آنسوں بہاتی رہی مگر وہ پھر بھی نہیں آیا۔۔اب جب وہ آیا تھا روپ کا ہر گز ارادہ نہیں تھا اس سے بات کرنے کا۔۔

ایک سیکنڈ آپ نے شاور لیا اس وقت ؟" بدر اسکے بالوں کی جڑوں کو"
سہلاتے چونکا تھا۔۔اسکا سرد چہرہ اور ٹھنڈہ وجود دیکھ اسے سمجھ نہیں آئی تھی
۔
مگر اب اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ شدید چونکا تھا۔ جنوری کے اوائل
دنوں میں اسکارات کے اس پہر شاور لینا بدر عالم کو جھنجھلا کر رکھ گیا۔۔
میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں۔۔مجھے میری حویلی چھوڑ دیں۔۔۔" روپ"
اسکے شانوں پر دباو دیتے اس کی گود سے اٹھی تھی۔
تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے شاور لے کر اپنے کپڑے تبدیل کیے تھے وگرنہ
ان کپڑوں کے ساتھ ساتھ اسے خود سے بھی بدبو سی آرہی تھی۔
وہ بیڈ سے اتری مگر اگلے ہی لمحے اسے بازو سے جکڑتے بدر نے ایکدم سے "
اپنی بانہوں میں جکڑا۔۔بے حدّ نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے وہ بیڈ پر لٹا
چکا تھا۔۔

یہ آپشن تو ختم ہے آپ کے لیے ڈیئر وائفی۔آپ نے خود ہی واپس جانے "
"سے انکار کیا تھا اب بدر عالم شاہ آپ کو ہر گز نہیں بھیجنے والا۔۔
شرٹ کے بٹن کھولتے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا نظریں اب تک روپ
شاہ کے نازک مخملی وجود پر ٹکی تھی۔

دوپٹے کے بغیر وہ ہلکے گلابی رنگ کے سوٹ میں سیدھا اسکے دل میں اتر رہی
تھی۔۔روپ ایکدم سے اٹھی مگر اسکے سینے پر ہاتھ سے دباؤ دیتے بدر نے
اسے تکیے پر گرائے دونوں ہاتھ اسکے اطراف میں جمائے۔۔
میں جانتا ہوں مجھے آنے میں دیری ہو گئی روپ۔۔آئندہ ایسا نہیں ہو گا "
"!!میری زندگی۔۔آج کیلئے دل سے معذرت
وہ اسکے سر دپڑتے نقوش کو اپنے دہکتے ہونٹوں سے چھوتے گھمبیر لہجے میں
بولا۔۔روپ شاہ گہرے سانس بھرتے بدر عالم شاہ کے لمس پر آنکھیں سختی
سے میچ گئی۔۔

عع عالمم!!"بدر عالم شاہ مدہوش سی کیفیت میں اسکے چہرے پر اپنا لمس" بکھیرتے اسے خود میں قید کر رہا تھا جب اچانک سانس رکنے پر روپ گھبرا کر اسے پکارتے اگلے ہی لمحے اسے خود سے دور پش کرتے اٹھی۔۔

بدر پریشانی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔جو بھاگ کر واشروم میں گئی۔۔

وہ تیزی سے بیڈ سے اترا اب عجلت میں روپ کے پیچھے ہی واشروم میں داخل ہوا۔سامنے ہی دائی جانب لگے اسٹائلش مرر کے نیچے واش بیسن میں سر جھکائے وہ بری طرح سے وومٹ کر رہی تھی۔

اسکی حالت دیکھ بدر بے چینی سے اسکے قریب گیا۔نرمی سے اسکی پشت سہلاتے وہ روپ کے بے جان پڑتے وجود کو اپنے مضبوط حصار میں بھر گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ بلکل بے جان ہو گئی تھی۔۔ جسم میں طاقت نا ہونے کے برابر تھی۔

بدر اسے نرمی سے تھامے اسکا رخ اپنی سمت موڑ گیا۔۔ سرخ چہرے اور بند آنکھوں کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی روپ بدر عالم شاہ کے دل کو بری

طرح سے تکلیف دے رہی تھی۔۔۔وہ اسے کسی نازک آبگینے کی طرح بانہوں میں بھرتے بیڈ تک آیا۔۔

اسے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے وہ اسکے قریب بیٹھا۔۔

روپ۔۔"بدر نے نرمی سے اسکا گال تھپکتے بے چینی اور گھبراہٹ سے" اسے دیکھا۔۔جس نے مندی مندی آنکھیں کھولتے بدر عالم شاہ کو دیکھا اسکے چہرے پر بے تحاشہ گھبراہٹ اور خوف تھا۔۔

روپ بے ساختہ ہی اسکا ہاتھ تھامے سر نفی میں ہلا گئی۔۔وہ اس سے خفا ضرور ہوئی تھی مگر اپنی وجہ سے اسے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔

کب سے یہ حالت ہے آپ کی؟"جبڑے شدت سے بھینچے وہ بڑے ضبط" سے اس سے پوچھتے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا۔

روپ نے بھیگی سیاہ آنکھیں ان سبز آنکھوں میں گاڑھی جہاں صرف اور صرف اسی کا عکس نمایاں تھا۔

دن سے وومٹنگ ہو رہی ہے عالم۔۔اب ٹھیک ہوں آپ پریشان ناں"
ہوں!"وہ ہاتھ اسکے گال پر ٹکائے بے حد لاڈ سے بولی۔۔بدر کا دل چاہا خود کو
شوٹ کر دے۔۔۔اسکی بیوی سارا دن بیمار پڑی رہی۔۔
اور وہ وہاں کلب میں پارٹی انجوائے کرتا رہا تھا اسکا موبائل فون بھی اسکے
دوستوں کے پاس تھا و گرنہ شاید اسے روپ کی کالز کا علم ہو جاتا۔۔
آئے ایم سو سوری میری جان۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔مجھے"
دھیان رکھنا چاہئے تھا۔اٹھیں ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں!!"وہ کسی سر
پھرے عاشق کی طرح اسکی حالت دیکھ گھبرایا ہوا سے جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا
۔۔
روپ نے بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلایا۔"عالم اس وقت کون سا ڈاکٹر ملے
گا۔۔ہم صبح چلے جائیں گے!!"روپ اسے نرمی سے سمجھاتے بیڈ کراؤن
سے ٹیک لگا گئی۔۔

نہیں ہم ابھی جائیں گے۔۔میرے فرینڈ کی بھابھی ڈاکٹر ہیں۔آپ اٹھیں"
"!ہم وہاں چلتے ہیں
وہ سنجیدگی سے کہتے الماری کی طرف بڑھا۔۔شرٹ چینج کرتے اسنے جیکٹ پہنی۔۔روپ کا دوپٹہ نکالتے وہ اس تک آیا تھا۔۔اسکے سر اور وجود کو اچھی طرح سے کور کیے وہ اسے بانہوں میں بھرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

پورا ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم لوگوں کو مگر مجال ہے جو کوئی ایک نے بھی"
"!!ڈھنگ کی خبر سنائی ہو۔۔دفع ہو جاؤ میری نظروں سے دور
شایان شاہ کی دھاڑ پر اسکے سامنے کھڑے آدمی ایک ایک کرتے مردان خانے سے باہر نکلتے چلے گئے۔۔

خطا معاف سرکار مگر سردار اسال آغا شاہ نے اپنے ہر علاقے کی سیکیورٹی" اس قدر بڑھادی ہے کہ اب ہم سب لوگ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔اور تو اور اب کوئی غیر آدمی دکھے تو اسے فوراً سردار کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ شایان شاہ کا خاص آدمی اسکے سامنے کھڑا اب سنجیدگی سے گویا ہوا۔ تو الہ دین شاہ نے جبڑے بری طرح سے بھینچے۔۔

اسال آغا شاہ۔۔۔یہ آدمی میری جان کا عذاب بنتا جا رہا ہے۔۔میں جتنا" اسے برباد کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔یہ اتنا ہی پہلے سے بھی مضبوط بن کر نکل پڑتا ہے۔۔ مگر اب اور نہیں!!اب ایسا وار کروں گا میں۔۔کہ اسے ناں تو اپنی ہوش رہے گی ناں ہی اپنے لوگوں کی۔۔ کہیں منہ دکھانے کے " قابل نہیں چھوڑوں گا میں اسے۔۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچتے شایان شاہ نفرت آمیز لہجے میں غرایا تھا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اسال آغا شاہ کے نام کو ہی جڑ سے مٹا دیتا۔

ایک بات یادرکھنا شایان شاہ۔۔۔تم نے پہلے اسکی بہن کو استعمال کیا وہ"
خاموش رہا۔۔اسکے لوگوں پر حملہ کیا وہ خاموش رہا۔۔یہ ناں ہو کہ وہ کوئی
"سازش کھیل رہا ہو۔۔۔؟

الہ دین شاہ اسال آغا شاہ کی رگ رگ سے واقف تھے۔وہ دیکھنے میں جتنا نرم
طبعیت کا مالک تھا۔۔

وہ اندر سے اتنا ہی سخت اور اکھڑ مزاج تھا۔

آپ فکر مت کریں بابا سائیں۔۔۔اس بار میں اس لڑکی کو برباد کروں گا"
جس کیلئے اس نے میرے عزیز بھائی کو جان سے مارا۔۔

" اسکی وہ دو ٹکے کی بیوی ہر حال میں میرے بستر کی زینت بن کر رہے گی۔۔
شایان شاہ کی آنکھوں میں خون ہلکورے مار رہا تھا۔ محمل قریشی کا نازک وجود
اسکی بے تحاشہ حسن وہ بھولا ہی کب تھا۔۔اس لڑکی سے اسے صرف اور
صرف ایک ہی جذبہ محسوس ہو رہا تھا وہ بھی نفرت کا۔۔

نظر رکھواس حویلی پراکرم۔۔اگلے دوسے تین دنوں میں وہ لڑکی مجھے "
میرے بستر پر چاہیے۔۔کیسے کروگے یہ مجھے معلوم نہیں مگر یہ ہر صورت
"میں ہونا چاہیے۔۔
جبڑے آخری حد تک بھینچتے وہ نفرت سے غرایا تھا جبکہ اکرم سر ہلاتے
وہاں سے چلا گیا۔۔
ایک بات یادر کھنا شایان۔۔اس بار تم اس کے ہاتھ لگے تو وہ دوسرا موقع
نہیں دے گا تمھیں!!"الہ دین شاہ سرد وسپاٹ لہجے میں بولتے اپنی جگہ
سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔
وہ اسے بارہا سمجھا چکے تھے کہ اسال آغا شاہ سے دشمنی مول لینا خطرے سے
حالی نہیں مگران کا بیٹا اسکی کسی بھی بات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہا تھا جبھی
وہ سنجیدہ لہجے میں کہتے زنان خانے کی سمت بڑھ گئے۔شایان شاہ اپنی جیب
میں پڑے موبائل فون کی بیل پر چونکا۔۔

موبائل فون نکالتے اسنے اسکرین پر جگمگاتے انجان نمبر کو حیرت سے دیکھا۔

کچھ سوچتے اسنے کال اٹھاتے موبائل فون کان سے لگایا۔

★★★★★★★★★★★★

دروازے پر دستک دیتے وہ لب بھینچے اندر داخل ہوا۔ محمل جو کروٹ کے بل لیٹی جانے کیا سوچ رہی تھی۔۔

اچانک اسال آغا شاہ کی آمد پر وہ ایکدم سے کرنٹ کھاتے اٹھ بیٹھی۔ نیلی حسین آنکھوں میں بے تحاشہ گھبراہٹ اور ڈر کی سرخیاں جھلک رہی تھیں

۔۔

اسال موبائل فون آف کرتے اب ایک بھرپور نگاہ محمل پر ڈالتے آگے بڑھا

۔۔

موبائل فون ٹیبل پر رکھتے وہ الماری سے اپنا نائٹ ڈریس نکالتے واش روم کی سمت بڑھ گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی محمل نے گہری سانس بھرتے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں۔اسال آغا شاہ سے وہ اس قدر خوفزدہ ہو چکی تھی کہ اب اسکی طرف دیکھتے ہوئے بھی اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔

وہ تو اسے شریف سمجھتی آ رہی تھی۔۔مگر آج جس طرح سے اس نے اس ملازم کا خشر بگاڑا تھا محمل چاہ کر بھی وہ منظر بھول نہیں پا رہی تھی۔پورے وجود پر عجیب سی سنسنی طاری ہو رہی تھی۔۔

گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے وہ سہمی نیلی آنکھیں پھیلائے واشروم کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی شاور سے گرتے پانی کی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔۔

دروازے پر ہوتی دستک سن محمل جو اپنے دھیان بیٹھی تھی وہ ہڑبڑا کر اچھلی ۔۔گردن موڑے اس نے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔

دوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھتے وہ دروازے کی طرف بڑھی۔۔

آپ!!"دروازے کے باہر کھڑی نفیسہ شاہ کو دیکھ بے اختیار اسکے منہ "

سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

نفیسہ شاہ گہری سانس بھرتے اس کے قریب سے گزر کر اندر داخل ہوئی۔۔

ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑائی۔۔جب سے محمل آئی تھی شاید وہ آج پہلی دفعہ پورے کمرے کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔۔

کھانا رکھو اور جاؤ تم سب!!"اپنے ساتھ آئی ملازماؤں کو حکم دیتی وہ بیڈ کی جانب بڑھی۔ملازمائیں کھانا ٹیبل پر سجائے کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

نفیسہ شاہ بڑی باریک بینی سے پورے کمرے میں ہوئی تبدیلیوں کو دیکھتے ایک دم سے گہری سانس بھر کر مڑی۔۔

پورے دو سال کے بعد یہ کمرہ تبدیل ہوا ہے۔۔ماہ رخ کے انتقال کے بعد" بلکل پاگل سا ہو گیا تھا میر آغا۔۔کسی کو کمرے میں آنے تک نہیں دیتا تھا ۔۔پوری پوری رات اسکی قبر پر بیٹھا رہتا تھا۔۔

وہ دیوار پر لگی اسکی خوبصورت مسکراتی تصویر کو دیکھتے اذیت سے مسکرائی۔۔

محمل ان کے الفاظ میں پنپتے کرب کو بخوبی محسوس کر رہی تھی۔۔

نظروں کے سامنے وہ خوبرو چہرہ لہرایا۔ جس نے آج تک اپنا غم و اپنی تکلیف اس پر کبھی عیاں نہیں ہونے دی تھی۔

میں نے تمھیں ہر گز قبول نہیں کیا محمل۔۔۔وہ اب گہری سانس بھر کر" اس کی طرف مڑی۔۔جو حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

نفیسہ شاہ نے سر تا پیر ایک نگاہ اسکے الجھے سراپے پر دوڑائی۔۔

سر تاسف سے جھٹکتے وہ اب اس کے قریب ہوئی تھی۔

میرے بیٹے کی خوشی کی خاطر میں تمہیں قبول کرنے پر مجبور ہوں محمل!!"

وہ شاید خود بھی نہیں سمجھ پا رہا مگر میں ماں ہوں اسکی آنکھوں میں تمہارے لئے جو جذبات میں دیکھ چکی ہوں وہ ماہ رخ سے کہیں زیادہ تم سے محبّت کرنے لگا۔۔شاید یہ ہم سب کی وجہ سے ہوا ہے۔وہ اب محمل کی بے یقینی

سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔ جس کی دھڑکنیں اس انوکھے احساس پر بے ترتیب ہوئی تھی۔

"اگر ہم سب حویلی والے تمہارے دشمن نا بنتے تو آج وہ تمہیں محفوظ کرتے کرتے اپنا آپ تم پر ہار تاناں۔۔۔بہت سادہ دل ہے میر آغا۔۔کسی کو تکلیف میں برداشت نہیں کر سکتا وہ۔۔خاص طور پر خود سے جڑی عورتوں کو۔۔۔ شاید اسی لئے تم خوش قسمت بھی ہو محمل قریشی کہ تمہارے حصے میں میر ابیٹا آیا۔۔۔"

محمل ان کے لہجے کے مان پر خاموشی سے نظریں جھکا گئی۔۔ بھلا وہ کیا کہتی اب سے تھوڑی دیر پہلے تک یہی مان وہ خود محسوس کرتی آ رہی تھی۔

"تم سوچ رہی ہو گی کہ میں یہ سب تمہیں کیوں بتا رہی ہوں۔۔۔!؟"

نفیسہ شاہ اسکی سوچ پڑھتے مبہم سا مسکرائی۔۔

"میں یہ سب تمہیں اس لئے بتا رہی ہوں تا کہ تم اب اپنے ماضی کو بھول کر میرے بیٹے کے حال کو سنوارو۔۔اسکے یادوں سے ماہ رخ آفندی کا سایہ نوچ

کر اپنا عکس بھر دو۔۔تاکہ جو اذیتیں اسکے دل میں گھر چکی ہیں اسے ان سے

"چھٹکارا ملے۔۔۔

میں سمجھی نہیں آپ کی بات؟" محمل نا سمجھی سے انہیں دیکھتے ہوئے"

پوچھنے لگی۔ جنہوں نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔۔

ماہ رخ کی موت کا زمہ دار وہ خود کو مانتا ہے۔۔یہ تو حالات ایسے بن گئے ہیں"

کہ وہ وقتی طور پر الجھ گیا ہے۔۔وگرنہ خود کو اذیت پہنچانے میں اسنے ہوئی کسر

"نہیں چھوڑی۔۔

محمل بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھ رہی تھی۔ماہ رخ کی موت یا

حادثہ وہ بری طرح سے الجھی تھی۔

اب تم بیوی ہو آغا کی۔وہ تمہیں بیوی کا درجہ بہت پہلے سے دے چکا ہے"

۔۔اب تمہارا فرض ہے محمل اسکے ماضی کو اسکی یادوں سے نکال باہر کرو۔۔

"!!تاکہ وہ ماہ رخ آفندی کو بھول سکے۔۔

وہ انہیں بھول چکے ہیں آپ بے فکر رہیں۔۔۔!!" محمل جھٹ سے بولی تھی

۔۔جانے کیوں یہ اعتماد اسے خود پر تھا کہ وہ اسے اسکا ماضی بھلا چکی ہے۔

نفیسہ شاہ گہری سانس بھرتے اسے دیکھے گئی۔۔"اگر وہ اسے بھول چکا ہوتا تو تھوڑی دیر پہلے اسکے کمرے سے نکل کر تم تک ناں آتا وہ سیدھا تمہارے

"پاس آتا۔۔۔

محمل کا چہرہ ان کی بات پر تاریک پڑا۔ایک سایہ سا لہرایا تھا اسکے چہرے پر۔۔

ماہ رخ آفندی اس دنیا میں ناں سہی۔۔اسکے شوہر کے دل میں اب بھی زندہ تھی۔۔

"!!یہ سچ عجیب جلن سی بھر گیا تھا محمل کے اندر

یہ کھانا بلکل ٹھیک ہے آغا بھوکا ہے اور تم بھی۔۔۔کھا لینا۔۔۔"سرد لہجے میں اسے حکم دیتی وہ اسکے الجھے سراپے پر ایک نگاہ ڈالتے رکی۔۔

اپنا حلیہ درست کرو۔۔کہیں سے نہیں لگتا کہ تم چند ماہ کی دولہن ہو!!" وہ سپاٹ نگاہ اسکے چہرے پر ڈالتے کمرے سے نکل گئی۔۔

محمل فریز سی کھڑی بند دروازے کو گھورتی رہ گئی۔۔

★★★★★★★★

کون آیا تھا۔۔۔؟" بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ سامنے کھڑی محمل سے "
استفسار کرتے بھاری قدم اٹھاتے اسکی طرف بڑھا۔
محمل چونکی۔۔غائب دماغی سے اسے دیکھتے وہ سر نفی میں ہلا گئی۔۔
آنکھیں جھپکتے وہ لب دانتوں تلے دبائے اب اسے دیکھنے سے گریز برت رہی تھی۔

اماں سائیں آئی تھی۔۔!" جھکے سر سمیت وہ مدہم لہجے میں بولی۔۔اسکی "
آواز کی لرزاہٹ محسوس کرتے اسال چونک کر اس تک آیا۔۔

تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اسنے نرمی سے اسکا چہرہ اپنے روبرو کیا۔

اس کے منہ سے اماں سائیں سن وہ کافی پر سکون ہوا تھا۔لبوں پر مدہم سی" مسکراہٹ سمیٹے وہ نرمی سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیے صوفے کی طرف بڑھا

۔۔

آجاؤ محمل کھانا کھالو پھر ریسٹ کر لینا۔۔کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہو"
تم!!"اسال ماتھے پر بل سمیٹے اب ساری ڈشز کو باریک بینی سے دیکھتے بولا

۔۔

اسے اندازہ تھا کہ اگر اس کی اماں سائیں کھانا لائی تھی تو وہ بلکل ٹھیک ہو گا مگر پھر بھی اختیاط ضروری تھی۔
نہیں مم میں تھکی تو نہیں۔۔بلکل ٹھیک ہوں میں!!"محمل کے دوبدو"
جواب پر اسال حیرت سے اسے دیکھے گیا جو بھاگ کر ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔

ڈش میں سالن نکالتے وہ اب اسکا منتظر بیٹھا تھا۔۔جو تھوڑی ہی دیر میں سیاہ رنگ کی خوبصورت فراک پہنے دوپٹہ گردن کے گرد لپٹائے اب صوفے کی طرف بڑھی۔

اسال نے اسکا مکمل جائزہ لیا۔۔جس کا حسین سراپا سیاہ رنگ میں دمک اٹھا تھا ۔۔خوبصورت چہرے سے نظریں ہٹانا انتہائی مشکل لگا تھا اسے۔۔۔

محمل ہونٹ کچلتے بڑے حق سے اسکے قریب جا بیٹھی۔۔اسال اسکے چہرے پر گھبراہٹ دیکھ کچھ متفکر ہوا تھا۔۔اوپر سے اسکا یوں چینج کرنا۔۔وہ اپنی مرضی کے حلیے میں رہتی تھی۔۔

اسال نے کبھی اسے روکا ٹوکا نہیں تھا۔۔مگر آج محمل کا یوں رات کے وقت چینج کرتے اتنا بھاری بھرکم جوڑا پہننا اسے سچ میں چونکا گیا تھا۔۔

"اتنا پسینہ کیوں آرہا ہے تمہیں سائیں کی جان!!"اسکے گرد اپنی بانہوں کا مضبوط حصار بناتے وہ اسے نرمی سے خود سے لگاتے نرم لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

وہ اسے ہینڈل کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

"نن نہیں تو۔۔۔میں ڈر تو نہیں رہی!!" نیلی خوبصورت آنکھیں پھیلائے محمل جھٹ سے بولی۔۔اسکے لبوں سے لفظ ڈر سنتے اسال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

بے اختیار اس نے جھک کر محمل کی پیشانی کو اپنے لمس سے مہکایا۔۔ محمل اسکی دلفریب خوشبو خود میں اتارتے آنکھیں موند گئی۔۔

وجود پر ہلکی ہلکی سی کپکپاہٹ طاری تھی۔۔

"اس ملازم کو مارنا ضروری تھا میری جان اگر میں ایسا ناں کرتا تو یقیناً کل کوئی دوسرا میری بیوی اور میرے بچے کو نقصان پہنچانے کیلئے آتا۔۔اب اگر کسی نے ایسا سوچا بھی تو اس ملازم کی حالت یاد کر کے وہ اپنے قدم روک دے گا ۔۔"

انگلیوں کے پوروں سے اسکے گلابی گال کو سہلاتے وہ نرمی سے اسکے گال کو لبوں سے چھوتے اسے گود میں بھرتے سینے میں بھینچ گیا۔

محمل گہری سانسیں بھرتی اسکے سینے میں منہ دیے پڑی تھی۔۔۔

کھانا کھالو محمل۔۔۔دوا بھی لینی ہے تمہیں!!"اسال اسکے بالوں کو سہلاتے نرمی سے بولا۔۔تو محمل جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔۔مگر اسے کمر سے تھامے وہ اسے روک گیا۔۔

محمل سر جھکائے شرم سے سرخ پڑتے اسکی گود میں بیٹھی رہی۔۔

جس نے اسے اچھے سے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔۔

محمل دوا کھاتی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔۔اسال پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگائے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔

جس نے کیچر اتارتے اپنے بالوں کو کنگھی کرتے آنکھوں میں کاجل لگایا، لبوں پر ہلکی سی لپ اسٹک لگاتے وہ دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں پہنتے اسال کی پرفیوم اٹھائے خود پر اسپرے کرتے ایک دم سے مڑی۔۔

لبوں کو لگا اس کا گلاس والا ہاتھ ایکدم سے فریز ہوا۔اتنی سی تیاری نے اسکے حسن کو دو آتشہ بنا دیا تھا۔

اسال کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔گلاس ٹیبل پر رکھتے وہ بمشکل سے اپنی سانسیں ہموار کرتے اٹھا۔۔۔مضبوط قدم بیڈ کی طرف بڑھائے وہ اپنی طرف سے بیڈ پر چڑھا۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسنے ہاتھ محمل کی طرف بڑھایا۔

جس نے بنا توقف کے اس کے بڑھے ہاتھ کو بڑے حق سے تھاما تھا۔۔

اگلے ہی لمحے میں وہ اسے اپنے نزدیک کر گیا۔۔جو سانس روکے اسکے حصار" میں اسکے سینے سے لگی نظریں جھکا گئی۔

اسال کے ہاتھ کی انگلیاں اسکے نقوش کو بڑے حق سے چھو رہی تھی۔

سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی

۔۔

لگتا ہے اماں سائیں نے تمہیں ٹریننگ دی ہے مجھے قابو میں کرنے کی۔۔""

وہ اسکی تھوڑی کو چومتے مخمور سے لہجے میں بولا۔۔ محمل اسکے شدت بھرے لمس پر جی جان سے کانپی۔

چہرے کا رنگ یکدم سے سرخ پڑا تھا۔

نن نہیں تو!!"اسکے پوچھنے پر وہ جھٹ سے انکار کر گئی۔۔اسال ایکدم سے" مسکرایا۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوں میری جان تم کب سچ بولتی ہو اور کب جھوٹ" "۔۔۔اب بتاؤ وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔؟

انگلیاں اسکی انگلیوں میں الجھائے وہ گھمبیر لہجے میں پوچھتے اسکے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔۔

محمل سینے میں دھڑکتے اس پاگل ہوتے دل سمیت اسکے شانوں کو مضبوطی سے جکڑتے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

انہوں نے کک کہا کہ آپ کو قابو میں کروں آپ میرے شوہر ہیں۔آپ "
پر صرف میرا حق ہے!" محمل نظریں جھکائے لرزتے ہونٹوں سمیت بمشکل
سے بولی تھی۔۔وہ اسال آغا شاہ سے کچھ بھی چھپا نہیں سکتی اور اسال یہ بات
بخوبی جانتا تھا۔۔
ہمم تو تم نے کہا نہیں کہ بنا قابو کیے ہی محترم قابو ہیں۔۔کچھ کرنے کی "
ضرورت ہی نہیں!!" وہ شریر لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا
۔۔
محمل سنجیدگی سے اسکی گہری سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
مجھے آپ پورے کے پورے چاہیے ہیں سائیں۔۔صرف "
میرے۔۔۔!!" نیلی آنکھوں میں سرخیاں سمیٹے وہ گھمبیر لہجے میں کہتی اسے
بے تحاشہ چونکا گئی۔۔
اسال نا سمجھی سے اسے دیکھے گیا۔۔جس کی آنکھوں میں جلن کی تیز سرخیاں
تھیں۔۔

سوچ لو سردارنی۔۔یہ شخص ادھورا ہی تمہارے لئے جان لیوا ہے۔۔اگر"
"!!مکمل مل گیا تو تمہارے ہوش اڑا دوں گا۔۔

اسال آغا شاہ اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیرتا سے بے باک لہجے میں بولتا اس کی رہی سہی ہمت بھی آزما گیا۔۔

آپ ایک بار آئیں تو سہی آپ کی تکمیل میں اپنی ذات سے مکمل کر دوں گی"
سائیں!!"وہ اس ساحر کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے سنجیدگی بھرے انداز میں اقرار کر گئی تھی۔۔ان کانچ سی گہری آنکھوں میں محبت کے جذبات ہلکورے لیتے اسال آغا شاہ کو پاگل بنا رہے تھے۔وہ محمل قریشی کے سامنے پہلی بار لاجواب پڑا تھا۔وہ اسے چاہنے کی ہر حد پار کرنا چاہتا تھا۔۔پھر چاہے اس سفر میں وہ خود کو مکمل کھو دیتا مگر وہ یہ سفر لازمی کرنا چاہتا تھا۔۔

یہ اسال آغا شاہ تمہیں پورا حق دے رہا ہے محمل آغا شاہ۔۔جیسے چاہو ویسے"
میری ذات کی تکمیل کرو۔۔۔اگر مجھ میں تمہارے سوا کچھ باقی رہا تو میں
"سمجھ جاؤں گا کہ تم ناکام رہ گئی۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے بولا۔۔ محمل آنکھیں میچتے گہری سانس بھرتے سر اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔

اسال آغا شاہ اسکی معصومیت پر تاسف سے سر جھٹکتے اسے نرمی سے خود میں بھینچ گیا۔۔جو لڑکی اس کے سامنے نظریں نہیں اٹھا پاتی تھی وہ بھلا کیسے اسے دنیا بھلا دیتی۔۔۔

سر جھٹکتے وہ سوچوں میں خود سے مخو گفتگو تھا۔۔یہ جانے بنا کہ اسکی سوچ اسکا وقت سب کچھ بہت جلد بدلنے والا ہے۔

★★★★★★★★★★★★

راکنگ چیئر مسلسل ہل رہی تھی۔۔ہر بار ہلنے کے سبب ایک عجیب سے آواز پیدا ہو رہی تھی جو کمرے کے خاموش ماحول میں ارتعاش برپا کر رہی تھی

۔۔چیئر پر بیٹھی رمیناخان کی مخروطی انگلیاں بڑی نزاکت سے سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر گردش کر رہی تھی۔۔

حسین آنکھوں میں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔۔

اسکے پیچھے ایک ہاتھ چیئر کی بیک پر مضبوطی سے جمائے کھڑا دانیال جعفر بمشکل سے اپنے اشتعال کو دبائے ہوئے کھڑا تھا۔۔

گزشتہ رات اسے ایک انجان نمبر سے کچھ ویڈیوز اور میسجز موصول ہوئے تھے جن میں ساحر شاہ کی موت کی ویڈیو سے لے کر یونیورسٹیز میں جاری ان کے ہر کالے دھندے کی چھوٹی چھوٹی کلپ تھی۔۔

دانیال جعفر کے لیے یہ سب کسی بھیانک خواب سے کم ہر گز بھی نہیں تھا

۔۔

رمینا کچھ کرو ورنہ وہ دن دور نہیں۔جب یہ پاک آرمی ہمارے گلوں کو"

"کاٹ ڈالے۔۔

پسینے سے شرابور چہرے کو رومال سے صاف کرتے دانیال نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔۔

مجھے لگتا ہے یہ جو کوئی بھی ہے یہ ساحر شاہ کا ساتھی ہے دانیال۔اسکا کوئی" "!!بہت خاص جو اس کے اس سیکرٹ مشن کے بارے میں سب جانتا تھا۔

رمینا کا دماغ بڑی تیزی سے چل رہا تھا۔۔وہ پچھلے پانچ سالوں سے بے وقوف بنتی آرہی تھی مگر آج تک اسے زارون یا دراب خان پر ذرا برابر شک نہیں ہوا۔

"!!تم مانو یا ناں مانو وہ دراب خان تمہارا نقلی ہز بینڈ اس سب میں شامل ہے" دانیال اپنی جگہ سے قریباً اچھل پڑا تھا۔۔دراب خان کا اتنا سادہ ہونا اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔

بکواس مت کرو تم دانیال وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتا ہے اس لئے میں" " جہاں مرضی آؤں جاؤں اسے اعتراض نہیں ہوتا۔۔

رمینا تڑخ پڑی۔۔جبکہ دانیال نے تاسف سے سر جھٹکا۔

تم ان خان لوگوں کو اتنے سالوں میں نہیں جان پائی بے وقوف لڑکی۔۔وہ اپنی عورتوں کے معاملے میں بڑے حساس ہوتے ہیں۔۔مگر تمہارا شوہر ایسا "لاپرواہ ہے جیسے تمہارے ہونے یا ناں ہونے سے اسے کوئی فرق ناں ہو۔۔

سگار کا کش لگاتے دانیال جعفر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"!!شٹ اپ دانیال یہ دیکھو مجھے کیا ملا ہے

رمینا اسے کڑے تیوروں سے دیکھتے اب لیپ ٹاپ کی اسکرین اسکے سامنے کرتے بولی۔۔

دانیال نے چونک کر اسکرین کو دیکھا۔۔

اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی کی پھیلی رہ گئی۔۔

" !!امپوسیبل

بلکل۔۔میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔۔ساحر شاہ کا جگری دوست کوئی اور" نہیں ضرار پاشا خان ہے۔اور اسی لئے اس نے ساحر شاہ۔کی بیٹی اور بیوی کو "قبول کیا۔جبکہ یہ سب بدلے والا ناٹک تھا اس کا۔۔

اسکرین پر ابھرتے ساحر اور ضرار پاشا کے عکس کو نفرت بھری نظروں سے گھورتے اچانک رمینا کی آنکھیں ساحر شاہ کی گردن میں موجود لاکٹ پر اٹکی

۔۔

اسکرین زوم کرتے اس نے بغور اس لاکٹ کو دیکھا۔۔

یی یی لاکٹ تتو!!"ایک ایک کرتے اسکے ذہن کے پردے پر نور آئینہ کا" عکس لہرایا تھا۔۔وہ یہ لاکٹ اس بچی کے گلے میں دیکھ چکی تھی۔۔

دانیال۔۔ہمارے خلاف ساحر شاہ کے سارے ثبوت اس بچی کے پاس ہیں" ۔۔!!"رمینا گردن اُٹھائے دانیال جعفر کو دیکھتے سنجیدگی بھرے انداز میں بولی۔

جبکہ دانیال ہونقوں کی طرح اسے ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا۔

ہمیں ساحر شاہ کے لیپ ٹاپ سے کوئی بھی ثبوت اس لئے نہیں ملا تھا کیونکہ اسنے وہ کارڈ اپنے لاکٹ میں سیور کھا ہے۔۔اور اب یہ لاکٹ اسکی بیٹی کے گلے میں ہے۔۔"

دانت پیستے ہوئے وہ نفرت سے غرائی۔

آریو شیور رمینا؟"دانیال کنفیوژ سا تھا۔۔"

میں نے خود یہی لاکٹ اس بچی کے گلے میں دیکھا ہے۔۔ایک کام کرو۔۔"

اپنے آدمی بھیجو۔۔پاشاخان جہاں کہیں بھی اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ چھپا ہے۔اسے کھود کر نکالیں۔اگلے دو دنوں میں وہ بچی مجھے میرے سامنے چاہیے!!"

لبوں پر ہاتھ کی مٹھی مضبوطی سے جمائے وہ دھیمے لہجے میں دھاڑی تھی۔۔

ساحر شاہ نے اسے ان پانچ سالوں میں جتنا ذلیل و خوار کیا تھا اتنا وہ زندگی میں کسی سے نہیں ہوئی تھی۔۔

ایک بار یہ بچی میرے ہاتھ آجائے پھر ساری کی ساری گیم میرے ہاتھ میں ہوگی!!"

ضرار پاشاخان اور ساحر شاہ کی تصویر کو دیکھتے وہ زیر لب مسکرائی۔۔

★★★★★★★★★★★★

بھابھی پلیز آپ اسے معاف کر دیں ورنہ یہ انسان مجھے جان سے مار ڈالے"
گا!!"دراب خان گھٹنوں کے بل بیٹھے اپنے سامنے کھڑی گل مینے خان کو
دیکھتے منت بھرے انداز میں بولا۔۔

سنہری آنکھیں ایک پل کو اٹھائے اس نے سامنے موجود زارون سکندر خان
کو دیکھا اور پھر دراب خان کو۔۔جس نے فوراً سے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔
آپ کو معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔لالا میں نے آپ کو معاف"
کیا۔۔۔!"گل مینے خان انتہائی نرم لہجے میں کہتی کمرے سے باہر نکل گئی
تھی۔۔

اسکے ناز و انداز پر زارون سکندر خان آنکھیں پھیلائے کافی دیر تک اس کی
پشت کو گھورتا رہ گیا۔۔جب کہ دراب خان اپنے کپڑے جھاڑتے اب چادر
ایک اسٹائل سے کندھوں پر درست کرتے اٹھا۔۔

آج کے بعد اپنا ہر کام خود سنبھالیو۔۔۔آج تو نے اپنی اوقات دکھادی"

"!!مجھے۔۔کمینے انسان۔جارہا ہوں میں

دراب اسے غصیلی نظروں سے گھورتے جلے دل سمیت بولا۔۔جبکہ زارون بنا کوئی تاثر دیے یونہی لیٹا رہا۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر بیٹھا۔۔ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالے وہ بستر سے اترا۔۔

زخموں کی وجہ سے اسے اٹھنے میں کافی درد ہوا تھا مگر وہ نظر انداز کر گیا۔۔

چادر اٹھائے اپنے برہنہ شانوں پر اوڑھتے وہ بکھرے حلیے میں کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

ارے حریم ماڑا بچہ کو پرا اٹھادو۔۔۔یہ چائے بھی رکھو تم دراب خان کے سامنا"!!"

باورچی خانے کی سمت سے خاصی پرجوش آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔

صبح کے اس وقت غالباً سبھی ناشتہ کر رہے تھے۔۔

شفاف ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے وہ لنگڑاتے ہوئے اسی طرف بڑھا۔۔

دور سے ہی ایک نگاہ ڈائننگ ٹیبل پر ڈالے اسکی آنکھیں آخری حد تک پھیلی تھی۔۔

زرتاج خان اور نرگھس خان کے ساتھ ساتھ حریم اور گل مینے خان بھی دراب خان کو پورا پورا پروٹوکول دے رہی تھی۔۔

پورا میز انواع واقسام کے کھانوں سے سجا پڑا تھا۔ جبکہ دراب خان کی باچھیں آخری حد تک پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ بڑے روعب سے سسرال میں بیٹھا ناشتے سے لطف اٹھا رہا تھا۔۔

نہاری کا ڈونگا اسکے سامنے پڑا اسے اپنی طرف راغب کر رہا تھا۔۔

حریم خان اسکے چہرے کو گھورتی برے سے منہ بناتی رہ گئی۔۔

غالباً میں بھی آپ ہی کے خاندان کا ہوں۔۔چوٹیں کیا آئی آپ سب نے تو" مجھے نظر انداز ہی کر دیا!"

دایاں ہاتھ پیٹ کے ساتھ لگائے وہ ٹانگیں گھسیٹتے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھا

۔۔

دراب سمیت ہر کسی نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔

داجان کے چہرے پر فکر نمایاں ہوئی۔۔ جبکہ اسفندیار خان کا چہرہ غصے سے "

لال پیلا ہوا۔۔

سکندر حالت ٹھیک نہیں تمہاری بچے کمرے میں جاؤ۔۔ یہاں مت بیٹھو "

"!!تم

داجان تڑپ کر متفکرانہ انداز میں بولے۔۔ جبکہ گل مینے خان کو کن اکھیوں سے گھورتے وہ گہری سانس بھرتے داجان کو دیکھنے لگا۔

وہاں ہی تھا داجان کسی نے پانی کا گلاس تک نہیں پوچھا۔ بھوک سے برا حال "

"!!ہے میرا۔۔اسی لئے اس حالت میں خود آنا پڑا مجھے

نرگس خان تو ہولا کر دل پر ہاتھ رکھتی اسکی طرف بڑھی تھی۔۔

ایک غصیلی نگاہ اپنی بیٹی پر ڈالنا نہیں بھولی تھی وہ۔۔جسے ایسی حالت میں شوہر کا خیال رکھنا چاہیے تھا مگر اس کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔۔

"استغفرُللہ خان۔۔۔کتنا جھوٹا ہے تم۔۔رات سے صبح تک تمہارا باپ اور میں تمہارا پاس ہی تھا۔۔ صبح تھوڑی دیر پہلا ہی تو گل بچہ سوپ پلانے گیا تھا"

"!!تمہیں۔۔اب تم کھا پی کر جھوٹ بولتا ہے

زرتاج خان بیٹے کو گھورتے اچھا خاصا لتاڑ گئی تھی۔

"اموا اپنی بہو کی سائیڈ مت لیں آپ یار۔۔جائیں دیکھیں سوپ ویسے کا ویسا پڑا ہے۔۔اس نے مجھے پلایا ہی نہیں۔۔

"گل مینے خان۔۔"

اب کی بار زارون کی دہائی پر نرگھس خان کی قہر بھری آواز گونجی تھی۔۔

گل مینے ہڑ بڑا کر آنکھیں اٹھائے ماں کو نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

"!!زارون کو دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔"مورے میں وہ

چپ کرو تم میں وہ کی بچی۔۔یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔۔۔شوہر "

"بیمار پڑا ہے اور تمھیں ہوش ہی نہیں۔۔ذرا جو شرم باقی ہو تم میں۔۔

نرگھس خان اسے کڑی نظروں سے گھورتے غصّے سے بولی تھی۔۔گل مینے خان نے قہر برساتی نگاہوں سے زارون کو گھورا۔۔جبکہ ان سنہری آنکھوں میں غصہ دیکھ زارون ہونٹ موڑتے آنکھ ونک کرتے پھر سے چہرے پر مظلومیت سمیٹتے جگہ سے اٹھا۔۔

رہنے دیں مورے۔۔اس بیچاری کا کیا قصور ہے بھلا۔۔ایک مریض کو" کوئی کتنی دیر سنبھال سکتا ہے۔میں کمرے میں جاتا ہوں!؟"اسفندیار خان سمیت سبھی اسے غصے سے گھور رہے تھے۔۔

جو جانے کس بات کا بدلا گل مینے خان سے لے رہا تھا۔۔نرگھس خان نے غصے سے گل کو دیکھا جو لب بھینچ کر وہی کھڑی تھی۔۔

"!! اہہہہ۔۔۔کوئی مجھے کمرے تک چھوڑ دو مجھ سے چلا نہیں جا رہا"

اچانک اسکے پاؤں میں شدید درد اٹھا تھا۔ حریم تڑپ کر بھائی کی طرف لپکی ۔۔ مگر دراب خان اسے کلائی سے جکڑتے روک گیا۔۔

"دراب!! لالا۔۔"

چپ چاپ کھڑی رہو۔۔ کچھ نہیں ہوا اسے ایک نمبر کا کمینہ انسان ہے۔۔"

"!! بیوی کو بلانے کے لیے ناٹک کر رہا ہے۔۔ خبیث

دراب اسے غصیلی نظروں سے گھورتے پہلوئں بدلتے حریم کو دیکھتے زیر لب بڑبڑایا۔

صبح سے جو مار اسے پڑی تھی تب سے اسے زارون ایک آنکھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

گل جاؤ زارون کو چھوڑ کر آؤ کمرے میں۔۔ اب جب تک وہ مکمل طور پر" صحت یاب نہیں ہو جاتا تم مجھے یہاں کہیں نظر مت آنا۔۔۔ شوہر کی دیکھ بھال کرو جو تمہارا فرض ہے"!!

نرگھس خان کی سنجیدہ آواز پر گل نم قہر بار نظروں سے زارون کی پشت کو گھورتے مٹھیاں بری طرح سے بھینچ کر رہ گئی۔۔

اسفندیار خان نے بیوی کو اشارتاً بیٹے کے کرتوت دکھائے جو خود کندھے اچکا کر رہ گئی تھی۔۔

جبکہ گل مینے خان کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھتے وہ اب سارا وزن اس نازک سی جان پر ڈالے بات بے بات چیختا اب کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ نرگھس خان اور حریم خان کے سوائے وہاں موجود ہر شخص نے اسے غصّے سے گھورتے سر نفی میں جھٹکا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

اس کی آنکھ کھلی تو بستر پر وہ اکیلی ہی تھی۔۔ نظریں اٹھائے اسنے ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑائی۔۔

نور آئینہ کاٹ میں لیٹی ہوئی تھی۔۔اس کے ہلتے ہاتھ پاؤں دیکھ اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے۔۔

گہری سانس بھرتے نعمت ایک دم سے اٹھی۔۔ کمفرٹر خود سے ہٹائے وہ بالوں کا رف سا جوڑا بنائے بستر سے اترتے نور کی طرف بڑھی۔۔

اٹھ گئی ماما کی جان !"اس کے نازک ہاتھوں کو اپنی انگلیوں سے تھامے " نعمت نے باری باری اسکے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔

اسکے لمس پر نور کھلکھلائی تھی۔۔ سر پر سفید اونی ٹوپی ہاتھوں میں دستانے پاؤں میں جوتے وہ گرم جوڑے میں ملبوس تھی۔۔

نعمت نے چیک کیا اسکا ڈائپر تک ضرار تبدیل کروا چکا تھا۔۔

مل گیا سکون میری پرنسز کو۔۔ بابا کے ملتے ہی اب مجھے بھول مت جانا " تم!!"وہ آنکھیں گھمائے اسے اتنا پر سکون دیکھ اچھے سے سمجھ چکی تھی کہ دونوں باپ بیٹی اچھا خاصا وقت ایک ساتھ گزار چکے تھے۔۔

نور آئینہ ماں کی بات پر ایسے کھلکھلائی تھی جیسے اسکی ساری بات اسے سمجھ آئی ہو۔۔

نعمت نے منہ بگاڑتے اسے بانہوں میں بھرا۔۔اسکے گالوں کو باری باری چومتے وہ کافی دیر تک اسے سینے سے لگائے کھڑکی کے پاس کھڑی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہی۔۔

بھوک لگی ہو گی نور آپ کو۔۔آپ ویٹ کرو ماما شاور لے لیں پھر ایک ساتھ "بریک فاسٹ کرتے ہیں۔۔

وہ نور کی پیشانی چومتے اب اسے بیڈ پر لٹاتے ایک طرف پڑی ٹرالی میں موجود کھلونے اسکے قریب رکھتے، تکیوں سے دیواریں بنائے اب الماری کی طرف بڑھی۔۔

مختلف ڈیزائنز کی نائیٹیز دیکھ اس کا دماغ گھوما تھا۔

دانت پیستے وہ کپڑے کھنگالنے لگی جب پچھلی سائیڈ پر کچھ سوٹ لگے دکھائی دیے نعمت چونکی تھی۔سیاہ آنکھیں پھیلائے وہ ہاتھ بڑھاتے ان کو چیک

کرنے لگی۔۔وہ سچ میں ڈریسز ہی تھے تو مطلب اس سنکی خان نے اسے بے وقوف بنایا تھا۔۔

اور وہ سچ میں اسکی باتوں میں آکر بنا الماری چیک کیے اسکے سامنے ان بیہودہ نائیٹیز میں گھومتی رہی تھی۔

دانت بری طرح سے پیستے وہ اسے دل ہی دل میں گالیوں سے نوازتے اب ایک ڈریس نکالتے واشروم کی سمت بڑھ گئی۔۔

شاور لے کر وہ باہر نکلی۔۔ نظریں آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھ بے ساختہ ہی ٹھہری تھی گہرے سرخ رنگ کی خوبصورت پوشاک جس کے گلے اور دامن میں سفید موتی جھڑے ہوئے تھے سرخ و سفید خوبصورت دوپٹے میں اسکا چاندی سا وجود دمک رہا تھا۔۔

لبوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ سی امڈی۔۔بال سلجھاتے اس نے جانے کس احساس کے تحت سامنے پڑی چوڑیوں میں سے سفید اور سرخ رنگ کی چوڑیاں اٹھائے اپنے کلائی میں پہنی۔۔

ہلکا سا کاجل اور لپ گلوز لگائے وہ اپنی تیاری پر خود ہی جھینپی۔۔

نور آئینہ تک جاتے اس نے نرمی سے اسے اٹھایا۔۔اور اب باہر کی طرف بڑھی ارادہ نور کا اور اپنا بریک فاسٹ بنانے کا تھا۔

وہ کچن میں آئی۔۔ کھانے کا سامان تلاشتے اسکی نگاہ کاؤنٹر کی ایک جانب پڑی ڈھکی ہوئی ٹرے پر پڑی۔۔

نعمت نے ٹرے سے ڈھکن ہٹایا تو نیچے فریش آملیٹ، پراٹھا اور جوس کا گلاس، ایک طرف نور کا فیڈر پڑا تھا۔اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی چٹ۔۔۔

ضرار پاشا خان کی اتنی سی تیاری نے اسکے دل میں میٹھی سی خوشی بھر دی تھی ۔۔سیاہ آنکھوں میں خوشی کی چمک برپا تھی۔۔

مجھے ایک ضروری کام سے جانا پڑ رہا ہے ہو سکتا ہے واپسی پر تھوڑی دیر ہو" جائے کافی ویٹ کیا مگر تمہاری نیند کافی گہری تھی خانم۔۔ بریک فاسٹ بنا کر جا رہا ہوں۔۔اب مجھے جھیلنے کے لئے انرجی ہونی چاہیے تم میں۔ ٹھنڈہ ہو گیا

تو گرم کر لینا کھانا۔اور میرے آنے تک اپنا اور نوری کا خیال رکھنا!!یور لو سنکی خان!!"

ساری تحریر میں سے آخری الفاظ پڑھتے نعمت کی آنکھیں ایکدم سے پھیلی تھی۔۔اس کے ساتھ ہی ہارٹ شیپ کی ایموجی دیکھ لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

پاشا خان اپنے ہر عمل سے اسے پاگل کرنا چاہتا تھا شاید۔۔وہ سر جھٹکتے ٹرے اٹھائے نور کو ساتھ لیے وہی باہر ہال میں پڑے صوفے پر بیٹھی۔

نور کا فیڈر اسکے منہ میں ڈالتے وہ اسے گود میں لٹا چکی تھی۔۔جو خاموشی سے دودھ پینے لگی۔۔نعمت ٹرے صوفے پر رکھتے جوس کا گلاس اٹھائے لبوں سے لگا گئی۔۔

ضرار پاشا خان سے نکاح کے بعد شاید اسکا پہلا عمل تھا جس سے وہ دلی خوش ہوئی تھی۔

معصوم چہرے پر ڈھیروں مسکراہٹ سجائے وہ اب اسے سوچ رہی تھی۔جو جانے کہاں چلا گیا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

بدر گاڑی اندر لے آ!!" ٹیرس پر کھڑے وہ گیٹ کے باہر رکتی بدر عالم شاہ" کی گاڑی کو دیکھ اسے کال کرتے بولا۔

بدر ٹال مٹول کر رہا تھا مگر فصی کی ضد پر اسے ماننا ہی پڑا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں گاڑی اس خوبصورت سے گھر کے پورچ میں رکی تھی۔۔

روپ شاہ کے سرد گال کو سہلاتے وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔

سامنے ہی فصی اس کا منتظر کھڑا تھا۔

آنے میں تکلیف تو نہیں ہوئی۔۔" بدر سے بغلگیر ہوتے فصی نے ہشاش" بشاش لہجے میں پوچھا۔۔۔

روپ گاڑی میں بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی جب اچانک اندر سے ایک خوبصورت سی لڑکی باہر آئی۔

اسے گاڑی کی طرف آتا دیکھ روپ نے دروازہ کھول دیا۔۔۔

آجائیں روپ۔۔ گھبرائیں مت!! "قریبا چھبیس ستائیس سالہ وہ" خوبصورت لڑکی بڑے نرم لہجے میں بولی تو روپ کچھ نارمل ہوئی۔۔

بدر عالم شاہ۔۔ فصی کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ روپ اب اس لڑکی کے ساتھ آہستگی سے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔۔

میرا نام نیلم ہے۔ میں فصی کی بھابھی ہوں!! "نیلم نے مسکرا کر اپنا تعارف" دیا۔ جس پر روپ مدہم سا مسکرائی۔۔

نیلم اسے ساتھ لیے ایک روم میں لے گئی۔ جہاں وہ اپنے مریضوں کا چیک اپ کرتی تھی۔

آپ یہاں ری لیکس ہو کر بیٹھ سکتی ہیں!! "

روپ ان کی بات پر مدہم سا مسکراتے ہوئے کرسی پر بیٹھی۔۔جبکہ نیلم اب اسکی طبیعت کی بابت پوچھ رہی تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکا مکمل چیک اپ کرتے وہ اسے بستر سے اٹھنے میں مدد کرتے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

اسکی توقع کے عین مطابق بدر عالم شاہ بے چینی سے باہر ہی ٹہل رہا تھا۔۔ نیلم بے ساختہ ہی مسکراتے سر نفی میں ہلا گئی۔۔

"اندر آجاؤ تم!!" بدر جھینپ کر سر جھکائے ان کے بلانے پر اندر داخل ہوا۔ "تمہیں معلوم ہے روپ۔۔کچھ سال پہلے تمہارا یہ شوہر ہمارے گھر میں ہی فصی کے ساتھ رہتا تھا تب شاید تمہاری شادی ہوئی تھی۔۔!!"

نیلم نے بات کا آغاز کیا تو روپ نے چونک کر سر اٹھائے بدر کو دیکھا۔۔جو مبہم سا مسکراتے سر جھکا کر کرسی پر بیٹھا۔

"تب یہ بہت بیمار پڑ گیا تھا۔۔اور فصی اسکی حالت سے اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ اسے سیدھا گھر لے آیا۔۔

بہت تیمارداری کے بعد اسکا بخار اترا۔تب میرے بار بار پوچھنے پر اسنے مجھے روتے ہوئے بتایا تھا کہ اسکی محبت آج کسی اور کی جھولی میں ڈال دی گئی ہے!!"

نیلم کہتے ہوئے رکی تھی۔۔بدر کی آنکھیں ایکدم سے سالوں پہلے کا منظر یاد کرتے دھندلائی۔۔

جبکہ روپ شاہ کا پورا وجود حسیات بنے انہیں سن رہا تھا۔۔جو مزید بول رہی تھی۔۔

تب میں نے اسے کہا تھا کہ اگر وہ اس لڑکی سے سچی محبت کرتا ہے تو اسکی خوشی کی دعا مانگے۔۔شاید اسے صبر مل جائے۔۔"

نیلم بدر کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

پھر کچھ ماہ پہلے یہ محترم آئے تھے۔ویسے تو مجھے بہن کہتا ہے یہ لڑکا مگر سالوں بعد اسے بہن کی یاد صرف اس لئے آئی کیونکہ اسے اسکی محبت واپس مل گئی تھی۔۔"

تب اسکے چہرے پر جو خوشی تھی وہ میں نے آج تک اپنی زندگی کے اتنے سالوں میں کسی بھی مرد کے چہرے پر نہیں دیکھی۔"

روپ کی آنکھیں اس قدر محبت، اس قدر مان پر نم ہونے لگی وہ تو خدا سے شکوہ کرتی تھی اپنی بد بختی کا مگر اسے کیا علم تھا کہ اسکا خدا اسے آزما کر اس قدر خوبصورت انعام سے نواز رہا تھا۔

"!! بہر حال مسٹر عاشق آج بھی آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے نیلم مسکراتے ہوئے ان دونوں کے سرخ چہروں کو دیکھ کر بولی۔۔

!! کتنے مکمل لگ رہے تھے وہ دونوں ایک ساتھ

بدر اور روپ نے ایک ساتھ انہیں دیکھا۔۔"

"!! تم بابا بننے والے ہو۔۔ لڑکے۔۔ شی از ایکسپیکٹنگ"

نیلم نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔ جبکہ روپ اور بدر حیرت و بے یقینی کے عالم میں سن پڑتے وجودوں سمیت انہیں یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ جانے کیا کہہ رہی ہوں۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں گائیز۔۔اینی ویز۔۔آج تم دونوں کہی نہیں جانے"
والے۔۔ایک دوسرے کو مبارکباد دے کر باہر آجاؤ۔۔میں باہر ویٹ کرتی
ہوں!!"

وہ مسکرا کر کہتے ہوئے اٹھی تھی۔۔بدر عالم کاشانہ تھپکتے وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

جبکہ بدر عالم شاہ اب تک کسی مورت کی طرح پتھرایا ہوا سا بیٹھا تھا۔۔خوشی مسرت، شرم وحیا جیسے کئی رنگوں میں دہکتی وہ معصوم لڑکی نظریں اٹھائے اسکے سن وجود کو دیکھ چونکی تھی۔

"!!روپ نے لرزتا ہاتھ اسکے شانے پر رکھا۔۔"عع عالم

بدر عالم شاہ اسکی پکار پر ایکدم سے ہلا تھا ان سبز آنکھوں میں نمی دیکھ روپ لب بھینچے اپنے آپ پر ضبط کرنے لگی۔۔جبکہ اسے دیکھتے ہی بدر خود سے ہر کنٹرول کھوتے اسے شدت سے خود میں بھینچتے آنکھیں موند گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

سر کے نیچے بایاں ہاتھ ٹکائے وہ گہری سیاہ آنکھوں میں محبت سے لبریز ڈھیروں جذبات سمیٹے اپنے دائیں شانے پر سر رکھے پورے حق سے لیٹی محمل قریشی کو دیکھ رہا تھا۔۔

گہری خوبصورت آنکھوں میں رت جگے کی سرخیاں جھلک رہی تھی۔۔

ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ والہانہ نگاہوں سے اس پری وش کو ٹک ٹکی باندھے نہار رہا تھا۔

محمل قریشی کے ساتھ گزرتے ہر لمحے، ہر دن کے ساتھ اس کے دل میں ایک انوکھا سا جذبہ پروان چڑھتا جا رہا تھا۔

بے اختیار اسنے ہاتھ اپنے سر کے نیچے سے نکالتے محمل کی گردن سے لپٹی ان سنہری زلفوں کو الگ کیا جانے کیوں ان آبشاروں کا اسے چھونا اسال آغا کو کچھ خاص پسند نہیں آیا۔۔

اسکے چھونے پر محمل ایکدم سے کسمسائی۔۔ کروٹ بدلتے وہ پوری طرح سے اسکے سینے میں چھپی تھی۔

اس کی حرکت پر اسال کا دل سینے میں بند ہو کر دھڑکا تھا۔۔ چہرے پر ایکدم سے سرخیاں گھلی۔ سر جھکائے اسنے محمل کو دیکھا۔۔ جس کے ہونٹ اسال کے سینے سے مس ہو رہے تھے۔۔ دایاں ہاتھ اسال کے پیٹ پر رکھتے وہ اسے قریباً اپنے حصار میں جکڑ رہی تھی۔۔

یہ لڑکی پاگل کر دے گی مجھے!!" وہ اپنی غیر پڑتی حالت کے بیچ بمشکل سے " اس حسین مکھڑے سے نظریں چراتے زیر لب بڑبڑایا۔۔

گزشتہ شب کا ایک ایک لمحہ اسکی آنکھوں میں پوری طرح سے قید تھا۔ وہ اس ساحرہ کے حسن کا اسیر بنتا جا رہا تھا جو رشتہ وہ محمل کو تحفظ، مقام دینے کے

لیے جوڑ رہا تھا۔۔اب رفتہ رفتہ وہی رشتہ اس کے دل ودماغ میں گھر کرتا جارہا تھا۔۔

گردن گھمائے اسال نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو صبح کے سات بجا رہی تھی ۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی وہ فجر ادا کر کے سوئے تھے۔۔بلکہ یہ کہنا بہتر تھا کہ محمل سوئی تھی جبکہ آغا جاگتے ہوئے اسے نہارتا رہا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے نرمی سے اسکا سر اپنے شانے سے اٹھائے اب اسے نرمی سے بستر پر منتقل کر گیا۔ معادر وازے پر دستک ہوئی تو اسال نے چونک کر دروازے کو دیکھا۔۔

کمفرٹر محمل پر اچھے سے برابر کرتے وہ دروازے کی سمت بڑھا۔

"کیا مسلئہ ہے یوں جو صبح صبح تم دروازہ کھٹکھٹا رہی ہو!؟"

سامنے کھڑی ملازمہ کو سنجیدہ نظروں سے گھورتے وہ کوشش کے باوجود بھی سخت لہجے میں بولا۔۔

ملازمہ بری طرح سے گڑبڑائی۔۔"وہ سردار سائیں آپ کو بڑے سائیں یاد کررہے ہیں حکم دیا کہ فورا مردان خانے میں پہنچے"!!

ملازمہ سر جھکاتے مؤدب سے لہجے میں بولی تو اسال گہری سانس بھرتے پر سوچ سے انداز میں کسی غیر مری نقطے پر نظریں ٹکا گیا۔۔

ٹھیک ہے آپ جائیں۔۔!!"ملازمہ کو حکم دیے وہ ایک نگاہ مخمل پر ڈالے" انہی قدموں سے دروازے سے باہر نکلا۔۔

دروازہ باہر سے بند کرتے وہ اب سیڑھیاں عبور کرتے مردان خانے کی سمت بڑھا تھا۔۔

السلام علیکم آغا جان۔۔۔آپ نے یاد کیا مجھے!!"شفاف ماتھے پر ڈھیروں" بلوں کا جال سمیٹے، وہ گرے شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں اپنے مضبوط کسرتی وجود کے ساتھ ان کے روبرو کھڑا تھا۔ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے سیاہ بال اور سیاہ آنکھوں میں رت جگے کی گہری سرخی دیکھ آغا جان لب بھینچ کر گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا گئے۔۔

وعلیکم السلام۔۔بیٹھو یہاں!!"اسے سرد نگاہوں سے دیکھتے وہ سنجیدگی" سے بولے۔اسال نے ایک نگاہ اطراف میں دوڑائی۔۔ایک طرف آباد شاہ بیٹھے تھے۔اور آغا جان اپنی نشست پر۔۔وہ ابھی تک اتنی صبح صبح ان کے یوں بلانے کا مقصد نہیں سمجھ پایا تھا۔

جی آغا جان کہیے کیا کام تھا آپ کو؟"اسال کے لہجے میں سنجیدگی سے زیادہ" بے قراری تھی۔۔

جسے محسوس کرتے آغا جان پہلوئں بدل کر رہ گئے۔۔

صبر کرو برخودار!!تمہارا زیادہ وقت نہیں لے رہے ہم۔۔واپس چلے جانا" "!!اپنی بیوی کے پاس!!بس کچھ اہم بات کرنی ہے

آغا جان اسے سرتاپیر گھورتے بڑے تیز لہجے میں بولے تھے۔

ان کے انداز میں طنز تھا جسے محسوس کرتے اسال بے ساختہ ہی مسکراتے ہوئے سر نفی میں جھٹک گیا۔۔

آپ ہی کا حکم تھا آغا جان۔۔کہ اپنی بیوی پر بھرپور توجہ دوں۔۔بھلا آپ "
"!!کی حکم عدولی کیسے کر سکتا ہوں میں

لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ کندھے اچکا کر کہتا انہیں خاصا زہر لگا تھا

۔۔

ہمم جیسے باقی کے سارے کام تو تم اپنے آغا جان سے پوچھ کر کرتے "
ہو۔۔!!بھولو مت اگر تم اتنے ہوشیار ہو تو میں تمہارا ہی دادا ہوں۔۔تمہیں
"!!یہ عقل اور ہوشیاری مجھی سے وراثت میں ملی ہے

سبز آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی اور سرد پن سمیٹے وہ دانت پیستے ہوئے
بولے۔۔

ان کی غصے سے سرخ پڑتی رنگت دیکھ اسال ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا کر سر
اثبات میں ہلا گیا۔

بلکل آپ کی ہر بات سو فیصد درست ہے۔۔آپ کہیں کیا حکم ہے میرے "
لئے!!"آبادشاہ نے ابرو اچکا کر بھتیجے کو دیکھا۔۔

وہ اتنا فرمانبردار کیسے بن گیا یہ چیز ان سے ہضم نہیں ہو پائی تھی۔

ہمیں یہ جاننا ہے کہ تم پر حملہ کس نے کیا۔۔؟ کچھ ثبوت ملے تمہیں یا"

"!! تمہیں بیوی کی زلفوں کے سائے سے اٹھنے میں فرصت نہیں

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں شدید بھینچے وہ سرد لہجے میں اس پر طنز کرتے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بولے۔۔

اسال کا چہرہ اب کی ان کے طنز پر سرخ پڑا تھا۔۔"

شایان شاہ نے کروایا تھا وہ حملہ.. "اپنی ہلکی بڑھی بئیر ڈپر ہاتھ پھیرتے وہ"

لاپرواہی سے بولا۔۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اس نے نظریں گھما کر اپنے چچا کو دیکھا۔۔

جن کے تاثرات انتہائی سہمے ہوئے تھے۔

بغیرت انسان۔۔ مجھ سے جھوٹ بولتے ہوئے تمہیں ذرا شرم نہیں آرہی"

"۔۔

آغا جان اسے خون آشام نظروں سے گھورتے ہوئے پھنکارے۔۔اسال نے آنکھیں چھوٹی کیے انہیں نا سمجھی سے گھورا۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں آغا جان!"وہ یکسر معصوم بنے حیرت سے پوچھ بیٹھا"

۔

جب آغا جان نے اس کی حرکت پر غصے سے کھولتے دور سے ہی اپنی لاٹھی" اس کی طرف پھینکی۔۔

اسال جھٹ سے اس لاٹھی کو جکڑتے اپنا بچاؤ کر گیا۔۔

خبیث انسان۔۔۔وہ حملہ شایان نے نہیں تم نے خود کروایا تھا اپنے" اوپر۔۔۔!!"کیا سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے؟تم جو بھی کہو گے میں پاگلوں کی طرح یقین کر لوں گا۔۔بھولو مت آغا میں کوئی عام انسان نہیں۔اعروس ازمیر شاہ ہوں میں!!شک تو مجھے اسی دن ہو گیا تھا مگر مجھے یقین تھا کہ تم جیسا سمجھدار انسان مجھے روکنے کے لیے خود پر ایسے جان لیوا حملہ ہر گز نہیں کروائے گا!!"

آغا جان کی گرج پورے مردانے میں گونج رہی تھی۔۔جسے اسال سر جھکائے سن رہا تھا۔۔

آغا جان میں نے نہیں کیا کچھ بھی۔۔شایان شاہ نے حملہ کروایا تھا مجھ پر۔۔؟"اسال اپنی بات پر بضد تھا۔۔

!!آغا جان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے خود ہی دوسری گولی مار دیتے چور کبھی چوری کرنے کے بعد یہ نہیں کہتا کہ میں چور ہوں اسال آغا"

"!!شاہ!! بلکل اسی طرح تم کبھی نہیں مانو گے کہ تم نے یہ سب کیا ہے

اسال ان کی بات پر سر مزید جھکا گیا تھا۔۔اس وقت اسے اس سے بہتر کوئی آپشن نہیں لگا تھا آغا جان کو روکنے کا ایک آخری حل خود کو زخمی کرنا ہی تھا۔ اس لئے اس نے وہی کیا۔۔

تمہاری خوشی کیلئے میں نعمت شاہ کو اس لڑکے کے ساتھ رہنے دینے کیلئے"

"!! تیار ہوں۔۔مگر بدلے میں میری ایک شرط ہے۔۔

"اسال نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔آخر وہ کیا کہنا چاہتے تھے؟

"کیسی شرط آغا جان؟"

اسال کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔وہ یقیناً محمل کی بات کرنے والے تھے

۔

"!!تمہاری اولاد کے اس دنیا میں آتے ہی تم محمل کو طلاق دو گے"

آغا جان کی سرد آواز میں کی گئی سفاک بات پر اسال کے چہرے پر ایک دم سے پتھریلے تاثرات سمٹ آئے۔۔

میں بار بار آپ سے جھگڑنا یا بدکلامی نہیں کرنا چاہتا آغا جان۔۔۔ محمل تو" اب ساری زندگی میری بیوی بن کر اس حویلی میں رہے گی۔اگر آپ نعمت کو واپس لانا چاہتے ہیں تو اس کے شوہر سے چھین کر لے آئیں مجھے کوئی اعتراض نہیں!!"

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے وہ آخر میں کندھے اچکاتا جگہ سے اٹھا۔۔آغا جان جبڑے بھینچتے اسے سرخ نظروں سے گھورنے لگے۔

"!!تو آج وہ دو ٹکے کی لڑکی تمہیں اپنی بہن اور بھانجی سے عزیز ہو گئی"

اپنی پشت پر آغا جان کی نفرت آمیز پھنکار سنتے اس کے زنان خانے کی سمت بڑھتے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔۔

غالباً آپ کو مجھ سے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے آغا جان۔۔ محمل آپ" ہی کی پسند تھی۔۔اب آپ کا پوتا اسے قبول کر رہا ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہیے۔۔ نعمت اور نور مجھے خود سے بھی زیادہ عزیز ہیں مگر ان کی حفاظت مجھ سے بڑھ کر ضرار پاشا خان کر سکتا ہے۔ فل حال مجھے اپنی بیوی اور بچے پر "!!دھیان دینا ہے۔۔ چلتا ہوں۔ محمل انتظار کر رہی ہو گی

آخری جملہ اس نے جان بوجھ کر ادا کیا تھا اس کی توقع کے مطابق زنان خانے سے ہوتے وہ سیڑھیاں عبور کرنے تک آغا جان کی کڑوی کسیلی باتیں بخوبی سنتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

دیگچی میں چمچ ہلاتے اسنے ایک نگاہ سامنے کی طرف کھلتی شیشے کی کھڑکی کی " سمت دوڑائی۔

اور پھر ایک نظر نور آئینہ کو دیکھا۔جو کاٹ میں لیٹی تھی۔کاٹ اسکے قریب ہی سلیب پر پڑا تھا۔

بنا آہٹ کیے وہ اپنے پاس موجود چابی سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ باہر برف باری کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ایسے میں ضرار کو واپسی پر جلدی لوٹنا پڑا وگرنہ آج جس ضروری کام پر اسے بلایا گیا تھا اس کی واپسی رات کو ہی ممکن تھی۔ایک نگاہ اسنے بائیں ہاتھ میں پہنی واچ پر ڈالی۔

جو شام کے پانچ بجا رہی تھی۔گہری سانس بھرتے وہ دستانوں میں مقید اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے اندر داخل ہوا۔

گھر میں چھائی مکمل خاموشی پر اسکی شہد رنگ آنکھوں میں حیرت سمٹی تھی

--

نظریں گھمائے وہ چاروں اطراف دیکھتے اب بھاری قدموں سمیت آگے بڑھ رہا تھا۔

معا اسکی نظریں اوپن کچن میں پشت اسکی سمت کیے کھڑی نعمت شاہ پر پڑی۔

سیاہ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے وہ سرخ اور سفید امتزاج کا خوبصورت دوپٹہ ایک کندھے سے نکالتے کمر کے نیچے باندھے ہوئے تھی،،

متناسب سراپا سرخ و سفید رنگ کے خوبصورت سوٹ میں کافی جاذب نظر دکھ رہا تھا۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھے لبوں پر دھیمی مسکان سجائے بڑے دلفریب انداز میں اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی توجہ مکمل طور پر اپنی ڈش کی طرف تھی۔ جبھی ضرار دھیمے دھیمے قدم اٹھاتے بنا آہٹ کیے کچن کی سمت بڑھا۔۔

ایک دم سے اس کے پیچھے رکتے اسنے نرمی سے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں جکڑتے نعمت کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔

جواچانک ہڑ بڑا کر رہ گئی تھی۔۔

اتنے لذیذ کھانے کی خوشبو نے تو مجھے کھائے بغیر ہی پاگل کر دیا ہے خانم"

"!!۔۔ کہی کوئی جڑی بوٹی تو نہیں ملائی اس میں

وہ اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیر مدہم سے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔

تو نعمت کی مزاحمت رکی تھی۔۔ سر اٹھائے اس نے خود سے کافی بڑے ضرار پاشا خان کو دیکھا جو قریباً اسکے نزدیک جھک کر کھڑا تھا۔

نظریں ان لودیتی شہد رنگ آنکھوں سے چراتے وہ سرخ چہرے سمیت چولہے کی آنچ کو دیکھنے لگی۔

"!!میری جڑی بوٹیاں تم جیسے سنکی خان پر کبھی اثر نہیں کر سکتی"

ناک چڑھاتے وہ اسکے جذبات سے گندھی نظروں سے بچنے کو موضوع بدلنے کو بولی۔ جبکہ اسکی بات پر ضرار کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ بکھری۔۔

تمہیں کس نے کہہ دیا کہ تمہاری جڑی بوٹیاں اثر نہیں کر سکتی خانم!! ذرا"
غور کرو۔۔۔آج صبح کی جو جڑی بوٹی تم نے کھلائی ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ
"!!خان پاگلوں کی طرح تمہارے آگے پیچھے منڈلانے کو بے تاب ہے
کان کی لو سے ہوتے اسکے ہونٹ نعمت کے تپش چھوڑتے گلابی گال پر ٹریس
ہوتے اپنا لمس بکھیرنے لگے۔۔
نعمت اسکے بے باک حرکت پر لب بھینچ کر رہ گئی۔ نظریں بے اختیار ہی جھکی
تھی۔۔
ہمممم تو بریانی بنائی جا رہی ہے!! کیا چاہتی ہو لڑکی؟ کہ یہ خان زن مرید بن"
"!!جائے!! جو ایسے تکلفات سے نوازر ہی ہو
ضرار پاشا خان کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔ نعمت کا اتنا شرمانا جھجکنا اس سے
ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔
استغفرُ للہ!! زن مرید بننے والوں کی شکلیں ایسی نہیں ہوتی پاشا خان!! تم"
"!!اس صدی میں تو میرے زن مرید بننے سے رہے

نعمت اسکے پیٹ پر کہنی مارتے اس کے حصار سے نکلی تھی۔اسکی بریانی غالباً وہ خراب کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

جبھی وہ سر جھٹک کر کہتی اپنی ڈش کی طرف متوجہ ہوئی۔

ہمممم تو اس کا مطلب تم اگلی صدی بھی میرے ساتھ گزارنے کی خواہش "مند ہو۔۔!!"

اپنے مضبوط ہاتھ سلیب پر اسکے دائیں بائیں جمائے وہ اسے مکمل طور پر اپنے حصار میں قید کر چکا تھا۔

اسکے انداز پر نعمت حیرت سے چونکی۔

میں نے ایسا کب کہا!!؟" وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے بولی۔"

ضرار ان سیاہ آنکھوں میں الجھن دیکھ لب دبائے ایکدم سے جھکا تھا باری باری کاجل سے لبریزان خوبصورت آنکھوں پر بوسہ دیے وہ پیچھے ہٹا تو اسکی توقع کے مطابق نعمت شاہ شرم وحیا کے رنگوں سے نہائی نظریں جھکا گئی تھی

۔

خود ہی تو کہا تم نے کہ اس صدی میں، میں تمہارا زن مرید نہیں بن سکتا۔۔"
تو مطلب تمہارا ارادہ اگلی صدی بھی اس خان کی بانہوں میں گزارنے کا ہے
۔۔ویسے مجھے کوئی اعتراض نہیں ڈارلنگ!! یور موسٹ ویلکم۔۔تم پورے
"!!حق سے یہاں اس خان کی بانہوں میں سما سکتی ہو۔۔آئے ایم آنرڈ
بانہیں پھیلائے وہ گرم آنچ دیتی گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے گہرے دلکش
انداز میں بولتا نعمت کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔
آپ آپ جائیں یہاں سے؟"نعمت جھنجھلا کر کہتی بریانی دم پر لگائے اسکی"
سمت مڑتے بولی۔۔
گیا ہی تو تھا ابھی لوٹا ہوں۔۔اب پھر سے کہاں جاؤں؟؟"آنکھیں چھوٹی"
کیے اسے گھورتے وہ اسکے بازوں کو جکڑتے اسے نرمی سے اپنے قریب کر گیا
۔۔
خانن۔۔جائیں جا کر چینج کر کے آئیں۔۔!!"نعمت جھنجھلا کر اپنی سیاہ"
آنکھوں میں خفگی سمیٹے بولی۔

ویسے یہ کیا پہن لیا تم نے خانم۔۔۔وہ صبح والی نائیٹی پہن لیتی قسم سے بڑی"
"!!ہاٹ لگ رہی تھی تم اس میں

اوپر سے نیچے تک

اسکے سراپے کو دیکھتے وہ ناک چڑھائے بولتا آخر میں اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھ آنکھ ونک کر گیا۔

نعمت کا چہرہ ایکدم سے لہو چھلکانے لگا۔دانت پیستے وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں شدت سے بھینچ گئ۔۔

اچھا جا رہا ہوں۔۔غصہ تو مت کرو۔۔ابھی ناں سہی رات کو پہن لینا۔۔"
" اوکے۔۔

پاشا۔۔۔!!"نعمت اسکے بے باک جملے پر جھنجھلا کر غصے سے چیخی تھی جس"
پر وہ قہقہہ لگاتے اسکے گال کو چومتے نور کو اٹھائے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

نعمت غصے سے ہانپتی نظروں سے اوجھل ہوتی اسکی چوڑی پشت کو گھورتے سر جھٹک گئ۔

سنکی خان!!"لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے وہ زیر لب بڑبڑاتے اپنے" کام میں مگن ہو گئی۔

★★★★★★★★★★★★

بہت بہت مبارک ہو یار!!آخر کار تو نے جھنڈے گھاڑ ہی دیے!!"روپ کا ہاتھ تھامے وہ مسکراتا ہوا کمرے سے نکلا ہی تھا کہ فصی اچانک اسکے گلے سے لگتے پر جوش سے انداز میں بولا۔۔

اس کی بات پر جہاں روپ شاہ کا سر شرم سے جھکا تھا وہی بدر نے زوردار مکہ اسکی کمر پر جھڑا۔۔جو کراہتا ہوا اس سے الگ ہوا تھا۔

چلو آو بھابھی نے ڈنر لگایا ہے پہلے ڈنر کرتے ہیں!!"فصی اسے کسی محبوبہ" کی طرح بازوں سے جکڑتے پر جوش سے انداز میں بولا تھا جبکہ بدر کی ساری توجہ اپنی بیوی کی طرف تھی۔۔

یار رات کے اس وقت ڈنر؟؟ بدر قدرے ہچکچا کر بولا۔۔یہ سچ تھا کہ وہ خود "
پارٹی سے کچھ کھائے پیئے بغیر ہی لوٹ آیا تھا اور غالباً روپ بھی بھوکی تھی مگر
رات کے بارہ بجے وہ اپنے دوست کے گھر ڈنر کا سوچتے ہی ہچکچا گیا تھا۔۔
شرماتو ایسے رہا ہے جیسے میں نے کوئی لڑکی دیکھنے کا کہا ہو۔۔چپ چاپ چل "
بھابھی آپ بھی آجائیں میں اچھے سے جانتا ہوں یہ بھوکا ہی نکل گیا تھا پارٹی
سے اور آپ نے بھی یقیناً اس کی وجہ سے کچھ کھایا نہیں ہوگا۔۔ چلیں آ
"!!جائیں ڈنر ریڈی ہے
فصی بڑے لگاؤ سے کہتے احترام بھری نگاہ روپ پر ڈالتے نظریں بدر پر جمائے
بولا تو بدر مسکراتے ہوئے سر جھٹک گیا۔۔
"!!اب تو چھوڑ مجھے کمینے مجھے میری بیوی کے ساتھ آنا ہے"
بدر اپنے بازو میں لپٹے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کرتے تڑخ کر بولتے اس
سے دور ہوا تھا۔روپ ان دونوں کے کرتب دیکھ زیر لب مسکرا رہی تھی۔

معا نیلم وہاں آئی۔۔روپ اسکے ساتھ ہی ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔اسکے بعد روپ کی طبعیت کے پیش نظر نیلم کے بے حدّ اصرار پر وہ دونوں وہیں ٹہرے تھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

روپ کمرے میں داخل ہوئی۔تو ایک بھرپور نگاہ پورے کمرے پر دوڑائے وہ گہری سانس بھرتے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔

بیڈ پر پڑے تولیے کو دیکھ اسکی نظریں بے اختیار ہی ٹھٹکی تھی۔

بدر فصی کے ساتھ گپ شپ لگا رہا تھا جبھی وہ اٹھ کر کمرے کی طرف آئی تھی

۔

ایک نگاہ پورے کمرے پر ڈالتے روپ بے ساختہ ہی چیختے ہوئے مڑی تھی

۔۔

لبوں پر دونوں ہتھیلیاں جمائے وہ اپنی گہری سیاہ آنکھیں آخری حد تک پھیلائے واشروم کی سمت دیکھ رہی تھی۔

جہاں سے باتھ روب میں ملبوس دانیال جعفر بالوں کو تولیے سے رگڑتے باہر آیا تھا۔

اچانک کسی لڑکی کے چیخنے پر اسکی سرمئی آنکھیں ایکدم سے الرٹ ہوئی۔۔ نظریں اٹھائے اسنے سامنے دیکھا۔

تو شفاف پیشانی پر پڑی سلوٹیں لمحوں میں معدوم ہوئی تھیں۔

سینے میں دھڑکتا وہ خون کا لوتھڑا پوری شدت سے دھڑک کر سست پڑا۔۔

وہ بے یقینی اور حیرت کے تاثرات سے اپنے سامنے کھڑی روپ کو دیکھ رہا تھا

۔۔

وہ سر تا پیر ایک نگاہ روپ پر ڈالتے بے اختیار ہی ہنس کر سر نفی میں جھٹک گیا

۔

روپ اسکے یوں قہقہ لگا کر ہنسنے پر اپنی پوری آنکھیں پھیلائے اسے سہمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

افففففففف۔۔اب تم مجھے خیالوں میں بھی تنگ کرو گی مائے لیڈی۔۔"

دِزاِز ناٹ گڈ مائے لو!!"اپنی اتھل پتھل ہو رہی دھڑکنوں کے مقام پر ہاتھ رکھتے وہ بے قراری سے بولتے دلکشی سے مسکرا پڑا۔

روپ اسکے انداز پر ہونقوں کی طرح ایک نظر اسے دیکھتے بھاگ کر دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔

تبھی باہر سے دروازہ کھولتے بدر اچانک اندر داخل ہوا۔اسکے چہرے پر ڈھیروں پریشانی تھی۔

روپ میری جان کہاں چلی آئی ہیں آپ؟؟"وہ تڑپ کر آگے بڑھا ہی تھا " کہ روپ بھاگ کر اسکے سینے میں چھپی۔۔بدر اسکے گرد اپنے بازو کا مضبوط حصار باندھے گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مڑتا اسکی نگاہ سامنے کھڑے دانیال جعفر پر پڑی۔۔

سبز حسین آنکھوں میں سرد مہری کے ساتھ ساتھ سرخیاں بھی جھلکی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا مگر وہ یہاں کیا کر رہا تھا یہ بات اس کی سمجھ سے باہر کی تھی۔۔

بدر نے ایک کاٹ دار نگاہ اسکے پورے وجود پر ڈالی۔۔روپ شاید اسی کی وجہ سے اتنا ڈر گئی تھی۔۔

دانیال جعفر اس خوبصورت حقیقت کو ابھی جی بھی نہیں سکا تھا کہ بدر عالم شاہ کی آمد نے اسکی آنکھوں میں مرچیاں سی بھر دی۔۔۔

وہ خون اگلتی آنکھوں سمیت روپ شاہ کو اسکے سینے سے لگا دیکھ جبڑے بھینچ گیا تھا۔

"!!ارے مل گئی بھابھی۔۔یہ تو دانیال بھائی کا کمرہ ہے"

فصی کی آمد پر ان دونوں کا ارتکاز ٹوٹا تھا جو ایک دوسرے کو ہی سرد نظروں سے گھور رہے تھے۔۔

روپ بدر سے دور ہونے لگی مگر اب کے بدر کا حصار پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔

سو سوری دانیال بھائی دراصل یہ بدر ہے میرا دوست اور یہ ان کی وائف ! ! "

"یہ لوگ بھابھی کے پاس آئے تھے چیک اپ کیلئے۔۔

فصی نے سپاٹ چہرے سمیت کھڑے دانیال کو آگاہ کیا جو چیک اپ کے لفظ پر فوراً الرٹ ہوا۔۔

تو کیا روپ بیمار تھی۔ وجود میں اچانک ایک برقی لہر سی دوڑی تھی۔۔

چیک اپ ! ! " نظریں موڑے اسنے بدر اور روپ کو دیکھ کر پوچھا۔ "

جی ہاں دراصل ہماری بھابھی کی طرف سے گڈ نیوز ہے۔۔ مطلب میں چاچا

" ! ! بننے والا ہوں۔۔ " ہے ناں خوشی کی بات

فصی کھلکھلا کر بولا تھا مگر اس خبر پر وہ دانیال جعفر کے زرد پڑتے رنگ کو دیکھ ناں سکا تھا۔۔ اسکے قدموں کی لڑکھڑاہٹ کو وہ محسوس نہیں کر سکا تھا۔۔

اوہ سوری بدر۔۔میں دانیال بھائی کا تعارف تو دے نہیں سکا۔۔یہ دانیال" جعفر ہیں۔۔پاکستان کے معروف بزنس مین میں سے ایک۔۔۔اور نیلم بھابھی کے بھائی۔۔بھابھی کے بڑے اصرار پر آج یہ محترم یہاں ٹھہرنے آئے ہیں!"

فصی نے بدر کی جانب مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا۔۔

جس کے چہرے پر ابھی تک سرد مہری تھی۔۔جانے کیوں مگر یہ انسان بدر عالم شاہ کو اچھی وائبز نہیں دیتا تھا۔۔

اسپیشلی اس کا روپ کی طرف دیکھنا بھی اسے کسی تیز دھار آلے کی مانند چبھتا تھا۔۔

بدر بنا کچھ کہے روپ کو ساتھ لگائے کمرے سے باہر نکلا۔

دانیال جعفر چاہ کر بھی ان کے پیچھے ناں جا سکا تھا۔۔سگار سلگاتے وہ یخ بستہ ٹھنڈ میں اب باتھ روب میں ملبوس ٹیرس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

دو سے تین کش لگاتے اسنے دھواں ہوا میں چھوڑا۔۔تو اس دھوئے میں سے ابھرتی روپ شاہ کی شبیہہ کو دیکھ وہ اپنے پاگل پن پر مسکراتے رہ گیا۔۔

کار پورچ میں گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی آواز وہ بخوبی سن سکتا تھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں بدر عالم شاہ کی گاڑی گھر کے گیٹ سے باہر نکلتی چلی گئی

۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی آنکھوں میں امڈتے ان کہے جذبات بدر عالم شاہ پر افشاں ہونے لگے تھے۔وہ شخص جتنا اپنی بیوی کو چاہتا تھا یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ اپنی بیوی پر پڑتی کسی غیر کی نظروں میں چھپے مفہوم کو سمجھ ناں پائے۔۔

یہ ملاقات تمہاری وجہ سے ادھوری رہ گئی بدر عالم شاہ!!اب اگلی ملاقات" تمہارے گھر پر تمہاری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گی۔۔جیسٹ ویٹ اینڈ واچ!!"

سلگتے سگار کو اپنی مُٹھی میں قید کرتے وہ اپنی ہتھیلی میں ہو رہے زخم کی پرواہ کیے بغیر بس نفرت سے اپنی جلتی آنکھیں میچ گیا تھا۔۔

روپ شاہ کا بھاگ کر بدر عالم شاہ کے سینے سے لگنا وہ منظر اسکی آنکھوں سے ہٹ نہیں پا رہا تھا۔۔وہ ماں بننے والی تھی۔۔یہ خبر اسکے دماغ میں چیونٹیوں کی مانند سوراخ کر رہی تھی۔

وہ ہذیانی سی کیفیت میں اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے بے ساختہ ہی چیخا۔۔

★★★★★★★★★★★★

"گل!! باہر کیا کر رہا ہے تم۔۔۔؟؟زارون سو گیا کیا؟؟"

زرتاج خان نظریں اسکے تھکے ہارے چہرے پر ڈالے سنجیدگی سے استفسار کرتی ایک طرف پڑی پلنگ پر بیٹھی۔۔

گل مینے خان گہری سانس بھرتے ان کے پاس ہی پلنگ پر بیٹھتے سر ان کی گود میں گرا گئی۔۔

امو۔۔!!"زرتاج خان اسکے منہ بسور کر پکارنے پر لب دبائے اسکے"
سنہری بالوں کو سہلانے لگی بظاہر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی جو صبح
سے زارون سکندر کی خدمتیں کر کے خوار ہو رہی تھی۔
اور اب دن کے تین بجے جانے کیسے اسے بخشش ملی تھی۔

کیا بات ہے ماڑا بچہ۔۔پریشان ہے کیا تم۔۔؟"زرتاج خان نے ڈھیروں"
لاڈ سے پوچھا تو وہ سر فوراً سے ہاں میں ہلا گئی ایک نظر آگے پیچھے دوڑائی تھی
مبادا کہیں سے اس کی مورے نکل کر اسکی کلاس ناں لگا دیں۔۔
امو آپ کیسے جھیل لیتی ہیں اپنے بیٹے کو۔۔؟مجھے اتنا تنگ کیا خان نے صبح"
سے۔۔!!نوکروں کی طرح خدمتیں کروا رہے ہیں۔۔اب بھی ان کی آنکھ
"!!لگی تو چھپ کر باہر آئی ہوں

وہ سر ان کی گود میں چھپائے کسی چھوٹی بچی کی طرح بولی تھی۔۔زارون
سکندر خان سے روٹھنا اسے کتنا بھاری پڑا تھا یہ کوئی اس سے پوچھتا۔۔

ماڑا بچہ۔۔۔ سکندر خان ایسا نہیں ہے۔۔وہ بس تمہارا معاملہ میں ذرا بدلحاظ" ہوتا جارہا ہے۔۔باپ کو بھی کمرہ سے نکال دیا اس نے صبح صبح۔۔۔اب ہم اس سے کیا شکوہ کر سکتا ہے۔تم بس اس کے آس پاس رہا کرو۔۔اچھا ہے ناں "!وہ تمہارا مرید ہو جائے گا

زرتاج خان نے ذرا دھیمے لہجے میں اسے سمجھایا۔۔ان کے حساب سے یہ بھی غنیمت ہی تھی کہ ان کا بیٹا اچانک گل مینے خان کو اتنا چاہنے لگا تھا۔۔

مگر گل مینے خان تو بے بسی سے سنہری آنکھیں پھیلائے منہ بسور کر رہ گئی وہ اب انہیں کیا بتاتی وہ شخص بنا کچھ کیے ہی اس کی جان کو آتا تھا۔۔اگر وہ اسے رجھانے کا کرتب کرتی تو کوئی بعید نہیں تھا وہ ظالم شخص اپنے پاگل پن سے "!!اسکی سانسیں ہی چھین لیتا

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اسکا موبائل فون بجا تھا۔۔گل نے یونہی ان کی گود میں لیٹے لیٹے موبائل فون پیس کرتے کان سے لگایا۔۔

السلام علیکم گل مینے خان۔۔۔کیسی ہیں آپ؟"دوسری طرف سے کسی"
کی بھاری روعب دار آواز پر گل ایکدم سے چونکی یہ آواز اسے سنی سنی لگی تھی
۔۔

وعلیکم السلام آپ کون؟"وہ چونک کر بولی تو دوسری طرف ایک پل کو"
خاموشی چھائی۔۔

میں سر قیصر بات کر رہا ہوں۔۔آپ نے آنلائن پیپیر زدیے ہیں اس ٹرم"
کے؟؟"سر کی روعب دار آواز وہ ایک دم سے پہچانتے جھٹ سے اٹھ بیٹھی
تھی۔۔

جج جی سر۔۔!!"زرتاج خان لبوں پر ہاتھ رکھتے اب اسے دیکھ رہی تھیں"
۔۔جو کچھ متفکر لگ رہی تھی۔

ہمممم!!آپ کو ابھی اور اسی وقت کالج آنا ہو گا۔۔بورڈ کی طرف سے ایک"
نوٹس آیا ہے۔۔آپ کو بدلے میں ایک درخواست اور اپنے سائن کرنا
ہونگے!!"

مگر سر اس وقت !! میرے شوہر کو چوٹیں آئی ہیں میں کل صبح آجاؤں گی !!"

گل عاجزانہ انداز میں کہتے ہونٹ بری طرح سے کچل گئ۔۔

دیکھیں مس آپ کو ابھی آنا ہے تو مطلب ابھی۔۔۔ہم نے فوراً درخواست " سبمنٹ کروانی ہے صبح تک کا ٹائم نہیں ہے !!"

سر سر میری بات تو سنیں !!"گل مینے خان پریشانی سے بولی مگر دوسری طرف سے کال کٹ گئ تھی۔

"کیا بات ہے گل اتنا پریشان کیوں ہے تم ؟"

زرتاج خان نے حیرت اور تعجب سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جو پریشانی سے ہونٹ کچل رہی تھی۔۔

گل نے مختصرا انہیں ساری بات بتائی۔۔

اب تو حریم اور دراب خان بھی چلا گیا ہے ورنہ ہم ان سے کہتا۔۔تم ایسا " کرو۔۔۔ملازمہ کے ساتھ چلی جاؤ !!"

زرتاج خان نے بڑے سوچ بچار کے بعد کہا تھا"مم مگر امو۔۔خان نے ممنع کیا ہے؟ "!

گل مینے پریشانی سے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔

ہم کہہ رہا ہے۔۔اس کا کیا جرات جو منع کرے۔۔وہ جو نیا ملازمہ آیا ہے"

اس کے ساتھ چلا جاو۔۔جب تک وہ سو کر اٹھے گا تم آ بھی جائے گا تب تک !!"

زرتاج خان نے رسان سے کہتے ساتھ ہی ملازمہ کو ہانک لگائی۔۔

رجو تم خان بیگم کا ساتھ جاؤ۔۔انہیں کچھ کام ہے تھوڑی دیر تک جلدی" واپس آجانا۔۔۔ "!

جاؤ تم گل بچہ اپنا پرس لے آؤ!!"ملازمہ کو حکم دیتی وہ گل سے مخاطب" ہوئی جو چار و ناچار سر اثبات میں ہلاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں گل مینے خان ملازمہ کے ساتھ گاڑی میں روانہ ہوئی۔۔

گل مینے خان سیٹ کی ایک سمت لگی کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی۔گاڑی کافی مسافت طے کرنے کے بعد ایکدم سے رکی۔جس پر گل مینے خان اپنے خیالوں سے نکلتے چونک کر باہر دیکھنے لگی۔

کالج تو کافی فاصلے پر تھا اچانک گاڑی کیوں رکی تھی۔۔

رجو کیا ہوا گاڑی کیوں رکی۔۔؟"گل مینے کے سنجیدگی سے پوچھنے پر رجو" نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔

اس سے پہلے کہ گل مینے کچھ سمجھتی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے اچانک دو عورتیں اندر داخل ہوئیں۔

کک کون ہو تم لوگ!!"گل مینے خان کا دل کسی انہونی کے احساس سے" بری طرح سے دھڑکا تھا۔۔

سنہری آنکھوں میں خوف کے گہرے سائے لہرائے۔

ان میں سے ایک نے جلدی سے اسے جکڑتے اپنے قابو میں کیا جبکہ دوسری نے کلوروفل سے لدھار ومال اسکے ناک پر رکھا۔۔ جس کے سبب وہ کچھ ہی دیر میں ہوا سے بیگانہ ہو گئی۔۔

رجو سپاٹ نگاہوں سے گل مینے خان کو دیکھ رہی تھی۔۔"لے جاؤ اسے۔۔ سرکار کی گاڑی میں ڈالو!!"سامنے سے آتی زرغان خان کی گاڑی کو دیکھتے وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

جس پر ان دونوں عورتوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

گل مینے کے بیہوش وجود کو وہ اس سیاہ گاڑی کی پچھلی سیٹ میں منتقل کرتی گاڑی سے نکلی۔۔

سرخ نظروں سمیت پچھلی سیٹ پر بیہوش پڑی گل مینے خان کے چہرے کو گھورتے زرغان خان نے نفرت سے جبڑے بھینچ ڈالے۔۔

اب دیکھتا ہوں میں کہ تم کیسے میرے قابو میں نہیں آتے زارون سکندر"
خان!!جب تمہاری جان میری مٹھی میں بند ہو گی تب تو گھٹنوں کے بل
"!!رینگتے ہوئے میرے پاس آنا ہی پڑے گا تمہیں

نفرت بھرے لہجے میں وہ پھنکارتے ہوئے غرایا تھا۔۔اگلے ہی لمحے دھول اڑاتی گاڑی نظروں سے اوجھل ہوتی چلی گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

گاڑی حویلی کے کارپورچ میں روکتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اندر داخل ہوا ۔ایک نگاہ اطراف میں دوڑائے وہ بھاری قدم اٹھائے باورچی خانے کی سمت بڑھا۔

نوری!!محمل کہاں ہے؟"پشت پر ہاتھ باندھے وہ بھاری رعب دار آواز"
میں سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔

باورچی خانے میں کام کرتی ملازماؤں نے مڑ کر حیرت سے اپنے سردار کو دیکھا۔

"سرکار سائیں!! وہ سردارنی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہیں!!"

ماتھے پر ڈھیروں بل سمیٹے اسال انہی قدموں سے واپس مڑا تھا۔ پچھلے دو تین دنوں سے محمل کی طبیعت کچھ ناساز سی تھی۔ وہ پیشتر وقت اپنے کمرے میں سو کر ہی گزارتی تھی۔

اسال انہی سوچوں میں لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اپنے کمرے کی سمت بڑھا تھا۔

"یہ دودھ کیوں واپس لے جا رہی ہو تم؟" سیڑھیوں کے درمیان میں پہنچتے ہی وہ سامنے سے آتی ملازمہ کو دیکھ چونک کر پوچھنے لگا ایک نگاہ دودھ کے گلاس پر ڈالی تھی۔

"وہ سردار سائیں!! سردارنی کے لئے لے کر گئی تھی۔ مگر انہوں نے پینے سے انکار کر دیا۔"

ملازمہ نے سر جھکائے کہا تو اسال گہری سانس بھرتے رہ گیا۔

ہمم ٹھیک ہے لے جاؤ اسے!!" سنجیدگی سے کہتے وہ اب اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا گیا۔"

دروازہ کھولتے ہی اس نے ایک نگاہ بیڈ کی طرف دوڑائی۔ مگر وہ وہاں نہیں تھی۔۔ایک دم سے پورے وجود میں بے چینی سے دوڑی۔

دروازہ بند کرتے اس کی نگاہ صوفے پر گھٹلی بنے لیٹی محمل پر پڑی تو وہ بے قراری سے بھاگ کر اس تک گیا۔"

محمل کیا ہوا ہے؟ تم یہاں کیوں لیٹی ہو؟" اس کے قریب صوفے پر بیٹھتے اسال نے نرمی سے اسکے چہرے پر بکھرتی زلفوں کو سنوارتے نرم لہجے میں پوچھا۔ اسکی آواز پر وہ پٹ سے اپنی نیلی آنکھیں کھول گئی۔ اسے سامنے دیکھ وہ ایکدم سے اٹھتے اسکے سینے سے لگی تھی۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے اسکے سر پر بوسہ دیے اسے نرمی سے خود سے لگایا۔

سائیں!!آپ نے کہا تھا آپ رات کو واپس آجائیں گے مگر آپ نہیں"
"!!آئے!!میں ساری رات آپ کا انتظار کرتی رہی
وہ اسکے سینے سے لگی نرم لہجے میں شکوہ کرتی کافی کیوٹ لگی تھی۔۔اسال کے ہونٹ بے اختیار مسکرائے۔اسے نرمی سے کمر سے تھامے وہ خود سے قریب کرتے اپنے حصار میں جکڑ گیا۔
سائیں کی جان۔۔کوشش تو بہت کی تھی مگر کام ہی بہت تھے اس لئے چاہ" کر بھی نہیں آپایا۔۔دیکھو اب سارے کام ختم کر کے سیدھا تمہارے پاس آیا
"!!ہوں
محمل کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ نرم محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے لاڈ سے بولا۔تو وہ مسکرا کر سر جھکا گئی۔
وہ کل صبح سے گیا تھا مگر کوشش کے باوجود بھی واپس نہیں آسکا تھا۔اسی لئے اب سارے کام نپٹا کر وہ سیدھا حویلی لوٹا تھا۔۔

ہاتھ دکھاؤ!!"اسے نرمی سے اپنی گود میں بٹھاتے اسال نے ایک نگاہ اسکے" سرخ ہورہے چہرے پر ڈالی، چاکلیٹ کلر کے نفیس سے سوٹ میں ملبوس سرخ و سفید رنگت اس پر متضاد چہرے پر چھایا گلابی پن اسکے حسن کو مزید دو آتشہ بنا رہا تھا۔

!!اسکی بات پر محمل کی نیلی سرخ ڈوروں سے سجی آنکھیں مزید پھیلی ایسے مت دیکھا کرو یار!! میں کنفیوژ ہو جاتا ہوں!!"لبوں پر دھیمی" مسکراہٹ سجائے وہ دلفریب انداز میں بولا تو اسکے لب و لہجے پر محمل کی آنکھیں بے اختیار ہی جھکی۔چہرے پر چھایا گلابی پن مزید بڑھا تھا۔

محمل خود میں سمٹی دایاں ہاتھ اسکے سامنے کر گئی،، جس پر اسال نے اپنی" قمیض کی جیب ٹٹولتے کچھ نکالا۔۔۔

یہ کیا ہے سائیں!؟"وہ اپنے ہاتھ پر بندھتے سیاہ دھاگے کو اشتیاق اور" حیرت سے دیکھتی مستفسر ہوئی۔

واپسی پر درگاہ گیا تھا۔تو ایک فقیر نے یہ نظر کا دھاگہ دیا ہے۔یہ میری"
"!جانوں کو بری بلاؤں سے بچا کر رکھے گا
اسال کے نرم شہد سے گندھے لہجے پر وہ پہلے پہل تو شرمائی!!مگر پھر نیلی آنکھیں ایکدم سے پھیلی تھیں۔

جانوں؟؟میرے علاؤہ اور کون ہے آپ کی جان!!"حسین آنکھوں میں" جلن کے تاثرات سمیٹے وہ سنجیدگی سے مستفسر ہوئی تو اسکے انداز میں جلن محسوس کرتے اسال نے دلکشی سے مسکراتے لب دانتوں تلے دبایا۔۔
اپنا حصار اس کی کمر پر باندھے وہ نرمی سے اسکی پیشانی چومتے اسے سینے میں قید کر گیا۔۔

تم اور تمہارے اندر موجود زندگی۔اب میری جان تو تم دونوں میں ہی اٹکی"
"!!رہے گی

سر کے بالوں پر بوسہ دیے وہ نرمی سے بولا تو محمل گہری سانس بھرتے رہ گیا

۔

"!!سائیں"

جی سائیں کی جان!!اسکے بلانے پر اسال فوراسے بولا۔"

آپ کہاں گئے تھے۔۔اتنا کون سا ضروری کام تھا آپ کو۔۔۔؟؟" محمل "

نے حیرت اور کچھ سنجیدگی سے پوچھا۔۔

جب سے وہ پریگننٹ ہوئی تھی اسال نے اسے کبھی بھی حویلی میں اکیلا نہیں

"!!چھوڑا تھا۔۔ماسوائے کل کے

تھا ایک ضروری کام۔۔تمہاری بات ہوئی انکل آنٹی سے!!"نرمی سے"

اسکی سنہری آبشاروں کو سہلاتے وہ اسے باتوں میں الجھا گیا۔۔

نہیں کافی دنوں سے بات چیت نہیں ہو رہی۔۔پتہ نہیں وہ فون نہیں اٹھا"

رہے میرا!!"اب کی بار اسکا لہجہ اداس ہوا تھا جسے محسوس کرتے اسال نے

گہری سانس بھری۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں۔۔اب جب میں جاؤں گا تو بات کروادوں گا"

"!!تمہاری۔۔ویسے آج ایک سرپرائز بھی ہے تمہارے لیے

اسے یونہی بانہوں میں بھرتے وہ صوفے پر پیچھے کو ٹیک لگا گیا۔

محمل آنکھیں پھیلائے اسے کچھ حیرت سے دیکھنے لگی۔۔"

سرپرائز؟ کیسا سرپرائز؟" محمل نے اشتیاق اور تعجب سے پوچھا جس پر"

اسال نے اسے نرمی سے خود پر جھکاتے اسکے گالوں کو باری باری چوما۔۔

سرپرائز تو سرپرائز ہے وقت پر ملے گا۔۔تب تک تم نیند لے لو!!تاکہ"

"!!رات تک بلکل فریش ہو جاؤ

اسال اسے خود سے لگاتے نرمی سے بولا۔"اپ بھی سوئیں گے تب ہی میں

سوؤں گی!!"چھوٹی سی ناک چڑھائے وہ اپنے کٹاؤدار گلابی لبوں کو پھیلا کر

بولی تو اسال بے اختیار مسکراتے ہوئے سر جھٹک گیا۔

ہمم۔۔لیٹس گو ڈارلنگ!!"اسے نرمی سے بانہوں میں بھرتے وہ شریر"

لہجے میں کہتے صوفے سے اٹھا تھا۔ محمل اسکی گرم آنچ دیتی نظروں کا مفہوم

سمجھتے اسی کے سینے میں سر چھپائے اسے قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔بند کمرے

میں کافی دیر تک اسال آغا شاہ کے قہقہے گونجتے ان در و دیوار میں نقش ہوتے رہے!!'

★★★★★★★★★★★★

ادھر آؤ تم؟!" باورچی خانے کی سمت بڑھتی ملازمہ ثمینہ شاہ کی پھنکار پر" لرز کر رکی تھی۔۔آنکھوں میں خوف سا چھایا۔وہ تھوک نگلتے ثمینہ شاہ کو دیکھنے لگی۔جو تیز تیز قدم اٹھاتے اسکے سر پر پہنچی۔۔

یہ گلاس بھرا ہوا کیوں ہے؟؟" وہ دودھ کے گلاس کو ترچھی نگاہوں سے" گھورتے استفسار کرنے لگی۔

"ووہ سسر درانی سائیں نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔۔۔"

ایسے کیسے انکار کر دیا۔تم اسے بنا دودھ پلائے واپس کیوں آئی۔۔!!"ثمینہ" شاہ غیض و غضب سے سرخ پڑتی ملازمہ پر پھنکاری تھیں۔

جوایکدم سے ان کے غصے پر تھر تھر کانپی۔۔

چھوٹی بیگم میں نے کہا تھا مگر وہ کہہ رہی ہیں ان کا دل نہیں چاہ رہا۔۔!!""

اب کی بار ملازمہ نے نظریں جھکا کر وضاحت دی تھی۔

جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے اور یہ دودھ سنک میں گرادو۔۔!"وہ غصے سے"

مٹھیاں بھینچتے غرائی تھی۔

ایسا کیا تھا اس دودھ میں جو اسے محمل نہیں پی سکی تو اسے گرانے کا حکم"

دے رہی ہیں آپ ثمینہ شاہ؟""اپنی پشت پر ابھرتی نفیسہ شاہ کی سرد کاٹ

دار آواز پر وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر مڑی۔

آنکھوں میں ایکدم سے خوف و گھبراہٹ تیری تھی۔

نن نہیں ایسا تو کچھ نہیں۔۔بس اس لڑکی کی طبیعت ٹھیک نہیں تو اس لیے"

"میں نے دودھ بھیجا تھا۔۔۔

وہ مسکرانے کی کوشش کرتے بمشکل سے گلے میں اٹکے ہوئے سانس سمیت

بولی۔مگر نفیسہ شاہ ان کی فطرت اور ان کی عادات سے بخوبی واقف تھی۔

جبھی وہ گہرے سانس بھرتی ان کے قریب ہوئی۔

آپ کو میری بہو اور میرے بیٹے کی اولاد کی اتنی فکر کب سے ہونے لگی"

"__؟؟

نفیسہ شاہ نے داہنی ابرو اچکا کر انہیں گھورا تھا جو فق رنگت لئے اپنی انگلیاں .مڑوڑ رہی تھیں

"!!بھابھی ایسی بھی کوئی بات نہیں

ایسی ہی بات ہے ثمینہ !!جب میرا اسال تمہیں اول روز سے اچھا نہیں لگا تو اسکی اولاد کیسے اچھی لگ سکتی ہے ؟؟میری بہو اور بیٹے سے دور رہو۔اسکے کھانے پینے کی فکر کرنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں !!اسکی فکر اور دیکھ بھال کرنے کو میں زندہ ہوں!!"

نفیسہ شاہ ان کی بات ٹوکتے بھاری لہجے میں دوٹوک انداز میں غرائی تھی۔

میں تو بس ہمدردی کر رہی تھی مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ میری ہمدردی کو" الگ نام دیں گی۔آج کے بعد آپ جانیں اور آپ کی بہو!!"سرخ چہرے سمیت وہ ایک نظر آس پاس کھڑی ملازماؤں کو دیکھتے تنک کر بولی تھی۔

نفیسہ شاہ نے ملازماؤں کے سامنے ان کی بے عزتی کی تھی اور یقیناً وہ اب یہ "بات آسانی سے بھولنے والی نہیں تھی۔۔

نفیسہ شاہ ایک نگاہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو رہی پشت پر ڈالے سر جھٹک کر باورچی خانے کی سمت بڑھ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

عالم ہم واپس کب جائیں گے؟"وہ اسکے سینے سے سر اٹھائے اسے دیکھتے" خفگی سے پوچھنے لگی۔۔

بدر نے نظریں جھکائے اسے دیکھا اور بنا کوئی جواب دیے وہ فروٹ باؤل میں کاٹے گئے سیب کا ایک ٹکڑا اسکے منہ کی طرف بڑھا گیا۔۔

روپ ناک منہ چڑھائے اسے خاموشی سے کھا گئی۔"عالم بتائیں ناں!!"

اب کی بار اس کے اپنے ناخن اسکے کسرتی شانے پر گاڑھے تھے۔

!!بدر نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور کر دیکھا

آپ کے ناخن تو آج میں کاٹ کر رہوں گا۔۔آپ نماز کیسے پڑھ لیتی ہیں"

ان میں؟"وہ سبز آنکھیں پھیلائے اسے گھورتے ہوئے اسکا نازک ہاتھ تھام گیا۔

نن نہیں نہیں تو۔۔۔عع عالم بلکل چھوٹے چھوٹے تو ہیں!!"سیاہ آنکھیں" پھیلائے وہ معصومیت سے اپنے تھوڑے بڑھے ناخنوں کو دیکھ کر منہ بسور گئی۔

جی نہیں تھوڑے بڑے بھی نہیں ہونے چاہیے!!آپ پہلے یہ کھائیں پھر"

"!!ان کا بندوست کرتے ہیں

اب کی بار وہ زبردستی اس کے منہ میں ٹکڑہ ڈال گیا۔

تم بلکل بھی اچھے نہیں ہو۔۔مجھے مریضوں کی طرح کھانا کھلا رہے ہو۔۔"

"!!اٹھنے بھی نہیں دیتے۔۔مجھے کام تو کرنے دو

جب سے انہیں خوشخبری ملی تھی۔بدر نے اسکے بیڈ سے اترنے پر سخت پابندی لگادی تھی۔

اس کی ڈائیٹ کھانا پینا ہر ایک چیز کا وہ خود خیال رکھ رہا تھا۔۔

اسکی ناراضگی بھری شکایت پر بدر عالم شاہ کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بڑھی تھی۔۔

یہ تو آپ ہر بار ہی کہتی ہیں میری جان۔۔اگر آپ کی بات مانتا تو یہ گڈ نیوز"

"!!اتنی آسانی سے ناں ملتی جانِ عالم

جھک کر اسکی اٹھی تھوڑی چومتے وہ خمار آلود لہجے میں بولا تو روپ کی چلتی

!!زبان ایک دم سے اسکے تالو سے جا چپکی

پورے چہرے پر شرم وحیا کی سرخیاں گھلی تھی۔جنہیں گہری دلچسپ نگاہوں سے دیکھتے وہ لب دبا گیا۔۔

"عالم پلیز حویلی چلتے ہیں ناں!!"روپ اس کی گہری نظروں کی تپش سے گھبرائی ہوئی سی بات بدل گئی۔

"میری زندگی!!میری ڈاکٹر سے بات ہو چکی ہے ابھی کچھ دنوں تک آپ کو مکمل بیڈ ریسٹ کرنا ہے۔اور یہ گڈ نیوز ہم ایک ساتھ واپس جا کر دیں گے سبکو۔۔!!"

بدر باؤل ایک طرف ٹیبل پر رکھتے اسے سینے سے لگاتے نرمی سے سمجھانے لگا

۔

"ٹھیک ہے!!"وہ برے سے منہ بناتی اسکے سینے سے لگتے بولی۔۔جبکہ بدر نے گہری سانس بھرتے سر جھٹک ڈالا۔۔

بدر عالم شاہ کی دن رات کی محبت کی وجہ سے ہی وہ دن بدن ضدی ہوتی جا رہی تھی۔۔اس سے لاڈ اٹھوانا روپ شاہ اپنا حق سمجھتی تھی۔۔جبکہ بدر عالم

شاہ تو اسکے لاڈ اٹھانے کیلئے گھٹنوں کے بل بھی تا عمر بیٹھا رہ سکتا تھا۔۔یہ دیکھ بھال تو کوئی بڑی بات نہیں تھی اس کے لئے!!"

★★★★★★★★★★★★

باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں نعمت تم یہیں رہو گی۔۔اور نوری کا بھی" خیال رکھنا۔۔!!"

جوتے پہنتے وہ عجلت بھرے انداز میں بولا۔تو بستر پر چت لیٹی نعمت نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا۔

ناک چڑھائے وہ سر جھٹک گئی جیسے اسکی۔بات اتنی اہم ناں ہو۔۔

کھانا وقت پر کھا لینا ورنہ بخار تیز ہو جائے گا!!نوری کو فیڈ بھی کروا دینا " وقت پر!!"وہ اب اپنے دستانے پہنتے اونچی آواز میں بولا۔۔

نعمت نے پھر سے اسکی چوڑی پشت کو یوں گھورا جیسے اسکا بولنا اسے سخت ناگوار گزرا ہو۔

ضرار پاشا خان کے ساتھ گزرے ان چند دنوں میں وہ پہلے سے کہی زیادہ ضدی ہو گئی تھی۔ ضرار کا رویہ اسکے ساتھ ایسے تھا جیسے وہ نور کو ٹریٹ کرتا تھا اور نعمت سے اسکا یہ لاڈ پیار ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے مسلسل اسے تنگ کر رہی تھی کہ کسی ناں کسی طریقے سے وہ اپنے اصلی روپ میں لوٹے مگر دوسری طرف سے مکمل خاموشی اسکا پارہ ہائی کر رہی تھی۔

شاور غلطی سے بھی مت لینا ورنہ طبیعت!!" وہ انر جیکٹ پہنتے ایکدم سے " مڑا تو بستر پر پھیل کر لیٹی نعمت پر نظریں پڑتے ہی اس کی شہد رنگ آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

نظریں گھمائے اس نے کاٹ میں سوئی نور کو دیکھا اور ایک نظر نعمت کو۔۔ جو اپنی چھوٹی چھوٹی زُلفوں کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی۔۔

میں نے کچھ کہا ہے خانم؟ کیا تم نے میری بات اچھے سے سن لی؟"کمر پر" دونوں ہاتھ ٹکائے وہ اسکے سر پر کھڑا ہوتے ذرا رعب سے مستفسر ہوا۔۔ یہ الگ بات تھی کہ دوسری طرف آف وائٹ رنگ کی پٹھانی پوشاک میں ملبوس وہ اپسرا اسے سرے سے اگنور کر رہی تھی۔۔

خانم!!"ضرار نے دانت پیستے ہوئے اسکے نام پر دباؤ دیا۔۔یہ لڑکی اس کا" ضبط بری طرح سے آزماتی تھی۔

ہاں کچھ کہا تم نے۔۔وہ دراصل میں کسی کو سوچ رہی تھی تو تمہاری طرف" "!!دھیان نہیں گیا

سیاہ آنکھیں گھما کر وہ بڑی دلفریب ادا سے بولتی اپنی سرخ لپ اسٹک سے رنگے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا گئی۔۔

ضرار اسکی ایک ایک حرکت کو بغور آبزرو کرتے آخر میں آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورنے لگا۔

میرے علاؤہ اور کون ہے جسے تم یاد کر رہی ہو!! میں تو تمہارے پاس ہوں"
۔۔ادھر دیکھو۔۔مجھے کرو یاد!!" جانے کیوں وہ اسکے لبوں سے کسی
دوسرے کا ذکر سنتے ہی بھڑک اٹھا تھا اتنے دنوں کی ساری نرمی سارے لاڈ
پیار پر پانی پھیرتے وہ ایک دم سے اسے ٹانگ سے جکڑتے اپنی سمت کھینچتا
دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بستر پر اسکے سر کے نزدیک جمائے اس کے قریب
ہوتے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔
نظریں اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر ٹھہری تھی۔
ہے کوئی بہت پیارا!!" نعمت اسکی آنکھوں میں جلن دیکھ دونوں ہاتھ ہوا"
میں پھیلاتے آنکھیں نچا کر بولی۔
ہمممم!! جیسے کہ!!" ہاتھ بڑھاتے اسنے انگوٹھا اس کے ہونٹوں پر ٹریس کیا"
تو نعمت کی چلتی زبان کو بریک لگا۔
ضرار پاشا خان کی آنکھوں میں شدت پسندی کے ابھرتے رنگ دیکھ وہ فورا
سے ہونٹ سختی سے میچتے سر نفی میں جھٹک گئی۔

روپ۔۔میں روپ کو یاد کر رہی تھی۔۔!!"تھوک نگلتے وہ صفائی دینے"
والے انداز میں بولی تو پاشا نے داہنی آبرو اچکا کر اسے گھورا۔۔
کون ہے یہ مس روپ!!اس کی اتنی مجال جو میرے بیوی کے خیالوں میں"
"!!آسکے

براؤن ہلکی بئیر ڈپر تراشے عنابی ہونٹوں کی حرکت بڑی دلفریب لگ رہی تھی۔ نعمت گہری سانس اس کی جان لیوا خوشبو میں بھرتے نظریں جھکا گئی۔
وہ میری بہن ہے اور آپ میری بہن کو برا بھلا نہیں کہہ سکتے مسٹر پاشا!!""""
شہادت کی انگلی اٹھائے وہ اسے وارن کرتے اپنی خوبصورت آنکھیں دکھاتے دھمکانے لگی۔۔اس کے معصومانہ انداز پر ضرار پاشا پراسراریت سے مسکرایا تھا۔

اگلے ہی لمحے اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ سنجیدگی میں بدلی وہ ایکدم سے چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے گہری سانس بھرنے لگا۔

جس پر نعمت کا سانس یکدم سے رکا تھا۔اس شخص سے اسے کسی اچھے کی امید تو ہر گز نہیں تھی۔۔

برا بھلا تو کیا میں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں ہر اس شخص کو جو میری بیوی اور "میرے درمیان آنے کی گستاخی کرے گا"!!

اسکے کان کے قریب جھکتے وہ جان لیوا سرگوشی نما انداز میں بولا۔۔اسکی بھاری سرگوشیاں نعمت کا سانس خشک کر دیتی تھی اب بھی وہ سانس روکے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

آپ کا یہ پاگل پن کب تک کا ہے پاشا خان!!"اب کی بار نعمت کی سنجیدگی" سے کہی گئی بات پر ضرار پاشا خان ایکدم سے اس سے دور ہوتے قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

!!اسکے یوں ہنسنے پر نعمت خوامخواہ ہی خود میں شرمندہ ہوتی رہی نظروں میں خفگی سی بھر آئی تھی۔۔

مطلب؟ تمہیں لگتا ہے کہ اس پاگل پن کی کوئی لمٹ ہے میری جان؟""
اسنے مسکراتے ہوئے نعمت کی کمر کے گرد حصار باندھتے اسے سینے میں بھینچ کر دلکشی سے پوچھا۔۔۔

نعمت منہ پھلائے اسکے حصار کو توڑنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی۔۔

"میں نے تو صرف ڈوز سمجھ کر لیا تھا تمہیں اب تم اس قدر جان لیوا نکلو گی یہ اندازہ نہیں تھا اس خان کو۔۔۔اب تو تم بڑھاپے میں جب تمہارے منہ میں ایک دانت بھی ناں رہا تب بھی اس پاشا خان کا پاگل پن سہتی رہو گی۔دیئر از نو لمٹ ان مائے میڈ نیس فار یو مائے لیڈی!!"

اسکے دہکتے ہونٹ نعمت کے گالوں پر ٹریس ہو رہے تھے وہ اسکی بے باکیت پر پاؤں کے ناخنوں تک سرخ پڑتی اب تیزی سے جھٹپٹانے لگی۔۔

"پاشا خان اسکی سوچ کی آخری حد سے بھی زیادہ بے باک اور جنونی تھا۔۔ان چند ہی دنوں میں وہ اسے اچھے سے باور کروا چکا تھا اب وہ ناں تو اس پر کسی کا حق برداشت کر سکتا تھا ناں ہی نظریں!!"

نعمت گہری سانس بھرتے منہ بسور کر اسکے گھنے بالوں کو گھورتی رہی۔۔

اب پیچھے ہٹ جاو سنکی خان۔۔ تمہاری یہ بڑی بڑی داڑھی میری گردن پر"

"!! چبھ رہی ہے

وہ منہ بگاڑتے اپنی سرخ پڑتی گردن کو ہاتھ سے سہلاتے بولی۔۔ تو ضرار نے

"!! گہری سانس بھرتے لب دانتوں تلے دبائے اسے گھورا

اب تمہاری خاطر میں یہ داڑھی تو کٹوانے سے رہا میری جان!! ایسے ہی "

برداشت کرنا پڑے گا اس خان کو!!" کمال لاپرواہی سے کہتے اس نے آخر

میں کندھے اچکائے تھے۔

تم کاٹ کر آؤ گے۔۔ ورنہ!!" نعمت غصیلے لہجے میں بولتی آگے سے جملے"

ادھورا چھوڑ گئی۔۔

ہاہاہاہا۔۔ حکم کر رہی ہو تو کبھی بھی نہیں!! اگر لاڈ محبت سے فرمائش کر"

رہی ہو تو سوچوں گا!!" داہنی آنکھ ونک کرتے وہ نعمت کی کھلے منہ کو دیکھ سر

جھٹکتے اسکا منہ اپنے ہاتھ سے بند کرتے دور ہوا۔۔

رات کو دیر ہو جائے یا کچھ بھی مگر میں واپس ضرور لوٹ آؤں گا۔ان"

شاءاللہ کل واپس حویلی چلیں گے!! کچھ دنوں تک موسم مزید سرد ہو جائے

"!!گا یہاں پر تو نوری کا حویلی ہی رہنا بہتر ہے

وہ نعمت سے کہتے کاٹ میں لیٹی اپنی بیٹی کی طرف بڑھا تھا اسے نرمی سے

بانہوں میں بھرتے پیشانی پر بوسہ دیے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھنے

"!!لگا

یہاں آجاؤ!!"دور کھڑی خود کو گھورتی نعمت کو دیکھ وہ مسکرا کر اسے"

قریب بلا گیا۔۔

جو جلدی سے آگے بڑھتی اسکے سینے سے لگی تھی۔

ایک ہاتھ نور کے ننھی سی انگلیوں میں الجھائے وہ ضرار کو ٹک ٹکی باندھے

دیکھنے لگی۔جو بظاہر نور کی طرف متوجہ تھا۔۔

دیکھ لو دیکھ لو جتنا دیکھنا ہے!! تمہارا ہی تو ہوں!" وہ اسکے آنکھ بچا کر دیکھنے" پر چوٹ کرتے اب بھی نور کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔ نعمت فورا سے سٹپٹا کر اس سے دور ہوئی تھی۔

ضرار کافی دیر تک نور سے لاڈ کرتے نعمت کے ساتھ دروازے تک آیا تھا۔۔

میں کہہ رہا ہوں خانم!! کچھ بھی ہو جائے دروازہ مت کھولنا!!" وہ" سنجیدگی سے اسے حکم دیتا باہر نکلا۔۔ باہر اسکی ٹیم پہلے سے تعینات تھی۔۔

پاشا اتنی ٹھنڈ ہے باہر ان لوگوں کو بولیں آرام کر لیں اپنی آرام گاہ میں جا کر" ۔۔!!" نعمت باہر کھڑے گارڈز کو دیکھ پریشانی سے بولی۔۔

باہر کا موسم انتہائی سرد اور برفیلا تھا۔ اسے اندر سے ہی دیکھ کر جھرجھری سی آئی تھی۔۔

یہ ان کا کام ہے میری جان!! تم ان کی فکر مت کرو۔۔۔ بس اپنا اور نوری کا" خیال رکھنا!! خدا حافظ"!!

وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتے محبت پاش لہجے میں کہتے باہر نکلا۔۔ نعمت جلدی سے اندر سے دروازہ اچھے سے لاکڈ کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ماضی

اتنی دیر کیوں لگادی تم نے!!" سیاہ اوور کوٹ میں ملبوس وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی دانیال پر بری طرح سے غصہ ہوئی۔۔

سگار کا گہرہ کش بھرتے دانیال جعفر نے دھواں کھڑکی سے باہر کی طرف اڑایا۔۔

ایک کلائنٹ کی ڈیلیوری تھی۔بس وہی کروا رہا تھا اس لیے دیر ہو گئی!" "

ٹائی کی ناٹ کستے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ جس پر رمینا سر جھٹک کر رہ گئی۔۔

سب کچھ تیار تو ہے!!"ساحر ہارون شاہ نے ان کے ناک میں دم کر کے "
رکھ دیا تھا۔۔رمیناخان کے خلاف اسکے پاس کئی ثبوت تھے جن سے وہ ہر
آئے زور اسے بلیک میل کر رہا تھا مگر جو اصل مسئلہ تھا وہ یہی تھا کہ ساحر کے
سوا کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ رمیناخان کے ساتھ شامل اسکا دوسرا ساتھی
کون ہے۔۔اور دانیال جعفر کے خلاف فل وقت ساحر کے پاس کوئی ثبوت
نہیں تھا۔

ہمم سب تیار ہے حورب!!ڈونٹ وری!!آج وہ آفیسر اپنی جان سے "
جائے گا اس کے ساتھ ساتھ تمہارے اور ہمارے دھندے کے سارے راز
"!!بھی

دانیال جعفر نے بلکل آرام دہ انداز میں کہتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تھی۔۔

ڈرائیور گاڑی سٹارٹ کرو!!"دانیال کی سنجیدگی بھری آواز پر گاڑی"
سٹارٹ ہوئی تھی۔مسلسل تیز بارش کے سبب سڑکوں پر پانی بھرتا جا رہا تھا
ایسے میں ان کی گاڑی وقت سے کچھ دیر بعد ہی اپنی مقررہ جگہ پر پہنچی۔۔

قریبا آدھا گھنٹہ گذرا تھا انہیں وہی کھڑے جب دانیال جعفر کے آدمی کی کال آئی۔۔دانیال نے کال ریسیو کرتے فون کان سے لگایا۔۔

"واٹ۔۔۔کون سے رستے!!اوکے ہم وہاں پہنچتے ہیں تم ٹرک ڈرائیور کو لوکیشن سمجھادو۔۔دھیان رہے گاڑی میں سوار ایک بھی انسان زندہ نہیں بچنا چاہیے!!"

اپنے آدمی کو سنجیدگی سے حکم دیتے وہ سرخ چہرے سمیت کال کاٹ گیا۔

"کیا ہوا۔۔سب کچھ ٹھیک تو ہے!!"رمینا نے چونک کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمم وہ لوگ کسی شارٹ کٹ سے واپس جارہے ہیں۔۔ہمیں وہاں پہنچنا ہو گا!!"دانیال نے مختصرا اسے آگاہ کیا۔۔گاڑی ایک بار پھر سے اپنی منزل پر رواں دواں ہوئی۔۔

"تھوڑی ہی دیر میں وہ اس رستے میں اپنی مقررہ جگہ پر پہنچے تھے!!

ہممم ہٹ کر دو گاڑی کو!!"سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھتے دانیال نے"
موبائل فون پر نمبر ملاتے کسی کو حکم دیا۔رمینااور دانیال ٹکٹکی باندھے گاڑی
کی طرف دیکھ رہے تھے جو پہلے سے ہی سپیڈ میں تھی۔
دیکھتے ہی دیکھتے دوسری سمت سے آتے ٹرک نے گاڑی کو بری طرح سے ٹکر
ماری تھی۔۔ پھسلن کے سبب اسال آغا شاہ بریک لگانے کے باوجود بھی
گاڑی پر قابو نہیں پا سکا تھا۔دوسری ہٹ پر گاڑی جھٹکے سے الٹی۔۔ سڑک
سے دور کچی روش میں گری تھی۔۔
چلو آور رمینا!!"دوسری جانب سے اشارہ ملتے ہی وہ دونوں گلوز چڑھاتے"
"!!باہر نکلے
گاڑی تک جاتے انہوں نے ایک نظر ڈرائیونگ سیٹ پر خون سے لت پت
بے جان پڑے اسال آغا شاہ پر ڈالی۔۔گاڑی کی دوسری طرف نعمت شاہ
زخموں سے چور اپنے حواس موقع پر ہی کھو چکی تھی۔۔

جبکہ فرنٹ سیٹ پر اسال آغا شاہ کے ساتھ بیٹھی ماہ رخ کھڑکی سے باہر اور آدھی کھڑکی سے اندر خون سے لت پت پڑی تھی مگر اس کے ہوش بحال تھے۔۔

ساحر شاہ اپنی ٹانگوں میں شدید درد کے باوجود اپنے خون سے سنے سر پر ہاتھ رکھتے اپنی خون آلود آنکھیں بمشکل سے کھولے سیدھا ہوا۔۔

"نن نعمت!!" زخموں سے چور اسکے زخمی ہونٹوں نے بے قراری سے نعمت کو پکارا تھا۔۔

"بہت ڈھیٹ ہے سالا!!" دانیال اسکے حرکت کرتے وجود کو دیکھ نفرت آمیز لہجے میں پھنکارا تھا۔۔

ساحر اپنی بند ہو رہی آنکھیں بمشکل سے کھولے گھپ اندھیرے میں برستی بارش کے بیچ انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

دانیال نے ہاتھ بڑھایا جس پر ایک آدمی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا راڈ اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔۔

وہ راڈ تھامے ساحر کے قریب جاتے پنجوں کے بل جھکا۔۔

اگر تم وقت پر ہماری بات مان جاتے ساحر شاہ تو آج یہ سب کچھ ناں ہوتا"

۔۔۔چلو ایک موقع دیتا ہوں۔۔وہ چِپ ہمیں دے دو۔۔ہم تمہیں چھوڑ دیں گے!!"

دانیال اسکے ادھ مرے وجود پر نظریں دوڑاتے یاسیت سے بولا۔جس پر ساحر نے مٹھیاں نفرت سے بھینچتے درد کی شدت پر ہونٹوں کو سختی سے بھینجا۔۔

ککبھی بب بھی ننہی!!"وہ بمشکل سے یہ جملہ ادا کرتے پراسراریت سے" مسکرایا تھا اسکا یہ انداز دانیال کے ساتھ ساتھ رمیناخان کا غصہ بھی بڑھا گیا تھا

۔۔

دانیال اسے کاٹ دار نظروں سے گھورتے ایکدم سے اٹھا۔۔اگلے ہی لمحے ٹھاہ کی گرج دار آواز کے ساتھ وہ راڈ ساحر شاہ کی کنپٹی پر لگا تھا۔

خون کالو تھڑاسا حر شاہ کے منہ سے نکلتے اسکے جسم اور سڑک میں گرے پانی کو رنگ گیا۔۔

دانیال جعفر ایکدم سے مڑا۔۔تو اسکی سرمئی نظریں خود کو دیکھتی ماہ رخ آفندی پر پڑی۔۔

ہاتھ بڑھاتے اس نے رمینا خان کے ہاتھ سے ٹارچ لیے اسکے چہرے پر ماری۔۔جس میں ابھی تک جان باقی تھی۔۔

رمینا۔۔۔اس کا بچنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ختم کردو اس کو!!"وہ راڈر مینا" کی طرف بڑھاتے سرد لہجے میں بولا۔۔

رمینا!!ماہ رخ کو خون آشام نظروں سے گھورتے اس کی طرف بڑھی تھی

۔۔

اسسالل!!"ماہ رخ کا ایک ہاتھ اسال آغا شاہ کے ہاتھ میں قید تھا۔وہ" بمشکل سے بولی۔۔اسکے پیٹ میں گہری ضرب آئی تھی جس کے سبب اسے بولنے میں دقت ہو رہی تھی۔۔

رمینا اسے بالوں سے جکڑتے ایک جھٹکے سے بے دردی سے کھینچ کر اپنے سامنے پھینک گئی۔۔

جس کی دلدوز چیخیں فضا میں معلق ہو کر نفرت اور دشمنی ایک نئی داستان رقم کر رہی تھی۔۔

یہ تو ویسے ہی ادھ مری ہے دانیال اسکے لئے میرے ہاتھ ہی کافی ہیں!!""

رمینا زیر لب مسکرا کر جھکی تھی۔۔اپنے گلوز میں مقید دونوں ہاتھ ماہ رخ کی گردن پر رکھتے اس نے انگلیوں سے اسکی گردن پر دباؤ بڑھایا۔۔

ماہ رخ کی آنکھوں کی پتلیاں آخری حد تک پھیلی۔۔

آنکھوں سے نکلتے آنسوں اسکے گالوں پر بہہ رہے تھے۔جب کہ آنکھیں گاڑی میں بیہوش پڑے اسال آغا شاہ پر ٹکی تھی۔۔اسکا دل اسے بری طرح سے پکار رہا تھا۔مگر وہ خود کہاں ہوش میں تھا جو اسے سنتا۔۔

کچھ ہی لمحوں میں ماہ رخ آفندی کی سانسیں تھم گئی۔۔اسکے ہونٹ کھلے " تھے جن سے گرم خون ٹپک کر تھوڑی پر بہہ رہا تھا۔۔خوبصورت زندگی کے رنگوں سے بھری وہ آنکھیں آج ہمیشہ کے لئے ویران ہو گئی تھی۔۔

ہمم۔۔یہ دو تو پہلے ہی مر گئے تھے۔۔ہمارا کام تو ہو گیا۔۔اب چلو یہاں سے!!"

دانیال جعفر سگار کا گہرہ کش لگاتے نعمت شاہ کے پشت کو گھورتے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتا اب واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔رمینا خان اسی کے ہمقدم ہوتی اب گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

سر کہاں بھاگے چلے آرہے ہیں آپ۔۔۔؟ کس سے ملنا ہے آپ کو"
۔۔۔؟؟" پاگلوں کی طرح آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھتے ضرار پاشا خان کو
اندر سے نکلتی نرس نے سنجیدگی سے ٹوکا۔

اندر ایک آدمی کا آپریشن چل رہا تھا جو تھوڑی دیر پہلے زخمی حالت میں لایا گیا
تھا۔

ممم مجھے وہ سس سا ححر۔۔۔ ممیں ر ا دوست ہے انندر!! آنکھوں سے نکلتے"
گرم سیال کو اپنی ہتھیلیوں سے رگڑتے وہ بند ہوتی دھڑکنوں کے بیچ بمشکل
سے بولا۔۔

نرس نے ترحم بھری نگاہوں سے اس خوبرو شخص کو دیکھا۔۔

اندر اس نام کا کوئی شخص نہیں۔۔ البتہ جن کی آپ بات کر رہے ہیں وہ اس
"!!وقت کمرہ نمبر پانچ سو ایک میں ہیں

نرس نے اسے تفصیلا آگاہ کیا۔۔کیونکہ اس علاقے میں رونما ہونے والا یہ حادثہ آج تک کا سب سے بڑا اور برا حادثہ تھا جس کی خبر آگ کی طرح پورے ہاسپٹل میں پھیلی تھی۔۔

گرتے پڑتے وہ پھولتی سانسوں سمیت اس کمرے تک پہنچا۔۔جہاں آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ "

شہد رنگ آنکھیں ایک پل کو ویران ہوئی تھی۔۔مٹھیاں بھینچے وہ مردہ قدموں سمیت اندر داخل ہوا۔۔پٹیوں کے بیچ جکڑے ساحر شاہ کو دیکھ اسکے قدم ایسے لڑکھڑائے تھے جیسے ان میں جان باقی ناں رہی ہو۔۔

دل پاگلوں کی طرح انکار کر رہا تھا کہ سامنے بیہوشی کی حالت میں پڑا وہ شخص اسکا دوست اسکا ساحر نہیں ہو سکتا۔۔

وہ آگے بڑھا تو پاس کھڑی ڈاکٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔۔"

آپ اب آرہے ہیں۔۔آپ کا پیشنٹ اپنی آخری سانسیں بھر رہا ہے۔۔"

"!آپ کم از کم

شٹ اپ ڈاکٹر!! بکواس مت کرو۔۔کچھ نہیں ہو سکتا میرے ساحر کو!!" وہ ڈاکٹر کی بات بیچ میں ہی کاٹتے بری طرح سے دھاڑا تھا۔۔

ڈاکٹر اس کے اتنے عجیب ری ایکشن پر سنجیدگی سے اسے گھورتی کمرے سے نکل گئی۔۔

وہی سامنے بیڈ پر تکلیف میں بمشکل سے سانسیں بھرتے ساحر شاہ کے ہاتھوں کی انگلیوں میں لرزش ہوئی۔۔ضرار پاگلوں کی طرح اس تک پہنچا۔۔

کک کچھ نہیں ہو گا تجھے!! میں آگیا ہوں ناں!! یہ یہ ڈاکٹر لوگ سب" بکواس کرتے ہیں۔۔ابھی تو تجھے میرے ساتھ جینا ہے۔۔ساحر!!" وہ اپنے "!!آنسوں رگڑتے ایسے بول رہا تھا جیسے ایک بچے کو جھوٹا دلاسہ دے رہا ہو ساحر کے سیاہ پڑتے ہونٹ نرمی سے مسکرائے۔۔ضرار کو لگا جیسے اسکا دل کسی نے نوچ کر باہر پھینک دیا ہو۔۔

اچھا ہوا تو آتو گگیا ممجھے لگا تھا ممیرے ججنازے پر آئے گا!" ساحر شاہ" زخمی ہونٹوں سے بمشکل سے کہتا اسے مزید رولا گیا تھا۔۔

ضرار بری طرح سے اپنے بالوں کو نوچتے اسکے سینے پر سر رکھ گیا۔۔۔

ساحر نے اسے روکا نہیں تھا وہ جانتا تھا وہ ناں رویا تو شاید وہ بھی مر جائے۔۔

پپ پپاشا!!"ساحر کی نیم سرگوشی نما آواز پر ضرار نے دھندلائی نظروں"

سے اسے دیکھا تھا۔۔

مم میری ننعمت ٹھیکک ہے۔۔ ممیری بیٹی بھی!!تتم میری نعمت کو اپنا"

!!للینا میرے یار!! وہ ببب بہت معصوم مم ہے

وہ اچانک تکلیف کے سبب بول ناں سکا۔۔ضرار اسے مورت بنا دیکھتا رہ گیا

۔۔اپنے عزیز از جان شخص کا اپنے ہاتھوں میں دم توڑنا کیسا ہوتا ہے یہ کوئی

ضرار پاشا خان سے پوچھتا۔۔

ووعدہ کرو۔اسے اپپنا للو گگے تم!!"وہ اپنا زخمی ہاتھ اسکے سامنے پھیلا رہا تھا"

۔۔وہ ساحر شاہ جس نے اپنی زندگی میں کسی سے مدد نہیں مانگی تھی۔

آج اپنی معصوم بیوی اور بچے کیلئے اپنے دوست سے اپنی زندگی کے آخری

لمحات میں بھیک مانگ رہا تھا۔۔

ضرار بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

ساحر شاہ تو سب جانتا تھا اسکی محبت اسکا عشق محمل قریشی!! وہ سب کچھ جان کر اس سے کچھ مانگ رہا تھا۔۔ وہ کیسے انکار کرتا اپنے دوست کو۔۔

پپ پاشا وعدہ ککر و ممیرے یارر!!" ساحر نے اسکے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھتے تڑپ کر کہا۔۔ وہ نعمت کو دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ جانتا تھا یہ خواہش اسے دل میں لئے ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملنا تھا۔۔

ضرار نے اپنا کانپتا ہاتھ اسکے پھیلے ہوئے ہاتھ پر رکھتے آنکھیں سختی سے میچ" ڈالی تھی۔۔

دوسری طرف مکمل خاموشی چھائی رہی۔۔ ضرار ہچکیاں بھرتے ساحر کی طرف سے خاموشی محسوس کرتے اپنی بھیگی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھنے لگا

۔

جہاں چہرے پر ڈھیروں سکون سمیٹے ساحر شاہ اپنی زندگی کی بازی اپنے دوست کے ہاتھ میں ہار گیا تھا۔۔

ضرار پاشا خان کا لرزتا وجود بے دم ہوتے لڑکھڑا کر پیچھے کو گرا۔۔

!! جانے والو یہ کیا طریقہ ہے"

"چھوڑ جاتے ہو جا بجا خود کو

★★★★★★★★★★★★

گاڑی کے ہارن کی آواز پر چوکیدار نے فوراً سے آگے بڑھتے گیٹ کھولا۔ گاڑی میں بیٹھے زرغان خان پر نظریں پڑتے ہی اسنے احتراماً اسے دور سے سر تسلیم خم کرتے سلام کیا۔۔ جس نے ہلکا سا سر ہلاتے سپاٹ تاثرات سمیت سامنے کی طرف نظریں جمائی۔۔

گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو اسکی نگاہیں چاروں اطراف کا اچھے سے جائزہ لینے لگی۔اسکے آدمی ڈیرے کی ہر دیوار کے ساتھ اسلحے سے لیس

مستعدی سے کھڑے تھے۔وہ زارون سکندر خان کی فطرت سے بخوبی واقف تھا مگر اس بار وہ اسے جیتنے کا ایک بھی موقع نہیں دینے والا تھا۔۔

گاڑی پتھریلے روش میں رکی۔۔اسکے حکم کے مطابق پہلے سے ہی باہر کھڑی دو ملازمائیں گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔وہ خان تھا۔۔اور اچھے سے جانتا تھا کہ خان اپنی عورت اپنی عزت کے معاملے میں کتنے سخت ہوتے ہیں اور وہ خود بھی اصول پرست تھا۔اس نے گل مینے خان کو اغواء ضرور کیا تھا۔ مگر اسکی نیت صرف زارون سکندر خان کو اپنے سامنے جھکانا تھا۔

"سرد نگاہ ان دونوں پر ڈالے وہ تحکم بھرے انداز !۔۔۔اسے اندر لے آؤ میں کہتے اب بھاری قدموں سمیت آگے بڑھ گیا۔

پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ان دونوں عورتوں نے ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی گل مینے خان کو سہارے سے اٹھایا اور اب کندھوں کا سہارہ دیے اسکے بے ہوش وجود کو تھامے وہ اب ڈیرے کی اندرونی جانب بڑھ گئی۔۔

برآمدے میں قدم رکھتے ہی شال جھٹکتے وہ اپنے کندھوں پر درست کرتے کسی گڑبڑ کے احساس پر ایکدم سے رکا۔۔سیاہ جوتوں میں مقید پاؤں کی حرکت رکی تھی۔۔

مضبوط ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ ایکدم سے رخ موڑتے داہنی سمت دیکھنے لگا۔آنکھوں کی سمٹی ہوئی پتلیاں آخری حد تک پھیلی۔

زارون؟"اسکے لبوں سے ہلکی سی سرگوشی نما آواز برآمد ہوئی۔۔زارون"

سکندر خان اسکے سامنے ہی برآمدے کے اونچے حصے میں فرش پر ہی بیٹھا اسے سنجیدگی سے گھور رہا تھا۔۔

زرغان خان کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔۔

کیا ہوا خان۔۔؟اپنے بھائیوں کا یہاں دیکھ کر اتنا چونک کیوں رہے ہو" تم؟؟"پشت پر سے ابھرتی ضرار پاشا خان کی سرد آواز پر اب کی بار اسنے شاک کے عالم میں مڑ کر اسے دیکھا۔

جوڈارک مارون جیکٹ کے نیچے سیاہ جینز اور سیاہ ہی شرٹ پہنے ہوئے اپنی پرکشش شخصیت سمیت اسکے پیچھے ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔۔

ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے ضرار بھئیا زرغان خان کو ہمارا یہاں آنا پسند نہیں" آیا۔۔!!"اب کی بار وہ دراب خان کی آواز پر سامنے کی سمت دیکھنے لگا۔

جو برآمدے میں بڑے پلر سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔

معاوہ دونوں ملازمائیں گل مینے کو تھامے اندر داخل ہوئی۔۔زرغان خان ان کی آہٹ پر چونک کر ایک نگاہ پیچھے کی طرف دوڑائے سامنے بیٹھے زارون سکندر خان کو دیکھنے لگا۔

جس کے جسم پر کوئی چوٹ نہیں دکھ رہی تھی بس سر پر سفید پٹی بندھی تھی ۔۔وہ سیاہ شلوار قمیض پر براؤن شال دونوں کندھوں پر اوڑھے اپنی شاہانہ شخصیت کے ساتھ اسکے سامنے بیٹھا اسے کسی حد تک گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

دراب خان!!"زارون سکندر خان کی نظریں اب تک زرغان خان پر ٹکی" تھی۔

حکم کریں سردار سائیں!!"دراب خان!!زرغان خان کو گھورتے" مسکراتے ہوئے بولا۔۔وہ زرغان خان کی حریم سے انسیت اور زارون سکندر خان سے نفرت دونوں سے بخوبی واقف تھا۔۔

جبھی اسے سلگانے کو مخصوص لقمہ لگایا۔"اپنی بہن کو بحفاظت حویلی میں لے جاؤ۔۔۔!!"

اب کی بار دونوں گھٹنوں پر دباؤ دیتے وہ ایکدم سے اٹھتے سرد لہجے میں بولا۔

دراب فوراً سے سر اثبات میں ہلاتے گل مینے خان کی سمت بڑھا تھا۔۔

ضرار پاشا خان نے ایک نظر سبھی پر ڈالی اور عجلت میں اپنی بہن کے قریب جاتے اسنے نرمی سے گل مینے خان کو ان عورتوں سے لیا۔۔

معصوم چہرے پر ایک نگاہ ڈالتے اسنے گل مینے خان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اسے بانہوں میں بھرا۔۔دراب خان اسکے پیچھے ہی باہر کی سمت بڑھ گیا تھا۔

زرغان خان اب سپاٹ چہرے سے اپنی طرف بڑھتے زارون سکندر خان" کو دیکھ رہا تھا۔

مجھے اندازہ تھا ہی زرغان خان کہ تو بہت بڑا گدھا ہے مگر اتنا بڑا اس بات کا" "!!اندازہ مجھے آج ہوا۔

زرغان خان اسکے لہجے کی کاٹ پر بری طرح سے بلبلایا۔۔

زارون خان!!" وہ غصّے سے چلایا۔"

آواز نیچی۔۔ بھونک مت!! بے غیرت انسان اپنے ہی خاندان کی عورت" کو یوں یرغمال بناتے تجھے اپنے آپ پر ذرا شرم نہیں آئی۔۔ کیا لگا تھا تجھے کہ زارون سکندر خان اپنی بیوی سے اتنا لاپرواہ ہو سکتا ہے جو اسے کل کی آئی !! ایک عام سی ملازمہ کے ساتھ باہر بھیج دے گا

زارون تاسف آمیز لہجے میں کہتے سر جھٹک گیا۔ زرغان خان کا چہرہ لمحوں میں بے تحاشہ سرخ پڑ گیا۔۔ آنکھوں میں شرارے پھوٹ پڑے۔۔

مجھے ذرا برابر شرم نہیں آئی زارون خان بلکل ویسے ہی جیسے تجھے شرم نہیں" "آئی۔میرے چھوٹے بھائی کو بے دردی سے مارتے ہوئے۔۔۔

زرغان خان نفرت بھرے لہجے میں پھنکارا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑے زارون کو جان سے مار دیتا "!!

تمہارا بھائی ایک نمبر کو دو نمبر آدمی تھا زرغان خان!! وہ لڑکیوں سے" زیادتی سے لے کر چرس شراب اور ہر قسم کے کالے دھندوں میں ملوث تھا "۔۔

اب کی بار باہر سے آتے ضرار پاشا خان نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا۔۔جس پر زرغان خان بے یقینی سے سر نفی میں ہلا گیا۔۔

ہو ہی نہیں سکتا۔تم دونوں مل کر جھوٹ گھڑ رہے ہو۔۔میرا بھائی ایسا نہیں" تھا !!"

زرغان خان غرا کر بولا۔اسکی غراہٹ پر زارون نے بری طرح سے جبڑے بھینچ ڈالے !!

ایسا ہی تھا تیرا وہ حرام خور بھائی!!اور تُو اس لیے اب تک سہی سلامت"
کیونکہ تُو اس جیسا بغیرت نہیں۔۔ورنہ آج میری بیوی کو اغواء کرنے کی جو
غلطی تُو نے کی ہے۔۔اس وقت تک تیری بوٹیاں اس محلے کے کتوں کے
آگے پڑی ہوتی!!"

دو قدم مزید اس کے قریب ہوتے زارون سکندر خان نے سنجیدگی سے کہتے
اسکے منہ پر زوردار پنچ مارا۔۔زرغان خان بری طرح سے لڑکھڑایا۔۔
وہ ایکدم سے سنبھلتے اپنی ناک سے بہتے خون کو دیکھ مٹھیاں بھینچے زارون
سکندر خان کو قہر برساتی نگاہوں سے گھورتے اس پر ٹوٹ پڑا۔۔
مگر زارون سکندر خان اسکا ہر حملہ بڑی ہوشیاری سے ضائع کر رہا تھا۔زرغان
اسکی ٹریننگ کے آگے کچھ بھی نہیں تھا۔

ضرار پاشا خان دور سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اطمینان سے ان دونوں کو گھورتا
رہا۔مگر جب زرغان خان کی بگڑتی حالت دیکھی تو وہ جھٹ سے بھاگتے
ہوئے ان دونوں کے درمیان حائل ہوا۔۔

"!!بس کر سکندر!!خبردار جواب اسے چھوا تو نے"

ضرار اسے گھورتے سختی سے بولا۔۔

تو چھونے کی بات کرتا ہے میں اس سالے کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا۔اتنی"
آسانی سے نہیں چھوڑوں گا میں اسے۔۔اس نے میری مینے کو کڈنیپ کیا۔۔

"!!سزا تو اسے ملے گی

زارون سکندر خان غرا کر کہتے اب پھر سے اسکی طرف جھپٹا تھا۔۔

ضرار جبڑے بھینچ کر گہری سانس بھرتے سر جھٹک گیا۔

کول ڈاؤن سکندر یہ ہمیں زندہ چاہیے!!"اسے دونوں شانوں سے جکڑتے"

ضرار پاشا تقریباً اسکے کان میں گھس کر سرگوشی نما انداز میں بولا۔۔

زارون جبڑے بری طرح سے بھینچ کر شرربار نگاہوں سمیت زرغان خان کو
گھورتے رخ موڑ گیا۔۔جس پر ضرار نے تشکر بھری سانس بھری۔

اِدھر آؤ زرغان!!"اپنی ناک کو ہاتھ سے چھوتے زرغان کو دیکھ ضرار نرم"
لہجے میں بولا۔۔اسے بازو سے جکڑتے وہ ایک کرسی پر بٹھا گیا۔

جو ہاتھ ناک پر جمائے نفرت آمیز نگاہوں سے زارون سکندر کو گھور رہا تھا۔

"یہ دیکھو۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں تمہارے بھائی کے بارے میں۔ تو یہ ویڈیوز دیکھ لو۔۔ان سب میں تمہارا بھائی اپنے ہر کالے دھندے کا خود منہ بول کر اعتراف کر رہا ہے!!"

ضرار پاشا خان نے اپنا موبائل فون نکالتے ایک ویڈیو چلا کر اسکے سامنے کر دی۔۔ زرغان پہلے پہل اسے سنجیدگی سے گھورتا رہا پھر کچھ سوچ کر موبائل فون پکڑا۔۔

موبائل فون میں نظر آتا شخص اسکا سگا بھائی تھا۔۔ جس کی موت نے اسے مہینوں تکلیف میں رکھا تھا۔

"اگر تمہیں شک ہے کہ یہ ویڈیوز جھوٹی یا ایڈٹ کی گئی ہیں تو تم ری چیک کروا سکتے ہو۔"

زرغان کو اپنے کانوں میں گونجتی ضرار پاشا خان کی آواز سنائی دی۔۔

مگر وہ تو اسکرین پر نظر آتے ہولناک مناظر پر دہل سا گیا تھا۔۔آفتاب خان رمیناخان کے ساتھ ایک اڈے پر تھا۔

جہاں ان کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں غریب بے بس معصوم بچیاں بندھی پڑی تھیں۔۔پیشتر اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھی۔ان کی باڈی میں آفتاب خان کے گارڈز انجیکشن انجیکٹ کر رہے تھے۔

کئیوں کی مزاحمت اور بھاگنے کی کوشش پر انہیں بے دردی سے پیٹا جارہا تھا ۔۔یہ منظر ان قدر روح کو چھلنی کر دینے والا تھا کہ زرغان خان موبائل فون اپنی نظروں سے دور کر گیا۔جلتی آنکھیں میچتے ہی اسکی نظروں کے سامنے اسکی چھوٹی بہن گل بخت کی شبیہہ لہرائی تھی۔۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسکا کلیجہ منہ کو آیا ہو۔۔

وہ خود ایک معصوم بہن کا بھائی تھا۔۔آج تک حریم خان کو بھی اس نے محبت کی نگاہ سے دیکھا تھا مگر یہ حقیقت کہ اسکا بھائی اس قدر بدصفت شخص تھا۔۔ زرغان خان کیلئے یہ تسلیم کر پانا انتہائی ناممکن تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ پھیرتے اپنے سانس بحال کرنے لگا۔۔

ضرار نے بے بسی سے اسے دیکھتے جبڑے بھینچ کر اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔

میں جانتا ہوں یہ سچ تسلیم کر پانا بے حد مشکل ہے زرغان!! مگر یقین جانو"

" !!یہی سچ ہے

ضرار گہری سانس بھرتے اسکے قریب کرسی پر بیٹھا۔۔

رمیناخان کے بارے میں تم کیسے جانتے ہو؟"۔ سرخ لہو سے بھری نظریں"

اٹھائے اس نے ضرار کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا۔۔دل کا بوجھ ناقابلِ

برداشت تھا مگر اسے یہ زخم سہنا ہی تھا یہ گھاؤ اسے اپنی ذات پر جھیلنا ہی تھا۔

زرغان خان کو ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ ضرار پاشا یازارون سکندر! رمیناخان

کی اصلیت سے واقف ہونگے۔۔

بہت پہلے سے۔۔۔وہ زارون کو پسند کرتی ہے۔۔مگر وہ یہاں اپنا ہر برا کام"

بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کر رہی ہے۔

زارون سے اسکا نکاح کروانا بہت خطرناک تھا کیوں کہ اس طرح سے وہ مجھ تک آسانی سے پہنچ سکتی تھی۔اسی لئے ہم نے دراب خان کو قائل کیا کہ وہ اسے پرپوز کرے۔۔جب رمینا کو زارون کی طرف سے کوئی پیش قدمی نظر ناں آئی تو اس نے دراب کو مہرہ بنالیا۔۔ مگر انجانے میں وہ خود ہمارا مہرہ بن گئی۔۔

دراب خان ہمارے لئے کسی حکم کے اِکے کی مانند ہے۔۔رمینا اس پر اندھا اعتماد کرتی ہے اور ان پانچ سالوں میں دراب خان نے اسے مکمل طور پر اپنے اوپر اعتماد کرنے پر مجبور کیا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتی کہ اسی کے ذریعے ہم اسکے ہر اڈے تک پہنچ پائے ہیں۔۔ مگر ہمیں جو اصل خبر جاننی ہے ہم وہ نہیں جان پارہے!!"

ضرار پاشا خان نے اسے سرد لہجے میں تفصیل سے آگاہ کیا۔۔ جسکے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں رقم تھیں۔۔

تم کیا جاننا چاہتے ہو اس سے ؟"زرغان خان حیرت زدہ تھا اتنا سب کرنے "
کے باوجود بھی وہ آخر کار اس لڑکی سے کون سا سچ نہیں اگلوا پائے تھے۔
ہم پاکستان میں آفتاب خان کے سوا اسکے دوسرے پارٹنر کو نہیں جانتے "
آفتاب خان اسکا چھپا پیادہ تھا مگر اس گیم کا اصل ماسٹر مائنڈ کوئی تیسرہ ہے اور
"!! ہمیں اسی شخص تک پہنچنا ہے
زارون سکندر خان نے اب کی بار سنجیدگی سے اسے گھورتے ہوئے
کہا۔۔ جس نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔۔
مجھ سے کیا چاہتے ہو تم لوگ ؟"زرغان ان دونوں کی رگ رگ سے "
واقف تھا اگر پانچ سالوں تک وہ یہ راز چھپائے ہوئے تھے اور آج اس پر سچ
کھل رہا تھا تو یقینا وہ اسے استعمال کرنے والے تھے۔۔
تمہارا ساتھ !! اس وقت رمینا خان اچھے سے جانتی ہے کہ تم اپنے بھائی کے "
قاتل کو مارنے کیلئے بے تاب ہو۔۔ تم اسکی ٹیم میں شامل ہونے کی اداکاری
کروگے !! ضرار کہتے ہوئے رکا۔

اور آگے۔۔؟"زرغان نے بے چینی سے پوچھا۔۔"

آگے جب تم وہاں پہنچو گے تب بتاؤں گا پہلے ہی ساری گیم تھوڑی ناں"

"!!سمجھائی جاتی ہے

شہد رنگ آنکھوں میں شرارت سمیٹے وہ آنکھ دبائے بولا تو زرغان نے سر جھٹکا

۔

اگر میں انکار کر دوں تو!!"وہ ترچھی نگاہوں سے زارون کو دیکھتے سنجیدگی"

سے مستفسر ہوا۔

تو آج ہی تیرا مقبرہ اس ڈیرے پر بنے گا۔۔جس پر پہلی مالا میں چڑھاؤں"

"!!گا

زارون سکندر جبڑے بھینچتے پوری قوت سے دبے دبے انداز میں بولا۔۔

اسکی غصیلی نگاہوں کو دیکھ زرغان تنفر سے سر جھٹک گیا۔۔

مر گئے زرغان خان کو مارنے والے سکندر خان۔۔اتنی مار اسی لئے کھائی"

ہے تم سے کیونکہ میں نے تمہاری عزت پر ہاتھ ڈالا۔۔وگرنہ یہ زرغان خان

اپنی طرف اٹھتے ہر ہاتھ کو توڑ بھی سکتا ہے۔۔اور ہر آنکھ کو پھوڑ بھی سکتا ہے!!"

اب کی زرغان خان نے اپنے زخمی چہرے پر دل جلاتی مسکراہٹ سجائے آنکھ ونک کی تھی۔زارون سکندر خان کے چہرے پر پھیلتی سرخی اسے مزہ دے رہی تھی۔۔

زارون اسے خون آشام نظروں سے گھورے گیا۔۔جو واپس مڑا تھا۔۔

چلتا ہوں۔۔کام ہوتے ہی دوبارہ ملاقات کروں گا مگر اس بار جگہ میری" من پسند کی ہو گی۔۔" وہ اپنے سوجھے جبڑے کو رومال سے ڈھانپتے اونچی آواز میں ہانکتے گیٹ عبور کر گیا۔

زارون نے غصّے سے ضرار پاشا کو دیکھا تھا جو کندھے اچکا کر ڈھیٹوں کی طرح مسکرایا۔۔

ایک منٹ تو واپس نہیں جا سکتا پاشا خان۔۔۔مجھے کچھ جاننا ہے تجھ"

سے!!"زارون سکندر اسے بھاگتا دیکھ اسے گردن سے دبوچتے اپنی طرف

کھینچ گیا۔

مگر ضرار پاشا اسکے آگے پھنسنے والا نہیں تھا وہ بس کسی بھی طرح یہاں سے

بھاگنا چاہتا تھا۔

نوری اور نعمت اکیلی ہیں سکندر باقی کا کام تو سنبھال لینا مجھے اب جانے"

دے!!"وہ اپنے ماتھے پر بکھرتے شہد رنگ بالوں کو سنوارتے عجلت

بھرے انداز میں بولا۔۔

یہ کیا ہوا ہے تیرے گال پر؟"زارون اسکی بات کا جواب دینے کی بجائے"

اسے گردن سے دبوچتے اپنے ساتھ گھسیٹتے اسکے گال پر بنے ناخن کی گہرے

سرخ نشان کو گھورتے لب دبائے بظاہر سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

ضرار اسکی آنکھوں میں شرارت دیکھ پہلوئں بدل کر رہ گیا۔۔

نوری کا ناخن لگ گیا ہے اور کچھ نہیں اور تو یہ زنانیوں کی طرح گھورنا بند کر"
"!!مجھے

ضرار اس کی نظروں سے حائف پڑتے نظریں چرا کر بولا۔۔جبکہ زارون
اسے ہر گز چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

ہمم نوری کا تو نہیں لگتا اتنا بڑا ناخن یہ تو نوری کی ماما کا ہے!!"زارون سکندر"
شریر لہجے میں کہتے آخر میں لب دبا گیا۔ضرار کا چہرہ لمحوں میں سرخ پڑا۔وہ
ایکدم سے مڑتے اسے گھورتا جبڑے بری طرح سے بھینچ گیا۔

تو مرے گا مجھ سے سکندر۔۔۔جان چھوڑ میری!!"ضرار پھر سے مچلا تھا"
دوسرا زارون کے قہقہے اسے بری طرح سے،ہجل کر رہے تھے۔۔

اچھا ایک بات کا سچ سچ جواب دے پاشا!!"زارون اب سنجیدہ ہوا تھا۔۔"
ضرار اسکے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات دیکھ فوراً سنجیدہ پڑا۔۔

"!ہمم پوچھ کیا پوچھنا ہے"

کیا توبھابھی کے ساتھ خوش ہے؟"زارون اسکی آنکھوں میں نعمت شاہ کا" عکس دیکھ چکا تھا اسکی بے قراریاں صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ لڑکی اب ضرار پاشا خان کے لئے کس قدر اہم ہو گئی تھی۔

الحمدللہ بہت خوش ہوں۔۔میری آنکھوں میں دیکھ میری خوشی۔۔نہیں" تو میرا دل کھول کر دیکھ یہ خان اپنی بیوی کے ساتھ کتنا خوش اور مطمئن ہے!!"

ضرار پاشا کے لبوں پر اسکے ذکر پر تبسم بکھرہ تھا۔نئ نئ چاہت کی کلیاں اسکے دل کو بہار کی طرح مہکا رہی تھی۔نعمت شاہ کا معصوم چہرہ ایک دم سے آنکھوں کے پردے پر لہرایا تو دل پھر سے اس کے پاس جانے کو بے تاب ہوا تھا۔

اگر یہ سچ ہے پاشا تو پھر تُو شاہ حویلی پر نظر کیوں رکھوا رہا ہے؟"زارون" سکندر خان نے اسکے چہرے کو گھورتے سنجیدگی سے پوچھا تو پاشا کے لبوں کی مسکراہٹ ایکدم سے سمٹی۔۔

کیا تم اب بھی محمل سے محبت ؟؟"زارون نے آگے سے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ضرار خود کو یا پھر نعمت کو کوئی تکلیف دے۔اسی لئے اس سے دوٹوک بات کرنا بے حد ضروری تھا۔۔

زارون!! محبت ایک بار نہیں ہوتی۔ محبت تو بار بار ہوتی ہے۔۔ مگر ہر " شخص سے محبت کا جذبہ الگ طرح کا ہوتا ہے۔جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محبت بس ایک بار ہوتی ہے میں ان کی بات نہیں مانتا۔ کیونکہ انسان کی سب سے پہلی محبت اسکے والدین ہوتے ہیں۔۔ پھر اسکی بہنیں، بھائی پھر کوئی اور اسکی زندگی میں آتا ہے۔۔ محبت تو ہر شخص سے الگ الگ طرح سے ہوتی ہے۔ محمل قریشی سے مجھے محبت تھی، محبت ہے اور رہے گی۔۔ مگر میں شاہ حویلی پر نظر اس لئے نہیں رکھوا رہا کہ مجھے محمل کو واپس اپنی زندگی میں لانا ہے۔۔ نعمت کو اپناتے وقت میں نے اپنے رب سے وعدہ کیا تھا کہ آخری سانس تک اسکا اور اسکی بچی کا سہارہ بنوں گا۔۔!! مگر محمل۔۔اسکا تو کوئی بھائی نہیں تھا ۔۔وہ تو مجھے ہی اپنا محافظ سمجھتی تھی مگر میں اسکی حفاظت ہی نہ کر سکا۔۔ "

زارون اسکے لہجے میں کرب بخوبی محسوس کر رہا تھا وہ تو ہر چیز کا گواہ رہا تھا۔

" میں نے داجان سے بہت پہلے ہی کہا تھا محمل کو طلاق دلوا کر کسی اچھے لڑکے سے اسکی شادی کروادیں۔۔ کیونکہ میں اسکے قابل نہیں ہوں زارون۔ وہ میرے لئے بنی ہی نہیں تھی۔۔

وہ ہنسا تھا ایک خوبصورت مسکراہٹ۔۔

پھر جب شاہ حویلی پر نظر رکھوائی تو علم ہوا کہ وہ جس شخص کے نصیبوں میں " لکھی گئی ہے وہ تو اسکے لئے کامل انسان ہے۔۔ شاید وہ دنیا کا سب سے بہترین شوہر ہو گا۔ میری نظر میں وہ محمل کیلئے بہترین شوہر ہی ہے سکندر۔۔۔ مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ وہ محمل قریشی کو کسی نازک آبگینے کی طرح سینچ رہا ہے شاید یہ محبت، یہ مان میں کبھی ناں دے پاتا اسے۔ مگر میرے دل میں یہ دکھ تا عمر رہے گا کہ میں اس کا محافظ نہیں بن سکا۔۔

زندگی کے کسی بھی لمحے اگر اسے کوئی تکلیف ملی تو یہ ضرار پاشا خود اس تکلیف کا مداوا کرے گا۔۔خدا اسے خوش رکھے مجھے اس سے اور کچھ نہیں چاہیے!!"

زارون سینے پر ہاتھ باندھے اسے سن رہا تھا۔۔شاید نہیں یقیناً وہ جانتا تھا یہ بوجھ ضرار پاشا خان جانے کتنے وقت سے ڈھو رہا تھا اور زارون سکندر خان اس سے بات اگلوانے میں بچپن سے ماہر تھا۔کیسے ممکن تھا وہ پوچھے اور ضرار پاشا اسے کچھ بتائے ناں۔۔

جیسے تو اپنے سالے کی تعریف کر رہا ہے ناں خان لگتا ہے تیرا دل آگیا ہے"!!اس پر۔۔ہاہاہاہاہاہا

زارون سنجیدگی سے کہتے آخر میں قہقہ لگا کر اسکی حالت پر ہنسا تھا۔وہ اسال اور ضرار کی ہاسپٹل میں ہوئی لڑائی کی بابت بھی جانتا تھا۔

ضرار نے دانت پیستے اسکے پیٹ پر کہنی رسید کی۔

زیادہ بک مت۔۔اس جیسے کھڑوس سے محبت کرے میرے دشمن۔۔۔"

فل حال تو اسکی بہن پر دل آیا ہوا ہے ! ہاہاہاہاہاہا ! !"اب کی بار ضرار پاشا خان اسکے سینے پر مکہ جھڑتے داہنی آنکھ ونک کرتے بے باکی سے بولا تھا۔۔

اسکے انداز پر زارون نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں جھٹکا۔۔

تو نہیں سدھرے گا ! !"زارون اسے سن گلاسز لگاتے دیکھ منہ ہی منہ میں" بڑبڑایا۔۔

ہاں بیگم کی نظروں میں اپنے لیے چاہت دیکھنے کا بھی الگ ہی مزہ ہے کبھی" ٹرائے کرنا ! !"

وہ زیر لب بڑبڑاتے اسے الوداع کرتا اپنی جیپ کی طرف بڑھا جو ڈیرے کی پچھلی طرف جھاڑیوں میں کھڑی تھی۔۔

زارون اسے دیکھتا مسکرایا۔۔جب اچانک اسکے موبائل فون پر میسج نوٹی آیا وہ ایک دم سے باہر کی طرف بڑھا۔۔

میسج دراب خان کا تھا۔۔اس نے جیسے ہی میسج کھولا چہرہ غصے سے لال پڑ گیا۔

سامنے ہی رمیناخان کی تصویر اور زارون سکندر خان کی تصویر ایڈٹ کر کے جوڑی گئی تھی۔۔ جس کے اوپر واضع الفاظ میں لکھا گیا تھا میر اپریمی!!

"!!دراب کمینے تجھے تو میں آج نہیں چھوڑنے والا۔۔

اسے کال کرتے وہ غصّے سے دھاڑا دوسری طرف سے دراب کا قہقہ بلند ہوا تھا

۔۔

"جتنا تو نے مجھے مارا ہے ایک ایک مکے ایک ایک تھپڑ کا بدلا لوں گا میں سالے۔۔۔دل تو چاہ رہا ہے کہ اپنی بہن (گل مینے) کے نمبر پر بھی بھیج دوں۔ تیری آج کی رات تو بڑی حسین گزرے گی۔"

بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ دانت دکھاتے مسکراتے ہوئے بولا۔

"!!غیرت کھا بغیرت انسان۔۔ تیری بیوی ہے وہ"

زارون دھاڑا جس پر وہ ہنسا۔۔

کاہے کی بیوی۔۔۔۔سالی نے ایک بار آنکھ اٹھا کر ڈھنگ سے دیکھا تک "
نہیں۔۔ بڑی آئی بیوی بننے!! بیٹا جب تک یہ چیپٹر کلوز ہو گا ناں تب تک
"میں تیرے ہر تھپڑ کا حساب بے باک کرنے والا ہوں۔۔
درا ببب!! "زارون سکندر گاڑی سٹارٹ کرتے اس کے نام پر زور دیتے "
غرایا۔۔
چلامت سالے۔۔ تیرا بہنوئی ہوں۔۔اب چلایا تو اگلی تصویر بیڈ روم والی "
ہو گی۔۔رمیناخان تیری بانہوں میں ہو گی اور تو گل مینے خان کے کمرے
"!!سے باہر
دراب خان مسکراتے اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے کسی شہنشاہ کی طرح
بولا۔۔صوفے پر پھیل کر بیٹھتے وہ زارون کے سرخ چہرے کو سوچتے پھر
سے ہنسا تھا۔

تجھے تو میں چھوڑوں گا نہیں دراب!!"ہاں ہاں۔۔آ جا بیٹا۔۔اب ہاتھ لگا یا"
تو تیری بیوی تجھے ساری عمر منہ نہیں لگائے گی۔اور یہ ایڈیٹر دراب خان کا
"!!وعدہ ہے

تو جان سے جائے گا دراب!!"زارون نے رفتار بڑھاتے دانت پیستے"
ہوئے کال کاٹی۔

ہاہاہاہاہا۔۔کتنا مزہ آیا ناں۔۔ہاہاہاہاہا۔۔حریم میرے رس گلے۔۔کتنا"
"!!مزہ آیا۔۔۔ہاہاہا

وہ صوفے کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی حریم کو دیکھ قہقہے پر قہقہ لگا
رہا تھا۔۔

زندگی میں پہلی بار زارون سکندر خان اسکے قابو میں آیا تھا اسکی خوشی تو عید
جیسی تھی۔۔

دراب کا یہ ری ایکشن صورتحال سمجھتے ہی بدلا تھا۔۔وہ کرنٹ کھاتے حریم" کے کندھے سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگا۔جس کا چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

میری برفی کیا ہوا تمہیں!!"حریم کے غصے سے پھولے چہرے کو دیکھ وہ" خوفزدہ سی آواز میں منمناتے حریم خان کی تھوڑی تھام گیا۔

ذرا کمرے میں چلو دراب خان۔۔تمہیں برفی تو کھلاؤں!!"وہ اسے بازو" سے جکڑتے دانت پیستے ہوئے بولی۔

دراب خان اسکے بھائی کو بلیک میل کر رہا تھا وہ بھی حریم خان کے ہوتے ہوئے!!

ڈارلنگ سب مذاق تھا۔۔۔ایک نمبر کا مذاق!!دیکھو میرا تو موبائل فون" ہی آف ہے!!"وہ اچانک شیر سے بھیگی بلی بن گیا تھا۔۔

حریم نے ایک نظر فون کو دیکھا جس پر زارون کی طرف سے کوئی میسج آیا تھا" فون فورا سے بجا۔۔جس پر دراب کے چہرے کی زردیاں اور بڑھی۔۔

یہ خود آن ہو گیا۔اسے بیماری پڑ گئی ہے یار سچ میں ! ! "دراب فون کو دیکھتے دہائی دینے لگا۔۔ جبکہ حریم اسے بازو سے جکڑتے اپنے کمرے کی طرف لے جا رہی تھی۔۔

باورچی خانے میں کام کرتی ملازمائیں جو پہلے رمینا خان کی قسمت پر رشک کرتی تھی اب حریم خان کی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔

سچ میں خان جیسا شوہر خدا سب بیویوں کو دے۔۔ ہمارے مرد تو ہم " اکیلیوں سے محبت نہیں کرتے اور یہ دو دو کے ناز نخرے اٹھاتے ہیں ! ! " بختو نے تاسف بھری ٹھنڈی سانس بھرتے کہا تھا جس پر ساتھ کھڑی ملازمہ نے فورا سے سر کو ہاں میں ہلا ڈالا۔

★★★★★★★★★★★★

کون ہے اندر آ جائیں ! ! " گرم شال اپنے شانوں پر رکھتے محمل بلند آواز " میں بولی۔۔ جس پر دروازے پر دستک دیتی نوری اندر داخل ہوئی۔۔

نظریں آئینے کے سامنے کھڑی محمل قریشی پر پڑتے ہی تحیر سے پھیلی تھی۔۔

وہ زرد رنگ کے خوبصورت کامدار جوڑے میں ملبوس تھی، سوٹ کا کھلا کھلا رنگ اس پر متضاد سرخ و سفید چہرے پر وہ جگمگاتی نیلی آنکھیں اسکے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔

نوری اسے خاموش نظروں سے سراہتی دل ہی دل میں اسکی جانے کتنی ہی بلائیں لے گئی۔۔ جس کے ہونٹوں پر خوبصورت مدہم سی مسکراہٹ تھی جو غالباً ان کے سردار ہی کی مرہون منت تھی۔۔

بی بی جی آپ کو سردار سائیں نیچے بلا رہے ہیں!!" نوری نے مسکرا کر" خوشگوار لہجے میں کہا۔۔

محمل نے چونک کر اسے آئینے سے ہی دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔"اچھا میں آتی ہوں!!" محمل مدہم لہجے میں کہتی اب سنگھار میز پر پڑے خوبصورت گنگھن اٹھاتے اپنی کلائیوں میں پہننے لگی۔۔

اسال آغاشاہ کی طرف سے تحفے میں ملے وہ خوبصورت گنگن اسکی کلائیوں پر سج رہے تھے۔۔ تیاری مکمل ہوتے ہی وہ پورے اعتماد کے ساتھ مڑ کر قدم دروازے کی سمت بڑھا گئی۔

سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہی اسکی نگاہ لاؤنج سے اسی سمت آتے خفیظ قریشی اور اپنی ماں پر پڑی۔۔

بابا!!"لبوں سے ہلکی سی سرگوشی نما سی آواز نکلی تھی،، نیلی خوبصورت" آنکھوں میں روشنیوں کے جگنو چمک پڑے۔وہ عجلت میں مگر بڑی احتیاط سے سیڑھیاں عبور کرتی نیچے آئی۔۔

جبھی خفیظ قریشی کی نگاہ اپنی بیٹی پر پڑی تھی۔کنول خان نم نگاہوں سے محمل کو دیکھ رہی تھی۔۔ جسے اس جوڑے میں پہنچاننا ہی مشکل ہو رہا تھا۔۔

اماں!!" محمل کی آنکھیں لمحوں میں بھیگی تھی۔۔ان دونوں کو اپنے سامنے" سہی سلامت دیکھ وہ بھاگ کر ان تک پہنچی ان کے سینے کا حصّہ بنی تھی۔۔

کنول بیگم تو بیٹی کا سر ماتھا چومتے اسے سینے میں چھپا گئی۔۔کتنا سکون ملا تھا دل کو اسے بحفاظت اور تندرست دیکھ کر۔۔۔معا اسال آغا شاہ ان کے پیچھے ہی بھاری قدموں سمیت اندر داخل ہوا۔

ایک نگاہ محمل اور ان دونوں پر ڈالے وہ پشت پر ہاتھ باندھتے ہلکا سا مسکرایا۔ محمل،خفیظ قریشی کے سینے سے لگتے آنکھیں سکون سے موند گئی۔۔

معا قدموں کی آہٹ پر اسال نے مڑ کی پیچھے کی طرف دیکھا۔جہاں آغا جان غیض و غضب کی سرخیاں سمیٹے سبز آنکھوں میں وحشت ناک تاثرات لیے خفیظ قریشی اور کنول بیگم کو سپاٹ چہرے سے دیکھ رہے تھے۔

تمہاری اتنی جرات جو میرے منع کرنے کے باوجود بھی تم نے اس حویلی" "!!میں قدم رکھے

تیز تیز قدم اٹھاتے وہ ان کے قریب آتے بلند آواز میں دھاڑے۔۔نوری جو محمل کیلئے دل سے خوش ہوئی تھی اب آغا جان کو دیکھ اس سمیت سبھی ملازماؤں نے منہ پر ہتھیلیاں جمائے اس منظر کو دیکھا۔۔

نفیسہ شاہ نماز ادا کرتی آغا جان کی دھاڑ پر عجلت میں بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی ۔۔ایک نگاہ محمل کو دیکھا انہوں نے خفیظ قریشی کو دیکھا جن کے سینے سے محمل لگی کھڑی تھی۔یقیناوہ محمل کے ماں باپ ہی تھے۔

ثمینہ شاہ بھی کسی نئے ہنگامے کا سوچ فوراً سے کمرے سے نکل آئی تھی۔

اسال لب بھینچے سنجیدگی سے ایک طرف کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"محمل میری بیٹی ہے آغا جان۔۔کوئی کاغذ کی بے جان گڑیا نہیں۔۔جسے اتنے سال سینے سے لگا کر پال پوس کر اب آپ کے حوالے کرنے کے بعد میں بھول جاؤں !!"

خفیظ قریشی ان کے آنکھوں میں دیکھتے سپاٹ لہجے میں گویا ہوئے۔۔

وہی آغا جان کا چہرے کا رنگ انکے دوبدو جواب دینے پر بدلا۔۔

"بھولو مت تم کس سے زبان درازی کر رہے ہو خفیظ۔۔تم ایک معمولی کسان ہو۔۔اور یہ حویلی ہماری ہے۔۔تمہاری بیٹی اب ہمارے آغا کے نکاح میں ہے اس لئے اب ہم چاہے گے تو ہی یہ تم سے ملے گی ورنہ نہیں !!"

آغا جان کا لہجہ کافی رعب دار ہوا تھا۔۔چہرے کی سرخی ان کے اندر اٹھ رہے ابال کو عیاں کر رہی تھی۔

محمل سہمی ہوئی نگاہوں سے اسال آغا شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ خود نہیں چاہتی تھی کہ آغا جان اسکے ماں باپ کو بے عزت کریں وہ بھی یوں سر عام ۔۔اسال کی خاموشی اسے چبھ رہی تھی۔

وہ تو محمل کے لئے ایک لفظ نہیں سنتا تھا آج اسکے ماں باپ کے لئے کیسے خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

"غلط۔۔۔ بلکل غلط کہہ رہے ہیں آپ آغا جان۔۔میں اب آپ کے گاؤں کا کوئی معمولی کسان نہیں رہا۔۔۔!!"

خفیظ قریشی نے بڑے مان سے گردن اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جن کے چہرے پر غصہ اور الجھن دونوں تھی۔۔

"میں اجمیر پور گاؤں کے جمال الدین قریشی کا بڑا بیٹا ہوں۔۔حالات اور خاندان والوں نے مجھے اس گاؤں میں پناہ لینے پر مجبور ضرور کیا تھا۔ مگر میرا

حسب نصب نہیں مٹا سکا کوئی بھی۔۔۔میں آج بھی اجمیر پور گاؤں کے

"قریشی کا بیٹا ہوں۔۔جن کی شہرت سے ایک زمانہ واقف ہے۔۔

آغا جان غالباً جمال الدین قریشی کو جانتے تھے جبھی ان کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ خفیظ قریشی مبہم سا مسکرائے۔۔

خدا نے آج مجھے میرا گھر میرا مقام اور مرتبہ واپس لوٹا دیا ہے۔۔اسی لئے میں آپ سب کو یہ باور کروانے آیا ہوں۔۔کہ آج کے بعد میری بچی پر کوئی طعنہ ناں کسے۔۔وہ کسی ملازم کی بیٹی نہیں بلکہ جمال الدین قریشی کی پوتی اور "میری بیٹی ہے۔۔

اب کی بار انہوں نے نظریں گھما کر نفیسہ شاہ اور ثمینہ شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔جو حیرت سے سب دیکھ اور سن رہی تھی۔

اسال کے چہرے پر سکون کی گہری پرچھائیاں رقم تھی۔۔

سیماب آفندی ایک کونے سے لگی اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔جس کی آنکھوں میں محمل قریشی کا عکس تھا۔بلکل واضح عکس!!

محمل حیرت و بے یقینی سے اپنے بابا اور اماں کو دیکھ رہی تھی کنول بیگم نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تو محمل کی آنکھیں بے ساختہ ہی پھیلی۔۔

"جو ظلم آپ نے مجھ پر اور میری بیٹی پر ڈھایا چاہتا تو سب سے پہلے جرگے میں جاتا۔۔ مگر مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے آغا جان۔"

آغا جان دھواں اڑاتے چہرے سمیت اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ شاید اب تک یقین نہیں کر پا رہے تھے کہ محمل قریشی کسی غریب کسان کی بیٹی نہیں ایک اونچے حسب و نسب سے تعلق رکھنے والے قریشی کی بیٹی تھی۔

"میں آپ کا شکر گزار اس لئے ہوں کیونکہ آپ نے اسال آغا شاہ جیسے مرد کیلئے میری محمل کو چنا۔۔" وہ مسکرا کر اسال کو دیکھنے لگے۔۔ اسال ان کی آنکھوں میں اپنے لئے عزت اور مان محسوس کرتے دھیمی مسکراہٹ سے محمل کو دیکھنے لگا۔۔

جو اسے بڑے فخر سے دیکھ رہی تھی۔

آغا جان ایک نگاہ ان سب پر ڈالے انہی قدموں سمیت پلٹ کر مردان خانے کی سمت بڑھ گئے کیا کہتے آج کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ وقت نے ان کے منہ پر کرارا تھپڑ جھڑا تھا کہ وہ ہوش تک بھول گئے تھے۔

اب آپ لوگ کھڑے رہے گے یا بیٹھیں گے بھی!!"اسال کے پوچھنے پر خفیظ قریشی مبہم سا مسکرائے۔۔

ضرور بیٹھیں گے۔بیٹا اتنی دور سے بیٹھنے ہی تو آئے ہیں۔۔!!"کنول بیگم" نے مسکرا کر اسکے قریب جاتے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

محمل مسکراتی نظروں سے اسکے صدقے واری جا رہی تھی۔جو گاڑھے نیلے رنگ کی شلوار قمیض کے اوپر براؤن چادر دونوں شانوں پر اوڑھے اپنی شاہانہ پرسنالٹی سے اسے زیر کر رہا تھا۔

اماں سائیں ادھر آئیں!"دور کھڑی نفیسہ شاہ کو مخاطب کرتے وہ خود ہی ان" کی سمت بڑھ گیا تھا۔

اماں یہ محمل کی اماں اور بابا ہیں۔۔اور آنٹی انکل یہ میری اماں سائیں!!""

ان کے شانوں کو مضبوطی سے جکڑتے اسال آغا مسکرا کر ان کا تعارف کروانے لگا جو خود بھی مہبم سا مسکرا کر نفیسہ شاہ کو دیکھنے لگی۔

" !!السلام علیکم!! کیسے ہیں آپ لوگ"

نفیسہ شاہ مؤدب سے لہجے میں بولی۔انہیں ماہ رخ کے غریب گھر سے ہونے پر کوئی گلا نہیں تھا اور ناں ہی اب محمل پر۔۔۔مگر محمل کا اونچے گھرانے سے ہونا ان کے دل کو سکون ضرور پہنچا گیا تھا۔

وعلیکم السلام الحمد اللہ بہن آپ کیسی ہیں؟"کنول بیگم مسکرا کر محمل کے " خود سے لپٹائے بولی۔۔

جس پر نفیسہ شاہ ہلکا سا مسکرائی۔۔انہیں بیٹھنے کا کہہ وہ خود باورچی خانے کی سمت بڑھ گئی تھی۔

جبکہ اسال آغا شاہ اور خفیظ قریشی کسی ضروری بات کے سلسلے میں لاونج کی طرف چلے گئے۔۔ محمل کنول بیگم کا ہاتھ تھامے انہیں اپنے کمرے میں لے گئی۔۔

اب تو اس لڑکی کا اسال آغا کی زندگی سے نکلنا ناممکن ہے سیماب"

"۔۔۔میری مانو تو تم ساری امیدیں چھوڑ کر اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ،، ثمینہ شاہ سیماب کے سرخ چہرے کو دیکھ مسکراتے ہوئے کہہ اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

نور کو فیڈ کروانے کے بعد وہ سارا روم اچھے سے سیٹ کر چکی تھی۔۔ بھوک کی شدت سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔۔

ویسے بھی وہ بھوک کی بہت کچی تھی تھوڑی دیر بعد وہ ایسے ہی کچھ ناں کچھ کھانے کی عادی تھی۔اب بھی ضرار کے دو سے تین سوٹ پریس کرتے وہ الماری میں ہینگ کرنے کے بعد کمرے سے باہر نکلی۔

کچن میں جاتے وہ کھانے کیلئے کچھ ہلکا پھلکا سا ڈھونڈنے لگی۔

دن کا ایک بج رہا تھا۔۔ تھوڑی ہی دیر میں نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ بالوں کا رف سا جوڑا بناتے نعمت نے دوپٹہ اچھے سے کور کرتے خجاب اسٹائل میں لپیٹتے ہاتھ سنک سے واش کیے۔۔

تھوڑی سی مشقت کے بعد اسے نوڈلز کے پیکٹ مل گئے۔ فرائنگ پین کو گیس پر چڑھاتے وہ اب پوری توجہ سے اپنے کام میں جُٹ گئی۔۔

اچانک دھڑام کی زوردار آواز کے سنائی دی۔۔بے ساختہ ہی نعمت کی چیخ بلند ہوئی۔۔ گیس آف کرتے وہ بھاگ کر کھڑکی کی طرف گئی تھی۔۔

باہر سے مسلسل آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ کھڑکی پر ہاتھ مارتے نعمت نے اوس صاف کی باہر کا منظر کسی حد تک صاف ہوا تھا۔

بندوق تھامے ایک کونے میں کھڑا ایک گارڈ اچانک سینے پر گولی لگنے کے سبب وہ گارڈ منہ کے بل پیچھے موجود برف میں جا گرا!!

اس منظر کو دیکھتے ہی نعمت کی سیاہ آنکھوں میں خوف تیرا۔وہ منہ پر ہاتھ جمائے ساکت بت کی مانند باہر کا یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔

معا ایک زوردار آواز سنائی دی۔۔نعمت کا پورا وجود ڈر و خشت کے زیر اثر کپکپا اٹھا۔دماغ نے ڈر کے سبب کام کرنا چھوڑ دیا۔۔وہ لرزتی ٹانگوں سمیت کچن سے باہر نکلی ایک نظر دروازے پر ڈالی جسے مسلسل باہر سے توڑنے کی کوشش جاری تھی۔

سیاہ آنکھوں میں خوف وہراس گہرا ہوتا گیا تھا۔۔

پپ پپاشا!!"لبوں سے ہلکی سی سرگوشی نما آواز نکلی۔۔وہ ایک دم سے" مڑتے اپنے کمرے کی طرف بھاگی جب اسے اپنے پیچھے دروازہ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

وہ گرتی پڑتی ڈرو و خشت سے نیلی پڑ رہی تھی۔ہونٹ بری طرح سے لرز رہے تھے۔۔اسنے جلدی سے دروازے کو اندر سے لاکڈ کیا۔اور بھاگ کر کاٹ تک پہنچی۔

کاٹ میں لیٹی اپنی معصوم بچی کو اٹھائے نعمت اسے سینے میں چھپا گئی۔۔

"نن نورر۔۔۔!!"کمبل میں لپٹی نور آئینہ کے سر کو چومتے وہ اسے خوفزدہ سی کیفیت میں اپنے سینے کی گرمائش دیتے بے بسی سے رو دی۔۔

قدموں کی آہٹ بہت قریب سے سنائی دے رہی تھی۔۔

"اے لڑکی!!دروازہ کھولو۔۔ہمیں وہ بچی چاہیے بس۔اس بچی کو ہمارے حوالے کردو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے!!"دروازے کو کھٹکھٹاتے ایک ہٹا کٹا آدمی اپنی پوری قوت سے بولا۔

نعمت کا رنگ ایک لمحے میں فق پڑا۔۔وہ لوگ اسکی بیٹی کو لینے آئے تھے یہ سنتے ہی پورا وجود ڈر سے کانپ اٹھا۔۔

ننن نہیں مممیں ننہیں دوں گگگئ۔۔۔!!"وہ پاگلوں کی طرح اپنا سر نفی" میں ہلاتے نور کو خود میں اور بھی مضبوطی سے قید کر گئ۔۔

وخشت زدہ سے بھیگے چہرے سمیت وہ پورے کمرے پر نظریں دوڑانے لگی اس وقت اسے اپنی بیٹی کی خفاظت کرنا تھی۔وہ بھی ہر حال میں۔۔ مگر کمرے میں ایسی کوئی بھی جگہ نہیں تھی جہاں وہ نور کو چھپاتی۔۔

اسکی نظر اچانک کھڑکی پر پڑی تھی۔کچھ سوچتے ہوئے وہ الماری کی طرف بڑھی۔۔نور کا کاٹ نکالتے اسنے نرمی سے نور کی پیشانی چومتے اسے اچھے سے لپیٹتے کاٹ میں ڈالا ایک کمبل اور کاٹ پکڑے وہ بھاگ کر کھڑکی کی طرف بڑھی۔۔

وہ اپنے شوہر کو کھو چکی تھی اب اپنی بچی کو نہیں کھو سکتی تھی۔وہ اتنی مضبوط تو ہر گز نہیں تھی مگر ایک ماں اتنی مضبوط ضرور تھی کہ اپنی اولاد کو دشمنوں سے شر سے بچا سکتی۔۔

باہر کا موسم انتہائی حد تک سرد تھا۔۔برف باری کی شدت آگے سے کم تھی مگر تاحد پھیلتی نگاہوں تک دور دور تک صرف اور صرف برف ہی دکھائی دے رہی تھی۔

نعمت ہانپتے ہوئے ایک کونے کے ساتھ جا لگی۔۔کاٹ کو پاس رکھتے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی دونوں ہاتھوں سے برف کے بیچ کھڈا بنانے لگی۔۔

تھوڑی سی مشقت کے بعد وہ کامیاب ہو گئی تھی۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہونے والا تھا مگر وہ اپنے جیتے جی اپنی بچی ان ظالموں کے حوالے ہر گز نہیں کرنے والی تھی۔۔

ضبط سے ہونٹ کچلتے وہ ہچکیاں بھرتے کپکپاتے ہاتھوں کاٹ اٹھائے کڈھے کے بیچ رکھ گئی کمبل اچھی طرح سے کاٹ پر اوڑھاتے نعمت بھاگ کر اب دوسری طرف سے اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھی۔۔

کھڑکی سے اندر پھلانگتے نعمت نے جلدی سے کھڑکی بند کرتے دروازے کو دیکھا۔۔جو بس ٹوٹنے کے قریب تھا۔

اچانک اسے موبائل فون کا خیال آیا۔۔ سر دپڑتے وجود کے ساتھ وہ بھاگ کر بیڈ کی طرف بڑھی۔۔

کانپتے ہاتھوں سے ضرار کا نمبر نکالتے اس نے ڈائل کیا تھا۔

ہیلو السلام علیکم!!"ضرار پاشاخان کی بھاری آواز اسپیکر سے سنائی دی۔۔"

جسے سنتے ہی نعمت کو یوں لگا جیسے کسی نے اسکے اندر زندگی بھر دی ہو۔۔

پپ پپاشا!!"نم بھیگے لہجے میں اسے پکارتی وہ ہچکی بھر گئی۔۔"

ضرار اسکی بھیگی آواز پر ایکدم سے بے چین ہوا۔۔ سٹرینگ پر گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

نعمت کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو تم؟"ضرار پاشاخان کے لہجے میں بے" قراری سی تھی۔

اس سے پہلے کہ نعمت کچھ جواب دیتی اچانک اسکے سر پر پیچھے سے ڈنڈہ مارا گیا

۔۔

نعمت کی ہلکی سی چیخ کے ساتھ ہی آواز حلق میں دب گئی۔

وجود ریت کی مانند بکھرتے ہوئے فرش پر گرا تھا۔

نعمت!!"ضرار کی دھاڑ موبائل سے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔"

موبائل کو ایک نظر دیکھتے ایک آدمی نے اپنا پاؤں موبائل فون پر مارتے اسے خراب کر دیا۔

نعمت کا پورا وجود سن پڑ گیا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے دھند سی چھانے لگی۔

"نور۔۔۔"لبوں سے ہلکی سی سرگوشی نما آواز میں دوہرایا۔

ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا تھا نعمت کو گھورتے وہ پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھا۔

اے لڑکی بتا کہاں چھپایا ہے تُو نے اس بچی کو؟"وہ آدمی نعمت کو گردن سے جکڑتے بری طرح سے غرایا تھا۔

اسکے ساتھی پورے کمرے میں نور آئینہ کو ڈھونڈ رہے تھے جو انہیں مل ہی نہیں رہی تھی۔"سر وہ بچی نہیں ہے یہاں!!"پورے کمرے کی تلاشی لینے کے بعد ان میں سے ایک نے اپنے سربراہ کو بتایا۔۔

جس نے غصے سے جبڑے بھینجتے نعمت کے منہ میں پر پوری قوت سے تھپڑ جھڑا۔۔ نعمت کا ہونٹ بری سے طرح سے پھٹ گیا۔ آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔

بول سالی کہاں ہے وہ بچی!!"اب کی بار اسکے دوسرے گال پر بھی ویسے ہی تھپڑ مارتے وہ اسکے بالوں کو پوری قوت سے جکڑتے اسے زمین سے اونچا کر گیا۔۔

نعمت کی سسکیاں اور درد بھری آہٹیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔

بول بولتی کیوں نہیں۔۔ کہاں ہے وہ بچی؟"نعمت کا رخ اپنی طرف کرتے" وہ بری طرح سے سے دھاڑا۔

نعمت نے سوجھے چہرے سمیت سر اٹھائے بمشکل سے اپنی آنکھیں کھولتے" اس بھدے سے آدمی کو دیکھ سر نفی میں ہلایا۔ جس پر اس آدمی کے پوتے وجود میں شرارے سے پھوٹ پڑے۔۔

وہ نعمت کے بے جان وجود کو گھسیٹتے ایک دم سے اسکا سر دیوار پر مار گیا۔

خون کی ایک لکیر سی اسکے ماتھے سے بہتے پوتے چہرے کو بھگو گئی۔۔

اسکے بعد میں وہ آدمی رہا نہیں تھا۔ بری طرح سے اسکے سر پر دوبارہ سے دیوار پر مارتے اسنے غصے سے کھولتے نعمت کے بے ہوش ہو رہے وجود کو زمین پر دے مارا۔۔

ایک سرد نگاہ نعمت پر ڈالتے وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔۔

اسکے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے نعمت نے اپنی سوجھی آنکھ بمشکل سے کھولتے اس آدمی کو دیکھا جو کھڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کھڑکی کھولتے اسنے ایک نظر باہر ڈالی۔۔ مگر باہر بھی کچھ دکھائی نہیں دیا۔۔

سر مجھے لگتا ہے وہ ضرار پاشا اس بچی کو اپنے ساتھ لے گیا۔۔ ہمیں نکلنا"

"چاہیے پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے وہ آتا ہی ہو گا واپس۔۔۔

اپنے ساتھی کی آواز پر اسکا باس ایکدم سے مڑا۔۔

ضرار پاشا خان پر آیا سارا غصہ اب اسے نعمت پر طیش چڑھا گیا تھا۔

جی تو چاہ رہا ہے کہ اسے زندہ گھاڑ دوں۔ مگر اسے چھوڑ کر جانا پڑ رہا ہے کیونکہ جب تک وہ بچی نہیں ملتی ہم کوئی غلطی نہیں کر سکتے۔۔ چلو یہاں سے۔۔

"!! ہمیں نکلنا ہو گا یہاں سے

وہ اب سرد لہجے میں سب کو حکم دیتے باہر کی طرف بڑھ گیا اسکے ساتھی اسکے پیچھے ہی ٹینٹ سے باہر چلے گئے۔۔

تھوڑی دیر کے بعد اپنے بے جان وجود کو گھسیٹتے نعمت رینگتے ہوئے کھڑکی کی سمت بڑھ گئی۔ پورا وجود خون سے لت پت ہو رہا تھا۔۔ سر میں آئی گہری چوٹوں کے سبب اب اسکا دماغ سن پڑ رہا تھا مگر نور آئینہ کی وجہ سے اسکے ہوش ابھی تک بحال تھے۔۔

بمشکل سے کھڑکی سے باہر کودتے وہ برف پر رینگتے ہوئے اب دوسری دیوار کی طرف بڑھی تھی۔۔

دور سے ہی اپنی بچی کو سلامت دیکھ پورے وجود میں سکون سا اترا تھا۔۔وہ بمشکل سے اپنی سوجھی آنکھیں کھولتے کاٹ تک پہنچی۔کمبل ہٹائے اسنے کانپتے ہاتھوں سے کاٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

ایکدم سے سارا وجود سن پڑنے لگا۔۔دماغ کی رگیں ایکدم سے ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔

اچانک وہ کاٹ سے لپٹی وہی ہوش کھو گئی۔۔خون سے لت پت وجود پر گزرتے لمحے کے ساتھ سر دپڑتا گیا۔

★★★★★★★★★★★★★★★

اماں سائیں آپ آج میرے پاس ہی رہ جائیں ناں!!"دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔کار پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھتی کنول بیگم سے چپکتے محمل نم لہجے میں بولی۔

کنول بیگم نے سرد آہ بھرتے اپنی بیٹی کو دیکھا جواب ان کی واپسی پر اداس تھی

۔۔

میری جان ہم رک جاتے مگر فل حال کیلئے ہمارا جانا ہی بہتر ہے۔جب تم "
خیر سے ٹھیک ہو جاؤ گی تو پھر ہم تمہیں اور اپنے ناتی کو اپنے گھر لے جائیں
"گے تب اسال بیٹا کچھ نہیں کہے گا۔کیوں اسال!؟
کنول بیگم محمل کو خود سے لگاتی سامنے کھڑے اسال سے مخاطب ہوئی جس
نے مبہم سا مسکراتے سر اثبات میں ہلا ڈالا۔
خفیظ قریشی اور کنول بیگم ان سے ملتے حویلی سے روانہ ہو گئے۔اسال محمل کو
کمرے میں بھیجتے اب تیز تیز قدم اُٹھاتے نفیسہ شاہ کے کمرے کی سمت بڑھا
تھا۔۔

آغا۔۔کچھ خبر ملی میری بچی کی۔۔کب لاؤ گے تم نعمت اور نور کو۔۔۔؟؟"""
اسکا پہنچنا تھا وہ بھاگ کر اسکا بازو مضبوطی سے جکڑتے نم بھیگے لہجے میں
استفسار کرنے لگی۔۔

اماں سائیں آپ بے فکر رہیں میری بات ہوئی ہے حویلی۔۔نعمت اپنے"
شوہر کے ساتھ ہے۔وہ جیسے ہی واپس آئیں گے میں خود نعمت اور نور کو گھر
"!!لاؤں گا آپ سے ملوانے

اسال انہیں خود سے لگاتے جھوٹی تسلیاں دینے لگا۔۔آج صبح سے وہ کوئی
چوتھی بار نعمت کا پوچھ چکی تھی۔

ویسے تو وہ نعمت کے لئے خوش اور مطمئن ہو چکی تھی مگر آج صبح سے ان کا
دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا عجیب طرح کے خیالات دل کو بے چین کر
رہے تھے۔

آپ نے دوالی۔۔؟"اسال انہیں بستر تک لے جاتے آہستگی سے بیڈ پر بٹھا"
گیا۔

نہیں۔۔میں لے لوں گی!!"بھیگی آنکھوں کے گوشے دوپٹے کے کونے"
سے رگڑتے وہ بھاری آواز میں بولی۔۔اسال لب بھینچے مڑا تھا۔ٹیبل سے

پین کلر اور گلاس میں پانی انڈیلتے وہ انہیں زبردستی دوا دے کر کمفرٹر اچھی طرح سے ان پر اوڑھاتے باہر نکلا۔۔

دروازہ باہر سے بند کرتے اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔۔آج محمل کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے جانا تھا۔۔مگر فل وقت اسے نعمت اور نور کو تلاش کرنے جانا تھا۔

تذبذب میں اپنی ہلکی بڑھی بئیرڈ کو سہلاتے وہ ایک نظر اپنے کمرے کی طرف دیکھتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔

دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔۔جب اچانک محمل اسکے سینے سے آ لگی۔۔ اسال ایک پل کو فریز ہوا تھا۔وہ بہت کم اسکے نزدیک آتی تھی اور یہ لمحات اسال آغا شاہ کے خاص ہوتے تھے۔۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ سائیں!!جو کام اتنے سالوں سے میرے نانا جان، ضرار، زارون لالا کوئی بھی نہیں کر سکا وہ آپ نے اتنی آسانی سے کر دیا ۔۔۔"

محمل کی آواز سے اسکی خوشی جھلک رہی تھی۔اسال بغور اسکے منہ سے نکلتے الفاظ کو سن جلن سے سرخ پڑتی آنکھوں کو ایک پل کو میچتے گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔

میں نے ایسا بھی کوئی انوکھا کام نہیں کر دیا میری جان!!"شدید پریشانی" میں بھی وہ اسے بلکل محبت اور نرم لہجے میں پکار رہا تھا جو اسکے کردار کی خاصیت تھی۔۔

انوکھا نہیں مگر بڑا تو ہے ناں۔۔۔بابا بتا رہے تھے کہ آپ کی ایک دھمکی پر" ان کے سب بھائیوں نے ان کا حصہ واپس لوٹا دیا۔۔ہمارا گھر زمین جائیداد "!!سب کچھ۔۔مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ ہم سچ مچ میں اتنے امیر ہیں محمل کے لہجے میں بچوں جیسی خوشی جھلک رہی تھی۔اسال اسکے انداز پر مبہم سا مسکرایا وہ جانتا تھا کہ محمل واقعی میں نہیں جانتی اپنے بابا کے اتنے بڑے خاندان کو۔وہ بس سرسری سا ہی جانتی تھی کہ اسکے چاچا لوگوں نے ان کا سب کچھ ہڑپ لیا ہے۔

اب تو تم بلکل میرے مقابلے کی ہو گئی ہو سائیں کی جان۔اب خیال کرنا" پڑے گا مجھے!!" سیاہ آنکھیں چھوٹی کیے وہ اسے شریر نظروں سے دیکھتے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

جس پر محمل نے آنکھیں نچائی۔۔"اچھا میری بات سنو۔۔مجھے ایک ضروری کام سے نکلنا ہے۔ہو سکتا ہے واپسی پر ایک دو دن لگ جائے۔۔میں ڈاکٹر کو فون کر دوں گا۔۔وہ حویلی آکر تمہارا چیک اپ کر لیں گی۔۔مگر یاد رہے۔تم کسی بھی ملازمہ کا لایا کچھ نہیں کھاو گی صرف اور صرف اماں سائیں کا لایا کھانا کھاؤ گی!!"

اسال نے سنجیدگی سے کہتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔

اوکے میں نہیں کھاؤں گی کچھ بھی۔۔"وہ زور شور سے سر اثبات میں ہلا" گئی۔اسال اسکے انداز پر گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

محمل قریشی نے اسے کبھی روکا ٹوکا نہیں تھا۔کبھی اس سے سوال جواب نہیں کیے تھے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔۔

کیوں جارہاہے اور کب لوٹے گا۔۔اسکی یہ چھوٹی چھوٹی عادتیں اسال آغا شاہ کو اسکا گرویدہ بناتی جارہی تھی۔

چلتاہوں اپنا خیال رکھنا فی امان اللہ ! ! "ایک آخری بار اسے سینے میں " بھینچتے وہ کئی لمحے آنکھیں موندے سکون خود میں اتارتا رہا۔۔پیشانی پر بوسہ دیے وہ انہی کپڑوں میں باہر نکل گیا۔ محمل اسکے جاتے ہی تیزی سے بالکونی کی طرف بڑھی تھی۔۔سیاہ گاڑی حویلی کے بڑے گیٹ کی طرف گامزن تھی۔۔

محمل آنکھوں سے اوجھل ہونے تک اسکی گاڑی کو دیکھتے گہری سانس بھرتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ سردی کی شدت بڑھتی جارہی تھی۔۔نعمت شاہ کے ہونٹ نیلے پڑ گئے تھے۔چہرے پر بہتا خون اب سردی کی وجہ سے جم گیا تھا۔۔

ضرار پاشا خان کی جیپ اونچے نیچے راستوں سے ہوتی ٹینٹ کے سامنے رکی تھی۔۔

بلیٹ میں لگی گن نکالتے اسنے محتاط سے انداز میں نظریں گھمائی۔۔ایک طرف لاشوں کا ڈھیر پڑا دیکھ اسکے ذہن میں کسی انہونی کے خوف سے جھماکہ سا ہوا۔

وہ زارون سکندر خان کو پہلے ہی فون کر چکا تھا۔۔اسے سمجھنے میں دیری ہوئی تھی۔۔رمیناخان ضرار پاشا خان پر نہیں بلکہ اسکی فیملی پر حملہ کرنے والی تھی۔وہ پھر سے اس کی چال کو سمجھنے سے چوکے تھے۔۔

شٹ!!"شہد رنگ لہو ہو رہی آنکھوں کو میچتے وہ شدت ضبط سے دانت" بھینچ کر تیز تیز قدم اٹھاتے اندر بڑھا۔۔ٹینٹ کا بے حال دروازہ دیکھ اسکے

قدم ایک پل کو تھمے تھے۔۔ گردن بے اختیار نفی میں ہلاتے وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔

ننعمت۔۔۔دیکھو میں آیا ہوں۔۔۔نوری!!"اپنی آنکھوں سے بہتے" اشکوں کو ہتھیلی سے رگڑتے وہ بچوں کی طرح ان دونوں کو آواز دے رہا تھا۔ کیسے ہنستا مسکراتا چھوڑ کر گیا تھا وہ انہیں۔۔ان کی رپورٹ کے مطابق رمینا خان، ضرار پاشا خان کی گاڑی پر حملہ کروانے والی تھی۔۔

یہی وجہ تھی کہ ضرار خود اسکے نظروں میں آنے کیلئے اس جگہ سے دور واپس چلا گیا۔ مگر اسے کیا معلوم تھا کہ جن دو زندگیوں کو محفوظ کرنے کیلئے وہ اپنی جان پر کھیل رہا تھا۔۔رمینا خان کی نظریں انہی پر ٹکی تھی۔

نوری۔۔میری جان دیکھو بابا آئے ہیں۔۔نور۔۔۔۔نعمت!!"وہ اپنے روم کی ہر بکھری چیز کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔۔ان دونوں ماں بیٹی کا نظروں کے سامنے ناں ہونا ان چند ہی لمحوں میں اسے بے جان کرتا جا رہا تھا۔۔

بھیگی سرخ آنکھوں میں بس ایک ہی صدا تھی کہ کسی طرح سے وہ دونوں سہی سلامت اسے مل جائیں"!!

اچانک اسکے نظر فرش پر گرے خون کے قطروں پر پڑی تھی۔ضرار کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ ڈالا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل فرش پر گرتے اپنے کانپتے ہاتھ سے اس خون کو چھونے لگا۔۔

"خخ خانم۔۔۔ددد دیکھو مجھے ایسا مذاق بلکل بھی نہیں پسند۔۔مجھے معلوم ہے تم کل کی طرح نوری کو ساتھ لے کر چھپ گئی ہو۔۔دیکھو میں ہار گیا۔۔باہر آجاؤ پلیز!!" وہ اب پورے کمرے پر نظریں دوڑاتے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بولا تھا۔۔

نعمت شاہ اور نور آئینہ اس کی زندگی نہیں اسکی روح میں بسنے لگی تھی۔۔ان دونوں کی غیر موجودگی اس لمبے چوڑے ہٹے کٹے خان کو رلا گئی تھی۔

وہ ہمت کرتے اٹھا تھا۔پورے ٹینٹ کا ایک ایک کونہ کدھڑا اچھی طرح سے دیکھنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں پاگلوں کی طرح چیزوں کو پٹخ رہا تھا مگر وہ دونوں کہی بھی نہیں ملی۔۔

وہ ناامید ہوتے زمین پر نڈھال سی حالت میں دوزانو بیٹھ گیا۔

نہیں۔۔ نہیں مجھے وہ چاہیے ہر حال میں۔۔۔میں ڈھونڈوں گا ان"

کو۔۔۔!!" وہ ہمت باندھتا پھر سے خود کو تسلیاں دیتے اٹھا۔

ایک بار پھر سے سارا کمرہ تلاشتے اس کی نظر اچانک کھڑکی کی طرف اٹھی وہ بھاگ کر کھڑکی تک گیا۔

کھڑکی کے سفید حصے پر خون کے سرخ دھبے واضع تھے جنہیں دیکھتے ہی ضرار پاشا کا دل بند پڑا۔

وہ عجلت میں باہر کی طرف چھلانگ لگاتے اب باہر دیکھنے لگا۔۔برف سے اٹی سفید چادر میں اسے دور دور تک کہی بھی نور اور نعمت نہیں دکھائی دی۔۔وہ کھڑکی کی سمت واپس بڑھا۔

پھر کسی خیال کے تحت وہ ایکدم سے رکا قدم موڑتے وہ ٹینٹ کی دوسری دیوار کی طرف بڑھا تھا۔۔اس حصے کی طرف بڑھتے ہی اسکی نگاہ نعمت شاہ کے بیہوش وجود پر پڑی۔۔

"نعمت!!" وہ پاگلوں کی طرح اسے دیوانہ وار دیکھتے اندھا دھند اس سمت بھاگا۔۔کمر کے گرد حصار باندھتے اسنے ایکدم سے نعمت کا رخ پلٹا۔۔

تو نعمت شاہ کے سوجھے چہرے پر جابجا لگے خون کے نشانات دیکھ اسکا دل حلق میں اٹکا۔۔۔بے بسی سے اسے دیکھتے وہ اسکے چہرے پر جابجا اپنا لمس بکھیرتے اسے پکارنے لگا۔۔

"نعمت آنکھیں کھولو نعمت!!" وہ کرب سے اپنی آنکھیں میچ کر رہ گیا۔۔اس نازک سی جان کی یہ حالت اس کے خود کی وجہ سے ہوئی تھی۔اچانک اسکی نگاہ کمبل میں لپٹے کاٹ پر پڑی۔جس پر اب تک نعمت کی گرفت سخت تھی

۔۔

ضرار سمجھ گیا وہ نور کو یہاں چھپا کر گئی تھی۔بیہوشی میں بھی وہ اپنی اولاد کیلئے حساس تھی۔۔وہ کرب سے اپنے ہونٹوں کو بری طرح سے کچلنے لگا۔

ننوری!!"نعمت کو گود میں اٹھاتے وہ کاٹ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھامے"

بے جان قدموں سمیت ٹینٹ کی سمت بڑھ رہا تھا۔۔۔

خود پر غصہ شرمندگی اور اہانت اس قدر تھی کہ اس کا سر بے بسی سے جھک گیا تھا۔۔نعمت شاہ کو اس حالت میں دیکھ کر اسے احساس ہوا تھا اصل موت کیا ہوتی ہے۔۔اصل جدائی ہوتی کیا ہے!!وہ لڑکی اتنے کم عرصے میں اسکے اعصابوں پر کسی دیمک کی طرح سوار ہوتی گئی تھی اور ضرار پاشا خان ان سب احساسات سے بلکل لاتعلق انجان رہا تھا ہوش تو تب آیا جب اپنے آپ میں اپنا کچھ باقی ناں بچا تھا۔گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے اس نے ہاتھ بڑھاتے ڈرائیونگ سیٹ پر کاٹ رکھا۔۔

پھر نعمت کو نرمی سے سیٹ پر منتقل کرتے اسنے بے بسی سے لب کچلتے سیٹ بیلٹ اسے پہنایا۔۔ڈرائیونگ سیٹ تک جاتے اسنے نرمی سے نور آئینہ کو

کاٹ سے نکالا۔۔ہاتھ بڑھاتے سرخ چہرے سمیت اس کا ٹمپریچر چیک کیا جو قدرے نارمل تھا۔ابھی ٹھنڈ کا زیادہ اثر نہیں ہوا تھا۔۔ مگر وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔

اپنی شال کو کمر سے کندھے تک باندھتے اسنے نور کے سوئے ہوئے وجود کو چومتے ہوئے چادر میں ڈالا۔۔اور اب جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

نعمت شاہ کی سانسیں سست پڑتی جا رہی تھی اور ضرار پاشا خان کو اسے ہر حال میں بچانا تھا۔۔

پھر چاہے اسے اس کے لیے کچھ بھی کیوں ناں کرنا پڑتا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کچھ خبر ملی باکر!!؟"ہائے وے کی طرف گاڑی موڑتے اسال نے موبائل" فون پر باکر کی کال دیکھتے جلدی سے پِک کرتے موبائل فون کان سے لگایا۔

اسال میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔دن کے ٹائم ضرار پاشا خان کو اجمیر "
پور گاؤں میں دیکھا گیا تھا۔۔اس کے بعد سے اسکی کچھ خاص خبر نہیں۔۔تم
فکر مت کرو نعمت آپی ٹھیک ہو نگی !!"

باکر اسال کا دوست اور پولیس آفیسر بھی تھا۔۔اسال،، نعمت کے سلسلے میں
اس سے مسلسل رابطے میں تھا۔اور باکر کے ہی کہنے پر اسنے ساحر شاہ اور ماہ
رخ آفندی کا ایکسیڈنٹ کیس ری اوپن کروایا تھا۔

اگر ضرار پاشا یہاں اپنے گاؤں میں آیا تھا تو یقیناً اسکے حویلی والے جانتے "
ہونگے کہ وہ کہاں ہے۔۔؟ ہمیں کسی بھی طرح ضرار تک یہ اطلاع بھیجنی ہی
ہے کہ نعمت اور نور کی جان خطرے میں ہے !!"

سٹیرنگ پر گرفت مضبوط کرتے اسال نے سنجیدگی سے سرخ چہرے سمیت
کہا جس پر دوسری سمت باکر نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔

بلکل تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ایسا کرو تم ان کی حویلی جاؤ۔۔اسکا بھائی زارون
بھی اسکے ساتھ دیکھا گیا ہے شاید وہ جانتا ہو کہ ضرار پاشا کس جگہ پر ہے !!

تب تک میں اپنی طرف سے انہیں آس پاس ڈھونڈنے کی کوشش کرتا

ہوں!!"

باکر نے مزید کہتے کال کاٹ دی۔ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب اسال آغا شاہ کا موبائل فون دوبارہ سے بجا۔

اسال نے موبائل نکالتے کال دیکھی۔۔روپ شاہ کالنگ لکھا ہوا تھا۔

ہیلو روپ!!"اسال نے متفکرانہ لہجے میں اسے پکارا تو دوسری طرف سے" روپ شاہ کی ہچکیاں بلند ہوئی تھی۔جس پر اسال کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔۔گاڑی ایک سمت روکتے اسنے اضطراب سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔

"لالا۔۔"

میں سن رہا ہوں میرا بچہ بولو کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو کیا بدر نے کچھ کیا" ہے؟؟"اسال نے شائستگی سے اسے پچکارتے ہوئے پوچھا۔

روپ شاہ نے شاید پہلی دفعہ اسے روتے ہوئے کال کی تھی۔شایان شاہ نے اسے اتنے سال اذیتیں دی مگر پھر بھی روپ نے کبھی اپنے لالا کو بھنک تک نہیں پڑنے دی تھی۔۔

اوراب جب وہ خود سے آگے بڑھی تھی تواسال اسے حوصلہ دیناچاہتا تھا۔ تاکہ وہ آگے بھی اپنی پریشانیاں اپنے بھائی سے شئیر کرتی رہے۔۔

نہیں لالا۔۔عالم نے کچھ نہیں کہا۔۔وہ کل رات سے گھر نہیں لوٹے۔۔" ان کادوست بھی آیا تھا۔۔وہ یونیورسٹی بھی نہیں گئے۔۔موبائل فون بھی "بند آرہاہے ان کا۔۔۔لالا آپ آجائیں میرا دل بہت گھبرا رہاہے۔

روپ نے رونے کی شدت سے بھیگی آواز میں کہا تھا اسکی حالت کافی خراب تھی۔بدر عالم شاہ کی گمشدگی کسی بہت بڑے خطرے کی نشانی ہی تو تھی۔

روپ تم رونابند کرو۔میں راستے میں ہی ہوں ایک گھنٹے تک میں تمہارے" پاس ہوں گا۔۔فکر مت کرو میری گڑیا۔۔میں بدر کو ڈھونڈلوں گا اوکے۔

"

اسال نے اسے نرمی سے سمجھایا۔جس پر وہ اوکے کہتے کال کاٹ گئی۔

موبائل فون ڈیش بورڈ پر رکھتے وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرا گیا۔۔

ایک دم سے اسے اپنے اطراف میں اندھیرا سا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"محمل کی جان اپنی ہی حویلی میں خطرے میں تھی۔۔وہ اسے باہر سے محفوظ کر بھی لیتا مگر حویلی میں بستے لوگوں سے اسے زیادہ دیر تک محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا۔۔

نعمت شاہ اور نور کی جان خطرے میں تھی کیونکہ ساحر شاہ کا ایکسیڈنٹ نہیں قتل کیا گیا تھا۔اور اب اس کی بہن اور بھانجی پر خطرہ منڈلا رہا تھا۔۔

روپ شاہ پریگننٹ تھی اتنے سالوں کے بعد اللہ نے اسکی بہن کی گود خوشیوں سے بھری تھی۔۔بدر عالم شاہ اسے اسی دن اطلاع دے چکا تھا مگر ساتھ ہی باقی سب کو بتانے سے انکار بھی کیا تھا۔اب روپ ایسی حالت میں ایک پرائے شہر میں تھی۔

اسال سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ کس کے پاس جائے۔کسے محفوظ کرے۔۔؟

گہری سانس بھرتے اسنے عجلت میں موبائل فون اٹھاتے باکر کا نمبر ملایا۔۔

ہاں بولو اسال کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے!؟" باکر کی متفکرانہ آواز اسپیکر "

سے ابھری۔۔

ہاں باکر میں حویلی نہیں جا پاؤں گا تم ایسا کرو کہ تم خان حویلی جا کر زارون "

سکندر سے ملاقات کر لو۔۔وہ جو بھی اطلاع دے مجھے وقت پر انفارم کر

"""دینا۔۔۔فل حال مجھے کسی اور کام سے نکلنا ہے

ٹھیک ہے اسال میں تمہیں مل کر اطلاع دیتا ہوں۔" باکر سنجیدگی سے کہتے "

کال کاٹ گیا۔۔

روپ کے پاس کسی غیر مرد کو بھیجنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔جبھی باکر کو

حویلی جانے کا کہہ وہ خود روپ شاہ کی طرف نکلا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

بھاری ہوتے سر پر ہاتھ رکھتے اسنے مندی مندی آنکھیں کھولی۔آنکھیں بوجھ سے بھاری پڑ رہی تھی۔کچھ پل آنکھیں موندنے کے بعد اسنے چت لیٹے آنکھیں کھولتے چھت کو دیکھا۔

دماغ آہستہ آہستہ بیدار ہوا تو گل مینے خان کو اپنا حویلی سے نکلنا۔۔اسکے بعد دو عورتوں کا خود کو بیہوش کرنا سب کچھ یاد آتا گیا۔۔

نہیں۔۔۔"زرد پڑتی رنگت کے ساتھ وہ بے اختیار چیختے ہوئے بیڈ پر اٹھ" بیٹھی۔۔ایک دم سے پورے بدن میں خوف سرائیت کرنے لگا تھا سنہری آنکھیں خوف سے گہری پڑتی گئی۔۔

آہٹ پر گل مینے خان خود کو چادر میں لپیٹتے پیچھے کو کھسکتے بیڈ کراؤن سے جا لگی ۔۔نظریں اٹھائے اسنے خوفزدہ سی نگاہوں سے سامنے کی سمت دیکھا۔

جہاں شاور لے کر اپنے سیاہ سلکی بالوں میں ہاتھ چلاتے زارون سکندر خان واشروم سے نکلا تھا۔

ماتھے پر پٹی ہٹادی گئی تھی۔۔ جسم پر موجود زخم مندمل ہو رہے تھے۔وہ گرے ٹراؤزر میں شرٹ لیس ڈریسنگ مرر کے سامنے جا رکا۔۔پرفیوم اٹھائے اسنے خود پر اسپرے کی۔جب اچانک اسکے ہاتھ تھمے تھے۔۔دائیں ہاتھ میں موجود پرفیوم کی شیشی پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

سر جھکائے اسنے سینے سے چپٹی گل مینے خان کو دیکھا۔۔آنکھوں میں خمار کی جگہ سرد مہری بڑھی تھی۔

چہرے کے تاثرات حد درجہ سپاٹ ہوئے تھے۔۔جبڑے بھینچے اسنے شانوں سے جکڑتے گل مینے خان کو ایک دم سے خود سے دور کر دیا۔۔جو آنکھیں کھولتی اسے بے یقینی اور نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

مس گل مینے خان مجھے ریڈی ہونا ہے۔۔پیچھے ہٹو!!"وہ نظریں ان حسین نین کٹوروں میں گاڑھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

گل مینے خان کا دل گھبرایا تھا۔۔جس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمیشہ محبت جیسے نرم گرم جذبات دیکھے ہوں۔۔جسکے چہرے پر اپنے لیے سکون دیکھا ہو آج وہ آنکھیں وہ چہرہ اسے بلکل بیگانہ لگ رہا تھا۔

اتنے مہینوں کے بعد اسے زارون سکندر خان سے پھر سے وہی ڈر وہی خوف محسوس ہوا تھا جو اسے بچپن سے اسکے نام اسکی ذات سے ہوتا آیا تھا۔

"خ خان۔۔آپ ناراض ہیں مجھ سے!!" بے اختیار اپنی جھلکتی آنکھوں کو ہتھیلیوں سے رگڑتے وہ معصومیت سے مستفسر ہوئی۔۔

زارون سکندر خان کی بے اعتنائی اسے مار رہی تھی۔اس شخص کا روٹھ جانا گویا جان جانے کے مترادف تھا۔

"نہیں گل مینے خان میں ہوتا کون ہوں تم سے ناراض ہونے والا۔۔تم جاؤ اپنی مرضی کرو۔جہاں دل چاہے وہاں جاؤ۔۔جو جی میں آئے وہ کرو۔۔میں تمہاری زندگی میں اہمیت نہیں رکھتا۔۔"

اب کی بار ہاتھ میں پکڑا برش پوری قوت سے ڈریسنگ پر پھینکتے وہ جبڑے بھینچتے ہوئے دبے دبے انداز میں غرایا۔

گل مینے خان اپنے لبوں پر ہاتھ جمائے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹ گئی۔۔آنکھیں ایک دم سیاہ پڑ گئی تھی۔۔چہرے پر گھلتی زردیاں دیکھ زارون آنکھیں میچتے گہری سانس بھر کر اس سے دور ہوا۔۔

یونو واٹ گل مینے خان۔۔۔تم ہر بار مجھ سے بازپرست کرتی ہو۔۔۔بنا" پوری بات کا علم ہوتے ہوئے بھی مجھے بہت کچھ سناتی ہے۔۔اگر میں یہ سب کچھ خاموشی سے سنتا ہوں تو صرف اس لیے کیونکہ تمہارا مجھ پر حق ہے۔تم "زارون سکندر کیلئے میٹر کرتی ہو۔۔

زارون کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

گل مینے خان اسکے لفظوں میں سچائی محسوس کرتے سرشرمندگی سے جھکائے ہونٹ کچلنے لگی۔۔

اس ستمگر کی ناراضگی اس کی جان پر بن آئی تھی اب وہ چاہے کچھ بھی کہتا وہ خاموشی سے سن لیتی بس وہ ناراض ناں ہوتا۔۔

مگر مجھے لگتا ہے کہ میں تمہاری زندگی میں تمہارے لئے میٹر ہی نہیں کرتا"

"۔۔۔

گل نے سر اٹھائے اسے دیکھتے بے اختیار سر نفی میں ہلایا تھا۔

ایسا ہی ہے مینے!! سوچو اگر میں تمہارے پیچھے روم سے باہر ناں آتا۔۔" تمہاری اور امو کی ساری گفتگو ناں سنتا۔۔ تو کیسے تم تک پہنچتا۔۔؟ تم نے "!! پوچھنے تو دور بتانے تک کی زحمت نہیں کی۔۔

گل مینے خان آنسوں بہاتی اسکی بات پر سر بری طرح سے جھکا گئی تھی وہ جانتی تھی غلطی اسکی تھی۔ اگر زارون اسے بچاتا ناں تو جانے کیا ہو جاتا۔۔

مم مجھے معاف کر دیں خخان۔۔!!" وہ کان پکڑتے ایکدم بچوں کی طرح" اس سے معافی مانگ رہی تھی مگر زارون سکندر کا دل اسے ہر گز معاف کرنے کا نہیں تھا۔۔

معاف؟ تمہیں معافی مانگنے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے مینے!! تم اپنا اچھا" برا سوچ سکتی ہو۔ آج کے بعد تم میری زندگی میں انٹر فئیر نہیں کرو گی اور میں تمہاری زندگی میں ____ "انتہائی سپاٹ لہجے میں کہتے وہ الماری کی سمت بڑھ گیا۔

گل مینے ہچکیاں بھرتے اسکے چوڑے شانوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اس قدر بیگانہ لگ رہا تھا کہ گل مینے خان کیلئے سانس لینا مشکل ہو گیا۔

شرٹ پہنتے وہ جیکٹ پہنتا ابھی مڑا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔

گل ہونٹ کچلتے اسے دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ رہی تھی۔ بھیگتی آنکھوں کو اسنے بے دردی سے رگڑا تھا۔۔

بڑے خان باہر کوئی انسپیکٹر آپ سے ملنے آیا ہے!!" ملازمہ مؤدبانہ "

انداز میں اسے آگاہ کرتی وہاں سے جا چکی تھی۔ زارون گہری سانس بھرتے پر سوچ سے انداز میں کچھ سوچتے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔ اسے ضرار کی طرف بھی نکلنا تھا مگر انسپیکٹر سے ملاقات اب ضروری تھی۔

★★★★★★★★★★★★

آجائیں!!"دروازے پر دستک ہونے پر محمل ایکدم سے اٹھ کر بیٹھتے"
دوپٹہ سر پر اوڑھتے بولی۔۔

السلام علیکم!!ہاؤ آر یو محمل؟"دروازے سے اندر داخل ہوتے ڈاکٹر نے"
مسکراتے ہوئے اس سے حال احوال پوچھا۔۔محمل ایک نگاہ ان پر ڈالتے ان
کے ساتھ ہی کمرے میں آئی اپنی ساس کو دیکھ ہونٹ کچلنے لگی۔

وعلیکم السلام!!میں بلکل ٹھیک ہوں ڈاکٹر!"دھیمی مسکراہٹ لبوں پر"
سجائے وہ مدہم لہجے میں بولی۔۔ڈاکٹر اسکے قریب آتے بیڈ پر بیٹھی۔۔اب
اسکا چیک اپ کرنے لگی۔

نفیسہ شاہ ایک طرف کھڑی سنجیدگی سے ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی جو خاموشی اور
سنجیدگی سے چیک اپ کر رہی تھی۔

ماشاءاللہ سے سب کچھ ٹھیک ہے مسز شاہ۔۔آپ خواہ مخواہ میں ہی پریشان" ہو رہی تھی۔۔اللہ کے فضل سے آپ کی بہو بلکل ٹھیک ہے اور ان کا بچہ بھی "!!۔۔

ڈاکٹر مسکراتے ہوئے نفیسہ شاہ کی طرف مڑتے ان سے مستفسر ہوئی۔جو محمل کے کمرے میں آنے تک سارے راستے ڈاکٹر سے اسکی صحت کا پوچھتی رہی تھی۔۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے!!"وہ سینے پر ہاتھ رکھتے زیر لب بڑبڑائی تھی۔" مگر میں پھر بھی چاہوں گی کہ ایک بار اسال واپس آجائے تو آپ دونوں "!!ہاسپٹل لے آیئے گا انہیں۔۔۔

ڈاکٹر کے کہنے پر نفیسہ شاہ اور محمل دونوں نے ہی گھبراہٹ سے اُنہیں دیکھا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے بس مجھے کچھ ٹیسٹ کرنا ہیں۔۔دراصل" مجھے لگتا ہے کہ محمل کے ٹوئنز بے بی ہیں۔۔بس اسی لیے میں ایک بار مکمل

چیک اپ کر کے پھر آپ سب کو یہ یقین دہانی کروانا چاہتی ہوں۔۔اس سے پہلے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی!!"

جڑواں بچے!!"نفیسہ شاہ حیرت اور خوشی سے زیر لب گویا ہوئی تھی۔"

محمل خود کسی حد تک چونکی بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔

جن کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔ محمل ان دونوں کو گھورتے غیر محسوس طریقے سے اپنے پیٹ کو چھونے لگی۔۔اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھی۔

چہرے کے تاثرات اور اسکی حرکت دیکھ ڈاکٹر اور نفیسہ شاہ نے بمشکل سے مسکراہٹ لبوں میں دبائی۔۔

آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر اگر یہ خبر سچ ہوئی تو یقین جانیں یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری ہو گی۔۔"نفیسہ شاہ مسکرا کر کہتی محمل کے قریب جا بیٹھی تھی۔

جو پہلی بار ان کے یوں قریب آکر بیٹھنے پر شرم سے سرخ پڑتی گئی۔۔

"!!اللہ میری بہو اور میرے بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھیں آمین"
وہ شگفتگی سے کہتی محمل کی پیشانی چومتے اسے سینے میں بھینچ گئی تھی۔ محمل ان کے اتنے لاڈ پیار پر خوشی سے سرخ پڑتے ایک دم سے جھینپ گئی تھی۔
چلیے ڈاکٹر صاحبہ میں آپ کو باہر تک چھوڑ آتی ہوں۔۔۔!"مسکرا کر مدہم" لہجے میں کہتی وہ بیڈ پر سے اٹھی۔۔
ایک پل کو اس خوشخبری نے انہیں نعمت بھلا دی تھی۔۔وہ اپنے بیٹے کی خوشیوں کی دعائیں مانگتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔ محمل ایک نظر دروازے کو دیکھتے اپنے پیٹ کو چھونے لگی۔۔
ممتا کا محبت بھرا احساس اسکے روم روم میں سکون بھرتا جا رہا تھا۔لبوں پر دھیمی شرمیلی سی مسکراہٹ سجائے اسنے اسال آغا شاہ کے تکیے کو اٹھائے سینے میں بھینچتے آنکھیں موند لیں۔۔

★★★★★★★★★★★★

بھاری ہو رہے سر پر ہاتھ رکھتے اسنے بمشکل سے خود پر زور دیتے اپنی سبز آنکھیں کھولی۔ گھپ اندھیرے کے سبب پہلے پہل اسے کچھ بھی ٹھیک سے دکھائی نہیں دیا۔۔ جسم میں عجیب درد کی ٹھیسیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

ذہن کے پردے پر کل رات کے مناظر بڑی تیزی سے لہرائے۔۔ وہ شام کے وقت روپ کیلئے کیک لے کر مارکیٹ سے واپس نکلا تھا جب گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے عجیب سی ہلچل محسوس ہوئی اس سے پہلے کہ وہ الرٹ ہو پاتا کسی نے پوری قوت سے اسکے سر کے پچھلے حصے میں کچھ مارا تھا۔

بدر لمحوں میں حواس کھوتے بیہوش ہوا۔۔ اس کے بعد اسکی آنکھ اس اندھیری کوٹھری میں کھلی تھی۔

دونوں ہتھیلیاں زمین پر جمائے وہ بمشکل سے ہمت کرتے اٹھا تھا سر میں درد کی لہر سی دوڑی۔ وہ سر کو ہاتھ سے تھامے اب اپنی سرخ پڑتی سبز آنکھوں سے اس کھنڈر نما جگہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

آس پاس اسے چیخوں کی دردناک آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔ کئی لڑکیاں درد اور تکلیف کے سبب بری طرح سے کراہ رہی تھیں۔۔

اس وحشت ناک ماحول میں بدر عالم شاہ کا دم گھٹنے لگا۔۔ حواس بحال ہوتے ہی وہ چاروں اطراف بے سبب بھاگا۔۔

"کوئی ہے؟" اسکی آواز اس کمرے کی چار دیواری سے ٹکرا کر اسی تک واپس لوٹی۔۔ وہ حواس باختگی میں گھبراہٹ سے آگے پیچھے دیکھتا اپنے چہرے پر آتے پسینے کو صاف کرتا لب بھینچ گیا۔۔

درد سے پورا وجود بے جان ہو رہا تھا وہ بے بسی سے سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہی ایک کونے سے لگ کر بیٹھ گیا۔۔

ذہن میں صرف ایک ہی سوال تھا کہ وہ کہاں ہے کس کے پاس؟؟ کون ہے جس نے اسے یوں اٹھایا تھا۔۔؟

★★★★★★★★★★★★

آپ مجھے دے دیں اسے۔۔میں اسکا ڈریس چینج کر دیتی ہوں!!"اپنے" قریب کسی نسوانی آواز پر اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں خون کی سرخیاں سمیٹے اسنے سپاٹ چہرے سمیت اس لڑکی کو دیکھا۔۔جو کب سے اس سے فری ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

آپ ماں ہی اس کی۔۔؟؟"ضرار پاشا خان کے دبے دبے لہجے کی غراہٹ" پر وہ لڑکی کچھ سہمی تھی۔اسکے انداز میں و خشتیں ٹپک رہی تھی۔۔

بے ساختہ ہی وہ خجل پڑتی سر نفی میں جھٹک گئ۔

میں باپ ہوں اسکا۔۔میں اپنی بیٹی کا خیال خود رکھ سکتا ہوں۔۔اگر عزت "
"!!چاہتی ہو تو اب مجھے نظر نہیں آنا گاٹ اِٹ
خشک لہجے میں کہتے اسنے گھور کر اس لڑکی کو دیکھا جو سوری کرتے فورا سے وہاں سے بھاگی۔

گہری سانس بھرتے ضرار نے ایک نگاہ نور آئینہ کو دیکھا جو آنکھیں پھیلائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ضرار کے دیکھنے پر وہ فوراً سے مسکرائی۔۔تو بے ساختہ ہی ضرار پاشا کے لبوں پر مسکراہٹ امڈی۔۔
آنکھیں ایک پل کو بھیگی تھی۔نور آئینہ کے ننھے وجود کو بازوں میں جکڑتے وہ اسکی پیشانی چومتے اسے سینے میں بھینچ گیا۔

میری شہزادی!!"ہونٹ زیر لب ہلے تھے۔ٹھنڈی آہ بھرتے وہ دیوار "
سے ٹیک لگا گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ضرار بے قراری سے اٹھ کر ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری وائف ؟"ڈاکٹر نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔"

جو شکست خوردہ سی کیفیت میں اپنی بچی کو اٹھائے خوفزدہ سا کھڑا تھا۔

اوور آل شی از فائن مسٹر خان۔۔ مگر ان کے سر پر گہری چوٹ آئی ہے بہت بے دردی سے مارا گیا ہے انہیں۔۔ جب تک وہ ہوش میں نہیں آتی تب تک ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ آپ دعا کریں کہ ان کی یاداشت پر کوئی اثر ناں پڑا "!!ہو۔۔

سنجیدگی سے کہتے ڈاکٹر اسے ایکسکیوز کرتے وہاں سے جا چکی تھی۔۔ ضرار گہری سانس بھرتے ایک نگاہ دروازے پر ڈالے دھیمے قدم اٹھاتے آگے بڑھ گیا۔

ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلتے وہ گھبراہٹ زدہ سا ہینڈل پر ہاتھ رکھتے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔

سامنے ہی بیڈ پر خوش و خرد سے بیگانہ پڑی نعمت شاہ پر نظریں پڑتی ہی ضرار نے آنکھیں

بے بسی سے موند ڈالی۔

گہری سانس بھرتے وہ خود پر ضبط کرتے آگے بڑھا۔۔بیڈ کے قریب جاتے وہ جبڑے بھینچ کر نعمت شاہ کو دیکھے گیا۔ جس کے چہرے پر خراشیں تھیں، پورا چہرہ سوجھا ہوا تھا ایک طرف سے ہونٹ پھٹ کر رنگت نیلی پڑ گئی تھی۔

پورے چہرے پر جا بجا نشانات تھے۔۔ماتھے پر سفید پٹی لپٹی دیکھ ضرار نے تکلیف سے رخ موڑا۔۔

ناجانے وہ کب تک اکیلی لڑتی رہی تھی کیا کچھ سہا تھا اسنے!!'ہونٹ کچلتے وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سمیت بیڈ کے قریب ہوتے اپنا داہنا ہاتھ نعمت کے چہرے پر آئے زخموں پر پھیرنے لگا۔۔

پورا وجود لہولہان ہو کر رہ گیا تھا جیسے!!شدت ضبط سے سرخ پڑتے چہرے سمیت وہ آہستگی سے جھکتے اپنے ہونٹ نعمت کی پیشانی پر ثبت کر گیا۔

آئے ایم سوری خانم۔۔میں وقت پر نہیں پہنچ سکا۔۔۔"نعمت کا نازک" ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں مضبوطی سے جکڑتے وہ بے بسی سے دھیمے لہجے میں

بولا۔۔ سر شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔۔ آنکھوں کے سامنے ایک پل کو دھند سی چھائی۔

"مگر میں وعدہ کرتا ہوں جس کسی نے بھی میری نعمت کا یہ حال کیا ہے اس کی زندگی اس پر تنگ کر کے رکھ دوں گا میں۔۔ ایسی موت دوں گا اس ہر ایک شخص کو کہ وہ موت سے خوف کھائیں گے!!"

جبڑے انتہائی حد تک بھینچتے وہ دبے دبے لہجے میں غرایا آنکھوں میں سرد پن تیرنے لگا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پوری دنیا کو آگ لگا کر رکھ دے۔۔ نعمت کے ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے چھوتے وہ اس سے دور ہوا مگر اچانک اسے رکنا پڑا تھا۔۔

اسکے ہاتھ پر نعمت شاہ کی گرفت سخت ہو رہی تھی۔۔

ضرار بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو بیہوشی میں بھی اسے خود سے دور نہیں جانے دے رہی تھی۔۔ وہ نور کو گود میں اٹھائے وہی بیڈ پر ایک طرف

ہوتے نعمت کے قریب بیٹھا اسکا ہاتھ اب بھی نعمت کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔
وہ اب ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔۔
جس کے چہرے پر پھیلے بے چینی کے تاثرات اسے قریب محسوس کرتے ہی ختم ہوئے تھے۔۔چہرے پر ڈھیروں سکون دیکھ ضرار پاشا لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

"!!السلام علیکم"
وعلیکم السلام!!میں انسپیکٹر باکر ہوں۔۔اور آپ غالباً زارون سکندر"
خان!!"مردان خانے میں داخل ہوتے زارون سکندر کے سلام کے جواب پر وہ سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔۔
زارون نے مصافحہ کرتے گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا ڈالا۔۔

جی ہاں ! میں ہی ہوں زارون سکندر خان، کہیے کیسے آنا ہوا آپ کا۔۔؟ کیا

"کوئی ضروری کام تھا آپ کو۔۔؟

نشست سنبھالتے ہی وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

جی ہاں مجھے آپ سے آپ کے بھائی ضرار پاشا خان کی بابت پوچھنا ہے۔۔"

کیا آپ بتا سکتے ہیں اس وقت وہ کہاں مقیم ہیں؟؟ مجھے ان سے بہت ضروری

"!!کام ہے

باکر نے حتی الامکان طور پر لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔زارون

کے ماتھے پر الجھن سے بل سمٹے۔

ایسا کون سا ضروری کام ہے آپ کو۔! میرا مطلب آپ مجھ سے شئیر کر"

دیں۔۔دراصل وہ اپنی وائف اور بچی کے ساتھ ٹور پر گیا ہے۔تو آپ کی

"!!ملاقات ابھی ممکن نہیں ہے

زارون نے بڑے سوچ سمجھ کر بات سنبھالی۔وہ کسی بھی طور ضرار پاشا خان

کی بابت کوئی بھی معلومات شئیر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

آپ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے مسٹر خانزادہ۔۔۔اس وقت آپ کی"
بھابھی اور ان کی بچی کی جان خطرے میں ہے۔اور ہمیں اسی سلسلے میں ان
سے بات کرنی ہے اور مجھے اسال آغا شاہ نے بھیجا ہے۔وہ خود آنا چاہتا تھا مگر
کسی ایمرجنسی کے تحت وہ نہیں آسکا۔۔۔پلیز آپ مجھے آگاہ کر دیں اس وقت
"!!ضرار پاشا کہاں ہے۔۔ہمارا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے
باکر نے بڑے تحمل اور بردباری سے دھیمے لہجے میں اسے صورتحال سے آگاہ
کیا تھا۔زارون چونک کر حیرت سے انسپیکٹر کو دیکھنے لگا۔۔
دیکھیں بات جو بھی ہو۔۔مگر مجھے پہلے ضرار سے بات کرنا ہو گی۔۔اسکی"
اجازت ہو گی تو ہی میں آپ کو اس کی کرنٹ کو لیشن بتا پاؤں گا۔!فل حال
آپ چلے جائیں میں ضرار سے بات ہوتے ہی آپ کو اطلاع دے دوں گا
"۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔آپ ان سے بات چیت کر کے مجھے انفارم کر دیجیے گا۔یہ"
"!!رہا میرا فون نمبر مجھ سے کانٹیکٹ لازمی کریئے گا۔۔اب میں چلتا ہوں

اپنا موبائل نمبر زارون کی طرف بڑھاتے باکر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ ایسے کچھ کھائے پیے بنا نہیں جا سکتے۔۔۔آپ بیٹھیں چائے بس آ رہی ہے!!"زارون فورا سے اٹھا تھا۔۔باکر نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔

"!!پھر کبھی مسٹر خانزادہ فل حال میرا جانا ضروری ہے"

باکر سنجیدگی سے کہتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے مردان خانے سے باہر نکل گیا۔ زارون کئی لمحوں تک لب بھینچے کسی غیر مری نقطے کو گھورتا گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

بی بی جی۔۔بیگم سائیں کا حکم ہے کہ آپ اندر چلی آئیں۔باہر شام ہونے کو ہے!!"۔۔ایسے میں آپ کا اکیلے یہاں ٹہلنا مناسب نہیں

لان میں ٹہلتی محمل کی طرف آتے صغریٰ نے نہایت مودبانہ لب ولہجے میں محمل قریشی کو نفیسہ شاہ کا حکم سنایا۔۔

ارے میں اکیلی نہیں ہوں میرے ساتھ نوری بھی تو ہے۔۔نیلی آنکھیں" جھپکا کر وہ بڑی خوشگواری سے پاس کھڑی نوری کو دیکھتے بولی۔

نوری نے تائیدی انداز میں سرہاں میں ہلایا۔۔

آپ ان سے کہیے کہ میں بس تھوڑی دیر بعد آتی ہوں۔" محمل تحمل سے" کہتے اب رخ موڑ کر دوسرے کونے کی سمت بڑھنے لگی۔۔

ڈھلتی دھوپ کی سنہری کرنیں اب رنگت بدل رہی تھیں۔ سرخ وسفید پاؤں گھاس کی دبیز چادر پر کافی خوبصورت لگ رہے تھے۔

نوری بنا آنکھیں جھپکائے محمل کو دیکھ رہی تھی۔ جس کا بے تحاشہ حسن مبہوت کر دینے والا تھا۔۔

معادیوار کی سمت کسی ہلچل کا احساس ہوا۔"نوری دیکھو ایسے لگتا ہے کہ وہاں کوئی ہے!! محمل گھبرا کر دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔۔

جی بی بی جی۔۔"نوری فوراً سے کہتے اسی سمت بڑھی۔۔پودوں کے بیچ سے" ہوتے وہ دیوار کے اس کونے کی طرف بڑھی تھی جب اچانک کسی نے پیچھے سے اسکے منہ پر ہاتھ جمائے اسے قابو کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں نوری ہوش و حواس کھو گئی۔۔

جسے زمین پر پھینکتے وہ شخص اب ایک طرف ہوتے پودے کی اوٹ میں چھپا۔ اسکے ساتھی بڑے محتاط سے انداز میں دور کھڑی محمل کو دیکھ رہے تھے۔۔ نوری کو واپس ناں آتا دیکھ محمل مضطرب سی کیفیت میں اسے پکارتے اسی سمت آئی۔۔

اسکے ایک ایک قدم پر ان کی نظریں کسی چیل کی طرح گڑھی تھی۔۔

وہ جیسے ہی پودوں کے حصے میں داخل ہوئی۔۔۔

ان تین چار آدمیوں نے اسے دبوچا۔ محمل دہشت زدہ سی حالت میں ان کی گرفت میں پھڑ پھڑائی۔۔

مگر بے سود۔۔ان میں سے ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا جس پر سر ہلاتے وہ کلوروفارم سے پہلے بھرا رومال اسکی ناک پر رکھ گئے۔۔

محمل کی پھیلی آنکھیں ایکدم سے بند ہونے لگی تھی۔۔

چند ہی لمحوں میں وہ ان کی گود میں جھول گئی۔۔

اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی یہ منظر سرد چہرے سمیت دیکھتی ثمینہ شاہ زیر لب مسکرائی۔

چند ہی لمحوں کے بعد وہ اپنی گاڑی میں تھی۔۔

وہ چاروں بڑی آسانی سے ملازماؤں کے حلیے میں ہونے کے سبب محمل کو " اس گاڑی تک لے گئے۔۔ثمینہ شاہ کے ہوتے ہوئے یہ کام بلکل آسان تھا ۔۔

تم سب باہر جاؤ گیٹ سے باہر انتظار کرو۔۔ایک نظر محمل کے وجود پر" ڈالتے وہ سنجیدگی سے بولتے گاڑی میں بیٹھی۔

ان کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔

آج کے بعد تم اور تمہارے اس بچے دونوں کا کھیل ختم ہو جائے گا"

محمل!!"ایک نفرت آمیز نگاہ محمل قریشی پر ڈالتے وہ سرد لہجے میں پھنکاری

۔۔

گاڑی شاہ حویلی کی حدود سے باہر نکلتے ایک سنسان راستے پر رکی۔سامنے ہی شایان شاہ اپنے گارڈز کے ساتھ انہی کا منتظر کھڑا تھا۔

خدیجہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی ثمینہ شاہ کو گاڑی سے نکلتا دیکھ مسکرائی۔

مجھے یقین تھا چھوٹی ممانی آپ مجھے کبھی انکار نہیں کریں گی!!"وہ ثمینہ شاہ" تک جاتی گہرہ مسکرا کر بولی۔

تم نے مجھے دھمکا کر اچھا نہیں کیا۔۔خدیجہ۔اسکا حساب تمہیں چکانا پڑے" گا۔۔!"اپنے شانے سے اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ برفیلے لہجے میں بولتی شایان کو گھورنے لگی۔جسکے آدمی محمل کے بے ہوش وجود کو اسکی گاڑی میں ڈال چکے تھے۔۔

یہاں تک میں نے تمہارا ساتھ دیا ہے اب اور نہیں۔۔۔آگے مجھ سے کوئی امید مت رکھنا۔۔اور ایک بات!! اب یہ لڑکی حویلی واپس نہیں آنی چاہیے"!

سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی وہ اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔۔

خدیجہ نظروں سے اوجھل ہوتی گاڑی کو دیکھ گہری سانس بھرتے شایان شاہ کی جانب مڑی۔۔۔

تمہیں یہ محمل چاہیے تھی اور مجھے اسال آغا۔اب تمہارا اور میرا کام پورا ہو" گیا!!"۔۔خدا حافظ

ناگواری سے کہتی خدیجہ اپنی گاڑی کی سمت بڑھی تھی۔۔شایان مسکرا کر مڑتے اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔

گاڑی سٹارٹ کرو۔۔"سرد لہجے میں حکم دیتے اس نے مڑ کے پیچھے کی" طرف دیکھا۔۔جہاں محمل قریشی کا بے ہوش وجود اوندھے منہ سیٹ پر پڑا تھا

۔۔

★★★★★★★★★★★★

دروازے پر دستک سنتے روپ شاہ بھاگ کر دروازے تک آئی مگر ایکدم سے ہاتھ روکے وہ لرزتی ہوئی دروازے کے قریب ہوئی۔۔

"کک کون ہے؟" اسکا لہجہ کانپ رہا تھا۔ بھیگی آنکھوں کو ہتھیلی سے رگڑتے وہ تھوک نگل کر پوچھنے لگی۔رات کی تاریکی نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہ دن سے اسال کی منتظر تھی جسے آنے میں جانے کیوں دیر ہو گئی تھی

۔۔

"جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے کھڑے دانیال جعفر نے ہونٹ کچلتے دروازے کو دیکھا۔۔اگر وہ اپنا تعارف بتاتا تو روپ شاہ کسی بھی قیمت پر دروازہ نہیں کھولتی۔۔

وہ پیشانی کو کھرچتے گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

معا اسکے ذہن میں ایک خیال آیا۔۔

آپ کے ہز بینڈ کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔پلیز آپ دروازہ کھولیں۔۔آپ کو"
"!!میرے ساتھ چلنا ہو گا

دانیال جعفر نے سنجیدگی سے کہتے ایک نگاہ دروازے پر ڈالی۔۔

مگر دوسری طرف سے اسکی توقع کے برعکس دروازہ نہیں کھلا۔۔

لالا آپ کہاں ہیں؟؟"روپ شاہ کا موبائل فون بجا تھا وہ بنا دانیال کی بات"
سنے ہی بھاگ کر صوفے تک گئی۔۔جہاں اسال کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔

روپ بیٹا میں بس پانچ منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔۔تم میرے آنے"
"!!تک اندر ہی رہنا اوکے

اوکے لالا۔آپ جلدی آجائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے!!"وہ آنکھیں دوپٹے"
سے رگڑتے بھیگے لہجے میں بولی۔۔دوسری طرف دروازے پر کھڑا دانیال
جعفر موبائل رنگنگ پر کچھ چونکا۔موبائل فون نکالتے اسنے میسج دیکھے۔۔

"!!وہ بچی ہمارے ہاتھ نہیں آسکی باس"

میسج پڑھتے ہی اسکے دماغ کی شریانیں پھولی۔۔

سر!!اس لڑکے نے ہنگامہ مچار کھا ہے۔۔پلیز آپ جلدی سے آئیں اسے"
"قابو کرنا مشکل ہو رہا ہے۔۔۔

اسکے اڈے پر موجود آدمی کا میسج تھا۔بدرر!!"وہ دانت پیستے دبے دبے لہجے میں غرایا۔۔آنکھوں میں نفرت کی سرخیاں سمیٹے وہ انہی قدموں سمیت واپس مڑ گیا۔۔۔

ویسے بھی وہ روپ کے ساتھ زبردستی کر کے اسے خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

وہ تو اسکے شوہر کی موت کے بعد اسکا اور اسکے بچے کا سہارہ بننا چاہتا تھا۔۔

اس وقت یہاں سے جانا ہی بہترین آپشن تھا۔۔

چلو ڈرائیور!!"گاڑی میں بیٹھتے وہ پرسوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے"
آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔۔

اسال آغاشاہ کی گاڑی اس گاڑی کے قریب سے گزری تھی مگر دانیال آنکھیں بند ہونے کے سبب اسے دیکھ ناں سکا۔۔

گاڑی سے نکلتے اسال بھاگ کر دروازے تک آیا۔۔دروازہ ناک کیا۔۔

"روپ!!روپ دروازہ کھولو میں ہوں اسال!!" وہ جانتا تھا وہ ڈر رہی ہو گی۔۔اسی لئے وہ بلند آواز میں اسے پکارنے لگا تا کہ وہ اسکی آواز سے اسے پہچان سکے۔۔

روپ جو دروازے کی سمت ہی آئی تھی۔۔اسال کی آواز سنتے اسنے بھاگ کر دروازے کھولا۔۔

"لالا!!" دروازے کے بیچ گھبرائے ہوئے سے کھڑے اپنے لالا کو دیکھ وہ کسی بچے کی طرح اسکے سینے میں چھپی تھی۔۔

اسال آغاشاہ تو اسکی بکھری حالت سوجھی ہوئی سرخ آنکھیں دیکھ کر ہی دہل کر رہ گیا۔۔

"روپ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے!!"

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے متفکرانہ انداز میں پوچھنے لگا۔

جس پر روپ کی آنکھیں اور بھی تیزی سے بہی۔۔

لالا عالم کو ڈھونڈ دیں پلیز۔۔ نہیں تو مجھے کچھ ہو جائے گا!!" وہ شدت"

گریہ سے روتی اسال کو مزید پریشان کر گئی۔۔

روپ ایسا نہیں کہتے گڑیا۔۔۔اللہ ناں کرے تمہیں کچھ ہو۔۔بدر عالم"

جہاں بھی ہو گا بلکل ٹھیک ہو گا۔۔ تم فکر مت کرو تمہارے لالا اسے ڈھونڈ

"!!لیں گے

اسال اسکے آنسوں صاف کرتے اسکا سر تھپتھپاتے ہوئے بولا۔۔ جس پر

روپ نے سر فوراً سے ہاں میں ہلایا۔۔اپنے لالا پر تو اسے خود سے بھی زیادہ

بھروسہ تھا۔

لالا مجھے حویلی جانا ہے۔۔یہاں نہیں رہنا مجھے یہاں عجیب گھبراہٹ سی"

ہوتی ہے!"روپ نے بھیگی نظریں اٹھائے اسال کو دیکھتے بے چینی سے

کہا۔۔ جس پر اسال نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا۔

بلکل یہاں رکنے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔۔میڈیسن کہاں"
ہیں تمہاری!؟"اسال نظریں چاروں اطراف دوڑائے شائستگی سے پوچھنے لگا
۔

میں لاتی ہوں۔۔۔"روپ کہہ کر کمرے کی سمت بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر"
بعد وہ کمرے سے آئی تو اسکے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جس میں بدر عالم شاہ اور
روپ کے کچھ ڈریس اور اسکی میڈیسن بھی تھی۔۔
چلیں!"اسال نے اسکا سر تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔۔۔جس پر وہ سر ہاں"
میں ہلا گئی۔۔
اسال بیگ اس کے ہاتھ سے لیتے روپ کا ہاتھ تھامے گھر سے باہر نکلا۔۔گھر
کو باہر سے لاکڈ کرتے وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔۔
تھوڑی ہی دیر بعد گاڑی واپسی کے سفر پر گامزن ہوئی۔۔اسال آغا شاہ کا ذہن
بھٹکا ہوا تھا وہ جانے کن سوچوں میں مگن تھا جبکہ روپ گاڑی کی پشت سے سر
ٹکائے آنکھیں موندے بدر عالم شاہ کو یاد کر رہی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

مسٹر خان آپ کی وائف کو ہوش آگیا۔۔۔!!" وہ عشاء کی نماز ادا کرنے"
ہسپتال کی مسجد میں گیا تھا۔
نماز ادا کرنے کے بعد وہ جیسا ہی واپس لوٹا ایک نرس بھاگ کر اس تک آئی
تھی۔۔ضرار، نور آئینہ کو اسی نرس کے حوالے کر کے گیا تھا۔
وہ نور کو ان کی گود سے لیتا تیز تیز قدم اٹھائے اب ہاسپٹل کی کمرے کی"
طرف بڑھا۔۔
دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی اسکی نگاہ چھت کو گھورتی نعمت شاہ پر"
پڑی۔۔ہونٹ کچلتے وہ بے بسی سے ایک پل کو وہی رک سا گیا۔
خود میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ اس کا سامنا کر پاتا۔۔

مسٹر خان پلیز کم ان!!"ڈاکٹر کی نظریں اس پر پڑی۔۔ضرار ان کے "
مخاطب کرنے پر چونکا۔۔
نور کو اٹھائے وہ گھبراہٹ زدہ سی کیفیت میں اندر داخل ہوا۔۔ڈاکٹر نے بغور اسکے گھبرانے کا نوٹس لیا تھا۔۔وہ کافی دیر سے نوٹ کر رہی تھی۔
"!ضرار پاشا خان کا رویہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ خود میں شرمندہ سا ہے آپ اپنی ڈول مجھے دے دیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ اسے مجھ سے لے لیجیے " گا۔۔!!"ڈاکٹر نرسز وغیرہ کو اشارے سے کمرے سے بھیجتی خود ضرار کی طرف بڑھی۔۔۔
نور آئینہ کو دیکھ وہ مسکرا کر کہتی اس خوبصورت گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھرتے کمرے سے نکل گئی۔۔
ضرار نے مڑ کر ایک نظر بند دروازے پر ڈالی۔۔۔اور پھر گہری سانس بھرتے وہ ہونٹ کچلتے ہوئے آگے بڑھا۔۔

نعمت شاہ کی زندگی کیلئے وہ خدا کے سامنے کتنا رویا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا"
۔۔اسکی دعاؤں میں صرف اسکی زندگی اور اسکی یاداشت کا ذکر رہا تھا۔۔یہ
سوچ ہی اسے بے موت مار رہی تھی کہ اگر وہ اسے بھول گئی تو وہ کیا کرے
"گا۔۔؟

جس لڑکی کو لے کر اسنے کبھی گہرائی سے سوچا تک نہیں تھا آج اسی کا خود کو
بھول جانے کا خوف ان چند گھنٹوں میں اسکی زندگی سولی پر لٹکا گیا تھا۔۔
نن!! خ خانمم!!"بیڈ کے قریب جاتے وہ اسے مخاطب کرتے کئی بار اٹکا"
۔۔نعمت کسی روبوٹ کی طرح چت لیٹی بس چھت کو گھور رہی تھی۔۔
ممیری طرف دیکھو خخانم۔۔۔مم میں پاشا خان۔۔نن نہیں تمہارا سنکی"
خان!! پہچانا مجھے؟"وہ لرزتے ہاتھوں میں اسکا چہرہ تھامے اسے مجبور کر رہا
تھا کہ وہ اسے دیکھے۔
مگر نعمت کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔۔

ضرار بے بسی سے اپنے ہونٹ کچلتے اسے دیکھے گیا۔۔۔جس نے آنکھیں" موند ڈالی تھی مطلب صاف تھا وہ اسے پہچان کر بھی پہچاننے سے انکاری تھی ۔۔ضرار ایکدم سے اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔

سفید پٹی میں لپٹی اسکی پیشانی پر بوسہ دیے وہ اسکے چہرے پر جھکا جب نعمت نے ایک دم سے مزاحمت کرتے اسکے سینے پر دباؤ بڑھائے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔

ضرار بے بسی سے اسے دیکھے گیا۔جس کی خوبصورت آنکھیں آج ویران تھی جن میں کوئی رنگ کوئی چمک باقی نہیں تھی۔۔

میرے لالا کو بلاد و پاشا خان۔۔۔مجھے اپنی حویلی جانا ہے!!"نعمت کے سرد" وسپاٹ لہجے میں کہنے پر ضرار کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل سمٹے تھے۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں خون سا ٹپک پڑا۔۔ایکدم سے دل و دماغ میں شدید ٹھیسیں سے اٹھی تھی۔۔

ہر گز بھی نہیں۔۔تت تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔نعمت تم کہی نہیں جا رہی۔۔"
ناں ہی میں تمہیں اور نور کو جانے دوں گا!!!"وہ پاگلوں کی طرح سر نفی میں
ہلاتے زیر لب بڑبڑایا۔۔
نعمت کی سرد سیاہ آنکھیں اب تک اسی پر ٹکی تھی۔۔
اگر زندگی میں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی تم نے مجھ سے یا میری بچی سے"
محبت کی ہے تو میرے لالا کو بلا دو۔تمہارا میرے نزدیک رہنا میرا دم گھونٹ
"!!رہا ہے
نعمت کا لہجہ انتہائی سفاک تھا۔۔وہ کرب کی ہر انتہا پار کرتی جا رہی تھی۔۔
آنکھوں سے کئی آنسوں بہے تھے۔مگر آج وہ اپنی بیٹی اور اپنے مستقبل کا
فیصلہ ہر صورت میں کرنا چاہتی تھی۔۔
ضرار بے یقینی سے اسے دیکھتے اپنی مٹھیاں بھینچتے سرخ چہرے سمیت
کمرے سے باہر آیا۔۔

ایک لمحہ لگا تھا اسے فیصلہ لینے میں۔۔جو نفرت جو بے رُخی وہ نعمت کی آنکھوں میں دیکھ چکا تھا کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کے زور زبردستی کرنے پر وہ مزید اس سے متنفر ہو جاتی۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے موبائل فون نکالا۔۔

جلتی آنکھوں سے اسال آغا کے نمبر کو گھورتے اسنے زہر کے کڑوے گھونٹ بھرتے اسکا نمبر ڈائل کیا۔۔

ہیلو کون؟!"انجان نمبر دیکھ اسال کچھ چونکتے ہوئے کال اٹھا گیا۔"

ضرار کئی لمحے کچھ بول ناں سکا۔۔

ضرار بات کر رہا ہوں!!کہاں ہو اس وقت تم؟"ضرار نے سنجیدگی سے" پوچھتے اپنے سینے کو مسلا تھا۔۔آنکھوں کے سامنے بار بار دھند سی چھا رہی تھی مگر وہ خود پر قابو پاتے ہوئے مضبوط مردوں کی طرح کھڑا تھا۔

سب کچھ خیریت تو ہے؟میں ہائی وے کے قریب ہوں!!"اسال نے"
گاڑی کا موڑ کاٹتے سنجیدگی سے کہا۔۔ایک نظر روپ شاہ پر ڈالی تھی۔۔وہ
روپ کی موجودگی میں کوئی بھی ایسی ویسی بات نہیں کر سکتا تھا۔
تم فضاہا سپٹل چلے آؤاسال!!نعمت ٹھیک نہیں۔۔اس وقت اسے تُمہاری"
"!!ضرورت ہے
ضرار گہری سانس بھرتے کہہ کر کال کاٹ گیا۔۔اسال کئی لمحے بے یقینی سے
موبائل فون کو گھورتا رہ گیا۔
نعمت؟؟"خوف و گھبراہٹ سے اسکا دل پہلے ہی بے چین ہو رہا تھا۔۔"
گاڑی دوسری سڑک پر موڑتے اسال نے سپیڈ بڑھا دی۔۔

★★★★★★★★★★★★

میں نے فون کر دیا ہے اسال آتا ہی ہو گا!!" وہ نور کو گود میں جھلاتے نعمت"
سے بولا جو اسے سن کر بھی ان سنا کر رہی تھی۔۔
میں تمہیں روکوں گا نہیں خانم۔۔۔ مگر ایک بات یاد رکھنا،، تم صرف"
میری ہو اب۔۔ جیسے چاہو گی ویسے معافی مانگوں گا۔۔ بس کبھی مجھ سے دور
"!! جانے کا سوچنا بھی مت
وہ اب بھی اسے اپنی نرم گرم نگاہوں کے حصار میں رکھتے اسے باور کروا رہا
تھا کہ وہ اسکے لئے کتنی اہم ہے۔۔
نعمت نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔۔
نعمت کی یہ خاموشی اسے اندر ہی اندر تکلیف پہنچا رہی تھی مگر وہ بے بس تھا
اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتا تھا اور ناں ہی اسے مجبور کر سکتا تھا۔۔
نعمت!! مجھے اندازہ ہے اپنی غلطی کا میری لاپرواہی کی وجہ سے تمہیں یہ"
سب کچھ جھیلنا پڑا میری جان۔۔ یقین جانو زندگی میں پہلی بار کسی کو کھو دینے

کے خوف سے ٹوٹا ہوں میں۔۔۔!!"نور کو کاٹ میں ڈالے وہ اب اسکے چہرے پر اسکے قریب ہوتے جھک کر بول رہا تھا۔۔

اسکی انگلیاں مسلسل نعمت کی تھوڑی کو سہلا رہی تھی۔۔جو چپ سادھے لیٹی تھی۔۔

میں نے زندگی میں کسی سے بھیک نہیں مانگی۔۔خانم۔۔تم سے مانگ رہا"

"!!ہوں۔۔میری نور اور نعمت کو مجھ سے مت چھینو

وہ اچانک اسکی گردن میں چہرہ چھپائے بے آواز رو دیا۔

اس کی تیز ہو رہی دھڑکنیں نعمت بخوبی سن رہی تھی۔۔وہ اسکا درد محسوس کر رہی تھی۔ضرار پاشا خان کے آنسوں اسکی گردن میں جذب ہو رہے تھے مگر نعمت کو آج کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔

وہ یونہی اسکے سینے سے لپٹا کئی لمحے روتا رہا تھا۔نعمت نے اسے خاموش نہیں کروایا خود سے دور بھی نہیں جھٹکا بس وہ اس ستمگر کے آخری لمس کو اپنے پاس محفوظ کر لینا چاہتی تھی۔۔

مگر آج اسکے پاس کسی بھی قیمت پر رکنا نہیں چاہتی تھی۔

"نعمت پلیز مت جاؤ۔ تم جیسا کہو گی میں ویسا کر لوں گا۔۔ تمہیں تنگ بھی نہیں کروں گا چھیڑوں گا بھی نہیں۔۔ہر بات مانوں گا۔۔ کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔"

وہ اب اسکے پیٹ کے گرد اپنی بانہیں مضبوطی سے پھیلائے اسے خود میں جکڑتا کسی معصوم بچے کی طرح ضد کر رہا تھا۔۔ کتنا بے بس کر دیا تھا اس لڑکی نے اسے۔۔ کیا یہ اسکی معمولی محبت تھی۔ جو وہ اس کے پیچھے پاگل ہو رہا تھا یہ اسکی شدت پسندی۔۔ جو نعمت شاہ کا دور جانے کا خیال اسے بچھو کی مانند ڈنگ مار رہا تھا۔۔

وہ پہلی بار اپنی زندگی میں کسی عورت کے سامنے رویا تھا۔ وہ عورت اسکی ماں، بہن یا محمل تو نہیں تھی۔ وہ عورت تو نعمت شاہ تھی۔۔ جس سے وعدے کے تحت جڑا رشتہ اب سانسوں کی ڈور بن چکا تھا۔ جس کی دوری کا خوف ضرار پاشا خان کی رگوں میں دوڑتے خون کو منجمد کر رہا تھا۔

وہ نعمت کے جواب میں منتظر ہی رہ گیا تھا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

دروازے پر دستک سن ضرار آنکھیں پونچھتے نعمت سے دور ہوا۔اب وہ نوری کو اٹھائے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

نعمت!!"اسال آغا شاہ اندر داخل ہوا۔۔بیڈ پر زخمی حالت میں پڑی نعمت" کو دیکھ وہ بھاگ کر اس تک آیا اب پاگلوں کی طرح اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر وہ خوفزدہ سا پھیلی آنکھوں سے نعمت کو دیکھ رہا تھا۔

لالا۔"بھیگی آنکھوں سے اپنے بھائی کو دیکھتے وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی"

اسال نے جھک کر اسکی پیشانی چومی۔۔

اس منظر کو دیکھ ضرار کی آنکھیں بری طرح سے جلی تھی۔۔

عجیب سا حسد تھا جو اسے اسال سے ہوا تھا نعمت کو لے کر۔۔۔

میرا بچہ یہ کیا ہو گیا تمہیں۔۔نعمت!!تم تم ٹھیک تو ہو ناں؟؟"وہ اسکا چہرہ" ہاتھوں میں بھرتے بار بار پوچھ رہا تھا۔۔اسکے انداز میں فکر اور تکلیف جھلک رہی تھی۔۔

ضرار پاشا خان کو ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ اسال آغا شاہ کو اسکی بہن اتنی لاڈلی ہو گی۔۔

اسال آغا شاہ کو اس وقت وہاں بلانے کا فیصلہ اسے سخت برا لگ رہا تھا۔۔

لالا مجھے اپنے ساتھ لے چلیں!!"اپنی سیاہ بھیگی آنکھوں سے اسال آغا شاہ" کو دیکھتے وہ بھیگے لہجے میں بولی۔

اسال نے حیرت اور تعجب سے پہلے نعمت اور پھر ضرار کو دیکھا جو نور کو گود میں بھرتے اسی سمت دیکھ رہا تھا۔

ضرار تم باہر آؤ مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے!!"اسال سنجیدگی سے اسے" دیکھتے ہوئے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ضرار کو اس سے اس رویے کی توقع

ہر گز نہیں تھی۔اسے تو لگا تھا کہ وہ غصہ کرے گا۔مار پیٹ کرے گا مگر اسال کا رویہ اسکی سوچ سے بلکل بر عکس تھا۔

ضرار ایک نگاہ نعمت پر ڈالتے اسکے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل آیا۔

سامنے ہی سینے پر ہاتھ باندھے اسال اسے سپاٹ تاثرات سے دیکھ رہا تھا۔"

کیا میں جان سکتا ہوں۔میری بہن کو اتنی چوٹیں کیسے آئی۔۔؟"نہایت سنجیدگی سے پوچھتے وہ نور آئینہ کو اس سے لے گیا۔

ضرار بس اسے دیکھتا رہ گیا۔نور کی پیشانی چومتے اسال اسے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے یہ سب!!نعمت کی اس حالت کا میں"

"!!قصوروار ہوں

ضرار نے سر جھکائے شرمندگی سے کہا۔

ہاں اسے اپنی غلطی ماننے میں کوئی عار نہیں تھا۔۔

نعمت کہے گی تو تم اسے چھوڑ دو گے ؟"اسال نے اسے شاکی نگاہوں سے "
دیکھتے پوچھا۔
میں اسے چھوڑ نہیں رہا۔۔بس اسے سپیس دے رہا ہوں۔۔تاکہ وہ صحت "
"!!یاب ہو سکے
اسال سنجیدگی سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔۔
اسال نے گہری سانس بھرتے بات کا آغاز کیا۔۔
نعمت کو اس حالت میں اپنی حویلی لے جانے کا مطلب ہے اپنے آغا جان "
کے سامنے سر شرم سے جھکا دینا ضرار پاشا خان۔۔میں تمہیں ڈیفینڈ کرنے
کیلئے ان سے جھگڑتا رہا۔۔اب جب تم پر خود کو ثابت کرنے کا وقت آیا ہے تو
"تم یوں ہاتھ چھڑا رہے ہو؟
ضرار نے بے ساختہ ہی اسے الجھن بھری نگاہوں سے دیکھا۔۔
نعمت اس حالت میں میرے ساتھ نہیں جا سکتی۔۔اور ناں ہی تم اسے اپنی "
حویلی لے کر جاؤ گے۔۔۔تم اسے کسی اور محفوظ مقام پر لے جاؤ۔۔تم کہہ

رہے ہو کہ تمہاری وجہ سے اسکی یہ حالت ہوئی ہے تو اب تم خود ہی اسکی دیکھ بھال کرو۔۔جب وہ صحت یاب ہو جائے تو اسکی مرضی کے مطابق میں اسے ساتھ لے جاؤں گا مگر ابھی نہیں!!"

ضرار بے یقین سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔اسنے تو ہر گز بھی نہیں سوچا تھا کہ اسال آغا شاہ اسکی بیوی کی اور اسکی عزت کو یوں ڈھکے گا چاہتا تو وہ اسے بری طرح سے پیٹتا نعمت کو اپنی حویلی لے جا کر اسکی ذات کا تماشہ بنا دیتا۔۔مگر اسنے یہ سب کچھ کیوں نہیں کیا۔۔وہ اب تک الجھا ہوا تھا۔۔

نور ہمک ہمک کر ضرار کی طرف جا رہی تھی۔۔اسال نے مسکراتے اسکے گالوں پر بوسہ دیے اسے دوبارہ سے ضرار کی گود میں ڈالا۔جو عجیب نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

تمہارا نمبر میرے پاس آگیا ہے فری ہو کر رابطہ کروں گا کچھ ضروری کام ہے مجھے!!"سنجیدگی سے اسے دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

نعمت سے کیا کہوں؟"اسال کے باہر بڑھتے قدم ضرار کے سوال پر تھمے"

--

کہہ دینا تمہارا بھائی اس حالت میں تمہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر"
گیا۔۔!!"اسال کہہ کر رکا نہیں تھا وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے باہر نکل گیا۔
جبکہ ضرار پاشاخان کی نظروں نے آج دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔
گہری سانس بھرتے وہ سکون دہ انداز میں نور کو سینے میں بھینچے کچھ پل کیلئے
آنکھیں موند گیا۔

★★★★★★★★★★★★

گاڑی حویلی کی روش میں رکی۔۔ہر طرف گہرہ سناٹا چھایا ہوا تھا۔پوری حویلی
میں موت کی سی خاموشی محسوس کرتے اسال آغا شاہ کچھ چونکا۔۔۔سیٹ
بیلٹ کھولتے اسنے جھک کر نرمی سے روپ کے سر کو تھپتھپایا۔۔

روپ۔۔۔بچے اٹھو ہم پہنچ آئے ہیں!!"وہ نرم لہجے میں کہتے پچھلی سیٹ "
کی طرف مڑا۔۔

روپ کا بیگ اور ساتھ ہی ایک عدد دوسرا شاپنگ بیگ اٹھائے اسنے روپ کی
طرف بڑھایا۔

تم اندر چلو اس میں محمل کی میڈیسن ہے۔۔اور کچھ کھانے کی چیزیں۔۔تم "
"!!چلو میں گاڑی کھڑی کر کے آتا ہوں

وہ بھرپور انداز میں مسکرایا۔روپ نے تشکر آمیز سانس بھرتے اپنے بھائی
کے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھا۔۔جو محمل کے ذکر پر ہی ایک دم سے
ہشاش بشاش ہو گیا تھا۔۔

روپ اس کے ہاتھ سے بیگ تھامے گاڑی سے باہر نکل گئی۔۔"
اسال گاڑی گیراج میں روکتے اب عجلت بھرے انداز میں باہر نکلا۔۔
ایک نگاہ اپنے شکن زدہ کپڑوں پر ڈالے اسنے ہاتھوں سے بال سنوارے۔۔
محمل کو اسکے کپڑوں میں شکنیں بلکل بھی پسند نہیں تھی۔۔وہ زیر لب

مسکراتے اپنے کپڑے ہاتھ سے جھاڑتے شال دونوں شانوں پر برابر کرتے اب بھاری قدموں کی دھمک لئے حویلی میں داخل ہوا۔

السلام علیکم!!"گھڑی پر ایک نگاہ ڈالے اسنے گھمبیر آواز میں سلام کیا۔۔"

سامنے ہی ایک صوفے پر بیٹھی نفیسہ شاہ کو دیکھتے وہ تیزی سے ان کی سمت بڑھتے سر ان کے آگے جھکا گیا۔۔

لے آیا ہوں آپ کی ایک بیٹی کو اماں سائیں!!نعمت نے تو آنے سے انکار " کر دیا۔۔ابھی تو وہ سیر و تفریح کیلئے گئی ہے۔جب واپس لوٹے گی تو ہی آئے " گی۔

وہ مسکرا کر کہتا روپ کے سر پر ہاتھ رکھ گیا۔ نظریں بے چینی سے پورے لاونج میں دوڑی تھی۔۔

نوری ایک کونے میں سرخ سوجھی آنکھیں لیے کھڑی تھی۔۔چہرے اور گردن پر زخموں کے گہرے نشانات دیکھ اسال کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

نوری۔۔یہ کیاہواہے تمہیں؟"اسال متفکرانہ انداز میں پوچھتے اسکی طرف بڑھا جس نے خوفزدہ سا ہوتے دوپٹے سے چہرہ اور گردن ڈھک لی۔

اچھا جاؤ اپنی بی بی جی کو بلالاو۔۔۔بتاؤ کہ روپ اور میں آیا ہوں۔۔!!"اب کی بار اس نے پشت پر ہاتھ باندھے مسکراتے ہوئے کہتے ایک نگاہ اپنے کمرے کے بند دروازے کی طرف دوڑائی۔۔

اماں سائیں۔آپ کچھ بتارہی تھیں دن کو۔۔؟ہماری بات نہیں ہو سکی۔۔" آپ کا موبائل فون بند آرہا تھا۔۔محمل بھی کال پک نہیں کر رہی۔۔تو سوچا گھر جا کر بات کروں گا!!"اسال ان کے نزدیک صوفے پر بیٹھتے تھکن سے سر صوفے کی پشت پر گراتے کہا۔

نفیسہ شاہ نے بھیگی آنکھیں اٹھائے اپنے بیٹے کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھا۔۔

نوری تم گئی نہیں۔۔جاؤ محمل کو بلاؤ!!"شال کندھوں سے اتارتے وہ" نوری کو وہی جما دیکھ حیرت سے بولا تھا جس نے ہچکی بھرتے اپنے لبوں پر ہتھیلی جمائی۔

اماں سائیں۔۔کیا کچھ ہوا ہے کیا؟؟آپ اتنی خاموش کیوں ہیں؟؟"نفیسہ "
شاہ کی خاموشی اسے کسی انہونی کا اندیشہ لگ رہی تھی۔۔
بے چینی سے بند پڑتی سانسوں سمیت وہ گریبان کے بٹن کھولتے گہری
سانسیں بھرنے لگا۔

آغنا!!نفیسہ شاہ کی آواز بھرائی تھی انہوں نے بے ساختہ ہی اپنی آنکھیں"
زور سے رگڑی وہ ایکدم سے سیدھی ہوتے اسکے قریب ہوئی۔۔
جو گھبراہٹ سے قدم پیچھے موڑ گیا۔۔
"!!مم محمل"
محمل کیا اماں سائیں؟"اسکا سفید چہرہ ایک دم سے تاریک پڑا تھا وہ محض چند"
گھنٹے اس سے لاتعلق رہا تھا۔۔اب اسکی سیاہ آنکھیں کسی انہونی کے خوف
سے سرخ پڑتی جارہی تھی۔۔
آغا جان کو دل کا دورہ پڑ گیا ہے آغا۔۔۔وہ ہسپتال میں ہیں!!اور"
"!!محمل۔۔

آغا بے یقینی سے انہیں دیکھتا یہ سب کچھ سمجھنے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا
۔۔آنکھیں بے یقینی سے پھیلتی جا رہی تھی۔۔سینے میں قید اس خون کے
لوتھڑے کی دھڑکنیں اس قدر شدت اختیار کر گئی تھی۔
کہ اسے اپنا پاگل دل اپنے کانوں میں بجتا ہوا محسوس ہوا تھا۔
ممحمل کو کک کسی نے اغواء کر لیا ہے!!"نفیسہ شاہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں"
چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔وہی روپ اس خبر پر اپنی سیاہ آنکھیں
بے یقینی سے پھیلائے بے یقین سی کھڑی رہ گئی۔۔۔
جبکہ اسال آغا شاہ اپنے پورے قد سمیت لڑکھڑایا۔۔
اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اسکی روح اپنی مٹھیوں میں نوچ کر اسکے
اندر سے کھینچ لی ہو۔۔۔!
پورا چہرہ خون چھلکانے لگا۔۔اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتا ایک سمت حویلی
کی حفاظت کیلئے کھڑے اختر نے بھاگ کر اسے سہارہ دیا۔۔۔

اسال خون اگلتی آنکھوں سے اسے دیکھتے اسے گریبان سے جکڑتے اپنے نزدیک کر گیا۔اتنا کہ اسکی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت دیکھ اختر کی ریڑھ کی ہڈی تک میں سرسراہٹ سی دوڑی تھی۔

میں نے کہا تھا اختر نظر رکھنا حویلی پر۔۔۔کہاں ہے میری بیوی؟"پوری" قوت سے اسکے منہ پر پنچ مارتے وہ اس قدر اونچی آواز میں غرایا کہ روپ کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔

"!!سس سرکار سائیں۔۔۔وووو"

کتنا وقت ہوا ہے اسے غائب ہوئے!!"وہ ایکدم سے اسے دور دھکیلتے" برفیلے لہجے میں مستفسر ہوا۔۔

نفیسہ شاہ آنسوں پونچھتی اسکے قریب آئی۔۔"

تین گھنٹے ہو چکے ہیں آغا۔۔۔نوری کو بھی بیہوش کیا تھا ان لوگوں نے۔۔" آغا جان تو یہ خبر برداشت نہیں کر سکے۔۔آباد شاہ انہیں ہسپتال لے گیا ہے!!"

نفیسہ شاہ نے اسے مختصر آگاہ کیا جس نے سرد نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔۔

اماں وہ اتنے گھنٹوں سے حویلی سے غائب ہے۔۔میری بیوی ہے وہ۔۔"

میرے بچے کی ماں۔۔آپ نے مجھے بتانے کی بجائے موبائل فون ہی آف کر

" دیا۔

اسال کے لہجے میں کپکپاہٹ بھرا شکوہ ابھرا تھا۔آواز شدت غم سے پھٹ پڑی۔

وہ ساری دنیا سے نفرت کی امید رکھ سکتا تھا مگر اپنی ماں سے نہیں۔۔

نفیسہ شاہ نے بے ساختہ ہی سر نفی میں ہلا ڈالا۔

آغا میرے بچے۔۔جب تم سے بات ہوئی اسکے بعد سے میرا موبائل فون"

غائب ہے۔۔اور تو اور کسی کا بھی موبائل فون کام نہیں کر رہا۔۔جاوید اور

"!! باقی سب لوگ پوری کوشش کر رہے ہیں۔ محمل مل جائے گی

نفیسہ شاہ اسے مطمئن کرنے لگی جس نے فوراً سے سر نفی میں جھٹکا۔۔

مجھے کوشش نہیں محمل چاہیے اماں سائیں۔۔۔میں تو آپ سب کے "
بھروسے چھوڑ کر گیا تھا اپنی بیوی اور بچے کو۔۔ مگر اس حویلی کے لوگوں نے
ثابت کر دیا۔۔ کہ یہاں پر انسان نہیں صرف پتھر کے بت بستے ہیں۔۔
جنہیں کسی لڑکی کی عزت اسکی جان کسی کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔۔۔ مگر اسال
آغا شاہ ابھی زندہ ہے۔۔جب تک میں زندہ ہوں میں اپنی بیوی اور بچے کو کسی
" بھیڑیئے کی نفرت کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گا۔۔۔
نفیسہ شاہ اسکے چہرے کی سرد مہری دیکھ اندر تک لرزی تھی۔آج سے پہلے
اسکا یہ سفاک چہرہ کہاں دیکھا تھا انہوں نے وہ تو نرم خو تھا۔۔ غصہ بھی بہت
کم آتا تھا اسے۔۔
اسکا چہرہ محمل قریشی کے اغواء کی خبر سنتے ہی کسی کوئلے کی طرح جھلسنے لگا تھا
۔۔

دل ودماغ کے پردے پر وہ پری وش اپنا سحر چلا رہی تھی۔۔جبکہ اسال آغا شاہ اب ایک اور بڑے نقصان کو ہر گز جھیل نہیں سکتا تھا۔۔ہر گز بھی نہیں

۔۔۔

اختر گاڑی نکالو۔۔۔مجھے معلوم ہے محمل کہاں ہے؟؟"اسکا برف سے بھی" زیادہ ٹھنڈا منجمند کر دینے والا لہجہ محسوس کرتے اختر کے ہاتھ پیر پھولے تھے۔۔

اسال نے اسے اسکی سوچ سے کم پیٹا تھا اور اسی وجہ سے اسکے ذہن پر اسال آغا شاہ کا خوف تیر رہا تھا۔

وہ بھاگ کر باہر کی طرف بڑھا۔۔گیراج سے نکلتی گاڑی میں بیٹھتے اسال آغا شاہ نے اپنی پسٹل لاکر سے نکالی۔۔یکے بعد دیگرے ایک ساتھ جانے کتنی ہی گاڑیاں اسال آغا شاہ کے پیچھے شاہ حویلی سے نکلی تھی۔۔

نفیسہ شاہ کی غیر پڑتی حالت دیکھ روپ اپنا غم بھلائے انہیں سنبھالنے لگی۔۔

جو بیٹے کے لئے کسی انہونی کا سوچ سوچ کر ہی حواس گنوا رہی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہارن کی تیز چنگھاڑتی ہوئی آواز پر عافیہ شاہ ہانپتی ہوئی بستر سے اٹھی۔۔دوپٹہ اٹھا کر سر پر لپیٹتے وہ جب تک باہر آتی تین سے چار گاڑیاں ان کے گھر کے لان میں آن رکی۔ مندی مندی نیند سے بوجھل پڑتی آنکھیں مسلتے انہوں نے تفکر سے ان گاڑیوں کی قطار کو دیکھا۔۔

اسال!!"لان میں لگی سنہری روشنیوں کے سبب تاریک اندھیرے میں بھی وہ اسال آغا شاہ کو دیکھ چکی تھی۔

وہ شاید دوسری بار ان کے گھر آیا تھا۔۔"

اسال آغا شاہ کے چہرے پر پھیلے تاثرات سے وہ گھبرا کر سینے پر ہاتھ رکھتی گہرے سانس بھرنے لگی۔

خدیجہ کہاں ہے پھپھو!!"عافیہ شاہ کو سرد نظروں سے دیکھتے وہ سپاٹ لہجے"
میں مستفسر ہوا تھا۔جس پر عافیہ شاہ بری طرح سے گھبرائی۔۔

کک کیا ہوا ہے بب بیٹا کچھ کیا ہے کیا اس نے؟؟"ان کے چہرے پر خوف"
رقم تھا خدیجہ کی حرکتوں سے وہ واقف تھیں مگر رات کے اس پہر اسال آغا کا
یہاں آنا کسی خطرے سے کم ہر گز نہیں تھا۔

چلو!!"وہ اپنے ساتھ آئے گارڈز اور دو لیڈی گارڈز کو تحکم بھرے انداز"
میں حکم دیتے بھاری قدموں سمیت حویلی میں داخل ہوا۔۔
گارڈز اسکے ایک اشارے پر پوری حویلی میں پھیلے اب سبھی کمرے چیک
کرنے لگی۔

یہ کمرہ اندر سے لاکڈ ہے سرکار!!"اوپر کے فلور پر طرف موجود ایک"
کمرے کے باہر سے ایک گارڈ کی آواز سنائی دی۔۔جس پر اسال تیز تیز قدم
اٹھائے اس کمرے کی سمت بڑھا تھا۔۔۔

گارڈز اسکے ایک حکم پر دروازہ توڑ چکے تھے۔۔خدیجہ شاہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔۔

نیند سے بوجھل اپنی گہری آنکھیں پھیلائے خدیجہ نے جلدی سے لیمپ آن کیا۔

کمرہ ہلکی روشنی سے نہا گیا۔

اسسالل۔۔۔!!"خدیجہ کے ہونٹ بے ساختہ ہی بڑبڑائے وہ پتھرائی"

نگاہوں سے اسال کو دیکھتے ایک دم سے بستر پر بیٹھی۔یہ اسکا کوئی خواب نہیں تھا یہ تو ایک بھیانک حقیقت تھی جو اسکے سامنے کھڑی تھی۔خدیجہ نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔

جس نے بنا کسی تاثر کے سپاٹ نظروں سے اسے گھورا تھا۔

اگلے ہی لمحے اسکے ایک اشارے پر اسکے ساتھ آئی لیڈی گارڈز خدیجہ کو" دونوں شانوں سے جکڑتے گھسیٹتے ہوئے بستر سے اتارتے اسکے سامنے کھڑا کر گئی۔۔

محمل کہاں ہے؟"پشت پر ہاتھ باندھے وہ اس قدر سفاک اور سرد لہجے "

میں غرایا تھا کہ خدیجہ کا پورا وجود اسکے خوف سے لرزا۔۔

جسم پر کپکپی سی طاری ہوئی۔۔

"مم مجھے کک کیا پتہ اسسال۔۔ مم میں۔۔۔"

چٹاخ!!"اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ایک گارڈ نے خدیجہ کے چہرے "

پر زوردار تھپڑ جھڑا۔۔

نہیں اسال چھوڑو میری بچی کو۔۔۔!!کیا ظلم کر رہے ہو تم۔۔۔!!چھوڑو"

"!!مت مارو میری بچی کو

عافیہ شاہ تو لرز ہی پڑی تھی۔۔ خوف و دہشت سے کانپتی وہ چیختی ہوئی جیسے ہی آگے بڑھی دو گارڈز نے پھرتی سے انہیں قابو کرتے ایک کونے میں کھڑا کیا۔۔

خدیجہ کا پورا وجود خوف سے نیلا پڑ گیا تھا۔وہ ماں کو دیکھتے خوف سے رو پڑی تھی۔۔۔اسال آغا شاہ اپنی پھپھو کے ساتھ اگر جارخانہ رویہ اختیار رہا تھا تو کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اسے جان سے ہی مار ڈالتا۔۔

میرے پاس زیادہ وقت نہیں خدیجہ۔۔۔اگر اب یہ جھوٹ بولے تو اسکی"

"!!زبان کاٹ ڈالو

اسال کے صدیوں پر محیط برف جیسے ٹھنڈے لہجے کی حدت خدیجہ کو اپنے وجود میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

"مم میں نے۔۔۔"

وہ جیسے ہی بولی۔۔گارڈز نے تیز دھار چاقو نکالتے قدم اسکی سمت بڑھائے۔۔

"!!وووہ شش شایان شاہ کے پپ پاس ہے"

وہ روتی ہوئی خوف سے گھٹتی سانسوں کے بیچ بولی تھی۔۔

زندگی میں پہلی بار اسنے موت کو نزدیک سے دیکھا تھا۔اور اب موت کا خوف اسکے پورے وجود کو بے جان کر رہا تھا۔

کہاں پر ہے وہ۔۔۔!!"جبڑے بھینچتے وہ اسکی طرف قدم بڑھاتے غرا کر"
مستفسر ہوا تھا۔۔خدیجہ اسکے خوف سے بھیگی آنکھیں ایک دم سے بند کر گئی
۔۔

ووہ پوٹھی میں اپنے فارم ہاؤس ممم میں ہے!!"خدیجہ نے خوف سے"
ایک ہی سانس میں اسے بتایا۔
حویلی میں سے کس نے تمہاری مدد کی۔۔کیونکہ ایسا ہر گز بھی ممکن نہیں"
کہ کوئی انجان شخص حویلی سے ہو کر چلا جائے اور کسی کو کانوں کان خبر ناں
"!!ہو۔
اسال نے اب کی بار اسکے نزدیک ہوتے برفیلے لہجے میں پوچھا۔۔خدیجہ کا
پورا چہرہ پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔
وہ اسال کے خوف سے آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔
"!!اثث ثمینہ ممانی"

اسال نے بے تاثر نگاہوں سے اسے گھورا اور اگلے ہی لمحے کھینچ کر اسکے منہ پر تھپڑ جھڑ اتھا۔۔

عافیہ شاہ خوف سے پھیلی آنکھوں سمیت اسال کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ خدیجہ کا چہرہ ایک سمت ڈھلک گیا تھا۔

احساس توہین کے سبب وہ نظریں تک ناں اٹھا سکی۔

"میں نے زندگی میں پہلی بار ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے خدیجہ۔۔یقین جانو تم عورت کہلانے کے لائق نہیں ہو۔۔وہ میری بیوی تھی میری اولاد کو جنم دینے والی ہے وہ۔۔ پھر تم کیوں اس معصوم کی جان کی دشمن بنی ہو۔۔ کیا بگاڑا ہے اس نے تمہارا ہاں۔۔۔بولو۔۔۔"

وہ اس قدر اونچی آواز میں چلایا تھا کہ خدیجہ کانپتے ہوئے شرم سے نظریں چرا گئی۔۔

آنکھوں سے آنسوں بہتے اسکے چہرے کو بھگو رہے تھے۔

لے چلواسے۔جب تک میری بیوی مجھے نہیں ملتی یہ لڑکی میری قید میں رہے گی!!"سرد وسپاٹ لہجے میں کہتے وہ واپس مڑا تھا۔۔

عافیہ شاہ باہر تک اسکی منتیں کرتی بیٹی کی رہائی کی بھیک مانگتی رہی۔مگر آج اسال کے کانوں میں جوتک نہیں رینگی تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں اسکی گاڑی اب پوٹھی کی طرف بڑھی۔۔اسے جلد از جلد محمل تک پہنچنا تھا۔۔

جونا جانے کس حال میں تھی۔

★★★★★★★★★★★★

خانن۔۔۔"وہ کب سے اسکی منتظر بیٹھی تھی۔اب اچانک دروازہ کھلنے پر وہ" ہڑبڑا کر اٹھتی دروازے کی سمت بڑھی۔جہاں سے زارون سکندر خان اندر داخل ہوا تھا۔۔

زارون اسے اگنور کرتے ڈریسنگ مرر کے سامنے جا رکا۔

چہرے پر سپاٹ تاثرات سمیٹے وہ مرر کے سامنے رکتے گھڑی عجلت میں اتارنے لگا۔۔

گل مینے انگلیاں مروڑتی ہونٹ کچلتے اسے دیکھ رہی تھی۔

جو دن کا کمرے سے نکلا اب لوٹا تھا۔۔

رخ خان کھانا لاؤں آپ کیلئے؟" وہ دو قدم اسکے قریب ہوتے گھبراہٹ "

سے بولی۔

زارون اسکی بات کو سرے سے اگنور کرتے قمیض کے بٹن کھولتا الماری کی "

سمت بڑھا۔۔اپنا پریس ہوا ڈریس نکالتے وہ واشروم کی طرف بڑھا تھا۔

گل مینے خان کی آنکھیں اسکی بے رخی پر بھرائی۔۔وہ ہونٹ کچلتے واشروم کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔جہاں وہ بند ہوا تھا۔

پانی گرنے کی آواز اسے باہر تک سنائی دے رہی تھی۔وہ ہونٹ بے دردی سے کچلتی بیڈ کی پائنتی پر جا بیٹھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے باہر نکلا۔ گل مینے خان کو مکمل طور پر اگنور کرتے وہ پھر سے مرر کے سامنے رکا۔ تولیہ صوفے کی طرف اچھالتے اب اپنے گیلے بے ترتیب بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سہلاتے وہ بالوں کو برش کرنے لگا۔

کک کافی بنالاؤں آپ کیلئے!! آپ اس وقت پیتے ہیں ناں!! "دوپٹے کا" کونہ ہاتھ میں موڑتی وہ سنہری آنکھوں میں ڈھیروں شکوے سمیٹ کر پوچھنے لگی۔۔

زارون اپنے قمیض کے بٹن لگاتے اب پرفیوم کی بوتل اٹھائے خود پر چھڑکتے ہوئے مڑا۔۔

جب اچانک مڑنے پر اسکے پیچھے کھڑی گل مینے خان اسکے کشادہ سینے سے ٹکرائی۔

زارون کے بھاری ہاتھ اسکے شانوں کو دبوچتے اسے گرنے سے روک چکے تھے۔

جواپنی سرخ ڈوروں سے بھری سنہری آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔
جس کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔۔

زارون پلیز آپ آپ خفامت ہوں مجھ سے!! میں نہیں رہ سکتی آپ کے "
بغیر!!" وہ خود پر سے ضبط کھوتے ان آنکھوں میں سپاٹ تاثرات دیکھ ایک
دم سے روتی ہوئی اس کے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

زارون سکندر خان اپنے سینے سے لگے اس روئی سے کومل وجود کی بھینی
بھینی مہک کو اپنی سانسوں کے رستے خود میں انہیل کرتے اپنے عنابی لب
بڑی سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کر گیا۔۔

دور ہٹو گل!!" اب کی بار اس نے سرد مہری کی انتہا کر دی تھی۔ گل مینے "
خان اسکے لہجے پر مزید بری طرح سے روتی اسکی قمیض مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔

زارون اچھا خاصا تلملا کر رہ گیا تھا۔اس لڑکی کا غصہ، ناراضگی اور اب یہ
آنسوں اسکی جان پر بن آئی تھی۔۔ گہرے سانس بھرتے وہ بمشکل سے اپنے
آپ پر ضبط کیے اسے نرمی سے خود سے دور کر گیا۔۔

آئندہ میرے نزدیک مت آنا۔۔جب میرے ہونے یاناں ہونے سے "
"!! تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تو ایسے رونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں
زارون گہری نگاہیں اسکے وجود پر گاڑھے سنجیدگی سے دوٹوک انداز میں
بولا۔۔

چند ہی لمحوں میں وہ اسکا مکمل جائزہ لے چکا تھا جو چاکلیٹ کلر کی خوبصورت پوشاک میں روئی روئی سی سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔

وہ کافی دیر اسکے جواب کا منتظر ہی رہا مگر گل مینے خان سر جھکائے خاموشی سے ہونٹ چبانے لگی۔۔جسے دیکھ وہ گہری سانس بھرتے اپنے شوز پہنتے کمرے سے ہی نکل گیا۔گل مینے خان اس کے جانے پر بے بسی سے ہونٹ کچلتے بری طرح سے رو دی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

حرام محلول کی بوتل اپنے منہ سے لگائے وہ وحشت بھری سرخ نگاہیں بند کمرے کے دروازے پر گاڑھے اب لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اٹھا تھا

۔۔

ہر طرف ہو کا عالم تھا۔۔اسکے گارڈز شایان شاہ کے حکم پر اسے یہی چھوڑ حویلی واپس جا چکے تھے۔۔ جبکہ وہ خود پچھلے ایک گھنٹے سے صوفے پر بیٹھا شرا**پی رہا تھا۔۔

ایکدم سے اٹھنے پر اسکا سر بری طرح سے چکرایا۔۔

کنپٹی پر ہاتھ رکھتے وہ آنکھیں زور سے کھولتے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

وہ اندر داخل ہوا جہاں تاریک اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔

کھڑکی کے سفید شیشوں سے ٹکرا کر چاند کی روشنی درمیانے سائز کے بیڈ پر اوندھے منہ پڑی محمل قریشی کے بیہوش وجود پر پڑ رہی تھی۔۔

جواوندھے منہ بیڈ پر پڑی تھی اسکی پشت شایان شاہ کی نظروں کے سامنے تھی۔۔

تمم نے بہت غغ غلط ککیا۔۔۔لڑکی ممیرا بھائی تمہاری وجہ سے مرا ہے۔۔"

تمہارے اس شوہر کو میں تڑپا تڑپا کر ممارووں بلکل ویسے ہی جیسے اس نے میرے بھائی کو مارا۔۔

وہ نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتے ہاتھ میں پکڑی بوتل ایک طرف پوری قوت سے پھینک گیا۔۔۔

شیشے کی بوتل چھناکے کی زوردار آواز سے ٹوٹی تھی۔

خاموش فضا میں ارتعاش سے برپا ہوا۔۔شایان لڑکھڑاتے قدموں پر قابو پاتے آگے بڑھا۔۔اسنے جھک کر محمل کے سفید دودھیا پاؤں کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔۔

محمل کے پورے وجود میں کرنٹ سا دوڑا تھا۔۔

ہاہاہاہاہاہا!!"کہاں ہو تم اسال آغا شاہ۔۔؟ بڑے غیرت مند بنے پھرتے

"!!ہو۔آؤ بچالو اپنی بب بیوی کو

وہ نفرت آمیز لہجے میں پھنکارتے ہوئے پھر سے جھکا محمل کی کمر کو اپنے

ہاتھوں سے چھونے لگا۔۔

جب وہ ایک ہی جست میں کرنٹ کھاتے سیدھی ہوئی ہاتھ میں پکڑی نوکیلی

تار اس نے زوردار طریقے سے شایان شاہ کی گردن میں پیوست کی۔

جس کی چیخیں آسمان چھونے لگی۔۔خون پانی کی طرح اسکی گردن سے بہتا جا

رہا تھا۔۔وہ بری طرح سے کراہتا بلبلاتا ہوا اوندھے منہ فرش پر گرا۔۔

محمل اپنا دوپٹہ سنبھالتی خوف سے گہرے سانس بھرتے بستر سے اٹھی تھی

۔۔

پورا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔۔اسے کافی دیر پہلے ہی ہوش آگیا تھا مگر وہ

آج اس شیطان صفت انسان کے خاتمے کا سوچتے بیہوشی کا ناٹک کرتے یونہی

چپ سادھے لیٹی رہی۔۔

بغیرت انسان۔۔خدا کی لعنت ہو تم جیسے درندے پر۔۔جو کسی غیرت مند" شخص کی عزت پر ہاتھ ڈالتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ عورت کمزور ضرور ہے مگر بے وقوف نہیں!!" وہ پے در پے اسکے منہ پر تھپڑ جھڑتے اسے بالوں سے گھسیٹتے اسکا سر کئی بار فرش پر مار گئی۔

درد کی شدت سے شایان شاہ بلبلاتے ہوئے اپنے ہاتھ اسے پکڑنے کو مارنے لگا۔۔

محمل دانت پیستے ہوئے اٹھی تھی۔۔گہری سانس بھرتے اسنے وہی تارا اسکی گردن سے کھینچی۔۔جس پر شایان شاہ کی چیخیں پھر سے بلند ہوئی تھی۔۔

اس اس ہاتھ سے چھواناں مجھے!!" محمل پاگلوں کی طرح ضبط کھوتے نیلی" آنکھیں پھیلائے چیختی ہوئی وہ موٹی تارا اسکے ہاتھ میں پیوست کر گئی۔۔۔

شایان شاہ کی دلدوز چیخیں پورے کمرے میں گونجنے لگی۔۔

محمل تیز تیز سانس لیتی چادر خود پر اچھے سے لپیٹتے اسے نفرت سے گھورتے کمرے سے باہر نکلی۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہے اس وقت شاید شایان شاہ کے آدمی گیٹ پر کھڑے ہوں یہی سوچتے وہ سارا گھر تلاشتے پیچھے کے گیٹ کی طرف بڑھ گئی

۔۔

★★★★★★★★★★★★

پتھریلی روش سے ہوتے جیپ کار پورچ میں رکی۔ضرار پاشا خان عجلت بھرے انداز میں جیپ سے نکلا۔۔نور آئینہ کو سینے سے لگائے وہ ایک ہاتھ میں بیگز اُٹھائے اب بھاری قدم اُٹھاتے فارم ہاؤس کی اندرونی جانب بڑھا تھا

۔۔

سیاہ فوجی لمبے بوٹوں میں اسکے پاؤں کی دھمک کافی دور تک سنائی دے رہی تھی۔۔وہ کمرے میں داخل ہوا۔

سلام سرکار!"کمرے میں کام کرتے چودہ سالہ گڈو نے اندر داخل ہوتے "
ضرار پاشا خان کو سلام کیا۔
پاشا نے سرد نگاہوں سے اس گھورا جس پر وہ گڑ بڑا سا گیا۔
وعلیکم السلام!!آدھا گھنٹا پہلے تجھے فون کیا تھا۔۔اور کمبخت تجھ سے ایک "
کمرہ تک صاف نہیں ہوا۔۔
شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑاتے
بولا۔۔
ووہ سرکار۔۔اماں کے پاس کھانا کھانے چلا گیا تھا۔۔بیڈ اور صوفہ جھاڑ دیا"
ہے میں نے سرکار۔۔بس پانچ منٹ دے دیں مجھے!!میں ایکدم چکا چک کر
"!!دوں یہ کمرہ اور گھر بھی
گردن پر ہاتھ پھیرتے وہ مسکراتے ہوئے بتیسی کی نمائش کرتے بولا۔۔جس
پر ضرار نے سر جھٹکا۔

نور آئینہ سو رہی تھی۔۔پیشتر وہ ضرار پاشا کی گود میں آتے ہی سکون سے سو جاتی تھی۔۔ضرار نے گہری سانس بھرتے ایک نگاہ نور پر ڈالی۔اور پھر انہی قدموں سمیت وہ باہر نکل آیا۔۔۔

جیپ کی پچھلی سیٹ پر نور کے سامان میں رکھی کاٹ نکالتے وہ لان کی سمت بڑھا۔۔

جہاں پر لکڑی سے مزین خوبصورت شیڈز بنا کر اور لکڑی ہی کے فرنیچر سے اس حصے کی خوبصورتی کو مزید بڑھا دیا گیا تھا۔

ضرار نور آئینہ کو کاٹ میں لٹائے کاٹ میز پر رکھ گیا۔اور خود اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتے وہ ماتھے پر بکھرتے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کی طرف کرتا جیپ کی طرف بڑھا۔۔

فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے اس نے ہاتھ نعمت کی طرف بڑھایا۔۔

"رہنے دیں میں چل سکتی ہوں!!"ہاتھ سے اسے روکتے وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ضرار اسے دیکھتے گہری سانس بھرتے سر نفی میں جھٹک گیا۔

میں نے کون سا کہا ہے کہ تم چل نہیں سکتی ڈارلنگ!!"کندھے اچکا کر"
کہتے وہ ایکدم سے جھکتے اسے نرمی سے بانہوں میں بھر گیا۔نعمت اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

جس پر وہ زیر لب مسکرایا، جھک کر اسکے گلابی گال پر ہونٹ رکھتے وہ لان کی سمت بڑھا تھا۔

نعمت کا چہرہ اسکی حرکت پر سرخ گلاب ہوا۔۔وہ ضبط سے لب بھینچے سر جھکا گئی۔۔

اسے نرمی سے کرسی پر بٹھاتے وہ گھٹنوں کے بل جھکتے اسکے قریب بیٹھا۔۔"
نعمت خاموش نظریں پھیر گئی۔۔

جب ضرار نے آہستگی سے اسکے پاؤں کو چھوا۔۔جس پر نعمت کرنٹ کھاتے پاؤں دور کر گئی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"وہ بدک کر پیچھے ہوتی سیاہ آنکھیں پھیلائے"
حیرت اور سنجیدگی سے مستفسر ہوئی۔۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔جو ناراض ناراض سیدھی اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔

ہاتھ بڑھاتے وہ اسکا پاؤں جکڑتے اب نرمی سے سینڈل کی سٹرپ کھولنے لگا

۔

ظاہر سی بات ہے جوتا اتاروں گا اب یہاں رومینس تو کرنے سے رہا"

"!!میں

وہ لب دبائے شریر لہجے میں کہتے نعمت کا پاؤں جوتے کی قید سے آزاد کرتے سامنے موجود ٹیبل پر رکھ گیا۔

مجھ سے ایسی باتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کو مسٹر ضرار پاشا!!"

"!!حد میں رہا کریں اپنی

وہ سرخ چہرے اور تنے نقوش سمیت اسے گھورتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔

جس پر ضرار نے مسکراہٹ دبائے اسے گھورا تھا۔۔

نعمت پاشاخان۔۔تمہارے معاملے میں میرے اندر کوئی حد موجود نہیں"
مسز۔۔یقین نہیں تو ڈیمود کھاؤں؟"شہد رنگ آنکھیں چھوٹی کیے وہ دونوں ہاتھ نعمت کے گھٹنوں پر جمائے بے باکی سے بولا۔۔اسکی نظروں کی آنچ دیتی لواور نرم گرم لہجے کی حدت نعمت کو جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہے تھے۔۔
وہ جبڑے بھینچتے اسے غصے سے گھورتے رہ گئی۔

آپ کے ساتھ خاموشی سے آگئی ہوں۔اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ میں" آپ کی سفاکی بھول چکی ہوں ضرار پاشاخان۔۔۔آپ کی صورت دیکھتے ہی مجھے وہ ہر ایک لمحہ یاد آجاتا ہے جو میں اور میری بچی نے اس سرد علاقے میں "موت سے لڑتے ہوئے گزارا تھا۔۔

نعمت پلیز میری بات سمجھو۔۔مجھے ہر گز اندازہ نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو گا اگر" "مجھے اندازہ ہوتا تو میں کبھی بھی تم دونوں کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتا۔۔۔

ضرار نے تڑپ کر اسکے مومی ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑا تھا۔۔
نعمت زخمی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔۔ جس کی آنکھوں میں تڑپ اور درد صاف عیاں تھا۔

"آپ کو میرے بارے میں کچھ یاد ہے بھی نہیں ضرار پاشا خان!! آپ کو اپنی محمل کے بارے میں ایک ایک بات کا علم ہوتا ہے۔۔ کیونکہ وہ آج بھی آپ کے دل پر حکومت کرتی ہے۔۔ آپ اسے بھولے ہی نہیں۔۔ تو میں کیسے یاد آؤں گی آپ کو؟"

ضبط سے سرخ پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ سنجیدگی سے بولی تو ضرار نے حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھا۔

اسکے الفاظ اسے جانے کیوں چبھ رہے تھے۔ "ایسا نہیں ہے خانم۔۔۔ میں مانتا ہوں میں اسے بھولا نہیں اور ناں ہی اسے بھول سکتا ہوں،"

نعمت کی آنکھوں میں مرچی سے بھری وہ دانت بھینچتے سانس روکے اسے دیکھتی رہ گئی۔

مگر یہ بھی سچ ہے کہ اب میرے دل میں محمل کو لے کر کوئی جذبات باقی"
نہیں رہے۔خدا گواہ ہے میں نے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے۔۔کیونکہ
میں تمہارے ساتھ اپنی زندگی خوشگوار بنانا چاہتا ہوں!! جس میں تم، میں اور
"!!نور ہوں بس اور کوئی نہیں

نعمت نے بھیگی سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔

جھوٹ جھوٹ مت بولیں آپ۔۔آپ نے خود بتایا تھا کہ محمل ماں بننے"
والی ہے اگر آپ کو اس کی پرواہ نہیں تو آپ کیوں اس پر نظر رکھ رہے ہیں
؟"

نعمت نے سر نفی میں ہلاتے کہا تھا۔ضرار سمجھ ناں سکا کہ وہ کیونکر اتنی
بدگمان ہو رہی تھی۔

میں نے خود سے وعدہ کیا تھا نعمت کہ میں اسکی حفاظت کروں گا بس اسی"
لئے اس حویلی پر نظر رکھی۔۔مگر اب میں ایسا کچھ بھی نہیں کر رہا کیونکہ وہ

اپنے شوہر کے ساتھ خوش باش ہے۔اور مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں

"۔۔

"مجھے آپ کی کسی بھی بات پر کوئی یقین نہیں۔"

وہ کہتے ہوئے رخ موڑ گئی۔۔جب ضرار نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا

۔

"یقین میں دلادوں گا میری جان۔۔۔بس تم مجھ سے خفامت ہوا کرو۔۔"

ضرار اسکے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے بے بسی اور شائستگی سے بولا تھا وہ اسکی ناراضگی نہیں جھیل سکتا تھا اور یہی سچ تھا۔

سرکار!!کمرہ صاف ہو گیا۔۔"وہ دونوں ایک دوسرے کو خاموشی سے"

گھور رہے تھے۔جب اچانک پیچھے سے آتے گڈو نے بلند آواز میں کہا۔۔۔

نعمت فوراً سے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچ گئی۔۔۔

چلو جاؤ جیپ میں موجود سامان اندر رکھو ہم آتے ہیں۔۔۔" گردن "
موڑتے وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔۔جو فورا سے بھاگا
تھا۔۔

ضرار نے مڑ کر اسے دیکھا جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی
تھی مطلب بلکل صاف تھا کہ وہ اس وقت اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی
۔۔

★★★★★★★★★★★★★

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔گھپ اندھیرے کے سبب
اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔کہ وہ سمجھ پاتی کہ وہ کس جگہ پر ہے۔
تھوڑے فاصلے پر اسے دور سے ایک ڈھابہ دکھائی دیا۔۔۔ محمل دوپٹے سے
چہرہ لپیٹتے اسی طرف بڑھی۔ایک کونے میں موجود درخت کی اوٹ میں

چھپتے اسنے پوری جگہ کا جائزہ لیا۔۔وہ ایک مصیبت سے نکل کر کسی دوسری مصیبت میں پھنسنا ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

دور سے صرف ایک ادھیڑ عمر شخص دکان میں بیٹھا دکھائی دیا۔۔تو محمل تشکر کا سانس بھرتے اس دوکان کی طرف بڑھی۔۔

بابا آپ کے پاس موبائل فون ہے کیا۔۔؟" وہ دوکان کے سامنے جاتی " عجلت بھرے انداز میں پوچھنے لگی۔۔

اسے کسی بھی حال میں اسال سے رابطہ کرنا تھا۔کیونکہ اب اسکا جسم ساتھ چھوڑ رہا تھا۔۔وہ زیادہ دیر چل نہیں سکتی تھی۔۔

ہاں بیٹا فون تو ہے مگر اس میں پیسے نہیں،" وہ بوڑھا آدمی چشمہ درست " کرتے بولے۔۔تو محمل کی نیلی آنکھیں ایک دم سے اداس پڑ گئی۔۔

" بابا بس ایک بار دے دیں میں ٹرائے کرتی ہوں۔۔شاید فون لگ جائے۔۔ وہ تڑپ کر منت بھرے انداز میں بولی۔۔تو بابا نے گہری سانس بھرتے فون اسکی طرف بڑھایا۔۔

ویسے کسے فون کر رہی ہو بیٹی۔۔اور رات کے اس پہر تم کہاں سے آ رہی ہو"
"۔۔؟

بابا قدرے معتجب لب و لہجے میں مستفسر ہوئے۔۔ محمل نے ایک پل کو آنکھیں اٹھائے انہیں دیکھا۔

بابا میں رستہ بھول گئی ہوں۔۔!!"وہ اس قدر گھبرائی ہوئی تھی کہ وہ ایک" بھوڑے آدمی پر بھی یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔

موبائل فون پکڑتے اسنے جلدی سے اسال کا نمبر ملایا۔ مگر بیلنس نہیں تھا۔ وہ بے بسی سے بھیگی آنکھوں سمیت فون کی اسکرین کو دھندلی نظروں سے گھورتی رہ گئی۔

یہ لیں بابا شکریہ آپ کا۔۔"وہ فون واپس کرتے پریشانی سے بولی۔اور قدم" واپسی کی طرف بڑھائے۔۔

اچانک سامنے سے آتی ایک گاڑی کی تیز روشنی اسکے چہرے پر پڑی تھی۔۔

محمل کا دوپٹہ اسکے ہاتھ سے چھوٹا۔۔وہ چہرے پر ہاتھ رکھتے آنکھیں تیز روشنی کی چبھن پر زور سے بند کر گئی۔

گاڑی میں بیٹھی عورت نے بغور اسکا جائزہ لیا۔۔وہ بمشکل سے بائیس تئیس " سال کی لڑکی تھی۔۔

نیلوفر اترو۔۔۔!!" وہ ساتھ بیٹھی لڑکی کو اشارہ کرتے نیچے اتری۔۔جسے " نیلوفر فورا سمجھ گئی۔۔

ارے کیا ہوا۔۔آپ ٹھیک تو ہیں؟" وہ عورت جو قریباً پینتیس چالیس سال " کی تھی۔وہ گاڑی سے باہر نکلتے نہایت فکر مندی سے بولی۔

محمل نے جلدی سے اپنا چہرہ ڈھانپا اور اب اپنی نیلی خوفزدہ آنکھوں سے ان دونوں کو گھورا۔۔

ارے گھبرائیے مت۔۔۔ہم کچھ نہیں کہہ رہے آپ کو۔۔میرا نام شمسہ " ہے اور یہ میری بیٹی نیلوفر ہے!" شمسہ نے محمل کو اپنا اور اپنی بیٹی کا تعارف دیا۔

محمل چپ چاپ ان دونوں کو دیکھ رہی تھی وہ عورتیں تھی شاید وہ اسکی مدد کر دیتی۔۔۔

کیا آپ کے پاس موبائل فون ہے؟" محمل نے جھٹ سے سوال پوچھا۔"
جس پر نیلوفر نے چہرے پر کرختگی کے تاثرات چھائے۔۔

موبائل فون تو ہے بیٹا مگر ہمارے گھر پر رہ گئے۔دراصل ہم آوٹنگ پر نکلی" تھی۔۔اس لیے موبائل فون گھر ہی چھوڑ آئیں۔
شمسہ نے بڑے سلیقے سے بات سنبھالی تھی۔۔

رات کے اس وقت آوٹنگ!!" محمل زیر لب بڑبڑائی۔۔یہ دونوں اسے" کچھ مشکوک لگی تھی مگر جو بھی تھا وہ عورتیں تھی ان سے اسکی عزت اور اسکا بچہ دونوں محفوظ تھے یہی سوچتے وہ گہری سانس بھرتے ان کی طرف بڑھی

۔

کیا آپ میری مدد کر سکتی ہیں پلیز۔۔دراصل میں راستہ بھول گئی ہوں۔۔"
"!! میرے شوہر مجھے تلاش رہے ہونگے۔۔

شیور وائے ناٹ بیٹا۔۔ ہمارا فارم ہاؤس قریب ہی ہے آپ ایسا کرو ہمارے ساتھ چلو وہاں سے آپ ہمارے موبائل فون سے اُنہیں کال کر لینا۔۔ ایسے رات کے اس وقت اس سنسان جگہ پر آپ کا گھومنا خطرے سے حالی نہیں!!"

محمل کو ان کی بات درست لگی تھی۔۔ جبھی وہ انہیں شکریہ کہتے ان کے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔۔

"یہ لو بیٹا تھوڑا سا پانی پی لو اور ری لیکس ہو جاؤ۔۔"

شمسہ نے پانی کی بوتل نکالتے اسکی طرف بڑھائی جسے وہ ہچکچاتے ہوئے تھام گئی۔۔

دو سے تین گھونٹ بھرتے اس نے بوتل بند کرتے ایک طرف رکھ دی۔۔ گاڑی اپنے راستے کی طرف گامزن تھی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں محمل کی آنکھیں بھاری پڑنے لگی۔۔ سر میں شدید بوجھ سا اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ حواس گنواتے پچھلی سیٹ پر جا گری۔۔

نیلوفر نے مڑتے اسکے چہرے سے دوپٹہ اتارا۔۔

تو وہ دونوں ہی چونک کر رہ گئی۔۔

اس قدر مکمل حسن شاید پہلی دفعہ دیکھا تھا اُنہوں نے۔۔

بب باجی یہ تو بڑی سوہنی ہے۔۔"نیلوفر کی آنکھیں اس حسن سے چندھیا" سی گئی ہونٹ بے اختیاری میں ہلے تھے۔۔

اسی لیے چہرہ ڈھانپ رہی تھی یہ۔۔فکر ناں کر نیلوفر۔۔اچھا خاصا مال ملے" گا اس کا تو!!"شمسہ نے بتیسی دکھاتے قہقہ لگایا تھا جس میں نیلوفر کا قہقہ بھی شامل تھا۔

★★★★★★★★★★★★

ہواؤں سے باتیں کرتی گاڑی تیزی سے گیٹ عبور کرتے اندر داخل ہوئی۔۔

وہ چلتی گاڑی سے اترتا اندر کی طرف بھاگا۔۔پورے گھر میں خاموشی کا راج تھا۔۔

اسال کسی حد تک چونکا۔۔

سیاہ آنکھوں میں خون کی چنگاریاں سمیٹے وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ جبڑے بھینچتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔

شایان!!"وہ اس قدر بلند آواز میں دھاڑا تھا کہ اسکی آواز ان در و دیوار میں" گونج کر رہ گئی۔

وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے وہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔وہ پاگلوں کی طرح ہر کمرہ چھان رہا تھا۔ایک کمرے سے نکلتے وہ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔۔

جب اچانک اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی کی پھیلی رہ گئی۔وہ سر گھبراہٹ سے نفی میں جھٹکتے آگے بڑھا تھا۔

پورا کمرہ خون سے لت پت حالت میں تھا۔۔فرش پر ایک سمت شایان شاہ کا وجود ساکت حالت میں پڑا اسال کو گھبراہٹ زدہ سا کر گیا۔

شایان!!"اسال گھٹنوں کے بل جھکا اسکی حالت دیکھ اسنے نرم لہجے اسے' مخاطب کیا۔جواب ناں ملنے پر اسنے انگلیوں کی مدد سے اسکی نبض ٹٹولی۔

وہ مر چکا تھا۔۔یہ علم پڑتے ہی اسال نے بالوں کو مٹھی میں دبوچتے اسکی گردن سے بہتے خون کو دیکھا۔۔

یقیناً اس زخم کی وجہ سے اسکی ڈیتھ ہوئی تھی۔بہت بے دردی سے اسے مارا گیا تھا۔۔۔گال پر انگلیوں کے نشانات دیکھ اسال کو لمحوں میں احساس ہوا یہ نشانات کسی لڑکی کے ہاتھ کے تھے۔

ممحمل!!"وہ دھڑکتے دل سے زیر لب بڑبڑایا۔۔سیاہ آنکھوں میں بے" چینی سمیٹے وہ ایکدم سے اٹھا اب بیڈ کی سمت بڑھا۔۔سارا بیڈ ٹٹولتے اسکی نظر ایک کالے دھاگے پر پڑی تھی۔۔

یہ وہی دھاگا تھا جو وہ درگاہ سے محمل کیلئے لایا تھا۔۔اسال ضبط سے اپنی بھیگی سیاہ آنکھیں میچتے اسے لبوں سے لگا گیا جس سے اسے محمل کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔۔

گہرے سانس بھرتے وہ ایکدم نفرت سے شایان کی طرف بڑھا۔۔کمرے میں آتے گارڈز کو وہ ہاتھ کے اشارے سے روکتا اب اسکے مزید قریب ہوا۔۔

تو بہت خوش قسمت نکلا شایان!!جو تیری موت اتنی آسانی سے ہوئی۔۔" اگر تو میرے ہاتھ لگ جاتا تو میں تجھے اچھے سے بتاتا کہ ایک غیرت مند مرد کی عزت پر ہاتھ ڈالنا کیسا ہوتا ہے۔۔کوئی بات نہیں۔۔میری بیوی تجھے اچھے سے بتا گئی کہ وہ کس کی بیوی ہے!!تجھے افسوس ہوا ہو گا ایک عورت کو کمزور سمجھ کر۔۔۔بغیرت مرد!!"

وہ جبڑے بھینچتے نفرت سے غرایا۔۔وہ مر چکا تھا ورنہ وہ اسکی ایسی حالت ہوتے ہوئے بھی اسے جان سے مار ڈالتا۔۔

اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ محمل یقیناً یہاں سے بھاگی تھی۔۔اسال گہری سانس بھرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

اس کی تلاش جانے کب ختم ہونے والی تھی۔۔اسکے لبوں پر بس ایک ہی دعا تھی کہ خدا اسکی بیوی اور بچے کو اپنے خفظ وامان میں رکھے۔ محمل جو شایان شاہ کے ساتھ کر گئی تھی۔اسکے بعد اسال آغا شاہ کے چہرے پر سکون سا تیرا تھا۔۔

اتنا تو وہ جان چکا تھا اسکی بیوی کسی سے ہارنے والی نہیں۔۔یقیناً وہ اپنا دفاع کر لے۔۔

بس ایک بار مجھے مل جاؤ سائی کی جان۔۔پھر تمہاری جان کے دشمنوں کا"

"!! خشر ناں بگاڑا تو میر انام بھی اسال آغا شاہ نہیں

گاڑی میں بیٹھتے وہ آنکھیں موندتے شدت بھرے انداز میں اسے یاد کرتے بولا۔۔جو اس کا چین سکون اپنے ساتھ لے کر نا جانے کہاں گم ہوئی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی حریم پلیز میری مدد کرو!!"وہ موبائل فون کان سے لگاتے مزید اونچی آواز میں سوں سوں کرنے لگی۔

اسکے رونے پر حریم نے گہری سانس بھرتے پلیٹ سے سیب کا ٹکرہ اٹھا کر منہ میں ڈالا۔۔

"!کب سے ناراض ہیں لالا ذرا تفصیل سے بتاؤ"

سر کے پیچھے کشنز برابر کرتے وہ سامنے بیٹھے دراب خان کو اشارے سے مزید سیب کاٹنے کا کہہ پلیٹ سے سیب کا ٹکرہ اٹھائے منہ میں ڈال گئی۔۔

دراب منہ بگاڑتا اسکے لئے سیب کاٹ رہا تھا۔جو اسے صبح سے لفٹ ہی نہیں کروا رہی تھی۔

دو دن ہو گئے ہیں۔میں نے سوری بھی کہا۔مگر وہ مان ہی نہیں رہے۔۔""

اب کی بار ٹشو سے اپنی آنکھیں رگڑتے وہ اداسی سے بولی۔

ہمممم!!اس وقت کہاں ہیں لالا۔۔۔ سنجیدگی سے پوچھتی وہ گہری سوچ"
میں ڈوبی۔

وہ مردان خانے میں ہیں داجان کے پاس کوئی جرگہ ہونے والا ہے کل اس"
"!!کے بارے میں بات چیت چل رہی ہے حویلی میں

گل مینے خان نے سنی سنائی بات اسکے گوش و گزار کر دی۔

مطلب تھوڑی دیر بعد میں کمرے میں آنے والے ہیں۔۔۔ حریم نے"
پر سوچ سے انداز میں سوچتے ہوئے کہا۔۔اور پھر دراب خان کی طرف دیکھا

۔

خان آپ جائیں ذرا باہر۔۔!" وہ فون کان سے ہٹاتے دراب سے بولی۔۔
میں کیوں جاؤں میں اس گدھے کی طرح پاگل تھوڑی ہوں میں تو ناراض"
نہیں ہوا تم سے۔۔!!" وہ لاڈ سے کہتے حریم کا ہاتھ پکڑتے لبوں سے لگا گیا۔
اسکی اداکاری پر وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔۔

آپ جائیں گے دراب خان۔۔ورنہ آج کی رات آپ باہر گزاریں"
گے۔۔"اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے وہ سنجیدگی سے اسے حکم دینے
والے انداز میں بولی۔

جس پر دراب نے منہ بنایا۔"یہ ظلم ہے بیوی۔۔غلطی تمہارا بھائی کرے اور
" سزا مجھے ملے۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا حریم کے منہ کے آگے رکھی فروٹ کی پلیٹ اٹھاتے
کمرے سے ہی نکل گیا۔

حریم نے تاسف سے سر جھٹکتے گہری سانس بھری۔۔

سنو مینے ایک کام کرو۔"فون سے ابھرتی حریم کی آواز پر گل مینے خان"
پوری طرح سے چوکس ہوئی۔۔وہ پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی۔

یہ سب کرنے سے وہ راضی ہو جائیں گے پکا؟"وہ ناخن دانتوں تلے کترتے"
اپنی سنہری آنکھیں پھیلا کر پوچھنے لگی۔۔

زارون سکندر خان کی دو دن کی ناراضگی نے اسے پاگل کر کے رکھ دیا تھا اب تو وہ اسے ہر حال میں منا لینا چاہتی تھی۔

بس جو جو میں نے کہا ہے وہ کرنا۔ پھر دیکھنا لالا خود ہی راضی ہو جائیں گے "

۔"آنکھیں مٹکاتے حریم لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔

گل مینے خان گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلا گئی اسے شکریہ کہہ وہ کال کاٹتے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★★

وہ باہر نکلی۔۔تو دراب خان لاؤنج میں موجود ایک صوفے پر براجمان تھا۔۔

اس کے شانے پر سر ٹکائے رمینا خان اپنی آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

حریم نے اسے اتنے دنوں کے بعد دیکھا تھا۔وہ اسے دراب کے سینے سے لگا دیکھ بری طرح سے ٹھٹکی۔سیاہ آنکھوں میں جلن کے تاثرات تیزی سے ابھرے۔

آپ یہاں پر ہیں خان۔۔۔اور میں آپ کو کمرے میں ڈھونڈ رہی تھی"
"!!۔۔

دوسرے صوفے پر بیٹھی مرجان خان نے بڑی غور سے حریم خان کے سرخ چہرے کو دیکھا اور پھر ایک نگاہ رمینا پر ڈالی جو سرخ چہرے سے حریم کو گھور رہی تھی۔۔

اسکے بعد ان کی نظریں بیٹے کے سپاٹ چہرے پر پڑی۔

دراب میں بہت تھک گئی ہوں۔۔اتنے دن آپ کو بہت مس کیا میں"
"!!نے۔۔۔پلیز روم میں چلتے ہیں

رمینا خان اسے سلگتی نظروں سے گھورتی دراب خان کے بازو کو بڑے استحقاق سے اپنے بازو میں لپیٹتے محبت بھرے لہجے میں بولی۔۔

حریم سرخ چہرے سمیت مٹھیاں بھینچے اسے گھورتی رہ گئی۔

آپ آرہے ہیں کمرے میں یا نہیں خان؟" حریم دانت پیستے ہوئے سرد"
لہجے میں بولی۔

دراب کہی بھی نہیں جارہے۔۔ حریم۔۔اتنے دنوں سے یہ تمہارے ساتھ"
"!!ہیں آج یہ میرے ساتھ رہیں گے

جواب دراب خان کی بجائے رمینا کی جانب سے آیا تھا۔۔ جس پر مرجان خان کی آنکھیں مزید پھیلی۔۔ ملازمائیں بھی کن اکھیوں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی کہ آخر کار فیصلہ کس کے حق میں ہونے والا ہے۔

چلیں دراب۔۔!" رمینا ایک ادا سے کہتی اسکا بازو پکڑتے اٹھ کھڑی ہوئی"
۔۔ جس پر حریم کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔۔

اگر آپ اس ڈائن کے ساتھ گئے تو میں ابھی اور اسی وقت اپنی حویلی چلی"
"!!جاؤں گی دراب خان

حریم جلتی آنکھیں اس منظر پر گاڑھے بلکل سرد و سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔

وہ چاہ کر بھی دراب خان کو اس کے ساتھ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اتنے دنوں سے وہ اسکی عادی ہو چکی تھی۔دراب خان نے اسے سر پر بڑے مان سے چڑھا رکھا تھا۔۔اب یہ ناز و نخرے تو اس کیلئے عام سی بات تھی۔۔

دراب ہونٹ کچلتے بے بسی سے گہری سانس بھرتے رہ گیا۔۔رمینا کو چھوڑنا مشکل تھا اللہ اللہ کر کے وہ حویلی لوٹی تھی۔۔اور اب شاید اسکے ساتھ رہ کر وہ کوئی ثبوت ڈھونڈ پاتا۔ مگر زیادہ مشکل تو اپنی بیوی کی پوزیسونیس سے ہو رہی تھی اسے۔۔اسے اتنے سالوں سے ٹرین کرنے کے باوجود بھی وہ بیوی بنتے ہی اپنے رنگ ڈھنگ بدل گئی تھی۔۔

دراب مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والے،، تم جانا چاہتی ہو تو شوق سے "
"!!چلی جاؤ اپنی حویلی

اٹھی گردن مزید اٹھائے رمینا مغرور سے لہجے میں بولی تھی۔۔ایک نگاہ اپنی ساس پر بھی ڈالی۔۔جو اسے ہمہ وقت بے اولادی کا طعنہ کستی تھی۔۔

حریم ہونٹ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے دراب کو دیکھتی رہ" گئی جو اسکے سامنے ہی رمینا کا بیگ اٹھائے اسکے ساتھ اسی کے کمرے میں بند ہوا تھا۔

ماڑا تو قسمت ہی خراب ہے۔۔لوگوں کا بیویاں عاشق ہوتا ہے شوہر کا۔ماڑا " تو بیٹا اپنا دونوں بیویوں کا عاشق نکلا۔۔

برامت منانا حریم پتر ! ! اسے رمینا سے پکے والا عشق ہے۔۔تم تو واپس چلا "جاؤ روٹھ کر۔۔تاکہ اس کا عقل ٹھکانے آئے۔۔

مرجان خان اسکے دھواں اڑاتے چہرے کو دیکھ کر اسکا کندھا تھپک کر مشورہ دینے لگی۔۔جبکہ حریم آنسو دوپٹے کے کونے سے پونچھتے پیر پٹکھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

اپنا موبائل فون اور ایک عدد بیگ اٹھائے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے حویلی کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھی۔

چھوٹا سا ئیں تو برا پھنسا ہے۔۔ایک بیوی کو مناتا ہے تو دوسرا ناراض ہو جاتا"
ہے!!" باورچی خانے میں کام کرتی ایک ملازمہ نے دوسری سے سرگوشی
نما آواز میں کہا۔

جس نے مسکرا کر تائیدی انداز میں گردن ہاں میں ہلا ڈالی۔۔

★★★★★★★★★★★★

کیا آج ادھر سونے کا ارادہ ہے تمہارا خان؟"مردانے کے کاؤچ پر نیم دراز"
ہوئے زارون سکندر پر نظریں گاڑھے اسفندیار خان نے سنجیدگی سے پوچھا
۔۔وہ کل رات بھی حویلی نہیں ٹھہرا تھا۔۔جس کا علم انہیں آج صبح اسکی
واپسی پر ہوا تھا۔۔

فکر مت کریں بابا چلا جاؤں گا کمرے میں!!"زارون آنکھوں پر ہاتھ رکھتے"
سنجیدگی سے بولا۔

اسفندیار خان گہری سانس بھر کر رہ گئے۔

"گل کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے تو اپنے کمرے میں رہ کر بات کو سلجھاؤ۔۔یوں اپنا اور اسکا تماشہ مت بناو۔۔ویسے تو تم اسکے آگے پیچھے مجنوں بنے گھومتے ہو۔۔اب آخر کیا ہو گیا۔؟جو کمرے میں جانے سے کترا رہے ہو۔۔؟"

زارون ان کے سوالوں پر سخت تلملایا۔۔ایکدم سے اٹھ کر بیٹھتے وہ سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا۔۔جو اسی کو گھور رہے تھے۔

"مجنوں تو میں اب بھی ہوں۔۔۔کوئی شک نہیں ہونا چاہیے آپ کو اس بات پر۔۔بس آپ کی طرح میں اپنی والی کو سر نہیں چڑھانا چاہتا اس لیے تھوڑے اسکروٹائٹ کر رہا ہوں اسکے!!'

ماتھے پر بکھرتے سیاہ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتے وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہتا داہنی آنکھ کمینگی سے دبا گیا۔۔

جس پر اسفندیار خان نے تاسف سے سر نفی میں جھٹکا۔۔

شاباش مجھے یہی امید تھی تم سے!!"اسفندیار خان اسے گھور کر رہ گئے۔۔"
کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا ان کا بیٹا ان کی سوچ سے بھی زیادہ آگے کا تھا
۔۔
جہاں ان کی سوچ ختم ہوتی تھی وہاں سے اسکی سوچ شروع ہوتی تھی کوئی
"!نہیں جانتا تھا وہ کب کیا کر جائے
آنکھوں سے اوجھل ہونے تک زارون نے اس کی پشت کو مسکراتے ہوئے
دیکھا تھا۔۔پھر ایک نظر اپنی مضبوط کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔۔جو رات
کے گیارہ بجا رہی تھی۔۔
کچھ سوچتے ہوئے وہ پھر سے لیٹا۔۔نیند تو آنے سے رہی تھی۔۔بمشکل"
سے مزید آدھا گھنٹہ وہی گزارتے وہ ایکدم سے اٹھا۔
ڈارک بلیو کلر کی شلوار قمیض جس پر بلیو ہی خوبصورت شال دونوں کندھوں
پر اوڑھے وہ اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ بھاری قدم اٹھاتے زنان
خانے کی سمت بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ناب گھماتے وہ بھاری قدموں کی دھمک کے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔جب اچانک گلاب کے پھولوں کی تیز خوشبو نے اسے اپنی حصار میں جکڑا۔۔

زارون کا موڈ پہلے سے بھی زیادہ خوشگوار ہوا۔وہ جانتا تھا گل مینے خان اسے راضی کرنے کی کوئی نا کوئی ترکیب لگائے گی۔وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اسے منائے۔۔بہت پیار اور لاڈ سے۔۔مگر وہ اتنے پیار سے منائے گی زارون کو اندازہ نہیں تھا۔

عنابی ہونٹ بے ساختہ ہی مسکرائے تھے۔۔گہری سانس کے ذریعے اس خوشبو کو انہیل کرتے اسنے ہاتھ بڑھاتے دروازہ لاکڈ کیا۔جیب میں سے موبائل فون نکالتے اس نے ٹارچ آن کرنا چاہی۔جب اچانک کمرے میں ہلکی سے روشنی ہوئی۔۔

وہ چونکا نظریں گھما کر اطراف میں دیکھا۔۔تو ایک طرف سنہری لائٹس لگی ہوئی تھی جو اچانک روشن ہونے پر کمرے میں ہلکی مدہم سی روشنی بکھر گئی تھی۔

اوہو سمتھنگ اسپیشل!!" وہ دور سے ہی ٹیبل پر جلتے دیوں کو دیکھ زیر لب " بڑبڑایا۔۔چہرے پر اب تک سختی چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ پشت پر ہاتھ باندھے بھاری قدم اٹھاتے ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔

جہاں دائیں بائیں ہارٹ شیپ میں دیے سجائے گئے تھے جن کے درمیان میں ایک چھوٹا سا کیک کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔۔جس پر چھوٹے لفظوں میں سوری لکھا ہوا تھا۔۔زارون کی نظروں میں خمار کی سرخی بڑھی تھی۔

ہونٹ مسکراہٹ کے صورت میں پھیلے۔۔

نظریں اب ٹیبل کے آخری کونے میں گلاب کے پھولوں سے لکھے "سوری خان" پر گئی۔۔اور اسی پر زارون سکندر خان کی بس ہوئی تھی۔۔

نظریں بے تابی سے اس مہ جبین کو ڈھونڈنے لگی جو لمحوں میں اسکے دل کی دنیا تہ و بالا کر گئی تھی۔۔

مینے۔۔۔!! باہر آؤ!!"ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھتے وہ"
سنجیدگی سے بولا۔۔۔اب اسکی ذرا سی دوری بھی اسے زہر لگی تھی۔۔

گل مینے خان جو بیڈ کے پیچھے چھپی اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔وہ شرمیلی مسکراہٹ لبوں پر سجائے دھیمے قدم اُٹھاتے اسکے پیچھے آن رکی۔۔

زارون نے ہاتھ بڑھاتے اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔۔

"!!خ خان"

بے اختیار اسکے لبوں سے سرگوشی سی نکلی۔۔"

تمہیں کیا لگتا ہے ڈارلنگ۔۔تم میری نظروں سے چھپ سکتی ہو۔۔میں تو"
روم میں داخل ہوتے ہی تمہیں دیکھ چکا تھا۔۔سوچا کیوں ناں اس چھپنے کی
"کوشش کو کامیاب ہونے دیا جائے۔۔مگر اب لگتا ہے میں نے غلط کر دیا۔

وہ بھرپور نگاہ اسکے سراپے پر ڈالتے اسکے کان میں لٹکتے آویزے کو انگلی سے چھوتے ہوئے بولا۔۔

مینے کی رنگت پھیکی پڑی۔۔

"کک کیوں؟؟"

کمر پر اسکے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں شدت پر وہ دونوں ہاتھ اسکے چوڑے شانوں پر جمائے قریب سے اسکے مغرور نقوش کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ہیلز کی وجہ سے اسکا چہرہ بلکل قریب سے دکھائی دے رہا تھا۔۔

"وہ اس لیے کہ اگر میں اسی وقت تمہیں پاس بلا لیتا تو اتنا وقت تم مجھ سے دور ناں رہتی!!"اب کی بار اسکے سنہری کھلے بالوں میں چہرہ چھپائے وہ مخمور سے لہجے میں بولا۔۔

تو گل مینے خان گلابی پڑتی خود میں سمٹی۔۔

آپ نے مجھے معاف کر دیا خان۔۔؟" وہ اسکی پشت کو سینے سے لگائے"
تھوڑی اس کے نازک کندھے پر رکھتے اسکی بات پر مسکرایا۔۔
دونوں ہاتھ مضبوطی سے اسکے پیٹ پر باندھے وہ اسکے کان کے قریب جھکا"

۔

اب تم اتنا تیار ہو کر ساڑھی پہن کر ایسی خشر ثامانیہ برپا کرو گی تو کون کمبخت "
"!! تم سے ناراض ہو گا۔۔
ریڈ کلر کی خوبصورت ساڑھی میں وہ ریڈ ہی لپ اسٹک ہونٹوں پر لگائے۔۔
کھلے بال، اور سنہری آنکھوں میں کاجل لگائے اتنی سی تیاری میں ہی بے حد
حسین دکھ رہی تھی۔۔
ساڑھی کہاں سے آئی۔۔؟""زارون کیک کا ٹکرہ اسکے منہ میں ڈالتے"
گھمبیر لہجے میں مستفسر ہوا۔۔
گل مینے خان کا نازک وجود اسے ساڑھی میں بے حد پر کشش لگ رہا تھا۔۔وہ
جانتا تھا مینے کے پاس یہ موجود نہیں جبھی اس سے پوچھا۔۔

ووہ حریم کی ہے۔اس سے لی!؟"وہ زارون سکندر خان کی کلون کی تیز"
مہک میں بمشکل سے گہری سانسیں بھرتے معصومیت سے بولی۔۔
جس پر زارون نے اسے گھماتے اسکا رخ پلٹتے اسے ایکدم سے سینے میں
بھینچا۔۔۔جس پر گل مینے خان کا چہرہ مزید سرخ پڑا تھا۔۔
ہمم لکنگ گار جئیس ڈارلنگ!!اب سے تم ہر ایونٹ پر مجھے روم میں"
"!!ساڑھی ہی پہن کر دکھایا کرو گی۔اور یہ میری خواہش ہے
وہ اسکے سر پر بوسہ دیے اسے نرمی سے خود میں بھینچ گیا۔
جبکہ گل مینے خان تو اسکے راضی ہو جانے پر ہی خوشی سے مسکراتی اسکے سینے
سے لگی آنکھیں موندے اسکی بے باکیاں محسوس کر رہی تھی۔
کھڑکی سے ٹکرا کر کمرے میں آتی چاند کی روشنی نے کمرے میں کسی حد تک
اجالا کیا تھا۔۔چاند اس خوبصورت منظر پر شرما کر بادلوں کی اوٹ میں جا چھپا
۔۔

★★★★★★★★★★★★

"!!ہیلو میرا نام زرغان خان ہے۔۔۔"

کون زرغان خان۔۔ مصافحے کے لیے اس کے بڑھے ہاتھ کو سختی سے گھورتے سامنے کھڑے شخص نے سپاٹ چہرے سمیت پوچھا۔۔

زرغان کے ماتھے پر بل سمٹے۔۔آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ لب سنجیدگی سے بھینچ گیا۔

مجھے رمینا میرا مطلب ہے حورب نے بھیجا ہے۔۔میں آج سے ان کے "

"!!ساتھ کام سنبھالوں گا

زرغان خان نے سنجیدگی سے ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑاتے ہوئے کہا۔۔

اچھا چلو پھر آجاؤ میں تمہیں سیل دکھا دیتا ہوں۔ میڈم سے بات ہوئی تھی"

"!!میری۔۔ تمہارا ذکر تو نہیں کیا انہوں نے

ہاں شاید اسے یاد ناں رہا ہو۔۔ میں آفتاب خان کا بڑا بھائی ہوں!!""

زرغان خان کو آج پہلی بار اس تعارف کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔

" اوہ اچھا تو ایسے بتاؤ ناں تم۔ ویسے بڑا افسوس ہوا اسکے قتل کا سن کر۔۔"

مستنصر اسکے شانے کو تھپکتے افسوس دہ لب و لہجے میں بولا۔۔

جس پر زرغان خان نے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات سمیٹے۔۔

بس کیا کیا جا سکتا ہے۔ میرا بھائی تو نہیں رہا مگر نے خود سے وعدہ کیا ہے ان"

کمینوں کو ہر گز نہیں چھوڑوں گا جنہوں نے یہ تباہی مچا دی۔۔ میرا مطلب

"!!ہماری زندگیوں میں

زرغان نے سنجیدگی سے کہتے بات سنبھالی۔۔ جس پر مستنصر نے سر اثبات

میں ہلایا۔

"!!وہ دونوں بات چیت کرتے کمرے سے باہر نکل آئے تھے

مختلف جیل نما سیلز کے قریب سے گزرتے زرغان خان وہاں موجود معصوم بچیوں کی آہ و پکار پر اپنی لہو ہو رہی آنکھوں میں اترتی نمی کو بمشکل سے روک گیا۔

سانسیں جیسے اس گھٹن زدہ ماحول میں بند پڑنے لگی تھیں۔۔

آج دو لڑکیاں مر گئی۔۔۔ بڑا نقصان ہوا ہے۔۔اسی لئے لائٹوں کا" بندوست کروایا ہے میڈم نے۔۔ویسے بھی یہ شہر سے باہر روپوش علاقہ ہے ۔۔کھنڈر نما اس عمارت میں سالوں سے کوئی آتا جاتا نہیں۔اور اگر کوئی آ بھی "گیا تو کون زمین کے نیچے موجود اس تہ خانے کو ڈھونڈے گا۔

مستنصر قہقہ لگاتے ہوئے ہنسا۔۔ جس پر زرغان نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ اسکا ساتھ دیا۔

"ایک سیل کے قریب سے گزرتے زرغان" یہ کسی لڑکے کی آواز نہیں!!" خان، بدر عالم شاہ کی دبی دبی چیخوں کو سنتے بے ساختہ ہی تھما۔

مستنصر کے چہرے کی رنگت لمحوں میں سختی اختیار کر گئی۔۔وہ جس دھندے میں ملوث تھا وہاں لوگ اپنے خون تک کا اعتبار نہیں کرتے تھے یہ تو پھر زرغان خان تھا۔۔

ہاں۔۔۔اسکی بیوی ہمارے صاحب کو بھا گئی ہے سالا طلاق دینے کو راضی"
"!!نہیں۔۔۔خیر کب تک انکار کرے گا۔مان ہی جائے گا

زرغان خان نے سنجیدگی سے سر اٹھائے مستنصر کو دیکھا جو اسکے دیکھنے پر مصنوعی ہنسا۔۔

صاحب؟کون صاحب؟"پشت پر سے ابھرتی زرغان خان کی آواز پر"
مستنصر کی قدم تھمے۔۔

وہ سرد چہرے سمیت مڑا!!"وہ جو بھی ہیں تمہارے جاننے کیلئے ضروری
"!!نہیں آؤ۔۔چکر مکمل کریں

سپاٹ لہجے میں کہتے وہ آگے بڑھا تھا جبکہ صاحب کے لفظ پر زرغان خان کا دماغ الجھا تھا۔۔صاف ظاہر تھا ان کا باس کسی لڑکی پر دل ہار بیٹھا تھا۔

"اسے کسی بھی طرح اس لڑکے سے ملنا تھا مگر کیسے ؟

"!! باقی کل دیکھ لیں گے۔۔ابھی ہمیں واپس چلنا ہو گا۔۔

مستنصر عجلت بھرے انداز میں بولا۔۔۔وہ واپس مڑے تو بدر عالم شاہ کی کوٹھری سے دو سے تین آدمی ہانپتے ہوئے باہر نکلے تھے۔۔

کیا ہوا۔۔؟ مانا؟"مستنصر نے ان سے پوچھا۔۔"

جبکہ زرغان کی نظریں بیہوش پڑے بدر عالم شاہ پر تھی۔

ڈھیٹ ہے بہت۔ لگتا ہے باس کو ہی خود اس سے ملنا پڑے گا!!"ان میں "

سے ایک نے پسینہ صاف کرتے کہا۔۔

چلو فل حال کیلئے تو یہاں سے نکلو سب!!"مستنصر سنجیدگی سے کہتا ان "

کے ساتھ ہی باہر نکل گیا۔

★★★★★★★★★★★★

نعمت پلیز سر سیدھا رکھو یار!!" وہ کوئی دسویں مرتبہ اس کی منت کر رہا تھا"
جو اسکے لاکھ کہنے کے باوجود بھی منہ پھلائے سر ٹیڑھا کر رہی تھی۔۔
ضرار اسکے بالوں کو برش سے سلجھاتے اب پونی بنانے کی کوشش میں مگن"
تھا۔اللہ اللہ کر کے اسکے بال کمر سے تھوڑا نیچے تک آنے لگے تھے۔۔ مگر کل
سے سلجھے ناں ہونے کی وجہ سے اب ضرار نے جیسے ہی اسکے بالوں کو ہاتھ
لگایا وہ کافی جارحانہ انداز میں اس سے جھگڑی تھی۔۔
جس ہمت سے ضرار نے اسکے بال سلجھائے تھے یہ وہی جانتا تھا۔اسکے
ہاتھوں اور بازو پر ابھی تک سرخی اور نعمت کے کاٹنے کے نشانات موجود تھے
۔۔
نور آئینہ بیڈ پر لیٹی اپنے پاؤں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑتی خود سے ہی کھیل
رہی تھی۔
ضرار نے کنگھا منہ میں دانتوں تلے دبایا۔۔اور پونی کو کھولتے اسکے سیاہ"
بالوں کو بڑی مشکل سے باندھا۔۔

افففف شکر ہے تیرا یارب!!"کنگھا ٹیبل پر رکھتے وہ سر اٹھائے دونوں ہاتھ" بلند کرتے خدا کا شکر گزار ہوا۔جس نے کسی جنگ سے بھی بڑا معرکہ سر کرنے میں اسکی مدد کی تھی۔۔

یہ ڈریس کیسا ہے خانم؟"نعمت سنجیدگی سے اسے گھور کر نظریں پھیر گئی" ۔۔ضرار نے ایک نظر اسے پھر ہاتھ میں موجود شرٹ کو دیکھا۔۔ جو لیڈیز شرٹ تھی مگر وہ بٹنوں والی شرٹ تھی۔۔چہرے پر آئے زخموں کی وجہ سے ضرار نے اسکے لیے گلے والے کپڑوں کی بجائے ایسے کپڑوں کا انتخاب کیا تھا۔

"!!مسز پاشا"

ضرار نے دور سے ہانک لگائی جو کرسی پر کمرے کے وسط میں بیٹھی تھی۔۔

نعمت نے ایک پل کو نظریں اٹھا کر اسے گھورا اور پھر سے چہرہ موڑ گئی۔۔" میرا کوئی نام بھی ہے پاشا خان۔۔۔یہ مسز پاشا،ڈارلنگ،خانم وغیرہ کہنا بند !!" کردیں

وہ منہ بگاڑتے اسے گھور کر بولی در حقیقت اسکے یوں محبت سے بلانے پر نعمت کا دل زوروں سے دھڑک پڑتا تھا۔۔

وہ اس کی ایک پکار پر سرخ گلاب پڑ جاتی تھی جبھی اسے یاد دلانا ضروری سمجھا "کہ وہ اس سے خفا ہے۔

"اچھا تمہیں نام سے بلاؤں گا تو ڈارلنگ، مسز پاشا، خانم کہنے کیلئے کیا ایک اور شادی کر لوں!!؟" وہ دبے قدموں سمیت اسکی سمت بڑھتے سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔

جس پر نعمت کی آنکھوں میں شرارے سے امڈے۔۔

"ہرگز بھی نہیں۔۔۔ایسا سوچنے کی کوشش بھی مت کریئے گا ورنہ میرے لالا آپ کا قیمہ بنا دیں گے!!"

وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اسے گھور کر بولی تھی۔۔

جس پر ضرار نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔"کاش جانم تم کہتی کہ میں آپ کو ہر گز نہیں چھوڑوں گی۔۔اب سالے سے رو مینس کرتا اچھا تھوڑی لگوں گا میں!!"

وہ آنکھوں میں مسکراہٹ سمیٹے لب دبائے بولا جس پر نعمت کی آنکھیں مزید پھیلی تھی۔

"جائیں میرے کپڑے پریس کر کے لائیں آپ بولتے ہوئے نہیں بلکہ کام کرتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں۔"ناک سکوڑ کر خود سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے اس خوبرو شخص کو دیکھتے نعمت نظریں چراتے بولی۔۔

جس پر ضرار بھاگ کر اس تک آیا۔۔کرسی کے دائیں بائیں ہاتھ جمائے وہ اس پر جھکا تھا۔۔نعمت اسے حیرت سے گھورتی رہ گئی۔۔

"ہم نے طے کیا تھا ڈارلنگ ایک کام کے بدلے ایک کس ملے گی۔میں کل سے اتنے کام کر چکا ہوں۔۔اس حساب سے میری بہت سی کسز پینڈنگ ہیں پہلے یہ کام پورا کر لیں۔!!"

وہ آنکھوں میں خمار کی سرخی سمیٹے گھمبیر لہجے میں بولا۔

نعمت شاہ ایکدم سے اسکے قریب ہونے پر پیچھے کرسی کی پشت سے جا لگی۔۔

ہمارے بیچ یہ سب کک کب طے ہوا تھا؟" وہ اسکے جھوٹ پر پھیلی آنکھوں"

سے اسے دیکھتی بے یقینی اور حیرت سے پوچھنے لگی۔۔

لو بھلا میاں بیوی میں کچھ بھی طے کرنے میں وقت تھوڑی ناں لگتا ہے۔۔"

ابھی ابھی تو طے ہوا ناں یہ سب۔ چلو اب تم معصوم لڑکیوں کی طرح شرماؤ

"!!اور مجھے میرا کام کرنے دو

شرٹ کو وہ بیڈ کی طرف اچھال چکا تھا۔۔

اپنی گردن پر ضرار پاشا خان کی کھردری انگلیوں کے لمس پر نعمت جی جان

سے لرزی۔۔

گلابی رنگت لمحوں میں تاریک پڑی۔۔"مم میرے پاس مت آئیں آپ۔۔

مم میں آپ کو گنجا کر دوں گی۔ پاشا خان!!"نعمت معصومیت سے اسے

گھورتے لرزتی ہوئی آواز میں غصے سے بولی تھی مگر اس کا کپکپاتا ہوا لہجہ ضرار پاشا خان کو اسکے ارادوں سے ہر گز روک نہیں سکتا تھا۔۔

"تمہارا ہی ہوں میری جان۔ شوق سے گنجا کرو۔۔ پھر لڑکیاں تمہیں ہی کہیں گے۔۔ تمہارا شوہر تو گنجا ہے!" ضرار اسکی بات کو اسی پر الٹاتے نرمی سے اسکی کمر پر گرفت بناتے اسے بانہوں میں بھر گیا تھا۔۔

نعمت سٹپٹائی۔۔ سرخ چہرے سمیت وہ اسے گھورنے کی کوشش میں بری طرح سے فیل ہوئی۔ جس پر ضرار پاشا کا قہقہ بلند ہوا تھا۔۔

"اومائے انوسیٹ لیڈی۔۔ تم سے زیادہ تو میری نوری ہوشیار ہے!! ایسی سچویشن میں بلش کرنے کی بجائے میرے سینے سے لگ جاؤ!"

ضرار فراخ دلی سے کہتے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔ جہاں نور آئینہ ان دونوں کو اپنی طرف آتا دیکھ خوشی سے چہکی تھی۔۔

"نعمت نور کو خود کو دیدے پھاڑ مجھے اتاریں پاشا۔۔ نوری دیکھ رہی ہے!!" کر دیکھتا محسوس کرتے شرم و خفت سے منمنائی تھی۔۔

جس پر ضرار کے ساتھ ساتھ نور کا بھی دباد باقہقہ نکلا جیسے اسے بھی ماں کی بات سمجھ آئی تھی۔۔

نوری میری شہزادی کچھ نہیں سوچے گی وہ جانتی ہے ڈیڈا سکی ماما کو منا رہے ہے"

"!!ہیں۔۔اس لیے وہ آج کل ہمیں فل ٹائم دے رہی ہے

ضرار نے مسکراتے ہوئے اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آہستگی سے بٹھایا

۔۔

جس نے نور اور ضرار کو ایک دم سے دیکھا تھا۔۔

جو دونوں ہی ایک دوسرے کو گھورتے ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہے تھے۔۔

ناؤاٹس بابا اینڈ سینیوریٹا ٹائم!!"ضرار پاشا کی دلفریب آواز پر جہاں نور کی" کلکاریاں بلند ہوئی وہی نعمت کی آنکھیں حد درجہ پھیلی۔۔

وہ اسے کرسی سے اٹھا کر بیڈ پر صرف اس لیے لایا تھا کہ اسے کسز چاہیے تھی اور اب وہ دوغلا انسان بیٹی کو دیکھتے ہی بدل گیا تھا۔۔

نعمت نے جھنجھلاہٹ اور بے بسی سے اسے گھورتی رہ گئی۔۔وہ خود سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے ضرار پاشا سے کیا چاہیئے تھا۔۔

مان، عزت، پیار تو وہ دے رہا تھا۔۔ تحفظ بھی وہ پہلے سے زیادہ دے رہا تھا مگر پھر بھی وہ اس کے معاملے میں حساس ہوتی جا رہی تھی جو کہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

بابا کی پری کون۔۔؟" گھٹنوں کے بل جھکتے وہ نور کے سامنے بیٹھ کر پوچھنے " لگا۔

جس پر نور آئینہ نے کھلکھلا کر اپنا داہنا پاؤں ضرار کی طرف بڑھایا۔ جسے وہ لبوں سے لگاتے مسکرایا تھا۔۔

بابا کی اینجل کون۔۔؟؟" اب کی بار اس کے پھر سے پوچھنے پر نور آئینہ نے " کھلکھلاتے ہوئے اپنا بایاں پاؤں اسکی طرف بڑھایا۔ جسے ضرار نے ہونٹوں سے چوما تھا۔۔

اسکے بعد تو یہ سلسلہ ہی چل پڑا تھا۔۔

وہ بار بار اپنے پاؤں اسکی طرف بڑھا رہی تھی۔

جنہیں وہ بغیر کسی کراہت کے یوں چوم رہا تھا جیسے وہ نعمت کی نہیں اسی کی

"!! بیٹی اسی کا خون ہو

نعمت یک ٹک اس خوبصورت منظر کو دیکھ رہی تھی۔ ہر بار کی طرح یہ منظر اسے دنیا کے ہر منظر سے زیادہ دلفریب لگا تھا۔ جس کے سامنے ساری دنیا ہی پھیکی پڑ جاتی تھی۔

نور آئینہ کو سینے پر لٹائے وہ اسکی پشت تھپکتا خود بیڈ پر لیٹا تھا۔ تھوڑی ہی دیر" میں وہ دونوں باپ بیٹی گہری نیند میں اترتے چلے گئے۔ جنہیں مسکراتی نظروں سے دیکھتے نعمت مسکرا کر اپنا سر ضرار کی گود میں رکھتے آنکھیں سکون سے موند گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

نوری جاؤ روپ کو بلا لاو۔۔۔میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے چلوں!!"شال"
درست کرتے نفیسہ شاہ عجلت بھرے انداز میں بولی۔۔
جس پر ثمینہ شاہ چونکی۔۔منہ کی طرف جاتا نوالے والا ہاتھ ایکدم سے تھما۔۔
آنکھوں میں حیرت سمیٹے انہوں نے نفیسہ شاہ کو دیکھا۔۔
ایک دم سے روپ شاہ کا چہرہ ان کے سامنے لہرایا۔وہ کافی مضطرب سی تھی
اور شاید بیمار بھی!!"مگر ثمینہ شاہ نے پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی ان کے
لیے تو یہی بہت بڑی بات تھی کہ وہ ان کے بیٹے کی جان چھوڑ کر واپس آگئی
ہے۔۔"
وہ اطمینان سے کھانا کھاتے سر جھٹک گئی۔جب اچانک روپ شاہ اپنے
کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔
ثمینہ شاہ نے سر تا پیر اس کا بغور جائزہ لیا۔۔ہلکے گلابی رنگ کے خوبصورت
جوڑے میں بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیے، سرخ و سفید رنگت میں

زردیاں گھلی ہوئی تھیں،، آنکھوں کی متورم بھیگی حالت اس پر متضاد سرخ پڑتی چھوٹی سی ناک دیکھ ثمینہ شاہ نے گہری سانس بھرتے سر جھٹک دیا۔

بلاشبہ وہ خوبصورت تھی ان کے بیٹے کے ساتھ جچتی بھی تھی اگر وہ اسکی طلاق یافتہ ہونے کی بات اور اسکی عمر کو بھلا بھی دیتی تو یہ بات ہی بہت بڑی تھی کہ وہ بانجھ تھی۔

ذہن میں آتی سوچوں نے ان کے دل میں ذہر سا بھر دیا تھا وہ زخر خند نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اماں سائیں مجھے کہی نہیں جانا۔۔میں ٹھیک ہوں آپ پریشان ناں ہوں"

۔۔"روپ نے بمشکل سے پھیکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

اسکی حالت دیکھ نفیسہ شاہ تشویش زدہ سی اسکی سمت بڑھی۔۔

ماتھے کو ہاتھ کی پشت سے چھوا جو برف کی مانند ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

خدا کا خوف کھاؤ روپ۔۔حالت دیکھو اپنی۔۔اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو بدر" عالم اور اسال دونوں ہی مجھے نہیں چھوڑیں گے۔۔چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں!!"

نفیسہ شاہ اسکا گال تھپکتے محبت بھرے لہجے میں بولی۔۔مگر وہ جگہ سے ہلی نہیں تھی۔

روپ چلو بیٹا!!"نفیسہ شاہ نے اسے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔جس کی" آنکھیں بھاری پڑ رہی تھی۔

نن نہیں اماں۔۔مم مجھ سے نہیں جایا جائے گا!!"وہ بمشکل سے سن پڑتے" ذہن کے ساتھ بولی تھی۔۔پورا وجود برف کی مانند ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔

"!!جسے دیکھتے نفیسہ شاہ متفکر ہوئی،،نوری جاؤ ملازم کو کہو ڈاکٹر کو بلا لائیں وہ سنجیدگی سے کہتی روپ کو گھیرے میں لیتے اپنے سینے سے لپٹائے اب اس کے کمرے کی سمت بڑھ گئی تھی۔

جبکہ ثمینہ شاہ گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔۔روپ کے بیہوش پڑنے کو وہ اسکی اوربدر عالم کی لڑائی سے تشبیہ دیتے گہرہ مسکرائی۔

★★★★★★★★★★★★

بیگم آپ یہاں ہیں اور میں آپ کو پورے گھر میں ڈھونڈ رہا تھا۔۔!!""
خفیظ شاہ بلند آواز میں کہتے اب تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے میں داخل ہوئے
۔۔
مسکراتے ہوئے ایک بھرپور نگاہ انہوں نے پورے کمرے پر دوڑائی تھی۔
جو کافی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

ارے واہ۔۔کس نے سجایا یہ اتنا خوبصورت کمرہ؟"وہ جانتے ہوئے بھی"
انجان بنتے دیواروں پر نصب خوبصورت بچوں کی تصاویر اور بیڈ پر پڑے ڈھیر
سارے کھلونوں کو دیکھ کر مستفسر ہوئے۔۔

کنول بیگم نے غصے اور خفگی سے رخ موڑتے انہیں گھورا۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کون کر گیا یہ سب کچھ۔۔ ظاہر سی بات ہے جب میں اپنے ناتی کے آنے کو بہت انتظار اور خوشی بھی ہے۔۔ مگر ابھی سے یہ سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے بیگم!!"

وہ سر جھٹکتے خفگی بھرے انداز میں بولی۔۔ ساتھ ساتھ وہ بیڈ پر ٹیڈی بیئر کو ترتیب سے رکھ رہی تھی۔۔

"مجھے لگتا ہے میری خوبصورت بیوی خفا ہو رہی ہیں!! مانتا ہوں کہ آپ کو اپنے ناتی کے آنے کو بہت انتظار اور خوشی بھی ہے۔۔ مگر ابھی سے یہ سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے بیگم!!"

خفیظ قریشی کھلونے ایک طرف کرتے ان کے قریب بیڈ پر جگہ بناتے بیٹھتے ہوئے بولے۔

"ابھی سے نہیں تو کب کروں گی میں!! ابھی تو مجھے پلے ائیریا بھی بنانا ہے اتنا بڑا گھر ہے ہمارا اور میں چاہتی ہوں ہماری محمل کا بچہ ہر جگہ کھیلے کودے۔۔

"پورا گھر اسکی قلقاریوں سے گونج پڑے خفیظ۔۔۔

خفیظ قریشی ان کے خوشی سے گلنار ہو رہے چہرے کو دیکھ مدہم سا مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلا گئے۔۔

محمل سے بات کی آپ نے؟" وہ کھلونوں کو چھوتے تفکر بھرے انداز میں " پوچھنے لگے۔۔

نہیں۔۔آپ جانتے تو ہیں کتنا اداس ہو گئی تھی جب ہم آئے تھے۔۔اگر "

"!! بار بار کال کرتے رہیں گے تو اس کا دل بھی نہیں لگے گا

کنول بیگم نے گہری سانس بھرتے اداس لہجے میں کہا۔

دل تو ان کا بھی بہت چاہ رہا تھا مگر وہ مجبور تھی۔ جبھی اس سے ابھی تک فون پر بھی بات چیت نہیں کی تھی۔

باقی کا سارا کام کر دیا کیا آپ نے؟" وہ ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے " پوچھنے لگی۔۔

زمین جائیداد کے علاوہ گھر فیکٹری اور ایک عدد گاڑی بھی تھی جو ان کے حصے میں آئی تھی۔

آج کا سارا دن خفیظ قریشی کا ان چیزوں کی جانچ پڑتال پر گزر گیا تھا۔۔وہ ایک بار پہلے اپنوں سے دھوکہ کھا چکے تھے مگر اس بار وہ کسی بھی قسم کا دھوکہ نہیں کھانا چاہتے تھے۔۔ان کے بھائیوں اور بہنوں نے بارہا ان سے معافی مانگی تھی۔کیونکہ اب سب کچھ ہاتھوں سے نکلتا جو محسوس ہو رہا تھا۔۔مگر خفیظ قریشی نے ان سب سے تعلق ختم کر کے آئندہ ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

"ہاں بیگم بہت تھکا دینے والا دن تھا آج کا۔۔!!سب کچھ اچھے سے ہو گیا ہے۔۔اب ان شاءاللہ کل خان حویلی چلیں گے۔۔ان سب کو بھی تو یہ خوشخبری سنانا ہے خاص طور پر داجان کو!!"

وہ مدہم سا مسکرا کر بولے تو کنول بیگم نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا یا۔۔

"چلیں آئیں کھانا تیار ہے۔پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے آگے۔۔"

کنول بیگم ان کا ہاتھ پکڑتے ان کے ساتھ ہی اٹھ کر کمرے سے نکلی تھی۔۔

ان در و دیوار میں برسوں کے بعد حفیظ قریشی کی آواز ان کی کھلکھلاہٹ گونجی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

چہرہ دکھاؤ!!"گیٹ بند ہو چکا تھا ایک طرف کھڑی شمسہ اور نیلوفر کو "
دیکھتے مستنصر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔
جس پر ان دونوں نے ہی محمل کے چہرے پر موجود کپڑا ہٹایا۔۔
جسے دیکھتے ہی مستنصر کی آنکھیں حد سے زیادہ پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔
کہاں سے اٹھا لائی ہو اتنا حسن؟"وہ کمینگی سے مسکرایا۔جس پر شمسہ "
کھلکھلائی۔۔

بس بہت محنت لگی ہے۔صاحب کو ضرور دکھانا اور اس بار ہمیں رقم زیادہ"
"!چاہیے آخر کار اتنا خوبصورت مال جو لایا ہے
ارے فکر ہی مت کرو۔اسے دیکھتے ہی صاحب تمہیں پیسوں میں تول دیں"
گے!"مستنصر نے مسکرا کر کہا تھا جس پر ان دونوں کی باچھیں پھیلی۔۔

ابھی کیلئے لے چلو اسے۔!"وہ اشارے سے ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا"
کہتا خود سیلز کی طرف بڑھا۔

ہر سیل کئی لڑکیوں سے بھرا پڑا تھا۔۔محمل کا غیر معمولی حسن ان لڑکیوں
کے بیچ رہنے والا تو ہر گز نہیں تھا۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ ایک سیل کی طرف بڑھا جہاں پر کوئی لڑکی موجود نہیں
تھی۔۔اس نے ایک نگاہ زخموں سے چور اوندھے منہ پڑے بدر عالم شاہ پر
ڈالی۔۔

اندر ڈالو اس لڑکی کو۔۔مگر خیال رہے اسے کوئی کھروچ ناں آنے پائے۔۔"
"شہادت کی انگلی اٹھائے وہ ان دونوں کو وارن کرتے سیل کھول گیا۔

شمسہ اور نیلوفر اسے گھسیٹ کر سیل میں لے گئی۔ایک کونے میں آہستگی سے اسے بٹھاتے وہ خود باہر نکلی۔۔جس پر مستنصر سیل کو لاکڈ کرتے ان دونوں کے ساتھ وہاں سے باہر نکلا۔۔

کمفرٹر ان دونوں پر برابر کرتے وہ ایکدم سے جھکا باری باری ان دونوں کے سر پر بوسہ دیتے وہ گہری سانس بھرتے ان دونوں کو دیکھے گیا۔

جس کسی نے بھی میری زندگیوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔۔ان کی زندگی آج" ان پر تنگ ناں کر دی تو میرا نام بھی ضرار پاشا خان نہیں!!" سرد لہجے میں کہتے وہ لائٹس آف کرتے کمرے سے باہر نکلا۔

دروازہ باہر سے بند کرتے وہ گہری سانس بھرتے سیڑھیاں پھلانگتے نیچے کی طرف بڑھا۔۔

سر وہ بیک یارڈ میں ہیں!!'شہد رنگ آنکھوں میں سرخی اور سنجیدگی سمیٹے"
وہ ایک کاٹ دار نظر ڈالتے آگے بڑھا تھا۔۔بیک یارڈ میں داخل ہوتے وہ ایک سمت بنے روم کی جانب بڑھا۔۔کمرے میں ہلکی ہلکی سرخ روشنیاں جل رہی تھی۔

ایک طرف کرسیوں پر بندھے آدمی دروازہ کھلنے پر یکدم سے چونکے۔۔ وحشت بھری نگاہوں سے انہوں نے اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھا جسے دیکھتے ہوئے وہ فوراً سے پہچان گئے تھے۔

ضرار ایک سرد نگاہ ان سبھی پر ڈالے کرسی پر بیٹھا۔

تم سب کو کسی نے بتایا نہیں تھا کہ تم کس کی بیوی اور بیٹی پر حملہ کر رہے ہو"
؟'

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پر ان سبھی کے پسینے چھوٹے تھے۔۔وحشت سے آنکھوں کی پتلیوں سکڑ کر رہ گئی۔

اچھا چلو ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔تم سب بتادو کہ کس نے میری بیوی پر" ہاتھ اٹھایا باقی سب کو میں کم سزا دوں گا۔۔چلو شاباش، جلدی سے بتاؤ کون تھا وہ بغیرت شخص؟"

دونوں گھٹنوں پر ہاتھ جمائے وہ سنجیدگی سے مستفسر ہوا تھا۔۔

"سس سری یہ اسس نے مم مارا تھا۔۔"

ان میں سے ایک نے گھبراتے ہوئے جلدی سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔جس کے چہرے کی رنگت ایکدم سے اڑ چکی تھی۔۔

ضرار اسے سپاٹ نگاہوں سے دیکھتے بھاری قدم اٹھاتے آگے بڑھا تھا۔۔"

وہ آدمی اسکے بڑھتے قدموں سے خائف ہوتے تھر تھر کانپ کر رہ گیا۔وہ اس تک پہنچا اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ضرار نے پے در پے کئی تھپڑ اسکے منہ پر جھڑے۔۔کمرہ اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔

کرسی کو پاؤں کی ٹھوکر مارتے ضرار اسے اوندھے منہ زمین پر گرا گیا۔

جس کی حالت دیکھ باقی کے سبھی کانپ کر رہ گئے۔"تیری ہمت کیسے ہوئی " ۔۔تونے میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا۔۔

ضرار گھٹنوں کے بل جھک کر اس پر دھاڑا تھا۔۔اسے سفاک نگاہوں سے دیکھتے اگلے ہی لمحے اسکے ہاتھ کی انگلیاں بے دردی سے پیچھے کی طرف موڑ دیں۔

جس پر اس شخص کی چیخیں اور بلبلاہٹیں پاگل کر دینے والی حد تک بلند ہوئی تھی۔ضرار پاشاخان ان سب کے باوجود بھی رکا نہیں تھا وہ اسے خون اگلتی نگاہوں سے گھورتا اسکے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے اسکا سر فرش پر مارتا چلا گیا۔۔

فرش اس کے خون سے رنگتا جا رہا تھا۔۔اس آدمی کی درد میں ڈوبی آہیں اب رفتہ رفتہ بند ہوتی جا رہی تھی۔۔اسکی سانسیں بلکل مدھم پڑتی گئی مگر ضرار پاشاخان کو آج اس پر ذرا سا رحم نہیں آیا تھا۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے نعمت کا خون سے تر چہرہ لہرایا۔وہ جبڑے بھینچے اور بھی قوت سے اسکا سر فرش پر مار گیا۔۔خون کی چھینٹیں ضرار پاشا خان کے چہرے پر گر رہی تھی مگر وہ کسی بپھرے ہوئے شیر کی مانند رکا نہیں تھا ۔۔یہاں تک کہ اس آدمی کی سانسیں تھم گئ،، سر بری طرح سے لہو میں نہا چکا تھا پورے وجود پر خون رینگ رہا تھا مگر ضرار کو کوئی پرواہ نہیں تھا۔۔ اس شخص کی حالت دیکھ باقی کے سبھی دہشت سے اپنی سانسیں روک گئے

۔۔

ضرار ایک آخری بار اس کا سر فرش پر پوری قوت سے مارتے ہوئے اٹھا تھا۔ گارڈ نے بھاگ کر تولیہ اسے تھمایا جس نے چہرے پر لگے خون کو صاف کرتے باقی سبھی پر ایک نگاہ ڈالی۔

"کس لئے آئے تھے تم سب لوگ میرے گھر پر؟"

اب کی بار اسکی آواز میں کوئی لچک نہیں تھا اسکی خون آلود نظروں سے گھبراتے وہ سبھی ایک ساتھ بولے۔۔

"!!آپ کی بیٹی کو لینے"

ضرار ان کے جواب پر حد درجہ چونکا پورے وجود کی نیلی رگیں بے تحاشا ابھر کر واضح ہونے لگی۔ماتھے پر ابھرتی رگوں کو دیکھ وہ سبھی خوف سے پیلے پڑے تھے۔۔

!!!میری بیٹی کو لینے"

اب کی بار اسنے اپنے سینے پر انگلی جمائے زور دے کر پوچھا۔۔تو ان سبھی نے گردن اثبات میں ہلائی۔۔

جس پر ضرار پاشا خان کا خون کھولا وہ بیلٹ نکالتے ایکدم سے آگے بڑھا۔۔ اور آن کی آن میں ان سبھی کو بھون کر رکھ ڈالا تھا۔۔

میری نوری کو اغواء کرو گے تم لوگ۔۔میری پرنسز کو ہرٹ کرو گے تم"
"!!لوگ

ان آدمیوں کی چیخوں میں ضرار پاشا خان کی غراہٹ بھری آواز مدغم ہو کر مزید دہشت ناک تاثر دے رہی تھی۔وہ کسی بپھرے ہوئے زخمی شیر کی

طرح ان پر بل پڑا تھا۔۔دیکھتے ہی دیکھتے ان سبھی کو لہولہان کرتے وہ ہانپتے ہوئے ٹوٹا ہوا بیلٹ جھٹکے سے پھینک گیا۔۔

"!!...ہنٹر لاؤ فراز"

اسکی غراہٹ پر گارڈو خشت زدہ سا بھاگا بھاگا کمرے سے نکلا۔۔کچھ ہی دیر بعد وہ لوٹا تو اسکے ہاتھ میں ہنٹر تھا۔۔جسے دیکھتے ہی وہ سبھی منتوں پر اتر آئے تھے۔مگر ضرار پاشا کو ان پر رتی برابر ترس نہیں آیا تھا وہ ایک بار پھر سے ان کو بھون کر رکھ گیا تھا۔۔

ان کی چیخوں سے گھبرا کر فراز دوڑتے ہوئے کمرے سے ہی نکل گیا۔۔

دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر جمائے وہ دروازے کے ساتھ پشت لگائے بیٹھتا چلا گیا۔۔اس سے زیادہ دردناک منظر اس نے شاید ہی کبھی دیکھا تھا۔۔

وہ گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

ہاسپٹل سے نکلتے اسنے موبائل فون پر جگمگاتی کال دیکھ کر موبائل فون کان سے لگایا۔۔

"اسلام تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی ایک گاڑی ہائے وے والے رستے سے گزری ہے۔۔ مگر اس میں دو عورتیں سوار تھیں۔۔۔" اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے اسے باکر کی آواز سنائی دی۔ "وہ ہاسپٹل میں آغا جان سے ملنے آیا تھا جن کی طبیعت سدھر نہیں رہی تھی اسال ان سے مل کر انہیں تسلی دے چکا تھا کہ محمل مل چکی ہے اور اسکا بچہ اور محمل دونوں ہی سہی سلامت ہیں۔۔ جس کے بعد اب اسے امید تھی کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔

"میری ڈھابے والے انکل سے بات ہوئی ہے باکر، محمل اسی گاڑی میں ان عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ گاڑی کا نمبر دیکھو اور جلدی سے لوکیشن ٹریس کرو۔۔ میں راستے میں ہی ہوں۔۔ جلد تم تک پہنچوں گا!!"

سٹئرنگ پر گرفت مضبوط کرتے وہ سنجیدگی سے بولا۔جس پر باکراو کے کہتے کال کاٹ گیا۔

اسال نے سپیڈ بڑھاتے ضرار پاشا کا نمبر ملایا۔۔جو ایک دو بیل کے بعد اٹھالیا گیا تھا۔۔

"!!ہیلو۔۔"

السلام علیکم!!ضرار مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے!!"اسال کی آواز سن" ضرار کے ماتھے پر بل پڑے وہ لب بھینچے کمرے سے باہر نکلا۔

میں سن رہا ہوں تم بولو۔۔"ایک نظر تاریک آسمان پر ڈالتے ضرار نے بھی" سنجیدگی سے کہا تھا۔

ساحر شاہ تمہارا دوست ہے؟"اسکے سوال پر ضرار کے ماتھے پر ایک ساتھ" جانے کتنے ہی بل سمٹے تھے اسے ہر گز امید نہیں تھی کہ اسال جان جائے گا۔۔

ہاں وہ میرا دوست ہے!!"ضرار نے گہری سانس بھرتے کہا۔"

تواس کا مطلب تم جانتے ہو گے کہ اس رات جو حادثہ ہوا تھا وہ حادثہ نہیں"
"!! تھا۔۔

اسال کے لہجے میں چبھن سی اتری تھی۔۔اپنا خسارہ اسے شدت سے محسوس ہوا تھا۔۔

میں سب جانتا ہوں اسال۔۔۔ مگر تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم"
"ہوا۔۔؟

ضرار نے گہری سانس بھرتے اسی پر سوال داغا۔۔جو نظریں سامنے کی طرف جمائے تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔رات کا آخری پہر ڈھل رہا تھا تھوڑی ہی دیر میں فجر ہونے والی تھی۔۔

مگر اسال آغا شاہ کو آج کسی بھی طور سکون میسر نہیں آیا تھا۔

میرا دوست پولیس میں ہے اور اسی نے کیس ری اوپن کیا ہے۔۔جو شواہد"
اور ثبوت اسے ملے ہیں۔اس کے مطابق یہ حادثہ نہیں قتل تھا۔اگر تم اس
"!! بارے میں کچھ جانتے ہو تو پلیز میری مدد کر دو

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتے تذبذب کے عالم میں گویا ہوا۔۔جس پر ضرار نے سرد سانس فضا کے سپرد کی۔

"!!میرے پاس ایک ویڈیو ہے میں بھیجتا ہوں تمہیں۔۔"

ضرار نے عجلت میں کہتے کال کاٹ دی۔وہ اس سے مزید بات نہیں کر سکتا تھا جو حال اسکا اپنے دوست کی موت کو دیکھ کر ہوا تھا۔

اسال آغا شاہ کے لیے یہ سب کچھ اس سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہونے والا تھا کیونکہ اس نے اس حادثے میں اپنی بیوی کھوئی تھی۔۔

ویڈیو اپلوڈ ہو چکی تھی۔اسال نے ماتھے پر بل ڈالے اس ویڈیو کو آن کیا۔۔

مگر ویڈیو میں چلتے مناظر کو دیکھ اسکے ہاتھ کی گرفت سٹئرنگ پر ڈھیلی پڑی۔۔

وہ بمشکل سے گاڑی کو روک پایا تھا۔۔سیاہ سرخ آنکھوں سے اسنے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے موبائل فون کو تھاما۔۔جہاں اسکرین میں کوئی لڑکی اسکی ماہ رخ کا گلا گھونٹ رہی تھی۔۔

ماہ رخ اسے پکار رہی تھی اسکا ہاتھ اسال آغا شاہ کے ہاتھ میں قید تھا۔۔۔

اسال نے چیختے ہوئے موبائل فون بند کرتے ڈیش بورڈ پر پھینکا۔

دونوں ہاتھوں میں بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ وحشت ناک انداز میں چیخا۔۔سیاہ آنکھوں میں ایکدم سے نمی سی اترنے لگی تھی۔ہر زخم ہر دکھ، ہر غم ایک بار پھر سے تازہ ہوا تھا۔وہ عرصے سے خود کو اپنی محبت اپنی بیوی کی موت کا قصوروار سمجھتا آیا تھا مگر اسے کہاں معلوم تھا کہ اس سے اس کی محبت چھیننے والا کوئی اور تھا۔۔

وہ پاگلوں کی طرح ہذیانی سے کیفیت میں چیختے ہوئے اپنا ہاتھ پے در پے سٹرنگ پر مارتا چلا گیا۔۔

اسکا سفید ہاتھ شدت سے لگنے پر سرخ پڑتا جا رہا تھا۔۔پورا چہرہ شدت غم کے سبب لال بھبوکا ہوا تھا۔۔

وہ ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کرتے سر گاڑی کے سٹئرنگ پر گرا گیا۔۔

کئی لمحے یونہی گزرتے تھے وہ گہری سانس بھرتے اپنے آپ کو نارمل کرتے سیدھا ہوا۔۔

اپنی بھیگی سرخ آنکھوں کو ہاتھ سے رگڑتے اسنے موبائل فون اٹھائے ضرار کا نمبر ڈائل کر گیا۔۔۔

جس نے فوراً سے کال پک کی تھی۔۔"کیا تم اس عورت اور آدمی کو جانتے ہو ؟"اسال کی سرد آواز پر ضرار نے گہری سانس بھری۔

وہ محسوس کر رہا تھا اسکے لہجے میں آنسوں کی آمیزش۔۔

اس لڑکی کو میں جانتا ہوں مگر ابھی تک وہ لڑکا کون ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا" "۔۔مگر جلد معلوم ہو جائے گا۔۔کہ وہ آدمی کون تھا۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے کال کاٹ ڈالی۔۔

آنکھوں میں مرچیاں سی بھر آئی تھی۔۔اسے محمل کو بچانا تھا۔وہ ماہ رخ کو کھو چکا تھا مگر وہ محمل کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔

جبھی خود پر ضبط پاتے وہ گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کر گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔۔ان کا بی پی تو خطرناک حد تک لو ہے۔پریگننسی "
میں بی پی کا اتنی حد تک لو ہونا خطرناک ہے مسز شاہ!!"ڈاکٹر کمرے سے
نکلتے سنجیدگی سے بولی۔جبکہ نفیسہ شاہ تو ان کی بات پر حیرت سے چونک پڑی
تھی۔۔

ثمینہ شاہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتے ایکدم سے چونک کر رکی۔

"کک کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔؟مم میری روپ ماں بننے والی ہے۔۔؟"

نفیسہ شاہ حیرت سے آنکھیں حد درجہ پھیلائے بے یقینی سے استفسار کرنے
لگی تھیں۔

ڈاکٹرنی صاحبہ مجھے بتائیں۔ مم میں روپ کی ساس ہوں۔ کیا وہ ماں بننے والی"
ہے؟؟"ثمینہ شاہ کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا وہ خوشی سے سرخ
پڑتے چہرے سمیت ڈاکٹر کو دونوں شانوں سے جکڑتے گویا ہوئی۔
نفیسہ شاہ تو خدا کی لاکھ لاکھ شکر گزار ہوئی تھی جس نے ان کی دعائیں سن لی
تھی ان کی بیٹی کی زندگی خوشیوں سے بھر دی تھا۔۔
جی ہاں۔۔ کیا آپ لوگ نہیں جانتے؟"ڈاکٹر نے حیرت سے ان سے"
سوال کیا۔۔ جس پر ان دونوں نے ہی سر نفی میں ہلایا۔۔
آپ خیال رکھیں ان کا۔۔ جو میڈیسن آپ کو لکھ کر دے رہی ہوں آپ وہ"
لائیں ان کے لیے جلدی سے۔ اور ان کو کھلائیں بھی تاکہ ان کا بی پی کنٹرول ہو
"سکے۔۔ اگر ہو سکے تو انہیں چیک اپ کے لئے لے آیئے گا۔۔
ڈاکٹر شائستگی سے کہتی ان سے اجازت لیتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔ ثمینہ
شاہ تو خوشی سے پاگل ہوتی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

نہیں روپ بیٹا تم اٹھو مت۔۔لیٹی رہو تم آرام سے!!"روپ کو اٹھنے کی" کوشش کرتے دیکھ وہ بھاگ کر اس تک پہنچی۔۔

روپ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے انہیں بے یقینی سے دیکھا تھا۔۔جبکہ نفیسہ شاہ تو مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

روپ ان دونوں کو دیکھ کر چونکی تھی۔وہ اتنی خوش کیوں تھیں وہ سمجھ ناں سکی۔۔

نفیسہ شاہ اسکے قریب آتے پیشانی چومتے پاس بیٹھی۔۔

وہ روپ کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی۔"میری جان تم "نے بتایا کیوں نہیں ہمیں۔۔کہ تم ماں بننے والی ہو؟

وہ اسے سینے میں بھینچ کر محبت پاش لہجے میں گویا ہوئی۔

روپ شش و پنج میں مبتلا ماتھے پر بل ڈالے ان کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔

نوری نوری ادھر آؤ۔۔۔!!"ثمینہ شاہ نوری کو آوازیں دیتی اسکے سر سے"
جانے کتنے ہی نوٹ وار چکی تھی۔ جس کے چہرے پر زردیاں گھلی ہوئی تھی
۔۔

""" نظریں جھکائے وہ خاموشی سے لب کاٹ رہی تھی۔"جی بیگم سائیں؟
نوری نے تعظیما سر جھکائے کہا تھا۔۔

جاؤ تھال بھر کر لاؤ ہم اپنے بہو اور پوتے کا صدقہ اتاریں گے!!"وہ خوشی"
اور مسرت سے بولی تو نوری نے بے یقینی سے روپ شاہ کی طرف دیکھا۔۔
روپ نے ایک پل کو نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو شرمائی لجھائی سی سرخ
گلاب ہو رہی تھی۔۔

جی بیگم سائیں میں ابھی آئی۔۔"نوری خوشی سے کہتے بھاگ کر کمرے سے"
نکلی تھی۔۔

جبکہ ثمینہ شاہ تو روپ شاہ کے صدقے واری جا رہی تھی۔۔

کہاں کی نفرت، کہاں کا غصہ ایک خوشخبری نے روپ شاہ کا مقام فرش سے عرش کر دیا تھا۔روپ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔در حقیقت اس کا سارا دھیان بدر عالم شاہ کی طرف تھا۔۔

آج دو دن ہو چلے تھے۔اسکا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔۔اسکے بغیر گزرتا ہر لمحہ روپ شاہ کے لئے کسی عذاب سے کم ہر گز بھی نہیں تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

اسکی آنکھ خود پر بھاری بوجھ کے سبب کھلی تھی۔۔مندی مندی آنکھیں کھولتے اسنے اپنے پیٹ اور ٹانگوں کی طرف دیکھا۔

جہاں زارون سکندر خان کا تسلط قائم تھا۔اس کی بھاری ٹانگیں گل مینے خان کی ٹانگوں کو جکڑے ہوئے تھیں۔۔بھاری مضبوط بازو گل مینے خان کے پیٹ کے اوپر تھا۔۔

گل مینے خان سٹپٹا کر سرخ چہرہ جھکائے اسکے ہاتھ کو خود پر سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

ایک نگاہ اس خوبرو شخص پر ڈالی۔۔جو سوتے ہوئے بھی اسکا دل بری طرح سے دھڑکا گیا تھا۔

سینے میں موجود خون کا لوتھڑا اسکی بے پناہ قربت پر پھر سے بے ترتیب" ہوا۔۔وہ گلابی لبوں کو تر کرتے پوری قوت سے اٹھنے لگی۔۔مگر زارون سکندر خان کے سامنے اسکی ہر کوشش بیکار ہوئی تھی۔

وہ بے بسی سے سر دوبارہ سے اسکے بازو پر گرائے اسے غصے سے گھورنے لگی۔ جو گہری نیند میں تھا۔۔

گل مینے کافی دیر تک اسے گھورتی رہی وہ واقعی سو رہا تھا اس بات کا ادراک ہوتے وہ یونہی کروٹ کے بل ہوتے ایکدم سے اسکے سینے میں سمائی تھی۔

سنہری خوبصورت آنکھیں پھیلائے وہ لب دانتوں تلے دبائے اب اپنی نازک اُنگلیاں زارون کے بالوں میں الجھائے اسکے بال ماتھے پر بکھیر گئی۔۔

ایک نظر اسکے چہرے پر ڈالی جو ایسے زیادہ پیارا لگ رہا تھا وہ خود ہی اپنی حرکت پر مسکرائی۔۔

اب کی بار اسکی ناک اور بند آنکھوں کو چھوا تھا دل میں عجیب سی گدگدی سی ہوئی۔ چہرے کا گلابی رنگ مزید گلاب ہوا۔ وہ اب نرمی سے اسکے گال پر اپنا ہاتھ رب کرنے لگی۔

ہونٹ بھی میرے ہی ہیں بیوی۔۔ تم انہیں بھی ٹچ کر سکتی ہو۔ یقین جانو" میں براہر گز نہیں مناؤں گا۔۔۔!!" وہ اسکے کان کے قریب ہوتے بے حد بوجھل لہجے میں بولا۔

گل مینے خان کے حواس بری طرح سے معطل ہوئے تھے۔۔

پورے وجود کا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو جیسے!! وہ ایکدم سے ہاتھ اسکے گال پر سے اٹھا گئی۔ جسے جھٹ سے مضبوطی سے تھامے زارون سکندر خان نے اپنے گلے کا ہار بنا ڈالا۔۔

آپ آپ تتو سورہے تت تھے!!"وہ اس کی سرخ نظروں سے نظریں" چراتے گھبرائے ہوئے سے لہجے میں بولی تھی۔۔

زارون اسکے یوں شرمانے پر مبہم سا مسکرایا۔۔"تمہیں بانہوں میں بھر کون کمبخت سوئے گا میری جان!!میری تو نیند ہی حرام کر دی ہے تم نے۔۔۔۔

سونے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا!!"اب کی بار وہ اپنا بیئرڈ بھرا گال گل مینے خان کے نازک گلابی گال سے رب کرتے مخمور آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔

گل مینے خان اسکے لمس پر بری طرح سے گھبرائی خوف سے آنکھیں میچ گئی ۔۔دل بری طرح سے لرزا تھا۔دھڑکنیں اس قدر نزدیکی پر پھر سے بے ترتیب ہوئی۔۔

"! خخ خان۔۔"

گل مینے خان اپنے چہرے پر اسکے لمس کی شدّت محسوس کرتے بمشکل سے بولی تھی۔۔وہ زارون سکندر خان کے پاگل پن اسکی محبت سے اچھی طرح واقف تھی۔۔مگر اس وقت اسے اٹھنا تھا۔۔

میرا کوئی ارادہ نہیں آج باہر نکلنے کا۔۔تم بھی بیکار کی مزاحمت کرنے کی" بجائے مجھے محسوس کرو مینے!!"وہ اسکی بات ٹوکتے سختی سے بولا تھا۔۔

وہ گل مینے خان کے معاملے میں اتنا ہی شدت پسند ہوتا جارہا تھا اسکی توجہ اسے اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کیلئے ہر گز قبول نہیں تھی۔۔

مگر سب پریشان ہوں گے۔۔ٹائم دیکھیں نو بج رہے ہیں!!"وہ عاجز آتے" بے بسی سے کہتی اسے دیکھنے لگی۔۔جس نے جواباً اسے جن نظروں سے گھورا تھا گل مینے خان کی زبان تالو سے جا چپکی۔۔

وہ فوراً سے اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔۔جس پر زارون سکندر خان نے مسکراتے ہوئے اسے شدت سے خود میں بھینچا نرمی سے اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے وہ چہرہ اسکے بالوں میں چھپائے آنکھیں موند گیا۔

گل مینے خان خاموشی سے اسکے حصار میں لیٹی اسکی من مانیاں برداشت کرتی رہی۔زارون سکندر خان کی دو دن کی ناراضگی سہنے کے بعد وہ اب اسے ایک سیکنڈ کیلئے بھی خود سے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔

جبھی اس کی بوجھل سرگوشیوں پر وہ خاموشی سے آنکھیں موندے سر اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

سر میں ہو رہے شدید درد پر وہ سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے آنکھیں سختی سے میچتے کھول گئی۔۔

مندی مندی سی آنکھیں کھولتے اسنے جیسے ہی سامنے دیکھا۔خود کو کسی جیل نما علاقے میں محسوس کرتے وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔۔

آنکھیں پھیلائے وہ بے یقینی سے آگے پیچھے دیکھنے لگی، سر میں اٹھتی شدید ٹیسوں

پر محمل نے سر کو ہاتھ سے دبایا۔نیلی خوبصورت آنکھیں بے ساختہ ہی پھیلی تھی۔۔اسے ایکدم سے کل رات کا ہر منظر یاد آتا گیا۔

وہ توان عورتوں کے ساتھ تھی پھر اس نے وہ پانی پیا تھا اسکے بعد اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔اچانک اسکی نگاہ خود سے تھوڑے فاصلے پر اوندھے منہ پڑے شخص پر گئی۔۔

جس کی حالت دیکھ وہ لبوں پر ہاتھ جمائے اپنی چیخیں روک گئی۔۔

سیل میں مختلف قسم کی آوازیں سنائی دے رہی تھی جیسے بہت سے لڑکیاں چیخ چلا۔رہی ہوں۔یہ منظر اس قدر خوفزدہ کر دینے والا تھا کہ محمل خوف و گھبراہٹ سے نیلی پڑتی اپنی بھیگی آنکھیں رگڑنے لگی۔۔

سس سائیں!!"سر دیوار سے ٹکائے وہ تھکن سے چور بھیگی آواز میں اسال" آغا شاہ کو یاد کرتے بے اختیار اسے پکار بیٹھی۔

جس کی غیر موجودگی میں وہ چند لمحے بھی حویلی میں محفوظ نہیں رہ سکی تھی

۔۔

دل شدت سے اسے یاد کر رہا تھا۔۔کاش وہ اسے بچا لیتا۔۔اچانک سامنے پڑے وجود میں ہلچل ہوئی تھی۔ محمل سانس روکے اب اس شخص کو دیکھنے

لگی۔جو خود زخموں سے چور بری حالت میں تھا۔شاید وہ انسان اسکی مدد کر

"دیتا۔وہ بتا پاتا وہ کہ وہ اس وقت کہاں ہے کس جگہ پر ہے؟

بدر عالم شاہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر جمائے پوری قوت لگا کر

اٹھا۔۔

پورا بدن بری طرح سے درد کر رہا تھا مگر وہ ہمت ہارنے والا ہر گز نہیں تھا

۔اسے کسی بھی طرح اس جگہ سے نکلنا تھا۔۔اپنی روپ کے پاس پہنچنا تھا

ناجانے وہ کس حال میں ہو گی۔

اسے یاد کرتے ہی وہ پھر سے بے بس ہوا تھا۔سبز حسین آنکھوں میں روپ

شاہ کا خوبصورت عکس لہرایا۔ناجانے وہ کس حال میں تھی۔اسکی غیر

موجودگی کے بعد اسکے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہو۔۔"وہ بے بسی سے اپنے

جبڑے بھینچ کر بیٹھا۔

سر دیوار سے ٹکائے وہ آنکھیں موند گیا۔۔

چھوٹے سائیں۔۔!!" محمل۔۔بدر عالم شاہ کے خون سے لت پت وجود کو" ایک لمحے میں ہی پہچان گئی تھی۔وہ تیزی سے اٹھ کر اس تک آئی تھی۔۔

جس کے ماتھے سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا پورا وجود زخموں سے چور تھا اسکی ابتر حالت دیکھ محمل گھبرا کر سر نفی میں ہلا گئی۔

چادر کا کونہ پکڑتے محمل نے جھٹ سے اسکے ماتھے سے بہتے خون پر رکھا۔۔ جس پر بدر عالم شاہ نے اپنی خون سے بھری آنکھیں کھول سامنے دیکھا۔۔ اپنے سامنے بیٹھی محمل قریشی کو وہ فوراً سے پہچان گیا۔۔وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

لیٹے رہے چھوٹے سائیں۔۔آپ کا خون بہہ رہا ہے!!" وہ بھیگی آنکھوں" سمیت اسے دیکھتی اب اپنے دوسرے ہاتھ سے آنسوں صاف کرتے ساتھ ساتھ اسکے زخموں کو دوپٹے سے صاف کر رہی تھی۔جبکہ اس کے برعکس بدر اسے حیرت اور گھبراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔۔

بب بھابھی آپ۔۔آپ یہاں کک کیا کر رہے ہیں؟"وہ سوجھی آنکھیں"
بمشکل سے کھولتے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔
جس پر محمل نے گہری سانس بھرتے اسے ساری بات بتائی۔۔
بدر حیرت اور بے یقینی سے اسے سن رہا تھا۔۔"آپ کو ان عع عورتوں سے
"مدد نہیں لینی چاہیے تھی۔۔
وہ کہتے پھر سے سر دیوار سے لگا گیا۔
محمل ایک نظر اسکے ماتھے سے بہتے خون کو دیکھ دوپٹے کا کونہ پھاڑنے لگی۔۔
مجھے لگا تھا مردوں سے زیادہ ایک عورت مخافظ ہو گی۔ مگر مجھے علم نہیں تھا"
کہ اکثر ہم عورتیں ہی ایک دوسرے کی عزتوں کی دشمن بن جایا کرتی ہیں
"۔
وہ بھیگے لہجے میں کہتے اسکے سر پر پٹی باندھنے لگی۔۔
رہنے دیں آپ پریشان ناں ہوں۔۔میں ٹھیک ہوں!!"بدر اسے روتا"
دیکھ جھنجھلا سا گیا تھا۔۔وہ پریگننٹ تھی ایسی حالت میں وہ اس روپوش

علاقے میں تھی اسکا خون بری طرح سے کھول رہا تھا اسے ہر گز اپنے خاندان والوں سے اس قدر سفاکی کی امید نہیں تھی۔۔

مجھے کر لینے دیں۔۔ چھوٹے سائیں۔۔۔آپ کو کچھ ہو گیا تو روپ کیسے " رہے گی..!!"اسکے معصومیت سے کہنے پر بدر عالم شاہ مسکرایا۔

فکر مت کریں مجھے کچھ نہیں ہو گا اور ناں ہی آپ کو کچھ ہو گا۔خدا نے آپ " کو میرے پاس اسی لئے بھیجا ہے تا کہ میں آپ کی حفاظت کر سکوں!!"وہ مبہم سا مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا تھا۔۔

محمل خاموشی سے اسکے قریب بیٹھی آنسوں بہانے لگی۔۔

چپ کر جائیں بھابھی۔۔آپ ایسے روئیں گی تو آپ کی طبعیت خراب ہو " جائے گی۔۔۔اگر آپ کو کچھ ہوا تو اب کی بار آغا برداشت نہیں کر پائے گا ۔۔۔"

وہ اسے پچکارتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔۔جس کے آنسوں رک ہی نہیں رہے تھے۔۔

دیور کی نہیں بھائی کی بات تو مانیں گی ناں آپ۔۔۔! چلیں اب اچھی"
بہنوں کی طرح آنسوں صاف کریں۔تاکہ ہم یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب
"!!بنا سکیں

بدر عالم شاہ اسکا سر تھپکتے نہایت ادب سے بولا تھا۔۔کہ محمل بے ساختہ ہی
مسکرا کر آنسوں صاف کر گئی۔۔

★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★

شاور لے کر وہ باتھ روب باندھے فریش فریش سا روم میں داخل ہوا۔
چہرے پر چھایا سکون اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ کس قدر خوش اور مطمئن تھا

۔۔

ایک نگاہ پورے کمرے پر دوڑائے وہ بیڈ کے پاس پڑے ٹیبل کی طرف بڑھا ۔۔موبائل فون اٹھائے اسنے اپنے خاص آدمی کا نمبر ملایا۔۔

بولواویس کیا خبر ہے۔۔؟"اس سے بات کرتے وہ آئینے کے سامنے جا" رکا۔۔

برینڈڈ پرفیوم کی بوتل اٹھائے اسنے ناک کے قریب لے جاتے اس خوشبو کو انہیل کیا مگر یہ خوشبو اسے روپ شاہ کے بدن کی خوشبو کے آگے پھیکی محسوس ہوئی۔ناک سکوڑتے وہ اپنی سرمئی آنکھیں پھیلائے اب پرفیوم خود پر اسپرے کرنے لگا۔

اویس آریو دئیر؟"دوسری جانب سے مکمل خاموشی محسوس کرتے وہ" چونک کر سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔جس پر اویس نے تھوک نگلتے گہری سانس بھری۔

"!!جج جی سر۔۔دددراصل وووہ میڈم کے گھر کے باہر تالا لگا ہوا ہے"

اسکی بات پر ایک لمحے میں دانیال کے ہاتھ کی حرکت تھمی۔۔ بھنویں ایکدم سے سکیڑتے وہ چہرے پر انتہائی کرخت تاثرات سجا گیا۔۔

"واٹ یو مین۔۔اگر تالا لگا ہے تو آگے پیچھے سے معلوم کرو۔۔ہو سکتا ہے وہ ہاسپٹل گئی ہو۔۔۔یہ بھی ہو سکتا ہے پولیس اسٹیشن گئی ہو!!"

اسکے دل و دماغ میں بے چینی بڑھی تھی۔۔ بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ تیزی سے مڑا۔

"سر میں نے ہر جگہ معلوم کر لیا ہے آس پاس کے گھروں سے بھی پوچھا ہے ۔۔ان میں سے کوئی نہیں جانتا کہ میڈم کہاں گئی۔۔اور تو اور کوئی بدر عالم شاہ کے علاوہ کسی اور کو جانتا ہی نہیں۔۔".

وارڈروب سے اپنا ڈریس نکالتے دانیال کے ماتھے کی رگیں ایکدم سے تنی ۔۔

"یونیورسٹی جاؤ اور اس کمینے شخص کا سارا ڈیٹا نکلواو۔۔مجھے ابھی اور اسی وقت روپ شاہ چاہیے اپنی آنکھوں کے سامنے!!رائٹ ناؤ۔۔۔"

وہ جبڑے بھینچتے اس قدر غصے سے غرایا تھا کہ اویس ڈر سے آنکھیں میچ گیا۔

سر وہاں پر بھی اسنے اپنے دوست کے گھر کا ایڈریس دیا ہوا ہے۔۔میں وہاں"
"!! بھی گیا تھا وہاں بھی نہیں ملی میڈم

اویس نے اسے گھبرا کر حقیقت سے آگاہ کیا۔۔جبکہ اب کی بار دانیال اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔

ایک دم سے کال کاٹتے اسنے موبائل فون پوری قوت سے دیوار پر دے مارا ۔۔پھولی سانسوں سمیت وہ بدر عالم شاہ کو یاد کرتے صوفے کے سامنے پڑے جدید ٹیبل کو زوردار طریقے سے نیچے پٹخ گیا۔۔
شیشے کے ٹکڑے پورے کمرے میں بکھرتے چلے گئے۔

نو نو بدر عالم شاہ!! میں نے تمھیں اس لئے کڈنیپ کیا تھا تاکہ میں اپنی" روپ کے قریب رہ سکوں۔۔مگر تم نے اسے مجھی سے دور کر دیا۔اب تم "خود مجھے بتاؤ گے کہ میری روپ کہاں ہے۔۔۔؟

سرد نگاہوں سے وہ کسی غیر مری نقطے کو گھورتے ڈریس تھامے واشروم کی سمت بڑھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

اسکی آنکھیں تیزی سے اسکرین کے بدلتے رنگوں کے ساتھ گردش کر" رہی تھی۔۔ہاتھوں کی انگلیاں تیز تیز موبائل فون پر چل رہی تھی۔۔ اچانک اپنے شانے پر کسی کا لمس محسوس کرتے وہ سانس خوف سے روکتے گھبراہٹ سے مڑا۔۔

سامنے ہی باتھ روب باندھے،اپنے بالوں کو تولیے میں قید کیے رمینا خان اسکے سر پر کھڑی تھی۔

دراب آپ میرے موبائل فون کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟"اسکے آواز" خاصی سرد ہوئی تھی۔۔

دراب کچھ لمحوں کیلئے اسے سنجیدگی سے گھورتا رہ گیا۔ پھر اچانک سے مسکرایا

۔۔

اس کی مسکراہٹ پر رمینا جو اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس نے کچھ حیرت سے اسے اب دیکھا۔۔

دیکھا کھا گئی ناں دھوکا۔۔!!" رمینا نے ناسمجھی سے گردن ہلائی۔۔"

ڈارلنگ۔ یہ دیکھو میں نے تمہارے لئے اپنے موبائل فون کی طرح کا سیم" کور لیا تھا۔ سوچا تھا جب تم آؤ گی سرپرائز دوں گا۔ مگر تم تو ایسے کر رہی ہو "!! جیسے میں کوئی جاسوس ہوں

دراب خان اسکا فون واپس اسکے ہاتھ میں رکھتے کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح بولا تھا۔۔

رمینا جلدی سے اپنی حالت پر قابو پاتے اسے سوری کرتے اسکے گلے سے لگی ۔۔وہ خواہ مخواہ میں ہی اس بے وقوف پر شک کر رہی تھی۔۔رمینا خود ہی اپنی سوچ پر ہنسی۔۔

"!!اچھا چلو جلدی سے چینج کر آو۔۔میں تمہیں بڑی حویلی لے چلتا ہوں"

دراب خان نے اسکے گال پر بوسہ دیتے محبت سے کہا۔اسکا لمس جتنا برا لگا تھا اسکی بات اتنی ہی اچھی لگی تھی۔

اسکے دل کی بڑھتی دھڑکنیں دراب خان کے اندر اچھا خاصا ابال برپا کر گئی ۔۔

وہ کیوں؟"وہ بظاہر حیرت سے گویا ہوئی۔۔"

مجھے فیکٹری کے کام سے نکلنا ہے رمینا۔۔تو سوچا تمہیں زارون کے پاس" چھوڑ دوں۔۔وہ بھی آج اسلام آباد جا رہا ہے۔تم دونوں ایک ساتھ نکل جانا "!!۔۔

وہ جانتا تھا زارون سکندر خان کے نام پر وہ کبھی انکار نہیں کرے گی۔

چلیں جیسا آپ کو بہتر لگے۔۔"وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ مسکرائی"

۔۔

اب کی بار اسنے اچھا خاصا کا مدار ڈریس نکالا تھا۔۔دراب خان کھولتے دل سے اسکی تیاری دیکھ رہا تھا۔

اسکے واشروم میں بند ہونے تک وہ اسے گھورتا رہا۔۔

سالی ٹھرکن!!"ناک چڑھاتے وہ اس پر دو حرف بھیجتا خود آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔

اسے کچھ معلومات ملی تھی۔جو اسے ضرار تک پہنچانی تھی اسکے علاؤہ اپنی کل کی روٹھی ہوئی بیوی کو بھی منانا باقی تھا۔۔

وہ ماتھے سے پف بناتا آگے کا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔۔

★★★★★★★★★★★★

نور کے رونے کی آواز اپنے کانوں میں گونجتی محسوس کرتے ہی نعمت پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔"

ایک دم سے اٹھ کر بیٹھتے اس نے نظریں اپنے اطراف میں دوڑائی مگر نور کہی بھی نہیں تھی۔

وہ بالوں کا رف جوڑا بنائے عجلت میں بیڈ سے اتری۔۔

اب تیزی سے دروازے کی سمت بڑھی تھی۔۔دروازہ کھولتے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے سیڑھیاں عبور کرتی نیچے آئی۔۔

ہال میں قدم رکھتے ہی وہ بری طرح سے شاکڈ ہوتے رکی۔۔"سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔

ضرار پاشا خان کچن میں کھڑا اپرن پہنے نور کے لئے کھیر تیار کر رہا تھا۔۔جبکہ نور آئینہ کو اسکے گارڈز نے اٹھا رکھا تھا جو دس سے پندرہ آدمی تھے۔وہ سب باری باری نور آئینہ کو اٹھا کر اسکا دل بہلانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ جبکہ نور آئینہ ایک منٹ کیلئے ان کا کرتب دیکھتے دوسرے ہی منٹ گلا پھاڑ کر روتے باپ کی طرف متوجہ ہو جاتی۔اب کی بار ان میں سے ایک گھوڑا بنا تھا۔

جس پر دوسرے گارڈنے نور آئینہ کو اس پر بٹھایا۔۔ہال نور کی قلقاریوں سے گونج اٹھا۔۔

ضرار عجلت میں ساس پین کو تھامے نور کی طرف جھانکنے لگا جس پر اسکا ہاتھ بری طرح سے بے دھیانی کے سبب جلا تھا۔

نعمت گھبرا کر آگے بڑھنے لگی مگر پھر کچھ سوچ کر وہ وہی ٹھہر گئی۔۔

وہ ہال میں موجود پلر کے پیچھے کھڑی تھی جہاں سے کسی کی بھی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔

وہ گردن نکالے نور کو دیکھنے لگی جس کا ٹھیک ایک منٹ بعد اس کھیل سے " بھی دل بھر گیا تھا۔اسکے رونے کی آواز پر نعمت نے بمشکل سے اپنا قہقہ ضبط کیا۔

جبکہ گارڈز بیچارے بری طرح سے ہلکان ہوتے جا رہے تھے۔۔

اوئے سالو ایک بچی تک چپ نہیں کروا سکتے تم سب۔۔۔۔اب اگر میری" "!!بیٹی کی ہلکی سی بھی چیخ نکلی تو تم سب سارا دن ٹھنڈ میں اندر بند رہو گے

ضرار نے سرد نظروں سے ان سبھی کو گھور کر کہا تھا جو سر نفی میں ہلاتے ایک ساتھ نور کے آگے پیچھے چکر کاٹتے مختلف کرتب کرنے لگے۔۔

نور آئینہ سہمی سیاہ آنکھیں پھیلا کر ان سبھی کو دیکھتی اگلے ہی لمحے پھر سے کھلکھلائی تھی جس پر ضرار پاشا خان اسکی مسکراہٹ محسوس کرتے جاندار انداز میں مسکرایا۔۔

اگلے ہی لمحے نور کے ہونٹ سکڑے وہ پھر سے گارڈ کے کندھے سے پیچھے کو ہمک پڑی۔۔وہ سبھی پریشانی سے اس چھ سات ماہ کی چھوٹی سی بچی کو دیکھ رہے تھے۔

جس نے آدھے گھنٹے میں ان کا باپ سے بھی برا حال کر دیا تھا۔

اس سے پہلے کہ نور روتی نعمت شاہ سر پر دوپٹہ ٹکائے دھیمے قدموں سمیت باہر آئی۔۔

نورر۔۔۔"نعمت کی پکار پر ضرار نے ابرو اٹھائے اسے گھورا۔۔"

جبکہ گارڈز کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑی تھی۔۔

نعمت ان کی طرف بڑھی۔۔ہاتھ پھیلائے نور کو اٹھانا چاہا۔۔۔جو کچھ دیر ماں کو دیکھتے پھر سے ضرار کی طرف ہمکی۔۔

بببابب!!"نور آئینہ کے ننھے ہونٹوں سے ہلکی سی چنبش ہوئی تھی۔۔"

نعمت فریز سی کھڑی اپنے پھیلے ہاتھوں اور اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔اسکے ہونٹوں سے نکلتا لفظ اسے اچھا خاصا غصہ دلا گیا۔۔

جبکہ ضرار پاشا خان تو بھاگ کر اپنی بیٹی تک پہنچا تھا۔۔اسے اپنی گود میں لیتے وہ دیوانہ وار اسکا سر ماتھا چومتا چلا گیا۔۔

جو باپ کی گود میں جاتے ہی خوشی سے کھلکھلا کر اسکی داڑھی کو دونوں مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔

گارڈز فورا سے باہر کی طرف بھاگے تھے۔جبکہ ضرار پاشا خوشی سے سرخ چہرے سمیت نعمت کی طرف بڑھا۔۔

خانم۔۔تم نے سنا میری بیٹی نے بابا کہا!!"وہ شہد رنگ آنکھوں میں" ہزاروں دیپ سجائے بچوں جیسی خوشی سے بولا۔

ساتھ ساتھ وہ نور کے گالوں پر بوسہ دیے اسے بار بار سینے میں بھینچ رہا تھا۔

نوری ماما کو بول کر دکھاؤ۔ بولو بابا۔۔۔"ضرار پاشا خان بنا اسکے چہرے پر"
غصہ یا جلن دیکھے نور کے ننھے ہاتھ کو اپنی ہاتھ میں تھامے لبوں سے لگاتے
بولا۔۔۔نور ہنسی۔۔

پھر اسکی گردن میں سر چھپا گئی۔۔

پرنسز پلیز ایک بار۔۔!!"ضرار اسکی خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں کو پیار"
سے چومتے ملتجائیہ ہوا تھا۔۔

مگر نور نے فقط مسکرانے پر اکتفاء کیا۔۔

کھیر بن گئی ہو گی۔۔آپ روم میں لے آئیں میں اسے روم میں لے جاتی"
ہوں!!"نعمت زبردستی اسکے ہاتھوں سے نور کو اٹھائے سنجیدگی سے بولی

۔۔۔

ضرار کا چہرہ اتر سا گیا۔۔نور ماں کو غصے سے گھورتے ضرار کو دیکھنے لگی۔۔

ببابب!!"ضرار کو خود سے دور جاتا دیکھ نور پھر سے بولی تھی۔۔ضرار آنچ" بند کرتے بھاگا بھاگا نعمت کی طرف آیا۔۔جس نے گہری سانس بھرتے اپنی سوتیلی بیٹی کو گھورا۔

اسکی سارا سارا دن کی ٹریننگ اس لڑکی نے ضائع کر دی تھی۔۔وہ چاہتی تو ماما بھی کہہ سکتی تھی۔۔مگر نہیں اس نے ضرار کو ہی پکارا تھا پہلی بار۔۔اسی وجہ سے نعمت کا منہ بنا تھا۔

جائیں جب لاڈ شاڈ ہو گیا تو کمرے میں آجانا دونوں!!"وہ گھور کر ان" دونوں کو دیکھتے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جب کہ اسکی پشت کو نظروں سے اوجھل ہونے تک ضرار پاشا خان نے گہری نظروں سے دیکھتے مسکرایا۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

پکڑو اس لڑکی کو۔۔۔!!" سیل کا دروازہ کھلا تھا۔اندر داخل ہوتے مستنصر "
نے سرد نگاہوں سے بدر عالم شاہ کو دیکھتے سنجیدگی سے اسے حکم دیا۔
بدر کسی بپھرے ہوئے شیر کی مانند اس پر ٹوٹ پڑا۔ مگر مستنصر کے ساتھ
آئے دو آدمیوں نے بڑی تیزی سے اسے قابو کرتے پیچھے کو پٹکھا۔۔
محمل سراسیمہ نگاہوں سے بدر عالم کو دیکھ رہی تھی۔"
نن نہیں چھوڑو اسے۔۔مت مارو اسے!!" محمل کی پکار پر ان تینوں نے "
حیرت سے اس لکڑی کو گھورا تھا۔۔
زرغان خان جو شور کی آواز پر اسی سمت آیا تھا۔۔اسنے چونک کر سلاخوں پر
ہاتھ رکھا۔۔اندر کا منظر دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔
محمل۔۔۔"اسکے ہونٹوں سے سرگوشی نما آواز برآمد ہوئی۔۔وہ محمل کو"
ایک ہی نظر میں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

معا باہر سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔۔ جس پر مستنصر سمیت وہ تینوں آدمی ہڑبڑا کر باہر کی طرف بڑھے۔۔

چھوٹے سائیں۔۔آپ فکر مت کریں۔آپ اٹھیں ہم گھر چلتے ہیں!!""

محمل اس کا کندھا تھپکتے بچوں جیسے انداز میں بولی تھی۔جو درد سے بے حال حالت میں پڑا تھا۔

"!!محمل۔۔۔؟تم یہاں !اٹھو فوراً سے ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔۔"

محمل زرغان خان کی آواز پر چونک کر مڑی۔۔۔

زرغان خان!!"اسے سامنے دیکھتے وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔"محمل یہاں پر"

"خطرہ ہے بہت۔۔تم اٹھو ہمیں نکلنا ہو گا یہاں سے فوراً۔۔۔

زرغان خان اسکے قریب جاتے سنجیدگی بھرے انداز میں بولا۔۔

زززرغان خان۔۔یہ بدر عالم میرا بھائی۔۔۔اسے اٹھاؤ جلدی سے۔۔اسکی"

"!!حالت ٹھیک نہیں ہے

محمل آنسوں پیچھے کو دھکیلتے بھیگے ہوئے لہجے میں بولی۔۔زرغان خان اسے ناسمجھی سے دیکھتے آگے بڑھا۔۔

تم اسے کیسے جانتی ہو؟"وہ حیرانگی سے مستفسر ہوا۔"

بتارہی ہوں یہ میرا بھائی ہے اسے اٹھاؤاور باہر نکالو ہمیں۔۔۔"وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے بدر کو سہارے سے اٹھانے لگی۔۔۔زرغان خان کندھے اچکاتے حیرت سے اسے دیکھتا بدر عالم شاہ کو سہارہ دیا اٹھا گیا۔۔۔

سامنے کے راستے پر کچھ گڑبڑ ہے۔۔ہمیں دوسرے راستے سے نکلنا ہو" گا۔۔۔

وہ محمل کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا جس نے سر اثبات میں ہلا ڈالا۔۔

زرغان خان ان دونوں کو باہر نکالتے اپنی گاڑی میں بٹھاتا خان حویلی کی طرف گاڑی موڑ گیا۔

★★★★★★★★★★★★

زارون پلیز مجھے جانے دیں۔۔باہر کوئی ہے!!"وہ جھنجھلا کر اسکی گرفت" میں منہ پھلائے منت پر اتر آئی۔زارون نے ایک گہری استحقاق بھری نگاہ سرخ کامدار پوشاک میں دمکتی ہوئی گل مینے خان پر ڈالی،اچانک اسے اس پر رحم سا آیا تھا جو صبح سے اسکی منت کر رہی تھی۔گہری سانس بھرتے وہ نرمی سے اسکی پیشانی چومتے اسے آزاد کر گیا۔

جس تشکر کا گہرہ سانس بھرتے اپنا حلیہ آئینے کے سامنے درست کرتے اب دروازے کی سمت بڑھی۔ایک نگاہ زارون سکندر خان پر ڈالی تھی۔

جو واشروم میں بند ہوا تھا۔۔

السلام علیکم!!بھابھی زارون کہاں ہے؟"سامنے ہی دراب خان مسکراتا" ہوا کھڑا تھا۔گل مینے اسے دیکھ کچھ چونکی۔۔

"!!وعلیکم السلام۔۔وہ شاور لے رہے ہیں۔۔ "

اچھا مجھے اس سے کام ہے۔وہ جب نکلے تو آپ اسے کہیے گا نیچے آکر میری بات سن لے۔۔۔"

دراب خان مسکرا کر بولا۔۔جس پر مینے نے سر اثبات میں ہلایا۔وہ واپس آئی۔اسکے شوز، گھڑی والٹ ہر ایک چیز ترتیب سے نکالتے وہ اب بیڈ کی پائنتی میں بیٹھی اسکی منتظر تھی۔

جو تھوڑی ہی دیر بعد روم میں داخل ہوا،، گیلے بالوں کو ہاتھ سے خشک کرتے وہ آئینے کے سامنے جا رکا۔۔

وائٹ جینز کے اوپر وائٹ ہی شرٹ اور بیلک لیدر جیکٹ میں اسکی مردانہ" وجاہت مزید نکھر رہی تھی۔

گل مینے خان گلابی پڑتے اپنی نظریں اس پر سے پھیر گئی۔۔ایک وقت تھا وہ اس کے سائے سے بھی ڈرتی تھی اور آج وہی شخص اسکی سانسوں سے بھی زیادہ اسے عزیز تھا۔۔

لگتا ہے بیوی کہ تم مجھے بس کسی بھی طرح نکالنا چاہتی ہو۔۔۔؟ کیا ایسا ہی" ہے۔" وہ محبت پاش سیاہ آنکھوں سے گل مینے خان کو دیکھتے وہ لب دبائے گویا ہوا تھا۔

نہیں تو ایسا نہیں ہے خان۔۔!! وہ آپ کو دراب بھائی بلا رہے ہیں وہ باہر" "ہی ہیں۔۔

گل یہ نے خان اسکا دھیان خود سے ہٹاتے بولی جس نے کسی قدر چونک کر گل مینے خان کو دیکھا۔

اچھا وہ گدھا یہاں کیا کر رہا ہے اتنی صبح صبح!!!" وہ بال بناتے سنجیدگی سے" گویا ہوا۔۔ جبکہ اسکے طرز تخاطب پر گل مینے نے سر نفی میں ہلا ڈالا۔۔

صبح نہیں دوپہر۔۔ وقت دیکھیں بارہ بج رہے ہیں۔۔" وہ سینے پر بازو" باندھے اسے گھور کر بولی جس نے مسکراہٹ دبائے مڑتے اسے خود سے لگایا

۔۔

اسی لئے تو کہا تھا چلو ہنی مون پر چلتے ہیں۔ مگر تم مانی ہی نہیں۔۔اگر پہلے ہی"
"چلے جاتے تو کسی مجال نہیں تھی جو ہمیں جو یوں ڈسٹرب کرتا۔۔
وہ منہ بگاڑتے ناک سکیڑ کر بولا۔۔ جس پر گل مینے خان نے سرد سانس بھری۔

میں باہر جا رہی ہوں خان آپ بھی آجائیں!!"وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔"
اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتی۔زارون سکندر خان نے اس کا بازو تیزی سے جکڑا۔۔

"...خان"
وہ آنکھیں پھیلائے بے یقینی سے بڑبڑائی۔۔"تمہیں لگتا ہے کہ میں اگر تمہیں یوں جانے دوں گا تو تمہاری سوچ بلکل غلط ہے میری جان۔۔۔ویٹ کرو ایک ساتھ چلتے ہیں۔۔"وہ مخمور نگاہیں اس پری وش کے حسین چہرے پر گاڑھے محبت سے بولا۔۔
جبکہ گل مینے خان ہمیشہ کی طرح اسکی ضد کے آگے خاموش ہوتے رہ گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اندر داخل ہوا۔۔اسکے ہاتھ میں گن تھی جس پر اسکی" گرفت کافی مضبوط تھی۔۔ مستنصر اور اسکے آدمی مخصوص جگہ پر چاک و چوبند ہو کر کھڑے تھے۔۔

باہر کیا ہو رہا تھا اور کیا نہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔قدموں کی تیز آواز کے ساتھ ہی ایک دم سے تیز فائرنگ سٹارٹ ہوئی تھی۔۔

جس پر ان سبھی کے چہروں پر سفاکیت چھائی تھی وہ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے مگر یہاں پر پولیس کی ریٹ پڑنا ان کے لیے غیر متوقع تھا۔۔

اسال آغا شاہ۔۔باکر کے منع کرنے کے باوجود بھی اپنے بھاری قدم اٹھاتے آگے بڑھتا جارہا تھا اپنے رستے میں حائل ہونے والے ہر شخص کو وہ بے دردی سے موت کی گھاٹ اتارتے اس تہ خانے کی حدود میں داخل ہوتا گیا۔

وہ اور باکر کل رات سے لوکیشن ٹریس کر چکے تھے مگر پوری فیکٹری کی چھان بین کے بعد انہیں کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔۔

اسکے بعد باکر نے اپنے سورسز لگا کر اس گاڑی کے نمبر پلیٹ کی مدد سے شمسہ اور نیلوفر کو حراست میں لیا تھا۔۔

وہ دونوں اسوقت ہتھکڑیوں میں بندھی ان کے ساتھ ہی تہ خانے میں اتری ۔۔اسال آغا شاہ نے ان کی حالت ابتر کروادی تھی۔۔کیونکہ ان دونوں عورتوں نے اسکی بیوی پر بری نظر ڈالی تھی۔۔

آغار کو یار۔۔۔وہ لوگ تیار ہو کر بیٹھے ہونگے ہم ڈائریکٹ جائیں گے تو وہ" "سیدھا حملہ کریں گے!! ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔۔۔

باکر بمشکل سے اس تک پہنچا اسے روکتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

جس نے سرخ نظروں سے اسے گھورا تھا۔

نہیں باکر۔۔وہ لوگ سامنے سے نہیں وہ لوگ چھپ کر وار کریں گے۔۔"

کیونکہ وہ ہماری ہی طرح اپنا دماغ استعمال کر چکے ہونگے۔۔۔اسی لئے ہم سامنے سے جائیں گے۔اور ہماری تعداد ان سے زیادہ ہے۔ہم جلد ان پر غالب آجائیں گے!"

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے سرد لہجے میں کہتے آگے بڑھا تھا۔۔باکر کئی لمحے اسکی پشت کو دیکھتا کندھے اچکا گیا۔

"اسال آغا شاہ کی آنکھوں میں تڑپ اور جنون وہ دیکھ چکا تھا۔۔ماہ رخ آفندی سے اسکی محبت کا پورا زمانہ گواہ تھا۔مگر اس لڑکی سے اسکی محبت کو شاید کوئی ہی جانتا تھا۔۔

باکر اپنے دل میں محمل قریشی سے ایک بار ملنے کی خواہش لیے اسکے پیچھے ہی اپنے اہلکاروں کے ساتھ آگے بڑھا۔

اسال کی سوچ کے مطابق داخلی دروازے پر صرف دو آدمی تھے جنہیں وہ" موت کی گھاٹ اتارتا اب آگے بڑھ گیا تھا۔۔

آگے سے کور کرو سر کو۔۔۔ موو رائٹ ناؤ!!" باکر تیز تیز قدم اٹھاتے" اپنے اہلکاروں کو حکم دیے اب آگے بڑھا تھا۔

اسال آغا شاہ اسکا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ پورے حلقے کا سردار بھی تھا ۔۔اسکی حفاظت کرنا ان سب کی ڈیوٹی اور فریضہ بھی تھا۔

پولیس اہلکار اسال آغا شاہ کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔۔ جسکی سرخ سیاہ آنکھیں تنگ راستے کی طرف جمی تھی۔

اچانک گولیوں کی تیز بوچھاڑ شروع ہوئی۔۔پولیس کے دو اہلکار گولی لگنے پر موقع پر ہی جان بحق ہوئے متعدد نے ان کے حملے کی جوابی کاروائی کی۔ جن میں اسال آغا نے ان کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ اس گروہ کو ختم کرتے آگے بڑھے۔۔۔

جہاں مستنصر چار آدمیوں کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔۔

اسال آغا شاہ کو ایک نظر دیکھتے مستنصر چونکا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ شخص کون ہے مگر وہ شخص اسے اپنی قید میں موجود اس لڑکے جیسے ہی لگ رہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہوش سنبھالتا۔۔۔پولیس کے اہلکاروں نے اسکے تینوں ساتھیوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا۔۔

وہ اچانک چیخوں کی آواز پر ہڑ بڑا کر دائیں بائیں مڑا مگر اسکے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔

مستنصر جبڑے بھینچ کر گن سامنے کرتے اسال پر گن تان گیا۔جو بنا رکے اس تک پہنچا۔۔اور ایکدم سے اسکے منہ پر پنچ مارتے وہ اسے پے در پے مارتا چلا گیا۔۔۔

پولیس اہلکاروں کو باکر نے اشارے سے آگے بڑھنے کا کہا۔

جواب سیل کے اندرونی حصّے کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔۔

دولیڈیز کانسٹیبل جو شمسہ اور نیلوفر کے ساتھ تھی۔ باکرا نہیں ساتھ لئے اب آگے بڑھا۔۔

اسال نے پوری قوت سے اسکا سر دیوار پر مارا جو لڑکھڑا کر سر سے بہتے خون" کے ساتھ نیچے کو گرا۔۔

موبائل فون نکالتے اسال نے اسکے سامنے کیا۔۔ مستنصر کے پیٹ پر پاؤں" رکھتے وہ اسے سپاٹ چہرے سے دیکھتے محمل کی تصویر اسکے سامنے کر گیا۔

کہاں یہ ہے؟" اسکے سرد برفیلی آواز پر مستنصر نے دھندلائی نظروں سے" اس شخص اور پھر موبائل فون پر ابھرتی تصویر کو دیکھا۔۔

وہ درد سے چور اپنے کانپتی انگلی سے آگے کی طرف اشارہ کر گیا۔۔ اسال کی" دھڑکنیں حد سے زیادہ تیز ہوئی تھی۔۔

وہ موبائل فون جیب میں ڈالتے نیچے جھکا۔۔ اسے بالوں سے جکڑتے اسال آغا شاہ اسے گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔۔

مختلف جیل نما سیلز کے قریب سے گزرتے ان میں بند معصوم لڑکیوں کی" چیخ و پکار ان کی ابتر حالت دیکھ اسال آغا شاہ کی آنکھوں میں بے بسی سے خون سمٹا۔۔

یہ دنیا اس قدر سفاک اور تنگ دل ہو جائے گی یہ اسے ان معصوم بچیوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوا تھا۔۔لوگ دنیا کی عیش و عشرت کے پیچھے آخرت کو بھول جاتے ہیں۔۔وہ مٹھیاں شدت سے بھینچتے ہوئے اب آگے بڑھتا چلا گیا۔۔

بول کہاں ہے وہ؟"اسنے گردن جھکائے مستنصر کو دیکھ کر پوچھا۔"

جس نے آگے کی طرف ایک سیل کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔اسال اسے وہی" چھوڑتے تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھا۔۔

مگر سیل کے اندر کسی کو بھی ناں پاتے اسکا چہرہ ایک دم سے تاریک پڑا۔۔۔وہ پورے قد سمیت بری طرح سے لڑکھڑایا تھا۔۔

آنکھوں کے سامنے بے اختیار اندھیرا سا چھایا۔۔

وہ بالوں کو مٹھیوں میں جکڑتے اندر داخل ہوا۔جہاں سے اسے محمل قریشی کی خوشبو اپنی سانسوں میں گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

محمل۔۔۔کہاں ہو تم۔۔پلیز واپس آجاؤ۔۔!!"وہ کرب سے آنکھیں"

میچتے اپنے دل میں اٹھتی ٹیسوں کے ساتھ فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔۔

نن نہیں محمل مجھے اپنے ربّ پر پورا یقین ہے وہ میری آزمائش ضرور لے"

"رہا ہے مگر وہ تمہیں مجھ سے چھینے گا نہیں۔۔ہر گز بھی نہیں۔۔۔

وہ بھیگی آنکھیں ہتھیلی سے رگڑتے جیسے خود کو حوصلہ دلاسہ دے رہا تھا یہی تو ہو رہا تھا کل سے۔۔وہ ہر بار ہمت ہارنے کے بعد خود کو یونہی دلاسہ دے رہا تھا۔۔

کیونکہ اسے اپنے رب پر پورا یقین تھا جو اپنے بندوں کو ان کی استطاعت سے زیادہ نہیں آزماتا۔۔

دھندلائی نظروں سے اسنے فرش پر گرے سرخ دھبوں کو دیکھا۔۔۔

جبڑے بھینچتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے باہر نکلا۔

باکر ان سب لڑکیوں کو بحفاظت وہاں سے نکالنے میں مصروف تھا۔ جبکہ اسال آغاشاہ، زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے مستنصر کو گریبان سے جکڑتے اسے اٹھاتے اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

اس کا سر لوہے کی سلاخوں پر مارتے وہ رکا نہیں تھا۔ سیلز سے نکلتی معصوم لڑکیوں نے نفرت اور قہر برساتی نظروں سے اس درندے کی حالت کو دیکھا۔۔

جو اتنے ماہ و سال سے ان سب پر زمینی خدا کی طرح ظلم و ستم ڈھاتا آیا تھا۔۔ اسے پڑنے والی ہر ٹھوکر پر ان سبھی لڑکیوں کے چہروں پر خوشی کی لہر پھوٹی تھی جو جانے کتنے عرصے کے بعد ان کے چہروں کا حصہ بنی تھی۔۔

باکر نے گہری سانس بھرتے اسال آغاشاہ کو دیکھا۔۔ جس نے چند ہی منٹوں میں اس ہٹے کٹے مرد کو آدھ مرا کر دیا تھا۔۔

بول کہاں ہے میری بیوی۔۔ بول کہاں ہے وہ۔۔؟" وہ اسکے دائیں بائیں" قدم جمائے پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔

اسکی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت دیکھ باکر گہری سانس بھرتے رہ گیا۔۔کل رات سے اسکی جو حالت وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اسکے سامنے یہ سب کچھ معمولی ہی تھا۔۔

گاڑی سے نکلتے وہ عجلت بھرے انداز میں پیچھے کے راستے سے اندر داخل" ہوا۔وہ عموماً آنے جانے کیلئے یہی راستہ استعمال کرتا تھا کیونکہ یہ راستہ جنگل سے ہو کر آتا تھا۔جہاں سے کسی کی نظروں میں آنے کا ڈر بھی نہیں تھا۔۔ آنکھوں میں غیض وغضب کی سرخیاں سمیٹے وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اندر داخل ہوا۔اسے عجلت میں بدر عالم شاہ سے ملنا تھا وہ آج اس سے دوٹوک انداز میں بات کرنا چاہتا تھا۔۔

اس سے روپ شاہ کا پتہ معلوم کرنے کے بعد وہ اسے جان سے ہی مارنے والا تھا۔جبھی اسکے چہرے پر سفاک تاثرات تھے۔۔

قدموں کی تیز آہٹ پر اسال اور باکر نے مڑ کر پیچھے کی سمت دیکھا۔۔جہاں دانیال جعفر کھڑا تھا۔

ببباسس..."مستنصر بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھتے زیر لب بڑبڑایا۔۔"

جبکہ دانیال تو سچویشن سمجھنے کی کوشش میں تھا۔

سیاہ مردانہ سوٹ میں ملبوس وہ شاہانہ مرد اسے بدر عالم اور روپ شاہ جیسا لگ رہا تھا۔۔

اچانک اسکے قدم لڑکھڑائے وہ بے ساختہ ہی چہرے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کی طرف بھاگا۔۔۔

اسکے بھاگنے پر اسال آغا شاہ نے گن اس پر تانے اسکے پاؤں کا نشانہ باندھا۔۔

ٹھاہ کی زوردار آواز کے ساتھ اگلے ہی لمحے دانیال جعفر لڑکھڑا کر اوندھے منہ گرا۔۔اسکی چیخیں بلند ہوتی گئی۔۔

ٹانگ سے بہتے خون کو دیکھ وہ جبڑے سختی سے بھینچے اب رینگنے لگا تھا مگر اچانک اسال آغا شاہ اپنے بھاری قدم اسکے سامنے رکھتے اسکا راستہ روک گیا۔۔۔

دانیال نے اپنی تکلیف سے سرخ پڑتی سرمئی آنکھیں اُٹھائے اسال آغا شاہ کو دیکھا۔ جس کے چہرے پر پتھریلے تاثرات تھے۔

اگلے ہی لمحے اسال نے گن الٹی کرتے اسکے سر پر ماری۔ جس کے سبب وہ حواس کھوتے زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

باکر اسے میری گاڑی میں ڈالو۔۔مجھے یہ شخص چاہیے!!"وہ چادر ٹھیک" کرتے سپاٹ لہجے میں بولا۔ جبکہ باہر ہڑ بڑایا۔۔

یار یہ کوئی عام انسان نہیں۔۔آغا۔یہ ایک سیاسی پارٹی سے جڑا ہوا ہے ایک" "!!بہت مشہور بزنس مین ہے یہ

باکر نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے آگاہ کیا۔ کیونکہ دانیال جعفر کا غائب ہونا کوئی عام سی بات ہر گز نہیں تھی۔۔

میں نے جو کہہ دیا ہے وہی ہو گا۔مجھے یہ آدمی چاہیے تو مطلب چاہیے۔۔تم" کیا کرتے ہو مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں مگر یہ آدمی میرے ساتھ جائے "گا تو جائے گا۔

وہ سرد نگاہوں سے باکر کو دیکھتے سپاٹ لہجے میں حکم دیتا اب واپسی کی طرف مڑا تھا۔۔

باکر نے گہری سانس بھرتے زمین پر بے ہوش پڑے دانیال جعفر کو دیکھا۔

★★★★★★★★★★★★

وہ گل مینے خان کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھامے نیچے آیا۔۔جہاں سامنے ہی لاونج میں ایک صوفے پر دراب خان کے ساتھ رمینا خان بیٹھی دکھائی دی۔۔

حریم کہی بھی نہیں تھی۔۔زرتاج خان اور نرگھس خان سامنے والے صوفے پر براجمان تھیں۔۔

رمینا کو وہاں دیکھ زارون اور گل مینے خان دونوں کے چہروں پر کرخت تاثرات سمٹے۔۔

رمیناخان جو کسی بات پر مسکرا رہی تھی اسکی مسکراہٹ ایکدم سے سمٹی۔۔"

اس نے جلتی آنکھوں سے گل مینے خان کے ہاتھ کو دیکھا۔جواب تک

زارون سکندر کی گرفت میں تھا۔

دراب تُو یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟"وہ سرد نظروں سے دراب خان کو دیکھتے"

دانت پیستے ہوئے بولا۔

یار تُو اسلام آباد جا رہا ہے تو پلیز رمینا کو بھی لے جاؤ۔۔مجھے کچھ کام ہے۔اس"

"لیے میں نہیں جا سکتا۔۔

گل مینے خان نے سرخ نگاہوں سے دراب خان کو گھورا تھا۔جو اپنے ساتھ

اس آفت کی پڑیاں کو لئے آن پہنچا تھا۔۔

دراب نے ایک نظر گل مینے خان کی غصے سے بھری آنکھوں کو دیکھتے اگلے

ہی لمحے زارون کو دیکھا۔۔جس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سپاٹ تھے۔

پلیز زارون مجھے ساتھ لے چلیں۔۔!!"رمینا اسے دیکھتے آنکھیں پٹپٹاتے" ہوئے انتہائی معصومیت سے بولی۔۔گل مینے خان ایک نگاہ رمینا خان پر ڈالتے پیر پٹکھتے واپس مڑی۔۔

زارون لب بھینچے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔۔

چلو آجاؤ مجھے ابھی نکلنا ہے!!"وہ سرد و سپاٹ نگاہوں سے دراب خان کو" گھورتا رمینا سے کہہ عجلت میں باہر کی سمت نکلا۔۔

★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★★

وہ دروازہ لاکڈ کر کے روم میں بند بیٹھی تھی۔۔۔دو گھنٹے سے ضرار اور نور" دروازہ کھٹکھٹا کر تھک ہار کر نیچے چلے گئے تھے۔اور نعمت کی ناراضگی آج ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

وہ ناخن دانتوں تلے کترتے خفگی سے پہلوئں بدل رہی تھی جب اچانک روم میں گہرہ تاریک اندھیرا چھا گیا۔وہ ایکدم سے لائٹ جانے پر کچھ گھبرائی تھی

۔۔

بڑی بڑی سیاہ آنکھیں حد سے زیادہ پھیلائے وہ یکدم سے اٹھ کر بیٹھی۔۔

پپ پاشا۔۔۔؟" تھوک نگلتے وہ بار بار لیمپ کو آن کرنے کی کوشش میں " ناکام ہوتے ضرار کو پکارنے لگی۔

پپ پپاشا۔۔۔" وہ ننگے پاؤں بستر سے اٹھی۔موبائل فون کو مضبوطی سے " جکڑتے اسنے کانپتے ہاتھوں سے لائٹ آن کی۔۔کمرے میں ہلکی سی روشنی ہوئی تھی جس پر وہ بھاگ کر کمرے کے دروازے کی سمت بھاگی۔

ایک دم سے لاک کھولتے اسنے باہر کی سمت میں دوڑ لگادی۔۔سیڑھیاں عبور کرتے وہ خوف زدہ سی ضرار کو پکارتی نیچے اترتی چلی گئی۔۔

پورا گھر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا جسے دیکھتے ہی نعمت کے چہرے پر خوف وہراس پھیلا۔۔

نن نور۔۔پپ پپاشا!!!"اسکے ہونٹ بے آواز پھڑ پھڑائے تھے آواز تو" حلق میں ہی کہی جا اٹکی تھی۔

"!!اششش۔۔۔ری لیکس بے بی میں یہی ہوں۔۔چلو میرے ساتھ" معا اسکے پیچھے سے اسے حصار میں جکڑتے وہ اسکے کان میں جھک کر گھمبیر سرگوشی نما لہجے میں بولا۔۔نعمت ایکدم سے اسکی آواز پر مڑنے لگی مگر پیٹ کے گرد بندھے ضرار پاشا خان کے ہاتھ نے اسے حرکت کرنے سے روک دیا تھا۔

نعمت اپنے گرد لپٹے اسکے ہاتھ پر مضبوط گرفت جمائے اسکے ساتھ ہی آگے" بڑھتی چلی گئی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ ضرار پاشا خان اسے کہاں لے جا رہا تھا ۔وہ بس اتنا جانتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ محفوظ ہے۔۔

وہ اسے ضرر نہیں پہنچائے گا۔۔ضرار اسے ایک جگہ پر روکتے اسکی آنکھوں پر رکھا اپنا دوسرا ہاتھ ہٹا گیا۔۔نعمت جھٹ سے مڑی۔۔ایک نظر آگے پیچھے دوڑائے اسنے ضرار پاشا خان کو دیکھا۔۔

جلدی سے چینج کر کے باہر نکلو خانم۔۔ایم ویٹنگ!!"وہ سرد لہجے میں کہتے" بنار کے واشروم سے باہر نکلا۔۔

نعمت حیرت واستعجاب سے اس واشروم کو تو کبھی اپنے ہاتھ میں موجود ڈریس کو دیکھ رہی تھی۔جو سرخ رنگ کی لانگ میکسی تھی۔

میں دو منٹ ویٹ کروں گا خانم۔۔اس کے بعد اگر تم نے چینج نہیں کیا ہوا" "تو یہ کام میں خود بھی بہت اچھے سے کر سکتا ہوں۔۔

دروازہ ناک کرتے وہ باہر سے تحکم سے بھرپور لہجے میں بولا۔۔

جس پر نعمت ہڑبڑا کر رہ گئی۔۔اس نے مڑتے آئینے کی طرف دیکھا۔جہاں اسکا عکس نمایاں تھا۔۔

چہرے پر آئے زخم مندمل ہو چکے تھے۔بس ماتھے پر ابھی تک بینڈج لگی ہوئی تھی۔

وہ گھبراہٹ کے مارے لائٹس آف کرتے جلدی سے چینج کرنے لگی۔

ٹھیک دو سے تین منٹ کے بعد وہ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا۔۔

نعمت اسکے یوں آجانے پر اپنی پھیلی سیاہ آنکھوں سے اسے آئینے سے گھورتی بیک زپ پوری قوت سے بند کرنے لگی۔۔جو بند ہونے میں نہیں آرہی تھی

۔

ضرار ایک نگاہ اس دہکتے وجود پر ڈالتے لبوں پر شریر مسکراہٹ سجائے اسکی سمت بڑھا تھا۔

بنا اجازت لیے وہ اسے شانے سے جکڑتے زپ جھٹکے سے بند کر گیا۔

ری لیکس ڈارلنگ میاں بیوی میں تو یہ سب چلتا ہی رہتا ہے۔"وہ اسکے "

سرخ تپے چہرے کو دیکھتے آنکھ ونک کرتے بے باکی سے بولا تھا۔۔جس پر نعمت کے وجود کا پورا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آن ٹھہرا۔

وہ جھنجھلا کر مڑی مگر ضرار نے تیزی سے اسکے شانوں کو جکڑے اسے کرسی پر بٹھایا۔۔

اب کیا ہے پاشا خان؟"وہ اسے سخت نظروں سے گھور کر رہ گئی۔۔"

ہے تو بہت کچھ یہاں بتانے کا موڈ نہیں میرا!!"وہ تیکھی ناک چڑھائے"

اپنے ہونٹ سکیڑتے لب دبائے بولا تھا۔۔

نعمت شاہ کی آنکھیں بے ساختہ ہی جھکی تھی۔۔پہلوئں میں دھڑکتا دل اس حسین شخص کی قربت پر پھر سے بے ہنگم ہوا تھا۔۔

وہ بلیو ٹیکسڈو سوٹ میں ملبوس اپنی بھرپور مردانہ وجاہت سمیٹے اس کے قدموں میں جھکنے کو تیار تھا۔

اسکی آنکھوں کے نرم گرم جذبات نعمت شاہ کے ہر خدشے کو جڑ سے اکھاڑ کر دور پھینکنے کو کافی تھے مگر اب مسلئہ یہ تھا کہ نعمت شاہ اس سنکی خان کی قربت اسکی بے پناہ چاہت سے ڈر رہی تھی۔

جو اسے پوری طرح سے اپنے آپ میں گم کرنے کو تیار تھا۔

ضرار اسکے بال سلجھائے انہیں کھلا چھوڑ چکا تھا۔آج وہ ان بالوں پر ہنسا نہیں تھا کیونکہ ایسا کرنے پر اسکی بیوی کا جارخانہ موڈ یقیناً آن ہو جاتا جس کے بعد اسکی رومینٹک ڈیٹ کا دی اینڈ پکا تھا۔۔

جیب میں ہاتھ ڈالتے اسنے ٹٹولتے ہوئے کچھ نکالا تھا۔۔

نعمت اسکے سرخ و سفید ہاتھوں میں مقید ایک مخملی ڈبی کو حیرت و اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ جن میں وائٹ کلر کے خوبصورت ڈائمنڈ ٹاپس تھے۔۔

ضرار نے بڑے حق سے وہ ہیرے ان نازک کانوں میں پہنائے۔۔ جبکہ نعمت شاہ تو سانس روکے اپنے کان کی لو پر اسکے ہونٹوں کے لمس کو کسی خواب کی طرح محسوس کر رہی تھی ایسا خواب جو آنکھ کھلنے پر ٹوٹ جانے والا ہو۔۔

جس کی مدت بہت تھوڑی ہو۔۔ ضرار اسکے فریز ہونے پر کمینگی سے مسکرایا اب اسکے ہونٹ نعمت کے گالوں پر ٹریس ہوئے تھے۔۔ وہ اسکے چہرے پر بڑے حق سے اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔

جب اچانک نعمت ہوش میں آتے گھبرا کر اپنا چہرہ دوسری سمت موڑ گئی۔ اس حرکت پر ضرار پاشا خان کی شہد رنگ آنکھوں میں ناگواری سمٹی تھی۔

آنکھوں میں ابھرتے پر حدت جذبات مزید دہکے۔۔

وہ جھک کر سینڈل اسکے پاؤں میں رکھ گیا۔ جس نے گڑبڑا کر جلدی سے سینڈل پہنتے سٹرپ بند کی۔ مبادا وہ یہ فریضہ بھی خود ہی انجام ناں دے دے ۔۔

مے آئی...؟" وہ اپنا مضبوط ہاتھ اسکے سامنے پھیلائے دلکشی سے مسکرا کر "

مستفسر ہوا۔۔

نعمت کی گھنی پلکیں ایکدم سے گالوں پر سایہ فگن ہوئی۔ وہ اپنا نازک مخملی " ہاتھ اسکی مضبوط ہتھیلی پر رکھ گئی۔ جس نے اسے ہونٹوں سے لگاتے اس پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔

نعمت شاہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس خوبرو شخص کے ہمراہ کمرے سے باہر آئی۔۔ لائٹس اب آن تھیں۔۔۔ سارا گھر خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ جابجا بکھرے سرخ گلاب کے پھولوں کو دیکھ اسکی سیاہ خوبصورت آنکھیں مزید پھیلی تھی۔۔

سریور لٹل پرنسز۔۔۔"وہ باہر نکلے جب نور آئینہ کو اٹھائے ایک لڑکی اسی" سمت آئی تھی۔۔

نعمت نے حیرت سے نور آئینہ کو دیکھا۔۔جو اسی کی طرح کی ریڈ فیری میں ملبوس تھی۔ سر پر ریڈ ربن لگائے وہ اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں پھیلائے نعمت کو دیکھتے کھلکھلا کر اس کی سمت بڑھی۔

نعمت نے مسکراتے ہوئے اسے جھٹ سے اٹھاتے سینے سے لگایا تھا۔

شکریہ مس لینا۔۔۔"ضرار پیشہ ورانہ انداز میں ہلکا سا مسکرا کر کہتے نعمت کی" جانب متوجہ ہوا تھا۔۔وہ لڑکی سراہتی ہوئی نظروں سے اس لڑکی اور ضرار پاشا خان کو دیکھتے گہری سانس بھرتے باہر کی سمت بڑھی۔

لٹس گو مائے لو۔۔"ضرار نور آئینہ کو اس سے لیتے اپنا بازو نعمت کے بازو" میں لپیٹتے اسے ساتھ لیے باہر لان کی سمت بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

"!!میں بتا نہیں سکتا بیٹا مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے تمہیں خوش دیکھ کر۔۔"

بابا سائیں یہ سب کچھ آپ کی دعاؤں کی وجہ سے ہی ممکن ہوا ہے۔اسال"

"!!آغا شاہ جیسا داماد ہو تو کچھ بھی ممکن ہے

کنول بیگم مسکرا کر کہتی ان کے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔جو اسال کے ذکر پر مبہم سا مسکرائے۔

زارون سکندر خان اس وقت حویلی سے باہر تھا حریم دراب خان کی ضد پر اپنے گھر واپس جا چکی تھی اب حویلی میں زرتاج خان، نرگس خان، اسفندیار خان اور داجان کے علاوہ گل مینے خان تھی جو اپنی پھپھو کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اسال آغا شاہ کی کتنی ہی تعریفیں وہ سن چکی تھی اب تو وہ اس شخص سے ایک بار ضرور ملنا چاہتی تھی جس نے سردار ہو کر اپنی سردارانہ انا کو نہیں انسانیت کو ترجیح دی تھی۔

انہیں آئے ابھی آدھا گھنٹا ہی ہوا تھا کنول بیگم اور خفیظ قریشی آج داجان کی ضد پر وہی رکنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

محمل بیٹی کو بھی لے آتے اپنے ساتھ۔۔کتنا وقت ہو چکا ہے اسے دیکھے " ہوئے۔۔!!" داجان نے نم لہجے میں خواہش ظاہر کی تھی۔

جس پر کنول بیگم آسودگی سے مسکرائی۔

بابا سائیں ایسی حالت میں اسکا سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔۔ان شاءاللہ اللہ " " خیر کرے۔تو پھر اپنے ساتھ ہی لاؤں گی۔

کنول بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا جس پر سبھی نے محمل کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔۔

معا حویلی کا بیرونی گیٹ کھلا، جس پر سبھی نے مڑ کر اسی سمت دیکھا۔

زرغان خان...!!" زرغان خان کو دیکھتے داجان حیرت سے زیر لب گویا" ہوئے۔۔

گاڑی حویلی کی سیاہ روش پر آن رکی۔ جس میں سے زرغان خان عجلت میں نکلتے پچھلی سیٹ کی طرف بڑھا تھا۔۔

لان میں بیٹھے سبھی ایک دم سے حیرت سے اٹھے۔۔"

گاڑی کی پچھلی سیٹ سے سب سے پہلے محمل قریشی باہر نکلی تھی۔ جسے دیکھتے ہی سب کے چہروں پر حیرت انگیز تاثرات سمٹے۔۔

بدر عالم شاہ کو وہ اور زرغان خان سہارے سے باہر نکال چکے تھے۔ داجان سمیت سبھی بھاگ کر اسی سمت بڑھے۔۔

محمل کی ابتر حالت اور اس لڑکے کو استفہامیہ نگاہوں سے دیکھتے وہ سبھی حد درجہ متفکر ہوئے تھے۔

محمل میری بچی۔۔!!"کنول بیگم اسکے دھول سے اٹے کپڑوں اور خوفزدہ" زرد پڑتے چہرے کو دیکھ گھبرا کر اسکی طرف بڑھی تھی۔۔ جس نے گہری سانس بھرتے اپنے حواس پر قابو پانا چاہا۔۔

زززرغان خخان۔۔۔انندرلے پچ چلوببدرکو۔۔۔!"وہ بند پڑتی آنکھوں"
کوزبردستی کھولتے زرغان خان کودیکھتے سنجیدگی سے بولی۔
اگلے ہی لمحے وہ حواس کھوتے پیچھے کو گری۔۔گل مینے خان بھاگ کر اسکے
گرنے سے پہلے ہی اسے سنبھال چکی تھی۔
محمل محمل میری بچی۔۔۔آنکھیں کھولو محمل۔۔۔!!"خفیظ قریشی اسکے "
بیہوش ہوتے وجود کو سینے سے لگاتے پاگلوں کی طرح چلائے تھے۔۔
پوراوجوداس کی حالت دیکھ کربے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔وہ اسے لمحوں
میں گود میں اٹھائے اندر کی طرف بھاگے تھے۔زرغان خان بدر عالم شاہ کو
سہارے سے خود سے لگائے اندر کی سمت بڑھتا چلا گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

یہاں سے آگے کا سفر میں اکیلا ہی طے کروں گا۔۔تم سب جا سکتے ہو!!""

گاڑی سے باہر نکلتے اس نے اپنے پیچھے مستعدی سے آتے گارڈز کو دیکھ تحکم بھرے لہجے میں حکم دیا۔۔۔

وہ سبھی اپنے سردار کے حکم پر سر جھکائے واپس اپنی گاڑیوں کی سمت بڑھ گئے تھے۔

اسال آغا شاہ دھیمے قدموں سمیت آگے بڑھ رہا تھا آنکھوں میں نمی اور قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

آنکھوں کے آگے چھارہی دھند پر اسنے آنکھیں زور سے ہتھیلی سے رگڑی۔ دل میں اٹھتا درد اس کی برداشت سے باہر تھا۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھا دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں مضبوطی سے بھینچتے ایکدم سے ڈھے سا گیا۔

سامنے لگی تختی پر لکھے الفاظ کو اسنے پہلی بار غور سے پڑھا تھا۔"ماہ رخ اسال" آغا شاہ"کئی آنسوں اسکی آنکھوں سے بہتے رخساروں کو بھگو گئے تھے۔

گلے میں آنسوں کا گولا سا اٹکا تھا۔وہ گہری سانس بھرتے اپنے آپ پر ضبط کرنے لگا۔جو کہ بے حد مشکل ہو رہا تھا۔

"مم ماہ رخ۔۔۔!!" وہ اسے مخاطب کرتے اٹکا تھا۔۔نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے وہ بے بسی سے گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"رخ۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔میں تمہارے قاتلوں کو سزا نہیں دے سکا ابھی تک۔۔!! مگر میں وعدہ کرتا ہوں بیوی۔۔کہ تمہیں مجھ سے چھیننے والی اس عورت کو میں ایسی بے دردی سے ماروں گا کہ اسکی روح تک کانپ کر رہ جائے گی۔۔"

اب کی بار اسکی سیاہ آنکھوں میں سرد مہری اترتی چلی گئی۔۔وہ کندھوں سے شال اتارتے قبر پر اٹی دھول صاف کرتے اپنا سر پائنتی کی جانب رکھتے آنکھیں موند گیا۔۔

جانے کتنا ہی وقت گزرا تھا اسے اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔شام کی سرخی چاروں اور پھیلتی جا رہی تھی۔۔وہ دنوں کا جاگا آج ماہ رخ آفندی کے پہلوں میں بیٹھتے ہی نیند کی آغوش میں ڈوبا۔

محمل۔۔۔!!وہ محمل کو پکارتا بھاگتا جا رہا تھا۔۔سرسبز و شاداب وادی میں" وہ بھاگتا جا رہا تھا۔۔گہری دھند کی لپیٹ چاروں طرف سے پھیلتی جا رہی تھی

۔

ایسے میں وہ محمل کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔اچانک اسکے قدم بے اختیار تھمے تھے۔۔

محمل قریشی اور ماہ رخ آفندی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے اسکی سمت بڑھ رہی تھیں۔۔ماہ رخ۔۔اسے دیکھتے مدہم سا مسکرائی،اسال آغا شاہ کے قدم وہی پر جم سے گئے تھے۔وہ آہستہ آہستہ اسال آغا کی طرف بڑھ رہی تھیں ۔۔اسکے قریب پہنچتے ماہ رخ آفندی نے محمل قریشی کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا۔

جسے وہ مضبوطی سے جکڑتے ماہ رخ کی طرف مڑا۔۔ماہ رخ آفندی ان دونوں پر ایک مسکراتی نگاہ ڈالتے واپس اس دھند میں غائب ہوتی جا رہی تھی۔۔

اسال اسے بلانا چاہتا تھا مگر الفاظ اسکے ہونٹوں سے ادا نہیں ہو پا رہے تھے

۔۔۔وہ اسے خود سے دور جاتا دیکھ گھبرا اپڑا۔۔

ماہ رخ۔۔۔"وہ پسینے سے شرابور چہرے سمیت اٹھ کر بیٹھا۔۔گہری" سانسیں بھرتے اسنے اپنے اٹکے ہوئے سانس بحال کیے۔

وہ بے چینی سے نظریں آگے پیچھے دوڑائے دیکھنے لگا۔ مگر وہاں ناں تو محمل تھی ناں ہی ماہ رخ۔۔اسال نے شدت ضبط سے اپنے ہونٹ کچلتے ماہ رخ آفندی کی قبر کو دیکھا۔۔

معاا سکا فون رِنگ ہوا۔۔اسال نظریں قبر پر جمائے کال اٹھائے موبائل فون کان سے لگا گیا۔۔۔

ہیلو اسال۔۔۔!!"اسال آغا شاہ ضرار پاشا خان کی آواز پر چونکا۔۔"

اپنے ماتھے پر بکھرتے سیاہ بالوں کو پیچھے کرتے وہ بہت مشکل سے اٹھا۔۔

ضرار کیا ہوا سب کچھ ٹھیک تو ہے۔۔؟"اسال اپنے کپڑے جھاڑتے لہجے کو" ہموار بناتے سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔

سب کچھ ٹھیک ہے اسال۔۔۔ محمل یہاں ہے۔۔۔خان حویلی میں۔۔" میں خود بھی نعمت کے ساتھ حویلی جا رہا ہوں۔۔تم جلدی سے حویلی پہنچو ۔۔۔شی نیڈز یُو!!"ضرار سنجیدگی سے کہتے کال کاٹ گیا تھا۔۔

اسال آغا شاہ کئی لمحے تک فریز سا کھڑا رہ گیا۔موبائل فون کان سے ہٹائے وہ بے ساختہ ہی پیچھے کو مڑا۔

ایک نگاہ ماہ رخ آفندی کی قبر پر ڈالے وہ مضبوط قدم اُٹھاتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

سر میں اٹھتی تیز ٹھیسوں پر اسنے ہاتھ سر پر رکھتے اپنی درد سے بھاری پڑتی آنکھیں بمشکل سے کھولی۔۔۔

سمندر کے پانی کی مانند نیلی خوبصورت آنکھوں میں شدید سرخی کی لہریں تیر رہی تھی۔

محمل میری جان لیٹی رہو۔۔!!"کنول بیگم کی متفکرانہ آواز پر اسنے چونک" کر انہیں دیکھا جو اسکے قریب بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

اماں۔۔۔؟"وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بیڈ پر مضبوطی سے جمائے انہیں" دیکھتی سہارے سے اٹھ کر بیٹھی۔۔

شفاف ماتھے پر پڑے بل ایکدم سے مزید گہرے ہوتے جا رہے تھے۔سامنے موجود صوفے پر داجان اور اسفندیار خان بیٹھے ہوئے تھے۔۔

ایک جانب نرگھس خان اور زرتاج خان کھڑی تھی۔جبکہ گل مینے خان اسکے قریب ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔

بدر عالم کہاں ہے۔۔؟" وہ پورے کمرے پر نظریں دوڑاتے سنجیدگی سے "
مستفسر ہوئی۔

اسکے سوال پر سبھی نے مڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

کون بیٹا کس کی بات کر رہی ہو تم۔۔؟" کنول خان نے حیرت سے اسے "
دیکھتے پوچھا۔۔جوان کے سوال پر چونکی۔۔

شاید وہ لوگ بدر عالم شاہ کو نہیں جانتے تھے۔۔

اماں وہ لڑکا جو میرے ساتھ آیا تھا وہ زخمی تھا۔۔وہ بدر عالم شاہ "
ہے۔۔۔اسال کا چھوٹا بھائی۔۔!" وہ دوپٹہ سر پر اوڑھتے انہیں بتاتے ہوئے
بیڈ سے اٹھی۔۔

جب اچانک اسکا سر ایکدم سے چکرایا۔" محمل۔۔بیٹا طبعیت ٹھیک نہیں ہے
"تمہاری۔۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔

حفیظ قریشی جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئے تھے وہ بھاگ کر اس تک
پہنچے۔۔اسے سینے سے لگاتے وہ نرم لہجے میں گویا ہوئے۔

بب بابا۔۔۔بدر عالم شاہ ٹھیک تو ہے اسے چوٹیں آئی ہیں۔۔ڈاکٹر کو بلائیں"

"!آپ۔۔اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے وہ اسال کا بھائی ہے

وہ ان کی شال کو مٹھیوں میں جکڑتے پاگلوں کی طرح ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔

اسکی حالت ان سبھی کیلئے بہت زیادہ تکلیف دہ تھی۔۔

خفیظ صاحب گہری سانس بھرتے اسکی پیشانی چومتے اسے ساتھ لگائے کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔وہ جانتے تھے وہ جب تک بدر کو دیکھے گی نہیں،

"اسے چین نہیں آئے گا۔۔

وہ اسے ساتھ لگائے ایک روم میں داخل ہوئے۔سامنے ہی بیڈ پر بدر عالم شاہ بیہوشی کی کیفیت میں پڑا تھا۔

ڈاکٹر اسکا معائنہ کرنے میں مصروف تھا۔جبکہ زرغان خان ایک کونے میں کھڑا تھا محمل کو دیکھ وہ اسی سمت آیا۔۔۔

گھبراؤ نہیں لڑکی ٹھیک ہے تمہارا دیور۔۔۔" وہ اسے پر سکون کرنے کی خاطر شریر لہجے میں بولا۔۔تو محمل اسکی بات پر پہلے تو چونکی پھر پھیکا سا مسکرائی۔

"دیکھ لیں آپ چچا جان۔۔۔شادی کے بعد آپ کی بیٹی تو ہم سب کو بھول ہی گئی ہے۔۔" زرغان خان نے ایک اور شکایت کی تھی۔۔وہ بچپن سے ساتھ کھیلتے آئے تھے۔ محمل جب کبھی بھی خان حویلی لوٹتی تھی۔۔وہ اکثریت و پیشتر ضرار اور زرغان خان کے ساتھ پائی جاتی تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔زرغان خان۔۔بس بدر کی حالت بہت خراب ہے۔۔اسکی بیوی اسکے بغیر نہیں رہ سکتی۔اور حویلی والے بھی۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکراتے اسے آگاہ کرتی اب سر اٹھائے اپنے بابا کو دیکھنے لگی۔

"بابا آپ سائیں کو کال کریں وہ پریشان ہونگے۔۔انہیں بتائیں کہ بدر عالم شاہ اور محمل ٹھیک ہے۔۔" اس کے نام پر ہی محمل کے زرد چہرے پر لالیاں گھلی تھی۔

وہ کچھ ہی دیر میں اسکے پاس ہو گی یہ خیال ہی اتنا خوش کن تھا کہ اسے اپنی ہر تکلیف ہر درد مد غم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

نہیں آپ ایسا کریں آپ مجھے فون دیں۔۔میں ابھی اسے کال کرتی ہوں۔"

دیکھئے گا وہ بھاگا بھاگا آئے گا۔" وہ روتے ہوئے اچانک ہنسی تھی۔

خفیظ قریشی تو ٹھیک سے مسکرا بھی نہیں سکے تھے۔۔کون باپ اپنی بیٹی کی ایسی حالت دیکھ کر مسکرا سکتا ہے۔وہ جس طرح کی حالت میں ایک اڈے سے زرغان خان کو ملی تھی۔۔

ان کا تو کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔۔اسال آغا شاہ پر بھروسہ کرنا ان کی زندگی کی سب سے بڑی سزا ثابت ہوئی تھی۔۔

میں نے کر دیا ہے اسے فون بیٹا۔وہ آتا ہو گا۔" وہ گہری سانس بھرتے" سنجیدگی سے بولے۔تو محمل نے انہیں دیکھا پھر سر اثبات میں ہلاتے وہ ہنسی

۔۔۔

" ٹھیک ہے۔۔میں کپڑے بدل لیتی ہوں۔۔گل سے لے لیتی ہوں۔"

وہ اپنے حلیے کو دیکھ خاصی گھبرائی تھی اسال اگر اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقیناً اسے بہت تکلیف ملتی اور اسے تکلیف ہو یہ محمل قریشی قطعاً برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

خفیظ قریشی اسکی پشت کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتے رخ پھیر گئے تھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے روم سے باہر نکلی تھی۔جب اچانک سامنے سے آتی لڑکی سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔

محمل نے حیرت سے اپنی خوبصورت آنکھیں اٹھائے سامنے دیکھا۔

روپ۔۔"وہ نعمت کو دیکھتے مسکرا کر اسے روپ سمجھتے اسکے گلے لگی۔۔"

نعمت اچانک اس کے یوں گلے لگنے پر فریز سی ہو کر رہ گئی تھی۔۔

اسکے ہاتھ تک نہیں ہل پائے تھے۔۔وہ پیچھے ہوئی تو نعمت کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ وہ کچھ چونکی۔۔

نعمت سانس روکے اس نیلی آنکھوں والی حسن کی ملکہ کو دیکھتی رہ گئی۔۔اتنا مکمل حسن اس نے زندگی میں شاید پہلی بار دیکھا تھا۔وہ لڑکی ہو کر اس حسن پر چونک سی گئی۔۔

بوسیدہ لباس اور دھول سے اٹا چہرہ بھی اسکے حسن کو مانند نہیں کر سکا تھا۔۔

میں روپ نہیں نعمت ہوں۔۔نعمت ضرار پاشاخان۔۔!!"نعمت اسے" سنجیدگی سے دیکھتے اپنا پورا تعارف دینے لگی۔

مقصد محمل کے چہرے پر اس تعارف کے بعد چھانے والے تاثرات دیکھنا تھا۔وہ ضرار پاشاخان کو مکمل طور پر حاصل کر چکی تھی۔اسکی وفا پر وہ یقین کر چکی تھی مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ محمل قریشی اسکے شوہر کا عشق تھی اور شاید اسکا شوہر بھی سامنے کھڑی لڑکی کا عشق ہی تھا۔

محمل اسکے تعارف پر زیر لب مسکرائی وہ نعمت شاہ کی آنکھوں میں ضرار پاشا" خان کیلئے جھلکتی محبت صاف پڑھ پائی تھی اور اسکے تعارف کا مقصد بھی بخوبی سمجھتی تھی۔۔

اب کی بار وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی سے اسکے گلے لگی۔۔تو نعمت کو شرمندگی سی ہوئی۔چہرہ ایکدم سے سرخ پڑا تھا۔۔

پھر تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔۔کہ تم نعمت ہو۔مجھ سے ملو میں محمل" اسال آغا شاہ۔۔تمہاری بھابھی۔۔"وہ سینے پر ہاتھ رکھتے بڑی محبت سے اپنا تعارف دے رہی تھی۔۔

نعمت اسکے لہجے کے مان اور آنکھوں میں اسال آغا شاہ کی محبت کی جلتی جوت دیکھ ٹھٹک سی گئی۔۔وہ تو کچھ اور دیکھنا چاہ رہی تھی مگر محمل قریشی تو پور پور اسکے بھائی کی محبت میں ڈوبی اسی کا عکس ہی تو لگ رہی تھی۔۔

تمہاری بیٹی کہاں ہے۔۔۔؟ مجھے سائیں نے بتایا تھا تمہارا اور نور کا۔۔ مگر " میں یہ نہیں جانتی تھی کہ تم بلکل روپ جیسی ہو۔۔ پتہ ہے سائیں بھی آنے " والے ہیں۔ وہ تمہیں اور نور کو دیکھ کر بہت خوش ہونگے۔۔

محمل بولے جا رہی تھی۔ اور نعمت کی نظریں اس پر ہٹ نہیں رہی تھی۔۔ نعمت شاہ چاہنے کے باوجود بھی اس میں کوئی حامی نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔۔ اس کی ہر بات اسال آغا سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو رہی تھی۔

نور اپنے بابا کے پاس ہے وہ آ رہے ہیں۔۔ "نعمت نے گہری سانس بھرتے " مسکرا کر کہا۔ جس پر محمل نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔۔۔ معاضرار پاشا خان پیچھے سے آتا دکھائی دیا تھا۔

جو نور سے کھیلتا ہوا اسی سمت آ رہا تھا۔۔ نعمت نے ایک نگاہ اس پر اور پھر ایک نگاہ محمل پر ڈالی۔۔

لو مل لو میری پرنسز سے۔۔ محمل اسال آغا شاہ۔۔۔ "وہ نور آئینہ کو اسکی " گود میں دیتے مدہم مسکراہٹ سے بولا۔۔

اسکے انداز پر محمل پھیکا سا ہنسی تھی۔آج اس شخص کو دیکھ کر کوئی جذبہ کوئی احساس اسکے دل میں بیدار نہیں ہوا تھا۔۔

"بہت پیاری ہے نور آئینہ بلکل اپنی ماما کی طرح۔۔"وہ نور کے گالوں پر بوسہ دیتے مسکرا کر بولی تو نعمت بے ساختہ ہی مسکرائی تھی۔۔

"میں شکر گزار ہوں تمہاری ضرار پاشا کہ تم نے مجھے نہیں چنا۔۔" ضرار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا مگر جلد ہی وہ نظریں پھیر گیا۔۔

"تمہاری وجہ سے سائیں میری زندگی میں آئے۔۔یقیناً میں نے زندگی میں کوئی اچھا کام کیا ہو گا جو مجھے سائیں جیسا شوہر اور ساتھی ملا۔۔!! میں چلتی ہوں۔۔سائیں آتے ہونگے۔۔"وہ مسکرا کر اسکا شکریہ ادا کرتی کمرے کی سمت بڑھی تھی۔

نعمت اور ضرار حیرانگی سے اسکی پشت کو دیکھتے رہ گئے۔۔وہ سمجھ نہیں پائے تھے کہ آخر کار اسال آغا شاہ نے ایسا کیا کر دیا تھا کہ وہ لڑکی اسکا نام لیتے نہیں تھک رہی تھی۔

نعمت۔۔"وہ اچانک رکی۔۔نعمت نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔"بدر عالم" شاہ بھی یہیں ہے اس والے روم میں۔۔۔تم ان سے مل لو۔۔۔"وہ کمرے کی طرف اشارہ کرتے اب دوبارہ سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

نعمت چونکی۔۔اسنے حیرت سے ضرار کو دیکھا جس نے کندھے اچکائے تھے ۔۔نعمت آنکھیں پھیلائے اب اسی روم کی طرف بڑھی۔۔

جبکہ ضرار پاشا خان گہری سانس بھرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

محمل بیٹا تم آرام کر لو۔۔۔ڈاکٹر نے سختی سے آرام کرنے کی تلقین کی ہے" ۔۔!!"نرگھس خان اسکے لیے سوپ بنا کر کمرے میں آئی۔۔تو اسے آئینے کے سامنے کھڑا دیکھ وہ گہری سانس بھرتے بولی۔

نہیں ممانی میں ٹھیک ہوں۔۔کچھ بھی تو نہیں ہوا مجھے۔۔"وہ نیلے رنگ "
کی پٹھانی پوشاک پہنے ہم رنگ دوپٹہ اور سر پر ٹوپی سجائے کسی کانچ کی گڑیا کی
جیسی خوبصورت دکھ رہی تھی۔۔

نرگھس خان اسے نظر بھر کر دیکھتے ماشاءاللہ کہتے نظریں پھیر گئی تھیں۔۔

"اللہ جانے نرگھس خان۔۔اس کا شوہر کتنا محبت کرتا ہے امارالڑکی سے۔۔یہ
تو اس کا نام لے کر تھک ہی نہیں رہا۔۔ہم بھی دیکھنا چاہتا ہے کون ہے وہ
"شاہ۔جس نے امارالڑکی کو اپنا دیوانہ بنا ڈالا ہے۔۔

زرتاج خان جوس کا گلاس تھامے اندر آتے گہری سانس بھر کر بولی۔۔گل
مینے خان نے لب دبائے محمل کو آئینے میں دیکھا۔۔

جس کا نازک وجود قہر ڈھا رہا تھا۔۔وہ فورا سے اٹھ کر اس کے پاس جاتی کاجل
اٹھائے اسے تھما گئی۔۔

نہیں گل۔۔سائیں کو میری آنکھیں ایسے ہی کاجل کے بغیر اچھی لگتی ہیں"
۔۔اسے رہنے دو۔۔۔"وہ کاجل دوبارہ سے میز پر رکھتے مسکرا کر بتانے لگی
۔۔

گل مینے خان اس کی ایک ہی رٹ پر اشتیاق اور حیرت سے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔۔

اسے تو لگا تھا کہ محمل!!ضرار پاشا خان کو اب تک سینے میں چھپائے بیٹھی ہو گی۔۔مگر اب جو محمل اس کے سامنے تھی۔
اسے دیکھ کر تو گل مینے خان واقعی دھنگ تھی۔۔
تو کیا پسند ہے تمہارے سائیں کو۔۔۔محمل!!؟"وہ زرتاج خان اور باقی"
سب کے کمرے سے نکلنے پر محمل کی گردن کے گرد بانہوں کا حصار باندھتے شریر لہجے میں مستفسر ہوئی۔۔
محمل اسکے انداز پر جھینپی۔۔گھنیری پلکوں کی جھالر ایکدم سے رخساروں پر سایہ فگن ہوئی تھی۔۔

انہیں صرف میں پسند ہوں۔۔اور کچھ بھی نہیں۔۔۔"وہ بڑے فخر سے"
گردن اکڑا کر بولی۔۔کہ گل مینے اسکے انداز پر کھلکھلائی تھی اسکی
کھلکھلاہٹ میں محمل قریشی کی کھلکھلاہٹ بھی شامل ہوئی تھی۔۔
نعمت اس کھلکھلاہٹ کو سن ایک پل کو کمرے کے باہر ہی رکی پھر گہری
سانس بھرتے وہ دروازے ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔
ارے بھابھی آئیں آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں۔۔؟"گل مینے خان!!"
نعمت کو دروازے پر دیکھ بھاگ کر اس تک گئی تھی۔۔
وہ مم میں حویلی والوں کا پوچھنا چاہتی تھی مطلب میری اماں سائیں،روپ"
"اور باقی سب کیسے ہیں۔۔؟
نعمت انگلیاں چٹخاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔۔وہ اپنے کچھ دیر پہلے
والے رویے سے شرمندہ بھی تھی۔۔
محمل گہری سانس بھر کر اس تک آئی۔۔وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ کن حالات
میں یہاں تک پہنچی تھی۔

وہ سب ٹھیک ہیں تمہاری اماں سائیں اور روپ تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔"

"وہ اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے مسکرا کر بولی تھی۔

نعمت کی آنکھیں ایکدم سے بھیگی۔نئے رشتوں کے آنے سے پرانے رشتے بھلائے نہیں جا سکتے۔ مگر انسان کو اپنی زندگی میں ایڈجیسٹ ہونے کیلئے سب کو کچھ وقت کیلئے پس پشت ڈالنا پڑتا ہے۔اور نعمت شاہ اپنے عزیز رشتوں کو کئی سالوں سے پس پشت ڈال چکی تھی۔جن کی یادیں اسکے دل میں آج بھی پہلے جیسے ہی تازہ تھی۔

"سب نے تمہیں اپنا لیا ناں محمل۔۔میرا مطلب سب کا رویہ ٹھیک ہے ناں تمہارے ساتھ۔۔۔؟"نعمت نے کچھ گھبرا کر یہ سوال پوچھا تھا۔۔اور پھر ایک نگاہ اسکے پیٹ پر ڈالی۔۔جو زیادہ نہیں مگر تھوڑا سا دکھائی دے رہا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہیں نعمت۔۔سائیں کے ہوتے ہوئے کوئی مجھے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔۔"وہ بڑے مان سے کہتی اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔گل

مینے خان بھی ایک طرف ہو کر بیڈ پر لیٹی اب محمل کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہے تھی۔۔

بے بی ٹھیک ہے ناں۔۔!!؟"نعمت نے جھجھک کر پوچھا۔وہ نہیں چاہتی" تھی کہ محمل اسے خود غرض سمجھے مگر حقیقت یہی تھی کہ اپنے بھائی کی اولاد اسکے خون کی کشش ہی اتنی بری تھی کہ وہ چاہ کر بھی خود کو اس سوال سے روک نہیں سکی۔

ہاں الحمداللہ سے دونوں ٹھیک ہیں!!"محمل نے مبہم مسکراہٹ سے" جواب دیا۔۔نعمت اسکی خوبصورت مسکراہٹ پر گہری سانس بھرتے اسکے الفاظ پر کچھ چونکی۔

دونوں مطلب۔۔؟"نعمت نے حیرت سے کہتے پہلے گل مینے اور پھر محمل" کو دیکھا۔۔جو شرمائی سی سر جھکا گئی تھی۔۔

مطلب یہ کہ تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹر طاہرہ آئی تھیں۔جو محمل کا پورا چیک اپ کر کے گئی ہیں۔۔اور ان کے مطابق محمل کے دونوں بے بیز بلکل تندرست ہیں۔۔"

گل مینے خان اسکے ساتھ لگتے خوشی سے بولی۔۔جس پر نعمت کی آنکھیں بے اختیار پھیلی اور اگلے ہی لمحے وہ خوشی سے پاگل ہوتی محمل کے گلے جا لگی۔۔

مطلب۔۔میں دو دو بچوں کی پھپھو بننے والی ہوں۔۔!"اسے ابھی تک" یقین نہیں آرہا تھا۔۔ محمل قریشی تو گل مینے خان کی نظروں سے خاصی جھنجھلا رہی تھی۔جو اسے گہری نظروں سے گھور گھور کر اشارے کر رہی تھی

۔۔

معا گاڑی کی آواز سنتے محمل عجلت میں بیڈ سے اتری تھی۔۔اس ہارن کو تو وہ ہزاروں میں سے بھی پہچان سکتی تھی۔۔وہ بھاگ کر عجلت میں کھڑکی کی سمت بڑھی تھی۔

گل مینے خان، نعمت کو دیکھتے انگلی سے اسکے پاگل ہونے کا اشارہ کرتے ہنسی ۔۔نعمت اسکے اشارے پر سر نفی میں جھٹکتے اسکے ساتھ ہی ہنس پڑی۔

★★★★★★★★★★★★

السلام علیکم!! محمل کہاں ہے؟" وہ گاڑی سے اترتے لمبے لمبے ڈھگ" بھرتے اندر داخل ہوا۔۔

سامنے ہی لاونج میں صوفے پر براجمان خفیظ قریشی اور داجان کو سلام کرتے وہ بے چینی سے مستفسر ہوا۔۔

نظریں بے تابی سے پوری حویلی کا طواف کر رہی تھیں۔۔

محمل کہاں تھی اسال آغا شاہ۔۔؟" داجان اسے دیکھتے نشست سے اٹھتے" اس کے سامنے آن رکے۔۔

اسال ایک دم سے انہیں دیکھتے گہری سانس بھرتے رہ گیا۔۔فل وقت وہ کسی بھی قسم کے سوالوں کے جواب دینے کی حالت میں نہیں تھا۔۔وہ بس محمل کو دیکھنا چاہتا تھا اسکے صحیح سلامت ہونے کا یقین کر کے وہ اپنے تھکن زدہ اعصاب اپنے بے قرار دل کو سکون پہنچانا چاہتا تھا۔

"میں آپ کے سارے سوالوں کے جواب دوں گا۔۔مگر پلیز مجھے ایک بار محمل سے مل لینے دیں۔۔"

وہ نظریں جھکائے شائستگی سے بولا۔۔داجان کے چہرے کی سرد مہری مزید بڑھی تھی۔۔

"کیسے مل لینے دوں میں تمہیں اس سے۔۔اسال آغا شاہ تم ایک سردار ہو کر بھی اپنے بیوی کی حفاظت نہیں کر سکے۔وہ جگہ جگہ دربدر رلتی رہی۔۔جانتے بھی ہو وہ کس حالت میں زرغان خان کو ملی۔۔۔؟؟وہ کس حالت میں ہمارے سامنے آئی تھی۔۔"

اسال ان کی باتوں پر خاموشی سے سر جھکا گیا تھا۔۔وہ جو کہہ رہے تھے سب کچھ سچ تھا۔پھر وہ کیسے ان کی کسی بھی بات کو جھٹلا دیتا۔

میں اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں آپ سے۔۔داجان۔۔۔مگر پلیز مجھے "

"ایک بار محمل سے مل لینے دیں۔۔

وہ عاجزانہ لب و لہجے میں بولا۔۔سیڑھیوں سے اترتے ضرار پاشا خان اسکی بات پر چونکا۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں حیرت سمیٹے اس نے سنجیدگی سے اسال آغا شاہ کو دیکھا۔۔جو محمل قریشی کی جدائی میں نڈھال ہو گیا تھا۔۔

ہرگز نہیں۔۔تمہارا بھائی بدر عالم شاہ اندر ہے۔تم اسے اٹھاؤ اور چلے جاؤ "

یہاں سے۔۔۔!"داجان کے سنجیدگی سے کہنے پر اسال نے خفیظ قریشی کو دیکھا جو نظریں جھکا گئے تھے۔۔

بدر۔۔"اسال نے چونک کر اوپر کی سمت دیکھا۔ضرار پاشا خان پر نظریں "

پڑتی ہی وہ نظریں پھیر گیا۔

محمل۔۔!!" وہ دو قدم پیچھے ہوتے پوری قوت سے دھاڑا تھا۔اسکی دھاڑ پر "
داجان سمیت سبھی کے چہرے پر تناؤ سمٹ آیا۔۔ضرار گہری سانس بھرتے
نیچے اترتا ایک کونے میں جا رہا۔۔
جبکہ محمل اسکی پکار پر کمرے سے بھاگ کر باہر نکلی۔
زرتاج خان، نرگھس خان اور کنول خان تک لاؤنج میں اکٹھی ہوئی تھیں۔۔
وہ داجان کے حکم پر اسال آغا شاہ سے ملنے سے گریز برت رہی تھی۔
سائیں۔۔۔!!" محمل سیڑھیوں کے وسط میں بے ساختہ ہی رکی تھی۔۔"
نیلی آنکھیں اسے سامنے دیکھ کر بے ساختہ ہی بھیگی۔۔
وہ ہونٹ دانتوں تلے کچلتے وہی ٹرانس کی سی کیفیت میں جم کر رہ گئی۔
اسال اسے روتا دیکھ ایکدم سے بھاگتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔
محمل۔۔۔۔"وہ اس تک پہنچا اسے نرمی سے خود سے لگائے وہ اپنی جلتی سیاہ"
آنکھیں موند گیا۔
محمل آنکھیں موندے سر اسکے سینے پر رکھ گئی۔۔

ٹھیک ہوناں تم۔۔!!" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اپنی بھیگی"
نم آنکھوں سے اس پری وش کو دیکھتا تڑپ کر رہ گیا تھا۔۔
نظریں اس چاند سے مکھڑے سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔
آپ کو دیکھ لیا اب ٹھیک ہوں میں!!" وہ اسکے چہرے کو محبت سے دیکھتے"
مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔۔اسال بے اختیار مسکرایا۔۔
بہت ستایا ہے تم نے سائیں کی جان۔۔۔بہت ظالم ہو تم۔۔!!" وہ اسکے"
ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگائے بھیگے شکوہ کناں لہجے میں بولا۔
میں نے بہت یاد کیا آپ کو سائیں۔۔۔!!" محمل نم آنکھوں سے اس"
خوبرو شخص کو دیکھتے ہچکیوں سمیت بولی۔
گل مینے خان ریکنگ کے پاس کھڑی اس خوبرو شخص کو ٹک ٹکی باندھے دیکھ
رہی تھی۔ جس کا پر نور چہرہ مبہوت کر دینے والا حسن رکھتا تھا۔
نعمت بھیگی آنکھوں سے اپنے لالا کو دیکھ رہی تھی۔۔جو محمل قریشی کے ساتھ
ایک مکمل تصویر کا عکس دکھ رہا تھا۔

اسال آغا شاہ محمل قریشی کا ہاتھ تھامے سیڑھیاں عبور کرتے مضبوط قدموں سے نیچے اترا۔۔ جہاں ایک اور امتحان اسکا منتظر کھڑا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

ہاتھ چھوڑو محمل کا۔۔۔!!" نیچے اترتے ہی داجان اسکے روبرو ہوتے سرد" لہجے میں تحکم بھرے انداز میں بولے۔۔

محمل انکے سرد لہجے پر اسال آغا شاہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے اب کی" بار اپنی نیلی آنکھیں پھیلائے سبھی کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہاں موجود ہر ایک شخص کے چہرے کے تاثرات سخت تھے۔۔ جیسے وہ آج کسی بھی طور محمل کو اسال کے ساتھ جانے دینے والے نہیں تھے۔۔

وہ حیرت سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی۔ جو سر جھکائے خاموش تماشائی بنے ایک کونے میں کھڑے تھے۔

میں جانتا ہوں داجان میری غلطی ہے یہ کہ میں محمل کا خیال نہیں رکھ"
"...پایا۔۔پلیز آپ مجھے ایک موقع
موقع ہی دیا تھا تمہیں۔۔اسال۔۔اب اور نہیں۔۔تم جا سکتے ہو یہاں سے"
اور کبھی مڑ کر واپس مت آنا۔۔!!"نعمت خوفزدہ سی نظروں سے اس منظر
کو دیکھ رہی تھی۔۔

داجان اسکے لالا کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے تھے وہ نا سمجھی سے سر نفی میں جھٹکتے نیچے اتری تھی۔۔

ٹھیک ہے آپ محمل سے پوچھ لیں۔اگر محمل نہیں جانا چاہتی تو میں اسے"
"!!نہیں لے کر جاؤں گا

اسال نے گہری سانس بھرتے نرم لہجے میں کہا تھا۔وہ جانتا تھا وہ لوگ حق بجانب تھے مگر محمل قریشی سے دستبردار ہونا اسکے لئے اپنی سانسوں کو خود روک دینے کے مترادف تھا۔

محمل نہیں جائے گی ہمیں پورا یقین ہے۔۔۔کیوں محمل؟تم جانا چاہو گی"
اس جہنم میں اس لڑکے کے ساتھ.....!!"داجان کا لہجہ غصے کی شدت سے کانپ گیا تھا۔
محمل ان سبھی کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔جنہیں اچانک محمل قریشی یاد آ گئی تھی۔۔

آپ سب لوگ مجھے کیوں روکنا چاہتے ہیں داجان۔۔؟آپ تب کہاں " تھے جب ایک ظالم اور جابر شخص نے مجھے اور والدین کو مجبور کر دیا کہ میں "!!اسکے پوتے کیلئے اولاد پیدا کرنے کی مشین بن جاؤں۔۔
محمل اچانک اسال آغا شاہ کا ہاتھ چھوڑ کر ان کی سمت بڑھی تھی۔۔اسکے لہجے میں انتہا کی سختی اور سرد پن تھا۔۔
ان نیلی آنکھوں میں دہکتے سوال داجان سمیت ہر ایک شخص کو نظریں چرانے پر مجبور کر گئے۔

آپ تو خان ہیں ناں۔۔آپ کا پوتا تو مجھے اپنی عزت اپنی منگ کہتا پھرتا تھا"
۔۔اسے کیوں خیال نہیں آیا اس وقت کہ ایک عورت جسکے خاندان کا واحد
"سہارا وہ بننے والا ہے۔۔وہ کیوں مجھے اور میرے والدین کا سہارہ نہیں بنا۔؟
محمل کا رخ اب ضرار پاشا خان کی سمت اٹھا تھا۔۔اسے کوئی شکوہ کوئی رنج
نہیں تھا اسے۔۔ناں ہی زندگی میں کسی سے ہوا تھا مگر آج اسکے شوہر پر اٹھتے
سوالات نے اسے یہ سب کچھ کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔
میں بتاتی ہوں اس برے وقت میں جب میں اس حویلی سے بھاگی تو مجھے "
درندوں سے بچا کر یہ شخص واپس لے گیا تھا۔۔چاہتا تو مجھے چیر پھاڑ کر رکھ
سکتا تھا میں اسکی عزت اسکے نام سے منسوب ہو کر بھی بھری محفل سے
" بھاگی تھی۔
کنول بیگم کی طرف مڑتے اس نے ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے کہا تھا گزرا
وقت کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہا تھا۔۔جو اذیت
ناک تو تھا مگر اسال آغا شاہ کی وجہ سے وہ خوبصورت بھی تھا۔

اس شخص نے مجھے اپنے پورے گاؤں میں اپنی بیوی کے طور پر متعارف" کروایا بابا جان۔۔بچہ جننے والی داسی کے نام سے نہیں۔۔!! دو آنسوں ان شفاف آنکھوں سے بہتے گلابی گالوں پر بہے تھے۔۔ہر کسی کی آنکھیں بے ساختہ ہی جھکی تھی۔

اس غیر خاندان میں یہ شخص میرا ساتھی میرا سہارہ بنا۔۔جسے اسکے اپنوں" نے لاوارث کر دیا تھا۔۔اس کے پاس اسال آغا شاہ جیسا مرد تھا وہ بھلا کیسے بے سہارہ ہو جاتی۔۔میری تو اس خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ہر بیٹی کے نصیب میں میرے سائیں جیسا شخص لکھے۔۔جسے اپنی انا سے زیادہ خود سے جڑی "عورت پیاری ہو۔۔

میں نے ساری زندگی یہی سنا بابا سائیں کہ مرد اپنی بیوی کو بہت عزت اور" مان دیتا ہے۔۔غلط کہتے تھے آپ۔۔ہر مرد نہیں۔۔۔صرف اسال آغا جیسے مرد اپنی بیوی کو عزت،مان اور تحفظ سب دیتے ہیں۔۔مجھے آنکھیں بند کر کے بھی آپ میں سے اور اس شخص میں سے کسی ایک کو چننا پڑا تو میں زندگی

کی آخری سانس تک اسے ہی چنوں گی۔۔کیونکہ سامنے کھڑا شخص آپ کا انتخاب تھا اور اسال آغا شاہ میرے اللہ کا انتخاب۔۔!!"

وہ سنجیدگی سے ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے ان سبھی کو دیکھتے مڑی تھی۔۔

اسال آغا شاہ کا جھکا سر دیکھ اسکے دل میں ٹھیس سی اٹھی وہ اس شخص کا جھکا سر قطعی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

چلیں سائیں۔۔۔اپنے گھر چلتے ہیں۔۔۔!!" وہ اسکا مضبوط ہاتھ اپنے نازک مخملی ہاتھ میں تھامتے سنجیدگی سے بولی۔۔اسال آغا شاہ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

جوان سبھی کے لاکھ روکنے کے باوجود بھی نہیں رکی تھی۔۔اسال آغا اسے ساتھ لئے بڑے فخر سے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے باہر نکلا۔۔آج اسکی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔اپنی بیوی کی طرف سے دیا گیا مان اسکی آنکھوں میں تشکر کے آنسوں بھر گیا تھا۔۔۔جنہیں وہ چاہ کر بھی روک نہیں سکا تھا۔۔

"لالا۔۔"

نعمت کی آواز پر وہ گاڑی کے قریب ہی رکا۔۔نعمت بھاگ کر اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

اپنا اور نور کا خیال رکھنا گڑیا۔۔۔اور بدر عالم شاہ کا بھی۔۔اسے ہوش آ" جائے تو میں اسے کل لینے آؤں گا۔۔سب سے میری اور محمل کی طرف سے "معذرت کر دینا۔۔ہماری وجہ سے یہاں کا ماحول ڈسٹرب ہوا۔۔

وہ نعمت کا گال تھپکتے تفکر بھرے لہجے میں کہتے گاڑی میں بیٹھا۔۔

نعمت گہری سانس بھرتے واپس لوٹی تھی جہاں ہر کوئی ایک دوسرے سے آنکھیں چرا رہا تھا۔۔ محمل قریشی انہیں حقیقت کا آئینہ دکھا کر گئی تھی اب ایک دوسرے کو دیکھنا کہاں آسان تھا۔۔ کہیں ناں کہیں وہ سبھی واقف تھے کہ وہ اسکے معاملے میں زیادہ سنجیدہ نہیں ہوئے تھے۔۔

اگر گل مینے یا حریم میں سے کوئی ہوتا تو شاید وہ لوگ اسی دن انہیں چھڑا کر لے آتے۔۔یہی بات انہیں شرمندہ کر رہی تھی۔۔رہی سہی کسر نعمت کی اسال کی طرف سے معافی مانگنے نے پوری کر دی تھی۔

ضراران سبھی کو ایک نظر دیکھتا گہری سانس بھرتے اوپر کی طرف بڑھ گیا۔
اسکے مطابق اس نے کچھ بھی غلط نہیں کیا تھا پھر شرمندہ ہونے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا تھا وہ بھی تب جب وہ نعمت شاہ کے ساتھ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا ایسے وقت میں وہ محمل کو یاد کر کے نعمت کو یا خود کو دھوکہ ہرگز نہیں دینے والا تھا۔۔

کنول چلو گھر چلتے ہیں۔۔۔"خفیظ قریشی گہری سانس بھرتے بیوی کو حکم" دیے باہر کی سمت بڑھے تھے۔۔جو خود اپنے مردہ قدم گھسیٹتے ہوئے باہر کی سمت بڑھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ سارے راستے اسکے کندھے پر سر رکھے آنکھیں موندے آئی تھی۔۔

اسال آغا شاہ کا ایک ہاتھ اسکے ہاتھ میں مضبوطی سے قید تھا جس کے سبب وہ بمشکل سے ہی ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

مگر وہ محمل کو تکلیف ہر گز نہیں پہنچا سکتا تھا جبھی وہ ایک ہاتھ سے مینیج کر رہا تھا۔

گاڑی حویلی کے بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔سیاہ روش پر چلتے گاڑی کے ٹائر کار پورچ میں رکتے چڑ چڑائے۔۔

گاڑی رکنے کی آواز پر محمل نے اپنی نیلی خوبصورت آنکھیں کھولتے ایک نظر حویلی پر ڈالی اور پھر اسال آغا شاہ کو دیکھا۔۔

جس کی نرم گرم نگاہوں کے جذبات سمجھنے کے باوجود بھی وہ نظریں نہیں چرا سکی۔۔

اسال گاڑی سے نکلا۔اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولتے اسکا ہاتھ نرمی سے تھاما۔۔

رات کی تاریکی تیزی سے پھیل رہی تھی۔۔سوات کے سرد موسم کے سبب اسنے شال اپنے شانوں سے اتارتے محمل کے نازک وجود کے گرد مضبوطی سے لپیٹی۔۔

محمل اسکا ایک ہاتھ مضبوطی سے جکڑے آہستگی سے قدم اٹھاتے اندر" داخل ہوئی۔۔جب پہلا قدم حویلی کے گیٹ پر رکھتے ہی پھولوں کی تیز بوچھاڑ شروع ہوئی تھی۔۔وہ حیرت و مسرت سے پھیلی آنکھوں سے سامنے دیکھے گئی۔۔

جہاں حویلی کی سب ملازمائیں ہاتھوں میں پھولوں سے بھرے تھال پکڑے اسکے استقبال کیلئے کھڑی تھی۔

اب کی بار نیلی آنکھیں فرش پر بچھی سفید پھولوں کی چادر پر پڑتے ہی حیرت سے زیادہ پھیلی۔۔اسال کے ہاتھ پر اسکی گرفت مزید سخت ہوئی۔۔

وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتے آگے بڑھ رہی تھی۔۔جب اچانک سامنے سے آتی نفیسہ شاہ نے ان دونوں کا راستہ روکا۔ محمل کی پیشانی چومتے وہ اسکے اور اسال کے سر سے کئی نوٹ وار کر ایک طرف ہوئی تھی۔

"خبر دار جواب اوپر جانے کا سوچا بھی تم نے آغا۔۔ تمہارا اور بہو کا کمرہ نیچے سیٹ کر دیا گیا ہے۔جب تک محمل ٹھیک نہیں ہوتی تم دونوں یہی رکو گے!!"

نفیسہ شاہ سنجیدگی سے تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ جس پر اسال مبہم سا مسکرا کر سر ہاں میں ہلا گیا۔

روپ شاہ پر نظر پڑتے ہی محمل بھاگ کر اسکے گلے لگی۔۔"

"بدر عالم شاہ بلکل ٹھیک ہیں روپ۔۔۔تم رونا مت اب۔۔۔!!" وہ اسکے آنسوں صاف کرتے معصومیت سے بولی تھی۔۔اسکے انداز پر روپ نے مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلا دیا۔۔

اسال اسکا ہاتھ تھامے اب خاموشی سے کمرے کی جانب بڑھا۔۔"

سائیں آپ کہاں۔۔۔؟" وہ اسے پھولوں سے سجے بیڈ پر بٹھاتا باہر کی جانب "
مڑا۔۔جب اسکا ہاتھ تیزی سے جکڑتے محمل عجلت میں بولی۔۔
اسکی بے قراری پر اسال نے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے۔
میں یہیں ہوں باہر سائیں کی جان۔۔ڈونٹ وری۔۔۔اب تو جانے کا"
سوال ہی نہیں اٹھتا۔۔" وہ نرمی سے اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھتے آنکھیں
سکون سے موندتے ہوئے گویا ہوا۔
جس پر محمل نے اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں کے رستے خود میں اتارتے گہری
سانس بھری۔۔
السلام علیکم مسز شاہ۔۔!!"ڈاکٹر فائقہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی"
تھی۔۔
وعلیکم السلام۔۔" محمل ان کو دیکھ کر چونکی۔"
ڈونٹ وری میں اپنے ملک کی بیسٹ گائناکالوجسٹ میں سے ایک ہوں۔"
".. آپ کے ہز بینڈ کے انسیسٹ کرنے پر آپ کا چیک اپ کرنے آئی ہوں

وہ اس خوبصورت گڑیا کی آنکھوں میں سوال پڑھتے نرمی سے مسکرا کر بولی

۔۔

محمل جانتی تھی۔اسال اسکا چیک اپ کروائے بغیر مانے گا نہیں۔۔ جبھی وہ خاموشی سے ڈاکٹر کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔۔

ڈونٹ وری مسٹر شاہ۔۔آپ کی وائف اور ان کے بے بیز الحمداللہ سے خیریت سے ہیں۔بس وہ تھوڑی ویک ہیں آپ ان کی ڈائٹ کا خیال رکھیں۔ "اور منتھلی چیک اپ وقت پر کرواتے رہیں۔۔

ڈاکٹر چیک اپ کرنے کے بعد روم سے نکلتے اسے دیکھ سنجیدگی سے بولی۔جو بے بیز والی بات پر چونکا۔۔

بے بب بیز۔۔؟" وہ حیرت سے دھڑکتے دل سے مستفسر ہوا۔۔"

جی ہاں آپ کے ٹوئنز بے بیز ہیں ماشاءاللہ سے!!" ڈاکٹر نے مبہم مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔اسال کئی لمحے حیرت اور بے یقینی سے کوئی ری ایکشن نہیں دے سکا۔۔وہ ایکدم سے آگے بڑھا۔

مگر پھر ڈاکٹر کو سوری کرتے وہ بھاگا بھاگا کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ڈاکٹر اسکے ری ایکشن کو دیکھتے ہنستے ہوئے سر نفی میں جھٹک گئ۔۔

★★★★★★★★★★★★

اسال آغا شاہ بھاگا بھاگا کمرے میں داخل ہوا۔۔ محمل جو بیڈ سے اٹھی ہی تھی وہ اسے مضبوطی سے جکڑتے شدت سے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔

اسکی گرفت مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی مگر محمل قریشی بس آنکھیں موندے اسے محسوس کر رہی تھی۔۔اسال اپنی بے اختیاری پر فورا اسے اس سے دور ہوتے اسے شانوں سے جکڑتے نرمی سے بیڈ پر بٹھا گیا۔

تم نے روکا کیوں نہیں مجھے۔۔سوری میری جان۔۔۔لگی تو نہیں۔۔!"وہ" متفکرانہ نظروں سے اسکے نازک وجود کو دیکھتے گھبرا کر پوچھنے لگا۔۔

مجھے یقین ہے آپ پر سائیں۔۔آپ مجھے ہرٹ نہیں کر سکتے۔۔!!"وہ"
اسکے سینے پر سر رکھتے آج اس کا مان بڑھاتی جا رہی تھی۔۔اسال آغا شاہ کا دل
زوروں سے دھڑکا تھا۔
محمل قریشی اسے پاگل کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھی اور وہ آہستہ آہستہ
اسکے عشق میں پاگل ہوتا جا رہا تھا۔
محمل ڈاکٹر نے بتایا کہ۔۔!!"وہ اچانک کہتے ہوئے رک گیا۔۔محمل اسکے"
سینے میں سر چھپائے آنکھیں زور سے موند گئی تھی۔اسکے بے ہنگم ہو رہے
دل کی دھڑکنیں اسال آغا شاہ بخوبی سن اور محسوس کر رہا تھا۔۔
آپ خوش ہیں ناں سائیں۔۔۔؟"وہ اسکے سینے سے سر اٹھائے اب اسے"
دیکھتے ہوئے مستفسر ہوئی تھی۔اپنی آنکھوں پر اپنی خوش بختی پر اسے یقین
نہیں ہو پا رہا تھا۔۔
سامنے بیٹھا شخص ایک خوبصورت خواب سے کم تو ہر گز نہیں تھا۔۔

اسال نے نرمی سے اسکی شفاف ہتھیلی پر لب رکھتے اسکے ہاتھ کو اپنے سینے پر موجود دل کے مقام پر رکھا۔۔

تمہاری آمد نے اس دل کو پھر سے دھڑکنا سکھا دیا ہے میری زندگی۔۔۔تم" سے جڑی ایک چھوٹی سی خوشی میرے لیے سر آنکھوں پر ہے۔۔میں تو خدا کا شکر گزار ہوں وہ مجھے اپنی بے پناہ نعمتوں سے نوازتا جا رہا ہے۔۔۔چاہے وہ "تمہاری صورت میں ہو یا پھر ہماری اولاد کی صورت میں۔۔

محمل قریشی اسکی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے اس کے خوبصورت لفظوں پر جھینپی۔۔بے اختیار اسنے ہاتھ بڑھاتے اسال آغا شاہ کی مڑی پر کشش بھنوؤں پر رکھا تھا۔

اسال اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اس کی کمر کے گرد حصار باندھے اسے نرمی سے اٹھائے اپنی گود میں بھر گیا۔۔

جی بھر کر چھولو سائیں کی جان۔۔۔ تمہارا ہی ہوں۔۔۔"وہ محمل کے کان" میں جھکتے سرگوشی نما آواز میں بولا۔تو محمل مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کے ہر نقش کو انگلیوں کے پوروں سے چھو کر محسوس کرنے لگی۔۔

★★★★★★★★★★★★

آج رات تم یہی سٹے کر لو۔۔۔ صبح میں تمہیں ہاسپٹل ڈراپ کر دوں گا" ۔۔۔!!"کار پورچ میں گاڑی روکتے زارون سکندر نے اپنے ساتھ بیٹھی رمینا خان کو مخاطب کیا۔

جو یک ٹک نظریں اس پر گاڑھے اسے محویت سے دیکھ رہی تھی۔۔زارون اپنے چہرے پر اسکی گہری نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بھی پہلوئں بدل کر رہ گیا۔

"!!آپ کو دقت ہو گی زارون۔۔۔ مم میرا مطلب سردار صاحب۔۔"

زارون نے مڑتے تیز نظروں سے اسے گھورا تو وہ گڑبڑا کر بات بدل گئی۔۔

نہیں مجھے دقت نہیں ہو گی۔۔اور تم مجھے زارون ہی کہہ سکتی ہو، آفٹر آل"

"!ہم کلاس میٹس رہ چکے ہیں۔۔

وہ اپنے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے دلکشی سے مسکرا کر بولا تو رمینا خان کا دل زوروں سے دھڑکا۔

وہ زارون سکندر خان کی طرف سے ملی اتنی سی نوازش پر جی جان سے خوش ہوئی تھی۔۔

کم۔۔"وہ باہر نکلا اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولتے وہ اسے ایک بار پھر سے خوش" کر گیا تھا۔

رمینا سہج سہج کر قدم اٹھاتے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی، جبکہ زارون سکندر خان اسکے پیچھے ہی برے برے سے منہ بناتا اندر کی جانب بڑھا۔۔اسے کسی بھی طرح اس عورت کو کل تک برداشت کرنا تھا۔

★★★★★★★★★★★★

"!!بھابھی۔۔۔"

آجاؤ گل وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔؟"گل مینے خان کی آواز پر نعمت نے مڑ" کر اسے دیکھتے مسکرا کر کہا۔وہ اس وقت باورچی خانے میں نور کا دودھ گرم کر رہی تھی۔۔

جب اچانک گل مینے خان بوتل کے جن کی طرح وہاں آئی تھی۔

"!!گل ہونٹ چباتے اسکے پاس جا رکی۔"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔ سنہری آنکھیں پھیلائے وہ معصومیت سے بولی۔۔دل میں ڈر بھی تھا کہ کہیں نعمت اسے ڈانٹ ناں دے۔

پوچھو کیا پوچھنا تھا تمہیں۔۔!!"نعمت مسکراہٹ دبائے ایک نگاہ اس پر" ڈالتے اب دودھ کے برتن میں چمچ ہلانے لگی۔۔

وہ آپ کے بھائی میرا مطلب ہے۔۔وہ محمل کے شوہر کیا وہ واقعی میں اتنے"
"!!گاؤں کے سردار ہیں۔۔

گل مینے خان کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا وہ اسال آغا شاہ کی شخصیت سے کافی مرعوب ہو چکی تھی۔اور یہ بات نعمت شاہ کے علاؤہ زرتاج خان اور نرگھس خان نے بھی محسوس کی تھی۔وہ رات سے گاہے بگاہے ہر بات میں محمل اور اسال کا ذکر چھیڑ رہی تھی۔

ہاں گل۔۔لالا سچ میں اتنے گاؤں کے سردار ہیں۔۔ہم دونوں بہنیں کافی" چھوٹی تھی جب ہمارے بابا فوت ہو گئے اس کے بعد لالا نے ہمیں باپ بن کر پالا۔بابا کی جگہ آغا جان نے انہیں چھوٹی سی عمر میں ہی سردار بنا دیا تھا۔ اسی لئے وہ بچپن سے ان سب چیزوں کی باریک بینیوں سے بخوبی واقف ہیں

۔۔

نعمت نے مسکرا کر اسے دیکھا جو ٹکر ٹکر اسے گھور رہی تھی۔۔

ایسا کرتے وہ کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔"کیا آپ کا دل نہیں چاہتا اپنی حویلی

"جانے کا۔۔میرا مطلب اپنی اماں سائیں اپنی بہن سے ملنے کا۔۔؟

وہ گال پر ہاتھ ٹکائے اب بڑی سنجیدگی سے بولی تھی۔۔جس پر نعمت نے

گہری سانس بھرتے آنچ بند کرتے اسے دیکھا۔

"!دل تو بہت چاہتا ہے۔مگر۔۔۔"

بس پھر ٹھیک ہے۔۔کوئی اگر مگر نہیں۔۔ہم کل چلتے ہیں شاہ حویلی"

۔۔!!"وہ چہک کر پرجوش لہجے میں گویا ہوئی تھی جس پر نعمت نے سینے پر

ہاتھ باندھے اسے دیکھا۔۔

اگر زارون لالا کو علم ہوا کہ تم ان کی بجائے میرے لالا میں دلچسپی لے رہی"

"!!ہو تو تمہاری خیر نہیں گل۔۔

نعمت کھلکھلا کر کہتی اسے حقیقت کا آئینہ دکھا گئی تھی۔جس نے برے سے

منہ بنائے۔۔

اب ایسا بھی نہیں ہے۔۔میں آپ کی نند ہوں تو میرا تعارف تو آپ نے" کروایا ہی نہیں۔ناں ہی محمل چڑیل نے کروایا۔۔اس کا مطلب آپ مجھے "!!ساتھ نہیں لے کر جا رہی۔۔

گل نے ہونٹ پھیلائے اداسی سے کہا تھا جس پر نعمت مسکرا کر اس کے گلے لگی۔۔

جائیں گے ضرور جائیں گے ایسا کرتے ہیں کل بدر کو واپس چھوڑنے ہم خود" جاتے ہیں تمہارے لالا کے ساتھ۔۔کیسا آئیڈیا ہے؟"نعمت کے پوچھنے پر گل مینے خان کی آنکھیں چمکی۔۔

بلکل بہت اچھا آئیڈیا ہے میں تیاری کرتی ہوں۔۔حریم کو بھی فون کرتی" "ہوں۔وہ بھی تو دیکھے آپ کے لالا کو۔۔میرا مطلب محمل کی حویلی کو۔۔۔ وہ پرجوش سے انداز میں کہتے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔نعمت اسے دور تک جاتا دیکھتے ہنستے ہوئے سر جھٹک گئی تھی۔۔

★★★★★★★★★★★★

سنیں۔۔!!"وہ نوری کا فیڈر اور دودھ اٹھائے روم میں داخل ہوئی۔"

دروازہ بند کرتے نعمت نے ایک نگاہ بیڈ پر لیپ ٹاپ پر مگن ضرار کو مخاطب کیا۔۔

ہمم۔۔۔"وہ بظاہر اپنے کام میں مصروف تھا۔نعمت بیڈ پر نور کے پاس" بیٹھتے اسے ڈائپر پہنانے لگی۔۔

وہ میں سوچ رہی تھی کہ کیوں ناں کل ہم حویلی چلیں۔۔!!بدر عالم کو بھی" "!!چھوڑ آئیں گے اور میں اپنی اماں س۔۔

ضرار پاشا خان کی تیز نظریں خود پر گھڑی محسوس کرتے باقی کے الفاظ اسکے منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے۔

وہ گھبرا کر جلدی سے نظریں جھکا گئی۔۔نور کو ڈائپر پہناتے وہ عجلت بھرے" انداز میں واشروم میں گھسی تھی۔۔

ساحر شاہ کے گھر پر بھی وہ کم ہی اپنی حویلی جانے کی بات کرتی تھی۔اور اگر" کبھی غلطی سے بات کر بھی دیتی تو پورا ہفتہ اسے طعنے اور کوسنے سننے کو ملتے تھے کہ اس حویلی والوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔۔اسکا بھائی ان کے بیٹے کا قاتل ہے۔۔وہ اپنا دل مار کر وہاں رہتی آئی تھی۔ مگر اس بات نے اسکے ذہن پر گہرا اثر ڈالا تھا۔۔

وہ ہمت کر کے ضرار سے اپنی خواہش ظاہر تو کر چکی تھی مگر اب اسے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ خفا ناں ہو جائے۔۔

گرم پانی سے شاور لینے کے بعد وہ کافی دیر کے بعد کمرے میں آئی تھی۔یہ دیر بھی اس نے جان بوجھ کر کی تھی۔کہ مبادا ضرار اسے کچھ کہہ ناں دے۔ وہ تولیے سے بال خشک کرتے باہر نکلی۔تو سامنے ہی وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اسے ایسے ہی سنجیدگی سے گھور رہا تھا۔

بات اُدھوری چھوڑ کر اس سردی میں آپ شاور لے رہی تھی خانم۔۔یہ تو" بلکل بھی اچھی بات نہیں۔۔۔!" وہ بھاری قدم اٹھاتے اسکی سمت بڑھا تھا۔

نعمت پٹ سے نظریں چُراتے قدم پیچھے کی سمت لینے لگی۔۔

وہ مجھے لگا کہ آپ کام میں مصروف ہیں بس اس لیے۔۔۔!!"وہ گیلی لٹیں"

کان کے پیچھے اڑستے نظریں جھکا کر بولی۔۔

ضرار اسکے خوبصورت مکھڑے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے فاصلہ

سمیٹے اسکے بے انتہا نزدیک ہوا۔

تم سے زیادہ ضروری کام بھی کوئی ہو سکتا ہے بھلا۔۔!"وہ اسکی بھیگی لٹوں"

کو انگلی پر لپیٹتے گھمبیر آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔

کہ بے ساختہ ہی نعمت کا چہرہ گلاب ہوا۔۔اسکے چہرے پر پھیلتی لالیاں

مبہوت کر دینے والے تھی۔

وہ نرمی سے اسے کمر سے تھامے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھتے اسے خود میں بھینچ

گیا۔۔

نعمت اسکی کلون کی تیز مہک کو سانسوں کے رستے خود میں انہیل کرتے

آنکھیں زور سے موند گئی۔

کہاں جانا چاہتی ہو میری جان۔۔۔؟"ضرار کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ نرمی سمیٹے ہوئے تھا چند ہی لمحوں میں نعمت کا رعب سا غالب پڑا۔۔

مجھے اپنی اماں سائیں اور روپ سے ملنا ہے۔اپنی حویلی جانا ہے۔۔پاشا خان"
۔۔پلیز ہم صبح وہاں چلیں۔۔!!"وہ انگلی اسکے سینے پر گھماتے دلفریب انداز میں فرمائش کر رہی تھی۔

ضرار پاشا خان ان نازک انگلیوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے گہری سانس بھرنے لگا۔

جو حکم میری جان۔۔مگر یاد رہے۔۔ہم وہاں رکیں گے نہیں اور ناں ہی تم"
"!!ضد کرو گی۔۔!!اگر منظور ہو تو بتاؤ و گرنہ بھول جاؤ۔۔۔

وہ چہرہ اسکے گیلے بالوں میں چھپائے مخمور لہجے میں بولا تھا۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے!!"نعمت چہک کر پر جوش سے لہجے میں کہتی اس"
سے دور ہونے لگی۔۔جب اچانک ضرار کی گرفت اپنے آپ پر سخت ہوتی محسوس کرتے وہ سختی سے آنکھیں میچتے اسی کے سینے میں سر چھپا گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

"!!السلام علیکم چھوٹی بی بی سائیں۔۔۔"

وعلیکم السلام... یہ روپ شاہ کہاں ہے۔۔کمرے میں تو نہیں ہے وہ"

"!!۔۔

ثمینہ شاہ گہری سانس بھرتے نظریں آگے پیچھے دوڑاتے سنجیدگی سے مستفسر ہوئی تھی۔۔

فاخرہ نے گہری سانس بھرتے ایک نگاہ اس اکھڑ عورت پر ڈالی۔۔

جی وہ صبح سے باورچی خانے میں ہیں۔۔!!"فاخرہ نے مؤدب لہجے میں کہا"

۔

کچن میں۔۔اس لڑکی کو منع کیا تھا میں نے کہ باورچی خانے میں نظر مت"

"!!آئے۔۔ٹھیک ہے تم جاؤ میں دیکھتی ہوں۔۔

وہ جھنجلاہٹ سے کہتے سر جھٹکتے باورچی خانے کی سمت بڑھ گئی۔۔

کل شام سے ان کی طبعیت کافی بوجھل سی تھی جبھی وہ دوا کھا کر اپنے کمرے میں سوگئی تھی۔۔فجر کے بعد ان کی دوبارہ سے آنکھ لگ گئی تھی جواب صبح کے آٹھ بجے کھلی تھی۔

وہ فریش ہو کر روپ شاہ کے کمرے میں گئی تھی۔۔مگر اسے وہاں ناں پاتے وہ متفکر سی باہر آئی تھی۔اب ان کا رخ باورچی خانے کی جانب تھا۔۔

"ہاں پوریاں بھی بناؤ اور حلوہ بھی چڑھا دو۔لالا اٹھنے والے ہونگے۔۔انہیں حلوہ پوری بہت پسند ہے۔!"

باورچی خانے میں داخل ہوتی ثمینہ شاہ روپ کے الفاظ پر کچھ چونک کر اندر داخل ہوئی۔

"کیا بات ہے روپ۔۔اپنے لالا کے لئے اتنا اہتمام۔" وہ پورے باورچی خانے میں ناشتے کے لوازمات دیکھ کر کافی حیرت زدہ ہوئی تھی۔

روپ انہیں دیکھ کر خاموشی سے اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔۔"

لگتا ہے اس لڑکی کا بھوت اتر گیا ہے تمہارے لالا کے سر سے۔۔ورنہ تو وہ" پچھلے دنوں تو حویلی آیا تک نہیں۔۔ مگر آج دیکھو۔۔ سردار صاحب تو "شہزادوں والا ناشتہ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ ڈونگوں سے ڈھکن اٹھا اٹھا کر دیکھتی نخوت سے سر جھٹک کر ہنسی تھی۔۔

ملازمائیں ان کے لہجے میں کاٹ محسوس کرتے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔اور یہ سب کچھ روپ شاہ سے ڈھکا چھپا ہر گز بھی نہیں تھا۔

وہ گہری سانس بھرتے ان کی جانب مڑی۔۔

الحمدللہ سے محمل صحیح سلامت لالا کے ساتھ کل رات کو ہی حویلی لوٹ" آئی ہے۔۔ چچی جان۔۔۔ شاید کو علم نہیں ہوا۔ مگر چلیں میں آپ کو بتا دوں ۔۔میرے لالا کی بیوی اور ان کی اولادیں تینوں ہی بخیریت سے ہیں۔۔اور اسی لیے آج یہ اہتمام میں اپنے لالا اور بھابھی کیلئے اپنے ہاتھوں سے کر رہی "!! ہوں۔۔

روپ شاہ کے سرد لہجے میں کہے گئے ایک ایک لفظ پر ان کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔

محمل قریشی سہی سلامت تھی یہ کیسے ممکن تھا۔۔اچانک ان کی آنکھوں" کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔۔وہ سر پر ہاتھ رکھتے زرد چہرے سمیت پیچھے کو مڑے۔۔۔

روپ شاہ باورچی خانے سے نکلنے تک ان کی پشت کو دیکھتی سر جھٹک گئی۔۔

★★★★★★★★★★★★

ناشتے کی تیاری کرواتے وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔پورے کمرے کو اداس نظروں سے دیکھتے وہ اپنی سیاہ خوبصورت آنکھیں میچ گئی تھی۔۔

ایک بدر عالم شاہ کے جانے سے اسکا پورا کمرہ ویران سا ہو گیا تھا۔وہ جب سے حویلی لوٹی تھی۔وہ نیچے موجود بدر کے کمرے میں ہی مقیم تھی۔۔

جو بدر عالم شاہ نے شہر رہتے ہوئے ہی سیٹ کروایا تھا۔۔

مجھے اپنے اللہ پر پورا یقین ہے۔بدر۔۔ان شاءاللہ وہ ہمیں ہماری استطاعت "
"!! سے زیادہ نہیں آزما سکتا۔

ٹیبل پر پڑی بدر عالم شاہ کی خوبصورت مسکراتی ہوئی تصویر کو دیکھتے وہ زیر لب گویا ہوئی۔۔

آنکھوں کے گوشے صاف کرتے وہ پھر سے سارا کمرہ ترتیب دینے لگی۔۔اسکا شوہر واپس آرہا تھا۔۔اسکے لئے کچھ تو تیاری کرنا بنتی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کمرہ اچھا خاصا سیٹ کر چکی تھی۔۔کبرڈ کے اندر وہ صبح "
کا منگوایا تازہ گلدستہ چھپائے کبرڈ اچھے سے بند کر گئی۔۔

ایک تنقیدی نگاہ پورے کمرے پر ڈالے وہ گہری سانس بھرتے بیڈ کی سمت بڑھی تھی۔۔صرف کچھ دیر اور اسکے بعد اسکا بدر عالم شاہ اسکے پاس ہو گا۔
"یہ سوچ ہی اتنی خوبصورت تھی۔

کہ روپ شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ آنکھیں موندے خود کو پر سکون کرنے لگی۔۔بدر کے آنے سے پہلے وہ خود کو فریش کر لینا چاہتی تھی۔ تاکہ وہ اسے دیکھ کر پریشان ناں ہو۔۔

★★★★★★★★★★★★

تیری بیوی اپنے کرش سے ملنے جا رہی ہے۔۔خان۔۔اور تجھے ذرا بھی خبر" "!!نہیں۔۔۔

وہ جاکنگ کر کے ابھی ہی لوٹا تھا۔جب اچانک موبائل فون پر بیپ کے ساتھ دراب خان کا میسج نمودار ہوا۔۔

جسے پڑھتے ہی زارون کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔حسین چہرے پر پھیلتا تناؤ سوچتے ہی دراب خان کے پیٹ میں گدگدی سے ہوئی۔۔

وہ لاؤنج میں بیٹھا حریم کا انتظار کر رہا تھا جو شاہ حویلی جانے کیلئے تیار ہو رہی تھی۔۔

کل رات ہی حریم نے اس سے راضی ہونے کے بعد اس سے فرمائش ظاہر کی تھی ساتھ ہی ساتھ اسے گل مینے خان کے کرش کے متعلق بھی بتایا تھا۔۔

"بکواس بند کرا اپنی دراب۔۔ بخدا اگر تو میرا بہنوئی ناں ہوتا تو میں تجھے کب کا جان سے مار دیتا۔۔۔"

وہ وائس نوٹ آن کرتے سرد و سپاٹ لہجے میں پھنکارا تھا۔۔ جس پر دراب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"ہائے میں صدقے جاؤں اس تمیز کے۔۔ میری جان میں تجھے لوکیشن بھیج رہا ہوں۔۔ آج دن کا لنچ ہم وہی کرنے والے ہیں یقین ناں ہو تو آ کر دیکھ لو۔۔۔ سی یو سون مائے جان۔۔۔!!

دراب خان کا وائس نوٹ سنتے ہی زارون کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑا تھا۔۔

ہاتھوں کی مٹھیاں پوری شدت سے بھینچتے وہ سرد نظروں سمیت کسی غیر مری نقطے کو گھورنے لگا۔۔۔

موبائل فون پھر سے بجا تھا۔ جہاں دراب خان کی طرف سے لوکیشن بھیجی گئی تھی۔۔

"مینے۔۔۔اگر تم نے کسی کو آنکھ بھر کر دیکھا بھی ناں تو تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے اپنے طریقے سے لوں گا۔۔۔!!"

وہ اس پری وش کے خوبصورت چہرے کو انکھوں میں بھرتے جلن سے سرخ پڑتے چہرے سمیت زیر لب بڑبڑایا۔

★★★★★★★★★★★

★★★★★★ ★★★★★

آرام سے بیٹھی رہو محمل۔۔جب سب آئیں گے تو میں خود تمہیں باہر لے"
"!!جاؤں گا۔۔

بیڈ سے اٹھتے محمل اسال کی آواز پر برے سے منہ بناتے واپس بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی،وہ منہ پھلائے اسال کو گھورنے لگی۔۔

جو صوفے پر ڈھیروں کاغذات پھیلائے بیٹھا سنجیدگی سے کچھ کام کر رہا تھا۔ محمل سر کے نیچے ہاتھ ٹکائے ٹکر ٹکر اسے گھور رہی تھی۔جو سفید رنگ کے سوٹ میں دونوں شانوں پر سکن شال اوڑھے ہوئے تھا۔

سیاہ سلکی بال اسکے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔جو گھنی بھنوؤں کے اوپر خاصے بچ رہے تھے۔

محمل کے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے تھے۔اسال اپنے چہرے پر اسکی گہری نگاہیں محسوس کرتے ایکدم سے سر اٹھائے اسے دیکھے گیا۔

جو اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔"کیا چاہتی ہو..؟"وہ ماتھے پر دو بل سمیٹے اسے محبت سے دیکھتے گویا ہوا۔

میں بور ہو رہی ہوں۔۔۔!!" وہ چھوٹی سی تیکھی ناک چڑھائے معصومیت "
سے بولی۔ جس پر اسال نے گہری سانس بھرتے سارے پیپرز سمیٹے۔
پیپرز فائل میں واپس رکھتے وہ اٹھتے بیڈ کی سمت بڑھا تھا۔ بیڈ پر بیٹھتے اسنے
ہاتھ محمل کی طرف بڑھایا تھا۔ جسے وہ فوراً سے تھامتے سر اسکی گود میں رکھ
گئی۔

جانِ جہاں آپ کی بوریت ختم کرنے کیلئے یہ خادم آپ کی کونسی خدمت "
"!! کرے۔۔ جس سے آپ کی بوریت ختم ہو جائے۔۔
محمل کے سنہری گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ جھک کر پیشانی پر ہونٹ
رکھتے محبت پاش لہجے میں مستفسر ہوا۔۔
محمل نے لب دبائے اس خوبرو مرد کو دیکھا۔۔ جس کے چہرے پر ڈھیروں
سکون اور اطمینان تھا۔

بس میری تعریفیں کر دیں بہت ساری۔۔!!" نیلی آنکھیں مٹکا کر وہ دلکشی "
سے مسکراتے اسال آغا شاہ کا دل زوروں سے دھڑکا گئی۔۔

ساری رات ہی تو تمہاری تعریفیں کرتے گزاری ہے۔کیااب بھی کچھ کمی"
"باقی ہے۔۔؟

وہ مخمور نگاہوں سے اس پری وش کو

دیکھتے نرم آنچ دیتے لہجے میں گویا ہوا۔

سائیں۔۔!!"محمل جھنجھلا کر شرم سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں چہرہ"
چھپائے منمنائی تھی۔

اسال آغا شاہ کا جاندار قہقہ کمرے کی در و دیوار میں گونجا۔۔

جی سائیں کی جان۔۔!!"وہ لب دبائے شرارت سے بولا۔۔جس پر محمل"
کا چہرہ مزید گلال ہوا۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟"وہ خفت مٹانے کو اسکے گریبان کے بٹنوں"
سے چھیڑ خانی کرتے میٹھے لہجے میں بولی۔۔اسال کی گہری نگاہیں اسکے چہرے
سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔

وہ کب سے اسے یک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔۔

خدانے اتناخوبصورت معجزہ کیاہے میرے ساتھ۔۔تو کیامیں جی بھر کر"
"!!اس معجزے کودیکھ بھی نہیں سکتا۔

اسال آغاشاہ کے مخمور میں کہی گئی بات کئی لمحے کیلئے محمل پر سکتہ طاری کر گئی ۔۔وہ آنکھیں جھکائے اسکے ساتھ لگی تھی۔۔اسکی شرم وگھبراہٹ محسوس کرتے اسال نے بے حد محبت سے اسے نرمی سے خود میں بھینچتے بالوں پر لب رکھتے آنکھیں سکون سے موندی۔۔

کئی لمحات یونہی گزرے تھے۔۔سالوں کی تھکاوٹ اس نازک وجود نے لمحوں میں اپنے لمس سے اتاردی تھی۔اسال آغاخان اس خوشبواس آواز کو پھر سے اپنے پاس محسوس کرتے تشّکر کی گہری سانسیں بھرنے لگا۔

معادروازے پر دستک ہوئی تھی۔ محمل نے گھور کر دروازے کودیکھا۔اس وقت کسی کاڈسٹرب کرنااسے سخت برالگا تھا۔

اسال لب دبائے اسکے ری ایکشن دیکھتا ہنسا۔۔"جائیں سائیں۔۔کیا پتہ آپ کے آغا جان ہوں۔۔"وہ آنکھیں گھما کر بولی تو اسال اسکے انداز پر ہنستے ہوئے بیڈ سے اٹھا۔۔

سرکار سائیں۔۔بیگم سائیں آپ کو اور بی بی جی کو بلا رہی ہیں۔۔!!"ملازمہ" مؤدب سی سر جھکائے تعزیماً بولی۔۔

ٹھیک ہے ہم آتے ہیں۔۔"اسال سنجیدگی سے کہتے دروازہ بند کر گیا۔۔"

وہ اندر لوٹا، بیڈ کی طرف بڑھتے اسنے ہاتھ محمل کی طرف بڑھایا۔جسے تھامے وہ فوراً سے بیڈ سے اتری۔۔

اسال اسے تھامے ڈریسنگ مرر کے طرف بڑھا۔صوفے سے شال اٹھائے، اسنے نرمی سے محمل کے شانوں پر اوڑھائی۔

بال سمیٹتے وہ دوپٹہ درست کرتے اسکا ہاتھ تھامے وہ دھیمے قدموں سمیت کمرے سے باہر نکلا۔

★★★★★★★★★★★★

وہ باہر آئے تو سامنے ہی لان میں موجود بڑے سے پلنگ پر نعمت شاہ نفیسہ " شاہ کے گلے لگے بیٹھی تھی۔۔نور آئینہ ضرار پاشا خان کی گود میں تھی جو کہ ایک سمت کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔۔

سردی کی حدت پہلے سے کم ضرور ہوئی تھی مگر دھوپ کی ہلکی پھلکی کرنیں بادلوں کی اوٹ سے پھوٹ کر موسم کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔

بدر عالم شاہ اور روپ شاہ کہی بھی موجود نہیں تھے۔۔ایک سمت کونے میں گل مینے خان اور حریم خان بیٹھی ساری حویلی کو اور لان کو گھور گھور کر اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔۔

جوان کی حویلی سے کافی بڑا اور خوبصورت بھی تھا۔

السلام علیکم!!"اسال آغا شاہ کی بھاری گھمبیر آواز فضا میں گونجتے ہی ہر کسی " نے مڑ کر اسے اور محمل قریشی کو دیکھا۔۔جو دونوں ہی سفید رنگ کے

خوبصورت سوٹ پہنے سکن ہی ہم رنگ شالیں اوڑھے نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔۔

محمل قریشی کا ہاتھ اسال آغا کی گرفت میں مقید تھا جسے ہر کسی نے بڑی غور سے دیکھا۔۔

محمل اعتماد سے چلتی آگے بڑھی تھی نظریں ہر کسی سے ہوتے حریم خان اور گل مینے خان پر ٹھہری۔۔جو ٹکر ٹکر اسے نہیں اسکے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔

محمل کی نیلی آنکھوں میں حیرت اور بے چینی پھیلی اسنے سر اٹھائے ایک نگاہ اسال پر ڈالی۔۔جو نعمت اور اپنی اماں سائیں کو دیکھ رہا تھا۔۔

اور پھر گہری سانس بھرتے اسنے اپنی بہنوں کو دیکھا۔۔جن کی آنکھوں میں ستائش واضح جھلک رہی تھی۔۔وہ ہاتھ اسال کی گرفت سے چھڑاتے پشاوری چپل میں مقید اپنے نازک محملی پاؤں آگے بڑھاتے اب ان دونوں کو گھورتے نعمت کی سمت بڑھی۔۔

لالا!!"نعمت جو ماں کی آغوش میں سر رکھے لیٹی تھی اب اپنے لالا اور "
محمل کو اپنے قریب دیکھ وہ فوراً سے اٹھی۔۔
خوشی سے مہکتے گلاب کی طرح وہ اسال آغا شاہ کے سینے سے جا لگی تھی۔ جس
نے نرمی سے اسکے سر پر بوسہ دیے اسکا سر تھپکا۔
میری گڑیا کیسی ہو۔۔؟"اسال مبہم سا مسکراتے اسکے آنسوں صاف "
کرنے لگا۔۔ نعمت اسکے عمل پر اور بھی شدت سے رو دی تھی۔۔وہ بچپن
میں بھی ایسے ہی رونے پر اپنی بہنوں کے آنسوں صاف کیا کرتا تھا بلکل ایک
پیار کرنے والے باپ کی طرح۔۔
آپ مجھے چھوڑ کر چلے آئے۔بہت برے ہیں آپ۔۔!!"وہ نروٹھے پن"
سے بولی تو اسال پھر سے مسکرایا۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا وہ کب کی بات چھیڑ
رہی تھی۔اکثر وہ غصے میں پرانے قصے یونہی چھیڑ لیا کرتی تھی۔۔

ہائے گل۔۔۔تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ محمل کا سائیں اتنا ہاٹ پلس "
ہینڈسم ہے۔۔!!"گال پر ہاتھ ٹکائے اپنی بڑی بڑی خوبصورت گلافی
آنکھوں سے اسال آغا شاہ کو دیکھتے حریم خان نے تبصرہ کیا تھا۔

گل مینے خان کا بھی حال اس سے کچھ الگ نہیں تھا۔

وہ تو پہلے ہی اس سردار کی دیوانی ہو چکی تھی رہی سہی کسر اس سفید سوٹ نے
پوری کر دی تھی۔۔

زیادہ گھور مت حریم۔۔ تجھ سے پہلے اسے میں نے دیکھا ہے۔اسی لیے وہ "
"!!میرا ہے۔۔

گل مینے خان کی کڑک دار آواز فضا میں گونجی جس پر پیچھے اسکی پشت پر
کھڑے زارون سکندر خان کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔۔

یار یہ ہمیں کیوں نہیں ملا۔۔!!"حریم اسال آغا شاہ کے مسکرانے پر "
گہری سرد سانس بھرتے بولی تھی۔۔

کیسے ملتا۔۔دو دو خان جو تھے ہمارے باڈی گارڈ۔۔۔!! چھوڑان سب "
باتوں کو۔۔۔تو دیکھ اسکی بھنویں کتنی خوبصورت ہیں۔۔!! کتنی پر کشش ہیں
"!!! اسکی آنکھیں۔ بلکل کسی جادو گر کی طرح۔۔۔

گل مینے خان کی سنہری آنکھوں میں ڈھیروں رنگ اترے تھے۔۔یہ ان دونوں کی عام روٹین میں سے ایک تھا۔۔وہ جب کبھی بھی موبائل فون پر یا کسی تقریب میں کسی خوبصورت مرد کو دیکھتی اس پر تبصرہ لازمی کیا کرتی تھی۔۔

اور یہ سیکرٹ حریم خان اور گل مینے خان کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

"حریم خان نے آنکھیں نچا کر کہا "!!۔۔بیوٹی وِد برین۔۔۔ففففففففف
جب اچانک اسکی نظر گل مینے حان کے سر پر کھڑے زارون سکندر خان پر گئی۔۔

جس کا چہرہ شدت ضبط کے تحت دھواں چھوڑ رہا تھا۔۔آنکھوں کی سرخ رنگت دیکھ وہ تھوک نگلتے گل مینے خان کی ٹانگ پر زور سے چپت رسید کر گئی

۔۔

میں نے تو اپنا کرش اپڈیٹ کر لیا ہے حیمے (حریم) چلو جا کر سلام دعا کے "!!بہانے قریب سے دیکھ ہی لیتے ہیں۔۔

گل مینے کا دل ہمک ہمک کر اسال آغا شاہ کی طرف لپک رہا تھا۔۔

حیمے اٹھو چلو۔۔۔!!"گل نے ہاتھ اسکی طرف بڑھایا جو اٹھ ہی نہیں رہی تھی۔

ہاں چلو۔۔چلتے ہیں۔۔۔!!"اپنے کان کے قریب کسی کی بھاری گھمبیر سرگوشی نما آواز سنتے گل مینے خان کے ماتھے پر بل سمٹے اسنے گردن جھکا کر اپنے نازک ہاتھ میں موجود اس مردانہ ہاتھ کو دیکھا۔

جو حریم خان کو تو نہیں تھا۔۔ سنہری آنکھیں حد سے زیادہ پھیلی تھی وہ ایکدم سے مڑی تو اپنے سامنے زارون سکندر خان کو دیکھتے اسکے چہرے پر زردیاں گھلی۔

"خخخ۔۔!!"

خان... زارون سکندر خان۔۔ تمہارا قانونی اور شرعی شوہر۔۔!!"گل" مینے خان کے حلق میں اٹکتے الفاظ وہ اسکے قریب تر ہوتے اسکی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے ہوئے پورے کر گیا۔

جس پر گل مینے خان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھایا۔۔ وہ ایکدم سے لڑکھڑائی جب زارون نے اسے تیزی سے سنبھالتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

"ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں مائے لو۔۔۔ آج تمہیں میں ٹریلر دکھاؤں گا کہ اصل میں بیہوش ہوا کیسے جاتا ہے۔۔۔؟" وہ بظاہر سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

مگر اسکی سرد آواز گل مینے خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ سی دوڑا گئی ۔وہ تھوک نگلتے خود پر آئی اس مصیبت کے حقیقت میں ہونے کا یقین کرنے لگی۔۔

جو نا جانے اچانک سے کہاں سے نمودار ہوا تھا۔۔

"!!آپ تت توشش شہر۔۔۔"

وہ تھوک نگلتے معصومیت سے اپنی سنہری آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔ جس پر زارون نے اپنی سیاہ چمکدار نظریں گل مینے خان کے ناک میں چمکتی نوز پن پر گاڑھی

۔۔

جو خاصی نچ رہی تھی۔۔

"میں چاہے سات سمندر پار ہی کیوں نا چلا جاؤں گل مینے خان۔۔۔اگر مجھ تک یہ خبر پہنچی کہ میری بیوی میرے علاوہ کسی دوسرے کا خیال بھی اپنے ذہن میں لا رہی ہے میں اسی وقت سب چھوڑ چھاڑ کر تمہاری سانسیں روکنے کیلئے واپس لوٹ سکتا ہوں۔پھر یہ تو بس ایک شہر تھا!!"۔۔

زارون سکندر خان اسے سنجیدگی سے گھورتے ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولا تھا۔۔مطلب اسے یہ باور کروانا تھا کہ وہ زارون سکندر خان کیلئے کس قدر اہم ہے۔۔وہ کس کی ملکیت کس کی بیوی ہے۔۔

آپ یقیناً زارون سکندر خان ہیں۔۔؟"وہ دونوں ایک دونوں میں کھوئے" ہوئے تھے جب اچانک اسال آغا شاہ کی بھاری آواز پر دونوں کا تسلسل ٹوٹا ۔۔گل مینے خان سرخ چہرے سمیت نظریں جھکا کر زارون سے دور ہوئی تھی۔۔

شہر کے نام پر اسے رمینا خان یاد آئی تھی جس کے ساتھ وہ کل کا نکلا آج واپس آیا تھا۔سارا ڈر اور خوف کہی دور جا سویا تھا اور اب اسکی جگہ ناراضگی اور غصے نے لے لی تھی۔

جی ہاں کوئی کام۔۔۔؟؟"زارون اسے سپاٹ نظروں سے گھورتے بولا۔۔"

اسال اسکے لہجے پر چونکا۔خوبصورت آنکھیں ایک پل کو سمٹی تھی۔زارون جبڑے سختی سے بھینچے اسے گھورتا رہ گیا۔۔۔نظریں پورے چہرے سے ہوتی اسکی آنکھوں اور گھنی خمدار بھنوؤں پر اٹکی تھی۔۔

"یہ مجھ سے زیادہ خوبصورت تو نہیں۔۔بس آنکھیں ہی پرکشش ہیں تھوڑی !!"،باقی تو کچھ خاص نہیں اس میں۔۔۔

وہ ٹکر ٹکر اسال کو دیکھتے دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا۔

"سائیں۔۔۔آپ گل سے ملے۔۔۔!!یہ آپ کا بہت پوچھ رہی تھی۔۔کل !! بھی۔۔

محمل پیچھے سے آتی اسال کے قریب ہوتے مسکرا کر بولی تھی۔

زارون اسے سر کو خم دیتے سلام کرتا رخ پھیر گیا۔۔

"ہاں میں نے دیکھ لیا ہے اس گڑیا کو۔۔۔!!"اسال گل مینے خان کے سر پر ہاتھ پھیرتے شائستگی سے بولا تھا۔

زارون اسکے ایکٹ پر کچھ پر سکون ہوا۔خاص طور پر اسکا سر پر ہاتھ رکھ کر گل مینے خان کو عزت دینا اسے اچھا لگا تھا۔۔

گل سرخ چہرے سمیت نظریں جھکا گئی تھی۔۔

وہ پہلی بار اسال آغا شاہ کو اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی۔اسے سن رہی تھی وہ قریب سے اور بھی سحر انگیز تھا۔اس بات کا ادراک اسے تھوڑی ہی دیر میں اچھے سے ہو گیا تھا۔

"!!ہم کب سے تم سب کا ویٹ کر رہے ہیں۔چلو لنچ ریڈی ہے۔۔"

اسال سبھی کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا تھا۔نفیسہ شاہ بھی نعمت اور ضرار کو ساتھ لئے حویلی کی اندورنی جانب بڑھی تھی۔جبکہ باقی سب بھی ان کے پیچھے ہی اندر کی سمت بڑھے تھے۔

★★★★★★★★★★★★

وہ گاڑی کار پورچ میں روکتے ایک نگاہ پوری حویلی پر ڈالتے باہر نکلا۔۔گہری سانس بھرتے اسنے موبائل فون نکالا۔اور لوکیشن چیک کی۔۔جو کہ بلکل درست تھی۔

وہ اندر کی جانب بڑھنے لگا جب اچانک موبائل فون رِنگ ہوا۔۔"

انجانا نمبر دیکھ اسکے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے تھے۔"

وہ اندر کی جانب جانے کی بجائے اب بیرونی سمت پچھلے لان کی طرف بڑھا ۔۔کال اٹھاتے اس نے فون کان سے لگایا۔

ہیلو۔۔کون۔۔؟"جینز کی پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے وہ سنجیدگی سے پوچھتا"

سرسبز پودوں کو گھورنے لگا۔۔

پیچھے ایک درخت کی اوٹ میں کھڑی اسکی پشت کو گھورتے وہ گہری سانس بھرتے آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

رمیناخان بات کر رہی ہوں میں زرغان خان۔۔۔!!"رمینا کی آواز پر"

زرغان کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے۔۔

اچھا تم ہو۔۔۔ نمبر کب چینج کیا تم نے۔۔!!"زرغان اسے الجھانے کی" کوشش کرنے لگا جو کہ ناممکن سا عمل تھا۔۔

میرا سارا اڈا پولیس نے پکڑ لیا۔۔۔ کروڑوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے مجھے" صرف تمہاری وجہ سے اور اوپر سے وہ دانیال وہ بھی چھپ کر بیٹھ گیا ہے "!! کہیں۔۔۔

وہ ہذیانی سی کیفیت میں چلاتے اپنے بال بری طرح سے نوچنے لگی تھی۔اسے یہی لگ رہا تھا کہ دانیال کہی انڈر گراؤنڈ ہو گیا ہے کیونکہ وہ پولیس کے پاس بھی نہیں تھا اور ناں ہی اس سے دو دنوں سے رمینا کو کوئی کانٹیکٹ ہوا تھا۔

اوہہ۔۔ بڑا افسوس ہوا۔۔۔!!"سیاہ بوٹ کی نوک سے وہ زمین کھرچتے" انتہائی افسوس سے گویا ہوا۔۔۔

گھنی بئیرڈ پر ہاتھ پھیرتے اسنے ایک نگاہ اپنے اطراف میں دوڑائی تھی۔ کیونکہ اسے کب سے اپنی پشت پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی

۔۔

بکواس بند کرواپنی۔۔۔اپنا افسوس اپنے پاس رکھو۔۔اور جتنی جلدی ہو"
"!!سکے مجھ سے آکر ملو۔۔
رمینا اسکی بات کاٹتے چلائی تھی۔۔
چلو تمہارے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔۔ڈونٹ وری ایک ضروری"
کام سے نکلا ہوں اسکے ہوتے ہی تمہارا کام تمام۔۔میرا مطلب پورا کردوں گا
"!!۔
وہ لب دبائے شریر لہجے میں بولا۔تو رمینا اسے کوستے ہوئے کال کاٹ گئی تھی
۔۔
زرغان خان کال کاٹتے ایکدم سے مڑا تو اپنے سامنے دھول سے اٹے چہرے سمیت کھڑی اس شربتی بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ وہ چونکا۔
ایک نگاہ اسکے پورے چہرے پر ڈالی۔۔جو خاصی خوبصورت تھی۔۔اسکی خوبصورتی ان حسین نین کٹوروں میں ہی تھی۔۔جو گرد آلود ہونے کے باوجود بھی زرغان خان کو اپنی طرف اٹریکٹ کررہے تھے۔

ہائے حسینہ۔۔۔!" وہ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ اڑستے بڑے دلبرانہ انداز "
میں بولا۔۔

شٹ اپ۔۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔میں خدیجہ شاہ ہوں۔۔اگر مجھ سے "
"!!فلرٹ کیا تو تمہاری بوٹی بوٹی نوچ ڈالوں گی۔۔

وہ بپھری ہوئی شیرنی کی مانند اس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔اسال آغا شاہ پر آیا سارا غصہ اسنے زرغان خان پر نکالا تھا وہ بھی کافی اچھے طریقے سے۔۔۔

زرغان کی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھی۔۔" مجھے اس حویلی سے باہر نکلنا
"!!ہے۔۔مجھے باہر تک چھوڑ دو میں تمہیں پیسوں میں تول دوں گی

وہ اپنے دھول سے اٹے کپڑے جھاڑتے ہوئے بولی۔۔

اتنے دنوں سے اس کھنڈر نما سٹور روم میں رہتے رہتے اسکی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔اب بھی وہ ساری رات کی مشقت کے بعد اس سٹور روم سے نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔مگر اس حویلی سے نکلنا وہ بھی اسال آغا شاہ کی

موجودگی میں اسکے لئے ناممکن ہی تھا کیونکہ اسال نے حویلی کی سیکورٹی پہلے سے دوگنی کردی تھی۔

"اوہ رئیلی۔۔؟"

وہ اپنی ابرو اٹھا کر سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔۔

چند ہی منٹوں میں وہ یہ اچھے سے جان چکا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی بے وقوف ہونے کے ساتھ ساتھ گھمنڈی بھی تھی۔۔

ہاں میرے پاس بہت پیسہ ہے۔۔ تم ان پیسوں سے ایک اور گاڑی خرید لینا" "۔۔

خدیجہ، زرغان خان کے صلح جو انداز پر کچھ پر سکون ہوئی اسے مزید لالچ دینے لگی۔۔

"!! چلو پھر ٹھیک ہے۔ مگر مجھے صرف گاڑی نہیں چاہیے۔۔"

اور کیا چاہیے تمہیں۔۔؟" خدیجہ اسکی بات ٹوکتے پھاڑ کھانے والے انداز" میں بولی تھی۔۔ جس پر زرغان خان مبہم سا ہنسا۔۔۔

وقت آنے پر بتاؤں گا۔۔فل حال کیلئے چلو میں تمہیں اپنی گاڑی تک لے"
"!!جاتا ہوں تم اس میں چھپ جانا۔۔

زرغان خان اسکی طرف جھکتے رازداری سے بولا تھا۔خدیجہ اسے کچھ دیر تک مشکوک نگاہوں سے گھورتی رہی اور پھر احسان کرنے والے انداز میں ٹھیک ہے کہتی وہ اسکے پیچھے ہی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔

★★★★★★★ ★★★★★

سردار سائیں آپ کو باہر زرغان خان یاد کر رہا ہے۔!!"اختر بھاگا بھاگا"
زرغان کا پیغام اس تک لایا جو میز پر کھانے کی تمام ڈشز کا جائزہ لے رہا تھا۔
اچھا تم چلو میں آتا ہوں۔۔!!"اسال نے ایک نگاہ سبھی پر ڈالی اور گہری"
سانس بھرتے وہ محمل کی جانب متوجہ ہوا۔۔

یہ دروازہ کیوں لاکڈ کیا ہے تم نے جنگلی جانور۔۔؟"خدیجہ پچھلی سیٹ پر" بیٹھی کب سے گاڑی کے سٹارٹ ہونے کی منتظر تھی۔جو کہ چل ہی نہیں رہی تھی۔

گاڑی میں کسی کو بھی بیٹھتا ناں پا کر وہ ایکدم سے اٹھی اور گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جو کہ باہر سے لاکڈ تھا۔

وہ پاگلوں کی طرح ہانپتے ہوئے اب دوسری طرف بھاگی تھی۔مگر گاڑی کا" ہر ڈور باہر سے لاکڈ تھا۔

اسکا احساس اسے جلد ہوا تھا وہ پاؤں بند شیشے پر مارتے گرجی۔۔باہر کھڑے زرغان خان نے چونک کر پیچھے دیکھا تو گاڑی کا اندرونی نقشہ بلکل بگڑا ہوا تھا۔۔۔توقع کے عین مطابق خدیجہ شاہ نے اس گاڑی کا خشر بھی اپنی طرح بگاڑ دیا تھا۔۔

دروازہ کھولو پاگل انسان۔۔!!"وہ غصّے سے اسے کھا جانے والی نگاہوں" سے گھورتے ہذیانی سی کیفیت میں چلائی تھی۔

کیا کہہ رہی ہو سنائی نہیں دے رہا۔۔!!!"زرغان اسکی بات اگنور کرتے"
اپنے کان میں انگلی گھماتے انجان بنتا بھرپور انداز میں مسکرایا۔۔
اسکی یہ مسکراہٹ جلتی پر تیل کا کام کر گئی تھی۔خدیجہ کا بس نہیں چل رہا تھا
کہ وہ اس شخص کے ٹکرے ٹکرے کر ڈالے۔

زرغان اسکے شعلہ جوالہ بنے روپ کو دیکھ گاڑی کا شیشہ نیچے کر گیا۔۔
جس میں سے وہ لپک کر اسے مارنے کو تیار تھی۔۔
کھولو دروازہ۔۔!!"وہ چیخی زرغان نے سر زور شور سے نفی میں ہلاتے"
ہاتھ سینے پر باندھے۔۔
"!!اب یہ دروازہ تو اسال آغا شاہ ہی کھولے گا بیوٹیفل گرل۔۔"
زرغان کندھے اچکا کر کہتا ساتھ ہی اسکی تعریف بھی کر گیا۔جو کہ خدیجہ کو
سخت زہر لگی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں اسال باہر آیا۔۔قدموں کی دھمک پر خدیجہ کے چہرے"
پر پھیلتے خوف کو زرغان خان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔

"!! یہ لڑکی مجھے رشوت دے کر یہاں سے بھاگنا چاہتی ہے اسال۔۔۔"

زرغان بنا توقف کے گہرے سانس بھرتے بولا۔۔اسے اتنا تو علم ہو چکا تھا کہ وہ اسال کی کچھ لگتی ہے مگر اسکا رشتہ کیا ہے وہ یہ جاننے سے قاصر تھا۔

اسال نے سپاٹ چہرے سمیت خدیجہ کو دیکھا اور آگے بڑھتے دروازہ کھولا۔

خدیجہ شرم سے سر جھکائے سرخ چہرے سمیت باہر آئی تھی۔۔

اسال نے افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی۔۔جو یقیناً ان سب کی حقدار تو نہیں تھی۔۔مگر ایک غلط سوچ نے اسکی زندگی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔

اندر چلو خدیجہ۔۔۔!!"اسال سنجیدگی سے کہتا آگے بڑھا تو خدیجہ اپنی چادر" مضبوطی سے خود پر لپیٹتے اپنے آنسوں کو زور سے رگڑنے لگی۔۔

اس حویلی کی طرف اٹھتا اسکا ایک ایک قدم من من کا بھاری ہو رہا تھا۔۔

اندر محمل کے رشتہ دار موجود تھے ان سب کے سامنے ایسی حالت میں جانا اسکے لئے ذلت سے کم ہر گز بھی نہیں تھا۔۔

وہ بمشکل سے اپنے قدموں پر چل رہی تھی۔لگاتار بھوکی پیاسی رہنے کے سبب اسکا سر اب بری طرح سے چکرا رہا تھا۔۔

محمل جو اسال کے پیچھے ہی باہر آئی تھی اسال کے پیچھے اسے اندر آتا دیکھ محمل کے قدم بے ساختہ ہی تھمے۔۔۔

نیلی خوبصورت آنکھوں میں غصہ، نفرت، طیش اور اشتعال جیسے ڈھیروں رنگ ایک ساتھ ابھرے تھے۔

خدیجہ ایک نگاہ اسے دیکھتے نظریں چُرا گئی تھی۔۔کیونکہ محمل کے چہرے" سے صاف ظاہر تھا وہ ساری حقیقت سے واقف تھی۔۔شاید اسال نے اسے ساری بات بتادی تھی۔۔

خدیجہ۔۔!!" محمل اسے سرد نظروں سے گھور رہی تھی۔۔جو اچانک" دھڑام کی زوردار آواز سے فرش پر گری۔۔

اسال محمل کی آواز پر ایک دم سے چونک کر مڑا تو سامنے ہی وہ فرش پر" بیہوش پڑی تھی۔۔

زرغان خان بھاگ کر اس تک آیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اسے چھوتا اسال نے اسے دور رہنے کا اشارہ کیا اور خود جھک کر اسے سہارے سے اٹھانا چاہا۔جو اپنے حواس کھو چکی تھی۔۔

چہرے پر گھلتی زردیاں دیکھ محمل گھبرائی۔۔

"سائیں اسے کمرے میں لے چلیں۔!!" وہ پریشانی سے بولی اسال نے بنا کچھ کہے خدیجہ کو بانہوں میں بھرتے کمرے کا رخ کیا تھا۔۔

محمل اور زرغان خان اس کے پیچھے ہی کمرے کی طرف بڑھے۔۔

★★★★★★★★★★★★

"روپ میری جان اگر آپ ایسے ہی روتی رہی تو میں پر سکون کیسے ہو پاؤں گا۔۔؟"

وہ کب سے بدر عالم شاہ کے پاس بیٹھی بری طرح سے رو رہی تھی۔۔

بدر دل پر جبر کرتے بمشکل سے اس سے دور بیٹھا تھا۔ مگر اب اسکا رونا بدر کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔

ثمینہ شاہ کب سے بدر کے پاس بیٹھی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی کہ آخر بدر کو یہ چوٹیں آئی کیسے ہیں مگر اپنے بیٹے کی یہ حالت ان کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔

بدر میرے بچے کچھ تو بتاؤ کیا ہوا ہے آخر۔۔؟ کیسے آئی ہیں اتنی چوٹیں" تمہیں۔۔!!" وہ آنسوں دوپٹے سے صاف کرتی تڑپ کر بولی تھی۔۔

جبکہ بدر بے بسی سے کبھی ماں تو کبھی بیوی کو روتا دیکھ رہا تھا۔۔

اماں سائیں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا بس چھوٹا سا دیکھیں اب بلکل سہی سلامت" ہوں۔۔!!" وہ شائستگی سے کہتا انہیں خاموش کروانے لگا۔۔

جو کب سے روئے جا رہی تھی۔۔

ثمینہ اٹھو جب سے بدر آیا ہے تم روئے جا رہی ہو۔۔ڈاکٹر نے چیک اپ کیا" ہے ناں۔۔ان شاءاللہ جلد یہ بلکل صحت یاب ہو جائے گا۔۔!!"

آبادشاہ بیوی کا ہاتھ پکڑتے سنجیدگی سے بولے تھے۔۔جو ایک نظر انہیں گھورتی وہی ٹک گئی۔۔

بدر نے اشارے سے باپ کو خاموش رہنے کا کہا۔۔جو گہری سانس بھرتے پھر سے بیوی کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

"اٹھ بھی چکو ثمینہ باہر مہمان آئے ہیں اور تم یہاں گھسی بیٹھی ہو۔چلو باہر چلیں۔۔!!"

آبادشاہ اب کی بار کر خنگی سے بولے تو چار و ناچار انہیں اٹھنا ہی پڑا۔۔وہ بیٹے کی پیشانی چومتے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

بدر نے ایک نگاہ بند دروازے پر ڈالی اور پھر بیڈ کی دوسری سمت پائنتی پر بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

"روپ میرے قریب آئیں۔۔!!"وہ سبز بے قرار نگاہوں سے اسے دیکھتے بے چین سی کیفیت میں بولا تو روپ نے اپنی سرخ ڈوروں سے سجی سیاہ آنکھیں رگڑتے ہوئے اسے دیکھا۔۔جس کی آنکھوں میں جھلکتے جذبات

دیکھ وہ نظریں چرا کر اٹھی تھی۔۔دھیمے قدموں سے چلتی وہ اسکے قریب جا رکی۔۔

بدر نے ایک نگاہ اپنے قریب کھڑی اس خوبصورت لڑکی پر ڈالی جو صرف اور صرف اسکی تھی۔۔یہ احساس ہی اتنا خوش کن تھا کہ وہ اسکے روبرو تھی۔۔

بدر عالم شاہ اسے بازو سے تھامے یکدم سے اپنی سمت کھینچ گیا۔۔

روپ لہرا کر اسکی طرف گری تھی۔۔سیاہ آنکھیں حد درجہ پھیلی وہ تفکر سے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر ٹکائے اسے گھورنے لگی۔۔

جس کے زخمی ہونٹ دلکشی سے مسکرائے تھے۔

"مجھے ایسے مت دیکھو میں ناراض ہوں تم سے!!"وہ خفگی بھرے انداز میں کہتے اپنے آنسوں اندر دھکیلنے لگی۔جو پھر سے آنکھوں سے بہنے کو بیتاب تھے

۔۔

"تو کیسے دیکھوں میری جان۔۔۔آپ ہی بتادیں۔۔!!"بدر لب دبائے مسکراتی نظروں سے اس خوبصورت چہرے کو دیکھتے مستفسر ہوا۔۔

گزرے چند دن اسکی زندگی کے سب سے بھیانک دنوں میں سے تھے۔۔

اسے موت کے خوف نے نہیں روپ شاہ کی دوری نے توڑ ڈالا تھا۔وہ جب جب یہ سوچتا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو روپ کا کیا ہو گا اسکے جانے کے بعد وہ کیسے اکیلی رہے گی۔

تب تب اسکا دم گھٹا تھا۔۔تب تب اس نے اپنے رب سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی اور آج اس لمحے روپ شاہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا اسکے لیے خدا کے معجزے سے کم ہر گز بھی نہیں تھا۔

"تم بنا بتائے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔میں اتنا پریشان ہو گئی تھی۔میں اب تمہارے ساتھ ہر گز بھی نہیں جاؤں گی اس شہر میں۔۔بلکہ کہیں بھی نہیں جاؤں گی۔"

وہ آنسوں ہتھیلی پر صاف کرتے نروٹھے پن سے بولی تھی۔

بدر اسکے تم کہہ کر مخاطب کرنے پر لب دانتوں تلے دبا گیا۔۔جانتا تھا وہ جب جب غصہ ہوتی تھی وہ ایسے ہی آپ سے تم کر لیتی تھی۔

جانا تو پڑے گا ناں میری زندگی۔۔۔شہر لے کر گیا تھا تو ہی اتنا خوبصورت "
تحفہ ملا ہے۔۔وگرنہ یہاں رہ کر آپ ہاتھ ہی نہیں آتی۔۔!!"وہ اب اسے
سینے سے لگائے اسکے سر پر بوسہ دیتے شریر لہجے میں بولا۔
روپ بدک کر اس سے دور ہونے لگی مگر بدر کی سخت گرفت کے سبب وہ ہل
تک نہیں پائی تھی۔
بلکل بھی نہیں۔۔!!ناں ہی میں جاؤں گی ناں ہی آپ جائیں گے۔۔ہم "
"اس شہر میں ہر گز بھی نہیں جائیں گے۔۔
روپ آنکھیں موندے دوٹوک انداز میں بولی تھی۔اس شہر کے نام سے ہی
اسے وحشت سی ہونے لگی تھی۔وہ اب کبھی بھی اس جگہ واپس نہیں جانا
چاہتی تھی۔
بدر عالم شاہ اسکا ڈر اور خوف بخوبی محسوس کر رہا تھا مگر فل حال وہ اسے کچھ
بھی کہنا نہیں چاہتا تھا۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر میری زندگی۔۔۔میں سونا چاہتا ہوں کچھ دیر۔۔"

"پلیز آپ میرے پاس ہی رہیں۔۔

وہ اٹھ کر سیدھا ہوتے تکیے پر سر رکھتے روپ کو اپنے حصار میں قید کرتے شدت بھرے انداز میں بولا تھا۔

روپ اسکے کندھے پر سر رکھتے خاموشی سے آنکھیں موندے اسے اپنے قریب تر محسوس کرنے لگی۔۔جو تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند میں اترتا چلا گیا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

کوئی ہے کھولو مجھے۔۔؟"اسکی چیخیں تیزی سے اس کال کوٹھری میں گونج رہی تھی۔۔دونوں ہاتھ سختی سے بندھے ہونے کے سبب وہ پوری قوت لگانے کے باوجود بھی خود کو آزاد نہیں کروا سکا تھا۔۔

مسلسل کوشش کرنے کے سبب اسکے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں گہرے زخم آچکے تھے۔۔پورا چہرہ پسینے سے شرابور اور سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ گردن پر پڑے جانوروں والے پٹے کی گرفت اتنی سخت تر تھی کہ دانیال جعفر کا سانس رکنے لگا تھا۔۔

مسلسل مدد کیلئے چیخنے کے سبب اسکے گلے میں خراشیں پڑ چکی تھی۔آواز بری طرح سے حلق میں اٹک گئی تھی۔۔

"وحشت بھری سرخ آنکھوں سے وہ کوشش چھوڑتے سرد نگاہوں سے پوری کال کوٹھری کو دیکھے گیا جہاں سر کے اوپر ایک چھوٹے سے بلب کی روشنی کے سوا پوری جگہ تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"وہ نہیں جانتا تھا اسے کس نے اور کیوں کڈنیپ کیا تھا وہ زندگی میں پہلی بار اسال آغا شاہ سے ملا تھا، وہ شخص کسی آسیب کی طرح اسکے حواسوں پر طاری ہوتا جا رہا تھا جس نے بنا کسی وجہ کے اسے یوں قید کر لیا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر دانیال کا ارتکاز ٹوٹا وہ ہڑ بڑا کر پاگلوں کی طرح سامنے دیکھنے لگا۔۔جہاں سے ایک شخص ہاتھ میں کھانے کا تھال پکڑے اسی سمت آ رہا تھا۔

"دد دیکھو مجھے آزاد کر دو۔۔۔مم میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں پر۔۔۔کک کس نے مجھے یہاں باندھ رکھا ہے؟؟مجھ سے کیا دشمنی ہے اس کی۔۔!!"

وہ بے بسی کے عالم میں چیختا التجائیں کرنے لگا تھا۔۔سامنے کھڑے شخص نے گہری سانس بھرتے اسکی ایک ہی رٹ پر سر نفی میں جھٹکا۔۔

"دیکھ لڑکے تجھے یہاں پر ہمارے سردار سائیں لے کر آئیں ہیں۔۔اور کیوں لائیں ہیں یہ تو وہی جانتے ہونگے۔۔اب بس یہ رونا دھونا بند کر اور کھانا کھا لے۔۔!!"

اسے پچکارتے وہ کھانے کی پلیٹ اسکی گود میں رکھ گیا۔دانیال نے بے بسی سے اس پلیٹ کو دیکھا تھا۔۔

"مم میرے ہاتھ تو کھول دو۔۔مم میں کیسے کھاؤں گا کھانا۔۔۔!!"

وہ بری طرح سے بلک پڑا تھا۔۔ بھوک اور پیاس سے اسکی حالت بری ہوتی جا رہی تھی۔

"دیکھو بھائی تمہیں کھولنے کا ہمارے پاس کوئی حکم نہیں ہے۔۔البتہ یہ کھانا تم کھا سکتے ہو۔۔اب کیسے کھانا ہے یہ تم پر ہے۔۔!!"

کندھے اچکا کر وہ شخص سنجیدگی سے کہتا کال کوٹھری سے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔۔

اسکے باہر کی طرف بڑھتے قدم دانیال کا سانس روکنے لگے تھے۔۔

وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔ مگر آج اسکی سننے والا کوئی بھی نہیں تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

"کیا چاہتے ہو تم اب مجھ سے۔۔۔؟" بالکونی میں کھڑا وہ سنجیدگی سے ہاتھ سینے پر باندھے اپنے روبرو کھڑے اس خوبرو شخص کو گھورتے مستفسر ہوا۔۔

اسال نے گہری سانس بھرتے ضرار پاشا خان کو دیکھا اور ایک نگاہ اسکے پیچھے کھڑے زرغان خان، اور زارون سکندر خان پر ڈالی۔۔وہ سبھی اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے۔

دراب خان کسی کام کے سبب حویلی نہیں آسکا تھا۔۔

"مجھے وہ عورت چاہیے ہر حال میں۔۔!!"اسال آغا سرد نظروں سے آسمان کی طرف دیکھتے بے لچک انداز میں بولا۔۔۔

اسکے انداز پر زارون کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے تھے۔۔

"ہم تمہیں وہ لڑکی ہر گز نہیں دے سکتے۔۔کیونکہ ہمیں پانچ سال ہو چکے ہیں ہم اس لڑکی کے ساتھ ساتھ اسکا سارا مافیہ بے نقاب کرنا چاہتے ہیں اب جب ہم اپنی منزل کے اتنے قریب ہیں ہم وہ لڑکی کیسے تمہارے حوالے کر دیں۔۔؟"

زارون سکندر خان اسے اپنی سیاہ سرد نظروں سے گھورتے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

اسال اسے چند لمحے دیکھتا رہ گیا۔اور پھر گہری سانس بھرتے وہ ضرار کی" طرف متوجہ ہوا۔۔

موبائل فون نکالتے اسنے ایک ویڈیو کلپ لگاتے موبائل فون ضرار پاشا کی طرف بڑھایا۔

ویڈیو دانیال جعفر کی تھی۔۔جس میں وہ بیہوش کی سی کیفیت میں اپنے" سارے جرائم کا اقرار کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ ساحر ہارون شاہ کو جان سے مارنے کا بیان بھی خود ہی دے رہا تھا۔۔

ضرار نے بے یقینی سے نظریں اٹھائے اسال کو دیکھا۔جس کے چہرے پر" صرف اور صرف اطمینان تھا۔۔

کیا چاہتے ہو تم۔۔؟"ضرار موبائل فون واپس اسکی طرف بڑھاتے پہلی بار" اس گفتگو کے دوران بولا تھا۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوں ضرار پاشا خان تمہیں یہ لڑکا چاہیے اور مجھے وہ" "!!عورت۔۔حساب بلکل سیدھا ہے ایک ہاتھ سے دو ایک ہاتھ سے لو۔۔

اسال ریکنگ پر اپنے مضبوط ہاتھ جمائے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا۔توزرغان خان نے پہلوئں بدلتے ضرار اور زارون کو دیکھا وہ جتنا شریف اس شاہ کو سمجھ رہا تھا وہ اتنا تھا نہیں۔۔

سر جھٹکتے وہ اب گہری سانس بھرتے ان تینوں کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"!!ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔"

ضرار تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔!"ضرار کے حامی بھرتے ہی زارون ہتھے سے " اکھڑا تھا۔۔

ضرار نے چہرہ موڑتے اسے دیکھتے آنکھوں سے ہی پر سکون رہنے کا اشارہ کیا

۔۔

اسال بے ساختہ ہی اس کی ادا پر مسکرایا۔۔

تو پھر ٹھیک ہے ضرار پاشا خان۔۔اس لڑکی کو میرے ڈیرے پر کل چھوڑ"

"!جانا۔۔وہ لڑکا تمہارے فارم ہاؤس پر تمہیں مل جائے گا۔۔

اسال گہری سانس فضا کے سپرد کرتے سنجیدگی سے بولا۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔ہم کیسے یقین کریں کہ تم سچ بول رہے ہو۔۔!!پہلے تم"
"!!دانیال کو ہمارے حوالے کروگے۔۔

ضرار اسکی بات کاٹتے سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔

تم بلکل بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ضرار پاشا خان۔۔۔تمہارا سامنا کسی"
غنڈے یا دہشت گرد سے نہیں ہو رہا جو جوابی کارروائی سے پہلے پکڑا جائے
گا۔۔وہ لڑکی چھوڑ جانا۔و گرنہ ان سارے ثبوتوں کو میں تمہارے حوالے تو
ضرور کردوں گا مگر وہ لڑکا ہر گز بھی نہیں۔۔چوبیس گھنٹے کا ٹائم ہے تمہارے
پاس۔۔اگر ایک بھی منٹ آگے پیچھے ہوا تو اسی وقت میں اس لڑکے کو شوٹ
"!!کردوں گا۔۔

اسال آغا شاہ بے لچک لہجے میں بولا تھا۔۔ضرار کے چہرے پر زردیاں سی
چھائی جنہیں وہ لمحوں میں چھپا گیا۔۔

اگر اس لڑکے کو کچھ ہوا تو یاد رکھنا اسال آغا شاہ۔۔ملے گی تو وہ لڑکی بھی"
"!!نہیں تمہیں۔۔

ضرار دو قدم اسکی سمت اٹھاتے اسے گھور کر بولا تھا۔۔

شوق سے مار دینا۔۔۔ویسے بھی میں اسے مارنے کیلئے اپنے پاس لانے والا" ہوں۔۔ہار پہنانے کیلئے نہیں۔۔!!"شام ہو رہی ہے۔۔کھانا کھا کر جانا تم سب۔۔!!"

وہ دو ٹوک انداز میں کہتے ضرار کے کندھے سے دھول اڑاتے دروازے کی سمت بڑھا تھا۔۔

پیچھے سے ضرار نے زارون اور زرغان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔جو کندھے اچکاتے گہری سانس بھرنے لگے۔۔

★★★★★★★★★★★★

اللہ اللہ خدا کا خوف کھاؤ تم تینوں بد بختو وہ میری معصوم بیوی ہے میں بھلا" کیوں اپنی خوبصورت پلس جوان بیوی کو کسی سردار کو پیش کرنے لگا۔۔"

دراب خان کے دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔ان تینوں کی بات سنتے ہی اسکی آنکھیں حد سے زیادہ باہر کو آئی تھیں۔

ضرار، زارون اور زرغان خان جو اتنی ایمرجنسی میں شاہ حویلی سے سیدھا اس کے پاس آئے تھے۔۔اب اسکی بات پر ان تینوں نے اسے سنگین نظروں سے گھورا تو وہ سٹپٹا کر بیٹھا۔۔

"تو تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے تو اسے تا عمر ساتھ رکھنے والا ہے۔۔خود بھی تو ہمارا یہی پلان تھا۔۔اگر ہم نہیں تو وہ اسال اسے مار ڈالے گا بات ختم۔۔!!"

زارون اسکی اداکاری پر دانت پیستے ہوئے بولا۔۔

"یار خود تو میں تھوڑے رحم سے ماروں گا ناں آفٹر آل شی از مائے وائف۔۔!!"دراب معصومیت بھری ٹھنڈی آہ بھرتے بولا تھا۔۔

جس پر زرغان سمیت سبھی نے سر نفی میں جھٹکا۔۔

"تو ایسا سوچنا کہ تو نے ہی اسے مارا ہے بات ختم۔۔!!"زارون جان چھڑانے والے انداز میں بولا۔۔

اسکے لئے رمینا سے زیادہ ضروری دانیال جعفر کو سزا دینا تھا جس نے ان سے ان کا جان سے عزیز دوست چھینا تھا۔

زارون تو اسکے پاس چلا جا۔۔ بیچاری اپنی زندگی کے آخری لمحات اپنی محبت کے ساتھ گزارے گی تو کتنا اچھا ہو گا ناں۔۔" !!"

دراب خان کو پھر سے رمینا خان پر ترس آیا تھا۔۔ اسکی اوور ایکٹنگ پر ضرار نے کھینچ کر تھپڑ اسکے سر پر دے مارا۔۔

دراب خان باز آ جاؤ۔۔ تم جو کچھ کرتے پھر رہے ہو مجھے ہر ایک چیز کا بخوبی علم ہے۔۔ بھولو مت یہ تمہاری بیوی کا عشق ہونے کے ساتھ ساتھ میری بہن کا شوہر بھی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے میری بہن ہرٹ ہوئی تو میں سب سے پہلے تیری گردن کاٹوں گا۔۔" !!"

ضرار نے دانت پیستے ہوئے اسے سخت نظروں سے گھور کر کہا تھا۔۔

دراب سٹپٹا کر زارون کو دیکھنے لگا۔۔ جس نے مسکرا کر اسکے دیکھنے پر آنکھ ونک کی جس پر دراب کا موڈ مزید بگڑا تھا۔۔

فل حال کیلئے تم سب کچھ بھی نہیں کروگے۔۔میں آج ہی واپس شہر جاتا ہوں۔۔رمینا کو ہینڈل کرنا میرا کام ہے۔ضرار تم حویلی اور اپنی بہن کو سنبھال لینا۔۔!!"

زارون ان سبھی کو سنجیدگی سے دیکھتے گہری سانس بھر کر اٹھا تھا۔۔

"!!اوئے سن۔۔"

دراب نے ہانک لگائی تو وہ گہری سانس بھر کر مڑا۔۔

جیسے جا رہا ہے ویسے ہی واپس آنا۔۔منہ کالا کر کے مت لوٹنا،،آفٹر آل"

"!!....میری بیوی کا بھائی ہے تُو

دراب شرارت سے کہا زارون کے جوابی حملے سے پہلے ہی اٹھ کر پیچھے کی سمت بھاگا تھا۔۔

زارون اسے غصے سے گھورتا اپنی مٹھیاں بھینچ کر واپس مڑا تھا۔۔

ضرار پاشا اور زرغان خان کے قہقہے اسے گاڑی تک سنائی دے رہے تھے۔۔

★★★★★★ ★★★★★

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟"رمیناخان کے ٹکٹکی باندھے دیکھنے پر زارون نے" سنجیدگی سے گہری سانس بھرتے پوچھا۔۔

وہ دونوں ایک خوبصورت دن ایک ساتھ گزار کر اب دراب خان کی کال پر واپسی کے لیے نکل پڑے تھے۔۔

دیکھ رہی ہوں۔۔کیسے میری قسمت مجھ پر مہربان ہو سکتی ہے۔۔؟ برسوں" سے میں جس شخص کو چاہتی آرہی ہوں آج وہی شخص میرے سامنے میری محبت کا اعتراف لے کر بیٹھا ہے۔!!"

رمیناخان دلکشی سے مسکرا کر اسکے مضبوط ہاتھ کو اپنی نازک انگلیوں میں دبوچ گئی۔۔

زارون نے گہری سانس بھرتے اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔۔"یقین کرلو میری جان۔۔یہ خان تم پر سچ میں مر مٹا ہے۔اچھا چھوڑا یہ باتیں۔۔۔تم جوس پیو "!!۔۔۔کب سے کچھ نہیں کھایا تم نے۔۔۔

زارون سکندر خان خاصی فکر مندی سے کہتے ڈیش بورڈ سے جوس کا پیک اٹھائے اسکی جانب بڑھا گیا تھا۔۔

رمینا اسے یک ٹک دیکھتی رہی اور پھر مسکرا کر جوس تھامے اس نے سٹرا منہ سے لگائی۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ جوس کا پیک ختم کر چکی تھی۔

سکندر ہم کب ایک ہونگے۔۔میں اب مزید تم سے دور نہیں رہ" سکتی۔۔!!"زارون کے بازو کو جکڑتے وہ سر اسکے شانے سے ٹکائے بے قراری سے گویا ہوئی۔جس پر زارون نے نظریں جھکائے اسے دیکھا۔

بہت جلد رمینا۔۔۔میں دراب سے بات کروں گا وہ تمہیں طلاق دے گا" "!!۔۔اور اس کے بعد ہم شادی کر لیں گے۔۔۔

زارون نے اسکے گال کو چھوتے نرم لہجے میں کہا تھا جس پر وہ مسکرا کر مزید اسکے ساتھ لگی تھی۔۔

سسکندر ممجھے۔۔!!" تھوڑی ہی دیر میں اس کی آنکھیں بھاری پڑنے لگی" تھی۔۔ سر بری طرح سے چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ زارون سے بات کرتے کرتے مکمل طور پر ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی

۔۔

رمینا" زارون نے اسکا گال تھپکتے اسے مخاطب کیا۔ جو سچ میں بے ہوش ہو" گئی تھی۔۔ گہری سانس بھرتے زارون سکندر نے اپنے ماتھے پر چمکتے پسینے کے قطروں کو رومال سے صاف کیا۔ اور پھر گاڑی آگے کی جانب بڑھائی۔

★★★★★★★★★★★★

نوری ایک گلاس پانی دے دو پلیز۔۔۔!!" محمل باورچی خانے میں داخل" ہوتے نوری سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

اسال آغاشاہ تھوڑی دیر پہلے ہی آغاجان کو حویلی لانے کیلئے نکلا تھا۔۔ نعمت اور نور آج رات یہی تھیں۔۔ جن کو نفیسہ شاہ اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔۔

جی بی بی لائی۔۔!!"نوری رات کا کھانا تیار کر رہی تھی وہ آنچ دھیمی کرتے" شائستگی سے کہتے ہاتھ دھونے کی غرض سے نل کی سمت بڑھی تھی۔۔

باورچی خانے میں کام کرتی باقی ملازماؤں نے کن اکھیوں سے اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا تھا۔۔ جس کا بے تحاشہ حسن مبہوت کر دینے والا تھا۔۔

سنہری بال چوٹی میں قید اسکی پشت پر لہرا رہے تھے۔۔ سرخ و سفید رنگت میں اسال آغاشاہ کی محبت کے ڈھیروں رنگ آباد تھے۔۔

محمل ایک کرسی پر بیٹھتے سارے باورچی خانے کو گھورنے لگی۔۔۔

جب اچانک ثمینہ شاہ نوری کو مخاطب کرتے باورچی خانے میں داخل ہوئی تھی۔۔

نوری میں نے کہا تھا کہ عالم کیلئے سوپ بناؤ ابھی تک سوپ نہیں بنا۔۔؟"""

محمل قریشی کو اپنے سامنے بیٹھا دیکھ ان کا خون کھولا تھا۔۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بھینچتے وہ زوردار آواز میں گرجی۔

ووہ بی بی جی بس سوپ تیار ہے۔۔!!"نوری گھبرا کر کہتی پانی کا گلاس" محمل کی طرف بڑھا گئی۔۔

جسے غصّے سے دیکھتے ثمینہ شاہ پانی کا گلاس اسکے ہاتھ سے دور پٹخ گئی تھی۔

نوری چیخ کر لبوں پر ہاتھ جما گئی۔ محمل ایک دم سے جگہ سے اٹھی حیرانگی سے ثمینہ شاہ کو دیکھنے لگی۔۔جو شرربار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

محمل ان کی بے بنیاد کی نفرت سمجھنے سے قاصر تھی۔۔جبھی وہ لب بھینچے اپنے گہری نیلی آنکھیں ایک پل کو موندتے خود کو پر سکون کرتے، ثمینہ شاہ

کے اطراف سے گزرتی باہر جانے لگی جب اچانک اسکا بازو شدت سے جکڑتے وہ اسے لمحوں میں اپنی سمت کھینچ گئی۔۔

محمل کا سانس بری طرح سے رکا تھا ملازمین سانس روکے گھبراہٹ سے ثمینہ شاہ کو دیکھ رہی تھیں۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔!"نیلی آنکھوں میں ہلکی سی خوف کی رمک تیری" تھی۔۔سانس بری طرح سے سینے میں اٹکا تھا۔

چھوڑ دیتی ہوں۔۔!!"ثمینہ شاہ تمسخر اڑاتی مسکراہٹ سے کہتی اسے زور" سے پیچھے کو دھکہ دے گئی۔۔

محمل کی چیخ بے ساختہ ہی بلند ہوئی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی باورچی خانے میں داخل ہوتے اسال آغا شاہ نے بھاگتے ہوئے اسے جکڑا تھا۔

سانسیں بری طرح سے رکی تھی۔پورے چہرے پر خوف سا چھایا۔۔"مم محمل۔۔۔!!"اسکے دونوں ہاتھ مضبوطی سے جکڑتے وہ اسے گرنے سے پہلے ہی تھام گیا تھا۔

محمل اپنی خوف سے بند آنکھیں اسکی آواز پر کھول گئی تھی۔۔نیلی آنکھوں میں دہشت کے رنگ سمیٹے اسنے اسال آغا شاہ کے سرد چہرے کو دیکھا۔

سس سائیں۔۔"وہ بھیگے نم لہجے میں بولی۔۔جبکہ ثمینہ شاہ کے چہرے پر" تاریکی سے لہرائی۔

ٹھیک ہو تم۔۔!!"اسال اسے سہارے سے اپنے ساتھ لگاتے متفکرانہ" انداز میں مستفسر ہوا تھا۔۔وہ آغا جان کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا۔ محمل کو وہاں ناں پاتے وہ باورچی خانے کی سمت آیا تھا۔۔

مگر محمل کی چیخ سنتے اسکی جان لبوں پر آئی تھی وہ بھاگا بھاگا اندر داخل ہوا جہاں ثمینہ شاہ، محمل کو نیچے کی طرف دھکیل چکی تھی۔

ہہ ہاں۔۔۔!!" محمل خواس باختگی کی کیفیت میں کہتی اسکے سینے میں چھپی " تھی۔۔اسال اسکے سر کو تھپکتے کاٹ دار نظروں سے ثمینہ شاہ کو گھورنے لگا

جن کے چہرے پر خوف ودہشت ساطاری تھا۔۔

انہیں ہر گز بھی علم نہیں تھا کہ اسال یوں اچانک آجائے گا۔۔

نوری۔۔۔ محمل کو کمرے میں لے جاؤ۔۔۔!!" وہ سرد لہجے میں دھاڑا تھا ۔۔نعمت شاہ جو نوری کا دودھ گرم کرنے کی غرض سے باورچی خانے کی سمت آئی تھی۔۔

وہ حیرت سے چونکی سامنے کے حیران کن منظر کو دیکھ رہی تھی۔ محمل کے چہرے پر گھلی زردیاں دیکھ نعمت تعجب سے اسال کو دیکھے گئی۔

جس کے چہرے پر برفیلے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔نوری، محمل کو لیے وہاں سے جاچکی تھی۔

اسسالل۔۔۔ووووہ جج جیساتت تم سس سوچ رہے ہو۔۔ووویسا لکچھ بھی" نہیں ہے۔"!

اسال کے اپنے طرف اٹھتے قدموں سے حائف ہوتے وہ ہکلا کر بولی تھی۔۔

آپ مجھے یہ بتائیں ثمینہ شاہ۔۔میری بیوی اور میری اولاد سے آخر کار آپ"

"کو اتنا بیر کیوں ہے۔۔؟کیا بگاڑا ہے اس معصوم نے آپ کا۔۔؟

اسال کی آواز ناچاہتے ہوئے بھی بلند ہوئی تھی۔۔وہ پہلے بھی صرف اور صرف بدر کی وجہ سے خاموش ہوا تھا و گرنہ جو کچھ وہ کر چکی تھی اسکی سزا اسال آغا شاہ کی نظر میں بہت بھیانک تھی۔۔

"!!نن نہیں۔۔۔"

خبر دار جواب آپ نے جھوٹ بولنے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔!!"وہ"

گرجا تھا۔نفیسہ شاہ اسکی گرجدار آواز پر بھاگی بھاگی باورچی خانے میں آئی تھی سامنے کا منظر نا قابل فہم تھا۔۔

اسال کا یوں ثمینہ شاہ پر غصہ ہونے ان کیلئے حیران کن سی بات تھی۔

آپ نے خدیجہ کے ساتھ مل کر میری بیوی کو اغواء کیا۔۔اسے شایان شاہ"

کے سامنے لاوارثوں کی طرح پھینکتے آپ کی روح نہیں کانپی۔۔؟آپ کے

ضمیر نے آپ کو جھنجھوڑا نہیں کہ آپ ایک ماں ہو کر ایک عورت ہو کر بھی دوسری عورت کے ساتھ کیسے یہ سب کرتی گئی۔۔۔؟"

اسال کے حیرت انگیز انکشاف پر نفیسہ شاہ اور نعمت نے لبوں پر ہاتھ جمائے بے یقینی سے ثمینہ شاہ کو دیکھا تھا۔۔

جو اچانک اپنا بھانڈا پھوٹنے پر خاصی گھبرائی تھی۔

"آپ کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔۔۔ ثمینہ شاہ۔۔۔ میں ایک بار پہلے آپ کو معاف کرنے کی بھول کر چکا ہوں مگر اب نہیں کروں گا۔ آغا جان کے ٹھیک ہوتے ہی سب سے پہلے میں آپ کو سزا سناؤں گا۔۔ تب تک آپ مجھے میری بیوی کے نزدیک تو کیا اسے دیکھتی ہوئی بھی نظر مت آئیں مجھے۔۔۔!!"

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے انہیں سنجیدگی سے وارن کرتا باورچی خانے سے باہر نکلا۔۔۔

باہر نکلتے ہی اسکے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔ دہلیز پر کھڑے بدر عالم شاہ کی سبز سرخ آنکھوں کو دیکھ اسال کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سب کچھ سن چکا ہے

۔۔جبھی وہ لب بھینچے بنا کچھ کہے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★★★★

مجھے یقین نہیں ہو رہا ثمینہ تم اتنا گر جاؤ گی۔۔۔!! تم نے ہمیشہ بدر اور" اسال میں فرق کیا مگر میں خاموش رہی۔ مگر آج تم میرے ہی بچے کی اولاد کو اسکی بیوی کو ختم کر دینا چاہتی ہو۔۔۔!! آخر تمہاری نفرت کس حد تک ہے "!! مجھ سے میری اولاد سے۔۔جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔۔ نفیسہ شاہ انہیں تاسف بھری نظروں سے دیکھتی غصّے سے چلائی تھی۔۔

محمل کو حویلی سے اغواء کروانے کے پیچھے خدیجہ اور ثمینہ شاہ کا ہاتھ تھا یہ خبر ان کے لئے بلکل ہی حیران کن تھی وہ مر کر بھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ اپنی نفرت میں وہ دونوں اتنی اندھی ہو جائیں گی۔ کہ ایک بے قصور لڑکی

کے ساتھ اتناسب کچھ کر گزرے۔۔ڈرو خدا سے ثمینہ۔۔۔اسکی لاٹھی "بڑی بے آواز ہے۔۔ کہیں ایسا ناں ہو کہ تم اپنا سب کچھ گنوا بیٹھو۔۔ نفیسہ شاہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی نعمت کا ہاتھ تھامے انہی قدموں سے باورچی خانے سے باہر نکلی تھی۔۔

ثمینہ شاہ ان سب کے جاتے ہی اپنے چہرے پر آئے پسینے کو پونچھتی باورچی خانے سے باہر نکلی تھی۔۔

بب بدر۔۔۔!!"دہلیز پر رکتے ان کی آنکھیں اپنے سامنے کھڑے بدر عالم" شاہ کو دیکھ خوف سے پھیلی تھی۔وہ گھبراہٹ زدہ سی سانس بمشکل سے لے پا رہی تھی۔

بدر کے چہرے پر چھائی سرخی ان پر یہ باور کرانے کیلئے کافی تھی کہ وہ سب کچھ سن چکا ہے۔۔

کیوں کیا آپ نے یہ سب کچھ اماں سائیں۔۔!!"اس کی آواز آنسوں کی" آمیزش سے بھیگ رہی تھی۔۔آنکھوں میں پھیلتی غضب ناک سرخیاں

دیکھ ثمینہ شاہ کا دل زندگی میں پہلی بار اپنی اولاد کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت دیکھ کر ڈرا تھا۔۔۔

وہ ہذیانی سی کیفیت میں بدر کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرنے لگی تھی۔جوان کے لمس پر بے ساختہ ہی قدم پیچھے کو اٹھا گیا۔۔

"بب بدر مم میں نے سبب کچھ تتمہارے لئے ککلکیا ہے بیٹا۔۔۔تم مجھ سے نفرت کرو!!! خفا تو مت ہو۔۔

وہ اسکے دور جانے پر تڑپ کر رہ گئی تھی۔آج پہلی بار اولاد کو کھونے کا خوف ان کی آنکھوں اور ان کے چہرے پر گھر کر گیا تھا۔۔وہ کسی بھی طرح سے بدر کو اپنی طرف سے مطمئن کر لینا چاہتی تھی۔۔

"میرے لئے۔۔۔؟ میں نے کب کہا آپ سے اماں سائیں۔کہ آپ اسال آغا سے نفرت کریں۔۔؟ میں نے کب کہا کہ آپ اسکی بیوی کو کسی غیر مرد کے آگے ڈالیں۔۔کیا وہ اس حویلی کی عزت نہیں تھی۔وہ بھی تو ایک عورت ہی تھی ناں آپ کی طرح۔۔؟؟

بدر تمم چپ کر جاؤ۔۔ سس سب سن لیں گے۔!!"وہ بھاگتی اسکے شانوں" سے جکڑتے اگے پیچھے دیکھنے لگی۔ایسا کرتے وہ کوئی پاگل دکھ رہی تھی۔

بدر نے بے دردی سے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں کو رگڑتے ان کے ہاتھ خود سے دور جھٹکے۔۔

روپ جو بدر کو کمرے میں ناں پا کر باہر آئی تھی اب سامنے کا منظر دیکھ اسکے قدم بے ساختہ ہی تھمے تھے۔

"سن لینے دیں سب کو۔۔۔آپ بھی سن لیں اماں سائیں۔۔۔جس لڑکی کو آپ نے بیچ ذات سمجھا۔اسے ایسی حالت میں ہوتے ہوئے بھی حویلی سے اغواء کروایا۔اسی لڑکی کی وجہ سے آج آپ کا بیٹا آپ کے سامنے سہی سلامت ہے۔۔!!"

بدر کی گرج دار آواز پر ثمینہ شاہ نے سر نفی میں ہلاتے بھیگی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

جس کے چہرے پر کرب ورنج نمایاں تھا۔۔

یہی سچ ہے۔وہ غیر لڑکی مجھے اپنی حویلی تک لے کر گئی۔۔میری حفاظت "
بلکل ایک بہن کی طرح کی۔۔مگر مجھے کیا علم تھا کہ میری اپنی ہی ماں اس
"!!معصوم کے ساتھ اتنا سب کچھ کر رہی ہے۔۔

بدر نے درد سے پھٹتے دماغ سمیت کہتے جبڑے شدت سے بھینچ ڈالے۔۔۔
وہ ایکدم سے مڑا۔۔۔اسکے مڑنے پر ثمینہ شاہ اسکے ساتھ جا لگی تھی۔۔
نن نہیں بدر رمجھ سے ناراض مت ہو۔۔میری جان میں مر جاؤں گی۔"
"!!بب بدر۔۔۔ایسا مت کرو۔۔

ان کی چیخیں ساری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔روپ،آباد شاہ سمیت کئی
ملازم انہیں تاسف آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔جو دوسروں کے
ساتھ برا کرتے کرتے یہ بھول گئی تھی کہ جو جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹتا ہے۔۔

آپ کیلئے اتنی ہی سزا کافی ہے کہ آج کے بعد آپ ساری زندگی اس بیٹے کی"
"!!شکل دیکھنے کیلئے ترسیں گی۔۔جسکے لیے آپ نے اتنا سب کچھ کیا۔۔۔

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے انہیں خود سے دور کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

ثمینہ شاہ کا پورا وجود بے جان ہوا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں خوف تیزی سے تیرنے لگا تھا۔۔

"چلیں روپ۔۔!!" دروازے کے قریب کھڑی روپ شاہ کا ہاتھ پکڑے وہ مضبوط لہجے میں کہتا مڑا تھا۔۔

ثمینہ شاہ پھر سے روتی ہوئی اس کے قدموں سے آ لگی تھی۔۔ مگر وہ ان کی ایک بھی پکار کو سنے بغیر اب تیزی سے باہر کی سمت بڑھا تھا۔۔

"حویلی کی دہلیز عبور کرتے بدر عالم شاہ کے قدم اپنے باپ کی ثمینہ۔۔!!" آواز پر تھمے تھے۔۔ اسنے مڑ کر سامنے دیکھا جہاں ثمینہ شاہ ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔

"اماں سائیں۔۔ بدر پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا ان کی سمت بڑھا تھا جن کی آنکھوں سے کئی آنسوں بہتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔

★★★★★★★★★★★★

آپ کوان کا خیال رکھنا چاہیے مسٹر شاہ۔۔۔!! مسلسل ذہنی دباؤ ناں تو"
آپ کی وائف کیلئے ٹھیک ہے ناں ہی آپ کے بچوں کیلئے۔۔۔!! اور ان کی
"!! کنڈیشن دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے کہ وہ کافی ڈسٹربڈ ہیں۔۔

اس حادثے کے بعد سے ہی محمل کی طبعیت کافی خراب ہو چکی تھی۔۔وہ کمرے میں اکیلے بیٹھتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی۔۔اسال ہمہ وقت اسکے پاس ہی رہا تھا۔۔

مگر اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ محمل کی طبعیت مزید بگڑتی جا رہی تھی۔۔جس کے سبب وہ اسے ہاسپٹل لے آیا تھا۔۔

سوری ڈاکٹر دراصل کچھ دنوں سے ماحول کافی ٹینسڈ رہا ہے۔شاید اس وجہ "
"!! سے۔۔

اسال نظریں، بیڈ پر لیٹی محمل پر گاڑھتے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

پھر بھی آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔۔ان کا چوتھا ماہ چل رہا ہے۔۔سٹریس "
ان کی صحت کیلئے کافی خطرناک ہو سکتا ہے خاص طور پر ڈیلیوری کے وقت
"!!اسکے انتہائی برے اثرات بھی پڑ سکتے ہیں۔۔

ڈاکٹر شائستہ اسے دیکھتے کافی سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔۔وہ بات گھما کر اسے تسلی نہیں دینا چاہتی تھی۔۔وہ اسے آنے والے حالات سے پہلے ہی آگاہ کر رہی تھی۔۔

میں خیال رکھوں گا ڈاکٹر۔۔آئندہ اسے کوئی سٹریس بھی نہیں ہو گا۔۔"
"!!

اسال آغا شاہ گہری سانس بھرتے سنجیدگی سے گویا ہوا تو ڈاکٹر اسے مزید چند ہدایات دیتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسال دھیمے قدموں سمیت بیڈ کی سمت بڑھا تھا۔ محمل قریشی کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر اسکے دل میں برچھیاں سی چلی۔ وہ لب بھینچے اسکے قریب بیٹھا۔

اسکا محملی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے وہ اپنے ہونٹوں سے لگا گیا۔ جانے انجانے میں ہی سہی مگر اسکے اپنے ہی اسکی بیوی کو تکلیف پہنچانے کا باعث بن رہے تھے۔۔

وہ خود مضطرب سی کیفیت میں بیٹھا نا جانے کن سوچوں میں گم تھا۔ موبائل فون کی بیل پر اسال ہڑبڑا کر ہوش میں لوٹا۔ موبائل فون نکالتے اسنے کال اٹھاتے فون کان سے لگایا۔

ہیلو سردار۔۔!! ووہ دانیال جعفر کوٹھری سے بھاگ گیا ہے۔اور حویلی" "!! میں ہی کہی چھپ گیا ہے۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔وہ بھاگا کیسے۔۔!!"اسال لمبے لمبے ڈھگ" بھرتے تیزی سے باہر نکلا تھا۔

سر دار سائیں۔۔۔ہم اسے انجیکشن لگانے والے تھے وہ ہم سب کو مار کر "
بھاگ گیا مگر ہم نے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی ہے۔۔وہ حویلی سے باہر نہیں
"گیا۔۔

سیکورٹی ڈبل کر دو یا سر۔۔۔کسی بھی صورت میں وہ حویلی سے بھاگنا نہیں "
چاہیے۔۔میں آتا ہوں۔! "دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے وہ سرد لہجے میں
کہتے کال کاٹتے ڈاکٹر نے کیبن کی طرف بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

بدر چچی کیسی ہیں۔۔؟؟"وہ کھڑکی کے قریب کھڑی باہر کے مناظر دیکھ "
رہی تھی۔بدر عالم شاہ ثمینہ شاہ کو ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔۔
روپ تب سے ہی متفکر تھی۔۔جبھی تھوڑی دیر بعد اسے کال کی۔۔جو فورا
سے اٹھالی گئی تھی۔

ٹھیک نہیں ہیں روپ۔۔۔دعا کریں ڈاکٹر کچھ بھی نہیں بتا رہے فل حال"
۔۔!!"بدر گہری سانس بھرتے دیوار سے سر ٹکا گیا تھا۔۔ایک مصیبت ختم ہوئی تھی تو دوسری پڑ گئی تھی۔

آپ پریشان نہیں ہوں بدران شاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔اپنا خیال"
رکھئے گا۔۔!!"روپ سے تسلی دیتے کال کاٹ گئی تھی۔معادروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونک کر مڑی۔۔
سیاہ آنکھوں میں حیرت سمٹی تھی۔۔

روپ بات ہوئی بدر سے۔۔۔؟چچی جان کیسی ہیں۔۔؟'نعمت متفکر سی" اندر داخل ہوئی تھی۔۔

روپ اسے دیکھ کر گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

پریشان مت ہو میری جان۔۔۔ایسی حالت میں ٹینشن تمہارے اور بے بی" کیلئے بلکل بھی ٹھیک نہیں۔۔۔!!"نعمت اسکے گال پر ہاتھ ٹکائے فکر مندی سے بولی تھی۔۔

کیسے ٹینشن ناں لوں میں نعمت۔۔۔وہ شخص جو میرا اتنا کرتا ہے میرے لئے "
ساری دنیا سے لڑ گیا آج وہ اتنا پریشان ہے۔۔چچی کا یہ روپ بدر کبھی
"!!برداشت نہیں کر سکتے۔۔

روپ بہن کو دیکھتے تفکر بھرے لہجے میں بولی تھی۔

نعمت اسے پریشان دیکھ کر سر جھٹک کر مسکرائی۔۔"مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری بہن جو کبھی بدر عالم شاہ کے دیوانوں جیسے انداز پر شدید غصہ ہوتی تھی
"!!آج وہ خود ہی اسکی دیوانی ہوئی بیٹھی ہے۔۔

نعمت اسے شانوں سے جکڑتے تھوڑی اسکے کندھے پر ٹکائے شریر لہجے میں بولی تھی۔

روپ آسودگی سے مسکرائی۔

تب میں انجان تھی نعمت کہ خدا نے بدر عالم شاہ کو میری خوشیاں کا وسیلہ بنا"
کر بھیجا ہے۔مگر اب میں اپنے رب کی نعمتوں کی شکر گزار ہوں۔شکر گزار
"!!ہوں کہ اسنے بدر عالم شاہ کو میرے نصیب بنایا۔۔

نعمت خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔اتنے عرصے کے بعد اپنی بہن کو خوش اور مطمئن پا کر وہ دل سے پر سکون ہوئی تھی۔۔

اچھا چھوڑو سب کچھ۔۔تم تھوڑی دیر ریسٹ کرو۔۔کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں۔بدر سب ہینڈل کر لے گا۔"!!ہوئی

نعمت اسے خود سے لگائے بیڈ تک لے گئی تھی۔۔۔روپ اسکے اصرار پر خاموشی سے بیڈ پر لیٹتے آنکھیں موند گئی۔نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی مگر پھر بھی وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

نعمت اسے سلاتے خود کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

وہ چادر میں سر ڈھکے پلر کے پیچھے چھپا کھڑا تھا پورا وجود درد سے ٹوٹ رہا تھا" سرمئی آنکھوں میں سرخیاں سمیٹے وہ چوکس سا آگے پیچھے دیکھ رہا تھا جب اچانک اسکی نظر لاؤنج سے ایک کمرے کی طرف جاتی نعمت شاہ پر پڑی۔۔

دانیال کا سانس بے ساختہ ہی تیز ہوا تھا۔۔

روپ۔۔!!"خشک ہونٹوں سے بے اختیار ہی روپ شاہ کا نام نکلا تھا"

۔۔وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا جو یقیناً اسال آغا شاہ کی کچھ لگتی تھی۔

دانیال نظریں بچاتے چھپتے چھپاتے اس کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔وہ آج کسی بھی طور روپ سے بات کرنا چاہتا تھا اس سے اپنے دل کا حال بیان کر دینا چاہتا تھا۔

دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔دانیال جعفر بے ہنگم ہوئی سانسوں کے بیچ اندر داخل ہوا تھا جہاں اس کی پہلی نظر بیڈ پر بیٹھی نعمت شاہ پر پڑی۔۔

★★★★★★ ★★★★★

اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس کرتے نعمت, نور کو تھپکتے ایکدم سے مڑی۔۔تو اسکی نگاہ سامنے کھڑے انجان شخص پر پڑی جو بڑی غور سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

نعمت کے ہاتھوں کی حرکت پل میں تھمی, ہونٹ نیم وا تھے۔وہ سیاہ آنکھوں میں حیرت انگیز رنگ لئے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

دانیال جعفر جو دیوانہ وار اسے دیکھ رہا تھا اچانک ان سرمئی آنکھوں میں والہانہ محبت کی جگہ حیرت اور بے چینی نے سمیٹ لی۔

کون ہو تم۔۔۔؟" وہ دو قدم قریب ہوتے بے چینی سے مستفسر ہوا۔"

نعمت شاہ کے گال پر وہ خوبصورت تل تو کہی بھی موجود نہیں تھا جو اسکی روپ کے چہرے کی خوبصورتی تھا۔۔جسے دیکھتے ہی وہ اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔

"آپ بتائیں آپ کون ہیں اور میرے کمرے میں کیا کر رہے ہیں۔؟"

نعمت نور کو چھپانے کی کوشش کرتے اب دانیال کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے استفسار کرنے لگی۔۔جس نے بے چینی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

مم میں جو بھی ہوں مجھے بتاؤ روپ کہاں ہے اور تم کون ہو۔۔؟" نچلے "
ہونٹ کو دانتوں تلے کچلتے وہ روپ شاہ کی بابت پوچھنے لگا۔دل کی بے قراری
ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔وہ جانتا تھا یہاں سے بھاگنا
اسکے لئے ناممکن تھا۔۔اسکی موت بھی شاید قریب تھی۔مگر وہ کیا کرتا اپنے
اس بے قرار دل کا، جو صرف اور صرف روپ شاہ کو دیکھنے اسکی خوشبو کو
محسوس کرنے کے لئے مچل رہا تھا۔۔
تم روپ کو کیسے جانتے ہو۔۔؟"نعمت بیڈ سے اٹھتے اسے روبرو ہوئی تھی۔۔"
سامنے کھڑا زخموں سے چور شخص یقیناً اس حالت میں نہیں تھا کہ وہ اسے
نقصان پہنچا پاتا۔اور ان آنکھوں میں جو رنگ نعمت شاہ دیکھ رہی تھی وہ
ناقابلِ فہم سے تھے۔

بس جانتا ہوں۔۔۔تت تم بتاؤ مجھے۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔؟"دانیال "
دونوں ہاتھ فضا میں لہراتے اسکی جانب قدم بڑھا گیا۔۔جس پر نعمت ڈر کر
پیچھے ہوئی تھی۔۔

دانیال پاگلوں کی طرح آگے پیچھے دیکھتے ایکدم سے ٹیبل کی سمت بڑھا تھا۔۔

فروٹ باسکٹ میں پڑی چھری اٹھائے وہ لمحوں میں نعمت شاہ کو قابو کرتے اسکی گردن پر چھری رکھ گیا۔

معا کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا۔ نعمت شاہ کی سانس جو سینے میں اٹکی ہوئی تھی۔۔وہ کمرے میں داخل ہوتے اسال کو دیکھ یکدم تیز ہوئی۔۔

دانیال نے سرخ نفرت بھری نگاہوں سے اسال آغا شاہ کو دیکھا تھا۔۔جو قریباً اسے ساری حویلی میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اب ہانپ سا گیا تھا۔

"وہی رک جاؤ لڑکے۔۔!! خبر دار جو تم نے ایک بھی قدم آگے بڑھایا۔۔۔

"!! ورنہ میں اس لڑکی کو جان سے مار دوں گا۔۔

دانیال جعفر اسال آغا شاہ کو وحشت بھری نظروں سے دیکھتا غرایا تھا۔۔وہ ابھی تک اسال آغا شاہ کا نام نہیں جان سکا تھا۔۔مگر اب اسے سامنے دیکھتے ہی اسے جان سے مارنے کا دل چاہا تھا اسکا۔۔۔

اسال لب بھینجے نعمت کو دیکھتے اب بستر پر سوئی ہوئی نور کو دیکھنے لگا۔۔بصد شکر تھا کہ وہ معصوم پری اب تک سوئی ہوئی تھی۔۔اسال گہری سانس بھرتے الٹے قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

وہ اسے کسی بھی طرح کمرے سے باہر لے جانا چاہتا تھا تاکہ کم سے کم نور سیف ہو سکے۔۔۔

اسکی سوچ کے مطابق ہی دانیال نعمت کی گردن پر چھری رکھے باہر نکلا تھا۔۔

اسال اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتا پیچھے کو قدم اٹھاتا ایک دم سے رکا۔۔

"دیکھو تم میری بہن کو چھوڑ دو باہر میری گاڑی کھڑی ہے میں وعدہ کرتا ہوں کوئی بھی تمہیں نہیں روکے گا۔۔۔!!"اسال لب بھینجے اس سے تسلی آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔تم مجھے بھیجو گے۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔نہیں لڑکے۔۔۔۔اب مجھے آزادی نہیں چاہیے۔۔۔!!"

وہ سرد نفرت آمیز نگاہیں اسال پر گاڑھتے دھاڑا تھا۔۔پورا جسم درد سے چور تھا مگر محبت کا روگ اسکی عقل پر ہزار پردے ڈال چکا تھا کہ اسے اپنے آگے کھڑی موت تک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔

کیا چاہتے ہو تم۔۔!!"اسال نے ہاتھ کی مدد سے باہر سے آتے بدر عالم شاہ" کو وہی پر رک جانے کا اشارہ کیا۔۔جو سامنے کے حیرت انگیز مناظر دیکھ کر بے حد معتجب ہو رہا تھا۔

ملازمین کے ساتھ ساتھ نفیسہ شاہ بھی اب باہر نکل آئی تھی۔۔

مگر ہر کوئی اس دل دہلا دینے والے مناظر سے اس قدر خوفزدہ ہو گیا تھا کہ کسی میں بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

مجھے روپ چاہیے۔۔میری روپ شاہ۔۔۔بتاؤ کہاں چھپا رکھا ہے تم نے" میری جان کو۔۔۔اوئے لڑکے کہاں ہے روپ۔۔۔بتاؤ مجھے؟ورنہ میں اس لڑکی کا گلا کاٹ دوں گا۔۔۔"!!

دانیال اپنے آپ میں نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ دانت پیستے نعمت شاہ کی گردن پر چھری کا دباؤ بڑھاتے چلا پڑا تھا۔۔اسکے لہجے میں غراہٹ اور جنون محسوس کرتے ہر کسی کی آنکھیں بے یقینی سے کھلی کی کھلی رہ گئ تھی۔۔

شور کی آواز پر کمرے سے باہر آتی روپ شاہ کے قدم ان لفظوں پر یکدم سے تھمے تھے۔سیاہ آنکھیں بے یقینی سے پھیلتی چلی گئ۔۔

یکلخت اسنے سامنے نعمت کی گردن پر چھری تانے کھڑے دانیال جعفر کو دیکھ کر اپنے ہونٹوں سے نکلتی چیخ کا گلا گھونٹنے کیلئے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

آنکھوں کی پتلیاں حد رجہ پھیلی وہ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی جب اسکا ہاتھ میز پر پڑے گلدان سے جا لگا۔گلدان کے ٹوٹنے کی آواز نے فضا میں دل دہلا دینے والا ارتعاش برپا کیا تھا۔

ہر کسی نے مڑتے روپ شاہ کے خوف سے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا۔دانیال جعفر کی بے تاب نظریں اس حسین مکھڑے کو دیکھتے ہی چمکی تھی۔۔زخمی لبوں کے کونے مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

بدر مٹھیاں بھینچتے روپ شاہ پر اس گھٹیا شخص کی نظریں برداشت کر رہا تھا سبز حسین آنکھوں میں آگ کا دہکتا الاؤ جل پڑا تھا۔۔

روپ شاہ لرزتے وجود کے ساتھ بمشکل سے گہری سانس بھرتے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔

روپ۔۔!!"نعمت کے ہونٹ بے ساختہ ہی گھبراہٹ سے پھڑ پھڑائے"

۔۔

اسے اپنی نہیں اپنی بہن کی فکر ہوئی تھی۔۔جو ایسی حالت میں مسلسل ذہنی دباؤ کا سامنا کر رہی تھی۔

دانیال یکبارگی نعمت کو چھوڑتے دیوانوں کی طرح چھری پھینکتے روپ کی" طرف بڑھا۔۔

مگر اسکے بڑھتے قدموں کو فضا کو چیرتی ہوئی گولی نے روکا تھا۔۔

گولی دانیال کے کندھے کو چھو کر گزری تھی۔۔وہ خون آلود کندھے کو جکڑتے بھاگتا ہوا اسکے قریب گھٹنوں کے بل جا بیٹھا۔

روپ شاہ کی خوف سے بڑھتی دھڑکنیں اسکے قریب ہو کر بیٹھنے پر سست ہوئی تھی۔

آنکھوں میں خوف سا تیرا۔۔"رررروپپ۔۔!!"اس سیاہ تل کو دیکھتے دانیال کے ہونٹ پھڑپھڑائے،،زخمی مسکراہٹ کے ساتھ ہی اسکی بند پڑتی آنکھوں سے ایک آنسوں ٹوٹ کر گال پر بہا۔۔روپ ٹرانس کی کیفیت میں خود میں سمٹی بیٹھی تھی۔۔

بدر عالم شاہ اسے لمحوں میں بانہوں میں بھر کر دانیال جعفر کے سائے سے بھی دور کر چکا تھا۔۔

دانیال کے لڑکھڑا کر پیچھے کو گرتے وجود کو سپاٹ نظروں سے دیکھتے ضرار پاشا خان نے اپنی پسٹل پینٹ میں اڑسی۔۔

ہاتھ کے اشارے سے وہ نعمت کو اپنی جانب بلا چکا تھا۔۔۔جو بھاگ کر آنسوں پونچھتے اسکے سینے سے لگی۔۔

نفیسہ شاہ بدر کے پیچھے ہی کمرے میں بھاگی تھی۔جہاں وہ روپ کو لے کر گیا تھا۔

چلو خانم۔۔۔"اسکا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے وہ ایک ہاتھ" سے دانیال جعفر کو ٹانگ سے گھسیٹتے ہوئے بولا۔۔

نعمت شاہ اسکے سائے میں محفوظ ہوتی گہری سانس بھر کر سر اثبات میں ہلا گئی۔"تمہارا سامان پہنچا دیا گیا ہے سالے صاحب۔۔اب ہمیں اجازت دیں۔میری پرنسز کا خیال رکھنا۔۔۔ہم دونوں تھوڑی دیر تک آتے ہیں "!!۔۔۔

داہنی آنکھ ونک کرتے وہ دلکشی سے بولا تو اسال نے مدہم مسکراہٹ سے سر اثبات میں ہلایا۔۔وہ اسے پیچھے تک جاتا دیکھتا رہ گیا۔سر نفی میں جھٹکتے وہ اب نور آئینہ کو لینے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

اونچے نیچے راستوں سے ہوتے گاڑی ایک اونچی ڈھلوان پر جا رہی تھی۔۔۔
نعمت شاہ ٹکٹکی باندھے سوالیہ نظروں سے ضرار پاشا کو دیکھ رہی تھی۔
جس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر گاڑی سے باہر نکلتے وہ جیپ کے پچھلے
حصے میں بندھے پڑے دانیال جعفر کو کچی زمین پر پھینک گیا۔۔
نعمت یہاں آؤ۔۔!!"اسکی پکار پر نعمت جیپ سے باہر نکلی تھی۔۔۔"
آنکھوں میں ڈھیروں سوال سمیٹے وہ اسکے روبرو ہوئی۔۔
جس نے پھر سے اسکا ہاتھ بڑے حق سے تھامتے اسے قریب کیا۔۔
دیکھو یہ دانیال جعفر ہے۔!!"ضرار نے دانیال کی طرف اشارہ کیا۔۔"
نعمت اب بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
تمہارے شوہر کا قاتل۔۔تمہارے شوہر ساحر شاہ کو اس نے مارا ہے۔۔۔"
"!!وہ بھی بہت بے دردی سے

ضرار سرد نگاہوں سے نعمت کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔
دل میں ایک کسک سے اٹھی تھی ان حسین آنکھوں میں ایک عرصے کے
بعد ساحر شاہ کا عکس دکھا تھا اسے۔۔۔اور انتہائی تکلیف دے گیا تھا اسے۔۔
وہ زندگی کے اس راستے پر تھا۔

جہاں اسکی محرم کی سنگت اسکے لمس اسکی موجودگی نے اسے ہر کمی بھلادی تھی۔۔وہ اپنے خدا کے دیے پر راضی ہو چکا تھا اور نعمت شاہ کو پا کر مکمل بھی

۔۔۔

ضرار اس سے چند قدم دور ہوا آج اسے پہلی بار اسنے سہارہ نہیں دیا تھا اسکے "
گرتے آنسوں کو وہ بعد میں اپنے لبوں سے چن لیتا مگر آج آخری بار اسکا رونا
ضروری تھا۔۔

اب یہ تم پر ہے۔تم اس شخص کو کیسی موت دینا چاہتی ہو۔۔کیونکہ یہ تمہارا"
"!!اور تمہاری بیٹی کا مجرم ہے۔

ضرار اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ساری بات اس پر ڈال گیا۔وہ زندگی میں کبھی بھی اس پر یہ آشکار نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ ساحر شاہ کا دوست ہے۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی نعمت کبھی بھی یہ سوچے کہ ضرار پاشا نے اس سے ترس کھا کر شادی کی۔۔۔وہ ساحر شاہ سے غیر شناسائی تو برداشت کر لیتا مگر نعمت کی آنکھوں میں تکلیف وہ ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ ضرار نے پسٹل نکالتے اسکے سامنے کی۔جسے اپنے آنسوں بے دردی سے رگڑتے نعمت تھام گئی۔۔

اس نے یہ نہیں پوچھا کہ اس شخص نے کیوں مارا اس کے شوہر کو۔۔۔وہ جانتی تھی وہ جس شعبے سے تھا اور پھر جس طرح سے وہ کام کر رہا تھا۔۔اسکے لاکھوں دشمن تھا۔۔۔

قرار کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے یہ دلفریب منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔جبکہ دانیال جعفر ساحر شاہ کی بیوی کو پہلی بار دیکھتا اس تاریک رات میں جا پہنچا تھا جب اسنے بڑی آسانی سے اپنا کام مکمل کیا تھا۔۔

نعمت شاہ کی آنکھوں کے سامنے ساحر شاہ کی خون سے لت پت لاش لہرائی ۔۔اسکی بند آنکھیں، سسرال کا ہر ایک ظلم ستم، اپنی معصوم بچی کی بھوک پیاس سے تڑپتی حالت، راتوں کو اپنی عزت بچانے کو چھپ چھپ کر گرمی میں ایک کونے سے لگ کر بیٹھے رہنا۔۔کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا اسے۔۔فقط ایک شخص کے جانے سے اسکی زندگی اجڑ گئی تھی۔۔

ساحر شاہ جاتے جاتے اسکی زندگی کے سارے رنگ لے گیا تھا۔۔وہی رنگ جنہیں ضرار پاشا خان ایک ایک کر کے بنا بتائے بھرتا جا رہا تھا۔۔شاید ضرار پاشا خان کے سوا یہ کام کوئی دُوسرا کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

نعمت کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھتے ضرار نے پیچھے سے اسے اپنے مضبوط حصار" میں بھرا۔۔۔

اسکے کانپتے ہاتھوں پر اپنے مضبوط ہاتھ رکھتے وہ پسٹل پر گرفت مضبوط کر گیا

۔۔

دانیال جعفر کی آنکھیں جو تھوڑی دیر پہلے محبت سے چمک رہی تھی۔۔اب موت کے خوف سے تاریک پڑی تھی۔۔

وہ خوف سے کالا پڑ گیا۔۔ گردن ایسے نفی میں ہلی جیسے اس مرگی کا دورہ پڑ گیا ہو۔۔۔شاید موت کا خوف انسان کے حسیات ایسے ہی چھین لیتا ہے جیسے اس وقت اسکی چھین لی تھی۔۔

"!!ہاتھ کو برابر کر کے۔۔سیدھا ماتھے کے بیچوں وبیچ نشانہ لگاتے ہیں۔۔"

ضرار نعمت کو گائیڈ کرتے اپنی نفرت بھری نظروں سے اسے گھورتا گیا۔۔۔

اب اسے دانیال اور رمینا سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔کیونکہ اسکی آرمی اس شخص کو زندہ مانگ رہی تھی جو کہ ضرار پاشاہر گز نہیں کر سکتا تھا۔۔اسی لئے وہ ریزائن کر چکا تھا کیونکہ اب اسے اپنی بیوی اور بیٹی کو تحفظ دینا تھا۔۔جو کہ صرف اور صرف اسکی موجودگی میں ہی ممکن تھا۔۔

رمینااور دانیال جعفر کے خلاف سارے ثبوت وہ اپنے آفسیر کے حوالے کر چکا تھا۔ صبح سے ہر اڈے پر ریڈ پڑ چکی تھی۔۔دوبئ میں بیٹھے کتنے ہی مافیا گینگ کے خلاف مہم چل پڑی تھی۔۔

پاکستان کے چھوٹے سے بڑے ہر شہر ہر گاؤں کا فوج نے انڈر کور کر کے تحقیق شروع کر دی تھی۔۔اب دانیال جعفر کی تلاش جاری تھی۔۔جو آج "!!اسکی موت پر ختم ہو جاتی۔۔

نعمت کی آنکھ سے گرتے آنسوں کے ساتھ ہی فضا میں ٹھاہ کی زوردار آواز گونجی۔۔۔

نعمت ڈر کر ضرار پاشاخان کے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔ضرار اسکے روتے ہوئے وجود کے گرد حصار باندھتے اب پے در پے دانیال جعفر کے ماتھے پر کئی فائر کر چکا تھا۔۔۔

اسکا تڑپتا ہوا وجود ایکدم سے سن پڑ گیا۔۔فضا میں گہری خاموشی چھائی تھی۔۔ موت جیسی خاموشی۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

اوہ بے بی چپ ہو جاؤ۔۔ماموں کی جان۔۔۔۔کیا ہو گیا۔۔؟ایسے کیوں رو رہی ہیں آپ۔۔۔؟"ضرار اور نعمت کو نکلے چار گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا۔۔

روپ شاہ کو ڈاکٹر چیک کر کے جا چکی تھی وہ اب پہلے سے بہتر تھی۔۔بدر ہمہ وقت اس کے قریب بیٹھا تھا۔۔۔

جبکہ اسال نور کو ساتھ لے جا کر محمل کو گھر واپس لا چکا تھا۔جو کب سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ماموں اور بھانجی کی جنگ کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسکے حساب سے نور آئینہ وہ پہلی لڑکی تھی جسے اسال آغا شاہ پسند نہیں آیا تھا ۔۔اور شاید اسکے پیچھے کی اصل وجہ اسکا باپ ضرار پاشا ہی تھا کیونکہ ان چار گھنٹوں میں اسنے باپ کی کسر پوری کر دی تھی۔۔

اور تو اور اسال کو وہ نعمت سے زیادہ ضرار کی ہی بیٹی لگ رہی تھی۔۔

یار یہ چپ کیوں نہیں ہو رہی۔۔!!" وہ بکھرے بالوں والا شہزادہ اب بھی"
انتہائی نرم لہجے میں بول رہا تھا۔۔ مبادا اسکی جھنجھلاہٹ یا اکتاہٹ پر نور آئینہ
کو براناں لگے۔۔

آسمانی رنگ کے سوٹ پر سیاہ واسکوٹ پہنے وہ بکھرے حلیے میں نظر لگ
جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔۔

شاید اسے بھوک لگی ہو سائیں۔۔۔!! محمل کی نظریں اسکی گھنی بھنوؤں"
سے ہوتے کہنیوں تک فولڈ آستینوں تک گئی۔۔ سیاہ بالوں سے ڈھکی سفید
بازو انتہائی پرکشش لگ رہی تھی۔۔

اسال نے منہ لٹکائے اپنی بیوی کو دیکھا۔۔ جو یقیناً اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی
تھی۔۔

کہہ تو رہی ہوں مجھے دے دیں مگر آپ کو ہی ضد چڑھی ہے کہ میں خود"
"!!چپ کرواں گا۔

محمل اسکے چہرے پر تھکان پڑھتے ہلکاسا مسکرائی تھی۔۔۔ان نیلی آنکھوں کی مسکراہٹ پر اس سردار کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔

وہ نور کو بھول کر اب محمل کو گھور گھور کر والہانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ گلابی ہونے لگا تھا۔

جبکہ نور آئینہ جو کب سے اسکی توجہ پر روئے جا رہی تھی اب اسکا گردن موڑ کر کسی اور دیکھنا اسے سخت برا لگا تھا اب کی بار وہ ایسا چیخی تھی کہ اسال کا لگا اسکے کان کے پردے پھٹ گئے ہوں۔۔

اسال ہڑ بڑا پڑا اسکی ہڑ بڑاہٹ پر محمل قریشی کا پر سوز سا قہقہ کمرے کے خوبصورت ماحول میں بکھرہ۔۔اسال ناک سکوڑتے فورا سے اس آفت کی پڑیاں کو اپنی بیوی کی گود میں ڈال گیا۔

جو پہلے تو ہونٹ ڈھیلے کر کے بس رونے لگی تھی مگر پھر محمل کی میٹھی آواز اور سب سے بڑھ کر ان نیلی خوبصورت آنکھوں کو دیکھتے وہ اپنی بڑی بڑی

آنکھیں پھیلائے کسی گڑیا کی طرح ایک ہی موشن میں ٹکر ٹکر محمل کو گھورنے لگی۔۔

محمل نے آنکھیں پھیلائے داہنی ابرو اچکا کر اسال کو دیکھا۔۔جو پہلے ہی گھٹنوں پر ہاتھ ٹکائے جھک کر اسکے تاثرات بڑے جگرے سے نا صرف دیکھ رہا تھا بلکہ برداشت بھی کر رہا تھا۔۔

نور۔۔۔خبردار یہ آنکھیں صرف میری ہیں تم ایسے ہر گز نہیں دیکھ سکتی"

"!میری بیوی۔۔چلو اچھے بچوں کی طرح آنکھیں بند کرو۔۔

اسال آغا شاہ کو اچانک اس چھوٹی سی چھ ماہ کی بچی سے جلن محسوس ہونے لگی تھی۔۔

وہ جھٹ سے اپنا چوڑا ہاتھ نور کی آنکھوں کے سامنے رکھتے اپنی تئیں بڑی سنجیدگی اور سختی سے بولا تھا۔

نورا اپنے سامنے اسال کے ہاتھ کو دیکھ پہلے حیران ہوئی پھر گردن اٹھا کر اسال کو دیکھا۔۔اسکے اگلے ہی پل وہ گلا پھاڑ کر رو دی تھی۔۔اسال نے گھبرا کر ہاتھ ہٹایا۔۔تو اسی لمحے اسکا رونا رک گیا۔

وہ پھر سے ایک ہی پوزیشن میں جام ہو کر اسکی خوبصورت بیوی کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔

محمل اس چھوٹی سی بچی کی حرکتوں پر خوش سے زیادہ شاکڈ تھی۔۔کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ آٹھ نو ماہ کی معصوم بچی ہے۔۔اور اسکی حرکتوں سے صاف ظاہر تھا۔۔

اس پر ماں سے زیادہ باپ کا اثر ہو رہا تھا۔۔وہ ہو بہو باپ کی کاپی بن رہی تھی جس چیز سے منع کرو وہ کام اتنی سی عمر میں بھی کر رہی تھی۔

یہ سب کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔!!"اسال لبوں پر زبان پھیرتے اپنے چہرے" پر اضطراب سے ہاتھ پھیرتا موبائل فون نکال گیا۔۔۔

معاان کے کمرے پر دستک ہوئی تھی۔۔اسال نے بنا ایک لمحے کی تاخیر کیے "
۔۔نور کو محمل کی گود سے اٹھایا اور بھاگ کر دروازہ کھولا۔۔۔
اسکی سوچ کے مطابق نور کا باپ پہلے سے کھڑا تھا۔۔"یہ لو اپنی بیٹی اور جاؤ
ریسٹ کرو باپ بیٹی۔۔۔!"اسال ماتھے تک ہاتھ جوڑ چکا تھا۔۔
اسکے انداز پر ضرار پاشا خان کے رگ رگ میں کمینی سے خوشی دوڑی یعنی
اسکی بیٹی نے پیچھے سے اسکی جگہ بھرپور طریقے سے سنبھالی تھی۔
ضرار چٹاچٹ نور کو چومتے اسکے ماتھے پر بوسہ دیے اسے خود سے لگا
گیا۔۔۔جو اسکی گردن میں ننھی بانہیں حمائل کرتی اپنا سر اسکے کندھے پر رکھ
چکی تھی۔۔
جاؤ معاف کیا عظیم سردار۔۔۔ایک بچی کو سنبھال نہیں سکتے۔ویسے "
سنبھالو گے بھی کیسے تم۔۔یہ کسی عام انسان کی بیٹی نہیں۔۔ضرار پاشا خان کی
"!!بیٹی ہے۔۔باپ پر گئی ہے ماشاءاللہ سے۔۔۔

ضرار کے انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔۔اسال نے اسے طرزِ تخاطب پر اسے سرد نظروں سے گھورا تو وہ لب دبائے اسے سلیوٹ کرتے ہنستا ہوا نعمت کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

آج اور ایک رات اسے اپنے سسرال میں قیام کرنا پڑ رہا تھا۔وجہ اپنے دادا سسر سے ملنا بھی تھی۔۔جس سے شاید ہی کوئی واقف تھا۔۔

★★★★★★ ★★★★★

السلام علیکم امو۔۔کیسی ہیں آپ۔۔۔؟"وہ بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوتے محبت بھرے لہجے میں کہتا آگے بڑھا تھا زرتاج خان کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسنے شائستگی سے حال احوال پوچھا۔۔

نظریں کافی تیزی سے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔

وعلیکم السلام ماڑا بچہ ہم تو ٹھیک ہے تم یہ بتاؤ یہ سواری کہاں سے آرہا"
"!!ہے۔۔پورا دو دن سے تم حویلی سے غائب ہے۔۔

زرتاج خان ہاتھ میں پکڑے کڑھائی کے سامان کو واپس پلنگ پر رکھتے اب پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

جو گہری سانس بھرتے ماں کے قریب ٹک گیا۔

امو ضروری کام سے گیا تھا بس اور کچھ بھی نہیں۔۔آپ یہ بتائیں آپ کی"
"!!لاڈلی بہو کہاں غائب ہے دکھائی نہیں دے رہی۔۔

اپنے مضبوط بازو پلنگ کی پچھلی سمت پھیلا کر رکھتے وہ اپنی سیاہ پر کشش آنکھوں سے اب اوپر اپنے کمرے کی طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

جو صحن کے اس حصے سے قدرے مشکل ہی تھا۔۔"وہ تو کمرے میں سو رہا ہے۔۔کافی اداس ہے گل۔۔تم اسکو یوں چھوڑ کر مت جایا کرو خان وہ ابھی بچہ ہے۔تم اسے نرمی سے سنبھالو۔"!!

جی اموایسا ہی ہو گا آپ بے فکر رہیں۔۔میں سوچ رہا تھا کہ ایک دو دن تک اسے کہیں گھمانے کیلئے لے جاؤں۔۔۔کافی وقت ہو گیا ہے شادی کو مگر ابھی تک میں اسے سیر و تفریح کیلئے بھی نہیں لے جا سکا۔۔!!"

گل مینے خان کے ذکر پر ہی اسکی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔دل اسے دیکھنے کو بے تاب ہوا۔۔

یہ تو بہت اچھا بات ہے سکندر خان۔۔تم ایسا کرو اپنا کمرے میں جاؤ اور سامان باندھو بس۔۔۔۔!!"زرتاج خان تو سنتے ہی اسے جانے کی حامی بھر چکی تھی جوان کی جلد بازی پر گہرہ مسکرایا۔۔

ٹھیک ہے آپ بھی آرام کریں میں چلتا ہوں۔۔!!"وہ مسکرا کر کہتے ان کے قریب سے اٹھا۔۔وہ کافی دیر تک مردان خانے میں داجان اور اسفندیار خان کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔جو اسال آغا شاہ سے برتے اپنے رویے کیلئے سخت نادم تھے اور اب کسی بھی طور اس سے معذرت کر لینا چاہتے تھے۔۔

زارون کافی دیر تک انہیں پر سکون کرتا اب اٹھ کر زنان خانے کی طرف آیا تھا۔۔

سیڑھیاں عبور کرتے اسکی سوچوں کا محور صرف اور صرف گل مینے خان کی ذات تھی۔۔دروازے کی ناب گھماتے اسنے دوسرے ہاتھ سے اپنے بلیو کوٹ کے اوپری بٹن کھولے۔۔سفید شرٹ کے بٹن کھولتے ہی وہ گہری سانس بھرتے اندر داخل ہوا۔اسکا کسرتی وجود نیلے پینٹ کوٹ میں خاصا جچ رہا تھا۔۔اسکی شاندار پرسنالٹی پوری طرح سے ماحول میں چھائی ہوئی تھی۔۔ کوٹ اتارتے اسنے صوفے کی طرف پھینکا۔۔نظریں پورے کمرے کا جائزہ لیتے واشروم کے بند دروازے پر جا رکی۔۔واشروم سے پانی گرنے کی آواز سے وہ سمجھ چکا تھا کہ محترمہ شاور لے رہی ہے۔۔صوفے پر بیٹھتے اس نے پاؤں جوتے کی قید سے آزاد کیے۔۔شرٹ کے باقی کے بٹن کھولتے وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکائے اپنی تھکن سے چور آنکھیں میچے گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد واشروم کا دروازہ کھلا۔۔زارون نیند کے غلبے کے باوجود بھی اپنی پوری آنکھیں کھولتے سامنے دیکھے گیا۔

جہاں واشروم سے نکل کر روم میں داخل ہوتی گل مینے خان پر ایک نگاہ ڈالتے ہی اسکی آنکھوں کی پتلیاں حد رجہ پھیلی۔۔

نیند کی جگہ اب سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے بڑھی تھی۔۔

وہ گردن پر ہاتھ پھیرتے لب سختی سے بھینچے اپنی مسکراہٹ پر ضبط کر گیا تھا ۔۔جبکہ نظریں دیوانہ وار اپنی معصوم بیوی پر ٹکی تھی۔

جو زارون سکندر خان کی لوز نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔۔گرے شرٹ اور گرے ہی ٹراؤزر میں گل مینے خان کا نازک وجود پوری طرح سے چھپ چکا تھا۔۔وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ زارون بنا پلکیں جھپکائے اسے یک ٹک دیکھے جا رہا تھا جو اس کی موجودگی سے سرے سے انجان اب آئینے کے سامنے رکتے اپنے بھیگے بالوں کو خشک کرنے لگی۔

سنہری بالوں سے ہوتے زارون سکندر خان کی نظریں اسکی صراحی دار"
شفاف گردن پر اٹکی تھی۔وہ گہرے سانس بھرتے بنا آہٹ کیے اٹھا۔۔قدم
در قدم چلتے وہ اسکے پیچھے جا رکا۔۔اب آئینے میں گل مینے خان کے پیچھے
زارون سکندر خان کا عکس نمایاں ہوا تھا۔۔

ایک خوبصورت ترین منظر جسے دیکھتے ہی گل مینے کے ہاتھوں کی گردش پل
بھر میں تھمی تھی۔

سنہری آنکھوں کی جنبش زارون کے دل کو بے قرار کر گئی۔۔وہ اسے لمحوں
میں جکڑتے اپنے دونوں ہاتھ گل مینے خان کے پیٹ پر باندھتے اسے شدت
سے سینے میں بھینچتے اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے اب بڑی فرصت سے
اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جس کا نازک وجود اب ہلکا ہلکا سا لرز رہا تھا۔۔

زززارون۔۔!!"وہ لب تر کرتے اٹکی تھی۔۔اسکے تو وہم و گمان میں بھی"
نہیں تھا کہ وہ آج یوں واپس آئے گا اور اب اسے اپنی غلطی پر خاصی شرم اور
غصہ آرہا تھا کیوں اسکا لباس پہنا۔۔

مجھے ہر گز بھی اندازہ نہیں تھا میری جان کہ میری واپسی پر تم یوں میرا"
"!!استقبال کرو گی۔۔یقین جانو ساری تھکان اتر گئی تمہیں یوں دیکھ کر۔۔
وہ اسکے دہکتے انار ہوئے گال پر بوسہ دیتے گھمبیر سرگوشی نما لہجے میں بولا تھا۔
اسکے لہجے کے بوجھل پن پر گل مینے خان کی ریڑھ کی ہڈی تک میں
سرسراہٹ سی دوڑی تھی۔

نن نہیں تو وہ بب بس ایسے ہی پہنا۔۔!!"وہ ایک پل کو اسے دیکھتے"
دوسرے ہی لمحے ان نظروں سے حائف ہوتے نظریں چُرا کر بولی۔۔

اسکا یوں شرمانا زارون کو مزہ دے رہا تھا۔۔
وہ اسے لمحوں میں گھماتے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

آنکھیں موندے وہ کافی دیر تک اس خوبصورت احساس اس لمس اس خوشبو کو خود میں اتارتا رہا تھا جس نے دو دنوں سے اسکا چین قرار لوٹ رکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں میری جان تم اپنے خان کو بہت بری طرح سے مس کر رہی تھی اسی لیے میرا ڈریس پہنا۔۔نووری۔۔اب سے یہ خان تمہیں اتنا سا بھی موقع نہیں دے گا خود کو مس کرنے کا۔۔۔کیونکہ اب سے یہ خان تمہاری سانسوں سے بھی زیادہ تم سے قریب ہونے والا ہے۔۔!!بہت قریب !!"۔۔

وہ اسے خود سے لپٹائے معنی خیز بے باک سرگوشیوں پر اتر آیا تھا۔۔جبکہ گل مینے خان اسکے حصار میں آنکھیں موندے خاموشی سے کھڑی تھی۔وہ جانتی تھی اب اس حصار سے رہائی ناممکن ہے۔۔اب اسے ہمیشہ اسی طرح سے اس خان کے جنون کو تاعمر سہنا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آپ آنکھیں کھول سکتی ہیں میری جان۔۔۔یقین جانیں مجھے اچھا لگے گا "

اگر آپ خود اپنے دل کی بات مجھ سے شئیر کریں۔۔!!" کہنی فولڈ کرتے تکیے پر ٹکائے وہ مسلسل اپنی نرم گرم نگاہوں کے حصار میں اسے رکھتے اب سرگوشی نما آواز میں جھک کر بولا تھا۔۔

اسکی آواز پر روپ شاہ کی پلکوں میں لرزش سی ہوئی، سپید چہرے پر سرخیاں سی گھل رہی تھی۔بدر کا ایک ہاتھ مسلسل اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا۔۔

بدر اسے یک ٹک دیکھتے اچانک سیدھا ہوتے اسکے قریب لیٹا۔۔ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپٹائے وہ اسے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا۔۔

روپ کے وجود میں اب ہلکی ہلکی سی لرزش ہونے لگی تھی۔یقیناً وہ رو رہی تھی۔لب بھینچتے بدر عالم نے اسکی کمر کو اپنے مضبوط بازو سے سہلایا۔

"روپ اگر اب آپ نے رونا بند نہیں کیا تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں گا۔"

اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ انگلیوں کے پوروں سے اسکے گالوں پر گرتے آنسوں صاف کرتے سنجیدگی سے بولا تو اگلے ہی لمحے وہ اپنی بھیگی سرخ آنکھیں کھول چکی تھی۔

"تم سے برا ویسے بھی کوئی نہیں ہے۔۔اس گھٹیا شخص نے تمہیں کڈنیپ کیا تھا۔تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔تم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہو مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے۔!!"

بدر لب دبائے اپنی چھوٹی سی جان کو دیکھ رہا تھا۔۔جو اتنی سی بات پر روئے جا رہی تھی۔۔

"جو بھی ہوا اب تو میں ٹھیک ہوں ناں آپ کے سامنے ہوں۔۔پھر بھی یوں رو کر مجھے تکلیف کیوں دے رہی ہیں۔۔؟کیا آپ نہیں جانتی آپ کے یہ آنسوں آپ کے بدر عالم شاہ ہر گز دیکھ نہیں سکتا۔!!"

دوانگلیوں کی مدد سے اسکی جھکی ہوئی تھوڑی اٹھاتے وہ مخمور آنچ دیتے لہجے میں بولا تو روپ اسکی گہری نگاہوں کی تپش پر سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی تھی

۔۔

بدر عالم نے جھکتے اسکے رخسار پر جگمگاتے سیاہ تل پر اپنے لب رکھے تو روپ اور بھی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

میرے پیپیرز آرہے ہیں روپ۔۔۔۔ کیا ارادہ ہے چلیں ایک بار پھر سے " شہر؟" انگوٹھے کی مدد سے اسکے دہکتے رخسار کو سہلاتے وہ لب دبائے شریر لہجے میں مستفسر ہوا۔۔

اسکی سوچ کے عین مطابق وہ فوراً سے اپنی آنکھیں پھیلائے اسے غصّے سے دیکھنے لگی۔۔

"!!ہر گز بھی نہیں ناں تو میں کہی جاؤں گی ناں آپ کہی جائیں گے۔۔"

اسکی قمیض کو گریبان سے جکڑتے وہ سختی سے بولی۔۔۔بدر اسکے تحکم بھرے انداز پر گہری سانس بھرتے ناک اسکی چھوٹی سی ناک سے جوڑتے اسے مزید خود میں سمیٹ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

وہ شاور لے کر کمرے میں لوٹی تو نظریں بیڈ پر لیٹے ضرار پاشاخان پر گئی۔۔ جس کے پیٹ پر نور آئینہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔جو باپ کی کسی بات پر کھلکھلا کر اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔

نور کے ننھے ہاتھ ضرار پاشاخان کے ہاتھوں میں قید تھے۔۔ضرار اسے دونوں گھٹنوں کے ساتھ سہارے سے بٹھائے ہوئے تھا۔

نعمت گہری سانس بھرتے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھ گئی۔۔

ضرار پاشا خان اس کی پشت کو گھورتے گہری سانس بھرتے رہ گیا وہ جب سے لوٹے تھے۔۔ نعمت یونہی خاموش تھی۔

شاید ساحر شاہ کے قتل کے سچ نے اسے گہری چوٹ پہنچائی تھی۔۔ ضرار گہری سانس بھرتے اب پھر سے نور آئینہ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اپنی بیوی کا موڈ ٹھیک کرنا بخوبی جانتا تھا۔

آج نور اور نور کے ڈیڈی گھومنے جائیں گے۔۔ اور خوب سارا انجوائے بھی" کریں گے۔۔۔ کیوں نور۔۔؟ جانا ہے ناں بابا کے ساتھ۔۔!! چلو پھر ہم "چلتے ہیں۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے وہ نور کے گال پر بوسہ دیتے اسے اٹھائے ایکدم سے بیڈ پر سے اٹھا۔۔ نعمت آئینے میں نظر آتے ان باپ بیٹی کے عکس کو دیکھ کر چونکی۔۔

وہ اسے پھر سے اگنور کر رہے تھے۔اس سوچ پر ہی نعمت شاہ کے چہرے پر غصّے کی لالیاں بکھرنے لگی۔لب بھینچے وہ آئینے میں دکھتے ان کے عکس کو دیکھ کر تولیہ غصے سے صوفے پر پھینکتے ایکدم سے مڑی۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟"دروازے پر ہاتھ رکھتے ضرار نے لب دبائے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"ہم جہاں مرضی جائیں تمہیں کیا مسلئہ ہے۔۔؟"ضرار پاشا خان اسے گہری سنجیدہ نظروں سے دیکھتے بولا۔

"مسلئہ ہے مجھے ضرار پاشا خان۔۔۔آپ یوں مجھے بنا بتائے اس کمرے سے باہر بھی نہیں جا سکتے بیوی ہوں میں آپ کی۔۔!!"شفاف چہرے پر چمکتی بوندوں کو گہری نظروں سے دیکھتے ضرار نے بمشکل سے اپنے نظریں اس پر سے ہٹائی۔۔

تم مجھے !! ضرار پاشا کو روکو گی۔ !"اب کی بار وہ دو قدم اٹھاتے اسکی سمت" بڑھا تھا۔اسکے چہرے پر بکھرتی زلفوں کو وہ انگلی پر لپیٹتے اسے جھٹکے سے اپنی سمت کھینچ گیا۔۔

جو ایکدم سے اسکے سینے سے آن لگی تھی۔"آپ مجھے مجبور کریں گے تو میں آپ کو روکوں گی۔۔ کسی اور میں ہمت ہو یا ناں ہو نعمت شاہ میں آپ کو روکنے کی ہمت ضرور ہے۔۔ !!"

نعمت اسکی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔

اسکے انداز پر ضرار عش عش کر اٹھا۔۔"کیا بات ہے خانم۔۔۔اتنی ہمت ہے تم میں میری نازک سی جان۔۔ چلو آج دیکھتے ہیں تم میں کتنا سٹیمنا ہے !!"۔

ضرار اسکی کمر کو مضبوطی سے جکڑتے اسکے چہرے اپنی گرم سانسیں پھونکتے پر اسراریت سے بولا تھا۔۔ نعمت آنکھیں پھیلائے اسے حیرت اور نا سمجھی سے دیکھے گئی۔ جب اچانک وہ اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔

نعمت بدک کر اس سے دور ہوئی۔۔ آنکھوں میں خوف سا تیرا تھا شرم و خفت سے اسکی آنکھیں ایکدم سے جھکی۔ ضرار پاشا خان اسکے چہرے پر پھیلے شرم وحیا کے رنگوں کو دیکھتے وہ ایک دم سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

"ہم کہی بھی نہیں جا رہے ڈارلنگ۔۔۔ تُمہارے بغیر کہیں جانے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہم۔۔۔!!" وہ اسکی پیشانی چومتے محبت بھرے لہجے میں بولا ۔۔ نعمت چند لمحے اسکی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتی رہی اور پھر آسودگی سے مسکرا کر سر پھر سے اسکے سینے پر رکھا۔۔

★★★★★★ ★★★★★

السلام علیکم امو۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔؟" وہ بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوتے محبت بھرے لہجے میں کہتا آگے بڑھا تھا زرتاج خان کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسنے شائستگی سے حال احوال پوچھا۔۔

نظریں کافی تیزی سے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔

وعلیکم السلام ماڑا بچہ ہم تو ٹھیک ہے تم یہ بتاؤ یہ سواری کہاں سے آرہا"
"!! ہے۔۔ پورا دو دن سے تم حویلی سے غائب ہے۔۔

زرتاج خان ہاتھ میں پکڑے کڑھائی کے سامان کو واپس پلنگ پر رکھتے اب پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

جو گہری سانس بھرتے ماں کے قریب ٹک گیا۔

امو ضروری کام سے گیا تھا بس اور کچھ بھی نہیں۔۔ آپ یہ بتائیں آپ کی"
"!! لاڈلی بہو کہاں غائب ہے دکھائی نہیں دے رہی۔۔

اپنے مضبوط بازو پلنگ کی پچھلی سمت پھیلا کر رکھتے وہ اپنی سیاہ پرکشش آنکھوں سے اب اوپر اپنے کمرے کی طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

جو صحن کے اس حصے سے قدرے مشکل ہی تھا۔۔"وہ تو کمرے میں سو رہا ہے۔۔کافی اداس ہے گل۔۔تم اسکو یوں چھوڑ کر مت جایا کرو خان وہ ابھی بچہ ہے۔تم اسے نرمی سے سنبھالو۔ !!"

جی اموایسا ہی ہو گا آپ بے فکر رہیں۔۔میں سوچ رہا تھا کہ ایک دو دن تک اسے کہیں گھمانے کیلئے لے جاؤں۔۔۔کافی وقت ہو گیا ہے شادی کو مگر ابھی تک میں اسے سیر و تفریح کیلئے بھی نہیں لے جا سکا۔۔ !!"

گل مینے خان کے ذکر پر ہی اسکی آنکھوں میں خمار چھایا تھا۔۔دل اسے دیکھنے کو بے تاب ہوا۔۔

یہ تو بہت اچھا بات ہے سکندر خان۔۔تم ایسا کرو اپنا کمرے میں جاؤ اور سامان باندھو بس۔۔۔۔!!"زرتاج خان تو سنتے ہی اسے جانے کی حامی بھر چکی تھی جوان کی جلد بازی پر گہرہ مسکرایا۔۔

ٹھیک ہے آپ بھی آرام کریں میں چلتا ہوں۔۔!!"وہ مسکرا کر کہتے ان کے قریب سے اٹھا۔۔وہ کافی دیر تک مردان خانے میں داجان اور اسفندیار

خان کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔جو اسال آغا شاہ سے برتے اپنے رویے کیلئے سخت نادم تھے اور اب کسی بھی طور اس سے معذرت کر لینا چاہتے تھے۔۔

زارون کافی دیر تک انہیں پر سکون کرتا اب اٹھ کر زنان خانے کی طرف آیا تھا۔۔

سیڑھیاں عبور کرتے اسکی سوچوں کا محور صرف اور صرف گل مینے خان کی ذات تھی۔۔دروازے کی ناب گھماتے اسنے دوسرے ہاتھ سے اپنے بلیو کوٹ کے اوپری بٹن کھولے۔۔سفید شرٹ کے بٹن کھولتے ہی وہ گہری سانس بھرتے اندر داخل ہوا۔اسکا کسرتی وجود نیلے پینٹ کوٹ میں خاصا جچ رہا تھا۔۔اسکی شاندار پرسنالٹی پوری طرح سے ماحول میں چھائی ہوئی تھی۔۔ کوٹ اتارتے اسنے صوفے کی طرف پھینکا۔۔نظریں پورے کمرے کا جائزہ لیتے واشروم کے بند دروازے پر جا رکی۔۔واشروم سے پانی گرنے کی آواز سے وہ سمجھ چکا تھا کہ محترمہ شاور لے رہی ہے۔۔صوفے پر بیٹھتے اس نے پاؤں جوتے کی قید سے آزاد کیے۔۔شرٹ کے باقی کے بٹن کھولتے وہ سر

صوفے کی پشت سے ٹکائے اپنی تھکن سے چور آنکھیں میچے گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد واشروم کا دروازہ کھلا۔۔زارون نیند کے غلبے کے باوجود بھی اپنی پوری آنکھیں کھولتے سامنے دیکھے گیا۔

جہاں واشروم سے نکل کر روم میں داخل ہوتی گل مینے خان پر ایک نگاہ ڈالتے ہی اسکی آنکھوں کی پتلیاں حد رجہ پھیلی۔۔

نیند کی جگہ اب سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی تیزی سے بڑھی تھی۔۔

وہ گردن پر ہاتھ پھیرتے لب سختی سے بھینچے اپنی مسکراہٹ پر ضبط کر گیا تھا ۔۔جبکہ نظریں دیوانہ وار اپنی معصوم بیوی پر ٹکی تھی۔

جو زارون سکندر خان کی لوز نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔۔گرے شرٹ اور گرے ہی ٹراؤزر میں گل مینے خان کا نازک وجود پوری طرح سے چھپ چکا تھا۔۔وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ زارون بنا پلکیں جھپکائے اسے

یک ٹک دیکھے جارہا تھا جو اس کی موجودگی سے سرے سے انجان اب آئینے کے سامنے رکتے اپنے بھیگے بالوں کو خشک کرنے لگی۔

سنہری بالوں سے ہوتے زارون سکندر خان کی نظریں اسکی صراحی دار" شفاف گردن پر اٹکی تھی۔وہ گہرے سانس بھرتے بنا آہٹ کیے اٹھا۔۔قدم در قدم چلتے وہ اسکے پیچھے جا رکا۔۔اب آئینے میں گل مینے خان کے پیچھے زارون سکندر خان کا عکس نمایاں ہوا تھا۔۔

ایک خوبصورت ترین منظر جسے دیکھتے ہی گل مینے کے ہاتھوں کی گردش پل بھر میں تھمی تھی۔

سنہری آنکھوں کی جنبش زارون کے دل کو بے قرار کر گئی۔۔وہ اسے لمحوں میں جکڑتے اپنے دونوں ہاتھ گل مینے خان کے پیٹ پر باندھتے اسے شدت سے سینے میں بھینچتے اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے اب بڑی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جس کا نازک وجود اب ہلکا ہلکا سا لرز رہا تھا۔۔

زززارون۔۔!!"وہ لب تر کرتے اٹکی تھی۔۔اسکے تو وہم و گمان میں بھی"
نہیں تھا کہ وہ آج یوں واپس آئے گا اور اب اسے اپنی غلطی پر خاصی شرم اور
غصہ آرہا تھا کیوں اسکا لباس پہنا۔۔

مجھے ہر گز بھی اندازہ نہیں تھا میری جان کہ میری واپسی پر تم یوں میرا"
"!!استقبال کرو گی۔۔یقین جانو ساری تھکان اتر گئی تمہیں یوں دیکھ کر۔۔
وہ اسکے دہکتے انار ہوئے گال پر بوسہ دیتے گھمبیر سرگوشی نما لہجے میں بولا تھا۔
اسکے لہجے کے بوجھل پن پر گل مینے خان کی ریڑھ کی ہڈی تک میں
سرسراہٹ سی دوڑی تھی۔

نن نہیں تو وہ بب بس ایسے ہی پہنا۔۔!!"وہ ایک پل کو اسے دیکھتے"
دوسرے ہی لمحے ان نظروں سے حائف ہوتے نظریں چُرا کر بولی۔۔

اسکا یوں شرمانا زارون کو مزہ دے رہا تھا۔۔
وہ اسے لمحوں میں گھماتے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔

آنکھیں موندے وہ کافی دیر تک اس خوبصورت احساس اس لمس اس خوشبو کو خود میں اتارتا رہا تھا جس نے دو دنوں سے اسکا چین قرار لوٹ رکھا تھا۔

میں جانتا ہوں میری جان تم اپنے خان کو بہت بری طرح سے مس کر رہی تھی اسی لیے میرا ڈریس پہنا۔۔نووری۔۔اب سے یہ خان تمہیں اتنا سا بھی موقع نہیں دے گا خود کو مس کرنے کا۔۔۔کیونکہ اب سے یہ خان تمہاری سانسوں سے بھی زیادہ تم سے قریب ہونے والا ہے۔۔!!بہت قریب !!"۔۔

وہ اسے خود سے لپٹائے معنی خیز بے باک سرگوشیوں پر اتر آیا تھا۔۔جبکہ گل مینے خان اسکے حصار میں آنکھیں موندے خاموشی سے کھڑی تھی۔وہ جانتی تھی اب اس حصار سے رہائی ناممکن ہے۔۔اب اسے ہمیشہ اسی طرح سے اس خان کے جنون کو تاعمر سہنا تھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

آپ آنکھیں کھول سکتی ہیں میری جان۔۔۔یقین جانیں مجھے اچھا لگے گا "

اگر آپ خود اپنے دل کی بات مجھ سے شئیر کریں۔۔!!" کہنی فولڈ کرتے تکیے پر ٹکائے وہ مسلسل اپنی نرم گرم نگاہوں کے حصار میں اسے رکھتے اب سرگوشی نما آواز میں جھک کر بولا تھا۔۔

اسکی آواز پر روپ شاہ کی پلکوں میں لرزش سی ہوئی، سپید چہرے پر سرخیاں سی گھل رہی تھی۔بدر کا ایک ہاتھ مسلسل اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلا رہا تھا۔۔

بدر اسے یک ٹک دیکھتے اچانک سیدھا ہوتے اسکے قریب لیٹا۔۔ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپٹائے وہ اسے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا۔۔

روپ کے وجود میں اب ہلکی ہلکی سی لرزش ہونے لگی تھی۔یقیناً وہ رو رہی تھی۔لب بھینچتے بدر عالم نے اسکی کمر کو اپنے مضبوط بازو سے سہلایا۔

"روپ اگر اب آپ نے رونا بند نہیں کیا تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں گا۔"

اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ انگلیوں کے پوروں سے اسکے گالوں پر گرتے آنسوں صاف کرتے سنجیدگی سے بولا تو اگلے ہی لمحے وہ اپنی بھیگی سرخ آنکھیں کھول چکی تھی۔

"تم سے برا ویسے بھی کوئی نہیں ہے۔۔اس گھٹیا شخص نے تمہیں کڈنیپ کیا تھا۔تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔تم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہو مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے۔!!"

بدر لب دبائے اپنی چھوٹی سی جان کو دیکھ رہا تھا۔۔جو اتنی سی بات پر روئے جا رہی تھی۔۔

"جو بھی ہوا اب تو میں ٹھیک ہوں ناں آپ کے سامنے ہوں۔۔پھر بھی یوں رو کر مجھے تکلیف کیوں دے رہی ہیں۔۔؟کیا آپ نہیں جانتی آپ کے یہ آنسوں آپ کے بدر عالم شاہ ہر گز دیکھ نہیں سکتا۔!!"

دوانگلیوں کی مدد سے اسکی جھکی ہوئی تھوڑی اٹھاتے وہ مخمور آنچ دیتے لہجے میں بولا تو روپ اسکی گہری نگاہوں کی تپش پر سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی تھی

۔۔

بدر عالم نے جھکتے اسکے رخسار پر جگمگاتے سیاہ تل پر اپنے لب رکھے تو روپ اور بھی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔

میرے پیپیرز آرہے ہیں روپ۔۔۔۔ کیا ارادہ ہے چلیں ایک بار پھر سے " شہر؟" انگوٹھے کی مدد سے اسکے دہکتے رخسار کو سہلاتے وہ لب دبائے شریر لہجے میں مستفسر ہوا۔۔

اسکی سوچ کے عین مطابق وہ فوراً سے اپنی آنکھیں پھیلائے اسے غصّے سے دیکھنے لگی۔۔

"!!ہر گز بھی نہیں ناں تو میں کہی جاؤں گی ناں آپ کہی جائیں گے۔۔"

اسکی قمیض کو گریبان سے جکڑتے وہ سختی سے بولی۔۔۔بدر اسکے تحکم بھرے انداز پر گہری سانس بھرتے ناک اسکی چھوٹی سی ناک سے جوڑتے اسے مزید خود میں سمیٹ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★★

وہ شاور لے کر کمرے میں لوٹی تو نظریں بیڈ پر لیٹے ضرار پاشاخان پر گئی۔۔ جس کے پیٹ پر نور آئینہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔جو باپ کی کسی بات پر کھلکھلا کر اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔

نور کے ننھے ہاتھ ضرار پاشاخان کے ہاتھوں میں قید تھے۔۔ضرار اسے دونوں گھٹنوں کے ساتھ سہارے سے بٹھائے ہوئے تھا۔

نعمت گہری سانس بھرتے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھ گئی۔۔

ضرار پاشا خان اس کی پشت کو گھورتے گہری سانس بھرتے رہ گیا وہ جب سے لوٹے تھے۔۔ نعمت یونہی خاموش تھی۔

شاید ساحر شاہ کے قتل کے سچ نے اسے گہری چوٹ پہنچائی تھی۔۔ ضرار گہری سانس بھرتے اب پھر سے نور آئینہ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اپنی بیوی کا موڈ ٹھیک کرنا بخوبی جانتا تھا۔

آج نور اور نور کے ڈیڈی گھومنے جائیں گے۔۔ اور خوب سارا انجوائے بھی" کریں گے۔۔۔ کیوں نور۔۔؟ جانا ہے ناں بابا کے ساتھ۔۔!! چلو پھر ہم "چلتے ہیں۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے وہ نور کے گال پر بوسہ دیتے اسے اٹھائے ایکدم سے بیڈ پر سے اٹھا۔۔ نعمت آئینے میں نظر آتے ان باپ بیٹی کے عکس کو دیکھ کر چونکی۔۔

وہ اسے پھر سے اگنور کر رہے تھے۔اس سوچ پر ہی نعمت شاہ کے چہرے پر غصّے کی لالیاں بکھرنے لگی۔لب بھینچے وہ آئینے میں دکھتے ان کے عکس کو دیکھ کر تولیہ غصے سے صوفے پر پھینکتے ایکدم سے مڑی۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟"دروازے پر ہاتھ رکھتے ضرار نے لب دبائے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"ہم جہاں مرضی جائیں تمہیں کیا مسلئہ ہے۔۔؟"ضرار پاشا خان اسے گہری سنجیدہ نظروں سے دیکھتے بولا۔

"مسلئہ ہے مجھے ضرار پاشا خان۔۔۔آپ یوں مجھے بنا بتائے اس کمرے سے باہر بھی نہیں جا سکتے بیوی ہوں میں آپ کی۔۔!!"شفاف چہرے پر چمکتی بوندوں کو گہری نظروں سے دیکھتے ضرار نے بمشکل سے اپنے نظریں اس پر سے ہٹائی۔۔

تم مجھے !! ضرار پاشا کو روکو گی۔ !"اب کی بار وہ دو قدم اٹھاتے اسکی سمت" بڑھا تھا۔اسکے چہرے پر بکھرتی زلفوں کو وہ انگلی پر لپیٹتے اسے جھٹکے سے اپنی سمت کھینچ گیا۔۔

جو ایکدم سے اسکے سینے سے آن لگی تھی۔"آپ مجھے مجبور کریں گے تو میں آپ کو روکوں گی۔۔ کسی اور میں ہمت ہو یا ناں ہو نعمت شاہ میں آپ کو روکنے کی ہمت ضرور ہے۔۔ !!"

نعمت اسکی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔

اسکے انداز پر ضرار عش عش کر اٹھا۔۔"کیا بات ہے خانم۔۔۔اتنی ہمت ہے تم میں میری نازک سی جان۔۔ چلو آج دیکھتے ہیں تم میں کتنا سٹیمنا ہے !!"۔

ضرار اسکی کمر کو مضبوطی سے جکڑتے اسکے چہرے اپنی گرم سانسیں پھونکتے پراسراریت سے بولا تھا۔۔ نعمت آنکھیں پھیلائے اسے حیرت اور نا سمجھی سے دیکھے گئی۔ جب اچانک وہ اسکے چہرے پر جھکا تھا۔۔

نعمت بدک کر اس سے دور ہوئی۔۔ آنکھوں میں خوف سا تیرا تھا شرم و خفت سے اسکی آنکھیں ایکدم سے جھکی۔ ضرار پاشا خان اسکے چہرے پر پھیلے شرم وحیا کے رنگوں کو دیکھتے وہ ایک دم سے اسے خود میں بھینچ گیا۔

"ہم کہی بھی نہیں جا رہے ڈارلنگ۔۔۔ تُمہارے بغیر کہیں جانے کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے ہم۔۔۔!!" وہ اسکی پیشانی چومتے محبت بھرے لہجے میں بولا ۔۔ نعمت چند لمحے اسکی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتی رہی اور پھر آسودگی سے مسکرا کر سر پھر سے اسکے سینے پر رکھا۔۔

★★★★★★★★★★★★

Last Episode part 1

www.zubinovelszone.com

★★★★★★★★★★★★

کوئی ہے ۔۔۔ کھولو مجھے ۔۔ "!!وہ مسلسل "

اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتے چیخ چلا رہی

www.urdunovelszone.com

تھی۔۔ لوہے کی مضبوط سلاخوں کے درمیان

صرف اتنی سی جگہ میں اسے قید کیا گیا تھا

جہاں وہ بمشکل سے بیٹھ پا رہی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

مسلسل ایک ہفتے سے وہ اسی جگہ پر قید تھی

--

کھانے پینے کے نام پر اسے صرف دو گھونٹ

پانی پلایا جا رہا تھا -- جس کے سبب اب

www.zubinovelszone.com

بھوک اور پیاس سے رعینا کے ہونٹ خشک

پڑتے جا رہے تھے۔

آنکھوں کی پتلیاں سوجھ کر موٹی ہو گئی تھی۔

اور بال بری طرح سے بکھرے ہوئے تھے۔

www.zubinovelsone.com

سکندر تم کہاں ہو --؟ پلیز مجھے آزاد کرواؤ"

"!!یہاں سے --

اسے بس اتنا یاد تھا کہ آخری بار وہ زارون سکندر

کے ساتھ تھی اسکے ہاتھ سے جوس کا پیک

www.zubinovelszone.com

لے کر اسنے پیا تھا اور جب اس کی آنکھ کھلی تو

اس نے خود کو اس دوزخ نما قید میں پایا تھا۔

www.zubinovelszone.com

قدموں کی آہٹ پر وہ گھٹنوں کے بل جھکی

بیٹھی اپنی گردن موڑے داہنی سمت دیکھنے لگی

www.zubinovelsone.com

رینا خان اپنی طرف آتے اسال آغا شاہ کو

نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی وہ اس شخص کو

نہیں جانتی تھی -- اور ناں ہی یہ سمجھ پا رہی

www.zubinovelsone.com

تھی کہ آخر کار اس شخص نے اسے کیونکر قید

کیا ہے۔

کون ہو تم اور مُجھے کیوں یہاں قید کر کے رکھا"

ہے ۔؟ "اسال کے نزدیک آنے پر وہ چیخی

www.zubiinovelszone.com

تھی۔۔ آنکھوں سے کئی آنسوں بہتے گئے تھے

جنہیں وہ صاف نہیں کر پائی۔ یہاں اسکے

لوگ اسکی ٹیم کوئی بھی تو نہیں تھا جو اسکی مدد

کر پاتا۔

www.zubinwelsone.com

اسال کافی دیر تک اس عورت کو سپاٹ"

نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔ اتنے دنوں سے وہ خود

یہاں نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اپنے اندر اتنا سا بھی

www.zubinovelsone.com

نرم گوشہ محسوس نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ اس

عورت کو رحم کی موت دیتا۔۔۔

میں وہ ہوں جس سے اسکا سب کچھ چھین"

لیا تم ۔۔۔ تمہاری وجہ سے میں جانے کتنا ہی

www.zubinovelszone.com

عرصہ احساس جرم کی بھٹی میں جلا ہوں

--اپنی محبت کے قتل کے احساس سے میری

زندگی جہنم بن گئی--

www.zubinovelszone.com

مگر مجھے کیا علم تھا کہ وہ حادثہ محض حادثہ

نہیں وہ تمہاری اور تمہارے اس دوست کی

سوچی سمجھی سازش ہے۔۔ جس نے ساحر

شاہ کو مارنے کیلئے اتنا سب کچھ کیا اور اسکے

www.zubinovelsone.com

ساتھ ساتھ میری معصوم بیوی کو تم نے خود

"!!!اپنے ہاتھوں سے مارا ---

نن نہیں نہیں تمہیں ضرور کچھ غلط فہمی"

ہوئی ہے میں نے نہیں مارا تمہاری بیوی

www.zubinovelsone.com

کو۔۔ "!!ربینا اسکی بات سنتے بے بسی سے

بولی تھی ۔ مکافاتِ عمل اتنی جلدی ہو جائے

گا اس کا قطعی علم نہیں تھا اسے ۔۔

www.zubinovelsone.com

اسال اسے زخمی نگاہوں سے دیکھتے سر نفی

میں جھٹک گیا۔۔

کھولو اسے ۔۔ "!!اسکے حکم پر بھاگ کر"

کمرے میں آتی ایک لڑکی نے جلدی سے وہ

www.zubinovelszone.com

چھوٹا سا گیٹ کھولا ۔۔ رہینا کے نڈھال وجود کو

وہ گھسیٹ کر باہر نکالتے اسال آغا شاہ کے

قدموں میں پھینک چکی تھی ۔

www.zubinovelszone.com

زز زارون ۔۔۔ سس سکندر پلیز مم مجھے بچاؤ"

۔۔ "!!وہ موت کی دہشت سے نیلی پڑتی لے

ساختہ ہی چیخ پڑی ۔

www.zubinovelsone.com

اسال اسکے منہ سے زارون سکندر کا نام سن"

کر چونکا۔۔ وہ اسے کیوں بلا رہی تھی ؟؟ اپنی

گھنی بئیرڈ پر ہاتھ پھیرتے وہ آنکھیں چھوٹی کیے

کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔۔

www.zubinovelszone.com

میں چاہتا تھا کہ تمہیں خود سزا دوں اپنے"

ہاتھوں سے۔۔ مگر شاید کوئی اور بھی ہے جسے

مجھ سے بھی زیادہ تمہیں مارنے کی خواہش ہے

"!۔ گاڑی میں ڈالو اسے۔۔۔

www.zubinovelszone.com

شال دونوں شانوں پر درست کرتے وہ سرد

لہجے میں تحکم بھرے انداز میں بولا تو رمینا اسے

سن وجود سے دیکھتی رہی جو بھاری قدم اٹھاتے

اب باہر نکل گیا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

وہاں موجود دو لیڈی گارڈز میں سے ایک نے

اسکے بازو جکڑتے اسکے کندھے پر انجیکشن

انجیکٹ کیا تھا۔۔۔اسکے بعد وہ اسے گھسیٹتے

ہوئے باہر کی جانب لے گئی۔۔

www.zubinovelsone.com

اسال کہاں ہے --؟ "وہ سبھی آغا جان"

کے کمرے میں ان کی عیادت کرنے آئے

تھے -- مخمل اور روپ صوفے پر سر جھکائے

خاموشی سے بیٹھی تھی -- جبکہ آغا جان ان

www.zubinovelszone.com

دونوں کو دیکھتے اب نفیسہ شاہ سے مستفسر

ہوئے --

www.zubinovelszone.com

اٹیک کے بعد سے ان کی طبعیت کافی مضمحل

ہو گئی تھی وہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں

ہی رہتے تھے۔

www.zubinovelsone.com

آغا جان وہ کسی کام سے گیا ہے آپ فکر"

نہیں کریں ٹھیک ہے وہ۔۔ "!!بدر عالم ان

کے قریب بیڈ پر بیٹھتے نرمی سے بولا۔۔ جب

www.zubinovelszone.com

اچانک دروازے پر دستک دے کر نعمت شاہ

اپنی بیٹی کے ساتھ اندر داخل ہوئی ۔

"!!!السلام علیکم آغا جان --"

www.zubinovelsone.com

وہ ایک نگاہ آغا جان کو دیکھتے نظریں جھکا کر بولی

-- اسکے پیچھے ہی ضرار پاشا خان کمرے میں

داخل ہوا --

www.zubinovelsone.com

آغا جان نعمت کے سر پر ہاتھ رکھتے اب اس لڑکے کو دیکھ کر چونکے -- ان کی بھیگی سبز آنکھیں اب ضرار پاشا خان پر تھیں -- جو جینز

www.zubinovelszone.com

کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ پھنسائے انہیں ہی

گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

امید ہے اب آپ کی طبعیت ٹھیک ہو گی آغا"

جان ۔۔ میں نعمت کا شوہر ضرار پاشا ہوں

www.zubinovelszone.com

--- "!!ضرار چہرے پر ڈھیروں طمانیت

سجائے ان کے روبرو ہوا تھا --

آغا جان کے چہرے پر چھائی شفقت اچانک

سنجیدگی میں بدلی۔ سبز آنکھوں میں اترتے

www.zubinovelszone.com

غیض و غضب کو ضرار نے بڑی دلچسپی سے

دیکھا۔

یہ لڑکا یہاں کیا کر رہا ہے۔؟ "وہ بدر عالم "

شاہ کو دیکھتے سرد لہجے میں گویا ہوئے -- بدر

www.zubinovelszone.com

نے گہری سانس بھرتے ضرار اور پھر نعمت کو

دیکھا۔۔۔

www.zubinovelszone.com

ضرار کے ماتھے پر ڈھیروں بل سمٹے تھے ۔ وہ

سینے پر ہاتھ باندھے ان کی بات کا مطلب

سمجھنے کی کوشش کرنے لگا ۔

www.zubiinwelsone.com

"آغا جان -- محمل اور بدر ان کی حویلی کے

کسی فرد کو ملے تھے اور ضرار اور باقی سب ہی

ان دونوں کو سہی سلامت واپس لے کر آئے

ہیں ہماری حویلی تک---!!'

www.zubinovelsone.com

نفیسہ شاہ بات بگڑتی دیکھ فوراً سے تحمل

بھرے لہجے میں بولی۔۔ آغا جان یہ سنتے ہی

کچھ نرم پڑے تھے ۔۔ ایک نگاہ چپ چاپ

بیٹھی محمل پر ڈالتے وہ ضرار کو گھورنے لگے ۔۔

www.zubinovelszone.com

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتے خدیجہ دستک

دیتی اندر داخل ہوئی ۔۔

www.zubinovelsone.com

کیا کر رہی ہو تم یہاں پر -- بے حیا لڑکی --"

چلی جاؤ ہماری نظروں سے دور --- وگرنہ اچھا

"!نہیں ہو گا تمہارے لئے ---

www.zubinovelsone.com

خدیجہ کو دیکھنا ہی تھا کہ آغا جان کا سارے کا سارا غصہ قہر بن کر اس پر ٹوٹا تھا وہ بری طرح سے لرزتی کپکپاتی ٹانگوں سمیت وہاں کھڑی اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔

www.zubinovelsone.com

محمل خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی -- جو

شرمندگی سے سر جھکائے روئے جا رہی تھی

--

www.zubinovelszone.com

مم میں آپپ سب سے اورر مم محمل سے "

اپپنے گناہ کی مم معافی مانگنے آئی ہوں -- میں

بھول گئی تھی کہ خخ خوشیاں ننصیب سے ملتی

ہیں کسی سے چھیننے سے نہیں ۔!!اگر کوئی

www.urdunovelszone.com

اسے سنجیدہ اور سپاٹ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

جو کچھ وہ کر چکی تھی اسکے بعد اسکی کسی بھی

بات پر یقین کر پانا ناممکن سی بات تھی۔

www.zubinovelszone.com

ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا محمل میں اپنے"

گھر واپس جا رہی ہوں اب یہاں کبھی نہیں

آؤں گی آپ بھی نانا جان ہو سکے تو مم مجھے

"معاف کر دیجیے گا--

www.zubinovelsone.com

دونوں ہاتھ معافی کی صورت جوڑے وہ بھیگی آنکھوں سے سب کو دیکھتی ایکدم سے کمرے سے بھاگی تھی -- روپ پاس بیٹھی محمل کے شانے کو تھپکتے اسے پرسکون کرنے لگی --

www.zubinovelszone.com

اچانک ماحول میں گہری سنجیدگی چھا گئی تھی ۔

نفیسہ بچیاں تھک گئی ہونگی۔ انہیں ان کے "

کمروں میں لے جاو۔۔ تاکہ یہ آرام کر سکیں ۔۔

ہماری پوتی اور بہو دونوں کا خاص خیال رکھا

www.urdunovelszone.com

جائے کسی بھی طرح کی تکلیف یا پریشانی نہیں

"!!ہونی چاہیئے ان دونوں کو---

آغا جان کے الفاظ نے ہر کسی کو حیرت اور

سکتے میں ڈال دیا--

www.zubiinovelszone.com

وہ پہلی بار محمل کیلئے لفظ "بھو" استعمال کر

رہے تھے یقیناً یہ کوئی چھوٹی سی بات ہرگز

بھی نہیں تھی۔۔

www.zubinovelsone.com

نفیسہ شاہ مسکرا کر سر ہلاتی روپ اور محمل کو

ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکلی تھی --

"برخوردار تم کہاں چلے ---؟؟"

www.zubinovelszone.com

ضرار کو کمرے سے جاتا دیکھ آغا جان سے

سنجیدگی سے کڑک دار آواز میں پوچھا۔ ضرار اور

نعمت نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

www.zubinovelsone.com

"یہاں بیٹھو اور بتاؤ کیا کرتے ہو تم--؟ کاروبار

کیا ہے تمہارا--؟ آخر ہمیں بھی جاننے کا حق

ہے ہماری پوتی کا شوہر ہے کون--؟"

www.zubinovelsone.com

آغا جان نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا تھا

ضرار گہری سانس بھرتے ان کے سامنے

صوفے پر ٹک گیا۔

www.zubinovelsone.com

حال ہی میں ایک فیکٹری کھولی ہے میں نے"

-- بس اسے ہی سنبھال رہا ہوں---اور کچھ

خاندانی کاروبار ہے اس کی دیکھ بھال بھی اب

www.zubinovelsone.com

سے میں ہی اپنے بھائی کے ساتھ مل کر کروں

"!!گا۔

نعمت نور کو اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئی

تھی ۔۔ کہی ناں کہی وہ اندر سے پرسکون ضرور

www.zubinovelszone.com

ہوئی تھی کہ اب ضرار اسکے پاس رہے گا۔۔

ساحر شاہ کی صورت میں وہ جو خسارہ اٹھا چکی

تھی وہ اب مزید کسی بھی قسم کا خسارہ اٹھانے

کی ہمت خود میں نہیں پاتی تھی۔

www.zubinwelsone.com

ضرار آغا جان اور بدر عالم شاہ سے باتوں میں

مگن اب کافی حد تک ان میں گھل مل سا گیا

تھا۔

www.zubinovelsone.com

اسال کے حکم پر دو عورتیں اسے گاڑی سے

نکالتے گھسیٹتے ہوئے ایک میدانی علاقے میں

لے گئی۔۔

www.zubinovelsone.com

دور دور تک کوئی ذی روح تک دکھائی نہیں دے

رہا تھا۔۔ رمینا خان کی آنکھیں بھاری ہونے

کے ساتھ ساتھ اس کا سر بھی بھاری ہو رہا

تھا۔

www.zubinovelsone.com

پورا وجود حرکت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا

۔۔ نیچے پھینکنے کے سبب اسکا چہرہ زمین پر

پڑی دھول سے اٹ گیا تھا۔

www.zubinovelszone.com

آج تمہیں سزا میں نہیں-- یہ لڑکیاں دے "

گی -- جن کی زندگی اور ان جیسی کئیوں کی زندگی

"!!تم نے اپنے ہاتھوں سے برباد کر دی---

اسال ایک نفرت آمیز نگاہ اس پر ڈالتے اب

www.urdunovelsone.com

سامنے کھڑی بسوں سے اترتی لڑکیوں کو دیکھ کر

بولا --

یہ سب لڑکیاں رعینا خان کے اڈوں سے

بازیاب کروائی گئی تھی -- جنہیں اسال آغا شاہ

www.zubinovelszone.com

اپنی زیر نگرانی اس جگہ تک لایا تھا -- وہ

لڑکیاں تعداد میں ہزار کے قریب تھی ---

جن کی آنکھوں میں صرف اور صرف وحشت

ٹپک رہی تھی۔ سامنے پڑی عورت کیلئے ان

www.zubinovelsone.com

سب کی آنکھوں میں صرف اور صرف نفرت تھی

!!اسکے سوائے اور کچھ بھی نہیں --

یہ رہی تم سب کی مجرم --جو جی میں اسے "

وہ سزا دو کیونکہ اس نے ایک عورت ہو کر

www.zubinovelszone.com

عورت ذات کے تشخص کو تباہ کر دینے میں

"کوئی کسر نہیں چھوڑی ---

اسال آغا شاہ کی سرد بے تاثر آواز پر ہر کسی

نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور پھر اس لڑکی کو

www.zubinovelszone.com

جس نے اتنے ماہ سے ان کی زندگی جہنم سے

بھی بدتر بنا دی تھی ۔۔

وہ جیسے ہی ایک ساتھ رینا خان کی طرف

بڑھی ۔۔ اسال پیچھے کو ہونے لگا ۔ یہاں تک

www.zubinovelszone.com

ان سب نے رمینا خان پر اپنا گھیرا اس قدر

تنگ کر ڈالا کہ وہ بھاری سر کو بمشکل سے

اٹھائے ان سبھی کو ترحم آمیز نگاہوں سے

دیکھنے لگی۔۔

www.zubinovelszone.com

جو آج اس پر ذرا سا بھی رحم نہیں کھانے والی

تھیں ۔۔ آن کی آن میں ان سبھی نے رمینا

خان کے وجود کے کو نوچ ڈالا تھا اس کی چیخیں

www.zubinovelsone.com

کراہٹیں اس خاموش فضا میں موت سا منظر

پیش کر رہی تھی ۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسے مار مار کر اسکی سانسیں

بڑی بے دردی سے چھین چکی تھی ۔۔ لہو

www.zubinovelsone.com

رنگ آنکھوں سے اس گھٹیا عورت کو دیکھتے وہ

سبھی اس کے مردہ وجود کو اس اونچی پہاڑی

سے نیچے پھینک گئی تھی۔

www.zubinovelszone.com

یہاں تک کے اس کا وجود اتنی اونچائی سے

گرتے ہی مسخ ہو گیا۔۔

اسال ان سبھی لڑکیوں کو دیکھتا گہری سانس

بھرتے ان کی طرف بڑھا۔۔

www.zubinovelszone.com

اپنی زندگی کی ڈور کسی بھی دوسرے کو"

تھمانے سے بہتر ہے کہ تم سب اس قابل

بنو کہ کل کوئی دوسرا تم سب کی معصومیت

چھیننے کی کوشش ہرگز ناں کرے --- تم سے

www.zubinovelszone.com

کئی ایسی لڑکیاں ہیں جن کو شاید ان کے گھر

والے قبول کرنے سے انکار کر دے ۔۔ اس

لیے ماہ رخ اور فنیج آپ کا اپنا ذاتی گھر ہے

۔۔جہاں آپ سب جب تک چاہے رہ سکتی

www.zubinovelszone.com

ہیں زندگی گزارنے کیلئے آپ سب کو تعلیم

نوکری حتیٰ کہ ہر قسم کی سہولت دی جائے گی

۔۔ تاکہ آپ سب اپنی جیسی کئی معصوم

لڑکیوں بھوڑی عورتوں کیلئے سہارہ بنیں۔۔ مجھے

www.zubiniwelszone.com

آپ سب اپنا بڑا بھائی ہی سمجھیں -- کسی

بھی قسم کی پریشانی کی صورت میں آپ کا یہ

بھائی آپ کے ہمہ وقت حاضر رہے گا۔ ان

شاءاللہ --- !!"

www.zubinovelsone.com

اسال آغا خان کے نرم اور شفقت بھرے لہجے

نے وہاں موجود کئی لڑکیوں کو زندگی کی نئی امید

تھما دی تھی وہ لڑکیاں جو سوچ رہی تھی کہ

اب ان کی زندگی کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر

www.urdunovelstone.com

پر گزرے گی وہ اپنے مسیحا کو تشکر بھری نظروں

سے دیکھ رہی تھی --

اسال آغا شاہ نے چند ماہ پہلے ہی اپنے گاؤں

اور باقی علاقوں کی رسائی تک جاتے ایک شہر

www.zubiinovelszone.com

میں اپنے اور فنیج کی دوسری شاخ کی بنیاد رکھی

تھی --

اسلام آباد میں اسکا یہ ادارہ فنیج کافی عرصے سے

بے سہارہ عورتوں کیلئے اپنے فرائض انجام دے

www.zubinovelszone.com

رہا تھا مگر اب جیسے اسال آغا شاہ کو اپنے اس

قدم کو اٹھانے کے پیچھے خدا کی مصلحت سمجھ

آئی تھی۔۔

www.zubinovelszone.com

وہ اس وقت تو بس اپنی بیوی کے نام پر یہ

کام شروع کر چکا تھا مگر اسے ہرگز اندازہ نہیں

تھا کہ خدا نے اسے لاکھوں بے سہارہ بچیوں کی

سربراہی کیلئے چن لیا ہے -- بیشک وہ خدا کے

www.zubinovelsone.com

چنے ان بندوں میں سے ایک تھا جن پر خدا کی

خاص شفقت ہوتی ہے ۔۔جو خود سے پہلے

دوسروں کا سوچتے ہیں ۔۔ پھر ایسے شخص کی

عزت کی حفاظت خدا خود کرتا ہے ۔

www.zubinovelszone.com

اسال آغا شاہ کے آدمی ان بسوں میں سوار

ہوتی لڑکیوں کو بحفاظت ان کی نئی منزل کی

طرف لے جانے کیلئے روانہ ہو گئے تھے ۔۔

www.zubinovelsone.com

جبکہ اب حقیقی معنوں میں اس کے لئے ذمہ

داریاں بڑھ گئی تھی ۔۔

اسے اپنے گاؤں اپنے خاندان اپنے بیوی بچوں

کے ساتھ ساتھ ان فلاخی اداروں کو بھی اتنا

www.zubiinovelszone.com

ہی پیار اتنا ہی وقت دینا تھا جہاں اسکی ماہ رخ

بستی تھی ۔۔ اپنی بھیگی آنکھیں رگڑتے اسنے

سر اٹھائے اپنے رب کو تشکر بھری نظروں سے

دیکھا۔۔ جس نے ہمیشہ اسے سرخرو کیا تھا ۔۔

www.urdunovelsone.com

★★★★★★★★★★★★

بیٹا اب آتے جاتے رہنا میری نعمت سے اگر"

کوئی بھول ہو جائے تو درگزر کر دینا۔۔۔ وہ دل

www.zubinovelszone.com

کی بری نہیں ہے اب سے تم اور تمہارا خاندان

ہی میری نعمت کا خاندان ہے۔۔ "!!شام کے

پانچ بجے کے قریب ضرار اور نعمت واپسی کیلئے

روانہ ہو رہے تھے۔

www.zubinovelsone.com

نور آئینہ محمل کی گود میں اس سے چپکی اسکی

آنکھوں کو اب بھی بڑی غور سے دیکھ رہی تھی

--

www.zubinovelszone.com

وہ کافی دیر سے اسی کے پاس تھی -- ہر کوئی

اپنی بھرپور کوشش کر چکا تھا مگر مجال ہے جو

وہ کسی کے پاس بھی گئی ہو--

www.zubinovelszone.com

آپ بے فکر رہیں آنٹی۔۔ یہ اس گھر کی بہو"

بعد میں اور بیٹی پہلے ہے ۔۔ "!!ضرار نے

دھیمی مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔۔ نعمت

ہر ایک سے ملتی اب گاڑی کی طرف بڑھ گئی

www.zubinovelsone.com

تھی ۔۔ نور کو لینے کی اسنے بہت بار کوشش کی

تھی مگر وہ ہر بار ناکام رہی تھی اسی لئے وہ

اب ہر بار کی طرح اس سے خفا ہو کر جیپ کی

طرف بڑھ گئی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

ضرار اپنی نخریلی بیوی کے نخرے دیکھ گلا

کھنکھارتے ہوئے محمل کی جانب بڑھا۔۔

سینیوریٹا بابا جا رہے ہیں چلو میری جان اپنے"

گھر چلتے ہیں۔۔ "!!ضرار نے اسے مخاطب

www.zubinovelszone.com

کرتے محبت سے کہا تھا۔۔ جس نے سر محمل

کے کندھے پر ٹکا دیا مطلب صاف تھا وہ جانا

نہیں چاہتی تھی۔

www.zubinwelsone.com

ضرار کیلئے یہ بات کافی حیران کن سی تھی ---

نعمت کھڑکی سے سر باہر نکالتے اسی سمت

جھانک رہی تھی ۔ جبکہ روپ بدر عالم شاہ ہر

www.zubinovelsone.com

کوئی اسے ہی گگور رہا تھا۔۔ روپ کو دیکھتے ہی

ضرار نے سر جھٹکا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

وہ اپنی بیوی کی ہم شکل سالی سے کئی بار دھوکہ کھا چکا تھا اب تو اسے دیکھ کر ہی چکر آ رہے تھے۔۔

www.zubinovelsone.com

وہ سر جھٹک کر مڑا تو سامنے ہی نعمت آنکھیں

نچا کر اس سے جیسے پوچھ رہی تھی کہ بتاؤ کیا

"ہوا؟

www.zubinovelszone.com

ضرار بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہونٹ کچلتے مڑا

ٹھیک ہے محمل تم اسے پاس رکھ لو۔۔۔"

میں اور خانم چلتے ہیں ۔۔ "!!ضرار کہہ کر

www.zubinovelszone.com

گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جب کہ اسکی

بات سنتے ہی نور نے گردن موڑتے اسے دیکھا

www.zubinovelszone.com

بابابا--- "!!نور کی پکار پر ضرار نے"

مسکراہٹ ضبط کی شہد رنگ آنکھوں میں

ڈھیروں سنجیدگی سمیٹے وہ اسکی طرف مڑا --- جو

دور سے ہی اسکی جانب ہمک رہی تھی --

www.zubinovelszone.com

ضرار پاشا خان کی مسکراتی نظریں محمل قریشی پر

گئی ایک پل کو آنکھوں کے رنگ بدلے تھے ۔۔

محبت بھلائی نہیں جا سکتی۔۔ دل میں بسا

شخص کبھی اپنا مقام نہیں کھوتا بس تشخص

www.zubinovelsone.com

بدل جاتا ہے ۔۔ اور آج آخری بار ضرار پاشا

خان کے دل میں دبی محبت کی چنگاریاں اسکی

آنکھوں سے عیاں ہو کر اگلے ہی لمحے دم توڑ گئی

تھی۔ وہ اسکی مخلص محبت تھی ۔۔ اور بھلایا

www.zubinovelszone.com

نہیں جا سکتا تھا مگر یاد بھی نہیں رکھا جا سکتا

تھا۔۔ خدا نے اس سے ایک تحفہ چھینا تھا تو

بدلے میں دو انمول تحفوں سے اسے نوازا تھا

۔۔

www.zubinovelsone.com

جو اسکی زندگی میں بہت سے رنگ بھرنے کے

ساتھ ساتھ اسکی زندگی کو ایک نیا مقصد دے

گئی تھیں۔

www.zubinovelsone.com

نور آئینہ کے گال کو چومتے وہ اسے نعمت کی گود میں ڈال گیا۔۔ اسکی آنکھوں میں محبت سے دیکھتے وہ شائستگی سے مسکرایا۔۔ وہ لڑکی اسکی زندگی بن چکی تھی ۔۔ اسے ہر بار دیکھنا اسکے

www.zubinovelszone.com

اندر خوشی بھر دیتا تھا جیسے کہ وہ اب خوش تھا

--- بے حد خوش --

www.zubinovelszone.com

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئی --

بدر عالم شاہ ثمینہ شاہ اور آباد شاہ کو لینے

ہاسپٹل کیلئے نکل چکا تھا --

www.zubinovelsone.com

ثمینہ شاہ کو لقوہ پڑا تھا فالج کے اٹیک کے

سبب ان کا بایاں حصّہ بلکل کام کرنا چھوڑ چکا

تھا اب ان کی اگلی زندگی بستر پر کٹنے والی تھی

--

www.zubinovelszone.com

میں سوچ رہی ہوں کہ میلاد رکھ لیں ایک دو"

دن تک ۔۔۔ حویلی میں رحمتیں اور برکتیں نازل

ہونگی۔۔ اور اللہ پاک ذکر پاک کے صدقے

www.zubinovelsone.com

میرے سب بچوں کو سلامت رکھیں گے ان

"شاءاللہ --

نفیسہ شاہ روپ اور محمل سے بات کرتے اندر

داخل ہوئی --

www.zubinovelszone.com

محمل مخض جی کہتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی ---

نفیسہ شاہ اور روپ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا -- اسکا کمرہ نیچے سیٹ ہو گیا تھا -- اور وہ

www.zubinovelszone.com

اوپر کیوں جا رہی تھی وہ دونوں ماں بیٹی یہ

سمجھنے سے قاصر تھی۔

www.zubinovelszone.com

کمرے کا دروازہ کھولتے وہ بالکونی کی طرف بڑھی

۔ "حویلی کے بڑے گیٹ سے ضرار پاشا خان

کی گاڑی نکلتی چلی گئی تھی ۔

www.zubinovelszone.com

ضرار پاشا خان تم بہت اچھے انسان ہو۔ خدا"

"!!تمہیں ہمیشہ خوش رکھے ۔۔

ریلنگ پر ہاتھ جمائے وہ پورے دل سے اسکے

لئے دعا گو ہوئی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

آج دل نے اسے پھر سے یاد کیا تھا یادیں تو

صدا دل کے نہاخانے میں قید رہ جاتی ہیں --

کس نے سوچا تھا کہ ان دونوں کی اتنی گہری

محبت صرف ان کے دلوں میں قید ہو کر رہ

www.zubinovelsone.com

جانے والی تھی ۔ محمل قریشی کیلئے وہ آج بھی

وہی ضرار پاشا خان تھا اسکے دل میں اسکا مقام

و مرتبہ وہی تھا بس اب اس دل میں اس

سے بھی بلند مقام و مرتبے والا شخص سب

www.zubinovelszone.com

سے اونچی مسند پر براجمان ہو چکا تھا۔۔ جس

کے سامنے دنیا کے سارے رنگ پھیکے پڑ

جاتے تھے ۔ بلکل ویسے ہی جیسے اسال آغا

شاہ کے دل میں محمل قریشی کی جگہ ماہ رخ

www.zubinovelsone.com

آفندی سے اونچی ہو چکی تھی کیونکہ اب وہ

اسکی بیوی ہی نہیں اسکے بچوں کی ماں بھی

تھی ۔۔ اسے اولاد جیسا خوبصورت تحفے سے

نوازنے والی اس عورت کا مقام تو سب سے

www.zubinovelsone.com

بلند ہونا چاہیے تھا بلاشبہ ان دونوں نے ہی

ایک دوسرے کو سب سے الگ سب سے

اونچا مقام و مرتبہ دے دیا تھا یونہی تو نہیں

www.zubinovelsone.com

خدا نے ان کی حیات کی تکمیل کے سفر کو

تکمیلِ حیات بنایا ---

وہ ٹوٹ کر جڑے تھے اور اس لیے جوڑے گئے

تھے کیونکہ یہ اس رب کی رضا کی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

بیشک اللہ کے کیے ہر فیصلے میں بہتری ہوتی ہے ۔ محمل قریشی اپنے رب کے فیصلے پر راضی تھی۔۔

www.zubinovelstone.com

وہ بہتر سے بہترین کے اس سفر میں تھکی

ضرور تھی مگر مایوس ہرگز بھی نہیں ہوئی تھی

۔ اور بلاشبہ اسکے خدا نے اسے اتنی آزمائشوں

www.zubinovelsone.com

کے بعد بہتری سے نواز دیا تھا مکمل طور پر

★★★★★★★★★★★★

www.zubinovelszone.com

اسے آنے میں کافی دیر ہو گئی تھی --- اور فنیج

میں بھیجی گئی لڑکیوں کی تعداد کافی زیادہ تھی

مگر وسائل اس حساب سے محدود تھے۔۔ اسال

www.zubinovelszone.com

آغا شاہ کو چند ہی گھنٹوں میں ان لڑکیوں کو ایک

شہر سے اپنے گاؤں میں موجود اور فنیج میں

منتقل کرنا پڑا تھا۔ اسکے علاوہ بھی ہر قسم کی

ضرورت کا سامان ہر ایک چیز اسنے اپنی زیر

www.zubinovelsone.com

نگرانی مہیا کی تھی اور ایسا کرتے اسے رات

کے دو بج گئے تھے ---

محمل کی واپسی کے بعد ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ

وہ رات کے اس پہر اس سے اتنا دور رہا تھا

www.zubinovelszone.com

مگر ان کی نظریں ہمہ وقت اپنی بیوی پر تھیں

وہ دور ہوکر بھی اسکا پورا خیال رکھتا رہا تھا کیونکہ

غلطی ایک بار ہوتی ہے بار بار کیا جائے تو وہ

گناہ بن جاتی ہے۔

www.zubinovelsone.com

وہ دھیمے قدموں سے چلتا لاؤنج سے ہوتا"

کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ صد شکر کہ سب سو

رہے تھے ورنہ اسکے لئے مشکلات مزید بڑھتی

۔۔

www.zubinovelsone.com

ناب گھمانے پر اسے دروازہ اندر سے بند ملا تھا

۔ وہ سر پر ہاتھ پھیرتے گہری سوچ میں ڈوبا

۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ باورچی خانے کی سمت

بڑھا تھا چابیوں کے گچھے سے چابی نکالتے اسنے

www.urdunovelszone.com

بنا آہٹ کے دروازہ کھولا اور اندر جاتے ہی

دروازہ اندر سے لاکڈ کر دیا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک مسرور سی"

بھینی بھینی سی مہک اسکے حواسوں پر بری

www.zubinovelszone.com

طرح سے طاری ہوئی تھی ۔۔ دل ایکدم سے

سرشار سا ہوا۔۔۔ سیاہ آنکھوں کی چمک لیمپ

کی مدہم سی روشنی میں چمکتے اس نازک وجود کو

دیکھتے ہی بڑھی تھی ۔

www.zubinovelszone.com

اسال لب دبائے بیڈ پر اسکے قریب جاتے

جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیے اسکے کندھے پر

سر ٹکا گیا۔

www.zubinovelszone.com

محمل بدک کر دور ہوئی۔ تو اسال کو اندازہ ہوا وہ

جاگ رہی تھی۔

سائیں کی جان۔۔ کتنی بار کہا ہے دور ہونے"

کی گستاخی مت کیا کرو۔ "!!وہ بے قراری سے

www.zubinovelszone.com

اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں اپنے الفاظ

انڈیلتا اسکی جان پر بن آیا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

محمل بجائے کوئی جواب دینے کے اپنی ہتھیلی کھول کر اسکے سامنے کر گئی۔ اسال پہلے پہل کچھ چونکا۔ حیرت سے اسکی ہتھیلی کو دیکھا۔

www.zubinovelszone.com

میں آپ سے ناراض ہوں آپ مجھ سے بات"

مت کریں کیونکہ آج میں راضی نہیں ہوں

"!!گی

www.zubinovelsone.com

ہاتھ پر لکھی معصوم تحریر پڑھتے اسال کے

پورے وجود میں خوشی کی کیفیت طاری ہوئی۔۔

ساری تھکن محمل کے نازک وجود نے لمحوں

میں ذائل کر دی تھی۔

www.zubinovelsone.com

"کیا آج سائیں کی جان آئی آخری بار اپنے

سائیں کو معاف نہیں کرے گی --!!"

www.zubinovelszone.com

آگے سے بھی ایک چھوٹی سی خواہش ظاہر کی

گئی ۔۔ جس کے ساتھ ہی محمل نے اپنا دوسرا

ہاتھ اسکی طرف بڑھایا ۔۔

www.zubinovelszone.com

ٹھیک ہے معاف کر دوں گی مگر کل مجھے"

املی لاکر دیں گے تو۔۔ "!!اسال اس تحریر کو

پڑھتے ہی حیرت سے کنگ رہ گیا۔

www.zubinovelsone.com

تو محترمہ پہلے سے ساری پلاننگ کر کے بیٹھی"

ہیں -- "!وہ دل ہی دل میں سوچتے آہستگی

سے اسکی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے

نرمی سے اپنے اوپر منتقل کر گیا۔

www.zubinovelsone.com

محمل اس اچانک عمل پر ہڑبڑا کر گئی ۔۔

اپنے بال مقابل کے چہرے سے ہٹائے تھے

جو کسی گھٹا کی طرح اس پر بکھرے ہوئے سایہ

کر رہے تھے ۔۔

www.zubinovelszone.com

اگر اتنے پیار سے مانگیں گی تو میری جان یہ"

سردار املی کا باغ ہی آپ کیلئے توڑ لائے

گا--!!"

www.zubinovelszone.com

اسکی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے وہ گھمبیر سرگوشی نما

آواز میں بولا --

www.zubinovelszone.com

محمل ان گہری نگاہوں کی آنچ پر فوراً سے نظریں

چُرا گئی -- "زیادہ باتیں مت بنائیں سائیں --

مجھے پتہ ہے آپ مجھے مکھن لگا رہے ہیں -!"

www.zubinovelsone.com

وہ ناک سکوڑتے ہوئے بولی تو اگلے ہی لمحے

کمرے میں اسال کا بھرپور سا قہقہ گونجا تھا۔۔

تو پھر لگا لینے دو مکھن اپنی بیوی ہی کو تو لگا"

رہا ہوں ۔ "!!وہ اسکی ناک پر لب رکھتے محبت

www.zubinovelsone.com

پاش لہجے میں بولا تو اگلے ہی لمحے وہ منہ اسکے

سینے میں چھپائے آنکھیں موند گئی تھی --

www.zubinovelszone.com

کیسا گزرا آج کا دن --؟ "اسال اسکے بالوں"

کی جڑوں کو سہلاتے بہت محبت سے مستفسر

ہوا تھا--

www.zubinovelszone.com

ٹھیک گزرا -- نعمت اور نور واپس چلے گئے"

شام کو--- اور آپ کو پتہ ہے نور جا ہی نہیں

رہی تھی ۔ اسے میری آئیز پسند ہیں ایسا مجھے

"!!لگتا ہے --

www.zubinovelszone.com

محمل اسکے سینے پر انگلی سے لکیریں کھینچتے

چہک کر بولی تھی -- ایکدم سے نور آئینہ کا

معصوم چہرہ اسے یاد آیا تھا۔ لبوں پر اسکے ذکر

پر ہی مسکراہٹ سی پھیلی --

www.zubinovelszone.com

اچھا ہوا پھر تو میں یہاں نہیں تھا ورنہ ماموں"

"!!بھانجی کی لڑائی ہو جاتی اس بات پر--

اسال گہری سانس بھرتے سر جھٹکتے مسکرا کر

بولا تو محمل اسکی جلن پر کھلکھلائی تھی-- وہ

www.zubinovelsone.com

دونوں ایک دوسرے کے سنگ ساری دنیا

جہاں بھلائے اپنی ہی دنیا میں مگن تھے ۔

جہاں کوئی شکوہ کوئی ناراضگی اس قدر زیادہ

www.zubinovelsone.com

اہمیت نہیں رکھتی تھی کہ ان دونوں کے

درمیان حلل ڈال سکے ۔۔

www.zubinovelsone.com

اسال کی سرگوشیاں محمل قریشی کو پرسکون کر رہی تھی وہ اسکا ہاتھ جکڑے اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئی تھی۔

www.zubinovelsone.com

★★★★★★★★★★★★

حریم رہنے دو۔۔۔ خان کو علم ہوا تو وہ غصہ"

ہونگے ۔۔ "!!وہ برآمدے میں کھڑی باہر گرتی

www.zubinovelszone.com

برف کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ تھوک

نگل کر بولی تھی --

سردی کی شدت بڑھتی جا رہی تھی ایسے میں

باہر مسلسل ہو رہی برف باری کے سبب ان

www.zubinovelszone.com

دونوں کے گال اور ناک لال ٹماٹر ہوئے پڑے

تھے -- ہاتھ دستانوں کے اندر سے بھی

ٹھنڈے پڑے ہوئے تھے مگر پھر بھی حریم

www.zubinovelszone.com

گل بینے کو کھینچ کر برف کے نیچے کھلے آسمان

تلے لے جانا چاہ رہی تھی ۔

وہ دونوں دراب اور زارون کے ساتھ سیر و

تفریح کے لئے آزاد کشمیر کیلئے روانہ ہوئے تھے

www.zubinovelszone.com

۔۔ ہر دو دن وہ مختلف جگہ پر سیٹ کر رہے

تھے ۔۔۔ زارون اسے ہر شہر ہر جگہ کی

خوبصورتی دکھانا چاہتا تھا۔

www.zubinovelsone.com

وہ دونوں انہیں ایک دوست کے فارم ہاؤس پر چھوڑ کر کسی کام کی غرض سے ایک ساتھ باہر نکلے تھے ۔۔ جب باتیں کرتے حریم اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پچھلے برآمدے میں لے گئی ۔

www.zubinovelsone.com

کچھ نہیں ہوتا یار یہاں کون سے جن چھوڑ "

رکھے ہیں لالا نے جو انہیں الہام ہوگا ۔ تھوڑی

دیر انجوائے کریں گے بس پھر اندر چلے جائیں

گے -- !!"

www.zubinovelszone.com

حریم نے اسکا ڈر ذائل کرنا چاہا تھا گل ایک نظر

برف کے گولوں کو دیکھتے حریم کی طرف دیکھنے

لگی۔

"پکا ناں ---؟"

www.zubinovelsone.com

سو فیصد پکا۔۔ اب چلو چلتے ہیں ۔۔ "حریم"

اسے کھینچتے ہوئے باہر کھلے آسمان کے نیچے

لے گئی۔۔

www.zubinovelszone.com

گل بینے خان سر اٹھائے آسمان سے گرتی

اوس کو اپنے گالوں اور چہرے پر محسوس کر

رہی تھی۔ ایک عجیب خوشگواری بھرا ٹھنڈا سا

www.zubinovelsone.com

احساس اسکے روم روم میں سرور سا بھر گیا تھا

۔

وہ دونوں دونوں ہاتھ کھلے آسمان تلے پھیلائے

خوشی سے کھلکھلا رہی تھیں۔ جب اچانک

www.zubinovelszone.com

دراب خان کی آواز پر ان دونوں کے قدم تھمے

حریم -- دد دراب لالا آ گئے -- "!!برف باری"

میں کھڑے رہنے کے سبب ان کا لباس خاصا

www.zubinovelszone.com

گیلا ہو چکا تھا۔۔ سر پر اوڑھے دوپٹے تک

برف سے اٹ چکے تھے۔

www.zubinovelszone.com

ان دونوں نے گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا۔۔

جہاں دراب کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے انہیں ہی

گھور رہا تھا۔

www.zubinovelszone.com

دد دراب ہم تو بس۔۔۔ "!!حریم اسکے قریب"

آتے ہی منمنائی تھی ۔۔

میں نے منع کیا تھا حریم کہ کوئی شرارت"

مت کرنا اتنی سردی میں تم دونوں ایسے برف

www.zubinovelsone.com

کو انجوائے کر رہی ہو جیسے یہ برف کے گولے

نہیں پھول ہوں۔۔ چلو تم دونوں اندر زارون کو

بتاتا ہوں میں۔۔!!"

www.zubinovelszone.com

وہ دانت پیستے ہوئے ان دونوں کو غصے بھری

گھوری سے نوازتے اندر کی طرف بڑھا۔۔

جبکہ حریم اور گل مینے خان کے چہرے پر

تاریکی سے چھائی۔۔

www.zubinovelsone.com

"دور ابب۔۔ پپ پلیز میری بات سنو۔۔۔

!اس بار معاف کر دو آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔

پلیز لالا کو کچھ مت بتانا۔۔۔ "!!حریم اسکے

www.zubinovelsone.com

مضبوط بازوں کو جکڑتے انتہائی لاڈ سے بولی

دراب نے نظریں جھکائے اسے سختی سے گھورا

تو وہ گڑبڑائی ۔

www.zubinovelszone.com

تو ٹھیک ہے میں جو کہوں گا تم وہی کرو گی"

"!!اگر منظور ہے تو ٹھیک ہے ورنہ --

www.zubinovelszone.com

"نن نہیں ٹھیک ہے -- جیسا تم چاہو گے

ویسا ہی ہو گا -- "!!حریم ہار مانتے دانت

پیستے ہوئے بولی تھی --

www.zubinovelszone.com

گڈ گرل چلو روم میں چلتے ہیں -- "!!دراب

بھرپور انداز میں مسکراتا اسکا گال تھپکتے محبت

پاش لہجے میں بولا-- پورے دو دنوں کے بعد

آج وہ اسکے قابو میں آئی تھی -- حساب تو بنتا

www.zubinovelsone.com

تھا۔ وہ دل ہی دل میں تہیہ کرتے اسے

زبردستی اپنے حصار میں جکڑتے روم کی جانب

بڑھ گیا۔۔

www.zubinovelszone.com

★★★★★★★★★★★★

اپنے کپڑوں کو جھاڑتے وہ عجلت بھرے"

انداز میں کمرے میں داخل ہوئی ۔۔ اس وقت

www.zubiinovelszone.com

تو وہ جوش سے سب کچھ بھول بیٹھی تھی اب

اچانک سردی سے اس کی حالت خراب ہو چکی

تھی ۔ چھینکوں کا سلسلہ ایک بار پھر سے

شروع ہو چکا تھا ۔

www.zubinovelsone.com

جو آج پچھلے چند دنوں سے جاری تھا مگر آج

اسکی حالت قدرے ٹھیک تھی۔۔ زارون اسکا

بھرپور خیال رکھ رہا تھا جس کے سبب اسکی

صحت اب ٹھیک تھی۔

www.zubinovelszone.com

گل الماری سے سوٹ نکالتے تیزی سے واش

روم کی طرف بڑھی ۔ گرم پانی سے شاور لینے

کے بعد وہ اب قدرے فریش ہوئی تھی ۔۔

www.zubinovelsone.com

بالوں کو تولیے سے خشک کرتی وہ واشروم سے

باہر نکلی ۔۔

جب نظریں سامنے ہی سینے پر ہاتھ باندھ کر

کھڑے زارون پر پڑی ۔۔ گل مینے خان گڑبڑا کر

www.zubinovelszone.com

اسے پھیلی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔ جس کے

چہرے پر سرد مہری چھائی ہوئی تھی ۔

خخ خان ۔۔۔ "!!وہ گلے میں اٹکتے الفاظ"

بمشکل سے ادا کر پائی تھی ۔

www.zubinovelszone.com

اس وقت شاور کیوں لیا تم نے مینے ؟ "وہ"

اسکے قریب ہوتے نرم لہجے میں مستفسر ہوا تھا

مگر اس کی سیاہ آنکھوں میں سرد تاثرات دیکھ

www.zubinovelsone.com

گل کی ریڑھ کی ہڈی تک میں سرسراہٹ سی

دوڑی۔

ووو وہ بس ایسے ہی۔۔ "!وہ بمشکل سے کہتی"

اپنی سنہری آنکھیں چراتے ہونٹ کچلنے لگی۔۔

www.zubinovelszone.com

زارون اسے نرمی سے بازو سے جکڑتے اپنے

حصار میں قید کر گیا۔ گل مینے خان کی نظریں

اسکے حصار میں پھر سے جھکی تھی ۔۔ گال

تپ کر قندھاری ہوئے ۔۔ جنہیں گہری نظروں

www.zubinvelsone.com

سے دیکھتے زارون سکندر خان ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

www.zubinovelszone.com

جانتی ہو طبعیت ٹھیک نہیں۔۔ جسم دیکھو"

کتنا ٹھنڈا ہوا پڑا ہے ایسے میں شاور لے لیا تم

"نے ۔۔۔احمقہ نجل ی) بے وقوف لڑکی (

اسکے خطاب پر گل کی آنکھیں حدردجہ پھیلی ۔۔

www.zubinovelszone.com

آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں ؟ "سنہری"

خوبصورت آنکھیں اب حد سے زیادہ پھیلی تھیں

--ان دلفریب نظروں کو دیکھتے زارون ٹھنڈی

سانس بھر کر اسکے چہرے پر جھکا--

www.zubiinovelszone.com

میری اتنی مجال کہاں جو میں اپنی جان کو"

پاگل کہوں۔۔۔!!تم تو اس خان کی چھوٹی سی

جان ہو۔۔۔ "!!اپنے دہکتے ہونٹ گل مینے

www.zubinvelstone.com

خان کی کنپٹی پر ثبت کرتے وہ گھمبیر سرگوشی

نما آواز میں بولا۔۔۔

گل مینے خان اسکے چٹانی وجود میں بری طرح

سے جکڑ کر رہ گئی ۔۔ جس کی نزدیکی اس کی

www.zubinovelsone.com

جان پر بن آئی تھی -- زارون سکندر خان اسکے

بھیگے بالوں میں ہاتھ پھنسائے اسکے چہرے

کے نقش نقش پر اپنے لب رکھتا چلا گیا --

www.zubinovelszone.com

اسکی نزدیکی پر گل مینے خان کی دھڑکنوں کا شور بڑھا تھا۔ سینے میں دھڑکتا دل بری طرح سے شور برپا کر رہا تھا۔۔ مگر ہر بار کی طرح وہ خود کو

www.zubinovelsone.com

اس کے حصار میں بے بس محسوس کر رہی تھی --

www.zubinovelszone.com

وہ آنکھیں موندے اپنے کانپتے ہاتھ زارون

سکندر خان کی پشت پر پھیلا گئی جس نے بے

حد محبت سے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

★★★★★★★★★★★★

لالا اب ہم کہاں جائیں گے۔۔؟ "وہ چاروں"

اس وقت ناشتہ کر رہے تھے ۔۔ سب سے

www.zubinovelszone.com

پہلے حریم نے اپنا ناشتہ ختم کیا تھا۔۔ زارون، گل ہینے خان اور داب خان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔ جو ہر جگہ جانے کیلیئے یونہی پرجوش ہو جایا کرتی تھی۔

www.zubiinovelsone.com

جہاں تم کہو وہ چلتے ہیں -- "!!زارون دونوں"

ہاتھ میز پر جمائے مٹھیاں بنا کر اپنی تھوڑی

ہاتھوں کے اوپر رکھتے محبت پاش لہجے میں بولا

--

www.zubinovelsone.com

تو حریم کی خوشی دیدنی ہوئی تھی ---

پھر تو میں سب جگہوں پر جاؤں گی-- مجھے "

سارا کشمیر دیکھنا ہے مگر سب سے پہلے مظفرآباد

"!!چلتے ہیں --

www.zubinovelszone.com

حریم کی سیاہ جھیل سی آنکھیں مزید پھیلی تھی

۔۔ اسکی خواہش پر زارون نے مسکرا کر دراب

خان کو دیکھا وہ دونوں بھی وہی جانے کی تیاری

کل رات کو ہی مکمل کر چکے تھے۔۔

www.zubinovelszone.com

ٹھیک ہے پھر تم دونوں جاؤ اور سامان پیک

کرو --- ہم ویٹ کرتے ہیں -- "!!زارون

نے ایک نگاہ حریم پر ڈالتے اپنی خوبصورت

بیوی کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

www.zubinovelsone.com

حریم،، گل کا ہاتھ پکڑے اسے ساتھ لئے اندر

کی جانب بڑھ گئی --

جب تک یہ سامان پیک کرتی ہیں۔ میں"

چائے بنا لیتا ہوں ۔ "!!دراب جلدی سے کہتا

www.zubinovelsone.com

چکن کی سمت بڑھ گیا تھا۔۔۔ زارون سکندر

خان یونہی بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔

فون کی بیل پر اسے ہوش آیا تو اسنے چونک کر

موبائل فون نکالا۔۔

www.zubinovelsone.com

"السلام علیکم -- کیسے ہو پاشا خان --؟"

موبائل فون کان سے لگاتے وہ خوشگوار لہجے

میں بولا-- دوسری طرف ضرار کے چہرے پر

مسکراہٹ گہری ہوئی تھی --

www.zubinovelsone.com

"وعلیکم السلام سکندر خان اللہ کا شکر ہے

بلکل ٹھیک ہوں میں --- تم سناؤ میری

بہنیں ، اور تم دونوں ٹھیک ہو؟ کوئی مسلئہ تو

"درپیش نہیں آیا -- ؟

www.zubinevelstone.com

وہ کھیتوں میں آیا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد اسے

گاؤں کا دورہ کر کے واپس حویلی جانا تھا کیونکہ

نور کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ

www.zubinovelszone.com

اور نعمت اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے

والے تھے ۔۔

www.zubinovelszone.com

الحمد اللہ سب ٹھیک ہیں یہاں پر۔۔۔ تم"

سناؤ وہاں حویلی میں سب ٹھیک ہیں نور اور

"بھابھی ٹھیک ہیں ؟

www.zubinovelsone.com

یہ شاید پہلی بار تھا جب وہ دونوں کام کے سوا

اپنا حال احوال پوچھ رہے تھے ۔۔ ضرار آگے

بڑھتا فون کان سے لگاتے کھیت کا جائزہ لینے

لگا۔۔۔

www.zubinwelsone.com

سب ٹھیک ہیں یہاں سکندر۔ بس مورے"

اور امو بہت یاد کرتے ہیں تم سب کو۔۔ اچھا

تم اپنا خیال رکھنا۔۔ بعد میں بات ہو گی

۔۔!!"

www.zubinovelsone.com

ضرار سنجیدگی سے کہتے عجلت میں کال کاٹ گیا

۔

دور کہی اسے فائرنگ کی آواز سنائی دی ۔۔ وہ

وجہ جاننے کیلئے اسی طرف بڑھا ۔۔ جب اچانک

www.zubinovelszone.com

فضا کو چیرتا ایک فائر اسکے بازو کو چھو کر گزر گیا

تھا۔۔

ضرار پاشا خان کے لبوں سے چیخ سی نکلی ۔۔

سفید سوٹ پل میں خون آلود ہوا تھا۔۔ ساتھ

www.zubinovelszone.com

آئے ملازم اسے سنبھالتے ہوئے کندھوں کے

سہارے اسے جیپ تک لے گئے تھے ۔۔

جہاں سے جیپ ایک قریبی ہاسپٹل کے لئے

روانہ ہوئی تھی ۔۔

www.zubinovelsone.com

کیا سوچ رہا ہے تُو۔۔؟ "بھاب اڑاتی چائے کا

کپ اسکے سامنے رکھتے دراب اسے الجھا دیکھ کر

پوچھنے لگا وہ صبح سے نوٹس کر رہا تھا کہ وہ کافی

بھجا بھجا سا تھا۔۔۔

www.zubinovelsone.com

کچھ خاص نہیں دراب --- بس مُجھے سمجھ"

نہیں آ رہی -- رمینا خان جیسی شاطر عورت

جسے پکڑنے کیلئے ہمیں سالوں لگے -- وہ ایک

ایجنسی کی کارندہ تھی پھر وہ کیسے اتنی آسانی

www.zubinovelszone.com

سے میرے بچھائے جال میں ٹریپ ہو گئی ۔۔

"

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بے بسی اور الجھن

سے گویا ہوا ۔۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ

www.zubinovelszone.com

اس حادثے میں رہینا کے اتنی آسانی سے

پھنس جانے کو تسلیم نہیں کر پا رہا تھا۔۔

دیکھو زارون ۔۔۔ عورت صرف اس شخص پر"

اندھا اعتبار کرتی ہے جس سے وہ محبت کرتی

www.zubinovelszone.com

ہے۔۔ جیسے رمینا خان تم سے کرتی تھی ۔۔

اتنی محبت شاید اس نے کبھی کسی سے نہیں

کی ہوگی ۔۔ اور جب اسے تُمہاری طرف سے وہ

محبت بدلے میں ملی تو وہ تمہاری ہر بات پر

www.zubinevelsone.com

اندھا اعتماد کرنے لگی ۔۔ اسنے محبت میں ہار

کر یہ نہیں سوچا کہ شاید یہ کوئی تمہارا جال ہو گا

www.zubinovelsone.com

اور اگر تمہاری جگہ میں یا کوئی بھی دوسرا مرد

ہوتا تو وہ کبھی بھی ٹریپ نہیں ہو سکتی تھی

-- اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں

---!!"

www.zubinovelszone.com

زارون نے اسے سنجیدگی سے دیکھا تھا شاید وہ

ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ دنیا کا شاطر سے شاطر

انسان محبت کرنے والے کے ہاتھوں سے

www.zubinovelstone.com

دھوکہ کھا جاتا ہے جیسے کی رعینا خان کھا چکی

تھی۔

اچھا چھوڑو یہ سب باتیں اور چائے پیو ۔۔"

اس سے پہلے کہ تمہاری بہن آ جائے اور محترمہ

www.zubinovelszone.com

نے ہمارے سر پر مسلط ہو کر پھر چائے بھی

نہیں پینے دینی۔ دراب نے ناک سکوڑ کر کہا

تو زارون مخض اسکے انداز پر مسکرا کر چائے کا

گھونٹ بھرنے لگا۔

www.zubimovelszone.com

"کافی دنوں کے بعد تازہ ہوا کھا کر آج صحت

بہتر لگ رہی ہے -- آغا --- تم نے ٹھیک

کہا تھا باغ کا خوبصورت ماحول واقعی میں مجھے

پرسکون کر گیا ہے --!!"

www.zubinovelszone.com

بلکل ٹھیک کہا آپ نے آغا جان -- واقعی"

میں طبیعت تروتازہ ہو گئی-- میں سوچ رہا

ہوں -- ایسے ہی چھوٹے چھوٹے باغات ہر

گاؤں میں لگائے جائیں -- درخت کے بہت

www.zubinovelstone.com

سے فائدے تو ہوتے ہی ہیں اسکے علاوہ پھل

"!!اور پھول لوگوں کے کام بھی آئیں گے ۔

www.zubinovelszone.com

پچھلے چند دنوں سے ان دونوں دادا پوتے کی

ایک دوسرے سے کافی بن رہی تھی ۔۔ اکثر و

بیشتر اسال ان کے ساتھ ہی پایا جاتا تھا ۔۔

www.zubinovelsone.com

وہ محسوس کر چکا تھا کہ موت سے نکل کر

آنے کے بعد وہ کافی بدل گئے تھے ۔

شاید وہ سمجھ چکے تھے کہ ایک جیتے جاگتے

انسان کی زندگی نا صرف اسکے لئے بلکہ اس سے

www.zubinovelsone.com

جڑے اسکے خاندان کے ہر فرد کیلئے کیا اہمیت

رکھتی ہے --

باقی کا کام اسال آغا کر رہا تھا انہیں وقت دے

کر اپنے عمل سے اپنے لفظوں سے ان کی

www.zubinovelszone.com

سوچ کو نئی تخلیق دے کر۔۔۔ں اور واقعی میں

وہ اب آغا جان میں کئی نئے بدلاؤ محسوس کر پا

رہا تھا۔۔ ہر کسی کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا

www.zubinovelsone.com

وہ گھمنڈی اور مغرور شخص اب دوسروں کی

عزت کرنے لگا تھا۔۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ تم ایسا کرو کہ جرگہ"

بٹھا لو۔ وہی پر سب کے سامنے اپنی بات رکھو

www.zubinovelsone.com

۔تاکہ ہر کوئی اپنی رائے دے سکے اور جو جو اپنی

مرضی سے اس کار خیر میں حصہ ڈالنا چاہے

"!!وہ بھی شامل ہو جائے گا۔۔

www.zubinovelszone.com

آغا جان نے گہری سانس بھرتے اسے مشورہ

دیا جو کہ اسال کو کافی پسند آیا تھا۔۔

جی آغا جان ایسا ہی کرتے ہیں۔۔ !!اچھا"

مجھے ضروری کام سے نکلنا ہے آپ اب جائیں

www.zubinovelsone.com

اور آرام کریں دوپہر کی دوا بھی وقت پر لے

لیجئے گا۔"!!

وہ ان کا شانہ تھپکتے انہیں سختی سے تائید

کرنے لگا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

www.zubinovelszone.com

اسال اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تو آغا جان اسے

جاتا دیکھ گہری سانس بھرتے اندر کی سمت

آئے۔۔

www.zubinovelsone.com

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ان کی نگاہ محمل اور روپ شاہ پر پڑی۔ وہ دونوں کسی بات پر کھلکھلا رہی تھی۔ انہیں دیکھتے ہی وہ دونوں فوراً سے

www.zubinovelszone.com

سیدھی ہو کر بیٹھی -- سر پر دوپٹہ درست

کرتے وہ ڈر سے نظریں بھی جھکا گئی تھی --

www.zubinovelszone.com

آغا جان نے ایک نگاہ ان پر ڈالی اور پھر ملازمین کو دیکھا۔۔ جو ان کے آنے پر گھبرا کر اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئی تھی۔

www.zubinovelszone.com

موسم سرد ہو رہا ہے بیٹا شال اوڑھ کر"

بیٹھو۔۔۔ "!!وہ ان دونوں کو دیکھ کر نرم لہجے

میں کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے ۔۔

www.zubinovelsone.com

ان کے جانے کے بعد محمل اور روپ ایک

دوسرے کو حیرت اور بے یقینی سے آنکھیں

پھاڑے دیکھ رہی تھی۔

www.zubinovelszone.com

روپ مجھے اب پکا لگ رہا ہے کہ کسی نے آغا"

جان پر جادو کروا دیا۔۔۔ "! محمل کی نیلی آنکھیں

حددرجہ پھیلی ہوئی تھی وہ زیر لب بڑبڑائی مگر

www.zubinovelszone.com

کمرے سے باہر آتے بدر عالم شاہ نے اس

کے الفاظ سنتے لب دانتوں تلے دبائے --

کسی اور کا نہیں بھابھی یہ آپ کے شوہر کی"

کرامات ہیں -- اب آغا جان بھی کیا کریں --

www.zubinovelsone.com

اسال آغا اپنا سحر طاری کرنا بخوبی جانتا ہے --

بس آپ اپنے شوہر کو دعائیں دیں جس نے

ناممکن کو ممکن بنا دیا۔

www.zubinovelsone.com

بدر سامنے موجود صوفے پر بیٹھتے محبت بھرے

لہجے میں بولا۔تو محمل کے ساتھ ساتھ روپ

بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلا گئی ۔۔

www.zubinovelsone.com

میں نے سمجھایا تھا آپ کے بیٹے کو۔۔۔ مگر"

وہ نہیں مانا۔ یقین جانیں جو کچھ بھی ہوا ہے

"!!یہ سراسر اسکے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

www.zubiinovelszone.com

الہ دین شاہ نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا

تھا۔۔ جو شایان شاہ کی فاتح پڑھنے آیا تھا۔

جو کچھ بھی ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مگر"

شاید یہ سب ایسے ہی لکھا تھا۔۔ "اسال نے

www.zubinovelsone.com

مزید کہا تو پاس بیٹھے الہ دین شاہ نے اپنی

نظروں کا رخ موڑا۔

www.zubinovelszone.com

ان کا بسا بسایا خاندان اسال آغا شاہ نے اجاڑ

دیا تھا اور اب وہ ان کے سامنے بیٹھا ان کے

بیٹے کی فاتح پڑھنے آیا تھا۔

بھلا وہ کیسے انہیں اچھا لگتا۔

www.zubinevelsone.com

"!!خیال رکھئے گا اپنا اب میں چلتا ہوں۔۔۔"

اسال سنجیدگی سے کہتے اٹھا تھا۔۔ مردان خانے

سے نکلتے وہ خود پر کسی کی نظروں کی تپش

محسوس کرتے پلٹا۔۔ جب دور ایک کونے میں

www.zubinovelszone.com

کھڑے ایک معصوم پانچ سالہ بچے پر اس کی

نظریں پڑی ۔۔ ان گہری براؤن آنکھوں میں

عجب سے رنگ تھے ۔۔ اتنی سی عمر میں اس

www.zubinovelszone.com

معصوم کی آنکھیں حددرجہ سرخ تھیں ۔۔ اسال

کافی معتجب سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

چلیں سرکار ۔۔ "!!اختر کی پکار پر وہ اچانک"

سے مڑا ۔۔

www.zubiafovelszone.com

ہاں ہمم چلو۔۔۔ "وہ سر جھٹکتے سنجیدگی سے"

کہتے گاڑی کی طرف بڑھا۔

★★★★★★★★★★★★

www.zubinovelsone.com

خانم رونا بند کرو یار بلکل ٹھیک ہوں میں"

-- "!!وہ کب سے پاس بیٹھی نعمت کو خفگی

سے دیکھ رہا تھا اب اسکا رونا شدت اختیار کرتا جا

www.zubiniovelszone.com

رہا تھا جس سے جھنجھلاتے ہوئے ضرار اسکے

آنسوں صاف کرتے محبت سے بولا۔۔

نعمت نے بھیگی آنکھوں سے اسکے زخمی بازو کو

دیکھا جس پر سفید پٹی ہوئی تھی۔۔

www.zubinovelstone.com

آپ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں پاشا خان"

--- حالت دیکھیں اپنی--- اگر کچھ ہو جاتا آپ

کو تو پھر کیا ہوتا میرا اور نور کا---؟ "وہ سیاہ

آنکھیں رگڑتے شدت سے رو دی تھی۔

www.zubinovelszone.com

نور کا تو سمجھ آتا ہے کہ وہ میرے بغیر نہیں"
رہ سکتی مگر تم---؟ میرا مطلب یہ حادثہ کب
ہوا کہ نعمت شاہ اس خان کے بغیر نہیں رہ
سکتی اور اس خان کو علم ہی نہیں--!!"

www.zubinovelszone.com

وہ اسکے ریشمی بالوں کو گردن سے ہٹاتے مخمور

آنچ دیتے لہجے میں مستفسر ہوا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

ان آنکھوں میں جھلکتے محبت کے ہلکورے لیتے

جذبات ضرار پاشا خان کے پورے وجود کو سرشار

سا کر گئے تھے۔۔

www.zubinovelsone.com

ایسا کچھ بھی نہیں ہے--- مم میں تو بس"

ایسے ہی نور کیلئے کہہ رہی تھی -- "!نعمت

اپنی چوری پکڑے جانے پر خفت سے سرخ پڑ

گئی تھی --

www.zubinovelszone.com

!!ہمم سب سمجھتا ہوں میں میری جان ---"

اس لیے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں

تمہیں -- "!!وہ اسکی جھکی تھوڑی کو انگلی کی

مدد سے اٹھاتے نرم لہجے میں بولا۔۔

www.zubinovelsone.com

نعمت اسے خاموشی سے دیکھتے ہونٹ کچلتے

اسکے قریب ہی تکیے پر سر رکھتے لیٹی --

نور اپنی دادی کے پاس تھی --

www.zubinovelsone.com

اس لیے آج وہ اسکی غیر موجودگی میں اپنا بھرپور

حق جتا رہی تھی --

ضرار اسکی معصوم حرکتوں پر اپنا درد بھلائے

بس اسے یک ٹک گھور رہا تھا -- جو خود سے

www.zubinovelsone.com

لاپرواہ سی یہی سمجھ رہی تھی کہ مقابل موجود

اسکے شوہر کو اسکی حرکتوں کا احساس نہیں ہو

پائے گا۔۔

www.zubinovelszone.com

میں سوچ رہا ہوں کیوں ناں نور کیلئے کچھ"

شاپنگ کر لی جائے -- وہ اب بڑی ہو رہی

ہے --.جو کپڑے ہم لائے تھے وہ اسے

"!!چھوٹے ہو چکے ہیں ---

www.zubinovelsone.com

ضرار کی بات پر اسکے بالوں میں نعمت کی

انگلیوں کی حرکت تھمی تھی۔۔ وہ اسے غصے

سے لب بھینچ کر گھورنے لگی۔

www.zubinovelsone.com

ضرار معصومیت سے اسکے سرخ پڑتے"

چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

بلکل کرنی چاہیے۔۔ میرے بھی کپڑے ختم"

ہو گئے ہیں میرا مطلب پھٹ گئے ہیں اور کچھ

www.zubiinovelszone.com

خراب ہو گئے ہیں مجھے بھی نئے کپڑے چاہیے

--!!"

www.zubinovelszone.com

نعمت نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے معصومیت

سے بات بنائی۔۔جس پر ضرار نے سمجھنے

والے انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔۔

www.zubinovelszone.com

ٹھیک ہے تم بھی لے لینا۔۔ نور کے لئے"

"!!کچھ جوڑے جوتے بھی لے لیں گے۔

ضرار نے اپنی بھوری شیو کھجاتے کہا۔

www.zubinovelszone.com

ہاں ضرور لیں گے میں بھی ایک آدھا جوڑا"

"!!لوں گی ۔

اب کی بار نعمت کی بات پر ضرار کیلئے اپنا قہقہ

ضبط کرنا مشکل ہو گیا تھا ۔۔

www.zubinovelszone.com

ہاں ٹھیک ہے خانم تم بھی لے لینا ایسا"

"کرتے ہیں نور کے ڈائپرز بھی لائیں گے ---

ہاں مجھے بھی ڈ--- "!!نعمت جو اسکی بات"

پوری ہوتے ہی فوراً سے بولی تھی اب جملہ

www.zubinovelszone.com

ادا کرتے اسے احساس ہوا کہ وہ کیا کہنے والی

تھی۔۔ وہ شرم و خجالت سے سرخ پڑتے

چہرے سے ضرار کو کن اکھیوں سے دیکھنے

لگی۔۔

www.zubinovelszone.com

جس کا بلند و بانگ قہقہ کمرے کی در و دیوار میں گونجا تھا۔۔ نعمت اسکی شرارت سمجھتے غصّے سے اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔ جس

www.zubiinovelszone.com

نے بنا کوئی اثر لیے اسے کھینچتے اپنے سینے سے

لگاتے اسکے سر پر بوسہ دیا۔

میرے لیے نور اور تم دونوں ہی اہم ہو خانم"

نور آئینہ تمہارا عکس ہے۔ اگر وہ مجھے اتنی عزیز

www.zubinovelsone.com

ہو سکتی ہے تو سوچو تم اس خان کیلئے کیا

اہمیت رکھتی ہو گی؟ """ضرار کی گھمبیر محبت

بھری سرگوشی پر نعمت کی پلکیں بے ساختہ

ہی گالوں پر سایہ فگن ہوئی تھی۔۔

www.zubinovelsone.com

وہ اسکے حصار میں اس کے قریب لیٹی اس

خوبصورت اظہار پر جی جان سے لرزی تھی --

www.zubinovelszone.com

جو کچھ میرا ہے وہ سب کچھ تمہارا اور نور کا"

ہے -- اس لئے تمہیں جو بھی لینا ہے تم وہ

"بنا جھجھک کے لے سکتی ہو---

www.zubinevelsone.com

ضرار کی بوجھل سرگوشی کے ساتھ ساتھ اسکی

بڑھتی گستاخیوں پر نعمت بدک کر اس سے دور

ہوئی۔۔

www.zubinovelszone.com

"آپ آپ کے ہاتھ میں چوٹ آئی ہے پاشا

خان آرام کریں ---!!"

www.zubinovelsone.com

وہ گلابی چہرے سے کہتی بیڈ سے اٹھنے لگی

جب اچانک وہ اسے بازو سے جکڑتے اپنے

قریب کھینچ گیا۔۔

www.zubinwelsone.com

آرام کرنے کیلئے تمہارا دور جانا ضروری تو نہیں"

میری جان --- پاس رہو تاکہ یہ خان جلد از

"!!جلد صحت یاب ہو سکے --

www.zubinovelszone.com

وہ انگلیاں اسکے رخسار پر ٹریس کرتے مخمور لہجے

میں بولا ۔۔۔تو نعمت اسے بے بسی سے دیکھتی

رہ گئی ۔ جو بنا اسکی آنکھوں کی التجا پڑھے اسے

پھر سے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

www.subinovelszone.com

★★★★★★★★★★★★

یہاں کیا کر رہی ہو تم سائیں کی جان"

---؟ "وہ کمرے کے وسط میں کھڑی ساکت

www.zubinovelszone.com

نگاہوں سے ماہ رخ آفندی کی تصویر کو دیکھ رہی تھی ۔۔ اسال اسے ساری حویلی میں ڈھونڈ چکا تھا مگر وہ کہیں بھی نہیں تھی ۔ اچانک اسے ماہ رخ کے کمرے کا خیال آیا تو وہ اس کمرے

www.zubinovelszone.com

میں داخل ہوا ۔ جہاں اس کی نگاہ کمرے کے

وسط میں کھڑی محمل پر پڑی ۔

www.zubinovelsone.com

محمل اپنے گرد پھیلتی مسحور کن سی خوشبو کو

اپنی سانسوں کے رستے خود میں انہیل کرتے

سر اسکے سینے سے لگا گئی ۔۔

www.zubinovelsone.com

جس نے بے حد نرمی سے اسے خود سے لگایا

--

www.zubinovelszone.com

"بس دل نہیں لگ رہا تھا روپ اور بدر ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں اور آپ بھی نہیں تھے تو اس لیے میں ماہ رخ کے پاس آ گئی۔۔!!"

www.zubinovelsone.com

وہ ایک نگاہ ماہ رخ آفندی کی تصویر پر ڈالتے

مسکرا کر بولی ۔ اسال کے لئے یہ بات کچھ

تعجب بھری بھی تھی ۔۔

www.zubinovelstone.com

کیونکہ جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا۔۔ محمل کی

آنکھوں میں اسے ماہ رخ کیلئے جلن کا تاثر

صاف دکھائی دیتا تھا ہوتا بھی کیوں ناں وہ ایک

www.zubinovelszone.com

عام سی لڑکی تھی کوئی فرشتہ صفت انسان

نہیں --

جو اپنے شوہر کی پہلی بیوی، اسکی محبت سے

جلن محسوس ناں کرتی --

www.zubinovelszone.com

کیا میں ٹھیک سن رہا ہوں محمل؟ "اسال"

نے لب دبائے شریر لہجے میں پوچھا تو محمل

نے منہ پھلائے اسے گھورا۔۔

www.zubinovelsone.com

سائیں مجھے اچھا لگ رہا تھا یہاں آکر بس"

اس لیے آئی ہوں -- چھوڑیں مجھے میں چلی

جاتی ہوں -- "!وہ پیر پٹکتے ہوئے ناز بھرے

انداز میں بولی۔

www.zubinewelsone.com

تو اسال آغا اسے اگلے ہی لمحے شدت سے خود

میں بھینچ گیا تھا۔

جانے کا کون کہہ رہا ہے میری زندگی -- تم"

جب چاہو یہاں آ سکتی ہو-- ماہ رخ کو اچھا لگے

www.zubinovelszone.com

گا اور مجھے بھی "!!!اسال کے نرم لہجے پر وہ

ایکدم سے پگھلی تھی۔

www.zubinovelszone.com

میں یہ بتانے آیا تھا کہ آپ کے بابا اور اماں"

سائیں حویلی آرہے ہیں آج رات کے ڈنر

"پر۔۔ تو کیا ہم چل کر ریڈی ہو جائیں ؟

www.zubiinovelstone.com

محمل نے اسے حیرت سے دیکھا تھا جیسے اسکی

بات اسے خاص سمجھ نہیں آئی ہو۔۔

وہ کیوں آ رہے ہیں ۔۔؟ مطلب آغا جان"

۔۔ "!!نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلائے وہ

www.zubinovelsone.com

گھبراہٹ سے بولی۔۔ تو اسال آغا شاہ نے

جھکتے ان خوبصورت آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

آغا جان نے ہی مدعو کیا ہے انہیں ۔۔۔"

اس لیے بے فکر رہو سب کچھ ٹھیک ہو گا۔۔

www.zubinovelsone.com

اسال کے بتانے پر محمل اب تک اسے "

شاکی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ۔

محمل چلو کچھ لایا ہوں میں تمہارے لئے"

۔۔ "!!اسال اسکا ہاتھ تھامے محبت پاش لہجے

www.zubinovelsone.com

میں بولا تو محمل نے سر اثبات میں ہلایا -- وہ

دونوں ایک ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلتے اب

اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

www.zubinovelszone.com

★★★★★★★★★★★★★

چند ماہ بعد

www.zubinovelszone.com

وہ مسلسل پریشانی سے آپریشن تھیٹر کے باہر چکر کاٹ رہا تھا۔۔ نفیسہ شاہ ، کنول بیگم، آغا جان ہر کوئی مضطرب سا دکھ رہا تھا۔۔ دو گھنٹے پہلے ہی محمل کی طبعیت اچانک سے خراب

www.zubinovelszone.com

ہوئی تھی جس کے سبب اسے ایمرجنسی میں

ہاسپٹل لایا گیا تھا۔۔ بدر عالم شاہ گھر پر روپ

کے پاس تھا کیونکہ اسکی خود کی طبعیت ٹھیک

نہیں تھی۔۔

www.zubinovelsone.com

آباد شاہ بھی ایک کونے میں بیٹھے سب کچھ

ٹھیک ہونے کی دعا کر رہے تھے۔

معا آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔۔ اسال رکتی"

ہوئی سانسوں کے ساتھ اس سمت بڑھا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

"ڈاکٹر میری وائف ؟"

شی از آلرائٹ مسٹر شاہ۔۔۔ گانکریکچولیشن"

مسٹر شاہ آپ کے ہاں بیٹا اور بیٹی کی پیدائش

ہوئی ہے۔۔ لے بیز بھی الحمد اللہ سے ٹھیک

www.zubinoverszone.com

ہیں ۔۔ تھوڑی دیر میں آپ ان سے مل سکتے

ہیں ۔۔!!"

ڈاکٹر کے الفاظ نے گویا وہاں موجود سبھی افراد کو

زندگی کی نوید سنائی تھی ۔۔ اسال تشکر سے سر

www.zubinovelszone.com

اٹھائے خدا کا شکر ادا کرتا نفیسہ شاہ کے گلے لگا

تھا۔۔ جو اسے مبارک باد دے رہی تھی ۔

آباد شاہ سے ملنے کے بعد وہ آغا جان کی طرف

بڑھا۔ جن کی سبز آنکھیں بھیگی ہوئی تھی۔ ان

www.zubinovelszone.com

کے چہرے پر ایسی خوشی آباد تھی کہ اسال

کچھ کہہ تک ناں سکا۔۔

www.zubinovelszone.com

تم خدا کے پسندیدہ بندے ہو آغا -- اس لیے"

خدا نے تمہیں رحمت اور نعمت دونوں سے ایک

ساتھ نوازا ہے --!!"

www.zubinovelsone.com

کنول بیگم اپنی بھیگی آنکھیں رگڑتے مسکرائی تھی ۔۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ حویلی میں ہی محمل کے پاس تھی۔

www.zubinovelszone.com

اپنی بیٹی کی اولاد کا سن ان کا چہرہ خوشی سے

چمک پڑا تھا۔۔

آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو آغا جان ۔ "

"!آخر کار آپ کی خواہش جو پوری ہو گئی۔۔

www.zubinovelszone.com

اسال نے شریر لہجے میں کہا تو اسے گلے سے

لگاتے آغا جان کا بھرپور قہقہ بلند ہوا تھا۔۔

پورے ہاسپٹل میں خوشی کا سماں بندھ گیا تھا

۔۔

www.zubinovelsone.com

آغا جان کے حکم پر ہر کسی کا منہ میٹھا کیا جا رہا

تھا۔۔ جبکہ اسال آغا شاہ بے صبری سے اپنی

بیوی اور بچوں کو دیکھنے کا منتظر تھا۔

www.zubinewelsone.com

تھوڑی دیر بعد محمل کو روم میں شفٹ کر دیا

گیا۔۔ اسال آغا شاہ سب سے پہلے اس سے

ملنے کمرے میں داخل ہوا۔ نظریں اس حسین

www.zubinovelszone.com

چہرے پر پڑی۔۔ جہاں تکلیف کے تاثرات

اب بھی موجود تھے۔

www.zubinovelszone.com

اسال نے نرمی سے اپنا ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھتے جھک کر اسکی پیشانی چومی -- جب اسکے لمس پر محمل فورا سے اپنی آنکھیں کھول گئی --

www.zubinwelszone.com

سائیں -- "!اسال کی بھیگی نگاہوں کو دیکھ"

وہ پریشان ہوئی --

گھبراؤ نہیں میری جان !!یہ خوشی کے آنسوں"

ہیں -- بہت بہت شکریہ سائیں کی جان مجھے

www.zubinovelszone.com

"!!!اتنی بڑی خوشیوں سے نوازنے کیلئے ---

وہ اسکا ہاتھ تھامے اپنے لبوں سے لگاتے

محبت اور عقیدت سے بولا تھا-- محمل کے

ہونٹوں پر آسودگی بھری مسکان ابھری تھی۔

www.zubinnovelsone.com

اس ایک شخص کی خوشی بھری مسکراہٹ اسکی

ساری تکلیف کو مندمل کر گئی تھی ۔۔

نفیسہ شاہ اور کنول بیگم دونوں بچوں کو اٹھائے

کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔اسال نے مڑ کر

www.zubinovelsstone.com

انہیں دیکھا -- جو اسکے قریب پہنچتے ان دونوں

کو اسکی گود میں دے گئی --

ایک عجیب سا احساس تھا جو اسال آغا شاہ

کے پورے وجود میں سرائیت کرتا گیا -- وہ ان

www.zubinovelscene.com

دونوں جانوں کو محمل کے قریب لٹاتے ان

کے چہروں سے کپڑا ہٹا گیا۔۔

www.zubinovelsone.com

محمل نے گردن گھما کر اپنے جگر کے گوشوں کو دیکھا۔۔ جو خونخوار ایک جیسے تھے ۔۔ بے ساختہ ہی اسکی آنکھیں خدا کی عنایتوں پر بھیگی ۔۔

www.zubinovelsone.com

اس کی بھیگی نظریں اسال آغا شاہ کی مسکراتی

ہوئی نظروں سے ملی تھیں -- جن میں اسکے

لئے ڈھیر سارا تشکر اور محبت کے رنگ تھے --

www.zubinovelszone.com

اب کی بار ان دونوں نے ہی ایک ساتھ اپنی

اولاد کو دیکھا۔۔ جن کی آنکھیں گہری سمندر جیسی

نیلی تھی۔۔۔ بے ساختہ ہی ان دونوں نے

ماشاء اللہ کہا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

سائیں بیٹی کا نام میں رکھوں گی۔۔ "محمل کی"

بات پر سبھی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری

تھی۔۔

www.zubinovelsone.com

"بلکل میری جان آپ کا پورا پورا حق ہے --"

اسال اپنی ننھی شہزادی کو نظر بھر کر دیکھتے

جھک کر ان دونوں کے ماتھے چوم گیا تھا ---

www.zubinovelszone.com

آج سے میری شہزادی کا نام ماہ رخ شاہ ہو گا"

-- "!! محمل کی آواز پر اسال نے چونک کر

اسے دیکھا تھا جو ہلکا سا مسکراتے اسکی آنکھوں

میں سوال پڑھ کر لب دبا گئی--

www.zubinovelsone.com

"کیا یہ ضروری ہے سائیں کہ ہم ماہ رخ کو

صرف یادوں میں زندہ رکھیں -- ہم اپنی ماہ رخ

کو خود پالیں گے اور اسے اسکی بڑی ماں جیسا

خود دار اور باکردار بنائیں گے --!!"

www.zubinovelszone.com

محمل کی بات پر اسال نم آنکھوں سے

مسکراتے ہوئے جھک کر اسکی پیشانی چوم گیا

www.zubinovelsone.com

اور ہمارے لاڈلے کا نام آج سے یصال آغا"

شاہ ہو گا۔۔ اپنی چھوٹی ماں جیسا بہادر اور

انصاف کیلئے ڈٹ جانے والا "!!اسال نے

www.zubinovelsone.com

ان ہنستی نیلی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تھا جو اب

اسکی زندگی بن چکی تھی ۔

www.zubinovelsone.com

محمل کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ اپنے جگر

کے گوشوں کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے

لگا۔

www.zubinovelsone.com

★★★★★★★★★★★★★

چند سال بعد

www.zubinovelszone.com

وہ متفکر سا کوریڈور کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔ ہر

گزرتا لمحہ اس پر بھاری پڑتا جا رہا تھا نعمت کی

کنڈیشن شدید خراب تھی۔ ڈاکٹرز نے پہلے ہی

www.zubinovelsone.com

اسے وارن کیا تھا کہ یہ پریگننسی اسکی جان پر

خطرہ بن سکتی ہے --

مگر ضرار کے بارہا سمجھانے کے باوجود بھی وہ

نہیں مانی تھی--

www.zubinovelszone.com

اور اب اسکی کریٹیکل کنڈیشن کے سبب وہ

ڈاکٹرز کو اپنی بیوی بچانے کا فیصلہ سنا چکا تھا

مگر اندر ہی اندر اس ننھی سی جان کیلئے اس

www.zubinwelsone.com

کے دل میں خوف بھی تھا جو اس دنیا میں آئی

تک نہیں تھی۔

www.zubinovelszone.com

وہ تھک ہار کر بینچ پر جا بیٹھا سر ہاتھوں میں

گرائے وہ خدا سے مدد طلب کرنے لگا جس کے

سوا کوئی معبود نہیں ۔۔

www.zubinovelszone.com

اچانک اپنے شانے پر کسی کے ہاتھ کا ننھا سا

لمس محسوس کرتے ضرار نے سرخ آنکھوں

سمیت سر اٹھایا تو اپنی ننھی پری کو سہما دیکھ

وہ فوراً سے شدید تکلیف کے باوجود بھی مسکرایا

www.zubinovelszone.com

چار سالہ نور آئینہ کو اٹھاتے وہ اپنے گود میں

بٹھاتے اسکے گالوں پر بوسہ دیتے اسے سینے

سے لگا گیا۔

www.zubinovelszone.com

بابا آپ پریشان ناں ہوں -- خانم اور بے بی"

دونوں ٹھیک ہونگے ۔ "!نور آئینہ اپنے ننھے

ننھے ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرتے بے حد

معصومیت سے بولی تھی --

www.zubinovelsone.com

ضرار اس معصوم شہزادی کی بات پر مسکرا کر

سر اثبات میں ہلاتے اسے سینے میں بھینچ گیا

www.zubinovelsone.com

اسکی ننھی سی جان اسکی ہر تکلیف کو بنا کہے

بھی سمجھ جاتی تھی -- یونہی تو وہ اسے اپنی

جان سے بڑھ کر عزیز نہیں تھی۔ اسکے لئے تو

وہ اکیلی ہی کافی تھی مگر نعمت کی ضد کے

www.zubinovelszone.com

سبب وہ دوسرے بچے کیلئے راضی ہوا تھا۔

اور آج اسے یہ سب کچھ دیکھنا پڑ رہا تھا۔

ضرار بیٹا پریشان ناں ہو تم۔۔۔ اللہ نے چاہا تو"

سب کچھ ٹھیک ہو گا۔۔ گل کی مرتبہ بھی

www.zubinovelszone.com

ڈاکٹر نے خطرہ بتایا تھا دیکھو اسے اللہ نے کتنا

پیارا بیٹا سے نوازا ہے -- تم بھی پریشان ناں

ہو ان شاءاللہ ہمارا نعمت بھی ٹھیک ہو گا اور

"!!بچہ بھی ---

www.zubinovelsone.com

زرتاج خان نے اسے نرم لہجے میں سمجھایا تو وہ

سر اثبات میں ہلا گیا -- گل مینے خان کی

ڈیلیوری دس دن پہلے ہی ہوئی تھی اس لئے

www.zubinovelszone.com

نرگس خان اسکے پاس ہی حویلی میں رکی ہوئی تھی۔

معا دروازہ کھلا تھا۔۔ ضرار اور زرتاج خان بھاگ کر ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔۔

www.zubinovelszone.com

"مبارک ہو مسٹر خان بیٹا ہوا۔۔ !!ڈاکٹر کی"

مسکراتی ہوئی آواز پر ضرار نے گہری سانس

بھری تھی۔۔

"!میری وائف ڈاکٹر۔۔"

www.zubinovelstone.com

بلکل ٹھیک ہیں وہ بھی -- کیس کافی پیچیدہ"

تھا مگر ہم نے کوشش جاری رکھی باقی زندگی اور

موت کا اختیار تو اللہ پاک کو ہے-- "!!ڈاکٹر

نے مسکرا کر اسے جواب دیا تھا۔

www.zubinovelsone.com

جس نے کافی دیر سے ان کے پورے ہاسپٹل

کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔۔

ضرار یہ سنتے ہی ہاتھ اٹھائے خدا کا شکر گزار

ہوا تھا۔۔ جس نے اسے اتنی بڑی خوشی سے

www.zubinovelszone.com

نوازا تھا ۔۔ زرتاج خان اسے مبارک باد دیتی

نوافل ادا کرنے چلی گئی ۔

وہیں ضرار نے جھک کر اپنی لاڈلی کو اٹھاتے

اسکے گال چومے ۔۔

www.zubinovelsone.com

بابا میرا بھائی آیا ہے دیکھا آپ نے میں نے"

کہا تھا کہ بھائی ہوگا۔ "!!وہ اپنی سیاہ خوبصورت

آنکھیں مٹکا کر بولی تو اسکی معصومیت بھری

چالاکی پر ضرار کا قہقہ گونجا تھا۔۔۔

www.zubinovelsone.com

پاس سے گزرتے کئی لوگوں نے مڑ کر اس

خوبرو شخص کو دیکھا۔ جو خوشی سے پاگل ہو رہا

تھا۔

www.zubinovelsone.com

تھوڑی ہی دیر میں وہ نور کو اٹھائے نعمت کے

پاس تھا۔۔

منع کیا تھا کہ رہنے دو ایک بیٹی ہی کافی ہے"

مگر تمہیں ہی شوق چڑھا تھا۔۔ دیکھو آنے سے

www.zubinovelszone.com

پہلے کتنا تنگ کیا ہے تمہارے بیٹے نے۔۔

"!!جب بڑا ہو گا تو کیا کرے گا یہ خانم ۔۔۔

ضرار نے بیڈ پر گود بنا کر بیٹھی نور آئینہ کی گود

میں موجود اپنے ننھے شہزادے کو ایک نظر دیکھتے

www.zubinovelsone.com

کہا تو نعمت مسکرائی ۔۔ اسنے نم نگاہوں سے

اپنی بیٹی کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سینے سے

لگائے بیٹھی کافی کیوٹ لگ رہی تھی ۔۔

www.zubinovelsone.com

بابا یہ بلکل خانم کی طرح ہے دیکھیں رونے"

لگ پڑا۔۔۔"!!بے بی کے رونے پر نور اپنی

چھوٹی سی ناک سکوڑ کر باپ سے بولی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

جس نے قہقہ لگاتے اسکے سر پر بوسہ دیے

بے بی کو اس کی گود سے لیا---

www.zubinovelsone.com

جبکہ نعمت اپنی بیٹی کو غصے سے گھور کر رہ گئی

۔ جو دن بدن باپ کی طرح بدتمیز ہوتی جا رہی

تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

یہ لو خانم اپنے لاڈلے کو جی بھر کر گھور لو"

خبردار جو میری سینیوریٹا کو یوں غصّے سے گھورا

تو۔۔۔!"

www.zubinovelszone.com

وہ بچہ اسکے قریب ڈالتے بڑے روعب سے بولا

تھا جس پر نعمت نے منہ کے زاویے بگاڑے

--

www.zubinovelsone.com

آپ خوش ہیں پاشا خان ؟ "وہ اپنے بیٹے کو"

محبت سے چومتے ضرار سے مخاطب ہوئی تھی

--

www.zubinovelsone.com

دل میں ایک عجیب سا ڈر تھا۔۔ ضرار اسکے

خوف کو دیکھ سر جھٹک گیا۔

بے حدّ خوش ہوں میری جان ۔۔۔ تم خوش"

ہو یہ خان بھی خوش ہے۔۔ "!!ضرار پاشا خان

www.zubinovelszone.com

اسکی پیشانی چومتے محبت سے بولا تو وہ آسودگی سے آنکھیں موندتے مسکرائی اگلے ہی لمحے وہ اپنی پیشانی پر نرم لمس محسوس کر کے چونک کر آنکھیں کھول گئی ---

www.zubinovelszone.com

میں بھی بہت خوش ہوں خانم ۔۔ گاڈ بلیس"

یُو۔۔۔ "!!نور آئینہ باپ کی طرح اسکی پیشانی

چومتے بولی تھی ۔۔۔اسکی معصومانہ حرکت پر

www.zubiinovelsone.com

ضرار کا پرجوش سا قہقہ کمرے کی در و دیوار میں

گونجا--

★★★★★★★★★★★★

www.zubinovelszone.com

ٹانگیں دباؤ میری دراب خان --- مجھے درد ہو رہا

ہے --- "!!بیڈ پر پاؤں پٹکھتے حریم غصّے سے

www.zubinovelszone.com

چیخی تھی ۔۔ اسکا پھولا پھولا وجود دراب خان

کے جذبات مزید بھڑکا گیا تھا ۔۔

وہ محبت پاش نگاہوں سے اپنی خوبصورت بیوی

کو دیکھتا نرمی سے اسکی ٹانگیں دبانے لگا ۔۔

www.zubinovelsone.com

حریم میرے رس گلے پلیز واپس چلو یار۔۔"

کب تک میں یوں سسرال میں خوار ہوتا رہوں

گا۔۔!"

www.zubinovelszone.com

دراب خان نے لاڈ سے کہتے اسکے پاؤں پر

انگلیاں ٹریس کی۔۔جس پر وہ فوراً سے پاؤں

پیچھے کو کھینچ گئی۔۔

www.zubinwelsone.com

بھول ہے یہ آپ کی دراب خان میں ہرگز"

نہیں جانے والی اس حویلی ۔۔ تم نے دھوکے

سے مجھے بہلا پھسلا کر اپنے پیار کے جال میں

پھانسا۔۔

www.zubiniovelsone.com

دیکھو میری حالت کیا بنا دی ہے تم نے۔۔

ٹھیک سے چلا تک نہیں جاتا مجھ سے ۔۔ کچھ

"!! بھی کھا لوں الٹی ہو جاتی ہے۔۔

www.zubiinovelsone.com

حریم اپنی آنکھیں رگڑتے غصّے اور بے بسی سے

بولی تھی -- دراب گہری سانس بھرتے اسے

دیکھتا رہ گیا --

www.zubinovelszone.com

اسکی پریگننسی کا ساتواں ماہ چل رہا تھا۔۔

پریگننسی کے سٹارٹنگ سے ہی وہ کافی چڑچڑی

سی ہو گئی تھی۔ بات بات پر غصہ کرنا رونا

دھونا۔۔ دراب خان بڑے تحمل سے اسے

www.zubinovelsone.com

سنبھالتا آ رہا تھا اور اسکی یہ حالت دیکھ کر

زارون سکندر خان کو بہت لطف آ رہا تھا اسکے

مطابق یہ خدا کی طرف سے اسے سزا دی گئی

تھی۔

www.zubinovelsone.com

میری جان بس تھوڑا سا صبر کر لو۔۔۔ ان"

"!!شاءاللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔

دراب اسے پیار سے پچکارتے ہوئے بولا۔ جب

www.zubinovelszone.com

اچانک دروازے پر دستک دے کر زارون اندر

داخل ہوا ۔۔

www.zubinovelszone.com

حریم بیٹا آؤ باہر بیٹھتے ہیں -- مینے بھی لان"

میں ہے--"زارون اپنی ہنسی کنٹرول کرتے

سنجیدگی سے بولا--

www.zubinovelszone.com

جی لالا چلیں چلتے ہیں --- "!!وہ ناک"

رگڑتے دراب خان کو اگنور کرتے زارون کی

طرف بڑھی۔

www.zubinovelsone.com

دراب خون آشام نظروں سے زارون کو گھورتے

مٹھیاں سختی سے بھینچ گیا۔۔

★★★★★★★★★★★★

www.zubinovelszone.com

لالا نام تو رکھیں ناں آپ اس چھوٹے"

شہزادے کا۔۔۔ "!! حریم اپنے چھوٹے سے

بھتیجے کے ہاتھ چومتے محبت سے بولی۔

www.zubinovelszone.com

"ممم اسکی مورے رکھیں گی نام اور محترمہ کو

"!اب تک نام ہی سمجھ نہیں آ رہا۔۔

زارون نے پاس بیٹھی گل کو گہری نظروں سے

دیکھتے کہا تھا۔ جو سنہری رنگ کی خوبصورت

www.zubinovelsone.com

پوشاک میں ملبوس بے تحاشہ حسین دکھ رہی

تھی ۔

میں نے نام سوچ لیا ہے خان ۔۔۔ "!!گل"

کی پرجوش سی چہک پر سبھی نے اسے دیکھا تھا

www.zubinovelszone.com

۔ داب خان بھی پاس بیٹھی بیگم کو بار بار

معافی طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔۔

جو اس سے لاڈ اٹھوا کر اب خوش دکھائی دے

رہی تھی ۔

www.zubinovelsone.com

میرے شہزادے کا نام عیسیٰ سکندر خان ہو"

"!!گا۔۔۔ عیسیٰ یعنی اللہ کا بندہ ۔۔

گل مینے خان نے بڑی سنجیدگی سے کہا ساتھ

ہی وہ مسکرائی تھی ۔۔ زارون نے مسکرا کر

www.zubiinovelszone.com

اپنے بیٹے کو گود میں بھرا وہ خوبخو باپ کا ہم

شکل تھا بس آنکھیں اس نے ماں سے چرائی

تھی وہی سنہری آنکھیں جن کا زارون سکندر

خان دیوانہ تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

ماشاء اللہ بہت ہی پیارا نام ہے میرے شیر"

بیٹے کا۔۔۔"!!زارون سکندر خان نے اسکے

گال چومتے اسکی بلائیں لے ڈالی تھی ۔۔

www.zubinovelsone.com

★★★★★★★★★★★★

محمل یار یہ چپ نہیں کر رہا اسے دیکھو کیا ہو"

گیا ہے اسے -- "!!اسال آغا شاہ اپنے ایک

www.zubiinovelszone.com

ماہ کے بیٹے یصال آغا شاہ کو رونے پر جھنجھلا

کر بولا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

اسکی اونچی آواز پر آغا جان ہانپتے ہوئے کمرے

سے باہر نکلے تھے -- یصال آغا شاہ کی چیخیں

پوری حویلی میں گونج رہی تھی --

www.zubinovelsone.com

کیا کر رہے ہو تم آغا۔۔ کب سے رو رہا ہے"

"!!یہ حالت دیکھو اسکی ۔

آغا جان کی آواز سنتے ہی اسال کی گود میں موجود

یصال شاہ کی آواز فورا سے بند پڑی تھی وہ اپنی

www.zubinovelszone.com

خوبصورت نیلی آنکھیں پھیلائے آغا جان کو دیکھ

رہا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

جنہوں نے بنا تاخیر کے اپنے جگر کے گوشے کو

قریباً اس سے چھینا تھا۔ جو ان کی گود میں

جاتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔

www.zubinovelszone.com

اسال ہکا بکا سا اپنے چھوٹے سے بیٹے کی"

کرتوت ملاخظہ کر رہا تھا۔۔ جو اتنی سی عمر میں

سب سمجھ رہا تھا کہ کون اسے بے حد لاڈ پیار

www.zubinovelszone.com

دے رہا ہے اور کس سے اسے بنائے رکھنا ہے

--

www.zubinovelszone.com

"سائیں کیا ہوا --- کیوں رلایا آپ نے میرے بیٹے کو ---- آپ رخ کو پکڑیں میں اسے دیکھتی ہوں --!!"

www.zubinovelszone.com

محمل خفگی بھرے انداز میں کہتے ماہ رخ کو

اسے تھما گئی۔ جو باپ کی گود میں جاتے ہی

خوشی سے کھلکھلا پڑی تھی۔

www.zubinovelszone.com

اسال اپنی لاڈلی کے گال چومتے اسے سینے میں

بھینچ گیا تھا۔ جو اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکے

چہرے کو چھو رہی تھی۔

www.zubinovelsone.com

جبکہ محمل اب آغا جان کے ساتھ کھڑی اپنے

لاڈلے کے ناز نخرے اٹھا رہی تھی۔ جو آغا

جان کے ساتھ ساتھ ماں کی توجہ پاتے ہی

مسکرا پڑا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

لالا اسے بھی چپ کروا دیں پلیز یہ کب سے "

روئے جا رہی ہے -- بدر جانے کب آئیں

گے -- ؟ اس آفت نے مُجھے خوار کر دیا ہے

--"

www.zubinwelszone.com

روپ شاہ ہانپتی ہوئی رملہ کو باہر لاتے ہی

اسال کی گود میں ڈال گئی جو پہلے سے ماہ رخ

کو سنبھال رہا تھا۔

www.zubinovelsone.com

روپ اپنی بیٹی کی سبز آنکھوں خود پر پاتے غصے

سے اسے گھورتی رہ گئی جس نے صبح سے ہی

گلا پھاڑ پھاڑ کر اسے ہلکان کر رکھا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

پوری شاہ حویلی بچوں کی کھلکھلاہٹوں اور چیخوں

سے گونج رہا تھا ایسے میں اسال آغا شاہ اپنی

دونوں لاڈلیوں کو اٹھائے لان کی سمت بڑھ گیا

www.zubinovelsone.com

تھا۔۔ جو اسال کی توجہ پاتے ہی خاموش ہو

گئی تھی ۔۔

www.zubinovelszone.com

جبکہ روپ اب ثمینہ شاہ کو کھانے کھلانے کی

غرض سے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

تھی۔۔

www.zubinovelszone.com

پچھلے چند سالوں سے ان کی حالت ایسی ہی

تھی۔ وہ کھانے پانی تک کیلئے دوسروں کی

محتاج ہو گئی تھی ۔۔ ایسے میں روپ شاہ اپنے

www.zubinovelsone.com

شوہر کے ساتھ مل کر ان کی دیکھ بھال کرتی

تھی --

ساحر کیوں مارا بھائی کو ---؟ "نعمت اور گل"

مینے خان کب لان میں کھیلتے عیسیٰ اور ساحر کو

www.zubinovelszone.com

دیکھ رہی تھی۔ جو ایک ساتھ بیٹھے کھیل رہے

تھے --

اچانک ساحر خان نے اٹھ کر عیسیٰ کے منہ پر

زور دار تھپڑ مارا تھا۔ عیسیٰ بری طرح سے رو دیا

www.zubinovelszone.com

تھا۔۔ وہ سنہری آنکھوں والا گول مٹول سا بچہ

تھا۔۔ جو کافی معصوم سا تھا۔ جبکہ ساحر ضرار

پاشا خان اسکے برعکس کافی ہوشیار تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

اسکی شہد رنگ آنکھیں ہمہ وقت چمکتی رہتی

تھی۔۔ کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ کب کیا کر

جائے۔۔

www.zubinovelsone.com

نعمت نے آگے بڑھ کر ساحر کو ڈانٹتے ہوئے

عیسیٰ کو گود میں بھرا تھا۔۔جو روتے ہوئے

اسکے گلے سے لگا۔۔

www.zubinovelszone.com

ساحر منہ پھلائے اپنی ماں کے گلے سے لگے

عیسیٰ کو دیکھ رہا تھا۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں

غصّے کی سرخیاں جھلکی تھی وہ اپنی ماں کے

معاملے میں بے حدّ پوزیسو تھا۔

www.zubinovelsone.com

نعمت شاہ کی توجہ اپنی ذات کے سوا کسی

دوسرے پر وہ قطعی برداشت نہیں کر سکتا تھا

--

www.zubinovelszone.com

اب بھی وہ غصّے سے عیسیٰ کو گھور رہا تھا --

بھابھی آپ اپنے بیٹے کو اٹھا لیں اور عیسیٰ کو"

مجھے دے دیں -- ورنہ یہ پھر سے مارے گا

"!! عیسیٰ کو---

www.zubinovelsone.com

گل مینے خان بھتیجے کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے

مسکرا کر نعمت سے کہتی وہ عیسیٰ کو اپنی گود

میں بھر گئی۔

جو ماں سے لپٹ گیا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

آجا میرا شہزادہ بیٹا۔۔۔ "!!نعمت لب دبائے"

اسکے غصّے سے پھولے چہرے کو دیکھ کر جھکتے

اسے گود میں بھر گئی تھی۔۔ جو ایکدم سے ماں

سے لپٹ گیا۔۔

www.zubinovelszone.com

نعمت شاہ سے اسکا پیار ساری حویلی والے

جانتے تھے۔۔ وہ باپ تک کو اپنی ماں کے

قریب برداشت نہیں کرتا تھا۔۔

www.zubinovelszone.com

اب بھی نعمت اسکے گال چومتے اسے اٹھائے

اندر بڑھی تھی ۔۔ جس کے تیکھے نین نقوش

سرخ ہو رہے تھے ۔ معا پورچ میں گاڑی رکنے

www.zubinovelszone.com

کی آواز پر نعمت کے قدم ایکدم سے تھمے تھے

--

ضرار پاشا خان ، گاڑی سے نکلتا نور کو اٹھائے

اسی سمت آیا تھا--

www.zubinovelszone.com

کیسی ہو خانم ؟ "ضرار اسکے گہری محبت"

بھری نگاہوں سے دیکھتے جھک کر اسکے گال پر

بوسہ دے گیا۔۔ جس پر نعمت خفت سے

سرخ پڑی تھی ۔۔

www.zubinovelsone.com

نور آئینہ ماں کے سرخ چہرے کو دیکھ کر لب

دبا گئی وہی ساحر نے باپ کو غصّے سے

گھورتے ہوئے ماں کے گال کو اپنے ننھے ننھے

ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

بہت ہی کوئی بدتمیز ہے تمہارا بیٹا خانم ۔۔۔"

اسے بڑا ہو لینے دو بورڈنگ میں ڈالوں گا

اسے۔ "ضرار دانت پیستے اسکا گال کھینچتے

ہوئے بولا تھا۔۔

www.zubinewelstone.com

جبکہ نعمت اور ساحر دونوں کو ہی اسکی بات

پسند نہیں آئی --

خبردار جو ایسا سوچا بھی آپ نے -- میرا بیٹا"

میرے پاس رہے گا--- کوئی بھی اسے مجھ

www.zubinovelszone.com

سے دور نہیں بھیجے گا۔ "!!نعمت اسے سینے

میں چھپاتے بڑبڑا کر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی

۔

www.zubinovelsone.com

جبکہ وہی نور آئینہ اور ضرار پاشا خان ان ماں

بیٹے کے غصّے پر کھلکھلاتے ہوئے اندر بڑھے

تھے۔۔

www.zubinovelszone.com

کیا ہو گیا میرے چاند کو۔۔۔؟ اتنا سرخ کیوں"

ہو رہا ہے یہ؟"زارون سکندر خان کف فولڈ

کرتے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

www.zubinovelsone.com

جہاں بیڈ کے وسط پر اسکا بیٹا کھلونوں سے

کھیل رہا تھا۔۔ زارون اسکے گال چومتے اسے گود

میں بٹھاتے گل مینے خان سے مستفسر ہوا تھا

۔۔

www.zubinovelsone.com

جو کمرے کی صفائی کر رہی تھی -- "کچھ نہیں

خان --- ساحر کے ساتھ کھیل رہا تھا تو اسنے

مار دیا۔ بس اس وقت سے موڈ خراب ہے

"!!اس کا--

www.zubinovelszone.com

گل کے بتانے پر زارون نے اپنے بیٹے کو دیکھا

تھا۔۔ جس کی سنہری آنکھوں میں سرخی واضع

تھی ۔۔ حویلی میں سب یہی سمجھتے تھے کہ

عیسیٰ کافی معصوم سا بچہ ہے مگر زارون سکندر

www.zubinovelsone.com

خان یہ اچھے سے جانتا تھا کہ اس کا بیٹا

معصوم نہیں بلکہ اپنوں کے آگے خاموش ہو

جانے والا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

اسے کل کا واقعہ یاد آیا جب وہ اسے پارک لے گیا تھا جہاں ایک چھوٹے سے بچے نے عیسیٰ کا ٹوائے چھیننا چاہا تھا جس پر عیسیٰ نے اسے غصّے سے زور دار طریقے سے پش کیا تھا۔ وہ

www.urdunovelszone.com

بچہ عمر میں عیسیٰ سے بڑا تھا مگر عیسیٰ کے

سامنے وہ بچہ ہی تھا۔۔

زارون اپنے بیٹے کے اس عمل پر شدید حیرت

زدہ ہوا تھا وہ اسکی عادات سے بخوبی واقف تھا

www.zubinovelsone.com

وہ اپنی چیزوں کے معاملے میں باپ سے بھی

زیادہ شدت پسند تھا اتنی سی عمر میں ہی اسکی

خاصیت صاف جھلکتی تھی --

www.zubinovelsone.com

زارون اسکے گال چومتے اسے اٹھائے بالکونی کی

طرف بڑھ گیا۔ وہ اسکے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا

چاہتا تھا تاکہ وہ جلد از جلد سو سکے۔۔

www.zubinovelszone.com

★★★★★★★★★★★★

اسے سنبھالے دراب یہ میرے بال خراب"

کر رہی ہے۔ "!!حریم نے جھنجھلا کر حرم کو

www.zubinovelszone.com

اسکی گود میں ڈالا تھا جس نے ماں کی حالت پر

قہقہ لگایا تھا۔۔

دراب خان بھی مسکرایا تھا مگر بیوی کے دیکھتے

ہی اسکی مسکراہٹ سنجیدگی میں بدلی۔

www.zubinovelszone.com

بہت گندی بات حرم ۔۔ ماما کو تنگ نہیں"

کرتے۔۔ "!!وہ اب حرم پر مصنوعی غصہ کر

رہا تھا ۔۔ جس کی سیاہ خوبصورت آنکھوں میں

شرارت کا جہاں آباد تھا۔

www.zubinovelsone.com

صاف ظاہر تھا کہ وہ باپ کی بات کو سنجیدگی

سے نہیں لے رہی۔

اچھے سے جانتی ہوں میں دراب خان کہ تم"

یہ سب کچھ جان بوجھ کر رہے ہو۔۔ یہ چالاک

www.zubinovelszone.com

لومڑی تمہاری طرح ہی تیز ہے -- دونوں باپ

"!! بیٹی نے میری جان عذاب کر دی ہے--

وہ اپنی سٹائلش پوشاک کو درست کرتے خفگی

سے بڑبڑا کر اندر چلی گئی --

www.zubinovelsone.com

جبکہ دراب خان نے سنجیدگی سے حرم کو دیکھا تھا۔ جو پہلے تو باپ کو سنجیدگی سے دیکھنے لگی پھر اگلے ہی لمحے ان دونوں کا پرجوش سا قہقہہ فضا میں گونجا تھا۔۔

www.zubiinovelszone.com

ارے واہ کیا بات ہے دراب کس بات پر"

لوٹ پوٹ ہو رہے ہو تم دونوں باپ بیٹی

؟--"

www.zubinovelszone.com

سفید سوٹ پر سیاہ جیکٹ زیب تن کیے زرغان

خان اپنی بھرپور مردانہ وجاہت کے ساتھ اس

کے سامنے کھڑا تھا۔

www.zubiinovelszone.com

کچھ نہیں یار -- اسکی ماں نے ہم دونوں"

باپ بیٹی کو بہت تنگ کیا ہے نو ماہ تک اب

آہستہ آہستہ وہ بدلا ہم باپ بیٹی مل کر پورا کر

رہے ہیں -- "!!دراب نے آنکھ دباتے کہا تو

www.urdunovelsone.com

زرغان خان ہنستے ہوئے سر نفی میں جھٹک گیا

www.zubinovelszone.com

"اگر میری شادی وقت پر ہو جاتی ناں تو یہ

آفت کی پڑیاں میں تجھ سے چھین کر لے جاتا

--!!"

www.zubinovelsone.com

وہ ننھی سی پری زرغان خان کے دل کے بے

حد قریب تھی۔۔ باقی سب بچوں میں سے اسکا

مزاج نرالا ہی تھا۔۔ وہ پیشتر وقت ہنستی

کھلکھلاتی سب کی توجہ کا مرکز بنی رہتی تھی۔۔

www.zubinovelszone.com

اچھا چل چھوڑ شکر ہے تیری شادی نہیں"

ہوئی ۔۔ جوتے گھسیٹ گھسیٹ کر بھوڑا ہو گیا

ہے تو شکر کر وہ نخریلی میڈم مانی تو۔ اب

جلدی کر بارات لے کر نکلتے ہیں اس سے

www.zubinovelstone.com

پہلے پتہ چلے کہ اسال آغا شاہ کی وہ نخریلی کزن

"پھر سے شادی سے انکار کر چکی ہے --

دراب خان نے آنکھیں گھما کر کہتے اسے ساتھ

گھسیٹا تھا --

www.zubinovelsone.com

گاڑیاں تیار کھڑی تھی -- جس میں اب زرغان

خان دھڑکتے دل سے اپنی دولہن کو لانے

کیلئے روانہ ہوا۔

www.zubinovelsone.com

★★★★★★★★★★★★

"!!نور بیٹا کچھ کھا لو کب سے آپ بھوکی ہو"

محمل نے پاس بیٹھی سات سالہ نور آئینہ کا

www.zubinovelszone.com

سر تھپکتے شفقت سے کہا۔۔ جو اتنی سی عمر

میں بھی خجاب کرتی تھی یہ شوق اسے سکول

سے پڑا تھا۔۔

www.zubinovelsone.com

بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ وہ کافی سمجھدار ہوتی

جارہی تھی --

www.zubinovelszone.com

مجھے بھوک نہیں لگی آنی ۔۔ "!!وہ مسکرا کر"

بولی تھی ۔۔ نظریں محمل قریشی کی خوبصورت

آنکھوں پر ٹھہر سی گئی تھی ۔

www.zubiinovelszone.com